زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء

یعنی

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

مرتبہ اے اسٹریچی صاحب بہادر رپورٹر ہائیکورٹ
و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بہادر

مترجمہ

منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال
وکیل عدالت ضلع الہ آباد

مطبع زبدۃ النظایر الہ آباد مین منشی اودھ بہاری لال منیجر کے اہتمام سے طبع ہوا

اسمائے حکام ہائیکورٹ

سر جان ایج صاحب بی اے ایل ایل بی کے ایل ایوسی نیٹ چیف جسٹس

جسٹسان:
- ڈگلس اسٹریٹ صاحب بیرسٹر ایٹ لا
- بلیوڈرس صاحب بی اے سی ایس
- سید محمود صاحب بیرسٹر ایٹ لا
- جی ای ناکس صاحب سی ایس

پی ریڈ صاحب سی ایس رجسٹرار
جے کلارک صاحب ڈپٹی رجسٹرار
جے ڈبلیو والش صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار
اے اسٹریچی صاحب بی اے ایل ایل بی بیرسٹر ایٹ لا - رپورٹر
ڈبلیو ای پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا قائمقام رپورٹر
سی ایچ ہل صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لا اسپنک ... - ایڈیٹر
سی سی ڈلن صاحب بیرسٹر ایٹ لا قائمقام
منشی رام پرشاد صاحب گورنمنٹ پلیڈر

بمعاملہ درخواست دلدار خان	۴۷۸	جواہر لال بنام کشور چند	۳۲۹
ـــــــ دولت سنگھ	۴۷۹	جوالا پرشاد بنام سالگرام	۴۲۷
ـــــــ شیو سہاے بھگت	۴۸۸	ـــــ دی بنام پربھو	۱۱۵
ـــــــ عبد العزیز	۴۸۶	چاند مل بنام انگن لال	۳۵۶
ـــــــ قدم سنگھ	۲۲۹	چندر پالی کنوری بنام بھیرو سنگھ	۲۹۸
ـــــــ لٹی رام	۴۸۴	چین سنگھ بنام پاربتی	۵۸۷
ـــــــ میری ڈی کاسٹھو	۳۱۷	چھدو بنام ہرو پرشاد	۱۰۸
ـــــــ ہر یداس	۵۷۷	چھیدا لال بنام موہن چند	۴۶۵
سی دیبی بنام سیتا رام	۳۹۹	خوشحال چند بنام نظام النسا	۲۳
رام راے بنام سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل	۳۶۹	درگا دیی بنام بھگونت پرشاد	۲۸۷
بدا بنام کونسلیا	۴۷	دوارکا پرشاد بنام غلام قنبر	۳۱۴
بودھن بنام فضل علی	۳۶۱	دولہن سونراج کنور بنام اودان سنگھ	۳۰۹
بودھی بی بی بنام بابو رام	۱۸۱	دیبی داس بنام امراؤ سنگھ	۴۰۱
بجناتھ بنام سیتل سنگھ	۱۹۰	دہرم نراین لال بنام جگ موہن	۴۴۷
بھگوانی بنام منی لال	۱۲۰	رادہا بنام بیچو رام	۴۷
بھوانی بخش بنام رام دئی	۱۵۳	پرشاد بنام پرکاش راے	۲۳۱
ـــــ پرشاد بنام رگھوناتھ پرشاد	۵۴۸	ـــــ سنگھ بنام متھرا چوبے	۵۷۸
پتیسری پرتاپ نراین سنگھ بنام چمپا لال	۳۲۸	کشن بنام راج کشور	۴۲۶
پیلشی بنام اولاد فاطمہ	۲۴۳	رام کشن اوپادھیا بنام دیبا اوپادھیا	۴۲۶
تلسا بنام خوب چند	۵۱۵	لال دوبے بنام ہرنندن سنگھ	۴۰۸
ٹھاکر داس بنام گوبند سنگھ	۴۰۰	رحیم بخش بنام انکو بنیڈ سروس بنک لمیٹیڈ	۴۳۹
جانکی بنام بلدیو سنگھ	۵۰۸	رستم علیخان بنام عباسی بیگم	۳۹۷
جسودہا نند بنام کنہیا لال	۳۷۲	رعایت النسا بنام حاجی محمد اسمعیل خان	۵۰۳
جگروپ راے بنام رادھی سنگھ	۱۷۵	رگھبیر سنگھ بنام نیندو سنگھ	۳۶۶
جنگ بہادر سنگھ بنام شنکر راے	۱۴۸	رمضان بنام گریڈ	۱۱

دو کمنی بنام پیاری لال	۸۷	قیصر ہند بنام بدھ سین	۳۰۰	۱۳/۲۵۱
سری لال بنام کشن لال	۴۴۷	——— برمہرجیت	۳۹۴	
۱۳/۳۴ نواس رام پانڈے بنام اودت نرائن مصر	۱۸۳	——— بشنبہرلال	۴۵۴	۱۳/۵۲۷
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام	۲۷۰	——— بہوبن	۱۲۹	۱۳/۱۶۱
بھگونتی بی بی ———		——— پیا بہے	۴۰۷	
سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام ۱۳/۲۹۶	۲۳۶	——— چریجی	۳۰۵	
مداری لال ———		——— شیودیال	۲۹۲	
سمیع الدین خان بنام کنور بان سنگھ	۱۰۲	——— کرم علی	۴۰۵	
سنت لال بنام کشن سہائے	۴۳۵	——— کلو	۲۶۵ و ۱۷۷	
سونکلی بنام بھیرون بخش رام	۴۱۴	——— کلیان سنگھ	۵۴۷	
سوہنا [illegible] بنام خلق سنگھ	۱	——— کنہال	۲۲۴	
سید حسن بنام میر خان	۲۸۴	——— کوڑا	۳۲۱	
شاہ صفات عالم بنام دینا پرشاد سنگھ	۲۷۳	——— لیکھراج	۵۲۰	
شیری بنام گنیشی	۵۴۵	——— محمد معمور خان ۱۳/۳۳۷	۲۵۸	
شیو برن بنام منوک رام	۴۹۳	——— میکو	۵۰۰	
شیر سنگھ بنام ۱۳/۵۶۱ دیارام	۴۴۵	——— ناکو	۴۹۱	
ظہور احمد بنام چھیدی لال	۲۹	——— ندلا ۱۳/۳۱۹	۴۷۱	
عباس علی بنام غلام نبی	۳۷۴	——— ہردیو سنگھ	۳۳۲	
عبد العلی خان بنام کھیت سنگھ	۲۴۰	——— سیوز ۱۳/۲۵	۴۵۶	
عبد الغفور بنام للتو	۱۷۳	——— بھگوانداس	۱۰۹	
علی بخش بنام صاحب دین	۴۲۲	——— بھونی رام	۲۴	
قبول سنگھ بنام سانول داس	۳۴۲	کالو رام بنام فہمین	۸۸	۱۳/۱۶۴
قیصر ہند بنام آریا بہورن	۲۸۱	کالی داس بنام جانی بچے شنکر	۳۹۱	۱۳/۳۹۱
——— الگزنیڈر ولیم	۵۵۰	کرامت خان بنام میر علی احمد	۴۳۳	
——— بچنا	۱۴۹	کشن سہائے بنام الہ داد خان	۵۸۴	۱۳/۹۴

۱۳/۳۸۳	کشن لال	بنام	محمد صفدر علیخان	۳۷۷
۱۳/۲۳۹	گیان سنگھ	بنام	کامتا پرشاد	۲۷۸
	کنور شیر سنگھ	بنام	چھتر سنگھ	۲۵۵
	گنپت رائے	بنام	عیدو	۱۷۹
۱۳/۲۸۹	گوبند ناتھ تواری	بنام	گجراج متی	۳۸۰
	گوپال جی	بنام	جگو مصر	۵۵۱
	گوکل سنگھ	بنام	ڈیکا رام	۳۵۳
۱۳/۳۹۶	گیا سنگھ	بنام	اودت سنگھ	۳۸۲
	گھنشام داس	بنام	شیو منگل سنگھ	۴۰۷
	لچھمن سنگھ	بنام	ایشری سنگھ	۱۸۰
	مادھو پرشاد	بنام	دیبی دیال	۴۵۰
۱۳/۲۷۷	محمد بہار	بنام	بجال سنگھ	۲۲۳
	---سعدی	بنام	محمد عبد الرزاق	۳۷۵
	---عباس	بنام	معشوق علی	۹۴
۱۴/[illegible]	مرتضائی بی بی	بنام	جمنا بی بی	۳۳
۱۳/[illegible]	مرزا انند رام	بنام	معصومہ بیگم	۲۹۳
۱۴/۵	مریم بی بی	بنام	سکینہ بی بی	۵۶۳
۱۳/۵۳۳	ملک رحمت	بنام	شیو پرشاد	۴۶۱
	ملو خان	بنام	نہال سنگھ	۴۹۷
	منسا رام	بنام	سندر	۵۸۷
	منگل سین	بنام	روپ چند	۲۶۰
	مہابیر پرشاد	بنام	شاہ وحید عالم	۴۱۱
۱۳/۳۸۶	---مصر	بنام	مہادیو دت مصر	۳۸۹
۱۳/۴۳۰	---سنگھ	بنام	بہاریلال	۲۶۶
				۲۹۵

مہنگو کنور	بنام	فوجدار کنور	۲۹۰
منیوسپلٹی کانپور	بنام	نتھی مل	۲۲۷
متھرا داس	بنام	بھوانی غلام پال	۳۴۶
متھو لال ۱۳/۵۶۹	بنام	محمد احمد	۵۸۱
نامدار چودھری	بنام	۱۴/[illegible] اکرم راجی	۲۵۰
نصرت اللہ	بنام	۱۳/[illegible] مجیب اللہ	۳۲۳
نگیشر پرشاد	بنام	سری لواس پانڈے	۹۰
نوبت سنگھ [illegible]	بنام	اندر سنگھ	۱۳
نورنگ رائے	بنام	لطیف چودھری	۴۰۳
نتھن	بنام	۱۳/۵۲۱ کملا کنور	۴۴۹
ولی احمد خان	بنام	[illegible]	۱۳/۵۲۱
ہربلاس	بنام	لچھمنداس	۱۱۴
ہرگولال سنگھ	بنام	۱۳/۱۱۹ محمد رضا خان	۴۲
ہری بخش	بنام	گلاب رائے	۴۶۹
یوسف خان	بنام	۱۳/۴۳ سرون	۳۸۶

فہرست مضامین

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۱۰ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبنیو کے پوٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیوسہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳ — جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ — اسپیشن معہ مصولات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر بابت چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے
زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران فہ

مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ			
معہ مصارف	اسٹیشن	فہرست مقدمات	نمبر ۴ / جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ اسلات و زر ہائے چندہ بنام منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹیٹ ہی ٹی بیلوکے پورٹر صاحب بیرسٹر ان و
مترجمہ منشی مشیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر ۸
مفصلات	اسپیشن		جلد ۱۱

۴۰	ہنڈل ——— بنام ——— کونسلیا

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۰ فروری ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے بجر صاحب بیرسٹران

ترجمہ منشی شمبو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ — اسٹیلمین منفصلہ		نمبر ۶ — جلد ۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہاے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ آنریبل مسٹر یحیی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و
مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی گمبھیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲
اسٹیشن منفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

چندہ منفصلات و زر ہائے چندہ پاس منشی گمبھیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدة النظائر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۱۲ر فروری ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب بیرسٹران و ڈبلیو کے پورٹر صاحب مترجمہ منشی شیو سہاے مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ | اشتہارات [illegible]

نمبر ۹ | جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ بلا مراسلات زر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۸ فروری سنہ ۱۸۷۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو لے یور صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ			نمبر ۸
پیشگی	بعد	## فہرست مقدمات	جلد ۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۷ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹیلے شیر صاحب و ڈبلیو مسکیلو رنر صاحبان بیرسٹران و
مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ / اسٹیشن و مفصلات	فہرست مقدمات	نمبر ۱ / جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۴ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اشٹریچی صاحب و ڈبلیو کے ایڈمز صاحب بیرسٹران

مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۰
اسٹیشن مفصل		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۲، مارچ سنہ ۱۸۸۱

مقدمات منفصلہ ہائیکوٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبۂ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۲
اسٹیشن مفصلات	فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۸ ؍ مارچ سنہ ۱۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ لے سٹریجی صاحب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا
و مترجمہ منشی شیو سہائے صاحب و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۳
اسٹیشنری وغیرہ مفصلات	## فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

زبدة النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۸۸۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ راے شیو رتن حسب منظوری جناب ولیم کے پور تر جناب بر...

مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ ...	فہرست مقدمات	نمبر ۱۴۱
...		جلد ۱۱

بیجناتھ بنام سیتل سنگھ	۱۹۰	مسری نواس رام پاند بنام اودے نراین سہے	۱۸۳

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

زبدة النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۱ء
مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر ایچ مناو ڈبلیو کے پورٹر صاحبان بیرسٹران و
مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۱۵
اسٹیشن منفصلہ		جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے بھیجے جانا چاہیے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و دبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران حسب

و ترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۶	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن منفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ ارسال زر بنام چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ آے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہای منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۱۷
اسٹیشن مفصلات	**فہرست مقدمات**	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ ارسال زر چندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۱ مئی ۱۸۸۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اے سٹریچی صاحب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

ومترجمہ منشی شیو سہائے منصف ومنشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۸	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اشتہارات منفصلہ

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۶ / مئی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹیٹ سیکرٹری صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴
اسٹیشن منفصلہ		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۹ مئی ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۹ جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اسٹیشن مفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۳ مئی ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اشیرگی صاحب عنلوڈ بلیوکے پورنر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۱
اسٹیشن منفصلہ	فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات اور زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ انظایر ہفتہ وار

۳۰ مئی ۱۸۹۱ء

مقدمات فیصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہاے مصنف ومنشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۲	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن مفصلہ

فہرست مضامین

مطبع زبدۃ انظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

٢٦ جون ١٨٩١ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیوسہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۳ جلد ١١	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ اشتہار بعد ازین مفصلاً

فہرست مضامین

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۳ر جون ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے شیریجی مناٹو دبلیو کے پور مٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۲۴
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات در باب چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظائر ہفتہ وار

۲ جون سنہ ۱۹۰۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اسلے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۵	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		اسٹیشن مفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر بنام بندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

زبدة النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۰ جون ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک غربی وشمالی مرتبہ اسی اسٹیریچی جناب ڈبلیو کے پور صاحب بیرسٹر ان و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹامپ منصفان	فہرست مقدمات	نمبر ۲۴ جلد ۱۱

مولک رام بنام چمپا لال	۳۶۲	... بنام فضل علی	۳۶۱
بلدیو سہاے بنام بجناتھ	۳۶۴	رگھوبیر سنگھ بنام نندو سنگھ	۳۶۶

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہاے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۴ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

ومترجمہ منشی شیو سہائے مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۷ جلد ۱۱	## فہرست مقدمات	اسٹیشن مفصلہ

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۱ جولائی ۱۸۹۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۸ جلد ۱۱	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ اشتہار منفصلات

کشن لال بنام محمد صفدر علیخان	۳۷۷	گیا سنگھ بنام اودت سنگھ	۳۸۲
گوبند ناتھ تیواری بنام مہراج متی ٹھکرائن	۳۸۰	یوسف خان بنام سرون	۳۸۶

فہرست مضامین

اجرائے ڈگری	۳۷۷	بسوم عدالت جو نالش مدعی کو رپر قابل ادا ہے	۳۸۰
اسامی ساقط المالکیت	۳۸۲	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۵ و ۳۱۵	۳۷۷
استحقاق ساقط المالکیت کا ترک کرنا	۳۸۲	مرتہنان اول و دوم	۳۸۶
استقراریہ کہ بعض جائداد مدیون موروثی شترکہ		نالش خریدار نیلام واسطے فک الرہن زر ثمن نیلام کے	۳۷۷
ہباء زر ملان ڈگری کے اجرا میں قابل نیلام نہیں ہے	۳۸۰	نالش منجانب مرتہن دوم واسطے خلاصی رہن اول کی	۳۸۶
انتقال کاشت دخیلکاری کا	۳۸۶	واسطے مدیون ڈگری استقراریہ کے	۳۸۰
ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعات ۹ و ۳۱	۳۸۲	نیلام صیغہ اجرائے ڈگری	۳۷۷
		نیلام کا منسوخ ہوجانا	

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرِ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

بس اللہ

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۸ جولائی ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ سا شیریجی چنا ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۲۹
اسٹیشن مفصلات	## فہرست مقدمات	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۳ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے سٹریچی صاحب و ڈوبا بیوے یو۔ بیرسٹر صاحبان و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳۰
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئیے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

یکم اگست سنہ ۱۸۹۰ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ [illegible] صاحب [illegible] بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۳
اشتہار مفصلات	**فہرست مقدمات**	جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر [illegible] بنام منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

زبدۃ النظایر الہ آباد

زبدة النظائر ہفتہ وار

۵ اگست ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر جی صاحب ڈبلیو کے ... برسٹر و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۲	# فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		[illegible]

اشرف بیگم بنام محمد صفدر علیخان	۴۱۷	جوالا پرساد بنام سالک رام	۴۲۷
الہی بخش بنام بیجناتھ	۴۲۴	رادھا کشن بنام راج کشور	۴۲۶
علی بخش بنام صاحبدین			۴۲۳

فہرست مضامین

اپیل		عدالتہائے دیوانی و مال	۴۲۷
اجرائے ڈگری	۴۱۷ ۴۲۴ ۴۲۶	غلط استعمال اختیار سماعت کا سنجانب عدالت ماتحت کے جو وجہ اپیل کی ہائیکورٹ مین ہو سکتی ہو	۴۲۷
اختیار سماعت	۴۲۴		
انصاف عدل و نیک نیتی	۴۲۶	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۵۴۰ و ۵۸۸	۴۲۴
ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ ضمن (۴)	۴۱۷	دفعہ ۳۱۱	۴۲۳
برادران متوفی کے جو ذات مین ہون	۴۲۶	دفعہ ۳۷۳	۴۱۷
بنا اراضی حکم مذکور کے اپیل کا ہونا	۴۲۴	میعاد سماعت	۴۱۷
سہو الکتابتی اہم	۴۲۳	نقصان واقعی	۴۲۳
پسران متوفی کے بنیہ بیوہ سے	۴۲۶	نیلام صیغہ اجرائے ڈگری	۴۲۲
درخواست اجرائے ڈگری سے دست برداری	۴۱۷	مین خریدار کی نادہندگی	۴۲۴
مطابق قانون کے	۴۱۷	مکرر مین کی قیمت کا ہونا	۴۲۴
حکم پوری کرنے کی کا بنام خریدار نادہند	۴۲۴	وراثت ذات سے خارج برہمن کی	۴۲۶

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدة النظائر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۵ اگست سنہ ۱۸۹۱ء

... نظایر فیصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران ...
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۳	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ ...
جلد ۱۱		اشتہارن مفید ...

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیئے

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۲ اگست سنہ ۱۸۸۴ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
ومترجمہ منشی شیو سہائے مصنف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۳ / جلد ۱۱	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ / سیشن معہ مفصلات

دیسرم نراین لال بنام جگموہن پانڈے	۴۴۷	رحیم بخش بنام ہلکوی میڈرس بنک لمیٹڈ	۴۳۹
رام کشن و یادہیا بنام دیپا و یادہیا	۴۴۲	سری ناتھ بنام کشن لال	۴۴۶
شیر سنگھ بنام دیا رام			۴۴۵

فہرست مضامین

اپیل ——	۴۴۶	عرضی نالش کے نامنظوری مابعد ——	۴۴۷
دوم ——	۴۴۶	عمل رامد ——	۴۴۶
اجرائے ڈگری ——	۴۳۹	قاعدہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام	۴۴۲
اصول امر تجویز شدہ کا جو کارروائی اجرائے ڈگری	۴۴۲	کمی کا اندر میعاد عطیہ عدالت مین پورا ہونا	۴۴۷
سے متعلق کیا گیا ہے ——	۴۴۲	مالکانہ ——	۴۱۲
ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۲۸ ——	۴۴۷	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۵	۴۴۷
۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۹ ——	۴۳۹	دفعہ ۳۷۳ ——	۴۴۳
برعایت عذرات مدعا علیہ کے عرضی نالش کا نامنظور ہونا	۴۴۷	دفعات ۵۶۲ ——	
ڈگری بمقابلہ جایداد مکفولہ و نیز بمقابلہ ذات مدیون ڈگری	۴۴۹	و ۵۸۸ ضمن (۶) ——	۴۴۶
حکم واپسی بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی	۴۴۶	نالش متعلق جایداد غیر منقولہ ——	۴۴۶
عرضی نالش بغرض پیش کرنے عدالت مناسب کے	۴۴۶	وقت سماعت کے اوس عذر کا کیا جانا	
عرضی نالش کا اسٹامپ ناکافی پر ہونا	۴۴۷	جو یادداشت اپیل مین درج نہین ہے	۴۴۶

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہاے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۹ر اگست سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منتخبہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر جی ... ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر ایٹ لا ... منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۵ / جلد ۱	فہرست مقدمات	قیمت ۱۰ آنہ / اسٹیمپ ...

فہرست مقدمات

قیصر ہند بنام بشمبر لال	۴۵۴	مادہو پرساد بنام دیبی دیال	۴۵۰
— بنام مہا... ہیوز —	۴۵۶	مہتن بنام الکما کنور	۴۴۹

فہرست مضامین

ایکٹ ... سنہ ... دفعہ ...	۴۵۴	سرکاری ملازم کے باعتبار شہور کرائے ہوے حکم عدول کرنا ہے	۴۵۴
دفعات ۲۹، ۲۶۳	۴۵۶	کیا سٹے ہدایت غلط کے حد تک پہونچتی ہے	۴۵۶
... سنہ ... دفعات ۶۲ و ۶۸	۴۵۱	مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۲ و ۱۳۷ و ۱۴۰	۴۵۴
ثبوت	۴۴۹	معاہدہ بہ نسبت اس استحقاق مرتہن کے	
تعبیر معاہدہ کی	۴۵۱	کہ چند اتفاقات میں زر رہن قبل تاریخ	
ہجوری کو ہدایت غلط	۴۵۶	وجوب کے وصول کرسکیگا	۴۵۱
رہن	۴۵۱	نالش واسطے گرتی ہوی لکڑی درختان	
زمیندار و اسامی	۴۴۹	خودرو موقوعہ کاشت دخیلکاری	۴۴۹

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہوار

۱۰ اکتوبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹیمپ معہ محصول	فہرست مقدمات	نمبر ۳۰ جلد ۱۱

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۲ / جلد ۱۱	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ / [illegible]

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے
زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۲۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے آشبرنر صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۳ جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اسپیشن منفصلات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدة النظایر ہفتہ وار

۳۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جنکے لئے شیریں جناب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹر
ومسٹر محمد منشی شاد و سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ اسٹیشن مع محصول	فہرست مقدمات	نمبر ۴۳ جلد ۱۱

احمد حسین خان بنام پھوپی	۴۹۵	قیصر ہند بنام میکو	۵۰۰
شیو برن بنام انوکھ رام	۴۹۳	ملو خان بنام تہان سنگہ	۴۹۷

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ بپاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیئے۔
مطبوعہ زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ الانتظار ہفتہ وار

۱۷ نومبر سنہ ۱۸۸۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی و رسالے اسٹیچیو جات و ڈبلیو کے پور صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴۴
اسٹیشن منصفی		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

جانکی بنام بلدیو سنگھ ۵۰۸ جوالادی بنام پربھو	۵۱۱
رعایت الدنسا بنام حاجی محمد اسمعیل خان	۵۰۳

فہرست مضامین

واضح ہو کہ بابت اسٹامپ اور زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے۔

مطبوعہ زبدۃ الانتظار پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۱۴ نومبر سنہ ۱۸۹۱ع

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیوک بور ڈبلیو صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۴۱
اسٹیمپ منفصلہ		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۸ نومبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و آر ڈی نیوہ کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۴ جلد ۱۱	**فہرست مقدمات**	قیمت سالانہ [illegible]

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۲ دسمبر ۱۸۸۹ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جو مرتبہ اے لسٹیر حجی صاحب ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران

و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

جلد ۱۱	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
نمبر ۴۴		ایڈیشن مفصل ۲ معہ

فہرست مضامین

مطبوعہ زبدۃ النظائر پریس الہ آباد

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد جانا چاہیے۔

زبدة النظایر ہفتہ وار

۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ اسٹریچی صاحب و آرملی صاحب بیرسٹران حسب ایماے ہائیکورٹ، و مترجمہ منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	جلد ۱۱
اسٹیشن ...		نمبر ۴۴

اشفاق احمد بنام وزیر علی	۵۵۷	مریم بی بی بنام سکینہ بی بی	۵۶۳

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

مطبوعہ زبدة النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

وار دسمبر ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی مرتبہ اے اسٹریچی صاحب و ڈبلیو کے پورٹر صاحب بیرسٹران
و مترجمہ منشی شیو سہاے مصنف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۸	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۱۱		[illegible]

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہاے چندہ پاس منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے۔

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۶ دسمبر سنہ ۱۸۹۱ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ مسٹر جی سی بنرجی صاحب ایم۔اے بی۔ایل ایڈووکیٹ ہائیکورٹ و منشی شیوسہاے منصف و منشی رگھبردیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴۹
اسٹیشن مفصلات		جلد ۱۱

فہرست مقدمات

فہرست مضامین

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبردیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

زبدۃ النظایر پریس الہ آباد

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی

سنہ ۱۸۹۱ عیسوی

ضلع کانپور — اپیل اول احکام نمبر ۱۶۷ سنہ ۱۸۹۰ — منفصلہ ۴ مئی

سومینا بنام تنخوق سنگہ ویک دیگر

اختیار سماعت۔ اختیار سماعت عدالت ضلع کو بحیثیت حاکم ماتحت کا استعمال کرنا۔ اپیل ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷) دفعات ۲۱ و ۲۲۔ اختیار عدالت اپیل کا دربارہ از دیاد رقم رسپانڈنٹ کے۔ میعاد سماعت۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۵۹۔ نابالغ دیوانی ایکٹ نابالغان بنگال (ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸) دفعہ ۷۔

الفاظ مرقومہ دفعہ ۲۲۔ ایکٹ عدالتہائے دیوانی بنگال (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷) برعایت دیگر

قواعد کے جو اس قسم کی کارروائیوں سے جب کہ ضلع جج ان کا تصفیہ کرے۔ میں قواعد متعلقہ اپیل داخل ہیں۔ لہذا جو احکام موجب دفعہ مذکور کے جج ماتحت نے کارروائیات متعلقہ ایکٹ نابالغان بنگال (ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸) میں جو اونکے اجلاس میں بموجب دفعہ ۲۲ (۲) (ب) ایکٹ سابق الذکر منتقل ہوئے ہوں صادر کئے ہوں وہ ہائیکورٹ میں قابل اپیل ہیں اور نہ عدالت ضلع جج میں اختیار عدالت اپیل پر جو بابت کسی شخص کو بموجب دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی رسپانڈنٹ کے گردانے کا ہے ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷) موثر نہیں ہوتا ہے۔ دربارہ استعمال اپنے اختیارات متعلقہ دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل مجاز ہے کہ کسی ایسے

شخص کو ریسپانڈنٹ قایم کرے جو مقدمہ ابتدائی مین اوسی طرفکے زمرہ مین تہا کہ جسمین اپیلانٹ تہا سرٹیفکٹ ولایت محکومہ دفعہ ۷ ایکٹ نابالغان بنگال کا عطا ہوتا تہا اور قربت رشتہ مندی کے بلالحاظ دیگر حالات مقدمہ کے جو فواید نابالغ پر اور لیاقت اوس شخص پر جو ولی مقرر ہوتا موثر ہون مبنی ہونا چاہیئے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

موتی لال بہر دینجانب اپیلانٹ   ماد ہو پرساد بنجانب ریسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل اول بنا راضی حکم کے ہے جو وسیع مقدمہ سے ظہور پذیر ہوا ہے جسکا اغاز حسب ایکٹ نابالغان (ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء) کے بہ نسبت ولایت ذات و جایداد ایک نابالغ لڑکی مسماۃ بختاوری دختر مسمی سردار سنگہ متوفی کے ہوا تہا۔ اغاز کارروائی کا ساتہہ ایک درخواست مدخلہ خلق سنگہ مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۷۹ء کے ہوا تہا جسمین یہہ استدعا تہی کہ وہ حافظ ذات و جایداد نابالغ کا مقرر کیا جاوے درخواست مذکور کے نسبت ایک شخص مسمی بچا سنگہ نے اعتراض کیا تہا جس نے دعوی سرٹیفکیٹ ولایت کا بترجیح خلق سنگہ سایل کے کیا تہا اور چونکہ اوسکا اعتراض منظور ہوا تہا لہذا ۱۷ جنوری ۱۸۸۰ء کو جج ماتحت کانپور نے جنکے اجلاس مین معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حسب دفعہ ۳۴ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۶ ۱۸۷۱ء) کے منتقل ہوا تہا سرٹیفکٹ نامبردہ کو عطا کیا۔

بنا راضی حکم جج ماتحت کے عدالت ہذا مین خلق سنگہ کیطرف سے (مقدمہ نمبر ۹ ۱۸۸۰ء) اپیل دایر تہا اور وہ بغرض سماعت میرے روبرو با جلاس جلسہ جج واحد کے پیش ہوا تہا اور مینے ۲۶ اپریل ۱۸۸۰ء کو منفصل کیا تہا۔ بموجب اون وجوہ کے جو مینے اپنی فیصلہ تاریخ مذکورہ مین بیان کی تہین مینے اپیل ڈگری کیا تہا اور بمنسوخی حکم جج ماتحت مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۸۰ء کے مقدمہ اونکی عدالت مین واسطے تجویز سر نو کے واپس بہیجا تہا۔ اوس موقع پر مینے منجملہ دیگر امور کے یہہ تجویز کی تہی کہ جج ماتحت نے قرابت فریقین مین جو نابالغ سے متعلق ہے غلط فہمی کی ہے اور دربارہ عطاے سرٹیفکٹ بنام بچا سنگہ کے مشار الیہ نے قاعدہ خاص مندرجہ دفعہ ۲۷ ایکٹ مذکور پر لحاظ نہین کیا جسمین بجز عورت کے کسی اور شخص کی تقرری بطور ولی ذات عورت کے ممنوع ہے۔

جب مقدمہ جج ماتحت کی عدالت مین اسطور پر واپس بہیجا گیا تو دو عورتین عذرداران بخواہش شرکت مقدمہ بحیثیت عذرداران درخواست بچا سنگہ اور بطور دعویداران سرٹیفکٹ ولایت اوس لڑکی نابالغ مسماۃ بختاوری کے موقع عدالت مین حاضر ہوئین۔ منجملہ ان عذرداران دعویداران ایک

مسماۃ بہتیا ہمشیرہ خلق سنگہ اور دوسری مسماۃ سوہنا تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونون مقدمہ مین فریق بنائی گئین تہین۔ جیسا کہ مسٹر موتی لال نے بجانب اپیلانٹ کے اوسکو بیان کیا ہے بحیثیت جزو اوسوقت کے زمرہ فریقین کا اسطرحپر ظاہر ہوتا ہے کہ اصل سایل خلق سنگہ بطور مدعی کے ہے اور اصل مدعا علیہ بچا سنگہ بطور فریق ثانی معہ مسماۃ بہتیا اور مسماۃ سوہنا کے۔ چونکہ زمرہ فریقین کا اسطرحپر قایم تہا ڈسٹرکٹ جج ماتحت نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۸۸ء کے سرٹیفکٹ ولایت کا مسماۃ بہتیا کو عطا کیا اور خلق سنگہ سایل اور نیز بچا سنگہ و مسماۃ سوہنا عذرداران کے دعاوی کو نامنظور کیا۔

بنا اراضی اسی حکم کے یہہ بات ہے کہ صرف مسماۃ سوہنا نے یہہ اپیل ۷ نومبر ۱۸۸۸ء کو دایر کیا ہے اور اوسنے اپیل مین صرف خلق سنگہ کو فریق رسپانڈنٹ کیا ہے۔ لیکن ۹ فروری ۱۸۸۹ء کو مسماۃ مذکورہ نے عدالت ہذا سے یہہ درخواست کی کہ نام مسماۃ بہتیا کا بطور فریق رسپانڈنٹ اپیل کے بڑہایا جاوے اور بعد جاری ہونے اطلاع عام کے عدالت ہذا نے یہہ حکم دیا کہ نام مسماۃ بہتیا کا بطور فریق رسپانڈنٹ مقدمہ کے برعایت ایسے عذرات کے جو مسماۃ مذکورہ کو بہ نسبت میعاد سماعت کے بروقت پیشی اپیل بغرض تصفیہ کے پیش کرنیکی صلاح دیجاوے قایم کیا جاوے۔

جب مقدمہ اسطرحپر بغرض سماعت کے پیش ہوا تو مسٹر مادہو پرشاد نے جو مسماۃ بہتیا کیطرف سے حاضر ہوے ہین تین عذرات ابتدائی اس مضمون سے پیش کئے کہ جہانتک مسماۃ بہتیا کو تعلق ہے اپیل قابل پذیرائی نہین ہے۔ منجملہ ان عذرات کے اول عذر یہہ ہے کہ چونکہ مقدمہ جج ماتحت کے اجلاس مین منتقل ہوا یا تہا اور اونہون نے اوسکو فیصل کیا تہا تو یہہ اپیل بنا برینی اونکے فیصلہ کے صرف بموجب دفعہ ۴۷ ایکٹ نابالغان (ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء) کے ہو سکتا ہے اور اسلئے ضلع جج کے حضور مین ہو سکتا ہے اور نہ حسب منشاء دفعہ مذکور کے عدالت ہذا مین۔ دوسرا عذر یہہ ہے کہ فیصلہ جواب زیر اپیل ہے وہ مورخہ ۸ اگست ۱۸۸۸ء ہے اور اپیل صرف بمقابل خلق سنگہ کے ۶ نومبر ۱۸۸۸ء کو دایر ہوا تہا اور درخواست اپیلانٹ مورخہ ۹ فروری ۱۸۸۹ء مشعر استدعا ازدیاد نام مسماۃ بہتیا بزمرہ فریق رسپانڈنٹ اپیل ہذا کے خارج المیعاد ہے لہذا حکم عدالت ہذا مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۹ء صادر نہین ہو سکتا تہا اور اوسپر اس نوبت مین اعتراض ہو سکتا ہے۔ تیسرا عذر یہہ ہے کہ چونکہ بعد واپسی مقدمہ کے عدالت ماتحت نے مسماۃ سوہنا اپیلانٹ حال اور مسماۃ بہتیا دونون کو ایک ہی جانب کے زمرہ مین بطور عذرداران درخواست خلق سنگہ کے قایم کیا تہا لہذا وہ اپیل مین بزمرہ مخالف ایکدوسرے کے مقابل نہ

قایم نہین ہوسکتی ہین۔

ان کل امور پر مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹ کے حجت کی ہے اور قبل لحاظ کرنے اوپر روداد مقدمہ کے مین اونکو فیصل کرنا چاہتا ہون۔

بہ نسبت امر اول کے میری یہہ راے ہے کہ جج ماتحت کے اجلاس مین مقدمہ کے منتقل ہونیکا یہہ اثر ہوا کہ اونکو بہی اختیار سماعت حاصل ہوگیا جو ضلع جج کو حاصل تہا جنکے عدالت مین درخواست سرٹیفکیٹ کی ابتدا داخل ہوی تہی۔ مضامین دفعہ ۶۴۶۔ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع کی مثل دیگر بعض اجزاے ایکٹ مذکور کے بالتخصیص صاف نہین ہین لیکن جو تعبیر مین اونکی نسبت قایم کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ خود اوس مین مقصود اس امر کا نہین ہے کہ کوئی قواعد بہ نسبت اون عدالتون کے قرار پاوین جو اپیل ہاے متعلقہ دفعہ مذکور کی سماعت کرینگی بلکہ یہہ امر اوپر دیگر احکام قانون متعلقہ ضابطہ اختیار در بارہ سماعت اپیل ہاے کے چہوڑ دیا گیا ہے۔ اسمقدمہ مین ایسا حکم قانون کا ایکٹ عدالتہاے دیوانی یعنے ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ع مین دستیاب ہوتا ہے اور دفعہ ۶۴۶۔ ایکٹ مذکور مین بعد تذکرہ دفعہ ماسبق کے (جسمین ضمن (ب) متعلق انتقال کارروائی محکومہ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع داخل ہے) یہان تک قرار پایا ہے کہ ایسی کارروائی کا فیصلہ عدالت ماتحت سے برعایت اون قواعد کے جو متعلق ایسی ہی کارروایات کے ہین جبکہ اونکا فیصلہ ضلع جج کرے ہوگا۔ میری یہہ راے ہے کہ جس عبارت کی مینے نقل کی ہے اور جسپر خط دیا گیا ہے اوسمین قواعد اپیل کے داخل ہین چونکہ اپیل بنا راضی فیصلہ جج ضلع کے عدالت ہذا مین ہوگا لہذا اپیل بنا راضی حکم جج ماتحت کے بہی جبکہ کارروائی محکومہ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ع اونکے اجلاس مین منتقل ہوآوے عدالت ہذا مین ہوگا اور نہ عدالت ضلع جج مین۔ اس راے مین میری تائید اس مدلل واقعہ سے ہوتی ہے کہ شرط متعلقہ ضمن اول دفعہ ۲۱ ایکٹ عدالت ہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ع) مین واضعان قوانین نے بالخصوص یہہ ضابطہ معین کیا ہے کہ بنا راضی حکم منصف کے جبکہ ایسی کارروائی اونکے اجلاس مین منتقل ہوجاوین اپیل ضلع جج کے حضور مین ہوا کرینگے پہر تابع اپیل بعدالت ہذا کے۔ لہذا واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہ رہا ہوگا کہ جو کارروایات جج ماتحت کے اجلاس مین منتقل ہوجاوین وہ واسطے اغراض اپیل کے اوسی بنیاد پر قایم ہونگے کہ جس بنیاد پر منصف کے کارروایات قایم ہین۔ اور نہ مین یہہ تجویز کرسکتا ہون کہ اگر اپیل ضلع جج کے حضور مین ہوسکتا ہے

تو واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہ تہا کہ جو فیصلے کہ احکام ایسے دفعات پر صادر ہوں وہ قطعی اور اپیل عدالت ہذا سے مبرا ہونگے۔ لہذا یہہ اپیل صحیح طور پر عدالت ہذا مین دایر ہوا ہے۔

بلنسبت امر دوم کے جو متعلق بحث میعاد سماعت ہے منشی بابو پرشاد فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۰) پر استدلال کرتے ہین جسمین اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس و اسپنکی صاحب جج نے دربارہ تعبیر دفعہ ۳۰ کے جسکے ساتھہ دفعہ ۵۶۲ پڑہنی چاہئے (مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع) بروقت تجویز اس امر کے کہ عدالت اپیل مجاز ہے کہ اپیل مین رسپانڈنٹ زیادہ کرے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ عدالت اسکی نسبت صادر کرنے ڈگری اوپر اوس رسپانڈنٹ کے جو اسطرح پر شریک کیا گیا ہے مجاز نہین ہے بشرطیکہ بلحاظ تاریخ ایزادگی رسپانڈنٹ مذکور کے حسب دفعہ ۴ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے خارج المیعاد ہے۔ ذیعلم وکیل اوپر فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ دی کارپوریشن اف دی ٹون اف کلکتہ بنام اینڈرسن (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۵) کے بہی استدلال کرتے ہین جسمین منجملہ دیگر امور کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ یہہ امر کہ اشتہار مدعی نے اطلاعنامہ کی تعمیل ہونیکے بعد بہی اس امر پر لحاظ نہین کیا کہ جو شخص عدالت ماتحت مین مدعا علیہ تہا وہ اپیل مین رسپانڈنٹ نہین کیا گیا تہا اس امر کے کہ مدعی نے جو درخواست اوس مدعا علیہ کے رسپانڈنٹ کرنیکے لئے بعد انقضا میعاد سماعت کے گذرانی تہی وہ امکانا موقع اولین پر نہین گذری تہی حسب دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کے وجہ کافی اسکی نہین ہے کہ پیروی اپیل کی اندر میعاد معینہ نہین ہوسکی۔ بجانب دیگر مسٹر موتی لال یہہ بحث کرتے ہین کہ مقدمہ حال پر دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا حاوی نہین ہے بلکہ دفعہ ۵۵۹ حاوی ہے جو دفعہ ۳۲ سے بلا تعلق ہے اور فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۴۰۰) متعلق نہین ہے کیونکہ احکام دفعہ ۵۵۹ کی اوس مین تجویز نہین ہوئی ہے۔ ذیعلم وکیل یہہ بہی بحث کرتے ہین کہ از روے احکام دفعہ ۵۵۹ عدالت پر ایک فرض قایم ہوا ہے یا اختیار عطا ہوا ہے لہذا جو عمل دفعہ مذکور کی روسے ہو وہ ایسے ہر امیعاد سے مبرا ہے جسکا مقصود ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) مین ہے اور اسلئے حکم عدالت ہذا صادرہ ۵ ار مارچ سنہ ۱۸۹۸ع مشعر ازدیاد نام مسماۃ مبتیا بطور فریق رسپانڈنٹ اپیل کے گو بعد انقضاے میعاد سماعت کے صادر ہوا تہا خلاف اختیار نہین ہے کیونکہ ایسا عمل ہے جو عدالت اپنی مرضی سے بلا لحاظ درخواست سایل کے عمل مین لاسکتی تہی۔ علاوہ برین ذیعلم وکیل بحوالہ سند

لیئی اوسکے استعمال کی ضرورت اوسوقت تک ثابت ہو کہ جب تک مقدمہ زیر تجویز ہے اونکا
استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ دوسری راے کے قایم کرنیسے نتایج دقیق پیدا
ہونگے۔ اس مقدمہ مین یہہ ایسا ہوا تہا نہ اگرچہ عدالت اپنی مرضی سے ہر وقت عمل کر سکتی ہے
لیکن بر طبق درخواست کسی شخص کے عدالت ایسا عمل نہین کر سکتی ہے بشرطیکہ استحقاق
شخص مذکور دربارہ عویداری دادرسی کے تاریخ المیعاد ہوگیا ہو۔ مین خیال کرتا ہون
کہ ایسا نہین ہے۔ مجہے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کسی شخص کے درخواست کرنیکا واقعہ
عام اس سے کہ اندر میعاد ہو یا بیرون میعاد ہو عدالت کے اوس اختیار کو کیونکر اوٹہا
سکتا ہے جو دربارہ عمل کرنیکے بر طبق یا بلا درخواست کے حاصل ہے۔

اس راے قانونی کو کہ تارتہہ صاحب چیف جسٹس نے قبول کیا تہا اور مین بہی قبول کرتا
ہون کہ اگرچہ مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ وجوہ جہانتک وہ اس اصول
سے متعلق ہین خلاف فیصلجات دو ڈویزن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد رام
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۷) و گیا پرشاد بنام سکری پرشاد (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۲۳) و جمنا بنام ابراہیم کے ہین۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا
ہون کہ میرا حکم صادرہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۸ء بدین حکم کہ مسماۃ ہبتیا فریق رسپانڈنٹ اس اپیل
مین کیجاوے تابع کسی اعتراض بربنا قواعد میعاد سماعت کے نہین ہے اور اسلئے مین
عذر ابتداے کو جو اسبارہ مین ہے نامنظور کرتا ہون۔

اب مین اعتراض سوم ابتداے پر جو مسٹر مادہو پرشاد نے خلاف اپیل کے کیا ہے آتا ہون
ذیعلم وکیل باستدلال اوپر فیصلہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب وٹرل صاحب بمقدمہ اتمارام بنام
مالکشن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۲۶۴) کے یہہ بحث کرتے ہین کہ جس
حیثیت سے زمرہ فریقین مقدمہ کا عدالت ماتحت مین قایم تہا اوسمین مسماۃ سوہنا اپیلانٹ
اور مسماۃ ہبتیا دونون بزمرہ فریق ثانی درخواست غلق سنگہ کے قایم تہین لہذا بطور
امر ضابطہ کے مسماۃ سوہنا اپیلانٹ اور مسماۃ ہبتیا رسپانڈنٹ بزمرہ مخالف اس اپیل
مین قایم نہین ہو سکتی ہین۔ جہانتک اس امر کو تعلق ہے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ فیصلہ
میرے ذیعلم بہائیون کا موافق اون نتایج کے نہین ہے جو عدالت ہذا کے دوسرے ڈویزن
بنچ نے مقدمہ مذکورہ بالا یعنی مقدمہ رنجیت سنگہ بنام شیو پرشاد رام (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ مین اخذ کیے تہے جسمین اختیار عدالت دربارہ تبدیل جانب اپیل بزمرہ مخالف میرے کو تسلیم ہوا ہے گو فیصلہ مذکورہ مین دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر لحاظ نہین ہوا تہا۔

اشیا کی ایسی کیفیت پر مین خیال کرتا ہون کہ مجہے خود اپنے نتایج نسبت بحث قانونی کے اخذ کرنا چاہیے۔ مین بہ نسبت بحث میعاد سماعت کے اسلئے کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ میرے نسبت اس امر کا تجویز کرنا نہ سمجہا جاوے کہ دفعہ ۵ یا دفعہ ۴ ایکٹ میعاد سماعت کو کوئی تعلق ایسے مقدمہ سے ہے جیسا کہ یہہ ہے۔ در اصل مدار معاملہ کا نوعیت اور تمامتر اوس تعبیر پر ہے جو ایک خاص حکم قانون یعنی دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی نسبت قایم کیجاوے۔ دربارہ تعبیر دفعہ مذکورہ اور نیز دیگر دفعات کے تعبیر کے بارہ مین جبکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین عبارت عام مستعمل ہوئی ہو مین برابر اس رائے پر قایم رہا ہون کہ جب الفاظ قانون کے بہت صاف ہون اور شرایط سے خارج ہون تو انکو کسی ایسے شرایط کا تابع نکرنا چاہیئے جنکا ظاہر کرنا خود واضعان قوانین نے مناسب نہین سمجہا ہے۔ دفعہ ۵۵۹ مجموعہ مین کوئی ایسی شرط نہین ہے جس سے عدالت اپیل کا کسی فریق مقدمہ کو فریق اپیل بطور رسپانڈنٹ کے کرنا خلاف قانون ہو جاوے۔ اگر کوئی شرط ہے تو مشتمل اس امر پر ہے کہ استعمال اختیار فریق مقدمہ کو اپیلانٹ قایم کرنیکے بارہ مین استعمال کیا جاوے جسکی تمیز رسپانڈنٹ سے ہوتی ہے۔ ایک وجہ مشابہہ ایسی شرط کے فقرہ دوم دفعہ ۳ مجموعہ مذکورہ مین پائی جاتی ہے جسمین یہہ قرار پایا ہے کہ کوئی شخص بلا اوسکے رضامندی کے بطور مدعی شامل نکیا جاویگا۔

یہان یہہ صورت نہین ہے کہ کوئی شخص فریق اپیلانٹ قایم کیا جاوے بلکہ صرف ایسے صورت ہے جسمین مسماۃ سبتیا فریق رسپانڈنٹ قایم کی گئی ہے اور مین تجویز کرتا ہون کہ اوسے دفعہ ۵۵۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے حکم صادر کرنیکا اختیار کافی مناسب طور پر دیا گیا ہے جسکے رو سے مسماۃ سبتیا اس اپیل مین فریق رسپانڈنٹ قایم کی گئی ہے جسمین اوسکا حق مخالف حقوق اپیلانٹ کے ہے۔

نتیجہ ان اسباب کا یہہ ہے کہ یہہ کل تینون عذرات ابتدائی جو اس اپیل مین مسٹر ہاورڈ نے منجانب مسماۃ سبتیا رسپانڈنٹ کے پیش کیے ہین ساقط ہوتے ہین اور مجہے اب روداد

مقدمہ کی تجویز کرنا باقی ہے۔

بہ نسبت روداد کے میری یہہ راے ہے کہ ذیلعلم جج عدالت ماتحت نے واقعات اور حالات مقدمہ پر غور کامل نہین کیا ہے اور اپنا فیصلہ بہ نسبت حقوق مسماۃ مبتیا رسپانڈنٹ عدالت ہذا کو اوپر واقعہ اوسکی قرابت کے جو مسماۃ بختاوری نابالغ کے ساتھہ اوسکو حاصل ہے محدود کیا ہے۔ مین یہہ نہین کہتا ہون کہ قرابت رشتہ مندی کا واقعہ ایسا واقعہ نہین ہے جو واسطے اغراض تجویز امور نزاعی کے قابل لحاظ نہو اور نہ اس سے زیادہ مین یہہ کہتا ہون کہ قواعد دہرم شاستر کی جن سے رشتہ مندی فریقین کی بہ نسبت حقوق جایداد کے ظاہر ہوتی ہے معرض غور مین نہ لانا چاہئے۔ لیکن مین خیال کرتا ہون کہ ذیلعلم جج عدالت ماتحت نے تصفیہ معاملہ کا تمامتر بلحاظ اوس کوسی نامہ کے جو اونکی فیصلہ مین شامل ہے اور تمامتر بلحاظ قربت رشتہ مندی کے کیا ہے اور مشار الیہ نے کسی ایسے امر کو جو نسبت اوس لیاقت کے ہے جسکا خیال از روے دفعہ ۷ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع کے ہونا چاہئے تجویز نہین کیا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ایکٹ مذکور ایسی مکمل نہین ہے کہ اوس سے مصلحت واضعان قوانین کی دربارہ مرتب کرنے ایکٹ مذکور کے ظاہر ہوتا ہم اوسمین اس امر کے ظاہر کرنیکی لئے مضمون کافی شامل ہے کہ عطا ہونا سرٹیفکیٹ ولایت کا محض امور رشتہ مندی پر مبنی ہونا چاہئے اور عدالت کو ہر مقدمہ مین اوسکے حالات پر غور کرنا چاہئے اور قواعد نابالغ کو بہ نسبت تقرری ولی اور اجراے سرٹیفکیٹ ہاے متعلقہ ایکٹ مذکور کے ملحوظ رکھنا چاہئے اس سے بالضرور یہہ نتیجہ نہین نکالا جاسکتا ہے کہ نابالغ کیواسطے بہت قریبی رشتہ مند بہترین ولی ہوگا لہذا بوجہ قریب رشتہ مندی کے کوئی شخص فی الواقعہ مستحق حاصل کرنے سرٹیفکیٹ محکومہ ایکٹ مذکور کا نہوگا۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ راے کل ایکٹ سے ظاہر ہے لیکن عدالت ماتحت نے مقدمہ پر اس نظر سے مطلق خیال نہین کیا ہے۔ عدالت موصوف نے میرے فیصلہ کے نسبت جسکی روسے مقدمہ اول مرتبہ واپس کیا گیا تھا اوسکی نسبت ایسی مراد کی تعبیر قایم کرنےمین غلطی کی ہے کہ مینے یہہ قاعدہ قرار دیا تھا کہ واسطے تعمیل اقتضایات قانون کے قربت رشتہ مندی کی کافی ہے

اسمقدمہ مین علاوہ اوس وقت کے جو مین بیان کرچکا ہون ایک دوسری وقت اوس بحث سے پیدا ہوتی ہے جو مسٹر موتی لال نے بجانب اپیلانٹ کے کی ہے۔ وہ وقت یہہ ہے کہ ذیلعلم جج عدالت

ماتحت نے اون دو ضرورتون کو مخلوط کردیا ہے جو اونکو قانوناً انصرام کرنا ہے یعنی ایک نسبت تقرری ولی ذات نابالغ برعایت دفعہ ۱۷ ایکٹ مذکور جسکے ساتھ دفعہ ۱۹ پڑہنی چاہیے اور دوسری ضرورت دربارہ تقرری ایسے شخص کے جو انتظام اوس جایداد کا کرسکے جسکی مالک نابالغ ہے۔ عدالت ماتحت نے مقدمہ کی ان دونون صورتون کو پیش نظر نہین رکہا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر موتی لال بالکل اپنے استحقاق مین ہین جب وہ یہہ حجت کرتے ہین کہ مسماۃ سوہنا امکانا بہترین ولی ذات اور جایداد دونوکی نابالغہ کے ہو سکتی ہے۔

لہذا مجہے افسوس ہے کہ مجہے بہ ضرورت معلوم ہوئی ہے کہ منسوخی حکم عدالت ماتحت کے مقدمہ واپس کرون اور عدالت ماتحت سے یہہ درخواست کرون کہ جو امور بلحاظ اون تحریرات کے جو سنے گئی ہین پیدا ہوئی ہین اونکو طے کرین۔

مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ڈیرہ دون | متفرقہ نمبر ۶۹ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۵ دسمبر ۱۸۹۰ء

منسوخ انگریزی

رمضان بنام گریڈ

ضامن کی ذمہ داری۔ مدیون ڈگری کا بالغرض استقرار النسالونٹ کے درخواست کرنا۔

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۳۶ و ۳۴۴۔

جو شخص اقرار نامہ بدین اقرار تحریر کرتا ہے کہ جسوقت حکم دیگی وہ مدیون ڈگری کو حاضر کریگا اور ضامن بموجب دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مدیون ڈگری کا اسلیئے ہوتا ہے کہ وہ درخواست واسطے استقرار النسالونٹ کے کریگا وہ ذمہ داری از روے اقرار نامہ مذکور کے اوسیوقت بری ہوجاتا ہے کہ جب مدیون ڈگری اپنی درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ واسطے استقرار النسالونٹ کے داخل کرتا ہے۔ کیلاس چندر شاہا بنام کرستوفر ڈیری (انڈین لاارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۰) منظور ہوا۔

یہہ استصواب ہائی کورٹ سے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب جج ماتحت ڈیرہ دون کے تہا۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے۔

بموجب احکام دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مین اقرار نامہ الف بی سیکلاتہ متعلقہ دفعہ ۳۳۶ معہ کل مسل کے واسطے صدور حکم با عزاز رسال کرتا ہون

مختصراً مسٹر گریرڈ اجرائے ڈگری میں گرفتار ہوا تھا اور مسٹر ایف بی سیکلاتھ نے اقرار نامہ لکھدیا تھا۔ مسٹر گریرڈ نے اپنی درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کی تھی لیکن درخواست مذکور نامنظور ہوئی تھی کیونکہ تاریخ معینہ سماعت پر وہ حاضر نہیں ہوا تھا۔ ایک درخواست سابق بلحاظ ورود دادرسے ضلع جج راول پنڈی نے منظور کی تھی۔ بعد درخواست مسٹر گریرڈ کے الف بی سیکلاتھ نے ایک درخواست اس مضمون سے دی تھی کہ وہ اب اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہے کہ ختم ہوگئی لیکن اگر یہہ صورت نہو تو اس تحریر کے رو سے وہ اپنی ضمانت کو تمام تک اوس سے ذمہ داری آئندہ متعلق ہو فسخ کرتا ہے۔ لہذا اوسکو حکم ہوا تھا کہ مسٹر گریرڈ کو حاضر کرے۔ ۳۰ ستمبر کو یہہ حکم ہوا تھا اور ۸ نومبر تک یعنی تاریخ سماعت حسب دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی تک نامبردہ نے حاضر نہیں کیا۔

سوال یہہ ہے کہ آیا ایف بی سیکلاتھ اپنے اقرار نامہ سے جب مسٹر گریرڈ نے درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کر دی رہا ہو گیا یا نہیں۔

میری رائے ہے کہ وہ بری نہیں ہوا۔ اقرار نامہ اگرچہ لکھا ہوا مسٹر طول کا ہے جو بہت عرصہ کے کیس میں حسب نمونہ مندرجہ صفحہ ۶۴۳ کتاب سرکار کے نہیں لکھا گیا ہے اور جسوقت وہ پیش ہوا تھا اوسوقت اس امر پر میری توجہ نہیں ہوئی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی مضامین ضروری یکسان ہیں جو یہہ ہیں اول ہیں مسٹر گریرڈ درخواست کریگا وغیرہ دوم اور جب طلب ہوگا تو وہ حاضر ہوگا۔ اس آخر مضمون سے میں یہہ سمجھتا ہوں کہ تا فیصلہ مقدمہ انسالونسی کے۔ یہہ دونوں شرطیں دفعہ ۳۳۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن مسٹر طول نے مجھے مقدمہ کیلاش چندر شاہا بنام گرستو فرینڈ سے انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۱ پر متوجہ کیا ہے جو کہ خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن وجوہ اوس فیصلہ کی مقدمہ کی رپورٹ سے ظاہر نہیں ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ مضامین اقرار نامہ پر مبنی تھا

پس میں اس امر کے دریافت کرنیکا فخر حاصل کرتا ہوں کہ آیا اوس فیصلہ کی تقلید کرنا چاہیے اور اگر مجھے تقلید کرنا چاہیے تو مجھے اوسوقت کونسا ضابطہ اسلئے اختیار کرنا چاہیے کہ جب کوئی شخص درخواست حسب دفعہ ۳۴۴ داخل کرے تو اوسکی حاضری مابعد تاریخی یا عدم حاضری کی صورت میں حاصل ہو سکے۔

جج صاحب چیف جسٹس و مل صاحب جسٹس۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ مقدمہ کیلاش چندر شاہا بنام گرستو فرینڈ سی دا انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۷۱ کا صحیح فیصلہ ہے جہاں تک متعلق ہے اور ضامن بری ہو گیا ہے۔ مسل واپس بھیجی جاویگی۔

ضلع مراداباد منفصلہ ۲ جولائی ۱۸۹۰ء صفحہ انگریزی

اپیل اول نمبر ۲۰۶ سنہ ۱۸۸۸ء

نوبت سنگھ وغیرہم بنام اندر سنگھ وغیرہ

میعاد سماعت - نالش راہن واسطے واپانے زر رہن بابت ازروی رہنامہ رجسٹری شدہ کے - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ضمیمہ ۲ مد ۱۱۳ و ۱۲۶ و ۱۳۲ -

نالش بنام راہن واسطے دلاپانے زر بابت ازروی رہنامہ رجسٹری شدہ خلاف جائداد مرہونہ مذکور کے ایسی نالش نہین ہے جس سے میعاد سماعت معینہ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۱۳) واسطے تعمیل مخصوص معاہدہ کے متعلق ہو - میعاد سماعت جو ایسی نالش سے متعلق ہوتی ہے وہ وہ میعاد سماعت ہے جو ازروی مد ۱۳۲ ایکٹ مذکور کے متعلق ہوتی ہے (واسطے خلاف رزر میعاد تحریری رہنامہ کی تاریخ) اور جس وقت سے میعاد سماعت مذکور راہن کے شروع ہونی چاہیے وہ وقت بحالت ہونے کسی خاص شرط کی تاریخ تحریر رہنامہ کی ہے دیکھو ری شنکر بنام مہر چند انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۷۴۰ و حسین علیخان بنام حافظ علیخان انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۶۰۰ و ننو لمار چہرہ باد ہیا بنام سرو ملک انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۹ و درتہا لنگا پلی بنام تہچیا پلی انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۴ صفحہ ۱۰۷ و نیش کرشن بنام ماہو راو روجی انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۴ صفحہ ۷۶ پر حوالہ ہوا)

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین -

کانلن و سکہہ نندن لال منجانب اپیلانٹان امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - اس مقدمہ کے واقعات اور نیز شہادت جسپر اونکی تجویز کا مدار ہے بہت سادہ ہین -

اندر سنگھ اور بسنت سنگھ مدعیان نے ایک رہنامہ منفصلہ ۱۴ اپریل ۱۸۷۴ء کو بنام نوبت سنگھ وغیرہم مدعا علیہم اپیلانٹان عدالت ہذا کے لکھدیا تھا حسب شرائط دستاویز مذکور کے تعداد زر رہن پیشگی دادہ شدہ کی مبلغ ۔۔ تھی اور بہ نسبت اوس رقم کے رہنامہ مین یہہ ذکر ہوا تھا کہ زر مذکور مرتہنان سے راہنان کو وصول ہو چکا ہے - جس وقت دستاویز مذکور بغرض رجسٹری کے رجسٹرار کے روبرو پیش ہوا تھا اندر سنگھ اور بسنت سنگھ نے کہ وہ دونوں رجسٹرار کے روبرو حاضر ہوے تھے ایک بیان اس مضمون سے کیا کہ ہمنے دستاویز مذکور لکھا ہے اور دستاویز

مذکور ہمکو ملنا چاہئے کیونکہ بروقت حوالگی دستاویز کے مرتہنان سے ہمکو روپیہ ملیگا۔ یہہ بیان رجسٹرار سے کیا گیا تہا اور جو عبارت کہ رجسٹرار نے دستاویز پر پشت کی ہے اوسمین وہ بیان شامل ہے۔

پہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ چند نزاعات کے جو فیما بین فریقین پیدا ہوئے تہے مدعا علیہم حال یعنی مرتہنان نے ایک نالش بنام مدعیان حال واسطے دلاپانے دخل اوپر جایداد مرہونہ کے اس بیان سے دایر کی تہی کہ راہنان نے بیجا طور پر ہمکو بیدخل کیا تہا ۔ ۱۱ر اکتوبر ۱۸۸۸ء کو یہہ نالش دایر ہوئی تہی اور اوسکا جواب دراصل اس عذر کے ساتہہ ہوا تہا کہ بطور امر واقعہ کے مرتہنان مدعیان نے مبلغ للعہ ہزار جسکے عیوض مین رہننامہ لکہا گیا تہا کبہی ادا نہین کیا اور اسلئے وہ مستحق نالش دخلیابی کے نہین ہین اور اور عذرات بہی کئے گئے تہے جنپر اسموقع پر لحاظ کرنیکی ضرورت نہین ہے۔

بروقت تجویز اوس مقدمہ کے جو جج ماتحت مراداباد نے کی تہی حاکم موصوف نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۱ر مئی ۱۸۸۹ء مین نالش دخل کی ڈگری کی تہی اور اپنے فیصلہ کے دوران مین مشار الیہ نے یہہ رائے ظاہر کی تہی کہ عذر راہنان کا دربارہ کلیتاً ادا نہونے زر رہن کے بے بنیاد ہے اور مرتہنان نے جو روپیہ کہ روبرو مدعیان کے بار رجسٹرار اقل مبلغ صہ ۱۰ ؍ ۹ ادا کئے ہین۔ بہ نسبت بقایا کے جج ماتحت نے یہہ تحریر کیا۔ بہ نسبت بقایا زر رہن کے کوئی ثبوت کافی اوسکی بابت نہین ہے اور نہ بالفعل اوس امر کی طے کرنیکی ضرورت ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون عام اثر جج ماتحت کی ڈگری کا یہہ تہا کہ نالش دخلیابی کی مدعیان کی بحق مرتہنان صادر کی تہی۔ لیکن اگرچہ ڈگری مذکور بحق اونکے تہی تاہم معلوم ہوتا ہے کہ نامبردگان جج ماتحت کے اوسقدر تجویز سے ناراض ہوئے تہے کہ جسکی روسے بہ نسبت اس رائے کے ظاہر ہوئی تہی کہ صرف مبلغ صہ ۱۰ ؍ ۹ اونہون نے ادا کئے ہین اور بقایا کا ادا ہونا ثابت نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اوس تجویز کے نامبردگان نے عدالت ہذا مین ۳ر دسمبر ۱۸۸۹ء کو اپیل دایر کیا تہا۔ اپیل مذکور بغرض سماعت روبرو جناب مسٹر صاحب چیف جسٹس و ڈیو تہامیٹ صاحب جسٹس کے ۱۲ر دسمبر ۱۸۸۹ء کو پیش ہوا تہا اور اون ذیعلم ججون نے ایک فیصلہ مقدمہ مین صادر کیا تہا جسکی لفظ بلفظ نقل ہوتی جاتی ہے

کیونکہ وہ مختصر ہے۔ جو کچھہ تجویز ہوئی تھی وہ کل یہہ ہے کہ مدعی مستحق ڈگری کا ہے کیونکہ وہ مستحق دخل کفالت کا ہے اور یہہ امر کہ آیا کل زر معاوضہ لگان ادا ہوا ہے یا نہین ایک امر صریحا زیر تنقیح مابین فریقین کے نہین ہے لہذا اس مقدمہ مین اوسکی نسبت کچھہ تجویز نہین ہوئی ہے۔

اسی بنیاد پر عدالت ہذا نے اپیل جو اوسکے روبرو تھا ڈسمس کیا تھا۔ معلوم ہوتی کہ تا انقضاے عرصہ تین سال کے فیصلہ ہائیکورٹ سے معاملات اسطرح پر رہے کہ جب ۳ ا دسمبر ۱۸۸۸ء کو یہہ نالش راہنان مدعیان نے دایر کی تھی غرض نالش کی یہہ ہے کہ بقایا زر رہن رہنامہ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۸۲ء کا دلا دے لیکن بیان مدعیان کا ٹہیک وہی بیان نہین ہے جو اونکی جوابدہی نالش سابق مین تھی۔ اس نالش مین اونہون نے منجملہ بعض زر رہن کے مبلغ ۱۰ کے وصول ہونیکا اقرار کیا ہے اور اسطرح تجویز جج ماتحت کو جو اونکی فیصلہ مورخہ ۱۸ اسی ۱۸۸۵ء مین تھی قبول کیا ہے اور اونکا دعوی بابت مبلغ ۱۰ بقایا اصل زر رہن اور مبلغ ۱۰ سود بالاے زر مذکور بطور خسارہ کے یعنی جملہ دعوی ۱۰ کا ہے۔

جوابدہی نالش کی اصل دو امور کے بنا پر ہوئی ہے اول یہہ کہ نالش خارج المیعاد ہے اور ثانیاً یہہ کہ بابت معاوضہ رہنامہ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۸۲ء کے جو روپیہ مدعاعلیہم مرتہنان سے مدعیان راہنان کو واجب الادا تھا وہ اونہون نے یعنی مدعاعلیہم مرتہنان نے کماحقہ ادا کر دیا ہے لہذا نالش ڈسمس ہونی چاہئیے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ منجملہ ان امور کے امر اول کی نسبت یعنی میعاد سماعت کے نسبت معلوم ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج ماتحت کی یہہ راے قرار پائی ہے کہ جو بنا مخاصمت اس نالش کی قایم رکہنے کی مدعیان کو حاصل ہوئی ہے وہ تاریخ فیصلہ و ڈگری ہائیکورٹ مصدرہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء سے ہے اور نہ کسی دوسری تاریخ سے اور چونکہ نالش ایک روز بین المیعاد داخل ہوئی ہے لہذا خارج المیعاد نہین ہے۔ فیصلہ عدالت ماتحت مین یہہ راے صاف طور پر ظاہر نہین کی گئی ہے اور مسٹر کانلن نے منجانب اپیلانٹیان کے اوسپر یہہ تعبیر قایم کرنیکی کوشش بدین ایما کی ہے کہ غالباً جج ماتحت نے اون خیالات کو دخل دیا ہے جنکا مقصود دفعہ ۱۳ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) مین ہے جبکہ مشار الیہ نے نالش سابق کے کل جہگڑہ کو شمار میعاد سماعت سے خارج کیا ہے۔ مسٹر کانلن نے ایک طویل بحث اس امر کی ثابت کرنیکو کی ہے

کہ دفعہ ۴۴ ایکٹ میعاد سماعت کی اسمقدمہ کے حالات پر جاری نہین ہے اور لہذا غیر متعلق ہے۔ لیکن اس حجت کو ہمنے ایسا سمجہا ہے کہ جسکی تجویز کی ضرورت اس مقدمہ مین نہین ہے کیونکہ اگر یہہ حجت منظور بہی کیجاوے تاہم نالش اندر میعاد ہے۔

مسٹر کالمن کی یہہ بحث ہے جو مد اس مقدمہ پر جاری ہے وہ مد ۱۱۳ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۵ ۱۸۷۷ء) کا ہے جسمین واسطے نالشات تعمیل مختص معاہدات کے صرف تین سال کی میعاد معین ہے اور وہ میعاد تاریخ معینہ تعمیل سے یا اگر کوئی ایسی تاریخ مقرر نہو تو اوسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب سے مدعیکو علم ہوا ہو کہ تعمیل سے انکار کیا گیا ہے ذی علم کونسل نے یہہ بحث کی ہے کہ اسمقدمہ مین چونکہ رہننامہ ۳ اپریل ۱۸۸۳ء کو لکہا گیا تہا اور خود اوسمین ایک ضروری معاہدہ یہہ شامل تہا کہ رہننامہ بعیوض اوس روپیہ کے لکہا گیا تہا جو مرتہنان راہنان کو پیشگی دینگے تو نالش حال واسطے دلاپانے بقایا ازر رہن مذکور کے ایک نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے ہے اور اسلئے خود تاریخ رہننامہ کی وہ تاریخ ہے کہ جس تاریخ کو کل زررہن ادا ہونا چاہئے اور عدم ادای زر مذکور کی بمنزلہ ایسے بنا لحق کے ہے جس سے میعاد سماعت بمقابلہ مدعیان کے شروع ہونا چاہئے۔

مسٹر امیر الدین نے منجانب مدعیان رسپانڈنٹیان کے جواب اس حجت کا اون بحثون کے ساتہہ دیا ہے کہ جنکی نسبت ہم خیال کرتے ہین کہ اونپر طوالت تمام لحاظ کرنا چاہیے کیونکہ ہماری راے مین مد ۱۱۳ ایکٹ میعاد سماعت کا نالش پر حاوی نہین ہے کیونکہ یہ نالش واسطے تعمیل مختص معاہدہ کے نہین ہے۔

میری راے مین نوعیت نالش کی حیطہ مد ۶۵ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل ہے کیونکہ یہہ نالش واسطے دلاپانے معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ کے ہے جو کسی امر کے ایک وقت معین پر یا کسی شرط معین کے وقوع پذیر ہونے پر کرنیکی بابت ہوا اور ایسی نالش کیواسطے میعاد سماعت تین سال کی مقرر ہے جسکا شمار اوسوقت سے ہوگا کہ وقت معین آگیا ہو یا شرط وقوع پذیر ہوگئی ہو۔ یہہ میعاد اس مقدمہ سے متعلق ہوتی بشرطیکہ رہننامہ ۳ اپریل ۱۸۸۳ء کا ایک دستاویز بلا رجسٹری شدہ ہوتا لیکن جس دستاویز کی بنا پر مدعیان دعویدار ہین وہ رجسٹری شدہ دستاویز ہے اور اسوجہ سے میری راے مین مد ۱۱۶ ایکٹ میعاد سماعت کا متعلق ہے کہ جس مد مین واسطے نالشات دلاپانے معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ

تحریری رجسٹری شدہ کے چھہ سال کی میعاد عموماً مقرر ہے جسکا شمار اوسوقت سے ہونا
چاہیے کہ جب سے میعاد سماعت اوس نالش کی واسطے شروع ہوتی ہے کہ جو بر بناء
معاہدہ بشکل بلا رجسٹری شدہ کے دایر کیجاتی ہے۔

معاہدہ رہنامہ مورخہ ۳ اپریل ۱۸۸۱ع مین یہہ اقرار تہا کہ راہنان کو مرتہنان
روپیہ بطور ایسے قرضہ کے پیشگی ادا کرینگے جسکا اطمینان جایداد ارضی پر کیا گیا ہے اور بوجہ
عدم موجودگی کسی عبارت یا اشارات مخالف کے اقرار مذکور سے یہہ مراد لینا چاہیے کہ
روپیہ بروقت تحریر دستاویز کے ادا کیا جاویگا۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو محض مرتہنان
کی طرف سے راہنان کو زر رہن کا ادا ہونا جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے بمنزلہ خلاف ورزی
معاہدہ تحریری رجسٹری شدہ کے ہے اور نالش دلا پانے بقایا کی بجز اوس نالش کے
اور کچہہ نہین ہے جو واسطے دلا پانے اوس معاوضہ یا خسارہ کے ہوتی ہے جو خلاف
ورزی معاہدہ کے باعث سے عاید ہوتا ہے دراصل کوئی فرق مابین اوس نالش کے جو ایسے
حالات مین معاوضہ دلا پانیکی ہو اور اوس نالش کے نہین ہے جیسی کہ یہہ ہے جسمین
راہن مرتہن سے زر رہن دلا پانیکا دعویدار ہے۔ چونکہ خلاف ورزی معاہدہ یا بمجب خسارہ
کی ہوتی ہے تو تشخیص اور معیار اون خسارون کا مجموعی طور پر تعداد زر مقصودہ معاہدہ
ہے یعنی جس رقم کا ذکر اوس معاہدہ مین بطور اوس رقم کے ہے جو پیشگی دیجاویگی مع اون
دیگر نقصانات کے ہے جسکا عاید ہونا بوجہ خلاف ورزی معاہدہ مذکور کے مدعی ثابت کرسکے
اصولاً یہہ راے مطابق فیصلجات مختلف ہائیکورٹون کے ہے (دیکھیے مقدمہ بنو کمار
ملہو پادہیا بنام سرومِلک انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۹۰ و ہیلنگا پلی بنام چہنا
مورتی پلی انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۷۶ و گنیش کرشن بنام مادہو راو راجی
انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۷۵ و گوری شنکر بنام سرجو انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۲۷۶ اور حسین علی خان بنام حافظ علی خان انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد
جلد ۳ صفحہ ۶۰۰ اجلاس کامل)

اب امر دوم باقی ہے جو روداد سے متعلق ہے یعنی یہہ کہ آیا جو رقم رہنامہ ۳ اپریل
۱۸۸۱ع مین بطور زر رہن کے درج ہے وہ دراصل بدرما علیہم مرتہنان سے مدعیان
راہنان کو ادا کی ہے یا نہین اس امر کے نسبت ذیلی جج ماتحت نے اپنی تجویز بعبارت

ذیل ظاہر کی ہے۔

المختصر خود مدعیان کو منجملہ للعہ ہزار زر رہن مذکورہ کے مبلغ للعہ کا وصول ہونا تسلیم ہے اور بعد منہائی رقم مذکورہ کے وہ اس نالش میں دعوی مبلغ مالعہ بطور بقایا اصل زر رہن مذکور کے کرتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیے کہ شہادت موجودہ مسل مقدمہ ہذا سے ثابت ہے کہ مدعاعلیہم نے زر رقوم ذیل بھی ادا کی ہیں یعنی مبلغ ماصہ قبل تحریر رہنامہ بغرض خریداری کاغذ اسٹامپ رہنامہ اور نیز بغرض رجسٹری وغیرہ اور مبلغ سالسہ جو مدعیان نے مدعاعلیہم سے ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء کو وصول کئے اور فتلسری مین جمع کئے اور مبلغ ما حسب لال کو بابت قرضہ ڈگری مدعیان کے ادا کئے۔ ان تینوں رقوم کی میزان سمالسہ ہے۔ لہذا جن رقموں کا وصول ہونا تسلیم ہے اور جو رقوم ثابت ہوئے ہیں اونکی تعداد سمالسہ ہوتی ہے۔

اس تجویز کی نسبت مدعیان رسپانڈنٹیان نے عدالت ہذا میں اعتراض نہیں کیا ہے اور اوس سے ثابت ہے کہ اس مقدمہ میں اونکا بیان بہ نسبت عدم وصولی زر رہن عدالت ماتحت نے بقدر مبلغ سمالسہ کے غیر صحیح تجویز کیا ہے کہ جسکا ادا ہونا یعنی بنام مدعاعلیہم کے قابل اطمینان عدالت ماتحت کے ثابت ہوا ہے۔ بہ نسبت بقیہ مبلغ مالعہ یا زیادہ صحت کے ساتھ مالعہ کے عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اوسکا ادا ہونا منجانب مدعاعلیہم مرتہنان بجانب مدعیان رسپانڈنٹان قابل اطمینان طور پر ثابت نہیں ہوا ہے۔ اصل وجوہ اسبات کے کہ کیوں عدالت ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے یہہ بیان ہوئے ہیں کہ مدعاعلیہم نے رسید جداگانہ پیش نہیں کی اور یہہ امر کہ چند قرضے ڈگری مدعیان راہنان یا فتنی دیگر کو اونیان ادا نہیں ہوئے ہیں۔ عدالت ماتحت نے اپنے نتایج کا خلاصہ بعبارت ذیل تحریر کیا ہے۔

عدالت کی یہہ رائے ہے کہ جب مدعیان نے بعد رجسٹری ہوجانے رہنامہ پایا تھا تب مدعاعلیہم نے مدعیان کو یہہ ترغیب دی تھی کہ اگر مدعیان رہنامہ مدعاعلیہم کے حوالہ کردین اور داخل خارج نام کا نسبت جایداد مرہونہ کے بدین اقرار کرادین کہ کل زر رہن ادا ہو گیا ہے تو ایک رقم معقول زر نقد کی مدعاعلیہم سے منجملہ زر رہن کے ملیگی۔ اس ترغیب سے مدعیان وہ سب کچھہ کرتے رہے جو مدعاعلیہم اونسے کہتے تھے۔ لیکن آخرکار باہم فریقین نسبت قبضہ و تصرف اراضیات سیر کے نزاع پیدا ہو گئی اور مدعاعلیہم نے مدعیان کو کچھہ

زر لعداد انکیا اور نالسات وغیرہ عدالت مین واسطے دخلیابی جایداد مرہونہ کے دایر ہوئی ہین - اون مقدمات کے سلسلہ مین جو بہ نتیجہ اون کل نزاعات کے ہوئی تہی اوسمین یہہ مقدمہ اخیر ہے - مین بلا کسی تامل کے یہہ تجویز کرتا ہون کہ منجملہ مبلغ لعہ زر رہن کے مدعا علیہم نے صرف سہ۱۹۱ ادا کئے ہین - یہہ کسی طور پر ثابت نہین ہے کہ بقیہ مبلغ ار مدعا علیہم نے ادا کئے ہین -

مسٹر کانکن منجانب مدعا علیہم اپیلانٹان کے یہہ بحث کرتے ہین کہ یہہ نتایج محض قیاسی ہین اور قاعدہ بار ثبوت کے جو ایسے مقدمات سے متعلق ہوتا ہی غلط فہمی پر مبنی ہین - ذیعلم کونسل نے ہماری توجہ ایک فقرہ مندرجہ رسالہ رہن مولفہ میکفرسن صاحب (طبع ہفتم صفحہ ۲۰۱) پر مایل کی ہے جسمین قاعدہ اسطرحپر بیان ہوا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دستاویز تحریری کا لکھنا تسلیم کرتا ہے جسمین یہہ ذکر ہے کہ معاوضہ وصول ہوگیا ہے لیکن اوس ذمہ داری سے برایت بدین عذر چاہتا ہے کہ معاوضہ کامل حسب شرایط معاہدہ کے اوسکو وصول نہین ہوا ہے تو بار ثبوت اوس عدم وصولی کا اوسکی ذمہ ہوتا ہے اور بحالت عدم موجودگی ثبوت مذکور کے شخص مذکور ذمہ دار اوس دستاویز کے شرایط کا قرار پانا چاہئے جسپر اوس نے اپنی دستخط ثبت کئے ہین - دستاویز تحریری شہادت بادی النظری اس امر کی ہے کہ معاوضہ متذکرہ وصول ہوگیا ہے لیکن وہ قطعی نہین ہے اور اس شہادت بادی النظری کی تردید ہو سکتی ہے -

اس راے کی تائید متعدد فیصلونسے ہوتی ہے جنکا حوالہ فقرہ مذکور کے یادداشت ذیل مین ہے اور مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ فقرہ مذکور کے روسے صحیح قاعدہ قانون کا قرار پایا ہے یعنی یہہ وسیع اصول قرار پایا ہے کہ جب کوئی شخص خود اپنے فایدہ کے خلاف اقرار کرتا ہے عام اس سے کہ زبانی ہون یا تذکرات مندرجہ دستاویزات تحریری کے ہون تو بار وجہ ظاہر کرنے اون اقرارات کا اسلئے کہ جو اثر اون اقرارات کا شہادت مین ہو اوس سے نجات حاصل ہو ذمہ اوسی شخص کے ہے - فی الحقیقت یہہ بخوبی ثابت شدہ قاعدہ قانون کا ہے اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہت سے مقدمون مین اوسکو منظور فرمایا ہے - جہانتک اس قاعدہ کو اقرارات مندرجہ دستاویزات سے تعلق ہے اوسکو بمقابلہ انگلستان کے ہندوستان مین بہت کم قوت ہے کیونکہ اس ملک مین ایسے

اقرارات قابل تردید ہوتے ہین قاعدہ مانع تقریر مخالف ازروے دستاویزات کے ہمارے قانون
مفصل مین لامعلوم ہے - اب دیکھنا چاہیے کہ جو کچھہ اسمقدمہ مین ہوا ہے اوسکو خود
اندر سنگہ مدعی نے جسکا اظہار گواہانہ اسمقدمہ مین ہوا تہا عمدہ طور پر بیان کیا ہے - گواہ مذکور
نے یہہ بیان کیا ہے - رہنامہ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۸۱ء تعدادی ایک ہزار نوشتہ میرا
اور میرے بہائی بسنت راے کا ہے دفتر رجسٹری مین اوسی روز یعنی ۱۳ اپریل ۱۸۸۱ء کو پیش
ہوا تہا اور میرے اور بسنت راے کے اقرار پر تحصیل چاندپور مین اوسپر رجسٹری ہوئی تہی
بعد تکمیل رجسٹری کے رہنامہ رجسٹری شدہ مجہکو دیا گیا تہا - ہمنے دفتر رجسٹری مین اوسپر
لکہوا دیا تہا کہ دستاویز مذکور مجہکو دیدیجاوے کہ مین دستاویز کو حوالہ کر کے روپیہ وصول
کرسکون - ہمنے اور بسنت راے دونون نے اقرار مذکور کیا تہا - ہمنے اور بسنت راے میرے بہائی
نے رہنامہ رجسٹری شدہ دفتر رجسٹری سے پایا تہا - گواہ نے بعد بہت حیلہ وحوالہ کے تسلیم کیا
جب رہنامہ اونکو حوالہ کیا گیا تہا اوسوقت ایک جزو زر رہن کا نقد مرتہنان سے وصول ہونیکو تہا -
بعدہ اوسنے یہہ بیان کیا جب ہمنے اور بسنت راے نے رہنامہ دفتر رجسٹری سے پایا تہا اوسکے
تخمیناً دس یا بیس روز بعد نوبت سنگہ کے حوالہ کر دیا تہا - ہمنے صیغہ داخل خارج مین بہی بیان کیا ہی
یعنی یہہ بیان کیا تہا کہ مجہکو کل زر رہن وصول ہو چکا ہے - ہمنے کل کام اوسپر یعنی مرتہن پر اعتبار کرکے کیا تہا
مجہے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بیان منزل مقدمہ مدعی کا ہی جو بہ نسبت عدم ادای زر رہن کے
ہی - خود رہنامہ مین ایک اقرار بہ نسبت ایصال کل زر رہن کے ہے اور اوس اقرار کی وجہ جزواً
صرف اس امر سے ظاہر کیجاتی ہے کہ مدعیان نے عہدہ دار رجسٹری سے کہا تہا کہ بعد رجسٹری
کے دستاویز ہمکو واپس دیجاوے کہ ہم خود دستاویز حوالہ مرتہنان کے کر کے اونسے زر رہن وصول
کرینگے - اس احتیاط کی قوت سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعیان مرتہنان پر اعتبار نہین کرتے
تہے جیسا کہ اندر سنگہ مدعی نے خود اپنے اظہار مین بیان کیا ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہی تو بموجب
خود شہادت اندر سنگہ کے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تہوڑے ہی عرصہ بعد رجسٹری کے رہنامہ مرتہنان
کو حوالہ کر دیا گیا تہا - یہہ ایسی شرط ہے جو خود مدعی کے بیان کے بموجب بروقت وصول ہونے زر
رہن کے مرتہنان سے وقوع پذیر ہونیکو تہی - بجز اس مبہم بیان معتبر ہی کے کوئی وجہ اثبات
کی نہین ہے کہ کیون مدعیان نے دفتر رجسٹری مین بالصراحت اس بیان کرنیکے بعد کہ
ہم رہنامہ مرتہنان کو بروقت وصول ہونے کل زر رہن کے حوالہ کر دینگے فی الواقعہ رہنامہ اونکو

بلا وصول تمام وکمال کے حوالہ کر دیا۔ اور نہ ہمین تک مقدمہ خلاف مدعیان کے ہی کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ اپریل ۱۸۸۲ء کو مدعیان راہنان تمام کل رکدو بروحاضر ہوئے اور مستدعی داخلخارج تمام بحق مرتہنان اس بیان کے ساتھہ ہوئے کہ ہمکو زرہن تمام وکمال وصول ہوگیا اگر اونکو زرہن تمام وکمال بوصول نہین ہوگیا تھا تو اوسکی کوئی وجہ قابل اطمینان نہین ظاہر کیجاتی ہے کہ اونہون نے کیون ایسا بیان کیا تھا۔

ذیعلم جج ماتحت سے مدعی کے طریق عمل کے اثر شہادت پر جو بارہ حوالگی رہنامہ مرتہنان کے ہوا ہی اور حاکم مال کے روبرو اقرار صالح کیا ہی کہ ہمکو تمام وکمال زرہن وصول ہوگیا ہے وقعت جب آتی ہم نہین کی ہی جج ماتحت نے مبہم ورکہ دیا ان معتبری کو قبول کیا ہے اور جو ابدہی بہ نسبت اس بنیاد پر نا منظور کی کہ مدعا علیہم نے رسید جداگانہ بقایا زرہن یعنی مبلغ ۱۲۳ کے حاصل نہین کی لیکن مجھے معلوم ہوتا ہی کہ اگر یہہ تسلیم کیا جاوے کہ اگر رسید پیش بھی ہوتی تو بھی یہہ عذر جیسا کہ تعلق رکھتا ہے میری یہہ رائے ہے کہ سب حالات مقدمہ کے کہ شہادت قوی سی اثبات کا ثابت ہیں بالکل مدعیان پر لازم تھا کہ انکا یہہ طریق عمل کہ مرتہنان کو رہنامہ حوالہ کر دیا اور صیغہ داخلخارج مین حکام مال کے روبرو تمام وکمال زرہن کے وصولیابی کا اقرار صالح کیا ہے قابل توضیح بہ بنا دباو ناجائز یا فریب یا دیگر ایسی امور کی وجہ سے ہوئی جس سے وجہ اوس طریق عمل کی صاف ظاہر ہوجاتی۔ اونہون نے کسی ایسی شہادت کے پیش کرنیکی کوشش بھی نہین کی ہے۔

بجانب دیگر بیان مدعا علیہ کی تائید بہ نسبت وصول ہی کے ہی نہ صرف اقرارات یا طریق عمل خود مدعیان سے ہوتی ہے بلکہ صریحی شہادت سے ہوتی ہے۔ اونہون نے اپنے کارندہ یعنی گماشتہ مسمی مصری لعل کو اور نیز گنگارام پٹواری کو پیش کیا ہے جن دونون کا بحلف یہہ بیان ہے کہ مبلغ ۱۲۳ مرتہنان مدعا علیہم نے مدعیان راہنان سے حساب طے کرنیکے بعد ادا کئے ہین اور اوس رقم کے پانیکے بعد اشخاص اخرالذکر نے رہنامہ لوبت سنگہ یکے از مرتہنان کو حوالہ کر دیا تھا۔ جج ماتحت نے بھی اس شہادت کی نامعتبری کی کوئی وجہ تحریر نہین کی ہے اور معلوم ہوتا ہی کہ اونکی رائے پر جداگانہ رسید نہونیکا بہت زیادہ اثر ہوا تھا میری رائے مین رہنامہ کا مرتہنان کو حوالہ کر دینا اور مدعیان کا صیغہ داخلخارج مین اقرار کرنا کامل طور پر کافی بمنزلہ ایسی معقول شہادت کے اگر اوس سے زیادہ قوی نہ بھی ہو جیسی کہ رسید جداگانہ ہوسکتی تھی ہی اور شہادت زبانی موجودہ مقدمہ مع طریق عمل و اقرارات خود مدعیان سے تمام وکمال زرہن کا وصول ہونا ثابت ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہی کہ کل نزاعات متعلقہ رہن ہذا کے دوران مین طریق عمل مدعیکا قابل الزام اور حیلہ

حوالہ کے ساتھہ ہوتا رہا ہی نالش سابق مین بالکل زر رہن کے وصولیابی سے انکار کیا تہا لیکن یہہ تجویز ہوئی
تہی کہ بدرجہ اقل اونکو مبلغ صہ۔ ہ روپیہ وصول ہو چکا ہی۔ اس نالش مین اونہون نے اوس روپیہ کی رقم کا وصول
پانا تسلیم کیا ہی لیکن اوس سے زیادہ وصول ہونے سے انکار کیا ہی۔ باوجود اپنی غلط فہمی کے جو بہ نسبت بار ثبوت کے
اسمقدمہ مین ہوئی ہے جج ماتحت نے بہی تجویز کیا ہی کہ مبلغ ۔ مدعیانکو مبلغ صہ۔ ہ کے علاوہ جسکو
اونہون نے تسلیم کیا ہی وصول ہوا ہی۔ مدعیان نے اس تجویز کی نسبت اس اپیل مین بحث نہین کی ہے
اور مدار اونکے مقدمہ کا جو بہ نسبت بقیہ زر رہن کے ہی بالکل مرتہنان کی معتبری کے داستان پر ہے اور
جس داستان کی نسبت مین اوپر کہہ چکا ہون کہ بلحاظ حالات اسمقدمہ کے مبہم وضعیف اور بیہودہ ہے
صرف ایک اور امر ہی جو تجویز طلب ہی۔ مسٹر امیر الدین نے اپنی بحث کے دوران مین منجانب مدعیان رسپانڈنٹ کے
یہہ حجت کی تہی کہ ہرگاہ مقدمہ سابق مین جج ماتحت نے اپنی فیصلہ مورخہ ۱۱ ماہ ۱۸۸۵ء مین یہہ تجویز کی تہی کہ مرتہنان
کیطرف سے صرف مبلغ صہ۔ ہ کا ادا ہونا ثابت ہوتا ہی اور ہرگاہ فیصلہ مذکور بصیغہ اپیل عدالت ہذا اندر رو اوسکے
فیصلہ مصدرہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کے بحال رہا تہا تو تجویز مقدمہ سابق بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہی اور مدعا علیہم
اس عذر کے کرنیسے مانع ہی کہ علاوہ اوس رقم کے نامبردگان نے کبہی کوئی رقم مدعیان کو بطور معاوضہ رہن کے ادا کی ہے
اسمقدمہ کے سماعت کے دوران مین ہمنے یہہ اطلاع کر دی تہی کہ اس عذر مین کچہہ وقعت نہین ہے۔ فیصلہ عدالت خود مورخہ
۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء ہمنے نقل کر دی ہی اور اوس سے کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہی کہ مقدمہ سابق مین جس امر کی تجویز کرنیکا مقصود
تہا وہ کل یہہ تہا کہ آیا مرتہنان نے جز و زر رہن ادا کیا ہی یا نہین جس سے اونکو استحقاق دخلیابی کا حاصل ہوا اور
یہہ مقصود نہین تہا کہ کوئی تجویز محدود معین بہ نسبت صحیح تعداد اوس رقم کے اخذ کیجاوے جو مرتہنان نے پیشگی دی تہی
بدینوجوہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت ماتحت نالش معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتا ہون
ینگ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے واقعات کو میرے بہائی محمود صاحب نے ایسی کامل طور پر بیان کیا ہے کہ اس سے زیادہ
کہنا غیر ضروری ہے کہ مین اونکی ساتہہ اون نتایج سے اتفاق کرتا ہون جو اونہون نے اخذ کئے ہین۔ تنقیح میعاد
سماعت کی جسکی بحث اونکی فیصلہ کے جز و اولین مین ہوئی ہے ایسی تہی کہ جسمین ہمارا کچہہ وقت صرف ہوا تہا
مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ نالش میعادی ہی۔ لیکن اس امر سے کہ مدعیان نے باوجود اپنی سمجہہ بوجہہ کے مرتہنان کو
رہنامہ حوالہ کر دینیکے بعد رقوم مزید کے مرتہنان سے پانیکی امید نہین ہے رہنامہ مرتہنان کو حوالہ کر دیا اور اس
امر سے کہ صرف چند ہی روز قبل اوسکے مدعیان نے عہدہ دار رجسٹری کے روبرو بیان کیا تہا کہ ہم رہنامہ اوس وقت
تک رکہینگے کہ جب بقیہ زر معاوضہ پا جاوینگے اور مزید برآں اس واقعہ سے کہ خود مدعیان نے صیغہ داخلخارج مین بقیہ
زر معاوضہ کا وصول ہونا تسلیم کیا ہی میرے ذہن پر کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین رہتا ہی کہ مدعیان اب عدالت مین
آسکتے ہین اور عدم وصولیابی زر معاوضہ کا بیان پیش نہین کر سکتے ہین۔ اگر ایسے صاف وصریح طریق عمل اور ایسی
صاف وصریح اقرار کا بطور منتہی کے تصور کیجاوین تو میں التہابی انصاف کو کسی محدود نتائج کا اخذ کرنا غیر ممکن ہو جاویگا
مدینہ حد اینمہ محمود صاحب سے اتفاق کرتا ہون اور نالش مدعیانکو ڈسمس کرتا ہون اور اپیل معہ خرچہ ڈگری کرتا ہون

ضلع بریلی — اپیل دوم نمبر ۱۵۰ سنہ ۱۹۰۸ء — منفصلہ ۱۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۹ انگریزی

خوشحال چند بنام نظام النسا وغیرہم

مواخذہ۔ مالگذاری سرکار کا منجانب نمبردار کے ادا ہونیکا مواخذہ جایداد مقبوضہ خریداران مابعد پر ہونا۔ ادای مذکور کی اطلاع خریدار کو ہونا۔ نمبردار و شریک۔

ورثا اوس نمبردار کے جسنے مالگذاری سرکار کسی اراضی کی بابت ادا کی ہو جب وہ دعوی دلا پانے زر مذکور کا بطور مواخذہ اوپر جایداد مقبوضہ مشتریان مابعد کے کرتے ہون بمقابلہ مشتریان مذکور بلا ثبوت علم اس امر کے کامیاب نہین ہو سکتے ہین کہ مالگذاری مذکور نمبردار نے حسب معینہ بابت اوس اراضی کے ادا کی ہے جو اونہون نے خرید کی ہے۔

(لچھمن سنگھ بنام سالگرام (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۸۴)

پر استدلال ہوا و نگیندر چندر گھوس بنام سرمتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ سورصاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۴) سے امتیاز کیا گیا)

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

شیو ناتھ سنہا و خوشوقت رای منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتھ چودہری منجانب ریسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مدعی منتقل علیہ اوس نمبردار کے وارث کا ہے جس نے وہ مالگذاری سرکار ادا کی تہی جو بعض اراضیات کی بابت باقی پڑی تہی اور جس اراضی کو بعد ادا ے مالگذاری مذکور کے بعض مدعا علیہم نے بذریعہ بیع خانگی کے خرید کی تہی۔ مالک سابق بہی مدعا علیہ ہے۔ اس نالش مین جو عدالت دیوانی مین دایر ہوئی ہے مدعی مستدعی اس امر کے استقرار کا ہے کہ مدعیکو مواخذہ اراضی پر بابت زر مودی کے حاصل ہے۔ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مدعا علیہم نے باطلاع ادا ہو جانے زر مذکور کے خریداری کی تہی۔ مسٹر شیو ناتھ سنہا نے منجانب اپیلانٹ کے فیصلہ عدالت العالیہ مقدمہ لچھمن سنگھ بنام سالگرام (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۴ و انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۸۴) اور فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ نگیندر چندر گھوس بنام سرمتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ سور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰) اور سنغا گری بنام بیجو (انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۴۵۲) پر استدلال کیا ہے۔ بجانب دیگر مسٹر

انگریزی

جوگندر ناتھ چودہری فیصلہ کثرت راے ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ کنیورام داس بنام مظفر حسین شاہ (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۵۰۹) پر استدلال کرتے ہین - چونکہ نہ یہہ بیان ہوا اور نہ یہہ ثابت ہوا ہے کہ مدعا علیہم نے باطلاع خریداری کی ہے اور چونکہ بایع مدعا علیہ جہانتک دادرسی مستدعیہ کو تعلق ہے غیر ضروری فریق مقدمہ ہذا ہے لہذا ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا جو روپیہ نمبردار نے ادا کیا ہے وہ جایداد پر سواحدہ ہے یا نہین - مدعی جو اپیلانٹ عدالت ہذا ہے اس امر کے ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے کہ وہ مستحق قایم کرنے مواخذہ کا اوپر جایداد مقبوضہ مدعا علیہم مشتریان کے ہے - نگینہ حیدر گہوس بنام سیرمیتی کامنی داسی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۵۰) ایسا مقدمہ نہین ہے جسمین خریدار نیک نیت مالعید بمعاوضہ قیمتی بلا اطلاع کے رہا ہو - اگر مدعیان رسپانڈنٹان مقدمہ لچھمن سنگہ بنام سالگرام (زبدۃ النظایر مفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۳۷) جنہون نے بعد ادا ہو جانے بقایا مالگذاری مستاجب لچھمن سنگہ کے خریداری کی تہی خریدار نیک نیت بمعاوضہ مالیتی بلا اطلاع ادا ہو جانے رقم مذکور کے ہوتے تو ذلعلم جج اس امر کے کہنے مین کہ اسمین شبہہ نہین ہے کہ بذریعہ ادا کرنے بقایا مالگذاری کے جسکا ادا کرنا اوسپر فرض تہا مدعا علیہ کو مواخذہ اوپر جایداد کے بمقابلہ کل اشخاص کے جنکو اوسمین غرض حاصل ہے بعوض رقم ادا شدہ کے حاصل ہو گیا ہے اور یہہ قاعدہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ نگینہ حیدر گہوس بنام سیرمیتی کامنی داسی قرار دیا ہے (اپیل ہند مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۵۰) بہت وسیع تعبیر نسبت اوس فقرہ مندرجہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے قایم کی ہے جو صفحہ ۲۵۰ مین ریپورٹ مذکور کے درج ہے اور جسپر جج ممدوح نے حوالہ کیا تہا -

---

نمبر ۱۰ لاریزی | ضلع اگرہ | منفصلہ ۱۱ نومبر ۱۸۹۰ء

اپیل فوجداری نمبر ۸۳۵ سنہ ۱۸۹۰ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بہونی رام

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۵ ضمیمہ ۲ مد ۱۵۵ - میعاد سماعت - اپیل ہاے فوجداری -

احکام ایکٹ میعاد سماعت کو مقدمات فوجداری سے اوسی سنحتی کے ساتھ

متعلق ہونا چاہئے کہ جسطرحسے وہ مقدمات دیوانی سے متعلق ہوتے ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

پبلک پراسیکیوٹر (پل) منجانب سرکار   اپیلانٹ کیطرفسے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس وٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل جب ہمارے بہائی برادر سٹ صاحب مرحوم کے روبرو ۱۹ رجولائی ۱۹۱۰ء کو پیش ہوا تہا تو بلاشبہہ تیرہ روز خارج المیعاد تہا مجرم سے وجہ طلب ہوئی تہی کہ جو وقت مناسب پر واپس آئی تہی اور ۱۱ اگست ۱۹۱۰ء کو مسٹر جسٹس نیگ صاحب نے اپیل منظور کیا تہا گو کوئی وجوہ اونکی حکم مین بیان نہین ہوئے ہین کہ کیون ممدوح الیہ نے اوسکو ایسی وجہ کافی ثابت تصور کیا تہا کہ رعایت محکومہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کے اپیلانٹ کو عطا کیجاوے۔ ہماری رائے مین یہہ عمدہ وقت ہے کہ بالصراحت یہہ سمجہا جاوے کہ قانون میعاد سماعت کو سختی متعلق کرنا چاہئے اور مقدمات اپیل فوجداری سے اوسی سختی کے ساتہہ متعلق کرنا چاہئے کہ جس سختی سے مقدمات دیوانی سے متعلق کیا جاتا ہے۔ ایکٹ میعاد سماعت مین کوئی فرق درمیان اپیل ہائے فوجداری اور اپیل ہائے دیوانی کے قایم نہین کیا گیا ہے بجز اوس میعاد کے کہ جسمین درخواست اپیل داخل ہوجانا چاہئے۔ ازروی دفعہ ۱۵۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے سشن ججون کے فیصلون کی ناراضی سے عدالت ہذا مین اپیل اندر ساٹہہ یوم کے تاریخ حکم سزایا اوس حکم کے تاریخ سے داخل ہوجانا چاہئے کہ جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے۔ اگر درخواست بعد انقضا میعاد مذکور کے پیش کیجاوے تو وہ صریحًا خارج المیعاد ہے اور جو اختیار ہمکو حاصل ہے وہ صرف بموجب فقرہ دوم دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت کے سایل کو رعایت عطا کرنیکا ہے بشرطیکہ وہ عدالت کا یہہ اطمینان کردے کہ اوسکو وجہ کافی اپنے اپیل نہ داخل کرنیکی حاصل ہے۔ مجرم کا یہہ کہنا کافی نہین ہے کہ اوسکو یہہ معلوم نہتا کہ اوسکو اپیل کا استحقاق حاصل ہے یا اوسکو خیال تہا کہ اوسکے رشتہ دار لوگ اپیل کرینگے۔ یہہ علم عام ہے کہ ہر مجرم کو جب وہ اوس جیلخانہ مین داخل ہوتا ہے کہ جسمین اوسکو اپنی سزا بہگتنا پڑیگی یہہ اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ اپیل کرسکتا ہے اور اوسکی درخواست بذریعہ سپرنٹنڈنٹ جیل کے پیش کیجاسکتی ہے اگر یہہ بہی نہو تاہم اس امر کا علم ہونا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ازروی قانون کے

اوسکو استحقاق اپیل عطا ہوا ہے اور بدرجہ مساوی یہہ بہی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اپیل مذکور اندر ساٹھہ یوم کے تاریخ حکم سزا سے یا اوس حکم کے تاریخ سے جسپر وہ اعتراض کرتا ہے داخل ہونا چاہیئے ہمکو صرف یہہ اور کہنے کی ضرورت ہے کہ بلا شبہہ حکم مسٹر جسٹس نکس کا جو مورخہ ۸ اگست ۱۸۹۹ء ہی وہ قابل نظر ثانی ڈویژن بنچ کے ہے اور حکم مذکور صرف حکم مشعر منظوری اپیل کا تابع اوس راے کے ہے جو ڈویژن بنچ بہ نسبت بحث میعاد سماعت کے قائم کرے۔ ہم دونوں حکام کی صاف یہہ راے ہے کہ کوئی وجہ کافی واسطے منظوری اس اپیل کے تین روز بعد میعاد کے ثابت نہین کی گئی ہے اور ہمارا اوسکو منظور کرنا احکام قانون میعاد سماعت کے صریحًا اختلاف کرنا ہوگا۔ لہذا ہم اپیل نامنظور کرتے ہین۔

صفحہ ۱ ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۳۲۲ ۱۸۹۹ء منفصلہ ۱۰ نومبر ۱۸۹۹ء

برج باسی راے وغیرہم بنام شیو ٹہلو راے وغیرہم

امر تجویز شدہ۔ عملدر آمد۔ اپیل دوم۔

عذر امر تجویز شدہ کا اپیل دوم مین باوجودیکہ عذر مذکور یادداشت اپیل مین درج نہو زبانی پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ عذر مذکور متعلق بحث اختیار سماعت کے ہے جسکا پذیرا کرنا عدالت کو ہر وقت لازم ہے جب کبھی اوسکی معرض اطلاع مین لایا جاوے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین نزل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

نزل صاحب جسٹس۔ شئے دعوی اپیل ہذا کا وہی قطعہ نمبری ۹، ۵، ورہی ہے جو شئے دعوی اپیل دوم نمبر ۳۰۵ ۱۸۹۹ء کا تہا۔ نالش رسپانڈنٹان مقدمہ ہذا کی بدلیل قاعدہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بموجب اون وجوہ کے ممنوع السماعت ہے جو وجوہ مینے اپنے فیصلہ اپیل دوم نمبر ۳۰۵ ۱۸۹۹ء مین بطوالت تمام بیان کئے ہین۔ مسٹر کاشی پرشاد نے اس عذر کو منجانب اپیلانٹان کے اپنے یادداشت اپیل مین بیان نہین کیا ہے لیکن آج اونہون نے عدالت سے اجازت اس عذر کے پیش کرنیکی استدعا کی ہتی اور اجازت حاصل کی ہے۔ مین اونکو اس اجازت کے دینے سے انکار نہین کرسکا کیونکہ دفعہ ۱۳ اوس عدالت کے اختیار سماعت پر حاوی ہے جسکو اس مقدمہ کی تجویز کرنا چاہیئے تہا اور بحث

اختیار سماعت کے ایسی بحث ہے جسکو خود عدالت کو پذیرا کرنا چاہئے جب یہہ بحث اوسکے معرض اطلاع مین لائی جاوے باوجودیکہ عذر مذکور یادداشت اپیل یہ معرض تحریر مین نہ بہی لایا گیا ہو۔ بنسبتی نالش رسپانڈنٹان کے اپیل ڈگری کیا جاتا ہے لیکن اندرینحالات فریقین اپنا اپنا خرچہ کل عدالتونکا ادا کرینگے۔

ضلع بنارس | اپیل اول نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۸ء | منفصلہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۹ء | صفحہ ۱۱ انگریزی

راوہا ویک لس و یکہ بنام بیچو رام

اجرا ڈگری ۔ ڈگریدار کو ادا کیا جانا ۔ اعتراض بہ نسبت حکم اجرا ڈگری کے ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۸ ۔

جب مدیون ڈگری یہہ عذر کرے کہ ڈگریدار کو بیرون عدالت وصول دیا ہے بطور اعتراض بنسبت درخواست اجرا ڈگری کے کرے تو ٹہیک طور پر کہتے مین اعتراض مذکور بطور کارروائی مطابق فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور نہین ہو سکتا ہے۔

بنظر ثابت کرنے واقعہ وصول یا تصفیہ بیرون عدالت حسب احکام دفعہ متذکرہ بالا کے مدیون ڈگری کو خود اپنی تحریک سے عدالت مین یہہ درخواست کرنا چاہئے کہ ڈگریدار اس امر کی وجہ دکھلانیکے لئے طلب کیا جاوے کہ کیون وصول یا تصفیہ مذکور کی تصدیق نکیجاوے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان دوارکا ناتہہ بنرجی منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل اجرا ڈگری کی ایک کارروائی سے ظہور پذیر ہوا ہے جسکی نسبت وکیل اپیلانٹ کی یہہ حجت ہے کہ اونکے موکلون نے فی الحقیقت بموجب فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی تہی ۔ میرے ذہن مین شبہہ عظیم بہ نسبت اس امر کے ہے کہ آیا وہ حکم قانون کا صحیح طور پر اوس امر سے جو فی الواقع عمل مین لایا گیا ہے متعلق ہے یا نہین لیکن میرے بہائی ٹرل صاحب نے اور خود مینے خیال کیا تہا کہ یہہ قیاس کرنا بہتر ہے کہ وہ متعلق ہے اور روداد مقدمہ پہ لحاظ کرنا چاہئے جس سے

ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیلانٹ کو وجہ شکایت حاصل نہین ہے - جس درخواست سے
اعتراضات اپیلانٹان کے جو عدالت ماتحت مین نامنظور ہوئے تھے ظہور پذیر ہوے ہین
وہ درخواست اجراے ڈگری ڈگریدار مدخلہ ۲ دسمبر ۱۸۸۷ء ہے جسکے ذریعہ سے اوس نے
بیان کیا تھا کہ زر بقایا مبلغ اعہ لینا تھے واجب اور اوسکا یافتنی از روی ڈگری کے ہے
اور ساتھہ ہی اوسکے اوس نے تصدیق کیا تھا کہ مدیونان ڈگری نے اوسکو دو قسطین
بیرون عدالت ادائی مین ایک ۱۰ اپریل ۱۸۸۵ء کو الـ ۱۱۱؍ کی اور دوسری ۱۸ جنوری
۱۸۸۷ء کو الـ ۱۱۱؍ کی - ڈگریدار کی اسی درخواست پر یہہ بات ہے کہ مدیونان ڈگری نے
بطور اعتراض کے ایک درخواست بدین بیان داخل کی ہے کہ ہمنے بشمول رقوم مودی
ڈگریدار کے تین رقوم اور ادائی ہین الـ ۱۱؍ جون ۱۸۸۵ء مین اور الـ نومبر ۱۸۸۵ء مین
اور لعہ جنوری ۱۸۸۶ء مین اور اس ذریعہ سے ڈگری بیباق کر دی اور اپنے کو
ذمہ داری بروے ڈگری مذکور سے سبکدوش کر لیا ہے -

یہہ بات کہ کیون مینے یہہ کہا ہے کہ مجھے شک ہے کہ آیا جو درخواست اسطور پر
بجواب درخواست اجراے ڈگری داخل کیجاوے اوسکی نسبت ٹھیک طور پر کہا جاسکتا ہے
کہ وہ فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اوسکی وجہ یہہ ہے کہ
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت سے کہ مدیون ڈگری کو بھی اختیار ہے کہ ایسے مبلغ
کے ادا یا تصفیہ کے وقوع سے عدالت کو مطلع کرے ضرور یہہ معنی ہین کہ مدیون ڈگری کو
خود اپنے تحریک سے عدالت سے درخواست واسطے جاری ہونے نوٹس بنام ڈگریدار
بدین مضمون کرنا چاہیے کہ وجہ اسباب کی ظاہر کرے کہ ایسا ادا یا تصفیہ کیون تصدیق نکیا جاوے
اس مقدمہ مین اگرچہ حسب بیان اپیلانٹان کے مبلغ اعہ اونہون نے ڈگریدار کو نومبر
۱۸۸۵ء تک ادا کیا ہے لیکن اونہون نے اوسکا ذکر عدالت مین اپنے اعتراض کے وقت
تک جو ۲۶ جنوری ۱۸۸۸ء کو ہوا تھا نہین کیا -

بہر کیف ہمنے یہہ مناسب نہین سمجھا کہ فیصلہ اس اپیل کا بلحاظ سخت قانونی راے
کے کرین جو فقرہ دوم دفعہ ۲۵۸ کی ہے بلکہ ہمنے یہہ خیال کیا کہ فیصلہ اوسکا باعتبار روداد کے
کرنا بہتر ہے - ہمکو اطمینان کلی ہے کہ راے جج ماتحت کی صحیح راے ہے اور اونکا اندازہ
نسبت شہادت کے صحیح اندازہ ہے اور اونکا اعتراض بہ نسبت سرخط کے بنیاد معقول پر مبنی ہے

اور اونکے تحریرات بہ نسبت بیہودگی اس امر کے کہ دو رقوم غیر مسلمہ ڈگریدار کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی پر لکھی گئی ہین حالانکہ دیگر دو رقوم مسلمہ ڈگریدار ڈگری صیغہ اپیل پر لکھی گئی ہین بالکل بنیاد معقول پر مبنی ہین۔ کوئی اور امور قانونی کسی قسم کے بجز اوسکے جسکا مین اوپر ذکر کرچکا ہون ہمارے روبرو پیش نہین ہوئے ہین لہذا امور متذکرہ حکم استفسار پر غور کرنا غیر ضروری ہے۔ ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔ سر خط تا صدور حکم ثانی بجرا محافظ دفتر عدالت ہائے کے رکھا جاوے۔

ضلع جونپور — اپیل اول نمبر ۱۰ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۹ء — صفحہ ۱۲ انگریزی

مرزا ظہور محمد بنام جہید یلعل و یک کس دیگر

اجرای ڈگری۔ اقرار باہم فریقین بغرض ادای ڈگری بذریعہ اقساط۔ نوعیت اجازت جو بغرض جواز اقرار مذکور کے ضروری ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۷ الف

چونکہ ایک ڈگری مصدرہ جج ماتحت مورخہ ۲۷ جون ۱۸۸۱ء بغرض اجرا صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہوگئی تھی فریقین ڈگری مذکور نے ایک اقرار تحریری واسطے بیباقی ڈگری بذریعہ اقساط کے حضور مین کلکٹر کے پیش کیا۔ کلکٹر نے اقرار مذکور منظور کیا اور عدالت صادر کنندہ ڈگری مین اوسکو بھیجدیا۔ برطبق پہونچنے اقرار تحریری مذکور کے عدالت موصوف نے ۳۱ جولائی ۱۸۸۱ء کو حکم ذیل صادر کیا۔ آج موصول ہو کے حکم ہوا کہ بجنسہ عدالت ضلع مین واسطے شمول مسل کے مرسل ہو۔ ۴ اگست کو ضلع جج نے یہ حکم دیا کہ دستاویز مذکور محافظ دفتر کے پاس بھیجی جاوے کہ مسل مقدمہ اجرای ڈگری مین شامل کردیوے۔ ۱۶ جون ۱۸۸۸ء کو درخواست اجرای ڈگری ساتھہ موثر کرنے شرائط اقرار تحریری مذکور کے داخل ہوئی۔

تجویز ہوئی کہ حکم متذکرہ بالا مصدرہ جج ماتحت ایسا حکم نہین ہے جسکا مقصود دفعہ ۲۵۷ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے اور واسطے جواز اقرار مذکور بابت ادای ڈگری بذریعہ اقساط کے ناقابل ہے اور چونکہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری اقرار مذکور کو منظور نہین کرسکتی تھی لہذا اجرای ڈگری مین تمادی عارض ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

عبدالرؤف و عبدالمجید منجانب اپیلانٹ — کانلن و شمبھو ناتھہ منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول بصیغہ اجرائے ڈگری مورخہ ۲۷ر جون ۱۸۸۱ء سکے ہے جو رسپانڈنٹان ڈگریداران نے بنام مدیون ڈگری اپیلانٹ کے زر نقد کی بابت حاصل کی تہی - اجرائے ڈگری مین بعض جایداد غیر منقولہ مدیون ڈگری کی قرق ہوئی تہی اور واضح ہوتا ہے کہ مقدمہ اجرائے ڈگری مذکور مارچ ۱۸۸۵ء مین کلکٹر کے یہان منتقل ہو گیا تہا - قبل اسکے کہ کلکٹر نے کوئی کارروائی عملی معاملہ مین کی تہی اونکے حضور مین ایک درخواست منجانب ڈگریدار و مدیون ڈگری مشعر بدین بیان داخل ہوئی کہ باہم اونکے ایک معاہدہ ہو گیا ہے جسکے روسے زر ڈگری معہ سود چند اقساط مین ادا کیا جاویگا اور تا ادائے اقساط مذکور جایداد مقروقہ صیغہ اجرائے ڈگری بعلت زر اقساط مذکور کے مکفول رہیگی - اس درخواست کو صاحب کلکٹر نے منظور کیا اور اونہون نے یہہ حکم دیا کہ وہ عدالت جج ماتحت مین جہانسے اجرائے ڈگری منتقل ہوائی تہی بغرض اطلاع عدالت موصوف کے بہیجدیا جاوے - برطبق بہیجنے اقرار تحریری مذکور کے جج ماتحت نے حکم بعبارت ذیل صادر کیا -

آج موصول ہو کے حکم ہوا کہ بجنسہ عدالت ضلع مین واسطے شمول مسل کے مرسل ہو - المرقوم ۳۱ر جولائی ۱۸۸۵ء -

حکم ہوا کہ

بغرض شمول مسل حوالہ محافظ دفتر ہووے - ۴ر اگست ۱۸۸۵ء

۳۱ر جولائی کو جج ماتحت نے ایک حکم صادر کیا تہا کہ آج موصول ہو کے عدالت ضلع مین بہیجدیا جاوے کہ شامل مسل کر دیا جاوے ۴ر اگست کا ایک حکم ہے جو ضلع جج کا حکم معلوم ہوتا ہے جسکے روسے دستاویز مذکور اونکے عدالت کے محافظ دفتر کے پاس اسغرض سے بہیجا گیا کہ اوس مقدمہ کے اجرائے ڈگری کے مسل مین وہ شامل کر دیا جاوے جس سے یہہ نتیجہ ناگزیر پیدا ہوتا ہے کہ یہہ تصور کیا گیا تہا کہ کارروائی اجرائے ڈگری ختم ہو گئی - یہہ درخواست اجرائے ڈگری کی جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے ۱۶ر جون ۱۸۸۸ء کو داخل ہوئی تہی اور اوسمین مفصل ذکر اون کارروائی ہائے سابق کا ہے جو کی گئی تہین - درخواست مذکور عدالت دیوانی مین پیش ہوئی تہی اور اوسکا مقصود یہہ تہا کہ ڈگری مورخہ ۲۷ر جون ۱۸۸۱ء ساتہہ موثر کرنے شرائط مندرجہ صلحنامہ مظہرہ مورخہ ۲ جون ۱۸۸۵ء کے نافذ کیجاوے - ہر دو جانب سے یہہ امر مسلمہ ہے کہ اگر صلحنامہ مورخہ ۲۵ر جون ۱۸۸۵ء ایسا ہے

جس سے اقتضایات دفعہ ۲۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تعمیل ہوئی ہے تو ڈگری قابل اجرا ہے۔ لہذا کل بحث ہمارے روبرو اس اپیل مین یہہ ہے کہ آیا ہمارے روبرو ایسا مواد موجود ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ صلحنامہ جو بلا شبہہ بعض امور مین خلاف شرایط اصل ڈگری مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۸۸۱ء کے ہے عدالت صادر کنندہ ڈگری نے منظور کیا ہے یا نہین - اگر منظور نہین کیا ہے تو مدیون ڈگری کی یہہ حجت ہے کہ وہ کالعدم ہے اور مرور میعاد سماعت مین بمقابلہ خود ڈگری کے سد راہ نہین ہو سکتا ہے کہ جسکے مقابلہ مین میعاد ۲۷ جون سنہ ۱۸۸۱ء سے شروع ہوگئی ہے - پنڈت بشمبھر ناتھ نے بتائید فیصلہ عدالت ماتحت کے ہمارے روبرو یہہ اصرار کیا ہے کہ اصلی اور ضروری نتیجہ جو حکم جج ماتحت مصدرہ اوسوقت سے کہ جب صلحنامہ اونکے پاس واپس بہیجا گیا تہا نکالنا چاہئے یہہ ہے کہ مشار الیہ نے جو کارروائی کلکٹر نے کی تہی اوسکو اختیار اور منظور کیا تہا - مجھے بہت افسوس ہے کہ مین اس راے کو اختیار نہین کرسکتا ہون مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب قانون مین یہہ حکم ہے کہ ہر اقرار بابت دینے مہلت واسطے ادای دین ڈگری شدہ کے ناجایز ہوگا الا اس صورت مین کہ وہ کسی معاوضہ کے بدلے اور عدالت صادر کنندہ ڈگری کی اجازت سے ہوا ہو اور عدالت موصوف کی راے مین وہ معاوضہ بلحاظ حالات موجودہ کے معقول ہو اور نیز یہہ کہ ہر اقرار متعلقہ بیباقی کسی دین ڈگری شدہ کا جو مقتضی اس بات کا ہو کہ کوئی مبلغ علاوہ اوس تعداد کے جو ڈگری کے رو سے واجب ہو یا واجب الادا ہونے والا ہو حیلتاً یا صراحتاً ادا کیا جاوے ناجایز ہوگا الا جب کہ وہ اجازت متذکرہ صدر سے وقوع مین آئے اس سے یہہ مقصود ہے کہ اجازت عدالت صادر کنندہ ڈگری کی بعبارت صریح ہونی چاہئے اور ایسے حالات مین ہونی چاہئے جس سے ثابت ہو کہ عدالت موصوف نے صحت اقرار مجوزہ پر غور کرلیا ہے اور عدالت موصوف کو اجازت مذکور مین یہہ بیان کرنا ہوگا کہ عدالت اوس معاوضہ کو جسکے بدلے مین وہ اقرار کیا جاتا ہے اوسکو معقول تصور کرتی ہے - وہی مضمون فقرہ دوم دفعہ ۲۵۷ الف سے بہ نسبت ادا کے متعلق ہے جیسا کہ اسمقدمہ مین بذریعہ صلحنامہ کے اقرار ادا ے ایک رقم کا علاوہ اوس رقم کے ہے جو از روی ڈگری واجب ہے یعنی بہ نسبت اوس سود کے اقرار کیا گیا تہا جو ادن اقساط پر قایم کیجانیکو تہا - بعد ملاحظہ حکم مصدرہ

کلکٹر کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو یہہ خیال تہا کہ اونکو کچھہ اختیار از روی قانون کے
در بارہ منظوری اور پسند کرنے اوس صلحنامہ کے حاصل ہے جو فریقین مین منعقد ہوا تہا
لیکن پنڈت بشمبہر ناتہہ ہمکو کوئی ایسی سند قانونی نہین بتلا سکے اور اگرچہ ایسے احکام
قانونی موجود ہین جو دفعہ ۳۲۲ اور دفعات مابعد مین مجموعہ ضابطہ دیوانی مین بہ نسبت
اس امر کے دستیاب ہوتے ہین جو کلکٹر بہ نسبت اون ڈگریات کے عمل مین لاسکتے ہین
جو اونکے پاس بغرض اجرا کے منتقل ہوآوین لیکن کسیطرح اونکے روسے اونکو کوئی
ایسا اختیار حاصل نہین ہوتا ہے جیسا کہ از روے دفعہ ۲۵۷ الف کے عطا ہوا ہے جسکے
نسبت یہہ ملحوظ رہے کہ وہ ایسا اختیار ہے جسکو عدالت دیوانی جب وہ خود اپنی ڈگری جاری کررہی ہو
بطور عدالت جاری کنندہ ڈگری کے استعمال نہین کرسکتی ہے بلکہ صرف بحیثیت عدالت
صادر کنندہ ڈگری کے استعمال کرسکتی ہے یہہ امر قابل افسوس ہے کہ اس رای کے
قایم کرنیسے مدیون ڈگری اپنے فرضہ جایز سے بچ جاویگا لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی
ہے کیونکہ میرے ذہن مین یہہ امر بخوبی موجود ہے کہ واقعات مقدمہ پر دلیل لگانیکی
کوشش کرتا ہے کہ ان سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جج ماتحت نے فی الواقعہ اجازت
دی تہی درحالیکہ عبارت صریحی سے کچھہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ ایسی اجازت دیگئی
تہی۔ مین مقدمہ مدیون ڈگری پر ایسی غیر مفید راے سے نظر کرتا ہون کہ بدرجہ اقل مین
اوسکو کوئی خرچہ ان کارروائیون کا نہین دلاؤنگا۔ مین اپیل ڈگری اور حکم جج ماتحت کو
منسوخ کرتا ہون اور تجویز کرتا ہون کہ ڈگری مورخہ ۲۷ جون ۱۸۹۱ء کی اجرا ڈگری مین
تمادی عارض ہے لیکن بلا خرچہ۔

ٹڈلصاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع گورکھپور — اپیل اول نمبر ۲۳ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۲ دسمبر ۱۸۹۰ء

مرتضائی بی بی وغیرہ بنام جمنا بی بی وغیرہ

شرع محمدی - وقف - تعبیر دستاویز

جس صورت میں کسی مسلمان فرقہ شیعہ نے اپنے بغیر بیماری کے دوران میں ایک دستاویز ایسی تحریر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد اوسکے وفات کے عمل پذیر ہوگی اور جس دستاویز میں مکمل طور پر طریقہ تفویض اوسکی جایداد کا علانیہ طور پہ اس نیت سے معین تھا کہ جایداد دوامًا بلا خلل کسی اہل خاندان مذکور کے افسری میں رہے بعد غرض لابدی کفاف دیگر اہالیان خاندان اور البقائے عظمت ریاست کے اور جسمین کوئی ذکر صریح کسی قسم کا ایسا نہین تھا کہ جایداد واسطے اغراض خیرات کے مخصوص کر دی گئی ہے گو ضمنًا تذکرہ بعض فرائض مذہبی کا ہوا ہے۔

تجویز ہوئی کہ دستاویز مذکور کی ایسی تعبیر نہین ہو سکتی ہے کہ اوس سے وقف پیدا ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ غیر ممکن نہین ہے کہ جس دستاویز سے وقف پیدا ہوتا ہے اوسمین کفاف خلف الرشید تملیک کنندہ کا بھی شامل ہو سکتا ہی کیونکہ جایداد کا واسطے استعمال خیرات کے مخصوص ہونا ملتوی رہتا ہے لیکن اس مقدمہ مین جایداد واسطے استعمال خیرات کے قطعی طور پر مخصوص ہی نہین کی گئی ہے بلکہ غرض نویسندہ دستاویز مذکور کی صریحًا محض یہ ہے کہ جایداد خاندانی اور رتبہ ریاست کا قایم رہے۔

(شیخ محمد احسان اللہ چودہری بنام امرچند کندو (لا رپورٹ جلد ۱۷ اپیل ہند صفحہ ۲۸) کی تقلید ہوی رانی کھجور النسا بنام مسماۃ روشن جہان (لا رپورٹ جلد ۳ اپیل ہند صفحہ ۲۹۱) و نظام الدین غلام بنام عبد الغفور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۲۶۴) پر استدلال ہوا)

[نوٹ - یہ مقدمہ متعلق اپیل اول نمبر ۲۴ ۱۸۸۹ء کے ہے اور دونوں مین ایک ہی تجویز صادر کی گئی ہی - اس تجویز سے صرف اوسی قدر کی رپورٹ کیگئی ہی جو متعلق اوس امر قانونی کے ہی جسکی بابت اوسمین تجویز ہوئی ہے جزو اول جسمین بیان واقعات مقدمہ کا شامل ہی ترک کر دیا گیا ہے]

منشی عبد المجید و مہدی حسن منجانب اپیلانٹان کالون وبل منجانب رسپانڈنٹان

جسٹس ماسٹر صاحب جسٹس - بعدہ امر سیوم ہے جو امر قانونی ہے اور مدار اس امر کا تمامتر اوس

بطور جسکے جو دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کی نسبت قایم کیجاوے - بہ نسبت حجت یہہ
دستاویز کے کوئی مغالطہ نہین ہوا ہے اور ہمکو ضرور یہہ فرض کر لینا چاہئے کہ اوسکو بنا بر غلط
صورت فریقین نے تحریر کیا تھا - اس فیصلہ کے شروع مین مین نے بیان جوابدہی یادر
جو مقدمہ اوسمین پیش کیا گیا ہے اوسپر غور کرنیکا موقع پایا تھا اور اسی سلسلہ مین
یہہ تجویز کر دینا چاہئے کہ اوس بیان تحریری مین اس دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کا
ذکر بطور دستاویز تملیک نامہ کے ہوا ہے اور اوسی حیثیت سے وہ روبرو ڈسٹرکٹ جج ماتحت کے
پیش کیا گیا اور اوسپر استدلال کیا گیا - ہر دو یاد داشت اپیل کے عذر ہفتم مین یہہ کہا گیا
ہے - کیونکہ دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء نوشتہ بشارت علی نوعیت مین تملیک نامہ ہے
اور نہ وصیت نامہ اور فریقین پر قابل پابندی ہے علاوہ برین اوسکی تعمیل ہو چکی ہے -
باوجودیکہ یہہ بحث عدالت ماتحت اور عذر اپیل مین پیش کی گئی تھی برعکس اسکے
ہمارے روبرو ایک کلیتاً نیا عذر اختیار کیا گیا ہے کیونکہ حجت یہہ ہے کہ اس دستاویز سے
ایک وقف موضوع ہوا ہے جو وصیت سے پیدا ہوا ہے - جب یہہ امر مسٹر بنرجی نے جانب
اپیلانٹان پیش کیا تو مسٹر بل کا یہ اصرار بیجا نہین ہے کہ کل حیثیت اپیلانٹان کی تبدیل
ہو گئی ہے اور جو حجت اب اپیلانٹان کیطرف سے کیجاتی ہے وہ اوس حیثیت کے مغایر
اور برخلاف ہے جو اونہون نے عدالت ماتحت مین اور اپنے یاد داشت اپیل مین بیان
کی تھی - مجھے ہرگز یہہ یقین نہین ہے کہ اگر مین اپیلانٹان کو اوس حجت پر محدود کر دیتا کہ
جسپر تجویز عدالت مرافعہ اولی کی مبنی ہے تو مین زیادہ تر سختی کے ساتھ اپنے خدمت کو
انجام نہ دیتا لیکن چونکہ بلحاظ کل حالات مقدمہ کے مین خیال کرتا ہون کہ اوس طریقہ کے
اختیار کرنیسے دقت پیدا ہوگی لہذا امور قانونی مقدمہ کو اوس تنگ راے کے لحاظ سے
تجویز کرنیکو آمادہ نہین ہون بلکہ مین اوسکے وسیع صورت مین تجویز کرنیکو طیار ہون - پس
دیکھنا چاہئے کہ دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۴۸ء کیا شے ہے - از روے فقرہ اول کے
اوسکے نویسندہ نے یہہ بیان کیا ہے ایام پیری حیات اپنے کے درجہ اخیر مین یہہ وثیقہ
بطور دستاویز جایز بہ نسبت ارث اور وراثت کے لکھتا ہون بعد ازان اوس نے اپنے
متعدد جایداد جسکو اوس نے اپنے پیدا کردہ یا ایجاد کردہ بیان کیا ہے ظاہر کی ہین اور یہہ کہا
اور نیز اختیار کامل بذریعہ ہبہ یا انتقال خواہ بنام یگانہ و بیگانہ کے

۲۳ جنوری

حاصل یہہ ہے فقرہ دوم مین اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکا بیٹا مہدی حسن کہ جو اوسکو
منشا کے خلاف طریقہ سے عمل کرتا ہے جسکو وہ پسند نہین کرتا ہے لہذا اوس نے اوسکو وراثت
سے خارج کرویا ہے۔ بہ نسبت اپنے بقیہ دو پسران امام علی و قربان علی کے اوس نے یہہ
بیان کیا ہے کہ قربان علی نے دربارہ انتظام اوسکی جایداد اور خبرگیری اوسکے معاملات اور
اوسکو حملون اور جھگڑون سے محفوظ رکھنے مین بدرجہ غایت اپنے کو مفید کیا ہے اور اوس نے
جابجا عقل استعمال کی ہے۔ بجز قربان علی کے میرے ورثامین سے کوئی لیاقت حفاظت
معاش کی نہین رکھتا ہے۔ پس یہہ سب استحقاق اور مکسوبات ذاتی اور کل اصلی ہی
بعد وضع اخراجات دروازہ و دربار و تعزیہ جات و تقوے داری محرم وغیرہ متعلقات ہمارے
کے بطریقہ مناسب باختیار قربان علی ہوگا۔ بعدہ دوسرے فقرہ مین اوس نے تقسیم کا ذکر
کیا ہے اور یہہ کہا ہے۔ فرض کیجئے کہ میری کل معاش الکہ روپیہ ہے منجملہ اوس کے
قربان علی کو بوجہ حق المحنت انتظام معاش اور مقابلہ دعویداران و مخالفان کے کہ اوس سے
متعلق ہے یہہ باقی رہا ۱۲ اسمین قربان علی و امام علی کو حصہ مساوی مقرر کیا یعنی فی کس
بحصص مساوی دیا جاویگا۔ لیکن درباب پٹہ اور قبولیت رعایا و ٹھیکہ دار و خرید و فروخت
و ہبہ و تملیک وغیرہ یعنی امورات انتظامی مین بلا استصواب و صلاح قربان علی کے
امام علی جاہل کو اختیار نہین ہے اور نہ ہوگا لیکن بعض اوقات مین بحالت مشغول و
مصروف ہونے قربان علی کے دوسرے کامون مین حسب اجازت و صلاح قربان علی
مالگذاری معین کے طلب و تصفیہ و رسید و فارغخطی مین امام علی کو بہی اختیار ہوگا۔ اوسکے بعد
ایک مضمون زینب بی بی کے باب مین درج کیا گیا ہے اور اوسکے بعد فقرہ اخیر ہے جسکی نسبت
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا بطوالت تمام پڑہنا ضروری ہے۔

واضح ہو کہ یہہ جایداد معہ اوسکے منفعت کے ہمارے وارث کو جہت کفاف و حفظ
و بقاے ریاست کے مفوض ہے نہ واسطے کسی نوع انتقال کے لیکن طریقہ انتظام کا یہہ ہے
کہ ایک ہی شخص مالک اور منتظم کل کا ہو اور بقیہ تابع اوسکے اور حصہ دار منافع مین بذریعہ
زر نقد بقدر اپنے اپنے حصص معین کے بلا ہیچ ایک تقسیم کسی اراضی کے ہونگے کیونکہ بذریعہ
تقسیم کے قوت کم ہو جاویگی اور ریاست کے قلیل حصے ہو جاوینگے اور سبب نہ بقای ریاست
و بقاے حیثیت و نہ امتیاز ہمارے خاندان کا رہیگا۔ لہذا اختیارات انتظام دیہات اور

حاصل ہو لیے مالگذاری وجوابدہی مخالفین ریاست وغیرہ یعنی جملہ امورمتعلقہ انتظام و
حکومت وملکیت جیسا کہ متعلق بذات خاص ہمارے ہے بلا اطلاق امر دیگر سپرد ہو گئے
مفوض ہو گئے تھے ۔ تا مبردہ کو چاہیے کہ دیانتابہ تسلیم وفاقا سرفرتیتہ کے اپنی ہدایات حقیقی النسب
ذوی الحقوق سے بھائی ایک شخص کو اور وہ بھی بعد اپنے ایک کو علی التدریج بعد بعد ملکیت اس
ریاست کو انہین دستاویزات سے مفوض کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالی بعد ریاست ہمارے
خاندان مین پشت در پشت قایم رہے ۔ یہہ بھی واجب التعمیل ہے کہ جب تک اپنی
کی اولاد ذکور موجود ہو یہہ حق کسی دختر یا دختر کی اولاد کو ندیا جاوے ۔ مگر بصورت حقیق
معاش نقدی کفاف تا حیات مقرر کرینگے جیسا کہ ہمنے کیا ہے الحاصل جب ہو تعداد اس
دستاویز کا بجمیع تحریر الیہ بعد ہمارے ہمارے ارث اور ہدایت مین ہووے ہر ایک
تعمیل اسکی بذمہ خود واجب جانین و تا حیات ہمارے جیسا کہ اختیار ہمارا ہے رہیگا ۔

پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہر معقول شخص جو اس دستاویز کو تمام و کمال پڑھیگا بجز
اسکے اور کچھہ نتیجہ اخذ نہین کرسکتا ہے کہ نویسندہ دستاویز کے خیال مین خود اوسکی عبارت
صرف یہ غرض تھی کہ ریاست مدام رہے اور عزت اور امتیاز اوسکے خاندان کی مدام رہے
اور یہہ کہ ریاست پشت در پشت قایم رہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز کے درمیان
مین محض اتفاقیہ ذکر اخراجات متعلقہ دروازہ و تقریبات و تعزیہ داری محرم سے حقیقی
اور اصل اور صریحی حیطہ اور غرض دستاویز کی بابت اوس منشا اور غرض کے تبدیل نہین
ہوجاتی ہے جسکے نسبت مجھے کوئی موقع دور اسے قایم کرنیکا نہین معلوم ہوتا ہے ۔

چونکہ نوعیت دستاویز کی ایسی ہے مسٹر برجی نے بتقویت ایک فقرہ مندرجہ
صفحہ ۲۰۳ ٹاگور لا لکچر مولفہ مسٹر امیر الدین کے یہہ حجت کی ہے کہ اوسکے روسے وقف
معقول کل جایداد کا پیدا ہوتا ہے ۔ مین اقرار کرتا ہون کہ اس حجت سے مجھے تامل ہوا تھا
اور اوسوقت سے جسقدر زیادہ مین نے اوسپر غور کیا ہے اوسیقدر زیادہ مجھے اوسمین
کسی قوت کا نظر آنا مشکل معلوم ہوتا ہے ۔ مقدمہ راجی کہور النسا بنام مسماۃ روشن جہان
لا رپورٹ جلد ۶ اپیل ہند صفحہ ۱۹۶ مین ایسا مقدمہ ہے جسمین ایک طور پر علاوہ اون
اغراض کے جسکے لئے مین اوسکو استعمال کرتا چاہتا ہون دیگر اغراض متعلقہ اپیل ہذا
کے لئے کام لیا جاسکتی ہے ایک فقرہ حسب ذیل فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مین موجود

مصلحت شرع محمدی کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ موصی بذریعہ وصیت نامہ کے طریقہ وراثت جایداد مطابق قانون مین مابین اپنے ورثا کے دست اندازی نکرنے پاوے اگرچہ اوسکو اختیار ہے کہ ایک جزو معین بقدر ایک ثلث کے شخص اجنب کو دیدیوے - لیکن یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قانوناً جایداد اپنے حیات مین کل یا کوئی جزو اپنی جایداد کا اپنے پسران مین سے کسی ایک کو دیکر اوس مصلحت قانونی کو شکست کر سکتا ہے الا شرط یہہ ہے کہ اوس نے بعض صورتون کی تعمیل کردی ہو - لیکن جو لوگ اس قسم کی کارروائی کرانا چاہتے ہین اونپر اس امر کا بہت صاف طور پر ثابت کرنا لازم ہے کہ جن صورتون کی رو سے مصلحت شرع محمدی کی شکست کیجاتی ہے اونکی تعمیل ہو چکی ہے - اسلئے روسے ایک قاعدہ طلائی قرار پایا ہے جسکی تقلید درباره تجویز کرنے ایسی دستاویزون کے مسلمانون کے باہمی مقدمون مین اوسوقت سے ہوتے آئی ہے۔

فقرہ مندرجہ کتاب مولفہ مسٹر امیر الدین جو بنا بحث مسٹر بنرجی کی ہے یہہ ہے - قاضی خان بہ تقلید امام ابن الفضل یہہ بیان کرتے ہین کہ وقف بہ تعلق اوس حالت کے جسمین وہ کیا جاوے تین قسم کا ہوتا ہے -

(۱) جب بحالت تندرستی کیا جاوے -

(۲) جب حالت بیماری مین کیا جاوے -

(۳) جب اوسکا عمل وفات پر منحصر کردیا جاوے -

تبادلہ قبضہ اور تصرف کا صورت اول مین ضروری ہے لیکن صورت سیوم مین ضروری نہین ہے کیونکہ وہ اپنی نوعیت مین وصیتی قسم کا ہی لیکن صورت دوم مثل اول کے ہے اگرچہ وہ بہ نسبت ثلث حصہ جایداد وقف کے مثل اوس ہبہ کے موثر ہوتا ہے جو مرض الموت مین کیا جاتا ہے -

یہہ بیان ہو چکا ہے کہ وقف ناقابل لاسترداد ہی لیکن جو کوئی وقف کسی شخص نے اسطرح پر کیا ہو کہ اوسکے وفات کے بعد وہ موثر ہوگا یا جسکو وقف بالوصیت کہتے ہین وہ وقف قبل اوسکے وفات کے ہر وقت قابل استرداد ہوتا ہے -

اگر اس مقدمہ مین مجرد یہہ بحث متعلق ہوتی کہ آیا وصیت سے کوئی وقف پیدا ہو سکتا ہے یا نہین اور مین فیصلہ اس اپیل کا بلا تجویز اسکے نکر سکتا تو مین صحیح سمجھتا

کہ اپنے بہائی نُزل صاحب کی رضامندی اسلئے حاصل کرون کہ فیصلہ اپیل کا اوسوقت
تک کے لئے ملتوی کردیا جاوے کہ جب تک فیصلہ اجلاس کامل کا اوس مقدمہ مین صادر
نہو جاوے جو میرے بہائی محمود صاحب اور ینگ صاحب نے سپرد کیا ہے لیکن مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بنرجی کی رضامندی سے جو بجواب اوس سوال کے ہے جو مین نے
اونسے کیا تہا مین ہر دقت سے سبکدوش ہوگیا ہون اور یہہ کہ ہم تصفیہ اس اپیل کا
اس قیاس پر کرسکتے ہین کہ وصیت سے وقف پیدا ہوسکتا ہے۔ ہرگاہ مسٹر بنرجی کی
حجت پر بنا اوس فقرہ کے یہہ ہے کہ وصیت سے وقف پیدا ہوسکتا ہے تاہم
مجبوراً اونکو یہہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اگر اسطرح پر بہی وقف کیا جاوے تو اوسکے ساتہہ کل
لوازمات وقف کے ہونا چاہئے اور بجز اوسقدر کے کہ جسقدر فوراً تبدیلی قبضہ کو تعلق ہے وقف
جو وصیت سے پیدا ہوتا ہے اور وقف جو بذریعہ دستاویز فوراً بحالت حیات واقف کے عمل پذیر ہونیکو
پیدا ہوتا ہے بنیاد واحد پر قایم ہوتے ہین۔ اگر ایسا نہوتا تو اوس امر کا نظر آنا آسان ہے
کہ ہر مسلمان معمولی قواعد اپنے قانون وراثت کو اور اپنے وارثون کو اپنی جایداد
بذریعہ وقف کے علیحدہ کرکے محروم کرسکیگا۔ اسمقدمہ مین بہ نسبت اس دستاویز کے
یہہ بحث نہین پیدا ہوسکتی ہے کہ بشارت علی نے اوسکو اپنے مرض الموت مین
لکہا تہا یا وہ فوراً عمل پذیر ہونیکو تہی فی الحقیقت کامل طور پر یہہ ظاہر ہے کہ اوسکا
مقصود یہہ تہا کہ اوسکے حیات مین حالت اشیاء کی بلا التغیر قایم رہے۔ میری راے
مین شرع محمدی عام اس سے کہ شرع شیعہ کی ہو یا سُنی کی اوسمین کوئی سند خلاف
اسکے نہین دکہلائی گئی ہے مقتضی اس امر کے ہو کہ واسطے پیدا کرنے وقف جایز
کے وہ واسطے ایسے اغراض کے ہونا چاہئے جو کبہی ساقط نہین ہوتے ہین اور اوسکے
لئے کوئی غرض مذہبی اور خیرات کے ہونا چاہئے۔ اگر لازمہ اخر الذکر مطلوب نہوتا تو
ہر مسلمان جسکی نیت اپنے کل جایداد کی وصیت کرنیکی ہو وہ ایک وقف بذریعہ وصیت
کے پیدا کرکے ایسا کرسکتا ہے۔ بسبیل تذکرہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مقدمہ سابق
مین جو بہ نسبت اسی دستاویز کے تہا اس دستاویز کو قربان علی کے قایمقامون نے
بطور وصیت نامہ کے تصور کیا تہا اور اوسی حجت کی بنیاد پر یہہ بات ہوئی تہی کہ اون
کارروائیون مین وہ کامیاب ہوسکتے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ حسب متذکرہ بالا اس سے انکار نہین ہے کہ واسطے اغراض پیدا کرنے وقف کے چند خاص شرائط کا ہونا ضروری ہے اور مین یہہ تسلیم کرنیکو بہی اُمادہ ہون کہ کوئی سرمایہ جو وقف کی قسم کا ہو وہ اسوجہ سے ناقص نہین ہوجاتا ہے کہ جایداد موقوفہ سے خاندان واقف کے لئے کچہہ کفاف مقرر کیا گیا ہے - لیکن اگر یہہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ ہرگاہ اوسکے قبضہ کی نوعیت کا تبدیل ہونا بذریعہ لینے یعنی صریحی قبضہ کے ضروری ہے درحالیکہ واقف خود اپنے آپ کو متولی مقرر کرتا ہے یا جب وہ کسی اور دوسرے شخص کو متولی مقرر کرتا ہے اور جب وقف بذریعہ وصیت کے پیدا کیا جاتا ہے تو قبضہ کا تبدیل ہونا ضروری نہین ہے تاہم دوسرا لازمہ ضروری وقف کا ہونا چاہئے یعنی جایداد خیراتی استعمالون کے لئے دراصل مخصوص کر دیجاوے جو کسی ایک وقت یا کسی دوسرے وقت مین موثر ہونگے - جیسا کہ اسوقت صلاح دی گئی ہے مین یہہ تجویز کرنیکو آمادہ نہین ہون کہ اپنے وارثان ذکور کے نام جو درجہ بدرجہ ملکیت کے وارث ہون کسی شخص کا ہبہ کرنا ایک ہبہ خیراتی اوس لفظ کے کسی منشا مین ہے اور تاوقتیکہ کسی سند یا لا دست سے میری اس رائے کی تصحیح نہوگی مین ایسی تجویز کرنے سے انکار کرتا ہون - بذریعہ دستاویز مورخہ ۶ ؍ مارچ ۱۸۴۶ء کے بشارت علی نے جو کچہہ کیا ہے وہ یہہ تہا کہ واسطے قایم رکہنے اپنی کل ریاست اور عظمت اپنے خاندان کے اوس نے اپنی جایداد کو مقید کر دیا ہے اور اوسکے دست بدست جانیکی بابت ہدایت کی ہے اور محدود کر دیا ہے اور اوسکے کل انتقالات کی بابت ممانعت کی ہے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو رائے مین نے ظاہر کی ہے وہ صریحاً مطابق فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ شیخ محمد احسان الہ چودہری بنام امرچند کنڈو (لا رپورٹ جلد ۱۷ اپیل ہند صفحہ ۲۸) کے ہے جسمین کل بحث کی نسبت مباحثہ کامل طور پر ہوا ہے - صفحہ ۳۶ مین فقرات ذیل پائے جاتے ہین جسکی نسبت مین خیال کرتا ہون کہ مین باسایش اونکو بیان کر سکتا ہون

حکام عالیمقام اس مقدمہ مین کسی خاص تعریف کا اوس امر کی نسبت قایم کرنیکا قصد نہین کر سکتے ہین کہ کس امر سے وقف جایز موضوع ہو سکتا ہے اور نہ اس امر کی تجویز کرنیکا قصد کرتے ہین کہ کہانتک شرائط کفاف خاندان واقف کے وقف مذکور پر بلا اتلاف اوسکی نوعیت کے جو ہبہ خیراتی ہی قایم ہو سکتی ہین - بلحاظ واقعات اسمقدمہ کے ہم

حکام عالیمقام کو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا جو ہبہ جایداد کا واسطے فواید خیرات کے ہوا اور جو صرف اوس حالت مین موثر ہوگا کہ جب اولاد واقف کی موجود نہ ہے وہ ہبہ باطل ہے یہہ امر ایسا ہے جسکی نسبت ہندوستان مین مختلف فیصلجات ہوے ہین ۔

ایک جانب حکام عالیمقام یہہ خیال کرتے ہین کہ وجہ معقول اس تجویز کرنیکی ہے کہ کفاف خاندان کا جایداد واقف سے موافق ہبہ کے جو بطور وقف کے ہے ہو سکتا ہے ۔ اس بارہ مین حکام عالیمقام اراے ہائیکورٹ کلکتہ سے جو مسٹر جسٹس کیمپ صاحب نے ایک مقدمہ مین منجملہ مقدمات محولہ کے بیان کی ہین اتفاق کرتے ہین اور اونکو اختیار کرتے ہین ۔ بعد بیان کرنے عدالت کے اس نتیجہ کے کہ جن اصلی اغراض کے لئے اراضیات وقف کی گئی تہی وہ یہہ ہین کہ خبر گیری ایک مسجد کی ہو اور اخراجات عبادات و خیرات متعلقہ مسجد کے ادا کیجاوین اور جو فواید خاندان واہب کو دی گئی تہی وہ بعد اغراض اصلی کے قرار دی گئی تہی جج ممدوح نے یہہ بیان کیا ہے ۔ ہماری یہہ راے ہے کہ منافع جایداد پر چند رقوم کا مواخذ عاید کرنے سے کہ جو رقوم کچہہ عرصہ مین ضرور موقوف ہو جاوینگے کیونکہ صرف ایک خاندان کے لئے محدود ہین اور جنکے منقضی ہو جانے کے بعد کل جایداد متعلق اون اغراض اصلی کے لئے رہجاویگی کہ جن اغراض کے لئے وقف ہوا تہا وقف مذکور شرعا ناجایز نہین ہو جاتا ہے ۔

بجانب دیگر حکام ممدوح کے روبرو حوالہ کسی ایسے سند کا نہین ہوا اور شاید نکو ایسی سند دستیاب ہو سکے جس سے یہہ ثابت ہو کہ بموجب شرع محمدی کے ہبہ بطور وقف کے جایز ہے بجز اوس صورت کے کہ دراصل تخصیص جایداد کی واسطے اغراض خیراتی ایک وقت یا دوسرے وقت کے کر دیجاوے ۔ فی الحقیقت مسٹر [illegible] انہون نے بربناے ایک فقرہ مندرجہ ٹاگور لا لکچر کے جو بعلم مسلمانان اہل قانون کے ۱۸۸۴ء مین دیا تہا یہہ حجت کی ہے کہ خود تملیک خاندان کی یہہ سچی غربا کے پیدا ہوجاتی ہے ۔ لیکن اوس مسئلہ کے واسطے کوئی سند پیش نہین ہوئی ۔ تحریرات مسٹر جسٹس [illegible] صاحب کے جنپر ذی علم لکچرر نے استدلال کیا ہے یہانتک نہین پہونچتے ہین اور [illegible] خود غیر عدالتانہ قسم کے ہین کیونکہ جس مقدمہ مین وہ بیان کی گئی ہین اوسمین یہہ بحث پیدا نہین ہوئی تہی ۔ لہذا حکام عالیمقام اس امر پر لحاظ کرتے ہین کہ آیا جایداد متنازعہ دراصل واسطے فواید خیرات کے دی گئی تہی یا نہین ۔

اوس فیصلہ کے جزو اخیر مین حکام عالیمقام نے یہہ بتلایا ہے کہ دستاویز متنازعہ سے

یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بہبودی خاندان سے مقصود ہے اور نہ خیرات سے اور یہہ فرمایا ہے کہ یہہ تمنا کرنا تخصیص جایداد کی بہ نیک نیتی نہین ہے اور استعمال عبارات فی سبیل اللہ وقف اور ایسی ہی الفاظ اغاز دستاویز مین صرف ایک پردہ واسطے مخفی کرنے انتظامات بہبودی خاندان اور ناقابل الانتقال کرنے اپنی جایداد کے ہوا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ صریحاً مطابق مقدمہ ہذا کے ہے صرف یہہ فرق ہے کہ وہ وقف دوران زندگی کا ہے حالانکہ یہہ وقف ایسا ہے جو بذریعہ دستاویز بعد وفات کے عمل پذیر ہونیکو تھا۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ قانوناً کوئی وقف وقوع پذیر نہین ہوا ہے اور واسطے تائید مزید اس راے کے مین فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی مندرجہ انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۹ اظام الدین غلام بنام عبد الغفور پر حوالہ کرتا ہون جسمین یہہ بحث کامل طور پر داخل ہے کہ ایا کوئی وقف بلا ہونے کسی ایسی شرط صریحی کے پیدا ہو سکتا ہے کہ جس جایداد کی نسبت وقف ہوا ہے اوسکی انتہای تبدیلی قبضہ کے واسطے غرض خیرات یا مذہبی کی ہوئی ہے۔ یہہ بیان ہوا ہے کہ چونکہ امام علی نے اپنے حیات مین دستاویز مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۴۸ء کی نسبت اعتراض نہین کیا تھا لہذا اوسکی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اوسنے دستاویز مذکور کو قبول اور منظور کر لیا تھا۔ یہہ حجت عدالت ماتحت مین پیدا نہین کی گئی تھی اور نہ مین اوسکے قبول کرنے پر اَمادہ ہون فی الحقیقت برعکس اسکے شہادت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جہانتک اوسکی بیوہ اور وارثان کو تعلق ہے وہ لوگ بعد اوسکے وفات کے فوراً معہ نالش بنام قربان علی باظہار اپنے استحقاق مصرحہ شرع محمدی کے اس مسلہ پر اعتراض کرتے ہوے عدالت مین آے کہ وہ لوگ پابند شرائط دستاویز ۱۸۴۸ء کے ہین۔

لہذا میری یہہ راے ہے کہ یہہ دستاویز مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۴۸ء وقف بذریعہ وصیت کے نہین ہے اور یہہ کہ مدعیان بطور بیوہ اور دختر محمد ہادی کے مستحق لینے اپنے حصص کے ہین کہ گویا دستاویز مذکور کبھی بالوجود ہی نہین تھی۔

اب صرف وہ بحث باقی ہے جو بذریعہ اعتراضات متقابل مدخلہ منجانب ریسپانڈنٹان بہ نسبت حکم ذیلعام جج ماتحت متعلقہ خرچہ کے پیش ہوئی ہے۔ مشار الیہ نے اپنے فیصلہ مین یہہ بیان کیا ہے۔ دربارہ تجویز خرچہ مقدمہ ہذا کے مین یہہ تحریر کرنے سے باز نہین رہ سکتا

ہون کہ اس مقدمہ مین لذت شام پارٹی کی آتی ہے۔ اسمقدمہ مین دو مختار جو بحیثیت
پیشہ وران قانونی کے زیادہ تر واقف رہے ہونگے جمبا کے ساتھ شریک مدعیان ہین
جایداد کا جز و کثیر اونکو پہونچا ہے۔ اگر یہہ لوگ تنازعہ خاندانی سے علیحدہ رہتے تو شاید باہم
تصفیہ ہوگیا ہوتا۔ اگرچہ قاعدہ شام پارٹی اضلاع مین متعلق نہین ہے تاہم عدالت الصالح
کو اس قسم کے معاہدہ پر بہت بے التفاتی کے ساتھ نظر کرنا چاہئے وکلاء اور مختاران کو
بالخصوص مقدمات دیوانی بطور معاملہ پیشہ تجارتی کے برپا نکرنا چاہئے اور اوس ذریعہ سے
جھگڑے فضول اور تکلیف دہ کو ترقی ندینا چاہئے بلحاظ ان واقعات کے اور بعد غور اور
کل حالات مقدمہ کے مین یہہ مناسب اور قرین انصاف سمجھتا ہون کہ فریقین اپنے اپنے
خرچہ کے متحمل رہین۔

مین دراصل یہہ نہین سمجھتا ہون کہ کیون ذیعلم جج ماتحت نے اس عبارت کا
استعمال کیا ہے کہ فضول اور تکلیف دہ مقدمہ کا ترقی دینا۔ محمد ہادی ۲ رجون ۱۸۶۵ع
فوت ہوا تہا یہہ نالش ۲ رجون ۱۸۷۸ع کو خارج المیعاد ہو جاتی اور مدعیان صرف اپنے
شریک مدعیان کیوجہ سے اوس نالش کو ۱۷ رمئی ۱۸۷۸ع کو دایر کر سکے مین خود جج
ماتحت کی تجویزون سے یہہ بات قابل اطمینان طور پر ثابت ہوئی ہے کہ نالش غیر ضروری
نہین ہے اور مقدمہ تکلیف دہ نہین ہے۔ برعکس اسکے مدعیان اناث کامل طور پر
مستحق اوس حصہ کے بذریعہ وراثت کے ہین جسکا اونہون نے دعوی کیا ہے۔ او رمجھے
کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کیون مدعیان مذکور اور وہ لوگ جنہون نے اونکی اعانت
کی ہے اپنا خرچہ نہ پاوین۔ مین اپیل دونون مقدمون مین ڈسمس کرتا ہون اور
اعتراضات مدعا علیہم کے معہ خرچہ منظور کرتا ہون۔

ٹرل صاحب سٹلیٹ۔ جو کچھہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہی اوس سے اور ڈگری
مصدرہ معزی الیہ سے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مرادآباد اپیل اول نمبر ۱۹۴ ۱۸۸۰ع منفصلہ ۹ دسمبر ۱۸۸۰ع

هرگولال سنگہ بنام محمد رضا خان و یک کس دیگر

اجرائے ڈگری۔ قرقی۔ جھوٹی بیع۔ جایداد مطلوب القرق کا خریداری بایع

بعض جایداد کی بعلت ڈگری شفع کی مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۴-

بہاری لال و مکند رام نے ڈگریدار سے ایک ڈگری خرید کی تہی کہ جو ڈگری بنام موروث اون چند اشخاص کی تہی جو مالکان متسدک حقیت معافی واقعہ موضع ڈہاک شہید کے تہے۔ بعض بیداری مذکورہ بالا کے ایک ..... حقیت معافی مذکور کا بیع ہوا تہا اور مدعیان مقدمہ ہذا نے دعوی شفع دایر کیا تہا اور ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء کو ڈگری حاصل کی تہی جس ڈگری کے ذریعہ سے نامبردگان نے دخل حاصل کیا تہا۔ اوس مقدمہ کے دوران مین یعنی ۱۱ مئی ۱۸۸۶ء کو بہاری لال و مکند رام نے حکم قرقی حصہ ..... بیندار ..... موضع ڈہاک شہید کا حاصل کیا تہا حالانکہ مدیونان ڈگری کی کوئی زمینداری موضع مذکور مین نہی جایداد مذکور جسکے نسبت ظاہر ہوتا ہے کہ اسطور پر قرق ہوئی تہی ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ء کو نیلام عام مین فروخت ہوئی اور مدعا علیہ نے خرید کی جس سے باضابطہ دخل پایا تہا۔ مدعیان نے واسطے استقرار اپنے حق مالکانہ نسبت جایداد مذکور کے دعوی کیا ہے۔

تجویز ہوئی کہ استحقاق شفیعانہ مدعیان کا سرسبز ہونا چاہئے۔ قرقی بوجہ اہم طور پر غلط ہونے پتہ جایداد قرقی طلب ناجایز ہے اور اسطور پر موثر نہین ہوسکتی ہے کہ استحقاق مدعا علیہ کا تاریخ ماقبل تاریخ ڈگری مدعیان سے شروع کراسکے علاوہ برین جن کاروائیان کے بموجب قرقی ہوئی تہی انمین مدعیان اجنبی مطلق ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین۔

جوگندر ناتہ چودہری منجانب اپیلانٹ عبد المجید و ظہور حسین منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری یہہ رائے ہے کہ جج ماتحت نے فیصلہ اسمقدمہ کا بحق مدعیان صحیح طور پر کیا ہے۔ جو بحث فیمابین اونکے اور مدعا علیہ کے ہے وہ ایک سادہ بحث ہے اور واقعات مختصر ذیل سے ظاہر ہوتی ہے جنکو مین باسانی بیان کرسکتا ہون

۱۸ دسمبر ۱۸۸۰ء کو مسمی امداد حسین نے ایک ڈگری زرنقد رقم قلیل کی بنام بیدار شاہ کے حاصل کی تہی۔ بیدار شاہ باپ محمود شاہ و فیروز شاہ و تیمور شاہ و مقصود شاہ کا تہا۔ امداد حسین نے اپنی ڈگری دو شخص مسمیان بہاری لال و مکند رام کے نام بیع کردی ۵ جون ۱۸۸۱ء کو محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون نے بیعنامہ اپنی حقیت معافی واقعہ موضع ڈہاک شہید پرگنہ سمبہل کا بنام مسمی مظفر علی بعوض مبلغ ..... کے لکہدیا مدعیان

حال نے جب اونکو بیع مذکور سے علم ہوا نالش شفع کی دایر کی اور ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء کو بادا سے مبلغ صہ مدعا علیہ مشتری کو ڈگری حاصل کی۔ اگر استحقاق مدعیان کا نسبت حقیت معافی محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کے کسی تاریخ ماقبل سے نہ بہی شروع ہوا ہو تاہم وہ بذریعہ اپنی ڈگری شفع کے مالک اوس حقیت کے ۱۲ جون ۱۸۸۵ء سے ہو گئے تہے۔ ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء کو مکند رام اور بہاری لال نے حقیت محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کی جو موضع ڈہاک شہید مین بہتی نیلام کرائی اور مدعا علیہ نے بعوض مبلغ صہ کے خرید کی۔ بہ تقویت اوس خریداری کے نامبردہ نے امانت عدالت دیوانی اجرا کنندہ اوس ڈگری کی دربارہ اپنی دخلدہانی کی چاہے اور اوسکو قبضہ باضابطہ دلادیا گیا۔ بشمول اوسکے نامبردہ نے عدالت مال سے حکم داخل ہونے اپنے نام کا بجاے محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کے کاغذات مال مین حاصل کیا۔ واسطے ارجاع نالش ہذا کے یہی بناء مخاصمت ہے اور یہہ مسلمہ ہے کہ مدعیان فی الواقع قابض اور متصرف بذریعہ اوس استحقاق کے ہین جو اونہون نے بتقویت اپنی ڈگری شفع کے حاصل کیا تہا۔ باعتبار بیان واقعات مذکورہ کے بادی النظر مین قطعی طور پر یہہ ظاہر ہے کہ چونکہ مدعیان کو استحقاق نسبت کل حقیت محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیونکے ایسا حاصل تہا جسکی تاریخ بدرجہ اقل ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء سے کم عرصہ کی نہین ہے تو استحقاق مذکور کو بمقابلہ اور اوپر استحقاق مدعا علیہ کے جو ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء تک حاصل نہین ہوا تہا دعوی اعلیٰ حاصل ہے۔ لیکن مسٹر جوگندر ناتہہ نے بجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے بہت ہوشیاری اور لیاقت کے ساتہہ یہہ بحث کی ہے کہ حقیت محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیونکی حقیت پر حسب درخواست مکند رام وبہاری لعل کے ۱۱ مئی ۱۸۸۵ء کو قرقی ہو چکی تہی اور چونکہ بعلت اوسی قرقی کے نیلام اجرای ڈگری ۲۰ جنوری ۱۸۸۶ء کو ہوا تہا تو جو استحقاق مدعا علیہ کو دربارہ جائداد بہی استحقاق مدعیان کے تعلق ہے اوسکا شمار تاریخ قرقی سے ہے یا بدرجہ اقل قرقی موقوعہ ۱۱ مئی ۱۸۸۵ء مانع بیع منجانب ریونان ڈگری بابت اونکی حقیت موسومہ مظفر علی کے ۵ جون ۱۸۸۵ء کو تہی۔

لہذا میری رای مین جو بحث ہمارے روبرو ہے اور ذیعلم جج ماتحت کے روبرو بہی وہ اس امر پر محدود ہو جاتی ہے کہ آیا محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیونکی حقوق معافی کی قرقی جو تاریخ ۱۱ جون ۱۸۸۵ء کو ہوئی تہی ایکجائز قرقی حقوق معافی برقایم ہوئی تہی یا نہین جیسے مسٹر جوگندر ناتہہ نے

کہا تہا کہ سواے دستاویز نمبر ۱۲ کے اور جو مسٹر سیانڈرسٹ کی کتاب کے صفحہ ۱۱ مین دستیاب ہوتی ہی اور کوئی دستاویز بہ نسبت فرق کے دکہلانے سے چنانچہ وہ نہ دکہلا سکے اور فی الحقیقت ہمنے ایک دوسری دستاویز کے جسکو خود ہمنے ظاہر کیا ہی اور جو اوسی کتاب کے صفحہ ۱۴ مین دستیاب ہوتی ہی اور کوئی شہادت دستاویزی مسل مین ایسی نہین ہی جس سے حالات اور نوعیت فرق ظاہر ہون۔ لیکن شہادت زبانی ایک گواہ بہولا ناتہ کی ہی جو وکیل اون ڈگریداروں کا ہی جنہون نے فرق کرائی تہی۔ اوس سے ہمکو کسیقدر اطلاع اوس امر کے حاصل ہوتی ہے۔ جو وقت فرق ہونیکے وقوع پذیر ہوا تہا اور جو کچہہ اوسکا بیان ہے اوس سے مدعا علیہ کو کچہہ مدد نہین ملتی ہی۔ پس دستاویز مندرجہ صفحہ ۱۴ پر لحاظ کرلینے جسپر تاریخ ۲۲ اپریل ۱۸۸۶ء ثبت ہی وہ فرق تحریریہ حسب دفعہ ۲۷۳ (دفعہ ۲۷۴ ہونا چاہیئے) مجموعہ ضابطہ دیوانی معلوم ہوتی ہی اور اوسمین جایداد مقروقہ بطور ۸ بسوہ زمینداری حصہ موضع ڈہاک شہید جمعی ۵ جایداد مدعا علیہم بیان ہوئی ہی۔ دستاویز نمبر ۲ مندرجہ صفحہ ۱۱ فہرست جایداد محمود شاہ و دیگر مدیونان ڈگری کے ہی جو بمقدمہ اجراے ڈگری بہاری لعل و مکند رام وغیرہم مدعیان بنام محمود شاہ وغیرہم مدیونان ڈگری واقعہ موضع ڈہاک شہید پرگنہ سنبہل کے فرق طلب ہی اور مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۸۶ء ہے۔ اگرچہ یہ دستاویز فہرست ظاہر ہوتی ہے لیکن اصلیت مین ایک دستاویز بہ ثبوت اس امر کے ہی کہ ۸ بسوہ زمینداری واقعہ موضع ڈہاک شہید جمعی ۵ اور ان مدعا علیہم فرق ہوئی تہی اور دستاویز مذکور دستخطی اوس امین کے جسنے فرق کی تہی اور نیز دستخطی منصف عدالت کے ہی جسنے حکم دیا تہا کہ فرق کیجاوے۔ میری ذہن مین یہ بات بخوبی ظاہر ہی کہ ان دونون دستاویزون سے یعنی بحکم با ضابطہ مقتضیہ دفعہ ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور رپورٹ سے فرق شدہ مین جو کچہہ ڈگریدار فرق کرانا چاہتا تہا اور جو کچہہ فرق ہوا تہا وہ ۸ بسوہ حصہ زمینداری اوسکے مدیونان ڈگری کا واقعہ ایک خاص موضع کا تہا اور وہ حصہ زمینداری ذمہ دار مالگذاری مبلغ ۵ سالانہ کا بیان ہوا ہے۔

مسٹر جوگندر ناتہ نے منجانب اپیلانٹ کے بہت مستعدی سے اور صحیح طور پر یہہ تسلیم کیا ہی کہ محمود شاہ اور اوسکے بہائیون کی حقیت زمینداری موضع ڈہاک شہید مین بوقت اس فرق کے نہین تہی بلکہ جو کچہہ اوسکی حقیت تہی وہ معافیداری تہی جو بالضرور محض حقیت زمینداری سے جو فی الواقعہ فرق ہوئی تہی بہت زیادہ بیش قیمت تہی۔

ہماری روبرو نہ صرف مضامین ان دو دستاویزون کے موجود ہین بلکہ ہم پہر اظہار بہولا ناتہ

غور کورٹ مین جو وکیل تہا اور بہاریلعل و مکند رام ڈگریداران کیطرف سے عمل کرتا تہا اوسنے بیان کیا ہے۔
کمیونٹ سے مجہے یہہ نہین معلوم ہوا کہ آیا وہ جایداد زمینداری ہی یا معافی لہذا مینے اوسکو درخواست
مین جایداد زمینداری بیان کیا تہا۔ کمیونٹ سے یہہ ظاہر نہین ہوتا تہا کہ وہ زمینداری ہی۔ مینے اپنی
رای کے مطابق اوسکو زمینداری بیان کیا تہا بلحاظ الفاظ مالگذاری مندرجہ خانہ ۲ نقل کمیونٹ کے مینے
اوسکو زمینداری سمجہا تہا۔ مجہی یاد نہین ہی کہ کلکٹر نے منصف سے یہہ دریافت کیا تہا یا نہین کہ وہ جایداد مدیونان
ڈگری کے نام سے درج نہین ہے بلکہ مظفر علی خان کے نام سے درج ہی۔ مجہی یاد نہین ہی کہ کوئی اعتراض ہوا تہا یا
نہین۔ یہہ مقدمہ کلکٹر کے پاس منتقل ہو گیا تہا اور اونہین نے نیلام کیا تہا۔ بجواب وکیل مدعیان۔ مینے
جایداد مدعاعلیہم کی زمینداری سمجہکر قرق کرائی تہی۔ مین نے اوس جایداد کو زمینداری سمجہا تہا اور زمینداری
کو قرق کرایا تہا۔

اسمین بحث نہین ہو سکتی ہی کہ جس شے کے قرق کرانیکی نیت تہی وہ حقیت زمینداری مدیونان ڈگری کی تہی اور جو کچہہ قرق ہوا تہا وہ حقیت زمینداری ہی ہی۔ واسطے اغراض فیصل کرنے اس اپیل کے مین بانی بحث کرنیکی اور اس امر کے بطوالت تجویز کرنیکی ضرورت نہین سمجہتا ہون کہ فی الواقعہ کون سی شے نیلام ہوئی تہی حالانکہ اشتہار نیلام اور اصل سرٹیفکٹ نیلام سے جو دستاویز حقیت ہی میری ذہن مین کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہی کہ جو کچہہ دراصل نیلام ہوا تہا وہ محمود شاہ اور اوسکے دو بہائیون کی حقیت زمینداری ہے اور جس شے پر از روے سرٹیفکٹ نیلام کے حق ملکیت عطا ہوا ہی وہ حقیت زمینداری ہی ہی۔

ایپلانٹ کی حجت کا ماحصل یہہ ہی کہ ہر گاہ مدیونان ڈگری کی حقیت زمینداری قرق ہوئی تہی اور بہ تعمیل اوس قرقی کے نیلام ہوا تہا اور حقیت زمینداری کا سرٹیفکٹ نیلام عطا ہوا تہا گو مدیونان ڈگری کے حقیت زمینداری نہین تہی بلکہ حقیت معافی تہی تاہم خریدار نیلام کی نسبت یہہ تصور ہونا چاہئے کہ اوسنے حقیت معافی خرید کی تہی۔ کسی ایسی رای کا قایم کرنا بہت مستحکم امر ہی۔ یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ ہم ایسے شخصون کی بطور مدعیان کے تجویز رہی ہین جنکا اوس مقدمہ مین کچہہ حصہ نہین تہا جسکی علت مین قرقی حقیت مدیونان ڈگری کی اوس مقدمہ مین ہوئی تہی وہ شخص ثالث ہین جو اوس مقدمہ سے بالکل باہر ہین جنہون نے صاف حق ملکیت یکم دسمبر ۱۸۸۶ء کو حاصل کیا تہا بجز اوس صورت کے کہ قرقی ۲۸ مئی ۱۸۸۳ء کی قایم رکہی جاوی۔ مین خیال کرتا ہون کہ وہ مستحق ہین کہ مدعاعلیہ زیر تحت ثبوت اس امر کا چاہین کہ جس قرقی کے ذریعہ سی اوسکا نام نیلام ہوا تہا وہ قانوناً قرقی جایز تہی اور یہہ کہ بیچ جایداد مین ایسی غلط بیانی اوس قرقی مین نہین ہوئی تہی جس سے خریداران نیلام کو بولی بولنے مین یا اشخاص حقداران جایداد کو اسبارہ مین مغالطہ نہین ہی کہ اونہون نے حاضر آ کر اوسکی دعوی پیش نہین کیا۔ بدین وجوہ مین خیال کرتا ہون کہ ڈگری ماتحت کی صحیح ہے۔ مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

مسٹر ... صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۱۸ انگریزی

منفصلہ ۲ مئی سنہ ۱۸۹۰ء

ضلع الہ آباد

اپیل دوم نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۸۷ء

بندا بنام کونسلیا وغیرہ کس دیگر

شاستر - نالش اعادہ حقوق زناشوی - ترک کر دینا - بیرحمی قانونی - میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعات ۴ و ۳ و ۴ ضمیمہ ۲ مدات ۳۴ و ۳۵ و ۱۲۰ -

بموجب شاستر ہنود کے اصل حقوق و فرائض باہمی زوجہ و شوہر کے قانونی حقوق و فرائض تہذیب سے جداگانہ ہیں اور اونکا انفاذ ذمہ راجہ کے چھوڑ گیا تھا - علاوہ برین شاستر ہنود کا یہہ مقصود ہے کہ نفاذ حقوق و فرائض مذکور ہر فریق کیطرف سے بمقابلہ دوسرے کے ہونا چاہئے اور نہ یہ کہ تنہا شوہر کیطرف سے بمقابلہ زوجہ کے نفاذ ہونا چاہئے - عدالتہائے دیوانی برٹش انڈیا کو ہرگاہ بہ نسبت خدمات عدالتہائے کے وہ منصب حاصل ہے جو سابق مین حسب طریقہ شاستر ہنود کے راجہ کو حاصل ہوتا تھا اختیار سماعت بہ نسبت حقوق و فرائض مذکور کے حاصل ہے - لہذا عدالتہائے برٹش انڈیا مناسب طور پر نالش اعادہ حقوق زناشوی مابین ہندو لوگون کے بایں واسطے دائر پانے اوس زوجہ کے جس نے اپنے شوہر کو ترک کر دیا ہو دائر کر سکتے ہین -

بطور شرط مقدم ایسی نالشات کے جبکہ فریقین ہندو ہون یہہ ضرور نہیں ہے کہ بجانب مدعی کے طلب اور بجانب مدعا علیہ کے انکار ہونا ضرور رہے - اس قسم کی نالشات سے احکام مدات ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت متعلق متصور نہیں ہین - یہہ تجویز کرنے سے کہ مدات مذکور متعلق ہین ایجاد ہا سے اہم کا ہندوں نے (اور مسلمانوں نے) قانون دائی مین داخل کرتا ہے جو ایکٹ میعاد سماعت کی نوعیت اور حیطہ کے قانون کا مقصود نہیں ہو سکتا ہے -

زوجہ کا اپنے شوہر کو ترک کر دینا شاستر اگرچہ حالات مین روا رکھا گیا ہے لیکن شوہر کے دیوانگی سے زوجہ کو اوسکا ترک کر دینا مناسب نہوگا - کسی حالت مین ترک کر دینے سے رشتہ شوہر و زوجہ کا ختم نہیں ہو سکتا ہے - ایسی صورت مین نالش حقوق زناشوی کی جوابدہی قرار واقعی ایسے عذر کے ثابت کرنے سے جو مستغیث کے کسی جرم متعلقہ شادی کے بنا پر ہو ہو سکتی ہے کہ جس سے مدعا علیہ مستحق افتراق کا ہو سکے - بیرحمی قانونی بجانب مستغیث ایک وجہ انکار حقوق زناشوی کی یا مدعی پر شرط قائم کرنے کی ہو سکتی ہے -

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

بندا مدعی سنے نالش اعادہ حقوق زناشوی مولا بلسنے اپنی زوجہ کے بنام سماۃ کونسلیا اپنی زوجہ اور ایکشخص مسمی سبھیکے جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ اوسکو بیاہ دی ہے ۲۶ نومبر ۱۸۸۶ء کو دایر کی تہی۔ عدالت مرافعہ اولی سنے دعوی مدعیکا ڈگری کیا تہا۔ عدالت اپیل ماتحت سنے ڈگری عدالت مرافعہ اولی منسوخ اور نالش مدعی بطور خارج المیعاد کے ڈسمس کی تہی تب مدعی سنے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا اور مقدمہ محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا او جسٹس ممدوح نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۸۸ء کے اوسکو اوس بنچ مین سپرد کیا تہا جسمین اسٹریٹ صاحب جسٹس اور وہ خود شریک تہے۔ ۳۱ جولائی ۱۸۸۹ء کو اوس بنچ نے جو اسطرح موضوع ہوئی تہی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز تنقیح ذیل کے واپس بہیجا تہا۔ کہ آیا ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یا قریب اوسوقت کے جیسا کہ عرضی نالش کے فقرہ چہارم مین بیان درج ہے کوئی تقاضا مدعیکی طرف سے اوسکی زوجہ مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا پر اوسکے پاس واپس آنیکا اور اوسکے طرف سے واپس آنےمین انکار ہوا تہا یا نہین۔ اس تنقیح پر عدالت اپیل ماتحت نے ۲۶ ستمبر ۱۸۸۹ء کو چند تجاویز تحریر کین کہ جو تجاویز محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین۔ بعدہ مقدمہ بغرض سماعت روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ   سمین منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ کے واقعات ابتدائی اور امور قانونی جو اون سے ظہور پذیر ہوتے ہین پہلے اپنے حکم مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۸۸ء مین تحریر کئے ہین جسکے روسے مقدمہ دو ججون کے بنچ مین جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور مین خود شریک تہا سپرد کیا گیا تہا اور جب مقدمہ بغرض سماعت ہمارے روبرو پیش ہوا تہا تو ہمنے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۹ء کے مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت مین واسطے صاف تجویز اس تنقیح کے واپس بہیجا تہا کہ آیا ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو یا قریب اوس زمانہ کے (جیسا کہ فقرہ چہارم عرضی نالش مین بیان ہوا ہے) کوئی تقاضا مدعی کی طرف سے اوسکی زوجہ مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا پر اوسکے پاس واپس آنیکے لئے اور مسماۃ کیطرف سے

واپس آنیسے انکار ہوا تھا یا نہین ۔

اس تنقیح کی نسبت ذیعلم جج عدالت اپیل تحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ زوجہ مدعی کی مفروری اور اوسکا تقاضا واپسی کا اور اوسکا انکار پانچ برس قبل نالش کے وقوع پذیر ہوا ہے ۔ اور مسماۃ کو نسلیا مدعا علیہا اوسوقت سے برابر بیچو مدعا علیہ کے ساتھ ہم بستر ہوتی رہی ہے اور اوسکے دو لڑکے پیدا ہوئے جسمین سے ایک ابتک زندہ ہے اور کوئی طلب بجانب شوہر یا انکار بجانب زوجہ دربارہ اعادہ حقوق زناشوی کے اندر دو سال قبل نالش کے ثابت نہین ہے ۔

بہ نسبت تجاویز مذکور کے کوئی اعتراض کسی فریق نے بموجب دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین کیا ہے لیکن ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ یہہ بحث کرتے ہین کہ تجاویز مذکور قاطع نالش ہین ۔ اونکی یہہ حجت ہے ۔

اول یہہ کہ شاستر ہنود مین مقصود چارہ کار بذریعہ نالش اعادہ حقوق زناشوی بذریعہ نفاذ واپسی وہم بستری کے نہین ہے اور اسلئے اس قسم کی نالش قابل پذیرائی عدالت دیوانی کے نہین ہے ۔

ثانیاً ۔ اگر ایسی نالش قابل پذیرائی کے بھی ہو تو طلب و انکار اعادہ حقوق زناشوی ایک شرط مقدم اوپر قابل پذیرائی ہونے ایسی نالش کے ہے ۔

ثالثاً ۔ بعد ہونے طلب مذکور کے منقضی ہوجانا دو سال کا ہمیشہ کیواسطے حسب ضمن ہاے ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے مانع نالش ہے ۔

رابعاً ۔ بلحاظ حالات اسمقدمہ کے مسماۃ کو نسلیا مدعا علیہا کو بطور زوجہ متروکہ تصور کرنا چاہئے اور اب وہ تابع طلب اعادہ حقوق زناشوی شوہر کے شاستر انہین ہے اور

خامساً ۔ یہہ کہ ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کا صادر کرنا ہرحال مین اختیار امتیازی عدالت مین داخل ہے کہ جو حسب حالات اسمقدمہ کے مستعمل نہونا چاہئے ۔

اپیلانٹ کی بحث سے ان کل امور پر حجت ہے اور مقصد اس امر کے ثابت کرنیکا ہے کہ نالش قابل پذیرائی ہے اور خارج المیعاد نہین ہے اور شاستر اڈگری ہونا چاہئے ۔

قرین آسائش یہ ہوگا کہ مقدمہ پر ان امور کی ترتیب سے غور کیا جاوے جنپر رسپانڈنٹ

کی طرف سے اصرار ہوا ہے۔

بہ نسبت امر اول کے میری یہ راے ہے کہ شاستر مین سند کافی اس امر کے ثابت کرنیکو موجود ہے کہ زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کے ساتھ ہم بستری زناشوئی مین اون خدمات کو ادا کرتی رہے جو از روے قاعدہ خانگی ہنود کے اوسپر مقرر ہین۔ یہ اسناد ڈائجسٹ ہنود مولفہ کولبروک صاحب جلد ۲ کتاب ۴ باب ۱ اور باب ۲ مین جمع کئے گئے ہین اور جب وہ ایک ساتھ پڑہے جائین تو اونسے بہت دلچسپ اور تعلیمی تصویر خانگی زناشوئی حالت زندگی زوجہ وشوہر کی جیسا کہ مقصود شاستر ہنود کا ہے حاصل ہوتی ہے۔

اونمین سے چند کتابون کا یہان ذکر کیا جا سکتا ہے شاید اونمین سے سب سے عمدہ ایک منو کی کتاب ہے کہ جسکے ساتھ باب ۲ ڈائجسٹ کولبروک صاحب کا (جلد ۲ صفحہ ۱۳۷) دربارہ خدمات زوجہ کے شروع ہوتا ہے۔

عورت لڑکپن مین اپنے باپ کے اختیار مین رہے اور جوانی مین اپنے شوہر کے اختیار مین اور بعد وفات اپنے شوہر کے اپنے بیٹون کے اختیار مین رہے۔ عورت کو خود مختار رہنے کی کبھی خواہش نکرنی چاہئے۔ اوسکو اپنے باپ اور شوہر اور بیٹون سے علیحدہ ہونیکی خواہش کبھی نکرنی چاہئے کیونکہ اونسے علیحدہ ہونیمین استری دونون کل کو بدنامی دلاتی ہے۔ اوسکو ہر وقت خوشدل اور امور خانگی مین خوش انتظام رہنا چاہئے اور گہر کی چیزون کو اچہی طرح رکھنا چاہئے اور [illegible] اخراجات مین کفایت شعاری کرنا چاہئے۔ باپ جسکو یا بہائی برضامندی باپ کے اوسکو دیدے اوسکی تعظیم اوسکو دل وجان سے جب تک وہ زندہ رہے کرنا چاہئے اور جب وہ فوت ہوجاوے تو اوسکی طرف سے اوسکو غافل نہونا چاہئے۔ بیواہ مین شانت منتر کے پڑہنے اور پرجاپتی (خداوند مخلوقات) کے واسطے یگیہ کرنیکے استعمال دولہنون کے انند کے واسطے کیا جاتا ہے لیکن پہلا دان یا شوہر کیجانب سے وفا کا مرہون کرنا اصلی اور ابتدائی باعث شوہر کے مالک ہونیکا ہے۔ جب شوہر نے حقوق بیواہ کے وید منترون سے تعمیل کرادی ہو تو وہ ہمیشہ اپنی زوجہ کو اس لوک اور پرلوک مین رت کال اور غیر رت کال دونون مین سکہ دیتا ہے۔ اگرچہ شوہر معمولی رسم ورواج پر عدم توجہی کرتا ہے یا دوسری عورت سے محبت رکہتا ہے یا عمدہ صفتون سے محروم ہے تو بہی پتی برتا استری کو ہمیشہ اوسکی تعظیم مثل دیوتا کے کرنا چاہئے (منو باب پنجم اشلوک ۱۴۸ لغایت ۱۵۴) رات دن عورت کو اپنے اختیار مین اوسکے محافظون کو

رکہنا چاہیے لیکن جائز اور نیک شغلون مین گو اوسکی زیادہ عادت ہوگئی ہو اونکو خود اختیار
رہنے دینا چاہیے - لڑکپن مین اونکا باپ حفاظت کرتا ہے اور جوانی مین اونکا شوہر اور
بڑہاپے مین اونکا بیٹا عورتونکی حفاظت کرتا ہے کیونکہ عورتین خود مختار ہونیکے لائق نہین
ہوتی ہین (منو باب ۹ اشلوک ۲ و ۳) - علاوہ کل باتون کے تہوڑی بہی اختلاط ناجایز کی
عورت کو محفوظ رکہنا چاہیے کیونکہ اگر اسطرح محفوظ نرکہی جائین تو دونون کل کو رنج پہونچاتی
ہین - یہہ بات شوہرونکو بطور قاعدہ اتم دہرم کے سمجہنا چاہیے جو سب ورنونکے لئے مقرر
ہے اور کیسے ہی کمزور کیون ہون اونکو اپنی زوجگان کو حفاظت جایز مین قرار واقعی طور پر
رکہنا چاہیے - شوہر کو اپنی زوجہ کو دولت کی تحصیل اور صرف مین پاکیزگی و فرض شناسیت
کے روزمرہ کہانا پکانے مین اور ظروف خانگی کے نگرانی مین مشغول و معروف رکہنا چاہیے
اطفال کی پیدایش اور بعد پیدایش کے اونکی حفاظت اور امور خانگی کے روزمرہ کی نگرانی
زوجہ کے لئے مخصوص ہے اولاد اور خوش انتظام خانہ داری اور توجہ فکرمند اور محبت اعلی درجہ
کی اور خوشی اسمانی عورت ہی سے پیدا ہوتی ہے جو وہ مورثونکی روح اور خود شوہر
کی روح کے لئے حاصل کرتی ہے جو عورت اپنے شوہر کو ترک نہین کرتی بلکہ اوسکے اطاعت
مین اپنا دل و زبان و بدن رکہتی ہے وہ اپنا مکان سورگ مین پاتی ہے اور نیک برتاو
ہونے سے دنیا مین شادھوی یا نیک چلن کہلاتی ہے - لیکن زوجہ اپنے شوہر سے
بیوفائی کی وجہ سے اس زندگی مین مذمت کے قابل ہوتی ہے اور دوسرے جنم مین
شغال کے بطن سے پیدا ہوتی ہے اور پاپ روگوسے علیل یعنی جیسے بدی کی سزا ہوتی ہے (منو باب ۹ اشلوک ۲۹ لغایت ۳۰)

منو کے ان اقوال کی تائید اکثر دیگر متبرک اقوال دہرم شاستر سے ہوتی ہے اور
جن سے قول ڈاکٹر گورداس بنرجی کا مناسب معلوم ہوتا ہے -

کوئی قاعدہ قانونکا خود بنایا ہے اوس قانون پر کبہی غالب نہین آیا ہے کہ جسکے رو سے
زوجہ پر فرض شوہر کی اطاعت اور اوسکے ذات کی تعظیم کا قایم ہوا ہی (ٹاگور لا لکچرز ۱۸۷۸ء صفحہ ۴۳)
خود شادی کے تعلق کی نوعیت سے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ شوہر اور زوجہ ہر ایک مستحق
دوسرے کے صحبت کے ہین - ہندون کے اقرار شادی کے شرایط صریحی مین سے ایک شرط
یہہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کا ہم صحبت رہیگا (کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۱۱۴) اسبات کی تائید اصلی
اسناد سے بخوبی ہوتی ہی اور قول ہیریتہ کا دربارہ تذکرہ اوس طریق عمل کے جسکا بیاہی عورتونکی لئے

عام ہے اس قول کے ساتھ شروع ہوا ہے۔

زوجہ کہر ہے مرد کو وہ مسکن جسمین زوجہ نہوا سیکو گہر نہ سمجہنا چاہئے لہذا زوجہ دوسرے گہر کی

جس مسئلہ کو کولبروک صاحب نے حوالہ دیا ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ الحاشیہ ۱۲۳) اوس مین

جزو جزو کی تفصیل زوجہ کے خدمات خانہ داری کی ہے لیکن اون مین سے بہت سے

قول سانکہیا اور لچہیا کا تمثیلاً مین بیان کرتا ہون (کتاب مذکورہ بالا صفحہ ۱۳۹)۔

ہر دوسرے روز زوجہ کو وہ ظروف جو کہانے مین مستعمل ہوے ہون صاف کرنا چاہئے

اور مکان مسکن اور بہاٹک مین جہاڑو دینا چاہئے اور جب صاف ہوجاوے تو اوسکو صاف ہی

رکہنا چاہئے۔ اوسکو دہی چاول اور دروا گہاس اور پہول پوجا کے لئے مہیا کرنا چاہئے

اور اپنے شوہر کے والدین کو تعظیماً پالاگن کرنا چاہئے اور بعد اوسکے ضروری کاروبار خانہ داری

کا اوسکو کرنا چاہئے۔ دیوتاؤن اور مہمانون کے فارغ ہوجانے سے پہلے اوسکو کچہہ کہانا نچاہئے

اور بجز دوا کے طور پر کہانے کے اوسکو اپنے شوہر کے کہا چکنے سے پہلے نہین کہانا چاہئے۔

ڈاکٹر گورداس بنرجی نے اپنے شاستر متعلقہ بیاہ مین (ٹاگور لا لکچر ۱۸۷۸ع صفحہ

۱۱۸) خلاصہ عام تاثیر اسناد کا بعبارت ذیل لکہا ہے۔

ازروے شاستر ہنود کے جیسا کہ فی الحقیقت اکثر دیگر قواعد کے روسے بہی زوجہ کی

آزادی زیادہ تر قابل مزاحمت شوہر کے ہے۔ اپنے شوہر کے پاس حاضر رہنے کی خدمت

جسکے نسبت باستحکام نصیحت ہے اوسکو مجبوراً ہر کہین جہان وہ رہنا پسند کرے اوسکے

ساتہہ جانا چاہئے اور یہہ عام اصول قانون کا ہے کہ سکونت مستقل زوجہ کی وہی ہوتی ہے

جو اوسکے شوہر کی ہوتی ہے۔ اوسکو ہر ایسی جگہہ کے جانے سے اجتناب کرنا چاہئے جہان

جانے کیواسطے اوسکا شوہر اوسکو منع کرے۔

مین نے اس اسناد پر خصوصاً اس امر کے خیال سے استدلال کیا ہے کہ ایسے مقدمات

متعلقہ شادی مین ازروے دفعہ ۳ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۲ ۱۸۸۷ع) کے

جسمین صرف مکرر احکام ۲۴ ایکٹ ۱۸۷۱ع کے موضوع ہوے ہین ہمکو صریحاً حکم ہے کہ شاستر

کو متعلق کرین اور اوس قانون کو مثل قاعدہ فیصلہ کے متعلق کرین۔ قواعد قانون مذکور

دربارہ محدود کرنے فرائض باہمی اور ذمہ داریہاے شوہر اور زوجہ کے بہت صاف ہین اور

جبکہ شوہر پر اوسکی پرورش اور خبرگیری اور حفاظت کرنا لازم ہے تو زوجہ پر بہی اوسکے

ساتھ ہم بستری زناشوی مین رہنا اور اون امور خانگی کا انصرام کرنا لازم ہے جو قانوناً اوسکے نکئے مقرر ہین ہ ہندون کے پاک مسایل کے روسے جو دربارہ بیان کرنے خدمات زوجہ کے ہین بلا شبہہ بہت سے امور تفصیلی معین ہوے ہین جو صرف بطور احکام تہذیب کے متصور ہو سکتے ہین جسکی تمیز ذمہ داریہای قانون سے ہوتی ہے اور یہہ فرق خود مضامین مسایل مذکورہ سے اور اوس عبارت سے ظاہر ہے جسمین احکام مذکور ظاہر کیے گئے ہین لیکن مجھے یقین ہے کہ مسایل جہانتک وہ ہم بستری زناشوی سے متعلق ہین اور اوسکے روسے ازادگی زوجہ پر قیود قایم ہین اور زوجہ اپنے شوہر کے تحت حکومت ہوتی ہے ایسے قواعد قانون کے ہین جنسے شوہر کو ایک حق قانونی برتنا اوس تعلق قانونی کے پیدا ہوتا ہے جو فیما بین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے۔ حقوق مذکور مین بعض احکام تہذیب کو مخلوط کرنا چاہیے کیونکہ وہ اون ہمشکل مسایل پر مبنی ہوتے ہین جنکے روسے شوہر پر مستقل فرض اپنے زوجہ کے پرورش کرنیکا اور دیگر ایسی ذمہ داریان قایم ہوتی ہین جو قانون مین مسلمہ ہین اور قانوناً نافذ ہوتے ہین۔

اسقدر فی الحقیقت اہم طور پر بحث نہین ہوسکتی ہے کہ استحقاق ہم بستری زناشوی کا ایک حق قانونی از روے شاستر متعلقہ شادی کے نہین ہے جو شوہر اور زوجہ کو جانبین سے قابل استفادہ ہو۔ لیکن جس امر کی بابت اہم طور پر بحث ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ باوجودیکہ حقوق مذکور شاستر الحقوق قانونی ہین تاہم اوس قاعدہ مین کوئی چارہ کار اوسوقت کے لیئے نہ معین ہے اور نہ مقصود ہے کہ جب شوہر یا زوجہ اون ذمہ داریون کے خلاف ورزی کرے کہ جو استحقاق مذکور کے روسے پیدا ہوتی ہین اور اسلئے نالش اعادہ حقوق زناشوی کی شاستر مین لامعلوم ہے اور ہماری عدالتون مین پذیرا نہین ہوسکتی ہے۔

میری یہہ راے ہے کہ یہہ بحث باعتبار عام اصول جورس پروڈنس اور نیز بطور امر شاستری یعنی دونون کے روسے صحیح نہین ہے۔ یہہ مسلہ کہ جہان استحقاق ہے وہان چارہ کار بھی ہے ایک مسلہ بالعموم متعلق ہوتا ہے کیونکہ قانون مین ایسا استحقاق تسلیم نہین ہوتا ہے جو نافذ نہین ہوسکتا ہے۔ کسی ایسے مباحثہ مین داخل ہونا فضول ہے کہ جن قواعد یا انصاف کے روسے عدالت کو کسی دادرسی خاص کے عطا کرنے مین انکار کرنا مناسب ہوتا ہے یا جب ڈگری ہوجاوے تو اوس استحقاق پر قیود اور شرایط قایم کرنیکا اونکو اختیار دیا جاتا ہے تو اون قواعد کے روسے کوئی اختلاف اوس عام مسلہ پر قایم نہین ہوتا ہے جو مینے ابھی بیان

کیاہے۔ لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ جب استحقاق ہم بستری زناشوی کی خلاف ورزی ہو تو باعتبار عام اصولون کے استحقاق مذکور بذریعہ اعادہ حقوق زناشوی کے نافذ کیا جاتا ہے
بمقدمہ منشی بزل الرحیم بنام شمس النسا (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱ صفحہ ۵۵۱ دیکھئے صفحہ ۶۱۴)
حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ فرمایا ہے۔ اگر از روے اوس قانون کے جسمین تعلق فریقین کا منضبط ہوا ہے فریقین مین سے ایک کو استحقاق عطا ہوا ہے اور اوس استحقاق سے انکار کیا جاوے تو انکار ہوجاتا ہے اور بحر اوس صورت سے کہ سند سے یا دلایل مستحکم سے خلاف ثابت کیا جاوے یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ اوس ہجابت کے لئے عدالت الخلاف کوئی چارہ کار ضرور ہے۔

جہانتک شاستر کو بہ نسبت اعادہ حقوق زناشوی کے تعلق ہے روبرو مسٹر جسٹس بنبی صاحب ہائیکورٹ بمبئی کے مشہور مقدمہ دادا جی بھیکاجی بنام رکما بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۵۲۹) مین ایک بحث پیش کی گئی تھی اور اون ذیعلم جج نے بقبولی عذر زوجہ کے جو مدعا علیہا تھی یہہ تجویز کی تھی کہ ایسی نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے کیونکہ وہ شاستر مین تسلیم نہین ہوئی ہے۔ لیکن اوس فیصلہ کی ناراضی سے اوس نتیجہ مین اپیل ہوا تھا جسمین سارجنٹ صاحب چیف جسٹس اور بیلی صاحب جسٹس شریک تھے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۱) اور رپورٹ سے ثابت ہے کہ اون ذیعلم ججون کے روبرو بہت عالمانہ اور لایق بحث ہر دو جانب سے نسبت اوس امر کے ہوئی تھی اور کل اعلیٰ اسناد پر حوالہ ہوا تھا۔ مسٹر شیلنگ نے منجانب زوجہ کے جو مجیب نالش تھی یہہ بحث کی تھی (دیکھئے صفحہ ۳۰۳) کہ اگرچہ شاستر مین زوجہ اور شوہر کے خدمات معین ہین تاہم کوئی طریقہ اونکی تعمیل کا اوسمین معین نہین ہے اور خدمات مذکور محض مذہبی ہین اور عدالتہاے دیوانی سے وہ نافذ نہین کیجا سکتی ہین۔ ذیعلم کونسل موصوف نے باعتبار سند مقدمہ کیتمر ہنی داسی بنام کاشی ناتھہ داس (بنگال لا رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۵ اپیل دیوانی) کے درمیان ذمہ داری تہذیبی مین جو ذمہ داری قانون سے قابل امتیاز ہین ایک فرق نکالا تھا اور یہہ بتلایا تھا کہ عدالتہاے دیوانی اب اوس اختیار کو استعمال کرتی ہین کہ جو اختیار اوس وقت راجہ کا تھا کہ جب شاستر کی کتابین لکھی گئی ہین چنانچہ مناسبت عدالت سے بحوالہ اون مناسبت کے تحقیق ہونا چاہئے کہ جو خدمات راجہ کے لئے مقرر تھے اور اس تمہید

کونسل موصوف نے اقرار کیا تھا کہ طریقہ نفاذ خدمات زناشوی کا صرف بذریعہ راج ڈنڈ کے تھا اور از روے شاستر کے صرف اوس صورت کا مقصود ہے کہ جب شوہر اپنی زوجہ کو چھوڑ دے اور صرف یہی نتیجہ ہو سکتا ہے کہ راجہ کو ڈنڈ دیا جاوے لیکن اوسمین کوئی حکم اوس صورت کے لئے نہین ہے کہ زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جاوے۔ اور بحالت نہونے کسی ایسے حکم کے یہہ فرض کر لینا چاہئے کہ ایسا ہی چارہ کار یا سزا اوسکے لئے متعلق ہے لیکن کسی صورت مین اعادہ حقوق زناشوی کا حکم نہین ہے اور نہ اوسکا ضابطہ معین ہے۔ بتائید اس حجت کے ذیعلم کونسل نے دیوہار میوکھہ باب ۲۰ ہندو لا مکیس مولفہ اسٹوکس صاحب صفحہ ۱۶۴ پر اصل استدلال کیا تھا اور یہہ کہکر اوسپر زور دیا تھا کہ بیوستہ چندر کا مین کوئی حکم اعادہ کا نہین ہے مین نہین خیال کرتا ہون کہ جس طریقہ سے مسٹر تلمنگ نے اوس موقع پر یہہ بحث کی تھی اوس سے زیادہ لایق طور پر یہہ بحث کیجا سکتی ہے اور مین اوسکو بموجب شاستر کے رو سے جانچونگا خصوصًا اسوجہ سے کہ بینچ اپیل کے ذیعلم ججون نے کہ جنہون نے بحث مسٹر تلمنگ کو نامنظور کیا اور جسٹس بینی کی ڈگری کو منسوخ کیا اپنا فیصلہ بمقابلہ کسی خیال نسبت دہرم شاستر کے کسیقدر حالت قاعدہ مقدمات منفصلہ پر مبنی کیا ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ اسمین شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ از روے قاعدہ ہندو جو ہر پرووِنس کے معدلت گستری ایک خدمت منجملہ خدمات سلطان وقت کے ہے اور سب تذکرات اوسکے خدمات کے شاستر ون مین اونکو دربارہ نافذ ہونے شاستر کے ایسے مقدمات مین بطور ہدایت کے ہماری عدالتونکو قبول کرنا چاہئے۔ لیکن ہرگاہ یہہ بات اسطرح پر ہے تو بطور ایک مسئلہ غیر مشتبہ کے یہہ بھی اقرار کر دینا چاہئے کہ سایل دہرم شاستر مین راجہ بحیثیت سپریم جج اور عدل گستر کے نگہبان حقوق اور سزا دہندہ بیجائیت کا اور اشخاص ضرر رسیدہ کو چارہ کار کا عطا کنندہ تصور کیا جاتا ہے۔ بلا ان تین اختیارات کے جنکا استعمال بلا شبہہ مطابق قانون کے ہونا چاہئے راجہ کو اون امور کا معوض کرنا جو بلا شبہہ از روے شاستر کے اوسکو مفوض ہوے ہین یعنی اختیارات و منصب عدالتانہ کا مفوض کرنا لاحاصل ہوگا۔

تو بہ نسبت تاثیر شادی کے جو اوسکے فریقین پر ہے شاستر کے کیا احکام ہین۔ شاہا نجرن سرکار ایک مشہور شاستری کی عبارت جو اونہون نے اپنے بیوستہ چندر کا

(جلد ۲ صفحہ ۴۸۰) مین استعمال کی ہے استعمال کیجاتی ہے ۔

تاثیر بواہ یعنی شادی کی یہہ ہے کہ بواہ کی ریت و رسم کرنیکے بعد خصوصًا وید کے اس منتر کے پڑہنے کے بعد دولہہ اور دولہن ایک ہو جاتی ہین ہاڑ سے ہاڑ (اشتخوان) ماس سے ماس یعنی کمال سے کمال شوہر اور زوجہ ایسے ہو جاتے ہین کہ گویا ایک ہی شخص ہین ایسا ہی منو نے کہا ہے شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ ایک ہی شخص ہے ۔ ورہسپتی نے بھی ایسا ہی کہا ہے سو ہم سپتکون اور مجموعہ قانون مین اور نیز عام عملدرآمد مین زوجہ اپنے شوہر کا نصف جسم یعنی اردہنگ قرار پاتی ہے جو نیک اور بد اعمال کے پہل کا برابر حصہ لیتی ہے جبتک زوجہ مری نہو اوسکا نصف جسم یعنی آدہا انگ زندہ رہتا ہے ۔

چونکہ مقصود قانونی نسبت تاثیر بواہ یعنی شادی کے یہہ ہے تو اونہین ذیعلم مصنف نے خلاصہ نتیجہ اسناد کا (صفحہ ۸۰ ہم دفعہ ۱۷) یہہ قاعدہ قرار دیکر بیان کیا ہے کہ جب معاہدہ شادی کی تکمیل بواہ کے رسمون سے مناسب طور پر ہو جاوے تو شادی قابل انفساخ نہین ہوتی ہے اور تعلق مابین بیاہے جوڑے کا ایک یا دونون کی اصلی وفات کے بعد بھی قایم رہتا ہے مصنف موصوف نے اپنا یہہ نتیجہ بالخصوص منو کے قول پر مبنی کیا ہے (باب ۹ اشلوک ۴۶) استری فروخت کرنے اور ترک کرنے سے اپنے شوہر سے علیحدہ نہین ہو سکتی ہے ہم سب کو کامل طور پر وہ قانون تسلیم ہے جو سری برہما جی نے سابق مین صادر کیا ہے ۔ اوسکی بعد ہمارے روبرو قول نارد کا موجود ہے وہ یہہ ہے کہ ۔ اگر ایک دوسرے کو ترک کر دے یا اگر وہ جانبین کی تکرار پر اصرار کرین بجز صورت زناکاری زوجہ کے جو حفاظت مین رہتی ہو تو دونو نکا قصور ہے (دائجسٹ کولبرک صاحب دفعہ ۲ صفحہ ۱۳۰ مسلہ ۵۳) ۔

اب دیکھنا چاہئے کہ بمبئی ہائیکورٹ کے روبرو مسٹر تلنگ کی یہہ بحث تہی کہ ممانعت خلاف ترک کرنیکے ایک ذمہ داری تہذیبی یا مذہبی ہے اور قانونًا راجہ اوسکو نافذ نہین کر سکتا ہے اوسکا اختیار تا وان یعنی وندیر محدود ہے ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ذیعلم ایڈووکیٹ نے بعض شاستر منترون کو جو ڈائجسٹ کولبرک (جلد ۲ صفحہ ۱۲۹) مین دستیاب ہوتے ہین نظر انداز کیا ہے یا انکو کم قدر سمجھا ہے ۔ منتر ۹۰ نارد کے قول سے ہے ۔ جو شوہر اپنی عزیز زوجہ یا اوسکو جو بدزبان نہین ہے اور جو ذیہوش اور ثابت قدم اور بار آور ہے یا ترک کر دی تو بذریعہ سخت سزا کے راجہ اوسکو اپنی خدمت پر واپس لاویگا ۔ پس اس مسلہ کو اسطرح پر

پڑہنے سے جیسا کہ مین اوسکو پڑہتا ہون صاف یہہ مقصود ہے کہ راجہ کو اختیار نافذ کرنے تعمیل خدمات زناشوی منجانب شوہر کے حاصل ہے اور ذکر سزا کا بطور وسایل تعمیل اون ذمہ داریون کے ہوا ہے ۔ یہہ سچ ہے جیسا کہ وشنو کے قول (۱:۲) سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کسی بے قصور زوجہ کو ترک کر دے اوسکو مثل چور کے سزا بہگتنی پڑیگی اور یہہ واقعہ بہی ہے کہ دیگر رشیون نے بہی سزا کا قاعدہ مقرر کیا ہے ۔ مثلاً یجنولکیا نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے ۔

جو شخص کسی زوجہ کو باوجودیکہ وہ اوسکے احکام کے مطیع انتظام خانہ داری مین مستعد اور پسر سعید کی مان ہے اور مہربانی کے ساتہہ بولتی ہے ترک کر دے تو اوس سے ایک ثلث اوسکی دولت جبراً ادا کرا دیجاویگی یا اگر وہ غریب ہے تو اوس زوجہ کے لئے اوس سے نان ونفقہ مقرر کرا دیا جاویگا ۔

بلا شبہہ یہہ اور اور سزائین قانوناً اوس شوہر کے لئے مقرر ہوے ہین جو خلاف قانون اپنی زوجہ کو ترک کر دیتا ہے لیکن اس سے یہہ نتیجہ برآمد نہین ہوتا ہے اور فی الحقیقت ایسا قیاس صریحاً نارد کے اوس قول کے خلاف ہے جسکا مینے ابہی ذکر کیا ہے کہ اختیار عدالت اور سلطان وقت کا سزا تک محدود ہے اور نفاذ تعمیل ذمہ داریہای زناشوی تک وسعت پذیر نہین ہوتا ہے ۔ نارد کے قول کی یہہ عبارت ہے راجہ بذریعہ سخت سزا اوسکو اپنی خدمت پر واپس لاویگا ۔ پس اس قول سے جب صاف طور پر پڑہا جاوے ثابت ہوتا ہے کہ سزا معاون اعادہ حقوق زناشوی کی ہے ۔ چنانچہ ان اقوال کی تعبیر مشہور شاستری شامانچرن سرکار نے اپنے ویوستہا چندر کا (جلد ۲ صفحہ ۴۰ دفعہ ۲۱) مین جس موقع پر اونہون نے خلاصہ اوس قاعدہ کا لکہا ہے حسب مضامین ذیل کی ہے ۔

بلا کسی ایسے قصورون کے جو قانون مین حسب متذکرہ بالا تسلیم ہوے ہین زوجہ کو ترک نکرنا چاہئے ۔ جو کوئی نیک اور بلا قصور زوجہ کو ترک کرتا ہے اوسکو اپنی خدمت پر راجہ واپس لاویگا یا جبراً اوسکی دولت کا ایک ثلث ادا کرا دیا جاویگا یا اگر وہ غریب ہے تو اوسکے لئے نان ونفقہ مقرر کرا دیا جاویگا ۔

میری راے مین یہہ صحیح بیان شاستر کا دربارہ بیجا ترک کر دینے زوجہ منجانب شوہر کے ہے اور اوس سے میرے ذہن مین کچہہ شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ شاستر مین مقصود

اعادہ حقوق زناشوی کا حسب خواہش زوجہ کے پایا جاتا ہے۔

لیکن جو بحث مسٹر تلنگ کی بمبئی ہائیکورٹ کے روبرو تھی وہ اس سے تجاوز کر گئی تھی کیونکہ ذیعلم ایڈوکیٹ نے بحوالہ اقوال دہرم شاستر بہت وسعت کے ساتھ اقرار کیا ہے کہ اگر کوئی حکم اوس صورت کے لئے نہین ہے کہ جب زوجہ اپنے شوہر سے علحدہ ہوجاوے اور گوذات یعنی قوم دست انداز ہو کسی موقع پر یہہ ذکر نہین ہے کہ اختیار راجہ کا اوس معاملہ مین دست انداز ہوسکتا ہے جب زوجہ اپنے شوہر کو خلاف قانون ترک کردے۔

فی الحقیقت اس مقدمہ مین اس بحث کا اعادہ کیا گیا ہے اور فی الحقیقت مسٹر تلنگ کے بحث کے دیگر اجزا کا اعادہ ذیعلم وکیل رسپانڈنٹ نے کیا ہے جس سے بدرجہ مساوی وسیع نفی اختیار راجہ کا اوپر ترک کرنیوالی زوجہ کے ظاہر کیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وسیع نفی بعض عمدہ اور ضروری اقوال شاستر کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ مثلاً منو (باب ۹ اشلوک ۸۳) مین یہہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے۔

جس عورت کے اوپر دوسرا بیاہ شوہر نے جو اثر کیا ہوا اور وہ عورت غصہ ہو کر نکل جاتی ہو تو اوسکو یا تو فوراً روک رکھنا چاہئے خواہ کل خاندان کے روبرو ترک کر دینا چاہئے۔

معقول تعبیر جو اس قول پر قایم ہونا چاہئے وہ یہہ ہے کہ جس روک رکھنے کا مقصود اس قول مین ہے وہ وہ قید جایز ہے جسکا حکم بعد کسی قسم کی تجویز کے کوئی حاکم قانونی صادر کرے اور حاکم مذکور معمولی طور پر راجہ ہوسکتا ہے۔ بالفاظ دیگر مین باستحکام اس امر کے تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ جس قید کا مقصود اس حکم قول مین ہے وہ وہی قید ہے جو ایسے مدیون ڈگری کی ہوتی ہے جو ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کے نافرمانی کرتا ہے اور جسکا حکم ہمارے ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۲۶۰ مین ہے۔ لیکن اختیار راجہ کا جو اوس زوجہ پر ہوتا ہے جو بیجا طور پر اپنے شوہر کو ترک کرتی ہے منحصر اس نتیجہ یا صرف مشابہت پر نہین ہے۔ منو کا ایک صاف و صریح قول ہے جسکو مین زیادہ زور کے ساتھ نقل کرتا ہون کیونکہ وہ قدیم منشا اشاستر کا ایک نمونہ ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اختیارات راجہ کے بہ نسبت بیجا ترک کرنے شوہر کے زوجہ کیطرف سے کہانتک وسیع ہین۔ قول مذکور مجموعہ متبرک مین بطور اشلوک ۷۱ باب ۹ مین موجود ہے۔

اگر کوئی زوجہ اپنے خاندان اور اپنے رشتہ مندون کے صفتوں پر مغرور ہو کر ادنی طلوعہ

اوس خدمت کی نافرمانی کرے جو اوسکے ذمہ شوہر کے لئے عاید کی گئی ہے تو راجہ اوسکو ایسے مقام پر جہان بہت لوگ آتے جاتے ہون کتّون سے نُچن کراوے۔

یہہ سچ ہے کہ یہہ قول اوس باب مین واقع ہے جو قانون فوجداری کے بابت مین ہے لیکن جیسا کہ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ عدالتہاے انصاف کو دربارہ تعبیر ایسے قدیم دستور قانون بطور ہندو جیسی پروونس کے اور اوسکے قواعد زمانہ حال سے متعلق کرنے مین اس امر کو فراموش نکرنا چاہئے کہ اون قدیم ایام مین انتظام قانونی خیالات قانونی کا جیسا کہ اب سمجھا جاتا ہے نہ معلوم تھا اور نہ تسلیم ہوا تھا اور شاستر منو کا بطور خود مجموعہ کے بہت عمدہ تمثیل اس امر کی ہے کہ اون متبرک قانون بنانیوالون نے مذہبی اور دیوانی اور فوجداری قواعد قانون کو کیونکر مخلوط کر دیا ہے۔ اسکے ساتھ مین اس تحریر کو شامل کرنا چاہتا ہون کہ بہ نسبت نزاعات متعلقہ شادی کے بالخصوص دیگر قوانین بھی مثل شرع اور قانون انگریزی کے کوئی فرق صریح مابین مذہبی اور دیوانی اور فوجداری مشکل مقدمہ کے ہمیشہ نہین قایم کرتے ہین اور ان مقدمات کی کارروائیات مشکل فوجداری کے تصور کیجاتی ہین۔ اس امر کو ذہن نشین کرکے یہہ حجت نہین ہوسکتی ہے کہ از روے اقوال شاستر کے راجہ کو اختیار دنیاوی ترک کرنیوالی زوجہ پر نہین دیا گیا ہے اور یہہ کہ جس سزا یا چارہ کار کا مقصود ہے وہ تہذیبی یا مذہبی قسم کی ہے۔ بلاشبہ یہہ ظاہر ہے کہ جب ایک مرتبہ اختیار سلطان وقت کا ثابت ہوجاوے تو جس طریقہ سے وہ حقوق کی حفاظت کریگا یا اونکو نافذ کریگا اوسکا ضابطہ بلحاظ حالات وقت کے ہوا کریگا۔ البتہ ہماری عدالتین ترک کرنیوالی زوجہ کی نسبت ایسی سزا صادر نہین کرسکتی ہین جیسا کہ اقوال مذکور مین مقصود ہے لیکن یہہ بات قرین عقل ہے کہ اگر قدیم ایام مین راجہ اوسکو کتّون سے نُچن کرا سکتا تھا تو ہماری عدالتون کے نسبت یہہ تجویز ہوسکتی ہے کہ اس زمانہ مین اونکو کم اختیار اوسکے قید کرنیکا حاصل ہے بشرطیکہ وہ بیجا طور پر اپنے شوہر کو ترک کردے اور ڈگری اعادہ حقوق زناشوہی کی تعمیل محکومہ دفعہ ۲۶۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے انکار کرتی ہو۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مین کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ بموجب منشا اور عبارت خود شاستر کے نفاذ حقوق زناشوہی کا منجانب حاکم عدالت منشور حکم

اعادہ کے بیرون حیطہ اختیارات راجہ کے نہین ہوتا ہے اور اسلئے اختیار سماعت عدالتہاے دیوانی سے اس زمانہ مین باہر نہین ہے - اس نتیجہ کی بخوبی تائید عدالتون کے سلسلہ طویل فیصلہ سندی سے ہوتی ہے جیسا کہ سار جنٹ صاحب چیف جسٹس نے اپنے فیصلہ مقدمہ دادا جی بھیکاجی بنام رکما بائی (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۱) مین تبلایا ہے اور مین اس فیصلہ سے ایک فقرہ کی نقل کرنا چاہتا ہون کیونکہ وہ ایسے طریقہ سے بہتر عبارت مین ظاہر کیا گیا ہے کہ جس طریقہ سے مین خود اس امر کو اور اون اثرات اور نتایج کو جو مین نے اس مقدمہ مین اخذ کئے مین تصور کرتا ہون - بہ نسبت مقدمات منفصلہ کے جو اس بارہ مین ہین سر چارلس سار جنٹ صاحب نے یہانتک فرمایا ہے -

لہذا ہم صحت کے ساتھ کوئی ایسا عذر پذیرا نہین کر سکتے ہین جو اختیار سماعت کی حد تک پہونچتا ہے جیسا کہ یہہ ہے جسپر مسٹر تلنگ نے اصرار کیا ہے یعنی یہہ کہ کتب شاستری مین تعمیل جبریہ خدمات شادی کی تسلیم نہین ہوئی ہے بلکہ اونکو بطور خدمات ناکامل ذمہ داری کے جو اجازت مذہبی سے نافذ کیجاتی ہین تصور کیا ہے - لیکن ہم یہہ تحریر کر سکتے ہین کہ اگر کتب شاستر مین کوئی مسئلہ ایسا نہین پایا جاتا ہے جسکے رو سے راجہ کے واسطے یہہ ضابطہ معین ہو کہ شوہر یا زوجہ کو واپس آنیکا حکم دے لیکن کوئی مسئلہ مشعر ممانعت یا معذوری جبر کے نہین دکھلایا گیا اور یہہ مسلم ہے کہ خدمات متعلقہ تعلق شوہر و زوجہ کے ہمیشہ سے تابع قواعد ذات یعنی قوم کے رہی ہین اور اسلئے باثبات معدلت گستری قانونی کے عدالتہاے مناسب طور پر اور بالضرور اپنی نسبت حاصل ہونا اختیار سماعت کا نسبت حقوق زناشوہی کے حسبلی تجویز شاستر کے رو سے ہونی تصور کرینگے اور بموجب اپنے خاص طریقہ ضابطہ کے اونکو نافذ کرینگے -

اس سے مجہے بحث کے جزو دوم پر جو منجانب رسپانڈنٹ کے کی گئی ہے رہبری ہوتی ہے یعنی یہہ کہ شوہر کیطرف سے اعادہ حقوق زناشوئی کا صاف و صریح مطالبہ اور زوجہ کیطرف سے انکار ایک شرط مقدم ایسی نالش کے قابل پذیرائی پر ہے - یہہ مسلم ہے کہ شاستر کا کوئی ایسا مسئلہ نہین ہے جسمین کسی ایسے قاعدہ کا حکم ہو لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ معاملہ ضابطہ کا ہے اور اسلئے باعتبار عام اصول ضابطہ کے فیصلہ اوسکا بالضرور پر قرار ہونا چاہئے کہ ضرورت مطالبہ مقدم کی ہے - پس جہانتک اصول عام کو تعلق ہے

میری یہہ راے ہے کہ عورت کا چلا جانا اور بیجا طور پر خود اپنے شوہر کے گھر سے اور اوسکے ساتھہ ہم بستری سے باز رہنا واسطے موضوع ہونے بنا مخاصمت واسطے نالش اعادہ حقوق زناشوی کے کافی ہے واقعہ بیجا ترک کرنیکا فی نفسہ ایک خلاف ورزی اوس استحقاق کی ہے جو نافذ کیا جا سکتا ہے سبا استعمال عبارت سارجنٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ دلواجی بھکاجی بنام روکما بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰) کے منشا نالش اعادہ حقوق زناشوی کی یہہ ہے کہ جن لوگوں کا بیاہ ہو چکا ہو اونکو ایک ساتھہ رہنا لازم ہے اور یہہ کہ ایک یا دوسرا بلا وجہ جایز کے مفصل عورت ہو علیحدہ ہو گیا ہے۔ دیگر دستور قانونی کو لحاظ کرنیسے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ مندرجہ دفعہ ۳۲ ایکٹ طلاق ہند (ایکٹ ۴ ۱۸۶۹ء) صحیح عام اصول پر مبنی ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ جب شوہر یا زوجہ نے بلا عذر معقول کے دوسرے کی صحبت سے علیحدگی کر لی ہو تو شوہر یا زوجہ کو اختیار ہے کہ بذریعہ سوال کے عدالت ضلع یا ہائیکورٹ مین واسطے اعادہ حقوق زناشوی کے درخواست کرے اور بعد اطمینان اس امر کے کہ بیانات مندرجہ سوال مذکور صحیح ہین اور کوئی وجہ قانونی اس امر کی نہین ہے کہ کیون درخواست مذکور منظور نکیجاوے ڈگری اعادہ حقوق زناشوی کی اوسی مطابق صادر کر سکتی ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ کچھ بیان نہین ہے کہ مطالبہ مقدم بطور شرط مقدم نسبت سوال اعادہ حقوق زناشوی کے ضرور ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور عام اصول قانون انگریزی اور عدالت طلاق کے اوسوقت تک کے عملدرآمد پر مبنی ہے جو عملدرآمد مقابلہ کے رو سے حالیہ بذریعہ اوس قاعدہ جدید نمبر ۱۷۵ کے تبدیل ہو گیا ہے جو انگلستان کی جج نے اوس اختیار کے رو سے صادر کیا ہے جو قوانین پارلیمنٹ کے رو سے اونکو عطا ہوا ہے۔ قاعدہ مذکور بطور ضمیمہ کے رسالہ مولفہ برونس صاحب دربارہ طلاق و مقدمات متعلقہ شادی (طبع چہارم صفحہ ۵۴۸) مین چھپا ہے۔ عام تاثیر قاعدہ مذکور کی یہہ ہے کہ سایل کیطرف سے پہلے سے تقاضا ہم بستری کا ہونا چاہیئے اور قبل درج رجسٹر ہونے سوال کے اوسکی تعمیل کے لئے موقع معقول گذر جانا چاہیئے لیکن مسٹر برون نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹ مین چند مقدمات کا بہ ثبوت اس امر کے حوالہ دیا ہے کہ قاعدہ مذکور کی سختی سے دست برداری کیجا سکتی ہے اور جن صورتون مین تقاضا تحریری کی تعمیل رسپانڈنٹ کی ذات پر نہو سکتی ہو تو قاعدہ مذکور کے تعلق مین ترمیم

کیجا سکتی ہے۔ خود قاعدہ مذکور ۱۸۶۹ء تک مرتب نہین ہوا تہا اور مین واقف نہین ہون کہ قاعدہ مذکور؟ کبہی ہندوستان مین مقدمات متقضیہ ایکٹ طلاق ہند مین بہی داخل کیا گیا ہے۔ اور اس امر سے تو کہین کم واقف ہون کہ قاعدہ مذکور ہماری عدالتون مین مقدمات اعادہ حقوق زناشوی باہم اہل ہنود مین کبہی متعلق کیا گیا ہے۔

لیکن منجانب رسپانڈنٹ کے بطور تمہید جزو سیوم بحث کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ از روے احکام مد ۳۴ و ۳۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے عام قاعدہ تبدیل ہو گیا ہے۔ مدات مذکورہ مین سے اول مد مین دو برس کی میعاد واسطے نالشات دلاپانے زوجہ کے مقرر ہے اور جسوقت سے وہ میعاد شروع ہوتی ہے اوسکی نسبت یہہ بیان ہوا ہے کہ جب عورت مانگی جاوے اور دینی سے انکار کیا جاوے اسی طرح پر مد اخرالذکر مین دوبارہ مقرر کرنے وہی میعاد واسطے نالشات اعادہ حقوق زناشوی کے یہہ بیان ہوا ہے کہ میعاد مذکور کا شمار اوسوقت سے ہوگا جب اعادہ چاہا جاوے اور اوس سے شوہر یا زوجہ بعد بلوغ اور بحالت ثبات عقل کیطرف سے انکار کیا جاوے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ ضرورت تقاضا کی ایک معاملہ متعلقہ ترتیب نالش کا ہے اور چونکہ قانون میعاد سماعت کا قانون کے اوسی شاخ سے متعلق ہے اور الفاظ ایکٹ میعاد سماعت متذکرہ بالا کو بوجہ ضروری مفہوم کے ایسا تصور کرنا چاہیے جس سے قانون ذاتی شرع محمدی اور شاستر کے قواعد مین تخفیف ترمیم یا ازدیاد اسبارہ مین ہوتی ہے اور اسلئے کوئی امر مغایر قوانین ملکی کے اوس حفاظت کے نسبت نہین ہو سکتا ہے جسکی ذمہ داری از روے دفعہ ۲۴ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء) کے کیگئی ہے بشرطیکہ ایسے مقدمات اعادہ حقوق زناشوی مین عدالت قبل تحریک نالش کے تقاضا اور انکار کے ثابت ہونے پر اصرار کرے اور جس صورت مین تقاضا مذکور نہوا ہو اوس حالت مین نالش کو بطور قطعی ممنوع السماعت کے خارج کردے۔

مین نے اس حجت پر تمام تر فکر کے ساتہہ غور کیا ہے کہ اس بخوبی مسلمہ قاعدہ تعبیر قوانین سے چشم پوشی نہین ہو سکتی ہے کہ واضعان قوانین کی نسبت یہ اعتبار نہین ہو سکتا ہے کہ غیر ضروری فضولیات یا اختلاف قایم کیا ہوگا اور قبل اسکے کہ مین اپنی راے اسبارہ مین ظاہر کرون ان مین خیال کرتا ہون کہ اوس علت غائی کا دریافت کرنا ضروری ہے جسکی رہبری اس بحث سے متعلقا ہوتی ہے چونکہ اس بحث کا دراصل استدلال الفاظ متعلقہ قائم

مدعا ۳۴ پس یہ ہے تو اوس سے ضرور یہ نتیجہ متعلق ہے کہ واسطے قابل سرسبزی ہونے نالش اعادہ حقوق زناشوئی کے نہ صرف تقاضا اور انکار ہی لازمی ضرور ہے نہین بلکہ یہہ بھی ہے کہ تقاضا و انکار مذکور مابین شوہر و زوجہ کے اوسوقت ہونا چاہئے کہ جب مرد یا عورت بعمر بلوغ اور بحالت شادی متعلق ہو پس بالفاظ دیگر اگر یہہ حجت صحیح ہے تو ایکٹ میعاد سماعت کے نسبت یہہ تصور ہونا چاہئے کہ اوسکے رو سے اعادہ حقوق زناشوئی کا مستجاب بالمقابلہ نابالغان اور اشخاص مجنون کے قابل استغاثہ نہین ہے اور جس صورت مین فریقین مین سے کوئی نہ کوئی ناقابلیت مذکور مین مبتلا ہو تو ایسی نالش معدوم ہو جائیگی۔

بعدہ یہہ بحث اہم پیدا ہوتی ہے۔ کہ آیا واضعان قوانین کا بذریعہ مرتب کرنے
مدعا ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت کے کسی ایسے نتایج اہم کا مقصود یا مفہوم تھا جو متعلق دست اندازی ملکی قوانین ذاتی متعلقہ شادی اور تعلقات زناشوئی کے ہین۔ اس سوال کے جواب دینے کے لئے چند ضروری قواعد تعبیر قوانین کا ذہن نشین رکھنا ضروری ہے تمہید قوانین کے نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ عمدہ وسیلہ اوسکے منشا دریافت کرنیکا ہے اور گویا اوسکے سمجھنے کے لئے وہ ایک کنجی ہے کیونکہ عموماً اوسمین بیان واضعان قوانین کی عام غرض اور مقصود اوس ایکٹ کے صادر کرنیکا ہوتا ہے یا اوس بیان کا ہونا ظاہر ہوتا ہے اور صحیح طور پر تمہید مذکور پر بغرض رفع کرنے کسی ابہام یا قایم کرنے معنی اون الفاظ کے جنکی ایک سے زیادہ معنی ہوتے ہین یا بغرض قایم رکھنے تاثیر ایکٹ مذکور کے اوسکے اصلی حیطہ مین درحالیکہ کوئی جزو حکمی قانون مذکور کا منجملہ ان امور کے کسی امر کے بابت معرض اشتباہ مین ہو غور کرنا چاہئے (میکسول صفحہ ۵۲) لیکن تمہید مذکور جزو حکمی کو محدود یا وسیع نہین کرسکتا ہے درحالیکہ عبارت جزو حکمی کے صاف ہوتی ہے اور بہ نسبت اوسکی معنی یا اوسکے حیطہ کے گنجایش شبہہ کے نہین ہوتی ہے (کتاب مذکور صفحہ ۵۶)

جو کچھہ مسٹر ولیس فورس نے اپنی کتاب مین قواعد کا ہونا بیان کیا ہے اوسکا بھی ایسا ہی اثر ہے اور مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ قانون کی تمہید ایک عمدہ وسیلہ اطلاع کا واسطے دریافت کرنے غرض و مقصد واضعان قوانین اور حیطہ قانون کے ہے۔ چونکہ کیفیت یہی اور دیگر اصول تعبیر کے بدرجہ مساوی بخوبی مسلمہ مین جنکو مسٹر میکسول صاحب نے اپنی مشہور کتاب درباره تعبیر قوانین مین بیان کیا ہے (صفحات ۹۵ و ۹۶) قبل اسکے کہ

رکھو ہی تعبیر مجوزہ نسبت کسی ایسے فقرہ کے قایم کیجاوے جسمین ایک سے زیادہ معنی کی
گنجایش ہو اون تاثیرات اور نتایج پر غور کرنا ضروری ہے جو اوس سے منتج ہو سکتے مین
کیونکہ اوس سے اکثر اصلی معنی الفاظ کے ظاہر ہوتے ہین چند ایسے اغراض ہین جسکی نسبت
قیاس کیا جاتا ہے کہ واضعان قوانین کا مقصد نہین ہے لہذا جس تعبیر سے رہبری اونکی
اسیکی طرف ہو اوس سے پرہیز کیا جاے ۔ اکثر اوقات نہ صرف الفاظ کے اصلی یا لفظی
معنی سے اختلاف کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے بلکہ قواعد صرف و نحو کی تعبیر سے بھی اختلاف
کرنیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے جب یہہ امر خلاف قیاس ہوتا ہے کہ اوسنے اصلی مقصد
واضعان قوانین کا ظاہر ہوتا ہے کیونکہ اس امر کا تجویز کرنا زیادہ تر قرین عقل ہے کہ واضعان
قوانین نے اپنا مقصد کو زیادہ تر عاقلانہ طور سے ظاہر کیا ہے یعنی وہ مقصد ظاہر کیا ہے کہ جس
مقصد کا ہونا قیاس نہین کیا جا سکتا ہے ۔ منجملہ ان قیاسات کے ایک قیاس یہہ ہے
کہ واضعان قوانین کا مقصد یہہ نہین ہوتا ہے کہ قانون مین بجز اوسکے کوئی تبدیل و تغیر ہو
جسکو وہ یا تو بذریعہ عبارت صریح کے یا بذریعہ ایسے الفاظ کے جو قابل غلطی ہونیکے نہون صریح طور پر
ظاہر کرتے ہین یا یون کہو یعنی حیطہ اور عرض قانون کی علاوہ طور پر ظاہر کرتے ہین بجز اسکے کل عام
اصولون مین قانون بلا دست اندازی کے قایم رہتا ہے بدرجہ اخیر یہہ امر قرین قیاس نہین
ہے کہ واضعان قوانین اصلی اصولون کو نکالدینگے اور حقوق کو منسوخ کر دینگے اپنے ارادہ کو سوا یہہ
ناکر صفائی کے ظاہر کرنیکے قانون کے عام قاعدہ سے اختلاف کر دینگے اور الفاظ عام کو کوئی
ایسے تاثیر صرف اس وجہ سے بخشنا کہ اونکے وسیع اور شاید اونکے اصلی معنی مین اسکے وہی
معنی ہین اونکے ایسے معنی قایم کرنا ہوگا کہ جس معنی مین در اصل اونکا استعمال نہین ہوا تھا ۔
لہذا تعبیر کا یہہ قاعدہ مشتہر ہے کہ لفظون کی تعبیر گو وہ کیسی وسیع اور اپنے معنی مین قابل فہم ہون
ایک حد تک عین اغراض کے مناسب طور پر محدود ہونی چاہئے اور اسطرح تعبیر ہونی چاہئے کہ عام اصول
قانون کے تبدیل نہہ جاوین ۔

ان قواعد کے متعلق بہت نکی تمثیل مسٹر میکسول صاحب نے (صفحہ ۱۰۴) باعتبار سند
مقدمہ میں سنام درن (لا ر پورٹ جلد چہارم ۲۴۳) لکھدی ہے جس موقع پر یہہ تجویز
ہوئی تھی کہ مضمون قانون میعاد سماعت ۳ و ۴ جلوس ولیم چہارم باب ۲۷ دفعہ ۲۶ کی تعبیر جسکے
رو سے اراضیات کا مالک جس اسقدر ادعا دلانہ سے بوجہ فریب کے محروم ہو جاتا ہے اوسکا حق ناجایز طور پر اراضی سے

س خریدار سے جسکو علم نہین ہے یا وجہ باور کرنیکی نہین ہے کہ فریب مذکور کا ارتکاب ہوا ہے
ابندی اس اصول قیاسی سے ہوتا ہے کہ بذریعہ اون سبکی عام عبارت سے
ضعان قوانین کا مقصود بطور تجویز بر گرسنے اون عادلانہ اصولون کے نہین تھا جو دربارہ اطلاق
یری کے مین بہیداد فعہ مذکور سطور پر برتی گئی تھی اور جسکے یہہ معنی ہین کہ خریدار جو خود یا بذریعہ اپنی
رندہ کے جسکا علم و وجہ یقین انصافاً مساوی ہو ویسا عالم اور یقین رکہے بسبب علم تہا و نہ باور
رنیکی وجہ حاصل تہی۔

مین نے ان تعبیہ کے اصولون پر اسوجہ سے استدلال کیا ہے کہ مین خیال کرتا ہون کہ
اصول مذکور قانون برٹش انڈیا سے بقوت مساوی متعلق ہوتے ہین اور اب مین اس امر کا
ذکر کرونگا کہ بہ نسبت اوس خاص امر کے جواب زیر مباحثہ ہے آنکا اثر اوپر تعبیر ایکٹ میعاد سماعت
ند ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۹ع کے کیا ہے۔

پس اول مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہید مین دربارہ محدود کرنے عرض اور حیطہ ایکٹ
کے ذکر نالشات وغیرہ اور حصول ملکیت حق آسایش اور جایداد کا لفظ اون امور کے ہوتے جسکی
نسبت وضع قانون کے عمل مین لائی گئی تہی سے تمہید مین ایک لفظ بہی اس امر کے ثبوت
کے لئے نہین ہے کہ نوعیت قوانین ذاتی متعلقہ شادی یا تعلقات زناشوہی کے کسی تبدیلی
مقصود تہا اور بحالت نہونے اظہار صریحی خواہ بذریعہ عبارت صریحی یا کنایہ ناقابل غلطی کے حیطہ
یکٹ کا تمہید سے تجاوز نہین کر سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ متن ایکٹ مین کوئی نتیجہ مختلف
ستعمال عبارت جلی کے جو بلا خلش صاف ہون ظاہر کیا گیا ہو۔ دوسرے ہر طور پر یہہ تجویز کرنا ہے
ضعان قوانین کی نسبت یہہ سمجہا جاویگا کہ اشخاص اور جایداد کے حقوق موجودہ اور تجویز
حکم مین بذریعہ ضمنی اور فریبی طریقون کے دست اندازی کی گئی ہے۔ اور منجملہ اون وجوہ
کے ایک وجہ ہے کہ تعبیر قوانین مین کیون اوس فرق کا ذہن نشین رکہنا ضروری ہوتا ہے
جو درمیان اون الفاظ و عبارت کے جنکا محض استقراریہ یا اختیاری ہونا مقصود ہے اور اون
الفاظ اور عبارت کے ہوتا ہے جنکا استعمال بنظر اظہار حکم یا ممانعت بذریعہ عبارت تاکیدی
تاکیدی کے کیا جاتا ہے۔ حکم واضعان قوانین کا اون نتایج سے برآمد نہین کیا جا سکتا ہے
جو محض استعمال الفاظ پر بلا صراحت محدود کرنے عبارت کے مبنی ہوتے ہین اور یہہ قاعدہ بقوت
مخصوص اوس موقع پر متعلق ہوتا ہے جہان حکم یا ممانعت متن ایکٹ کے اون الفاظ سے

برآمد کیا جاتا ہے جو متعلق اون امور کے ہوتے ہین جو ایکٹ کے اوس حیطہ کے علاوہ ہوتے ہین جو ایکٹ مذکور کے تمہید سے ظاہر کیا گیا ہے۔

پس یہہ ظاہر ہے کہ جو الفاظ ضمن ہاے ۳۲ و ۳۵ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت مین مستعمل ہوے ہین وہ محض بیانیہ ہین اور کسی منشا مین الفاظ حکمی نہین ہین کہ جنہین فی نفسہ کوئی حکم یا ممانعت شامل ہو۔ خانہ اول مین بیان قسم نالشات کا ہے خانہ دوم مین ذکر میعاد سماعت کا ہے اور خانہ سیوم مین بیان وقت اغاز میعاد مذکور کا ہے۔ خود ان تینون خانونکو یکجا پڑہنے سے کوئی الفاظ حکمی ایسے ظاہر نہین ہوتے ہین جو اپنی نوعیت مین حکم یا ممانعت ہدایتی یا تاکیدی ہون اور یہہ بات صرف اوسی وقت ہوتی ہے کہ جب وہ ایکٹ کے دفعہ ۴ کے ساتھہ پڑہی جاتی ہین تو اونکا اثر اجازتی یا امتناعی ہوسکتا ہے۔ لیکن دیکھنا چاہئے کہ دفعہ ۴ کیا کہتا ہے۔ اوسمین صرف یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ نالشات وغیرہ جو بعد اوس میعاد سماعت کے داخل ہون جو اوسکے لئے ایکٹ کے ضمیمہ ۲ مین معین ہے وہ ڈسمس کیجاوینگے وہ یہہ نہین کہتا ہے کہ جو الفاظ اور عبارات ضمیمہ کے خانہ سیوم مین مشعر بیان اغاز وقت میعاد سماعت کے مستعمل ہوے ہین اونسے یہہ مقصود ہے کہ غرض بیانیہ سے زیادہ کارآمد ہونگے اور یہہ کہ اونسے قواعد متضمن ایسے حکم یا ممانعت کے برآمد کیجاسکتی ہین جو مشعر تخفیف و ترمیم یا ازدیاد قواعد اون قوانین اصلی کے ہین جو حیطہ و اختیار تمہید سے باہر ہین۔ بقرارداد ان ارائے مین یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ الفاظ مندرجہ خانہ سیوم مدہ ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت کو اسطرح پڑہنا چاہئے یا اونکی تعبیر کرنا چاہئے کہ گویا قانون کے روسے امور ذیل قرار پائے ہین

(۱) یہہ کہ کوئی نالش اعادہ حقوق زناشوی کی بجز اوس صورت کے پذیرا نہین ہوسکتی ہے کہ پہلے سے طلب اعادہ کا کیا جاوے اور اوس سے انکار کیا جاوے۔

(۲) یہہ کہ کوئی نالش اعادہ حقوق زناشوی کی نابالغ یا شخص غیر صحیح العقل کے طرف سے قابل پذیرائی کے نہوگی۔

تاہم ضروری منطقی نتیجہ اوس حجت کا جو رسپانڈنٹ کیطرف سے اسمقدمہ مین ہوئی ہے یہی ہے۔ مین تجویز کرتا ہون کہ الفاظ مندرجہ خانہ سیوم مدات ۳۴ و ۳۵ محض بیانیہ نسبت اغاز وقت میعاد سماعت کے ہین اور الفاظ مذکور صرف اس قیاس پر مبنی ہین کہ قوانین ملکی متعلقہ شادی و حقوق زناشوی کے روسے تقاضا ضروری ہے لیکن الفاظ مذکور ایسے

الفاظ کلی ہنین ہین جنکے روسے کوئی ایسی قواعد قرار پا سکین جو مشعر کسی تخفیف یا ترمیم قوانین ملکی کے ہون یا اونمین کچھہ ازدیاد کر سکین - اونکی نسبت یہہ متصور ہونا چاہئے کہ قوانین ملکی کو بہ دست اندازی کے چھوڑ دیا ہے لہذا اثر ان دونون مدات کا اس سے زیادہ نہین ہو سکتا ہے کہ اونسے یہہ عام اشارہ حاصل ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا یہہ منشا ہے کہ ایسی نالشات کے لئے دو سال کی میعاد سماعت قایم ہو جنکا شمار وقت استقرار میعاد مندرجہ خانہ سیوم سے ہونا چاہئے جس موقع پر دہ بیان متعلق ہو سکے لیکن دوسری صورتون مین معمولی قواعد میعاد سماعت کے متعلق کرینگے نافذ ہونگے اور اوسکا شمار اوسوقت سے کیا جاویگا کہ جسوقت سے استحقاق نالش کرنیکا پیدا ہوا تھا - بالفاظ دیگر مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ جن صورتون مین فریقین کے قانون ذاتی کے روسے پہلے سے طلب کی ضرورت نہین ہے اور نابالغ اور اشخاص غیر صحیح العقل اعادہ حقوق زناشوئی سے محروم نہین کئے گئے ہین اون صورتون مین مد ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت اور نہ مد ۳۴ ایکٹ مذکور کو تعلق ہے بلکہ نالش مذکور عام احکام مد ۱۲۰ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل ہوگی - اس تعبیر سے بلاشبہہ تاثیر مدات ۳۴ و ۳۵ کی بوجہ محدود ہو جانے اونکے تعلق کے کمزور ہو جاتے ہین اور اونکی تجزیہ ہو جاتا ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ جب واضعان قوانین ایسی عبارت استعمال کرتے ہین جسمین یا تو ایسے مقدمون کے لئے کوئی حکم نہین ہے جو پیدا ہونیوالی ہین یا کسی خاص قاعدہ کے تعلق کو کسی خاص قسم مقدمات پر محدود کر دیتے ہین تو ضرور یہی صورت پیدا ہوگی - اسکی تمثیلین مقدمات رپورٹ شدہ مین دستیاب ہوتی ہین -

بمقدمہ ناتھہ پرشاد بنام رام پلٹن بنام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲۸ صفحہ

(۲۱۸) ایک اجلاس کامل عدالت ہذا نے جسکا اوس بمقتضا العقلی کا افسوس تھا جو اونکے فیصلہ سے متعلق تھی یہہ تجویز کی تھی مد ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت کا جسمین ایک سال کی میعاد نالش شفع کے لئے مقرر ہے اوس نالش نفاذ حق شفع سے متعلق نہین ہے جو بہ نسبت بیع نسر کی حصہ محال غیر منقسمہ کے ہو لہذا ایسی نالش عام احکام مد ۱۲۰ مین داخل ہے جسمین چھہ سال کی میعاد مقرر ہے - اسکی تقلید بمقدمہ ملک لال بنام گمراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۸ صفحہ ۱۴۴) اور عاشق علی بنام متھرا کاندو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲۸ صفحہ ۱۸۷) مین ہوئی تھی اور اس قاعدہ مین بمقدمہ درگا بنام حیدر علی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ ۱

الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱٦۷) اور اودت سنگہ بنام پدارتہہ سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۴) وسعت دی گئی تہی۔

قابلیت تعلق معہ تاثیرات ۴۴ و ۴۳ مین صرف انہین خیالات سے جو مینے بیان کئے ہین کمزوری اور تجزیہ نہین ہوتا ہے۔

جن دیگر خیالات کی بحث مین اب مین مصروف ہوتا ہون اونسے بہی اونکی وہ تاثیر جو بطور امر مانع بوجہ میعاد کے ہوتا ہے بالکل زایل ہوجاتی ہے۔ مین بتلا چکا ہون کہ جن الفاظ حکمی سے یہہ دونون نذرات بطور عارضہ میعاد سماعت کے موثر ہوتے تہین وہ مضامین دفعہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین جو تاکید امتقضی دسمسی اون نالشات کے ہین جو بعد انقضا میعاد سماعت مندرجہ ضمیمہ دوم کے دایر ہوئی ہین۔ لیکن یہہ حکم تاکیدی عبارت صاف صریح مین میعاد سماعت مندرجہ ضمیمہ دوم کو تابع احکام مندرجہ دفعہ ۵ لغایت دفعہ ۲۵ ایکٹ میعاد سماعت کے کرکے خود محدود ہوجاتا ہی منجملہ دفعات مذکورکے ایک بہت ضروری دفعہ ۲۳ ہی جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

در صورت تسلسل خلاف ورزی معاہدہ اور در صورت تسلسل کسی فعل امر ناجایز کے جو معاہدہ سے علاقہ نہ رکہتا ہو جس عرصہ مین کہ تسلسل اوس خلاف ورزی یا امر ناجایز کا جیسی کہ صورت ہو قایم رہی ہر لحظہ پر جدید میعاد سماعت شروع ہوگی۔

قبل اسکے کہ مین اس دفعہ کی تاثیر کے بیان سے دست کش ہون مین ضرور یہہ بتلاؤنگا کہ دفعہ مذکور بحیثیت موجودہ حال موقوعہ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) بجاے دفعات ۲۳ و ۲۴ ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء) کے قایم ہوئی ہے جنمین سے دفعہ اول الذکر متعلق متواتر اور مسلسل خلاف ورزیہاے معاہدہ کے تہا اور دفعہ آخر الذکر مسلسل امور تکلیف دہ کی صورتون پر محدود تہا اور اونمین میعادہاے سماعت جدید اور استحقاق نالش جدید کا ضابطہ معین تہا۔ حال کی دفعہ نے اون دونون دفعات کو تخفیف کر دیا ہے اور بہت وسیع قاعدہ دربارہ مقرر کرنے میعاد سماعت جدید کے قرار دیا ہے جو ہر لحظہ پر بصورت مسلسل خلاف ورزی معاہدہ اور مسلسل امور ناجایز کے یکسان شروع ہوتی ہے۔ دوسری تبدیلی یہہ ہے کہ مدہ ۴۳ حال جو نمبر ۱۴ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین قایم تہا اور مدہ ۴۰ جو نمبر ۴۲ ایکٹ مذکور تہی بلا ان الفاظ کے قایم تہا منجانب شوہر یا زوجہ بعمر بلوغ اور بحالت ثبات عقل۔

بحوالہ قانون کے جیسا کہ وہ بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء کے تہا پنجاب چیف کورٹ کے اجلاس کامل کو جسمین مسٹر پلوڈن و مسٹر اسمایتھ اور مسٹر ایلیسی شریک تھے مقدمہ غزنی بنام مسماۃ مہران (پنجاب ریکارڈ نمبر ۴ صفحہ ۱۵۰) پر غور کرنا پڑا تہا کہ جو مقدمہ باہم مسلمانون کے اسی قسم کا تہا جیسا کہ یہہ ہے اور جسمین سے امر تجویز طلب بعبارت ذیل مرتب کیا گیا تہا۔

نالش مابین مسلمان فریقین مین جب شوہر دعوی اعادہ حقوق زناشوئی کا بمقابلہ اپنی زوجہ کے اور دعوی دلا پانے اپنی زوجہ کا بمقابلہ اوس شخص کے جو اوسکو روک رکہتا ہو کرے اور جب نالش مذکور دو سال سے زیادہ عرصہ مین بعد طلب و انکار (الف) اعادہ حقوق زناشوئی اور (ب) دلا پانے اپنی زوجہ کے ہو اور تعلق شوہر اور زوجہ کا ابتک قایم ہے تو آیا نالش (الف) بمقابلہ زوجہ از روے مد ۳۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اور (ب) بمقابلہ دیگر مدعاعلیہ از روے مد ۳۵ ضمیمہ مذکور کے خارج المیعاد ہے یا نہین۔

بجواب اس سوال کے سر ایم پلوڈن صاحب نے جنہون نے فیصلہ سربرآوردہ مقدمہ مین صادر کیا تہا بعد بیان کرنے اس امر کے کہ یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ بموجب شرع محمدی کے نکاح ایک معاہدہ دیوانی کا ہے اور اوسکے رو سے زوجہ پر اپنے شوہر کے ساتہہ ہم بستر ہونیکی ذمہ داری قایم ہوتی ہے۔ بجز اوس صورت کے کہ کوئی وجہ معقول اوسکے اجتناب کرنیکی ہو اور یہہ کہ نالش شوہر کے پاس اوسکے واپس آنیکے لئے ہوسکتی ہے یہانتک فرمایا ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو زوجہ کو خود اپنے آپکو بے مناسب طور پر روک رکہنا ایک خلاف ورزی معاہدہ نکاح کی ہے اور ایسی خلاف ورزی ہے جو اوسوقت تک قایم رہتی ہے کہ جب تک وہ اسطرح پر رکی رہے۔ اور بعد غور کے مین کوئی وجہ کافی اس امر کے تجویز کرنیکی نہین پاتا ہون کہ حسب منشا دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت کے کیونکہ وہ اوسکے مضامین داخل ہے یہ خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی نہین ہے۔ پس اگر وہ دفعہ متعلق ہے کیونکہ مجہکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ متعلق ہے تو مد ۳۴ ضمیمہ کا اوس حکم مقدمہ کے فیصلہ پر جیسا کہ اب زیر غور ہے حاوی نہین ہوتا ہے۔ بعدہ ذی علم جج نے یہہ بتلایا ہے کہ مد ۳۴ (جو بمضمون مد ۳۵ ایکٹ حال کے ہے) پر دفعہ ۲۳ غالب ہے جسکے رو سے مد مذکور بہ نسبت ایسی نالش کے جیسی کہ یہ نالش منجانب مسلمان شوہر بنام اپنی زوجہ کے ہے غیر موثر ہو گیا ہے مزید بران ذی علم جج موصوف نے اپنی راے یہہ کہکر ظاہر کی ہے۔

مسئلہ کسیطرح پر یہہ نتیجہ برآمد نہین ہوتا ہے کہ مد ۳۴ بالکل دفعہ ۲۳ کے رو سے بے اثر ہو گیا ہے

کیونکہ مذکور کل نالشات قسم متذکرہ سے متعلق ہوتا رہیگا جہان از روے عام قانون فریقین کے
نکاح معاہدہ دیوانی کا نہین ہے اور جن سے بدینوجہ دفعہ ۲۳ متعلق نہین ہوتا ہے - لہذا ایک
نالش مسلمان شوہر بنام اوسکی زوجہ واسطے دلاپانے اپنی زوجہ کے خارج المیعاد ہونیکے
قابل نہین ہوتی ہے -

قبل اسکے کہ فیصلہ مذکور سے کچھہ اور استعار کرون مین یہہ بتلانا چاہتا ہون کہ جو فرق
فقرہ متذکرہ بالا کے رو سے درمیان اوس شادی کے جو معاہدہ دیوانی ہے اور اوس شادی
کے جو فرض مذہبی ہے جیسا کہ ہندؤن مین ہے نکالا گیا ہے اوسکا اثر بنظر اس امر کے موقوف
ہو جاتا ہے کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت حال کا خلاف ورزی مسلسل معاہدہ اور امر ناجایز
سے جو معاہدہ سے علاقہ نہ رکھتا ہو بدرجہ مساوی متعلق ہوتا ہے پس وجوہ ذیعلم جج ممدوح کے
اب بدرجہ مساوی ہندؤں کی شادیون کے مقدمے سے متعلق ہونگے - بہمون وجہ کوئی فرق درمیان
اخر دفعہ ۲۳ کے جو اوپر نالشات دلاپانے زوجہ (مد ۳۱ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء ہمضمون مد ۳۴ ایکٹ
حال) بنام شخص ثالث اور نالشات اعادہ حقوق زناشوی بنام زوجہ (مد ۳۲ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء
ہمضمون مد ۳۵ ایکٹ حال) پر ہو باقی نہین رہا ہے کیونکہ صورت اول الذکر مین امر ناجایز مسلسل
ایسے شخص کیجانب سے ہوتا ہے جو معاہدہ شادی مین شریک نہین ہے اور صورت اخر الذکر مین
خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی منجانب فریق معاہدہ کے ہوتی ہے ہر صورت مین خلاف ورزی
مسلسل ذمہ داری پر دفعہ ۲۳ ایکٹ حال کا حاوی ہے -

بالتخصیص اس قاعدہ کے قرار دینے کے بعد کہ جب تک شادی قایم رہے نالشات
اعادہ حقوق زناشوی کی جو باہم مسلمانون کے ہون خارج المیعاد نہین ہوتی ہین ذیعلم جج
ممدوح نے تحریرات مزید کی ہین جو ہندو اور مسلمانون کی شادیون سے جہانتک نالشات
اعادہ حقوق زناشوی کو تعلق ہے یکسان متعلق ہونگے ممدوح الیہ نے یہہ تحریر کیا ہے کہ
قبل ترک کرنے اس امر کے مین یہہ اور لکھنا چاہتا ہون کہ عملا وہی نتیجہ حاصل ہوگا
یعنی یہہ کہ شوہر اپنا استحقاق بذریعہ نالش دلاپانے اپنی زوجہ کے کسی مدت کے بعد نافذ
کر سکتا ہے بشرطیکہ یہہ تجویز قرار پاوے کہ دفعہ ۲۳ معاہدہ شادی سے متعلق نہین ہے
اور یہہ کہ زوجہ کا خود اپنے آپکو روک رکھنا کوئی خلاف ورزی مسلسل معاہدہ کی حسب منشا
دفعہ مذکور کے نہین ہے - کیونکہ اگر یہہ قیاس کیا جاوے کہ مد ۲۴ متعلق ہے اور اگر نالش

اعادہ حقوق زناشوئی کی اس بنیاد پر ڈسمس کردیجاوے کہ نالش طلب اور انکار شقتب سے دو سال کے اندر دایر نہین کی گئی ہے تاہم میری راے مین شوہر مجاز طلب جدید کرنے اور نالش جدید دایر کرنیکا بہ نسبت طلبیہ اون طلب کی تعمیل نکی گئی ہو۔ شادی تاہم قایم رہیگی اور استحقاق صحبت زوجہ کا بہی قایم رہیگا اور دفعہ ۳۲ ایکٹ مذکورسے بالکل بلا تعلق ایک استحقاق رو سے جبرًا اوسکی ذمہ داری کی تعمیل کرنیکا ہوگا ایکٹ مین کوئی حکم مسلسل حکم مندرجہ دفعہ ۲۹ کے جو بہ نسبت نالشات دخلیابی اراضی یا منصب موروثی کے ہے مشعر زوال حق شوہر بابت صحبت اپنی زوجہ کے نہین ہے اور محض ڈسمس ہونا نالش کا بربناء عذر میعاد سماعت کے مانع نالش جدید بناء الفاظ حق مذکور کے نہوگا۔

بہ نسبت میعاد سماعت (محکومہ مدام ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مضمون مدہ ۳۵ ایکٹ حال) بمقابلہ اوس شخص ثالث کے جس نے زوجہ کو پناہ دی ہو ذیعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ دفعہ ۳۲ ایکٹ سابق (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء) متعلق نہ تہی کیونکہ وہ خلاف ورزی ہاے مسلسل معاہدہ سے متعلق ہی اور نہ دفعہ ۲۴ متعلق ہے کیونکہ وہ صرف ایک قسم کے ضرر یعنی امر تکلیف دہ مسلسل تک محدود ہے لہذا نالش تاریخ طلب اور انکار سے دو سال کی میعاد پر ممنوع السماعت ہوجاویگی۔ یہہ فرق جو مین بیان کرچکا ہون بخیال زیادہ قابل الفہم ہونے نوعیت احکام دفعہ ۳۲ ایکٹ حال کے ختم ہوجاتا ہے اور علاوہ برین جیسا کہ ذیعلم جج ممدوح نے اپنے فیصلہ کے اخیر مین بتلایا ہے اونکے دلایل جو بہ نسبت عملی تاثیر طلب کے متواتر دربارہ زایل کرنے میعاد سماعت کے ہین اون نالشات سے بمقابلہ زوجہ اور نیز بمقابلہ اوس شخص ثالث کے جس نے اوسکو پناہ دی ہے یکسان متعلق ہین۔

جو اراء سر ایچ ایم پلوڈن صاحب نے بمنصب سینیر جج پنجاب چیف کورٹ کے ظاہر کی ہین اون کو جج ممدوح کے ذیعلم ہم جلیسون نے اختیار کیا تہا اور مینے اونکو اس طوالت کے ساتھ اسوجہ سے نقل کیا ہے کہ جس مقدمہ مین وہ ظاہر کی گئی ہین صرف وہی ایک مقدمہ رپورٹ شدہ ہے جو رپورٹ ہاے مطبوعہ مین پایا جاتا ہے۔ لیکن ایک فیصلہ بمبئی ہائیکورٹ کا بمقدمہ جیون بنام شیوجی جو میرے دست رس سے باہر ہے کیونکہ وہ کسی سندی رپورٹون مین ظاہر نہین ہوتا ہے لیکن اوسکا حوالہ مسٹر اسٹارلنگ صاحب نے اپنی یادداشت دفعہ ۳۲ اور مدہ ۳۵ مین اسطرح پر کیا ہے کہ فیصلہ مطبوعہ ہائیکورٹ بمبئی سنہ ۱۸۸۳ء مین بصفحہ ۱۲۴ و ۱۲۵

مین طبع ہوا ہے۔ اوس فیصلہ کا حوالہ مسٹر متر کے رسالہ میعاد سماعت مین بہی ہوا ہے (طبع دوم صفحہ ۲۱۱ہ) اور اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس مقدمہ کا حوالہ برنیس صاحب کے دایجسٹ فیصلجات غیر رپورٹ شدہ ہائیکورٹ بمبئی کے صفحہ ۱۲۱ مین ہوا ہے۔ مسٹر اسٹارلنگ صاحب نے تاثیر اس فیصلہ کی یہہ بیان کی ہے کہ زوجہ کا اپنے شوہر کے پاس واپس جانیسے انکار کرنے اور اوسکو اپنے حقوق زناشوہی کے استعمال کرنے دینے سے انکار کرنے اور زوجہ کو کسی ایسے شخص کے روکنے سے جسکے گھر مین وہ رہتی ہے امور ناجایز مسلسل پیدا ہوتے ہین جنسے ہمیشہ متواتر بنا دعویٰ مخاصمت طلب اور انکار کی پیدا ہوتی ہے اور ذیل مصنف نے تاثیر مقدمہ پنجاب اور مقدمہ بمبئی کے خلاصہ کر مین یہہ قانون بیان کیا ہے کہ استحقاق شوہر کا دربارہ اپنی زوجہ کے دلاپانیکے ایسا ہے جو اوسوقت تک قایم رہتا ہے کہ جب تک شادی قایم رہتی ہے لہذا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جب وہ اپنی زوجہ پر قبضہ اوس سے طلب کرے یا اعادہ حقوق زناشوہی کا چاہے اور انکار کیا جاوے تو اوتنی ہی مرتبہ بنا مخاصمت جدید پیدا ہوگی عملی نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ اوسکے لئے کوئی میعاد سماعت دربارہ نالش دلاپانے زوجہ یا اعادہ کے اوسوقت تک عارض نہوگی کہ جب تک شوہر نالش اندر دو سال کے کسی طلب یا انکار سے دایر کرے (اسٹارلنگ صاحب کا ایکٹ میعاد سماعت صفحہ ۱۰۷)۔

پنجاب کا مقدمہ ایک نالش مابین مسلمانون کے تہی اور بمبئی کا مقدمہ نالش مابین ہندوون کے تہی اور جہانتک اون فیصلون کے رو سے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے مین اوسکے اتفاق کرتا ہون کہ تعلق قانونی جو شادی سے پیدا ہوتا ہے اوس سے ذمہ داری مسلسل ہم بستری زناشوہی کی شوہر اور زوجہ پر عاید ہوجاتی ہے اور جب تک یہہ تعلق قانونی قایم رہتا ہے اوسوقت تک انحراف ناجایز اوس ذمہ داری کا گو بجانب شوہر کے ہو یا بجانب زوجہ کے ہو خواہ کسی شخص ثالث کیطرف سے ہو (جیسا کہ کسی ایسے شخص کیصورت مین ہوتا ہے جو زوجہ مفرور کو پناہ دیتا ہے) بمنزلہ امر ناجایز مسلسل یا خلاف ورزی ذمہ داری حسب منشاء دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے ہے پس میعاد جدید اوسوقت کے ہر لحظہ پر پیدا ہوتی ہے کہ جسوقت تک خلاف ورزی یا امر ناجایز مذکور جیسی کہ صورت ہو قایم رہے۔

اسمقدمہ مین مجھے اس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ مین اون فیصلون کو قبول کرنے پر آمادہ ہون جسکی نسبت یہانتک مفہوم ہو سکتا ہے کہ اونکے رو سے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ متواتر طلب اور انکار بطور بنیاد متواتر نالشات اعادہ حقوق زناشوہی کے ضروری ہین یا کیجا سکتے ہین بدین نتیجہ کہ کوئی میعاد سماعت یا کوئی دوسرا عذر ایسا نہین ہو سکتا ہے جو قطعی طور پر مانع ایسی نالشات کا اوسوقت تک ہو سکے کہ جب تک نالشات مذکور کسی طلب یا انکار سے دو سال کے اندر دایر کیجاوین - لیکن مین یہہ تحریر کر سکتا ہون کہ اسوجہ سے بہت شبہہ اور دقت پیدا ہوئی ہے کہ کوئی فرق کافی صاف وصریح درمیان اوس طلب کے جو از روے قانون اصلی کے جزو ضروری بنا مخاصمت جو بنیاد نالش ہے اور اسوجہ سے ایک شرط مقدم درباره نفاذ استحقاق بذریعہ نالش کے ہے اور اوس طلب کے نہین قایم کیا گیا ہے جو بنیاد نالش کی نہین پیدا کرتا ہے لہذا جواز و قانون کے لازمی نہین قرار پایا ہے -

قسم اول کی بہت عمدہ تمثیل شرع محمدی نے شفع کے قاعدہ مین دستیاب ہوتی ہے جسکے رو سے ابتدائی طلب و تقاضا بطور شرط مقدم نسبت قابل النفاذ ہونے استحقاق مذکور کے ضروری قرار پاے ہین اور جنکے متروک ہو جانیسے نالش ناقابل پذیرائی ہو جاتی ہے - اخیر قسم کے طلب و تقاضا کی تمثیلات یعنی جو طلب اختیاری ہین اونکی تمثیلین خود ایکٹ میعاد سماعت کے مدات ۵۹ و ۶۰ مین پاے جاتے ہین کہ جسمین اگرچہ از روے اقرار کے روپیہ عند الطلب واجب الادا ہو جاتا ہے لیکن تاریخ قرضہ کی ایک صورت مین اور تاریخ بل یا نوٹ کی دوسری صورت مین وقت آغاز میعاد سماعت کا قرار پایا ہے چنانچہ نالش بلا کسی طلب ماسبق کے قایم رکھی جا سکتی ہے - یہہ امر کہ آیا ایسا قاعدہ جو رس پروڈنس کے رو سے بنیاد معقول پر مبنی ہے یا نہین ایک امر فایدہ عظیم کا ہے اور سر لوئس جیکسن صاحب نے بمقدمہ تارکی پرشاد گھوس بنام رام کرشن بانرجی (بنگال لا رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۰۴) اوسپر بخوبی بحث کی ہے جسمین باعتبار سند سجادینز اسٹن صاحب کے ذیعلم جج ممدوح نے یہہ تجویز کی ہے کہ طلب بنا مخاصمت کا جزو اصلی ہے اور ہالوی صاحب جسٹس نے بمقدمہ ابتہامو کالا سیامہ بنام راجیہ (مدراس ہائی کورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۰) اور سی ونکٹا راما نیر بنام مانک ریڈی (مدراس ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۲۹۸) باتحکا

اصول مسلمہ حسب منشا کو رد کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ عدم موجودگی طلب و انکار کے بعد مدعا علیہ مقبل کے صرف ایسا معاملہ ہے جو بحث خرچہ پر موثر ہوتا ہے - لیکن مین اس امر کے مباحث مین داخل ہونا نہین چاہتا ہون کیونکہ واسطے اغراض اسمقدمہ کے یہہ تجویز کرنا کافی ہے جیسا کہ مین کہہ چکا ہون کہ شاستر متعلقہ شادی مین پہلے سے طلب و انکار حقوق زناشوئی کا قاعدہ بطور شرط مقدم اوپر نفاذ حقوق مذکور بمقابلہ اوس زوجہ کے معین نہین ہے جو خود اپنے شوہر کے ساتھہ ہمبستری سے کنارہ کش ہوگئی ہے لہذا از روے احکام دفعہ ۲۳ ایکٹ میعاد سماعت کے جسکے تابع مدات ۳۴ و ۳۵ ہین نالش بمقابلہ زوجہ یا اوس شخص ثالث کے جو اوسکو پناہ دیتا ہے خارج المیعاد ہونیسے محفوظ رہتی ہے اگرچہ طلب و انکار حقوق زناشوئی سے اسمقدمہ مین پانچ برس قبل نالش کے فضول ہوئی تھی میری راے کا یہہ اثر ہے کہ عام مد ۱۲۰ اس نالش سے متعلق ہوگا اور مد مذکور کو دفعہ ۲۳ ایکٹ کے ساتھہ پڑہکر یہہ تجویز کیا جاویگا کہ میعاد سماعت کیوجہ سے نالش بمقابلہ زوجہ خواہ شخص ثالث کے جو اوسکو پناہ دیتا ہے ممنوع السماعت نہوگی اور یہہ نالش بلا اس امر کے منظور کیجائیگی کہ مدعی سے ڈسمسی اس نالش کی قبول کرایجاوے اور یہہ خواہش کیجاوے کہ طلب جدید بطور بنیاد دوسری نالش بمقابلہ انہین فریقین اور بابت اوسی دادرسی کے عمل مین لاوے سبب مجھہ اس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا وہ دوسری نالش قابل پذیرائی کے ہوگی یا نہین کیونکہ یہہ وہ دوسری نالش نہین ہے بہر حال بعد غور اوپر فیصلہ پنجاب چیف کورٹ اور بمبئی ہائی کورٹ کے اور نیز اوپر اون آرا کے جو مین نے اس مقدمہ مین ظاہر کی ہین مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ اگر واضعان قوانین مدات ۳۴ و ۳۵ ایکٹ میعاد سماعت کو بالکل مرتب نفرمانے تو بہت بہتر ہوتا کیونکہ جو نزاعات حقوق زناشوئی کے ہندو اور مسلمانون مین ہوتے ہین اون پر عام احکام اونکے ذاتی قوانین کے حاوی ہوتے ہین اور جیسا مین اوپر ثابت کرچکا ہون مد ۱۲۰ اونکے لئے کافی حکم قانونی ہے - اسطرح کسی خاص میعاد سماعت کا واسطے نزاعات حقوق زناشوئی مابین آبادی باشندگان ملک کے مقرر نکرنا موافق اوس مصلحت کے ہوتا جسکے بنا پر دفعہ ۱ ایکٹ کا مبنی ہے جسکے رو سے نالشات مقتضیہ ایکٹ طلاق ہند میعاد سماعت سے محفوظ رکہے گئے ہین - لیکن جیسا کہ

ثابت کر چکا ہون) عملی اثر وہی ہے کیونکہ مدات ۳۴ و ۳۵ کو اسطور پر پڑہنا چاہیئے کہ گویا وہ ایسی نالشات سے جیسی کہ یہہ ہے غیر متعلق ہین لہذا انکا غیر افضول ہے سدات مذکور کی نسبت کوئی دوسری راے قایم کرنا تاخیر ابمنزلہ اس تجویز کرنیکے ہوگا کہ حقوق زناشوی کے طلب اور انکار کے بعد دو برس کا گذر جانا یا تو بمنزلہ انفساخ شادی یا طلاق کے یا بمنزلہ افتراق کے ہوگا جو قانونا لاعلاج ہے یا بالفاظ دیگر ایسے تعبیر سے یہہ نتیجہ ہوگا کہ واضعان قوانین صحیح دہرم شاستر مین تاخیر ایک طرح طلاق کو داخل کر دیا ہے کہ جس خیال سے شاستر کی مشائین نفرت ہے اور عبارت مین تسلیم نہین ہوا ہے اور مسلمانون کی صورتون مین اگرچہ ایک ایسا امر ایجاد ایسے قانون کے روسے داخل کیجاتی ہے کہ جسکے حیطہ اور اغراض کا یہہ مقصود نہین ہے کہ کوئی دست اندازی اونکے ملکی قانون متعلقہ ازدواج اور حقوق زناشوی مین کیجاوے - مین اس امر کے ثابت کرنیکو کافی طور پر کمیعا ہون کہ کیون مین یہہ اعتبار نہین کرتا ہون کہ واضعان قوانین کے ایسے مقاصد ہین اور یہہ کہ کیون کسی ایسے تعبیر کو نامنظور کرتا ہون جو ایسے نتایج سے متعلق ہوسکے -

اب مین بحث کی امر چہارم پر جو رسپانڈنٹ کی طرف سے ہوئی ہے یعنی اس امر کا ذکر کرتا ہون کہ حسب حالات اس مقدمہ کے مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا کو بطور زوجہ متروکہ کے تصور کرنا چاہیئے اور یہہ تصور کرنا چاہیئے کہ اب وہ شاستر کا تابع طلب حقوق زناشوی مجانب اپنے شوہر کے نہین ہے -

ظاہر ہے کہ از روے دفعہ ۲۴ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۲ء) کے ہمکو لازم ہے کہ تجویز اس امر کی مطابق دہرم شاستر کے کرین - خود اس قانون مین ایسے احکام موجود ہین جنکے روسے عورت کو اپنے شوہر کا ترک کر دینا مناسب ہوتا ہے اور جن حالات مین وہ ایسا کر سکتی ہے اونکا شمار ہوا ہے - قول دیوالہ مین جسکا ترجمہ کولبروک صاحب نے کیا ہے (ڈائجسٹ جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ مسئلہ ۱۵۰) یہہ قاعدہ قرار پایا ہے -

شوہر کو اوسکی زوجہ ترک کر سکتی ہے بشرطیکہ وہ ترک کیا ہوا یا کافر فقیر یا نامرد یا ذات سے نکال دیا گیا ہو یا بیمار مرض سل مین مبتلا ہو یا پردیس مین عرصہ تک غیر حاضر رہا ہو اور اوسمین یہانتک کہا گیا ہے (قول ۱۵۲) عام اس سے کہ ایسا شوہر زندہ ہو یا مر گیا ہو اوسکی زوجہ بغرض اولاد پیدا کرنیکے دوسرا شوہر کر سکتی ہے بذریعہ خود مختاری کے ایسا نہین

بعد وادنہین مصنف نے (صفحات ۵۶۵ و ۶۶۶ جلد ۲ اقوال ۴۴ و ۵، ۱۱) حوالہ اون اقوال کا دیا ہے جسمین بیان اون مدت کا ہوا ہے کہ جس مدت تک زوجہ کو خبر حاضر یا مفقود الخبر شوہر کا انتظار قبل دوسرے شوہر کے کرنیکے کرنا چاہئے اور اس مدت مین باعتبار ذات ملیون فریقین کے فرق کیا گیا ہے۔ مثلا ناجرن کے ہیوستہ حیدر کا (جلد ۲ صفحہ ۲۸۹) مین پارسر کے اس قول کا حوالہ ہوا ہے۔ اگر شوہر مفقود الخبر ہو یا مرگیا ہو یا حالت خانہ داری کو ترک کردیا ہو یا نامرد ہو یا ذات سے گرا دیا گیا ہو تو منجملہ ان پانچ مصیبتون سے کسی مصیبت مین) عورت کو دوسرا شوہر کرلینا جایز ہوگا۔ اور ذیعلم مصنف موصوف نے قول مذکور پر یہہ کہکر شرح کی ہے۔ چونکہ پاراشر نے عورت کا دوسرا شوہر کرنا اوس حالت مین جایز قرار دیا ہے کہ جب اوسکا پہلا شوہر حالات متذکرہ بالا مین سے کسی ایک حالت مین مبتلا ہو تو بوجوہ قوی قرین یہہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اونکے اصول کے مطابق عورت اپنے شوہر کو جب ایسی حالت ہو ترک کرسکتی ہے۔ سر ولیم میگناٹن صاحب نے اپنی کتاب دہرم شاستر (جلد ۱ صفحہ ۶۶) مین قانون بعبارت ذیل بیان کیا ہے۔

زناکاری جرم فوجداری ہے لیکن جرم دیوانی نہین ہے، اور نالش خسارہ کی جو شوہر دایر کرے بمقابلہ زانی کے نہین ہوسکتی ہے۔ زوجہ کے لئے واسطے ترک کردینے اپنے شوہر کے یہ وجہ کافی نہین ہے اور ایسے بہت قول نہین ہین جنکے روسے اوسکی طرف سے ایسا فعل مناسب قرار پایا ہو۔ جنون نامردی اور ذات سے گرجانا شاید صرف ایسے حالات ہین جنکے روسے اوسکا اپنے شوہر کو ترک کردینا بطور جرم قابل سزا کے تصور نہین کیا جاتا ہے۔

اس فقرہ مین ذیعلم مصنف موصوف نے دیوانگی شوہر کو اون وجوہ کے فہرست مین شامل کردیا ہے جو زوجہ کو اپنے شوہر ترک کرنیکے بارہ مین وجوہ مناسب ہین اور جس سند پر مصنف موصوف نے استدلال کیا ہے وہ منو کا قول ہے (باب ۹ اشلوک ۷۹) جو عورت اپنے مجنون یا پاپی یا مخنث یا جسکو قوت مردانگی نہو یا جو ایسے عوارض مین مبتلا ہو جو بطور سزا پاپ کے ہوتی ہین ایسے شوہر سے فساد کرتی ہو اوسکو نہ ترک کرنا چاہئے اور نہ اوسکی دولت لینا چاہئے ذیعلم حیدر کے مصنف نے (جلد ۲ صفحہ ۴۸۹ یادداشت ذیل) اس راے پر اعتراض کیا ہے اور تعبیر انکا بہت برمحل کہ عبارت شوہر سے فساد کرتی ہین یہہ تعبیر کی ہے کہ اوس سے صرف یہہ مراد ہے کہ شوہر کیطرف کم توجہی ہو اور بعد ازان مصنف موصوف نے یہ اقرار کیا ہے

کہ کونسا قول مستند ہے شاید اس رائے کے نہیں ہے کہ شوہر کی دیوانگی سے زوجہ کو اوسکا ترک کر دینا مناسب ہوگا - یہہ رائے مطابق ہے مشکل استحقاق شوہر مندرجہ قول دیوالودا (مجمع مولفہ کولبروک صاحب جلد ۲ قول ۵۲ صفحہ ۱۲۹) کے ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے - مرد اپنے پلنگ سے یا تیرتھ جاترا سے ایسی زوجہ کو خارج کر سکتا ہے جو کوڑہی ہے یا اپنے بدن سے گرا دی گئی ہے یا مجنون ہے یا جسکا حیض موقوف ہو گیا ہے یا جو عمر رسیدہ ہے لیکن اوسکو وہ کل کاروبار سے خارج نہیں کر سکتا ہے - لہذا مین مصنف وتک جیندر کا اس رائے پر اتفاق کرنیکو آمادہ ہون کہ دیوانگی وجہ قانونی واسطے ترک کر دینے شوہر یا زوجہ کے نہیں ہے اور از روے قانون انگریزی کے تو کسیطرح یہہ نہیں ہو سکتی ہے - مین اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہون (الصفحہ ۴۹۰) کہ اگرچہ بیاہی ہوئی جوڑی مین سے ہر ایک دوسرے کو حسب حالات متذکرہ بالا ترک کر سکتا ہے لیکن اس ترک کر دینے سے اونکا بواہ فسخ نہیں ہو جاتا ہے کیونکہ منو کا یہہ قول ہے کہ استری فروخت کرنے اور ترک کر دینے سے اپنے شوہر سے علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے سرمی ہرہاجی اول ہی یہہ قانون قرار دیا ہے ہم سب کو اسکا اقرار ہے (باب ۹ اشلوک ۴۶)

جو کچھہ مین کہہ چکا ہون اوس سے مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ از روے شاستر کے ترک کر دینے سے وہ تعلق قانونی ختم نہیں ہو جاتا ہے جو بواہ کے منعقد ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور صرف خاص معین حالات مین یہہ بات ہوتی ہے کہ فریقین مین سے ایک دوسرے کو ترک کر سکتا ہے اور یہہ نتیجہ بطور معاون کے برآمد ہوتا ہے کہ جب شوہر یا زوجہ ایک دوسرے کو بلا وجہ جایز ترک کرے تو نالش اعادہ حقوق زناشوئی کے قابل پذیرائی کے ہوتی ہے اور جوابدہی کامیابی کے ساتھہ صرف باثبات اس امر کے ہو سکتی ہے کہ قانوناً وجہ کافی ترک کرنیکی موجود ہوئی تھی اور ابتک قایم ہے - یہہ رائے مجھے باعتبار عام اصولون کے صحیح اور معقول معلوم ہوتی ہے اور اوسکی تائید انگریزی قانون کی تشبیہہ سے ہوتی ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ نالش اعادہ حقوق زناشوئی مین کوئی واقعات درباب انفصال کاروائی کے کافی نہین ہین بجز اونکے جن کے روسے فریقین کافی طور پر مستحق طلاق کے برطبق نالش ابتدائی کے ہو چکے ہین - جو واقعات بطور امتناع نالش اعادہ کے قابل عذر ہین وہ صرف ایسے ہوتے ہین جیسے وہ فریق جو اونکو پیش کرتا ہے مستحق اصدار حکم افتراق

کا ہو جبکہ حکم مذکور کی استدعا کیجاوے۔ (رسالہ طلاق مولفہ بروڈن صاحب صفحہ ۱۴۱ طبع چہارم) ایسا ہی قاعدہ ایکٹ طلاق ہند مین قایم کیا گیا ہے جسکی دفعہ ۳۳ مین یہ حکم ہے کہ بجواب مقدمہ بابت اعادہ حقوق زناشوی کے کوئی ایسا امر عذر پیش نکیا جاویگا جو وجہ نالش افتراق عدالتانہ یا ڈگری معدومی نکاح کی نہو سکے۔

جو کچھ وجہ کافی واسطے طلاق یا واسطے افتراق عدالتانہ کے ہو سکتی ہے اوسکا مدار بالضرور اشخاص متعلقہ کے قانون ذاتی متعلقہ شادی پر ہوگا چنانچہ اسمقدمہ مین شاستر ہنود اس بحث کے فیصلہ پر حاوی ہوگا اور حسب متذکرہ بالا قانون مذکور مین یہہ حکم نہین ہے کہ خلاف قانون ترک کر دینا عام اس سے کہ بجانب شوہر کے ہو یا زوجہ کے ہو مانع نالش حقوق زناشوی کا ہوگا۔ قانون انگریزی کے روسے بھی سابق مین یہہ قرار نہین پایا تھا کہ ترک کر دینے سے وجہ افتراق عدالتانہ کے پیدا ہوتی ہے اور یہہ قاعدہ تھا کہ ترک کرنیکے لئے چارہ کار اعادہ ہے۔ مسٹر بروڈن نے (صفحہ ۱۴۲) عبارت سر ولیم اسکاٹ کی جو مقدمہ ایوانس بنام ایوانس مین ہے مستعار کی ہے۔

یہہ کہنے سے کہ عدالت کو افتراق کا منظور کرنا اسوجہ سے لازم ہے کہ شوہر نے اپنے کو علیحدہ کر لینا مناسب سمجھا ہے تو ترک کر دینے کو استحکام دینا اور ترک کئے ہوئے شخص کو مخطوظ کرنا ہے۔

بعدہ مصنف موصوف نے باعتبار سند مقدمہ مینگ بنام مینگ (ایرلینڈ رپورٹ ایکوئٹی جلد ۱ صفحہ ۴۵) یہہ کہا ہے کہ بموجب قانون ایرلینڈ کے ترک کرنا بجانب زوجہ کے گو بالارادہ بھی ہو مانع نالش اعادہ حقوق زناشوی بجانب زوجہ مذکور کے نہین ہے لیکن یہانتک یہہ بحث ہے کہ یہہ فیصلہ کہانتک مطابق قانون انگریزی کے ہے (صفحہ ۱۴۳) مصنف موصوف نے (صفحہ ۴۶) یہانتک بتلایا ہے کہ لیکن وضع قانون حال مین ترک کرنا بطور وجہ کافی واسطے افتراق عدالتانہ کے صریحا تسلیم ہوا ہے اور اوسکی وجہ مشار الیہ نے یہہ ظاہر کی ہے کہ الزام ترک کرنیکا قایم کرنا یعنی جس فعل پر اوس حیثیت سے استدلال کیا جاوے وہ ضرور خلاف مرضی اوس شخص کے ہو اوسکا الزام لگانے کے عمل مین لایا گیا ہوگا۔ یہی وہ قاعدہ ہے جو ضمن (۹) دفعہ ۳ ایکٹ طلاق ہند مین اختیار کیا گیا ہے جسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے ترک کرنا مفہوم ہے بلا رضا جس شخص اوسکا الزام

لگاتا ہے وہ اوسکے مرضی کے خلاف ترک کر دیا گیا ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ صرف ایسا ہی ترک
کرنا اندر و سے دفعہ ۲۲ ایکٹ مذکور کے وہ ترک کرنا ہوتا ہے جس سے وجہ افتراق عدالتانہ کے
پیدا ہوتی ہے یا جو ابہی حسب دفعہ ۳۳ بہ نسبت نالش اعادہ حقوق زناشوی کے حاصل ہوتی
ہے ۔ جو شخص حالت موجودہ ہم بستری کو فی الواقعہ اور بالعمد ختم نہین کرتا ہے وہ ترک
نہین کر سکتا ہے اگر حالت ہم بستری کی بوجہ فعل مخالفانہ خواہ شوہر خواہ زوجہ کے یا اون
دونون کی رضامندی سے موقوف ہوگئی ہے تو بہرحال جب تک اونکی عام زندگی
اور گھر دوبارہ قایم ہے تب تک اونمین سے ہر ایک کو ترک کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے اونمین
سے ہر ایک کی خواہش پر دوبارہ حقوق زناشوی قایم کرنیکے انکار کرنیسے جرم ترک کرنیکا پیدا
نہین ہو سکتا ہے (بردن صفحہ ۴۷) لیکن اگرچہ علیحدگی اپنے آغاز مین ترک کرنا نہ قرار پاوے
تاہم ممکن ہے کہ بعدہٗ وہ ترک کرنا قرار پاوے کیونکہ جس صورت مین کسی شوہر نے اپنی زوجہ
سے ایسی حالتمین علیحدہ رہکر کہ حالات سے ترک کرنا نہین قرار پا سکتا ہے ناگہانی طور پر سلسلہ
رسایل کا اوس سے شکست کر دیا ہو اور کسی دوسری عورت سے تعلق زناکاری کا قایم
کیا ہو تو اوسی صورت کے لئے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ان واقعات سے ثابت ہے کہ شوہر
نے اپنی زوجہ کے ترک کرنیکا قصد کر لیا تھا لہذا ترک کرنیکا جرم پیدا ہے (۴۹ صفحہ)
کتاب مسایل سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ شاستر اگن امور سے مکمل ترک پیدا ہوتا ہے
اور اگر مین قانون انگریزی پر اس بارہ مین استدلال کرون تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ بہ تقلید
تمثیل سار جنٹ صاحب چیف جسٹس بمقدمہ دادا جی بہیکا جی بنام رو کما بائی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۱) کے مین خیال کرتا ہون کہ جو تشبیہ اوس قانون سے حاصل
ہوتی ہے وہ مقدمہ ہذا سے بطور قاعدہ انصاف و عدل اور نیک نیتی کے متعلق ہو سکتی
ہے کہ جو بالضرور اوس صورت مین متعلق ہونا چاہیئے کہ جب قانون کسی خاص امر کی نسبت
بالکل خاموش ہو ۔ انند و سے قانون اور تعبیر ایکٹ طلاق ہند کے بلاوجہ معقول دو برس یا
اوس سے زیادہ عرصہ کے ترک سے بموجب دفعہ ۲۲ کے وجہ افتراق عدالتانہ کے پیدا ہوتی
ہے اور بموجب دفعہ ۳۳ کے نالش اعادہ حقوق زناشوی کی مغلوب ہو جاویگی ۔ لیکن یہ قاعدہ
ایجاد قانونی ہے اور وہ کسی ایسے عام اصولون پر مبنی نہین ہے جس سے اوسکا شاستر
مین داخل کرنا بہ نسبت روا رکہنے افتراق عدالتانہ یا بہ نسبت اختیار کرنے بے سرو پا میعاد

سلوک ہونا چاہیئے ۔ منو (باب ۳ اشلوک ۵۵) مین یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ بیاہی ہوئی عورتون کی
عزت اور آرایش اونکے باپ اور بہائی اور اوسکے شوہر اور اوسکے شوہر کے بہائیون کو کرنا
چاہیئے بشرطیکہ وہ بہت طالعمندی چاہتی ہون ۔ اور اور بہی مسایل ہین (۵۶ لغایۃ ۶۲)
جنسے یہانتک ثابت ہوتا ہے زوجون کی نسبت مہربانی کے ساتہہ سلوک کرنیکا حکم بعبارت
صاف وصریح ہے کہ جسکی نسبت تعبیر ازادانہ سے بہی تصور نہین ہوسکتا ہے کہ وہ صرف احکام
تہذیبی اور مذہبی ہین بلکہ بمنزلہ ذمہ داری قانونی کے ہین ۔ نتایج ان مسایل سے اخذ
ہوسکتی ہین صرف اونکی استنباط سے یہہ بات ہوتی ہے کہ بیرحمی کی ممانعت کا نتیجہ برآمد کیا
جاسکتا ہے لیکن کسی خاص مسلہ سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ از روے شاستر کے جو
سراسر مفید حکومت شوہر کے ہے بیرحمی سے زوجہ کو اپنے شوہر کا ترک کردینا یا اوسکے
ہم بستری کو چہوڑ دینا بہی مناسب ہوتا ہے ۔ لیکن انسانیت کے عام اصولون کے روسے
جنپر ہماری عدالتین ایسے معاملات مین عمل کرتی ہین رہبری بہت طول وطویل سلسلہ
فیصلجات پر ہوتی ہے جنمین یہہ قاعدہ تسلیم ہوا ہے کہ بیرحمی قانونی شوہر کی وجہ انکے واسطے
انکار اعادہ حقوق زناشوی کے ہوگی یا دعوی میں اثر مخالف پیدا کریگی حکام عالیمقام پریوی
کونسل نے بمقدمہ منشی بذل الرحیم بنام شمس النسا اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۱
صفحہ ۵۱۵ چند ایسے تحریرات کئے ہین جو مقدمات ہندو اور مسلمان سے برابر مساوی متعلق
معلوم ہوتی ہین اور جنسے ایسے قاعدہ کا واضح ہونا تصور کرنا چاہیے کہ جسکی تعمیل عدالتہاے
برٹش انڈیا کو کرنا چاہیئے ۔ حکام ممدوح نے یہہ فرمایا ہے ۔ حکام عالیمقام کو صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اگر بیرحمی اس درجہ کی ثابت ہو جس سے زوجہ کا اپنے شوہر کے قابو مین واپس جانا بلا خطر
نہ ہو تو عدالت کو اوسکے واپس بہیجنے سے انکار کرنا چاہیئے یہہ بہی ممکن ہے کہ شوہر کیطرف سے
تعمیل اون ذمہ داریون کی قطعا نہو جو از روے معاہدہ شادی کے واسطے فایدہ زوجہ
کے اوسپر قایم ہوتی ہین تو اگر یہہ قصور اوسکا مناسب طور پر ثابت ہو تو اوس سے وجہ اس
بات کی حاصل ہوتی ہے کہ عدالت اوسکو مدد دینے سے انکار کرے اور جیسا کہ حکام عالیمقام
نے یہہ ایما کیا ہے کہ بہت ایسی صورتین ہوسکتی ہین جسمین عدالت اپنی دست اندازی کو
شوہر پر بشرایط قایم کرنے کے مشروط کرسکتی ہے ۔ بمقدمہ جمنا بائی بنام نراین موروبا گوکہلی
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴) ہائیکورٹ بمبئی نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ عاملہ

ہنود اور قانون انگریزی مین اس امر کی نسبت فرق اہم نہین ہے کہ کس امر سے بیرحمی قانونی کافی اسطور پر پیدا ہو سکتی ہے جو مانع دعوی اعادہ حقوق زناشوئی کے ہو سکے اور واسطے پیدا کرنے بیرحمی قانونی کے واقعی زبردستی اس قسم کی ہونی چاہیے جس سے تندرستی یا آسایش ذاتی معرض خطر مین اوسے یا اوسکا اندیشہ معقول ہو اور محض دردِ خیالات دلی مثلاً بے بنیاد الزام بیوفائی گو کیسا ہی بے سروپا بہونچایا جاوے یا کیسا ہی سخت معلوم ہو تعریف بیرحمی قانونی مین داخل نہین ہو سکتا ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ جو اصول اسطور پر قرار پاے ہین وہ اسمقدمہ سے متعلق مین ورنہ عذر بیرحمی پیش کردہ مسماۃ کونسلیا مدعا علیہا پر حاوی ہو سکے۔ اس موقع پر مین ایک دوسرا امر مشابہت کا بابین مقدمہ بمبئی اور اس مقدمہ کے بتلا سکتا ہون کہ اوس مقدمہ مین شوہر مسلماً ایک آدمی بہت کم عقل کا قریب قریب خبطی تھا اور اسمقدمہ مین ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی تجویز بہ طبق والیسی مقدمہ مین یہہ تحریر کیا ہے کہ مدعی ضعیف العقل اور بودا ہے اور وہ اس سے بھی واقف نہین ہے کہ اوسنے اپنی زوجہ دلاپانیکی نالش عدالت منصف مین دایر کی ہے لہذا صاف ظاہر ہے کہ اوسکو کسی شخص نے اسمقدمہ مین کھڑا کر دیا ہے۔ ہائیکورٹ بمبئی نے کمزوری عقل شوہر کو وجہ کافی واسطے انکار اعادہ حقوق زناشوئی کے تصور نہین کیا ہے اور نہ مین اسمقدمہ مین ایسے عذر کا سرسبز ہونا روا رکھونگا۔

مقدمہ مولا بنام نندی (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۷۳ء صفحہ ۱۰۹) ان مقدمونکی ایک خاص قسم کی تمثیل حاصل ہوتی ہے۔ اوسمین ہندو شوہر اور زوجہ کی شادی تیرہ سال قبل ہوئی تھی جبکہ زوجہ کی عمر تیرہ سال تھی۔ زوجہ مذکور چند ماہ تک اوس شوہر کے ساتھ ہم بستر رہی تھی لیکن اوس شوہر نے اوسکے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور اوسکو اسوجہ سے نکال دیا تھا کہ شوہر مذکور نے اپنے بھائی کے بیوہ کے ساتھ تعلق ناجایز پیدا کر لیا تھا کہ جسکو اوسنے اپنے گھر کا اہل خانہ بنا لیا تھا اور اوس سے تین لڑکے پیدا ہوے تھے اور بطور اپنے مدخولہ کے ہی رکھے ہوے تھا۔ زوجہ کو جب سے اوسکے شوہر نے نکال دیا تھا وہ اپنے باپ کے ساتھ رہتی تھی اور شوہر اوسکے پرورش مین کچھ مدد نہین دیتا تھا۔ واضح ہوتا ہے کہ اس نزاع پر ایک پنچایت نے غور کیا تھا اور اوس سب نے اوس بیاہی ہوے جوڑے کے علحدگی کی تجویز کی تھی۔ اندرینحالات ڈویزن بنچ عدالت ہذا نے جسمین

اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس و پریسن صاحب جسٹس شریک تھے بلا تجویز اس امر کے کہ آیا پنچایت کے حکم سے شادی ختم ہوگئی ہے یا نہین اعادہ حقوق زناشوی کے نافذ کرنے سے انکار کیا تھا۔ مدعی الیہم نے یہہ تجویز کی تھی واسطے اغراض اسمقدمہ کے یہہ تجویز کرنا کافی ہے کہ تیرہ برس ہوئے جب علیحدگی ہوئی وہ رضامند ہوگئے تھے اور نظر اون حالات کے جنکی وجہ سے وہ علیحدگی ہوگئی تھی اور وہ حالات ابتک موجود ہین ہماری یہہ راے ہے کہ مدعی بلا رضامندی مسماۃ یونیا کے مستحق مسترد کرنے اوس انتظام کا نہین ہے اور نہ ہم اس امر سے واقف ہین کہ جو راے ہم ظاہر کرتے ہین وہ شاستر کے کسی احکام کے خلاف ہے۔ مین یہہ کہنے کو امادہ نہین ہون کہ وہ فیصلہ کہانتک مطابق دہرم شاستر کے ہے لیکن واقعات مقدمہ کے بہت مختص ہین اور مجھے اوسپر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ یہ بیان نہین ہوا ہے کہ ویسے ہی واقعات اس مقدمہ مین موجود ہین۔ لیکن وہ فیصلہ سند اس امر کی تجویز کرنیکی لئی ہے کہ خاص خاص مقدمون مین عدالت اختیار امتیازی عالتانہ بذریعہ مسدود کرنے دادرسی اعادہ حقوق زناشوی کے استعمال کرسکتی ہے۔ بمقدمہ جوگندر نندنی داسی بنام ہری داس گہوس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۰۰) معلوم ہوتا ہے کہ شوہر بہت فضول خرچی کے ساتھ بسر کرتا تھا اور علانیہ طوائفون کے صحبت مین رہنے کا عادی تھا اور کئی مرتبہ اونمین سے ایک کو اپنے خانگی کمرون مین داخل کرنے سے اونے اپنی زوجہ کی توہین کی تھی۔ علاوہ برین وہ نشہ خوری کا عادی تھا اور جب حالت نشہ مین ہوتا تھا اپنی زوجہ کے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا اور چھوری اور دیگر ہتھیارون سے اپنی زوجہ کو اسطور پر دہمکاتا تھا جس سے اوسکو معمولی طور پر اپنے ذاتی آسایش کے خطرہ کے اندیشہ کی ترغیب ہوتی تھی۔ اندرینحالات اوسنے اپنے شوہر کا گھر چھوڑدیا اور اپنے باپ کے ساتھ زیر حفاظت خود اپنے خاندان کے رہنے کو چلی گئی۔ لیکن وہ وہان بہی اوس سے ملاقات کرتا تھا اور مثل مرد اور عورت کے اوس سے ہم بستر ہوتا تھا۔ گارتھ صاحب چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی تھی کہ حالات مقدمہ سے زوجہ کیطرف سے رضامندی ثابت ہے جسکا اثر بوجہ چہرہ پر اوس تپھڑ مارنیکی وجہ سے زایل نہین ہوسکتا ہے جو اوسوقت مین کشادہ دست سے مارا گیا تھا جب شوہر حالت نشہ مین تھا اور ایسی جوش کے وقت مین مارا گیا تھا جب اوسکی زوجہ اوسکے مرد بیہ کا تقاضا کرتی تھی۔

ذیلعلم چیف جسٹس نے باتفاق پانیٹکس صاحب جسٹس کے دعوی اعادہ حقوق زناشوی ڈگری کیا اور اپنی ڈگری کو یہہ کہکر مشروط کیا - لیکن جو کچھہ وقوع پذیر ہو چکا ہے اوسکے بعد ہم یہہ مناسب خیال کرتے ہین کہ مدعا علیہا کے لئے ایک گہر ایسا کیا جاوے جو اشخاص بدچلن کی موجودگی سے مبرا ہو لہذا ہم ڈگری عدالت ماتحت کو یہانتک ترمیم کرنا چاہتے ہین جس سے یہہ شرط قایم ہو جاوے کہ جو مکان شوہر تجویز کرے وہ ہر حال مین بہتر تا او معزز زوجہ کے رہنے کے قابل ہو - پہر مقدمہ بہگی بنام شیو نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۷) ایسا ہے جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے یہہ تجویز کی ہی کہ از روے شاستر کے یہہ امر کہ شوہر دوسری عورت کے ساتہہ تعلق زناکاری کا رکہتا تہا جو بوقت ارجاع نالش موقوف ہو گیا ہے جواب دعوی اعادہ حقوق زناشوی شوہر کا اوسوقت تک نہین ہو سکتا ہے کہ جب تک شادی قایم ہے لیکن عدالت پر اون عذرات معقول پر عدم توجہی کرنا لازم نہین ہے جو بہ نسبت ضرر اور بیرحمی ذاتی منجانب شوہر کے ہون یا یہہ ہو کہ فی الواقعہ وہ دوسری عورت کے ساتہہ زناکاری مین مبتلا ہے یا یہہ ہو کہ اگر ہم بستری اوس شوہر کے ساتہہ پہر قایم کرا دیجاوے تو وہ زوجہ ذات سے خارج کر دیجاویگی اور حسب حالات اوسمقدمہ کے معزی الیہہ نے یہہ تجویز کی ہتی کہ وقت ڈگری کرنے دعوی اعادہ حقوق زناشوی کے عدالت مستحق قایم کرنے اون شرایط کے اوپر نفاذ حقوق شوہر کے بذریعہ حکمنامہ قانونی کے ہے جو حسب حالات مقدمہ کے صاف طور پر ضروری ہون بشرطیکہ عدالت کو اس امر کے کرنیکی وجہ معقول نظر آتی ہو اور اس اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کر کے مدعا علیہا عند الضرورت مناسب طور پر یہہ درخواست کر سکتی ہے کہ قبل اسکے کہ عدالت اوسکو اپنے شوہر کے پاس واپس جانیکے لئے مجبور کرے یہہ شرط قایم ہونی چاہیے کہ شوہر مذکور پہلے اپنی ذات مین پہر داخل ہو لیوے -

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمات اس امر کے تجویز کرنیکے لئے اسناد کافی ہین کہ عدالت مقدمات حقوق زناشوی کے طے کرنے مین بر بناء وجوہ صحیح کے دادرسی کے عطا کرنے سے انکار نکریگی اور ایسے امور کے تجویز کرنے مین عدالت معمولی طور پر خود احکام دہرم شاستر کی پابندی کریگی اور دعوی ڈگری کریگی الا یہہ کہ وجہ کافی اس امر کی ثابت ہو کہ زوجہ اپنے شوہر کو شاستراً مناسب طور پر چہوڑ سکتی ہے اور خاص صورتوں مین عدالت مستحکم اختیار تمیزی

عدالتانہ کو بذریعہ قایم کرنے شرطاو پر ڈگری کے بنظر اطمینان اسایش زوجہ کے استعمال کریگی۔ محض زوجہ کا زیور سے لینا اور دوسری زوجہ کے ساتھہ شادی کرلینا مانع دعوی اعادہ حقوق زناشوی شوہر کا نہین قرار پایا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۵۲۲۔ رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۳۳۔ ویکلی رپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۳۷۷) اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ بیرحمی ماضیہ تو کہان زناکاری ماضیہ شوہر سے بہی جوابدہی کافی ایسے نالش کی منشا سترا پیدا نہین ہوتی ہے اور مین تجویز کیا ہون کہ مقدمات باہم اہل ہنود مین جبکہ بیرحمی ماضیہ سے وجہ معقول اندیشہ بیرحمی آیندہ کے پیدا ہوتی ہو تو عدالت کو نالش اعادہ حقوق زناشوی کی ڈسمس کرنا مناسب نہین ہے درحالیکہ حالات سے یہہ نتیجہ لازم آتا ہہ کہ منشا، قانونی مین کسی بیرحمی کا اندیشہ نہین ہے اور زوجہ کے تحفظ و عافیت اور اسایش کا اطمینان ہو سکتا ہے بشرطیکہ نالش ڈگری ہو۔

بدینوجوہ اور چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز روداد ی مقدمہ کی نہین کی ہے مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت موصوفہ کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تجویز روداد ی اور صادر ہونے ایسی ڈگری کے واپس کرتا ہون جو حسب حالات اور بعد تجویز بلحاظ اون تحریرات کے جو مینے کی ہین مناسب ہو خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میرے بہائی محمود صاحب نے جو از نالش بجانفشانی کے ساتھہ اور بتمام و کمال نسبت اون امور کے کی ہے جو مقدمہ مین پیدا ہوئے ہین اور جو نتایج معزی الیہ نے اخذ کئے ہین وہ وہی ہین جو مینے وقت اختتام سماعت اپیل کے قایم کئے تہے اور جس وجہ سے فیصلہ زیر غور ملتوی رکہا گیا تہا وہ صرف یہہ تہی کہ میرے بہائی محمود صاحب کو معاملہ مین کچہہ شبہہ ناشی ہوا تہا اور مین اس امر کے خیال کرنیسے خوش ہون کہ ہمارے روبرو وہ شی موجود ہے جو مجہے بالکل مکمل اور لاجواب بحث واسطے ثابت کرنے صحت اون نتایج کے معلوم ہے جنکا مینے ابہی ذکر کیا ہے۔ جو حکم معزی الیہ نے صادر کیا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون

ضلع مرزاپور نگرانی فوجداری نمبر ۴۴ بابت ۱۸۹۹ء منفصلہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۲ انگریزی

رودکمنی بنام پیارےلعل

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۸۸ و ۴۸۹ ۔ حکم مشعر دلاے جانے نان و نفقہ زوجہ کے جس شخص کو نان و نفقہ ادا کرنیکا حکم ہوا اوسکی حالت مین تغیر و تبدل ہونا۔

اختیار عطیہ از روے دفعہ ۴۸۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مستعمل ہونیکا مقصود رہا و تبدیل اوس رقم کے جو ایسے شخص سے واجب الادا ہے جسکے خلاف حکم بموجب دفعہ ۴۸۸ صادر ہوچکا ہے بر طبق ثبوت تبدیلی حالات شخص مذکور کے مختص بوجہ تبدیلی چندروزہ یا اتفاقیہ ایک حالت منجملہ حالات مذکور کے نہین ہے بلکہ بحالت ثبوت تبدیلی کل حالات کے قابل استعمال ہوتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین

۲۰ر فروری ۱۸۹۹ء کو جنٹ مجسٹریٹ مرزاپور نے ایک حکم بنام مسمی پیارے لال صادر کیا کہ نامبردہ پچاس صہ روپیہ ماہوار بطور نان و نفقہ اپنی زوجہ کو ادا کیا کرے اور اپنے حکم کو دراصل اس امر پر مبنی کیا کہ پیارےلعل کی تنخواہ ماصہ روپیہ ماہواری ہے ۔ فی الواقعہ اوسوقت اوسکی تنخواہ صرف ماعہ ہے اسوجہ سے تھی کہ وہ رخصت فرلو پر تھا ۔ بعدہ پیارےلعل نے ایک درخواست بحضور ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ اول بغرض تبدیلی زر نان و نفقہ کے اس بنیاد پر گذرانی کہ آمدنی سایل کی اوس سے کم ہے جسپر جنٹ مجسٹریٹ نے لحاظ کیا تھا ۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے نان و نفقہ کو تخفیف کر کے سہ ماہوار مقرر کیا ۔ اسپر زوجہ نے درخواست نگرانی بحضور سشن جج کے گذرانی اور مشار الیہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تنخواہ اور دیگر وسایل آمدنی شوہر پر لحاظ کر کے صہ ماہوار کا دلایا جانا ایک رقم معقول ہے اور مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور احکام حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا ہے۔

جوگندر ناتھ چودہری منجانب سایل فریق ثانی کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ناکس صاحب جسٹس ۔ جو استصواب ذیعلم جج نے کیا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون ۔ الفاظ مندرجہ دفعہ ۴۸۹ جسمین یہ حکم ہے کہ بحالت ثبوت تبدیلی حالات کسی ایسے شخص کے جو وظیفہ ماہانہ پاتا ہے مجسٹریٹ کو اختیار ہے کہ وظیفہ معینہ از روے دفعہ ۴۸۸ مین تغیر و تبدل کر دے شخص مذکور کے کل حالات کی تبدیلی سے صرف متعلق ہین اور

نہ حالات مذکورین سے محض ایک حالت کے چند روزہ اور اتفاقیہ تبدیلی سے خصوصاً اوسحال مین جیسا کہ اسمقدمہ مین شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ وسایل (بالفاظ دیگر حالات) شوہر کے مساوی اون وسایل کے ہین جنپر عدالت صادر کنندہ حکم ابتدائی نے اپنے اس حساب کو مبنی کیا تہا کہ زوجہ کے لئے کسقدر نان ونفقہ مناسب ہوگا عدالت ہذا یہہ حکم دیتی ہے کہ حکم مصدرہ قاضی عزیز الدین احمد مجسٹریٹ مورخہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء منسوخ ہو اور حکم ابتدائی صدرہ مسٹر رینلڈس مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۸۹۰ء بحال کیا جاوے۔

---

۳۲ زیری | ضلع غازیپور | اپیل اول نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۸۹ء | منفصلہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء

کالو رائے وغیرہم بنام فہمین وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - درخواست ڈگری کو مطابق فیصلہ کے کرا پانیکی - اجراے ڈگری - میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ -

منظوری درخواست سے جو مشعر اسکے ہو کہ ڈگری مطابق فیصلہ کے کرادیجاوے میعاد جدید مفید ڈگریدار کے نہین شروع ہوتی ہے اور نہ ایسی درخواست تدبیر معاون اجراے ڈگری حسب منشا مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہے -

(کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۷) سے استناد کیا گیا) -

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

مادہو پرشاد بجانب اپیلانٹان عبد الرؤف و عبد المجید بجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل سرسری ہونی چاہئے - ۲۹ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو ایک ڈگری زرنقد کی عدالت جج ماتحت غازیپور سے بحق ڈگریداران رسپانڈنٹان کے صادر ہوئی تہی - ۲۸ جون سنہ ۱۸۸۵ء کو بوجہ کسی نقص حساب موقوعہ ڈگری کے ڈگریداران نے عدالت صادر کنندہ ڈگری مین درخواست بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض ترمیم ڈگری کے گذرانی تہی یہہ امر قابل تحریر ہے کہ درخواست مقتضیہ دفعہ ۲۰۶ کا یہہ مقصود ہے کہ تجویز صحیح ہے لیکن ڈگری اوسکے مطابق نہین ہے بلکہ تجویز کے خلاف ہے - مقدمہ حال مین جج ماتحت نے حسب مستدعیہ ۵ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء کو ڈگری ترمیم کی تہی - اول درخواست اجراے ڈگری کے ۸ نومبر

۱۸۸۵ء کو گذری تھی - عدالت ماتحت مین روبرو جج ماتحت کے اور نیز اس عدالت مین یہ حجت ہوئی ہے کہ ڈگری مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۳ء کا اجرا خارج المیعاد ہے کیونکہ اول درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۵ نومبر ۱۸۸۶ء تاریخ ڈگری سے عرصہ تین سال کے بعد داخل ہوئی تھی اسکا جواب ڈگریدارون نے یہہ دیا تھا کہ ہم حکم مشعر ترمیم ڈگری مورخہ ۲ نومبر ۱۸۸۵ء کو اسطرح تصور کرنیکے مستحق ہین کہ اوس سے میعاد سماعت جدید اور آغاز میعاد جدید کا حاصل ہوتا ہے اور اوس راے کو ذیعلم جج ماتحت نے باعتبار سند مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۷) کے اختیار کیا ہے - مدیون ڈگری اس عدالت مین اپیل کرتا ہے اور اوسکی یہہ حجت ہے کہ اولاً وہ مقدمہ متعلق نہین ہے لیکن اگر متعلق بھی ہو تو وہ فیصلہ صحیح نہین ہے اور ڈگریدار مستحق شمار کرنے میعاد سماعت اجراے ڈگری کا ۲۵ نومبر ۱۸۸۵ء سے نہین ہے - بہ نسبت مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۷) مین نے واقعات مندرجہ رپورٹ کو ملاحظہ کیا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس فقرہ مین مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب نے یہہ تحریر کیا ہے کہ جو کارروائی اس درخواست کے بموجب ہوئی ہے وہ دراصل تجویز ثانی کی قسم کی ہین اوس فقرہ کو غالباً کسی ایسے خاص مقدمہ کے خاص حالات سے تعلق ہو جسمین کارروائی جو ظاہرا بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی تھین وہ صرف بذریعہ تجویز ثانی ہی کے طے ہو سکتی تھین - لہذا مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ سند فیصلہ مقدمہ کشن سہاے بنام دی کلکٹر آف الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۴۷) کسی طرح پر اس اپیل کے منظور کرنے مین میری سد راہ ہو سکتی ہے - جو درخواست ترمیم کی ڈگریداران مقدمہ ہذا نے ۲۸ جون ۱۸۸۵ء کو داخل کی تھی وہ خالص اور سادہ درخواست ترمیم ڈگری کی تھی اور جو کچھ اوسمین استدعا تھی وہ یہہ تھی کہ اوسمین چند ہندسون کے بیان کی صحت کر دیجاوے جسمین وہ ڈگری مطابق ہدایات متعلق خرچہ مندرجہ تجویز کے مطابق ہو جاوے - یہہ ایسا موا تھا کہ جنکو ان کارروائی متقضیہ دفعہ ۲۰۶ پر ایسا تصور کرنا چاہیے کہ گویا بمنزلہ تدبیر معاون اجراے ڈگری بموجب فقرہ چہارم مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین - ہم یہہ راے قبول نہین کر سکتے ہین - جب عدالت کو درخواست متقضیہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی طے کرنا تھی وہ عدالت صادر کنندہ ڈگری ہے اور نہ عدالت اجرا کنندہ

ڈگری - علاوہ برین اس مقدمہ مین یہہ بہی کہاجاسکتاہے کہ کوئی درخواست اجراے ڈگری کی کبہی نہین ہوئی تہی لہذا کوئی بنیاد ایسے درخواست کی قایم نہین کی گئی تہی کہ جسمین کوئی تدبیر مساوی اجراے ڈگری کی پایہہ کہو کہ بہ تعمیل ڈگری کے ہو سکتی ہو مین خیال کرتا ہون کہ درخواست ۵ نومبر ۱۸۸۸ء کی خارج المیعاد تہی اور بدین وجوہ مین اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈگری صادرہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۳ء خارج المیعاد ہے اور جاری نہین ہوسکتی ہے -

ٹرل صاحب جسٹس - مین بالکل اتفاق کرتا ہون -

منفصلہ ۱۸ دسمبر ۱۸۹۰ء اپیل اول نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۰ء ضلع گورکہپور

جگیشر پرشاد سنگہ وغیرہم بنام سری نواس پانڈے وغیرہم

اجراے ڈگری - امر تجویز شدہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ -

اصول امر تجویز شدہ کا اجراے ڈگری سے اوسی طور پر متعلق ہوتا ہے کہ جسطرح نالشات سے متعلق ہوتا ہے -

پس جب صورتین بر طبق اعتراض بہ نسبت اجراے ڈگری کے کوئی حکم بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین ہدایت صادر ہوا تہا کہ جن مواضعات پر ڈگری موثر ہے وہ ایک ترتیب سے نیلام کیجاوین اور حکم مذکور کا اپیل نہین ہوا اور اسطور پر قطعی ہوگیا -

تجویز ہوئی کہ اوسی ڈگری کی درخواست اجراے ڈگری مابعد پر امر مذکور کی نسبت اعتراض مجدداً نہین ہوسکتا ہے بلکہ بر بنا حکم متذکرہ بالا کے اجراے ڈگری مین کارروائی مزید ہونی چاہیے -

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان

جوالا پرشاد و رام پرشاد و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - یہہ تین اپیل (نمبر ۱۱۳ و ۱۲۱ و ۱۲۲) متعلق ڈگری واحد مورخہ ۲۳ جنوری ۱۸۸۵ء کے ہین جنمین سے سری نواس پانڈے اپیلانٹ اپیل اول نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء ڈگریدار ہے اور اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۰ء جگیشر پرشاد وغیرہم مدیونان ڈگری مذکور کے ہین اور اونکو یہہ حیثیت اسوجہ سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ

بقت نالش ابتدائی کے موضع انی پور پر قابض تھے جنکی نسبت اونکا یہہ بیان ہے کہ ہم مہاجن
سماۃ دولہن روپ کنور راہنہ مدعا علیہا مقدمہ کے موہوب لہم ہین ڈگری مورخہ
۳ جنوری ۱۸۸۵ء بہت غلطی کے ساتھہ مرتب ہوئی تھی بشرطیکہ اوس ڈگری سے مقصود
فاذ کفالت رہن کا ہو ۔ اور مین خود یہہ خیال کرتا ہون کہ اس امر کا تجویز کرنا بہت
مید ہوگا کہ ڈگری کے رو سے حکم نیلام جایداد غیر منقولہ کا بہ تعمیل معاہدہ مختص کے جو
جایداد مذکور پر ہو دیا ہے ۔ زیادہ تر مین اس امر کے تجویز کرنے پر آمادہ ہون کہ وہ
عوض زرنقد ڈگری ہے اور اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ یہہ راے خلاف کثرت راے عدالت
مقدمہ دیبی پرشاد بنام پربہودین رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۸)
کے ہے تاہم یہہ امر قابل تحریر ہے کہ وہ فیصلہ بہ نسبت اوس ڈگری کے تھا جو قبل نفاذ
ایکٹ انتقال جایداد کے صادر ہوئی تھی جس سے میری راے مین بالکل فرق پیدا ہوگیا
ہے کیونکہ قانون مذکور مین ایک خاص ہدایت بہ نسبت اوس طریقہ کے ہے کہ جس
ذریعہ سے وہ ڈگریان طیار کیجاتی ہین جنمین حکم نیلام کا بوجہ رہنون کے ہوتا ہے ۔ لیکن ہم جو
یہہ ہو سو ہوا ہمارے روبرو کسی فریق کیجانب سے کوئی بحث اس امر کے طے کرانیکے
لئے نہین ہے ڈگریدار نے ۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو درخواست اجراے ڈگری کی گذرانی اور کل
مواضعات متذکرہ تمہید ڈگری قرق ہوئے تھے اوسکے بعد نگیشر پرشاد نے ۸ جنوری ۱۸۸۷ء
کو عذرات بہ نسبت قرقی موضع انی پور کے داخل کیے اور عدالت سے یہہ درخواست کی کہ
بر جاے اول پہلے دو دیگر موضع نسری اور ساتوان دیہہ نیلام کئے جاوین اور یہہ دیکھا جاوے
کہ آیا مواضعات مذکورہ سے زرشن کافی واسطے بیباقی قرضہ رہن کے حاصل ہوتا ہے یا نہین اور
صرف بحالت نہ حاصل ہونے زرشن کافی کے موضع انی پور نیلام کیا جاوے ۔ ایک تاریخ
واسطے سماعت درخواست مذکورہ اور عذرات کے جو اوسکے نسبت ہون یعنی ۵ فروری ۱۸۸۷ء
مقرر ہوئی اور اوس تاریخ کو عدالت نے جسکو اجراے ڈگری سے تعلق تھا بعبارت صاف وصحیح
یہہ تجویز کی کہ نگیشر پرشاد کے عذرات باوقعت ہین اور استدعا مندرجہ عذرات مذکور منظور ہونا
چاہئے ۔ پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ گو یہہ حکم جا تھا یا بیجا تھا مگر بموجب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے صادر ہوا تھا اور اگر ڈگریدار حکم مذکور مین نقص کا گرفت کرنا ضروری سمجھتا تو اوسکی
ناراضی سے اپیل ہو سکتا تھا لیکن چونکہ اوسکا اپیل نہین ہوا وہ حکم قطعی ہوگیا اور بر جواہر فیمابین

ڈگریدار اوسکے مدیون ڈگری کے پیدا ہوا تہا اور جسپر عدالت کو اختیار کامل حاصل تہا اس
طرحپر فیصل ہوا اور ایسا معاملہ ہو گیا ہے جسپر یہہ اعتراض نہین ہو سکتا ہے - یہہ کارروائی
درخواست مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۰ء سے شروع ہوئی ہے اور ناگیشر پرشاد کیطرف سے وہی
عذر ہوا ہے جسکے روسے دراصل پہروہی عذر شروع ہوا ہے جسکی تجویز بذریعہ حکم مورخہ
۵ فروری ۱۸۸۸ء سکے ہو چکی ہے - اگر ہم کوئی اور رائے علاوہ اوس رائے کے قایم
کرین جو ہم قایم کر چکے ہین تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ بے شمار ایسے ہی درخواستین اور ایسے ہی عذرات
پیش ہو سکتے ہین اور ایک ہی امر کی بار بار تجویز ہوا کریگی جیسا کہ اسمقدمہ مین ہے اور
ایک جج ماتحت رائے اپنے متقدم عہدہ دار سے قایم کر سکیگا - ایسی کیفیت قابل
برداشت نہو گی اور صرف واقعات مقدمہ ہذا سے یہہ بات ثابت ہے کہ یہہ امر کیسا ضروری
ہے کہ اصول امر تجویز شدہ کا کارروائی اجراء ڈگری سے متعلق کرنا چاہیئے - ناگیشر پرشاد
اپیلانٹ اپیل اول نمبر ۱۱۳ یہہ عذر بہ نسبت حکم جج ماتحت کے کرتا ہے اور میری یہہ رای
کہ اوسکا اپیل بدین نتیجہ سرسبز ہونا چاہیئے کہ جہانتک کہ وہ خلاف اور موثر اوپر حکم مورخہ ۵ فروری
۱۸۸۸ء کے ہے حکم جسکا اپیل ہے منسوخ ہونا چاہیئے اور ڈگریدار اگر اور طور پر مستحق ہے تو اجراء ڈگری
مین بربناء حکم مذکور مورخہ ۵ فروری ۱۸۸۸ء کے کارروائی مزید ہونا چاہیئے - اپیلانٹان اپیل
اول نمبر ۱۱۳ اپنا خرچہ خود اب ادا کرینگے - اپیل اول نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء مین مسٹر رام پرشاد
منجانب ڈگریدار یہہ کہتے ہین کہ ہمنے بہ نسبت درخواست ناگیشر پرشاد کے جو دربارہ اوس
ترتیب کے ہے جسمین مواضعات کا نیلام ہونا چاہیئے تہا کبہی عدالت ماتحت مین اعتراض
نہین کیا اور یہہ کہ بتائید اپنی اپیل کے وکیل موصوف کو کچہہ کہنا نہین ہے کہ جو اپیل کم و بیش
ذریعہ حکم جج ماتحت کی وجہ سے مجبوراً اوسکو کرنا پڑی تہی - اونکا اپیل نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء ڈسمس
کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ - اپیل اول نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۹۰ء مین مسٹر رام پرشاد جنکے پاس خلاصہ
مسٹر جوالا پرشاد کا موجود ہے یہہ کہتے ہین کہ اونکو دراصل بتائید عذرات اپیل کے کچہہ اصرار
نہین ہے لہذا اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ - اثر اس حکم کا یہہ ہوگا کہ درخواست
مورخہ ۸ اپریل ۱۸۹۰ء فہرست جج ماتحت مین بحیثیت مکمل قایم ہوگی اور جج ماتحت
موصوف بربناء حکم مورخہ ۵ فروری ۱۸۸۸ء کے اوسکے طے کرنے مین مصروف
ہونگے -

صفحہ ۴ انگریزی

ضلع جونپور — اپیل نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۸۵ء فرمان شاہی — منفصلہ ۲۳ جنوری

بشناہتہ وغیرہم بنام بشیشر سنگہ ویک کس دیگر

امر تجویز شدہ — امر زیر تجویز فیمابین مدعی اور مدعا علیہ جسکی تجویز اوس مقدمہ سابق مین ہولی جسمین یہ دو فریق شریک مدعا علیہم تہے۔

اس امر سے کہ ایک امر جو زیر تنقیح فیمابین مدعی اور مدعا علیہ کے ہے اوسکی تجویز سابق ایک مقدمہ مین ہو چکی تہی جسمین مدعی اور مدعا علیہ دونون ایک ہی جانب کے زمرہ فریقین مین مدعا علیہم تہے امر مذکور بجز حالات خاص کے امر تجویز شدہ نہین ہو تاہے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین فیصلہ ٹرل صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۲۱ سنہ ۱۸۸۵ء سے ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ جو عذر اپیل دوم مین پیش ہوا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ امر متنازعہ حال فیمابین فریقین ایک امر تجویز شدہ ہے کیونکہ امر متنازعہ کی تجویز پہلے ایک مقدمہ مین ہو چکی ہے جسمین ایک شخص مسمی جینی جو اس نالش مین شخص اجنبی ہے مدعی تہا اور فریقین عدالت ہذا سب مدعا علیہم تہے۔ اب دیکہنا چاہئے کہ یہہ قانون بدرجہ اعلی عدالت ہا مین طے یافتہ ہے کہ کوئی فیصلہ بطور مانع سماعت ایسے امر کا جو فریقین نے پیش کیا ہو محض اسوجہ سے نہین ہو سکتا ہے کہ فریقین اوسمقدمہ مین مدعا علیہم تہے جسمین امر مذکور کی تجویز شخص ثالث کے نسبت ہوئی تہی۔ فیصلہ عدالت بمبئی بمقدمہ رام چندر نراین بنام نراین مہادیو (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۲۱۶) پر مسٹر سمین نے بتائید اپنی حجت کے حوالہ کیا ہے لیکن مجھے یہہ دریافت نہین ہو سکتا ہے کہ اسمقدمہ مین وہ واقعات موجود ہین جسکی نسبت اوسمقدمہ مین یہہ قرار پایا تہا کہ اونسے کوئی فیصلہ باہم شریک مدعا علیہم کے امر تجویز شدہ ہو گیا تہا۔ ایک فیصلہ عدالت ہذا مقدمہ شادل خان بنام امین الله خان (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۹۲) پر بہی حوالہ ہوا تہا لیکن مین اوسکے سند کی تقلید کرنے سے انکار کرتا ہون۔ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے۔

بناراضی اس فیصلہ کے اپیلانٹان نے حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اپیل کیا تہا۔

سمین صاحب منجانب اپیلانٹان سکہہ نندن لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس — منجانب مدعا علیہم اپیلانٹیان

عدالت ہذا کے صرف یہہ حجت ہے کہ امر متنازعہ اوس نالش کا جس سے یہہ اپیل متعلق ہے امور تجویز شدہ ہین کیونکہ نالش سابق مین جسمین مدعیان اور مدعا علیہم مقدمہ ہذا ایک ہی زمرہ مین بطور شریک مدعا علیہم تھے امور نزاعی بہ نسبت اونہین امور کے فیصل ہوئے تھے - عدالت ہذا کا یہہ صاف قاعدہ ہے کہ بجز بہت خاص اور مخصوص حالات کے جیسا کہ نالش تقسیم اور اوسی قسم کی نالشات کے کوئی فیصلہ فیما بین شریک مدعا علیہم کے قابل پابندی مابین مدعا علیہم شریک کے نہین ہوسکتا ہے - ہمارے بہائی شرلف حسب کی وہ رائے کامل طور پر صحیح ہے جو معزی الیہ نے قایم کی تہی اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

---

ضلع فرخ آباد — اپیل نمبر ۹ ۱۸۹۰ء فرمان شاہی — منفصلہ ۲ جنوری

محمد عباس بنام معشوق علی وغیرہم

اجراے ڈگری - ڈگری کو مطابق فیصلہ کے کیجانیکی درخواست - تجویز ثانی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۶ و ۶۲۲ -

مدعی نے دعوی دخلیابی ایک مکان اور صحن کا کیا تہا - منصف نے عبارت عام مین اوسکا دعوی دگری کیا تہا لیکن بلا ذکر خاص صحن کے اور ضلع جج نے بصیغہ اپیل ڈگری منصف کی بحال رکہی تہی - مدعی نے اجراے ڈگری کی درخواست کی لیکن بہ نسبت اوسکے استحقاق دربارہ جاری کرانے ڈگری بہ نسبت صحن کے اعتراض ہوا تہا - بعدہٗ مدعی نے بحضور منصف اور ضلع جج کے درخواست بموجب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی اور دونون صورتون مین اوسکی درخواست منظور ہوئی تہی - بعدہٗ مدعا علیہم نے ہائیکورٹ مین درخواست نگرانی حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۶ کے کی -

تجویز ہوئی کہ حکم ضلع جج مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۶ فضول تہا کیونکہ ڈگری گو بیجا طور پر مرتب ہوئی تہی مفید دعوی مدعیکے تہی لیکن اوس حکم مین کوئی امر ایسا نہین تہا جس سے کوئی وجہ نگرانی کی حاصل ہو سکے -

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مقدمہ متفرقہ نمبر ۲۰۶ ۱۸۸۹ء مین کافی طور پر درج ہین جو حسب ذیل ہے -

محمود صاحب جسٹس - یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر استدعا

دست اندازی عدالت ہذا بہ نسبت حکم مصدرہ ذیعلم جج ضلع فرخ آباد مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۵ء
کے ہے۔ حکم مذکور حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ڈگری مصدرہ عدالت موصوف مورخہ
۱۰ اپریل ۱۸۸۵ء مشعر بحالی ڈگری منصف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء کے ہے۔

واضح ہوتا ہے کہ ڈگری منصف کی اوس نالش مین صادر ہوئی تھی جسمین اول استدعا
واسطے دخلیابی جائداد غیر منقولہ کے تھی جسمین ایک مکان اور ایک صحن واقعہ اوتر مکان مذکور
حسب صراحت عرضیدعوی شامل ہے۔ جب منصف کو مقدمہ مذکور طے کرنا تھا اونہون نے معلوم
ہوتا ہے کہ اپنے فیصلہ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء مین کوئی تنقیح بہ نسبت صحن متذکرہ عرضیدعوی
کے نہین قایم کی اگرچہ بیان تحریری مین مدعاعلیہم نے دربارہ استحقاق مدعی بہ نسبت صحن
مذکور کے اعتراض کیا تھا اور یہہ عذر پیش کیا تھا کہ وہ جزو اوس مکان کا نہین ہے جو بقیہ
منشاء دعوی نالش مذکور کا تھا۔ لیکن مقدمہ کا خاتمہ اوس ڈگری کے ساتھہ ہوا جو فیصلہ کے
خاتمہ پر حسب عبارت ذیل ہے۔

حکم ہوا کہ دعوی مدعی معہ خرچہ اور معمولی سود آیندہ بمقابلہ مدعاعلیہم حسب نمبر ۲ لغایت ۴ کے ڈگری
ہوا اور عبدالرحمن مدعاعلیہ بری ہوا اور مدعاعلیہ مجیب اپنا خرچہ آپ ادا کرے لیکن اوسمین بہ نسبت
صحن کے کچھہ ذکر نہین ہے۔ بہرکیف ڈگری جاری کرائی گئی اور مدعاعلیہم مدیونان ڈگری نے
بہ نسبت اجرای ڈگری دربارہ صحن متذکرہ بالا کے اعتراض کیا تھا۔ باعتبار ایک نقل مصدقہ کے
جو اونکے ہاتھہ مین ہے مسٹر موتی لال یہہ بیان کرتے ہین کہ ابھی ۱۸۸۵ء کو اونکے موکلین کے عذرات بہ نسبت
ڈگری کے جہانتک اوسکو صحن سے تعلق ہے منظور ہوئے تھے اور یہہ کہ حکم مذکور اب قطعی ہوگیا ہے
اسمقدمہ مین ہمکو اوس حکم سے کچھہ سروکار نہین ہے اور اوسکے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مقدمہ اون درخواستون سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ۲۹ جولائی ۱۸۸۵ء کو داخل ہوئی
تہین ایک بحضور منصف جسمین استدعا تھی کہ ڈگری مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۴ء بذریعہ اندراج الفاظ و معہ
صحن شمالی متدعویہ کے ترمیم کر دیجاوے کہ جس سے اوس جائداد مین جو اوس تاریخ کو ڈگری
ہوئی تھی اوسمین صحن بھی شامل ہو جاوے اور دوسرے درخواست اوسی قسم کی بحضور ذیعلم جج
عدالت اپیل ماتحت واسطے ترمیم ڈگری مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۵ء کے گذرانی گئی تھی معلوم ہوتا ہے
کہ دونو عدالتون نے ایک ہی وقت کارروائی کی تھی کیونکہ منصف نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۴ مارچ
۱۸۸۶ء ترمیم مستدعیہ کو منظور کیا تھا اور جج نے بھی بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۶ء کے ترمیم منظور کی تھی

اسمقدمہ مین مجھکو صرف حکم اخیر الذکر سے سروکار ہے مجھکو صرف یہ غور طلب ہے کہ آیا باستعمال اختیارات نگرانی عدالت ہذا کے مجھکو حکم مذکور قایم رکہنا چاہیئے یا منسوخ کر دینا چاہیئے۔ یہ امر کہ آیا ایسے مقدمات بصیغہ نگرانی قابل پذیرائی کے ہین یا نہین اب اسمعاملہ مین قابل اشتباہ کے نہین بلکہ مجکو اجلاس کامل سے مقدمہ سورتا بنام گنگا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۰۸) و رگھو ناتھ داس بنام برج کمار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۷) مین طے ہوچکا ہے مین یہہ بہی کہہ سکتا ہون کہ ان اجلاس کامل کے فیصلون مین تقلید اوس امر کی ہوئی ہے جو مینے اپنے فیصلون مین بیان کیا تہا اور صفحات ۴۱۲ اور ۸۷ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ مین دستیاب ہوتا ہے اور یہ کہ مجھے اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا ڈگری ذیعلم جج کی جو اونہون نے ترمیم کی ہے مطابق اوس فیصلہ کے تہی یا نہین جسکا موثر کرنا از روے ڈگری کے مقصود تہا۔

اس امر کے غور کرنے مین یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ ڈگری باضابطہ مصدرہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۰ء مین کوئی ذکر بہ نسبت صحن شمالی جو بحق مدعی ڈگری ہوا ہے شامل نہین ہے فی الحقیقت ڈگری مین بیان مکان اور کسی خسارہ کا ہے لیکن بہ نسبت صحن کے جسکی نسبت بلاشبہہ مدعاعلیہ نے جوابدہی کی تہی ڈگری مذکور خاموش ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اندرینحالات اور جو نکہ ہی خاص فیصلہ منصف مین بہ نسبت صحن کے نہین ہے تو چارہ کار مناسب ہر ایسے فریق کا جو اوس ڈگری سے ناراض ہوتا یہ تہا کہ عدالت مناسب مین اوسکا اپیل کرتا۔ فی الحقیقت مدعاعلیہم نے جنکی طرف سے اب مسٹر موتی لال حاضر مین بنا راضی کل ڈگری کے اپیل کیا تہا اور بعد واپسی کے جو ذیعلم جج نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۵ جنوری ۱۸۸۱ء کے کی تہی ذیعلم جج نے اپیل بقدر نامنظوری خسارہ کے ڈگری کی تہی لیکن بقیہ ڈگری بحال رکہی تہی۔ اونکا فیصلہ حسب ذیل ہے۔

جو تجویز برات منصف کی واپس آئی ہے (اور جو مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۱ء ہے) اوس سے واضح ہوتا ہے کہ حدود مندرجہ عرضیدعویٰ صحیح ہین اور مدعاعلیہم کیطرف سے اس تجویز پر اعتراض نہین ہوا ہے لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ مدعیان مستحق استقرار اپنے حق کے نسبت مکان مندرجہ و مصرحہ عرضیدعویٰ کے ہین اور اسقدر مین اپیل ڈسمس کرتا ہون۔ لیکن بہ نسبت امر دوم کے کوئی شہادت بتائید دعوی موجود نہین ہے اور نتیجہ تحقیقات موقع سے جو امین نے کی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی انیٹہ نہین ہٹاے گئے۔ لہذا اس امر کے بارہ مین مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور وہ جزو دعوی مدعیکا ڈسمس کرتا ہون۔ خرچہ رسدی دلایا جاویگا۔

اب دیکھنا چاہئے کہ منجانب سایلان کے مسٹر موتی لال نے یہ اصرار کیا ہے کہ حکم مذکور صرف مکان متعلق محدود تھا اور اوسکے علاوہ صحن یعنی صحن شمالی سے متعلق نہیں ہے اور چونکہ خود عدالت مرافعہ اولی نے بھی ڈگری یا فیصلہ میں وہ دعوی ڈگری نہیں کیا ہے تو نتیجہ قانونی ذیعلم جج کے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۶ء کے ڈگری مذکور کے بحال کرنیکا یہہ ہے کہ حیطہ ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے تجاوز نکرنا چاہئے۔

بجانب دیگر مسٹر نول بہاری نے بجواب درخواست مذکور کے یہہ بحث کی ہے کہ ہرگاہ ذیعلم جج نے اپنے فیصلہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء مین ذکر صدود مندرجہ عرضی نالش کے صحیح ہونیکا کیا ہی تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ اونکا مقصد کل دعوی کے ڈگری کرنیکا تھا اور نہ صرف بہ نسبت مکان کے بلکہ نسبت صحن کے بھی۔

اس حجت کے طے کرنیکے لئے مین اپنے ذہن مین پھر اوس امر کو لانا چاہتا ہون جو مینے مقدمہ رگھوناتھ داس بنام پراج کمار (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۶) بیان کیا تھا جب کہ مینے صفحہ ۲۸۱ مین یہہ کہا تھا۔ لہذا مجھے اطمینان ہے کہ حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۶ ایک تصفیہ جداگانہ ہے اور حسب دفعہ ۵۸۸ قابل اپیل نہین ہے اور عدالت جو اوس اختیار سے تجاوز کرتی ہے جو از روے فقرہ اخیر دفعہ ۲۰۶ کے عطا ہوا ہے وہ عملی طور پر نوعیت ڈگری کو تبدیل کرتی ہے۔ اگر ایسا طریقہ منظور کیا جاوے تو پھر جج جسنے راے اپنی غلط فیصلہ مین قایم کی ہو (جیسا کہ اکثر ہوتا ہے) یہہ کہہ سکتا ہے کہ میری مراد میرے فیصلہ مین نسبت اس امر کے اس طرح پر اور اوس امر کے اوس طرح پر تھی اور اس طرح سے اکثر ایسی تبدیلات ہوسکتی ہین جو درستی غلطی محض حساب یا کتابت سے بہت بعید ہے۔

مین اب بھی اونہین راے پر قایم ہون اور بہ نسبت اوسکے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۶ء خواہ فیصلہ جج مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء مین جو کچھہ غلطی یا نقص رہا ہو وہ ہو لیکن کل حیطہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے روسے اونکو اپنی ڈگری صحت کرنیکا اختیار اوس طرح پر نہین دیا گیا کہ جس طرح پر اونہون نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۶ء کے ڈگری کو صحیح کیا ہے۔ فریقین مین سے جو ناراض ہوتا اوسکا یہہ کام تھا کہ ڈگری کے کسی جزو کی ناراضی سے اپیل کرتا لیکن فیصلہ منصف مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۶ء اور فیصلہ جج مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء کو ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھنے کے بعد میری یہ راے ہے کہ ڈگری مین کوئی ایسے غلطی نہین تھی جسکی صحت بموجب دفعہ ۲۰۶ کے ہو سکے۔ لہذا ذیعلم جج نے خلاف اختیار عمل کیا ہے اور اسلئے مین درخواست منظور کرتا ہون اور حکم ذیعلم جج مورخہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۶ء مصدرجہ ہر دو عدالت کے منسوخ کرتا ہون۔

اس فیصلہ کی ناراضی سے اپیل حسب دفعہ ۱ فرمان شاہی کے منجانب سایل کے پیش ہوا تھا۔

سندر لال منجانب سایل موتی لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس - یہ فرمان شاہی کا اپیل ہے - مدعی نے ایک نالش دایر کی تھی جسمین اوسنے ایک مکان اور کسی صحن شمالی اور خسارہ کا دعوی کیا تھا - مدعا علیہ نے اوسکے استحقاق پر اعتراض کیا تھا۔ منصف نے اپنے فیصلہ مین ذکر شہادت متعلقہ صحن کا ذکر نہین کیا بلکہ اونہون نے عبارت عام مین دعوی مدعی معہ خرچہ ڈگری کیا تھا - مدعا علیہ نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تھا اور بعد ناقصی کے ضلع جج نے اپیل ڈسمس اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو بجز بہ نسبت خسارہ کے جس سے ہمکو اسمقدمہ مین سروکار نہین ہے بحال کیا تھا - اپنے فیصلہ صیغہ اپیل مین ضلع جج نے حدود جایداد متنازعہ کا ذکر کیا ہے اور اون حدود مین صحن شامل ہے - مدعی نے اپنی ڈگری جاری کرائی تھی اور اس امر کی نسبت نزاع پیدا ہوئی تھی کہ آیا اوسکا استحقاق نسبت صحن کے ڈگری ہوا ہے یا نہین - نامبردہ نے بحضور منصف اور نیز بحضور ضلع جج یہہ درخواست کی کہ ڈگری مطابق فیصلونکے کردیجاوے منصف نے جہانتک اونکو تعلق تھا اور ضلع جج نے جہانتک اونکو تعلق تھا درخواست مدعی منظور کی اور بالصراحت صحن متنازعہ کو جایداد ڈگری شدہ بحق مدعی مین شامل کردیا - بناراضی حکم ضلع جج کے ایک درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت ہذا مین کی گئی - بمطابق سماعت اوس درخواست کے جج نے حکم عدالت ماتحت کا منسوخ کردیا اور بناراضی اوسی حکم کے جو اوس درخواست پر ہوا یہ اپیل فرمان شاہی رجوع کیا گیا ہے - بطور امر تحریر مسودہ کے میری راے مین ڈگری عدالت مرافعہ اولی اور ڈگری ضلع جج بصیغہ اپیل مین بالتصریح دادرسی ہاے ڈگری شدہ کا ذکر بجاے اس عام عبارت کے ہونا چاہیئے تھا کہ دعوی مدعیکا ڈگری ہوا لیکن مجھے شبہہ اسم ناشی ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی ضرورت ترمیم کی تھی یا نہین - بناراضی ڈگری کے مدعی اپیل نہین کرسکتا تھا جو اوسکے حق مین تھی اور جسکے روسے بعبارت عام کل وہ شئے اوسکو عطا ہوئی تھی جسکی اوسنے استدعا کی تھی مدعا علیہم نے بناراضی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے اپیل کیا تھا اور محض بہ نسبت بحث خسارہ کے وہ کامیاب ہوسکتے - میری راے مین اگرچہ حکم عدالت ماتحت کا فضول ہے کیونکہ اوسکے روسے مدعیکو اوس سے زیادہ کچھہ عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو پہلے عطا ہوچکا تھا تاہم میری راے مین یہ مقدمہ ایسا نہین ہے جو حیطہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہوسکے مین یہہ اپیل معہ خرچہ منظور اور حکم عدالت ماتحت کو بحال کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

انگریزی صفحہ ۲۰۷

ضلع بنارس — مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۶۱ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۳ دسمبر ۱۸۹۰ء

امرتا لال بنام چھمن داس

درخواست انتقال مقدمہ فوجداری - بیان حلفی - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۶ - قواعد عدالت مصدرہ ۳۰ نومبر ۱۸۸۹ء قاعدہ ۳۳ و ۳۴ -

ہر درخواست بعدالت العالیہ ہائیکورٹ واسطے انتقال مقدمہ فوجداری جو عدالت العالیہ موصوفہ کے کسی عدالت ماتحت مین دایر ہو اوسکی تائید کسی بیان حلفی سے ہونی ضرور ہے محض بیان تحریری اوس کونسل کا جو عدالت ماتحت مذکور مین حاضر ہوا تھا اسلئے کافی نہین ہے کہ عدالت العالیہ موصوفہ اوسپر عمل کرے۔

ہوم ڈورریڈ وجوگندرناتھہ منجانب سایل

اسپنکلی منجانب فریق ثانی۔

سیلک پراسکیوٹر ڈلن منجانب سرکار۔

ایج صاحب چیف جسٹس - یہہ درخواست بموجب دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے صدور حکم مشعر انتقال مقدمہ فوجداری جو ایک مجسٹریٹ کے روبرو دایر ہے ہوئی ہے اور مقدمہ مذکور بموجب دفعہ ۵۰۴ مجموعہ مذکور کے دایر ہوا ہے۔ جب درخواست مذکور بغرض صدور حکم مذکور کے داخل ہوئی تھی تو اوسکی تائید مین کوئی بیان حلفی یا اقرار نہین تھا اور سایل ایڈوکیٹ جنرل نہین ہے۔ اوسکی تائید مین ایک بیان تحریری مرتبہ ایک ایڈوکیٹ عدالت ہذا کا داخل ہوا تھا کہ جن ایڈوکیٹ کی صداقت اور عزت کی ہم سب تعظیم کرتے ہین۔ بمشکل مجھے یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ بیان تحریری کسی ایڈوکیٹ کا جو بشکل بیان حلفی نہو اور جسکی تصدیق نہوئی ہو اوس سے تعمیل دفعہ ۵۲۶ کی بلالحاظ اس امر کے نہین ہوتی ہے کہ ایڈوکیٹ مذکور کیسا ہی ممتاز کیوں نہو۔ ایک نوبت اخیر پر سایل نے بتائید اپنی درخواست کے ایک بیان حلفی داخل کردیا ہے۔ مجسٹریٹ تحقیقات کنندہ سے یہہ خواہش کی گئی تھی کہ بہ نسبت بیانات مندرجہ بیان ایڈوکیٹ کے جو جوابات وہ ضروری سمجھین بھیجدین۔ جہانتک بیان حلفی کو تعلق ہے مجھے قطعاً کوئی وجہ صادر کرنے حکم انتقال مقدمہ کی نظر نہین آتی ہے۔ بیان حلفی مذکور سے جو کچھہ واضح ہوتا ہے وہ کل یہہ ہے کہ مجسٹریٹ نے فریق ثانی کے ایڈوکیٹ سے یہہ

ایما کیا تہا کہ اوس ایڈوکیٹ کی درخواست پر اعتراض کرے جس نے بیان مدخلہ عدالت
ہذا کیا ہے اور ایک نوبت اخیر مین کچہہ تہوڑی تیزہ تیزی عدالت مین ہوگئی تہی۔ مجسٹریٹ
نے یہہ خیال کیا تہا کہ ایڈوکیٹ موصوف اونپر طرفداری کا الزام لگاتے ہین۔ ایڈوکیٹ
موصوف نے فی الفور کسی ایسے ارادہ سے انکار کیا تہا اور جو معاملہ بذریعہ بیان حلفی
کے ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے اوس سے مین بلاشبہہ یہہ نتیجہ اخذ نکرونگا کہ مجسٹریٹ
پر کوئی ارادہ طرفداری کے الزام لگانیکا تہا۔ اکثر یہہ ضرور ہوتا ہے کہ فیمابین
عدالتوں اور اون ایڈوکیٹون کے جو اون عدالتون کے یا جنکو عہدہ دار اجلاس
کنندہ کہتے ہین اونسے اختلاف رایی ہو جاتی ہے۔ بطور معمولی قاعدہ کے اون تیزہ تیزیون
کا کچہہ نتیجہ نہین ہوتا ہے وقت کی گرمی مین جو کچہہ کہا گیا وہ کہا گیا یہہ ایسے امور ہین
جنپر توجہہ نکیا جانا بہتر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم ہر ایسے مقدمہ مین حکم انتقال مقدمہ
کے صادر کرنیکا عملدرامد قایم کرین جسمین مجسٹریٹ نے کچہہ مزاج نمائی کی ہو اور ہم
یہہ نہ کہتے ہین کہ اسمقدمہ مین مجسٹریٹ نے ایسا کیا ہے تو جو لوگ یہہ چاہتے ہین کہ
کوئی خاص مجسٹریٹ کسی خاص تحقیقات مین اجلاس نکرے اونکو ہم یہہ ترغیب
دینگے کہ مزاج مجسٹریٹ کو اس نظر سے تیز اور تند کردین کہ واسطے درخواست متفقہ
دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بنیاد قایم ہو جاوے۔ جہانتک ہم دیکہتے ہین
اسمقدمہ مین قطعاً کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے ہم یہہ نتیجہ اخذ کرسکین کہ مجسٹریٹ
اپنی خدمت کو ٹہیک طور پر ادا نہین کرینگے اور فریقین کے جو اونکے روبرو ہین انصاف ندینگا
ملنے اپنی توجہہ کو صرف بیان حلفی پر محدود رکہا ہے کیونکہ مینے اپنی خدمت کے نسبت
دفعہ ۵۲۶ مین اور نیز قواعد عدالت ہذا کے رو سے اسیطرح پڑہا ہے۔ دفعہ ۵۲۶
اور نیز ہمارے قواعد کی غرض واحد ہے یعنی یہہ کہ کل واقعات ضروری جنپر تائید
درخواست کے استدلال کرنیکا مقصود ہو چاہیے کہ بیان حلفی مین درج کیجاوین یا
درخواست مین مناسب طور پر اونکی تصدیق کیجاوے۔ ہم سب کی یادداشت
مین یہہ امر ہے کہ قبل صدور قواعد ۳۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے درخواست انتقال مقدمات
دیوانی اور نیز فوجداری کے اکثر عدالت ہذا مین بر بنا بیانات مبہم اور عام بلکہ
نہایت مہمل حیثیت عرفی خاص عہدہ دار اجلاس کنندہ کے گذرا کی تہین۔

بلاشبہہ جو فریق کسی خاص عدالت پر بلا ہونے کسی ایسے اصلی حالات کے اعتراض
رکھتے ہون کہ جو واقعات عدالت انصاف سماعت کریگی اونکو اپنی اعتراضات کیلئے
بذریعہ پیش کرنے ایسے مبہم اور عام بیانات کے تائید کرنا قرین انشائش ہوگا جن بیانات سے
سچے واقعات ظاہر نہین ہوتے ہین اور جن سے اکثر چھپے واقعات مخفی رہتے ہین اور جن سے عدالت مجوزہ امر متنازعہ
اور نہ فریق مخالف کو وہ اطلاع حاصل ہوتی ہے جسکا دیا جانا ہمیشہ عدالت انصاف
چاہتی ہے۔ مین اپنے نسبت تو یہہ کہتا ہون کہ بجز اوس صورت کے اور اوسوقت
تک کہ جبتک حکام بالادست سے مین مجبور نکیا جاؤن مین اس قسم کی درخواستونکی سماعت
کرنے سے انکار کرتا ہون الا یہہ کہ جن بیانات کے اعتبار پر مجھے عمل کرنا چاہیے وہ
بیان حلفی مین یا درخواست باضابطہ تصدیق شدہ مین درج کیجاوین۔ مین یہہ
درخواست ڈسمس کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس سے اس امر مین اتفاق
کرتا ہون کہ درخواست انتقال مقدمہ کا تصفیہ تنہا اور تمامتر باعتبار بیانات
مندرجہ بیان حلفی سایل کے کرنا چاہئے۔ مینے اون بیانات کو بلحاظ احتیاط ملاحظہ کیا ہے
اور مجھے اوسمین کوئی امر ایسا نظر نہین آتا ہے جس سے اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی
ترغیب ہو کہ مسٹر گریون اسسٹنٹ مجسٹریٹ بنارس صاف اور بلا طرفدارانہ تحقیقات
مقدمہ محکومہ دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین نکرینگے اور نہ یہہ واضح ہوتا
ہے کہ بنظر معدلت گستری کے حکم انتقال مقدمہ کا ضروری ہے مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ سایل کے بیان حلفی سے اس سے زیادہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ کچھہ مناظرہ
فیمابین مجسٹریٹ ایک جانب اور ذیعلم کونسل مسٹر ہورڈ بتجانب دیگر کے ہوا تھا اور
یہہ امر غیر معمولی نہین ہے۔ کہ اس قسم کے مناظرون مین دونو جانب سے
کچھہ گرمی ہو جایا کرتی ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نہ مجسٹریٹ کے طرف سے
اور نہ مسٹر ہورڈ کے طرف سے کوئی بات ایسی ہوئی تھی جو قریب قریب بد اعمالی
کے ہو اور فی الحقیقت کوئی ایسا امر نہین ہے جس سے یہہ ظاہر ہو کہ مجسٹریٹ
اپنا کام ایماندارانہ اور بلا طرفداری کے نکریگا۔ مجسٹریٹ کے روبرو ایسی کارروائی پیش
تھی جسمین محض بغرض مصلحت چند روزہ اور امن عامہ خلایق کے ایک حکم بدین استقرار

صادر کرنا مطلوب تہا کہ کوئی خاص فریق مندر پر قابض ہے - اس کارروائی مین جو کچھہ حکم مجسٹریٹ صادر کریگا اوس سے اوس فریق کے عدالت دیوانی مین آنے اور اپنا استحقاق پیش کرنے کے استحقاق مین خلل نہ اویگا جسکے خلاف حکم مذکور صادر ہوگا - لہذا مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون کہ درخواست انتقال مقدمہ کی نامنظور ہونی چاہئے -

محمود صاحب جسٹس - یہہ درخواست ایک مقدمہ فوجداری مین واسطے منتقل کرنے مقدمہ مذکور بموجب اوس اختیار کے جو عدالت ہذا کو بموجب دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل ہی ہے - یہہ مقدمہ میرے روبرو ایک مرتبہ سے زیادہ پیش ہو چکا ہے اور اخیر مرتبہ یہہ مقدمہ مسٹر جسٹس ٹینگ صاحب کے اور خود میرے روبرو ۲۵ / نومبر ۱۸۹۰ء کو پیش ہوا تہا اور جن وجوہ کے اظہار کا اوسوقت مجھے موقع ملا تہا اونکے روسے مقدمہ ذیعلم چیف جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور بذریعہ اونکی حکم مورخہ ۱۰ / دسمبر ۱۸۹۰ء کے مقدمہ اس جلسہ کے قبضہ مین آیا ہے - بلا خیال کرنے اس امر کے کہ حد اختیارات عدالت ہذا مقتضہ دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تعبیر کرنا ضروری ہے اور باوجود فقرہ مندرجہ دفعہ مذکور بہ نسبت اس امر کے کہ درخواستونکی تائید بیان حلفی سے ہونی چاہئے اور باوجود مشکل احکام قواعد عدالت ہذا المبری ۳۴ و ۳۵ کے مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے صادر کیا ہے -

---

ضلع مین پوری	اپیل اول نمبر ۹۶ سنہ ۱۸۸۹ء	منفصلہ ۱۷ / دسمبر

سمیع الدین خان بنام کنور مان سنگہ

رہن - رہن ہاے اول و دوم - انفکاک - واصلات -

مدعی نے جو مرتہن ثانی تہا حق دمراقی راہنان کا نیلام کرایا اور اونکو خود خرید کرلیا لیکن مدعا علیہ کو جو مرتہن مقدم تہا اوس کارروائی مین فریق نہین کیا تہا بعدہٗ اوس نے ایک نالش انفکاک رہن کی بنام مدعا علیہ دایر کی اور ڈگری بدین شرط حاصل کی کہ مبلغ ۶۰ ہزار عدالت مین جمع کردے - زر مذکور ۲۲ / جون ۱۸۸۵ء کو ادا کر دیا گیا - مدعا علیہ نے اپیل کیا اور حسب حالات مقدمہ ڈگری شرطیہ بحق اوسکی

صادر ہوئی تہی۔ شرط مذکور کا ایفا نہین کیا گیا چنانچہ ڈگری مدعی کی قطعی ہوگئی۔ مدعیا نے دخل واقعی جایداد مرہونہ پر ۵ ا جون ۱۸۸۵ء کو حاصل کیا اور ۲۴ جون ۱۸۸۵ء کو اوس نے نالش واسطے واصلات دو سال کے مدعا علیہ پر دایر کی۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ استحقاق مدعی کا بہ نسبت جایداد کے بدرجہ اقل اوسوقت سے جایز ہوا تہا کہ جب اوس نے بموجب اپنی ڈگری انفکاک رہن کے عدالت مین روپیہ جمع کردیا تہا اور مدعا علیہ ذمہ دار واصلات کا اوسی طور پر ہے کہ گویا وہ مداخلت بیجا کنندہ ہے جسپر نالش بیدخلی کی ہوئی ہے اور اوسکی ذمہ داری کو جایداد کی پوری منافع تک وسعت ہے اور نہ محض اون رقوم تک وسعت ہوگی جو واقعی طور پر اوسکے ہاتھ مین وصول ہوئی ہین۔ لیکن وہ ذمہ دار سود کا اوپر زر واصلات مذکور کے نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔ اجودہیا ناتہہ وحمید اللہ منجانب اپیلانٹ۔ کالون وعبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو مدعی رسپانڈنٹ نے بنام اپیلانٹ مدعا علیہ کے واسطے دلاپانے خسارہ لبشکل واصلات موضع پلوا بابت ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ فصلی کے دایر کی تہی زر متدعویہ مبلغ معہ ۱۲ آنہ ۲ پائی ہے۔ جن حالات سے یہہ دعوے ظہور پذیر ہوا ہے وہ کسیقدر مخصوص ہین اور اونکا بیان مختصر حسب ذیل ہوسکتا ہے۔

مدعا علیہ دو رہن موقوعہ ۱۲ اکتوبر اور ۲ دسمبر ۱۸۶۵ء کو ظاہر کرتا ہے جسکی روسے مالکان موضع پلوا نے اوسکو پاس متقدمین حقیت مدعا علیہ مسمیان ہدایت علیخان وصدر الدین کے رہن کیا تہا۔ مدعی نے بعض کہ وہ بہی مرتہن بتوسط اونہین اشخاص کے ہے اپنی رہن کے بنا پر نالش کی اور ڈگری حاصل کی اور حق ومرافق راہنان کا نیلام کرایا اور اونکو خود نیلام مین خرید کیا۔ بعد حاصل کرنے اس استحقاق کے اوس نے ایک نالش انفکاک رہن کی ۱۸۸۵ء مین بنام مدعا علیہ دایر کی اور ۹ جون ۱۸۸۵ء کو اوس نے ڈگری پائی جسکے روسے یہہ قرار پایا تہا کہ بشرط عدالت مین جمع ہونے مبلغ ہزار کے جایداد فک الرہن ہوجاویگی اور وہ مستحق دخل کا ہوگا۔ بطور امر واقعہ کے مدعی نے

۲۲ جون ۱۸۸۵ء کو عدالت مین عہ ہزار جمع کردیا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو اوسکی نالش ڈسمس متصور ہوتی لہذا میرے ذہن پر ظاہر ہے کہ جب مدعاعلیہ نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا کیونکہ اوس نے اپیل کیا تہا تو اوسکو ضرور معلوم رہا ہوگا کہ روپیہ جمع ہوجانے سے ڈگری کے شرط کی تعمیل ہوگئی ہے ورنہ کوئی ڈگری نہتی کہ جسکی ناراضی سے وہ اپیل کرسکتا۔ اپیل مذکور کی سماعت میرے بہائی ٹرل صاحب نے اور خود مینی ۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو کی ہتی اور اوس مقدمہ کا ہمارا فیصلہ انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۵ مین دستیاب ہوتا ہے۔ اور حسب وجوہ مندرجہ مقدمہ مذکور کے چونکہ مدعاعلیہ اوس نالش ابتدا ہی مین فریق نہین کیا گیا تہا جو مدعی نے اپنی راہنون پر دایر کی ہتی ہمنے یہہ مناسب سمجہا تہا کہ اوسکو ایک موقع مدعی کے اوس رہن کے انفکاک کرانیکا ملنا چاہیے جسکے روسے مدعی نے کارروائی بمقابلہ راہنان مذکور کے کی ہتی اور ہماری ڈگری حسب ذیل ہے۔

اپیل اسقدر ڈگری اور ڈگری جج ماتحت کی اوسقدر ترمیم کیجاتی ہے کہ مدعاعلیہ مستحق قابض ہونے موضع پلوا کا قرار دیا جاویگا بشرطیکہ وہ تاریخ ڈگری عدالت ہذا سے اندر ۹۰ یوم کے قرضہ رہن مدعی رسپانڈنٹ معہ سود اس عدالت مین جمع کردے ورنہ جو ڈگری جج ماتحت نے صادر کی ہے قایم رہیگی۔

اوس نے قرضہ رہن مدعیکا اندر میعاد معینہ کے ادا نہین کیا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ مدعی کی ڈگری انفکاک رہن کی جیسے کہ ابتداً عدالت مرافعہ اولے سے صادر ہوئی ہتی بحال رہی اور اوسکا استحقاق بدرجہ اقل اوس تاریخ سے متعلق ہے کہ جب اوس نے عدالت مین مبلغ عہ ہزار جمع کردیا یعنے ۲۲ جون ۱۸۸۵ء سے۔ صرف ایک امر جسکا بیان کرنا باقی ہے یہہ ہے کہ مدعی نے واقعی دخل موضع پلوا کا ۱۵ جون ۱۸۸۶ء کو پایا تہا۔ اس نالش کی غرض یہہ ہے کہ مدعاعلیہ سے خسارہ لبشکل واصلات بابت اوس زمانہ کے وصول کرے جو مابین ۲۲ جون ۱۸۸۵ء اور ۱۵ جون ۱۸۸۶ء کے گذرا تہا اور جو بمد فصل بجاے ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ فصلی ف کے ہے۔ ذیلعلم جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی بابت مبلغ اعہ ۵ پائی فی سال یعنے للعہ ۵ کے صادر کی ہے۔ مشارالیہ نے اوسپر سود بہی ابتداے تاریخ وجوب زرتا تاریخ نالش بشرح یک روپیہ سیکڑا ماہوار اور سود اینده دوران مقدمہ بشرح

ے فیصدی ماہوار تا تاریخ وصول دلایا ہے - یہہ رقوم بربنا حساب بلحاظ جمعبندی لگان
جو موضع پلواسے واجب الوصول ہے اور بمنہائی مالگذاری و دیگر اغراض کے قایم کی گئی
ہین جس سے منافع موضع مذکور کا اعنی بابت سالانہ برامد ہوتا ہے - ذیلعلم جج ماتحت کے
اسی فیصلہ کے ناراضی سے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ اپیل دایر کیا گیا اور در اصل اوسمین
صرف دو امور ہمارے روبرو پیش ہین - اونمین سے اول امر یہہ ہے کہ واسطے قایم رہنے
اس نالش کے کوئی بناء مخاصمت نہین ہے اور دوم یہہ ہے کہ جو رقوم جج ماتحت نے برامد کئے
ہین وہ غیر کافی اور ناقابل اطمینان اندازہ پر مبنی ہین اور مدعا علیہ ذمہ دار خسارہ کا صرف
بقدر اوسی روپیہ کے قرار پاسکتا ہے جو فی الواقع اوسکو وصول ہوا ہے - ان امور مین
سے اول امر کے نسبت مجھے اطمینان ہے کہ اوسمین کچھہ قوت نہین ہے - نتیجہ ڈگری
عدالت ہذا مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۶۶ع کا یہہ ہے کہ جب مدعا علیہ نے زر رہن مدعیکا ادا نہین کیا تو
ڈگری ابتدائی جج ماتحت مین پوری کی بحال اور برقرار ہو گئی اور اوسکے رو سے استحقاق
مدعی کا اوس تاریخ سے برعایت شرط ڈگری کے جسکی تعمیل اوس نے ۲۲ جون ۱۸۸۵ع کو کردی
ہی قایم ہو گیا - اوسکی حیثیت اوس معمولی مدعی سے مختلف نہین ہے جو عدالت مین بذریعہ نالش
بیدخلی بمقابلہ مدعا علیہ کے اتا ہے کہ جو مدعا علیہ بذریعہ اپیل کرنے دوسری عدالت اور
امکاناً عدالت اپیل دوم کے مدعی کو اپنی ابتدائی ڈگری کے تمتع مین توقف کرتا
ہے اور وہ ڈگری کارروایات اپیل مین بحال رہی جاتی ہے اور عدالت اپیل سے
بحال رہکر قطعی ہو جاتی ہے -

محض اس امر سے کہ حیثیت مدعی مین بوجہ اوسکی راہن مستحق انفکاک رہن
ہونے اور زر رہن ادا کر دینے کے ایک پیچیدگی مزید ہے میری راے مین اوسکی حقوق بدل
نہین جاتے ہین - ایسے سادہ صورت مین جو مین نے بیان کی ہے مناسب طور پر یہہ نہین
کہا جا سکتا ہے کہ مدعی جو حسب متذکرہ بالا بیدخل رکھا گیا ہے مستحق اوس کل زمانہ
کے خسارہ کا نہین ہے جسمین بوجہ کارروائی اپیل منجانب مدعا علیہ کے وہ اپنی ڈگری
ابتدائی کے تمتع سے محروم رکھا گیا ہے - جج ماتحت نے اپنی فیصلہ کے فقرہ دوم مین
یہہ تحریر کیا ہے -

چونکہ سمیع الدین خان زر متذکرہ ڈگری ہائیکورٹ کے ادا کرنے مین قاصر رہا ہی

لہذا ڈگری جج ماتحت مورخہ ۹ جون سنہ ۱۸۸۸ء بحال ہوگی اور اوسکا یہی اثر ہے کہ گویا ہائیکورٹ مین کبھی اپیل ہی نہین ہوا تہا۔ بموجب اوس ڈگری کے مدعی مستحق دخل کا ۲۹ جون سنہ ۱۸۸۸ء کو ہوگیا تہا کہ جس تاریخ کو اوس نے قرضہ رہن کا ادا کردیا تہا۔ وہ اوسی تاریخ سے مستحق واصلات کا لینے بابت سنہ ۱۲۹۶ و سنہ ۱۳۰۲ف کا ہے۔

جو رائے جج ماتحت نے ظاہر کی ہے وہ مطابق اوسکے ہے جو مین نے اپنی رائے قانونی بنسبت معاملہ کے بیان کی ہے اور اسیلئے بہ نسبت عذر اول کے جو مقدمہ میں پیش کیا گیا ہے یہہ رائے ہے کہ اوسمین کچہہ قوت نہین ہے اور وہ سرسبز نہین ہوسکتا ہے

دوسرا امر بہ نسبت اوس حساب کے ہے جو جج ماتحت نے قایم کیا ہے۔ اس امر کے طے کرنیمین پنڈت اجودہیا ناتہہ نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ ایما کیا ہے کہ بلحاظ اس امر کے کہ نالش ابتدائی مین اوسکی ساتہہ اور بہی مدعا علیہم مدیون ڈگری تہی لہذا محض سمیع الدین خان اپیلانٹ تنہا ذمہ دار نہین قرار پاسکتا ہے اور مدعی کو یہہ کہنے کا حق نہین ہے کہ سمیع الدین خان نے کل لگان موضع بلوا کا تحصیل کیا ہے یا اوسکو تحصیل کرنا چاہیے تہا۔ اسبارہ مین یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اپنی بیان تحریری مین سمیع الدین خان مدعا علیہ نے کہ جو تنہا اپیل کرتا ہے اور دیگر مدعا علیہم کو مدعی نے اپنی دعوے سے بری کردیا ہے یہہ ایما نہین کیا ہے کہ صرف وہی موضع بلوا پر قابض نہین تہا۔ فی الحقیقت مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بیان تحریری کے فقرات سوم و چہارم مین ایما اس اقرار کا ہے کہ وہ قابض تہا لیکن اگر اسبارہ مین کچہہ شبہہ ہو تو شہادت پٹواری اور غوث محمد خان اور اسد اللہ گواہان سے جو مدعا علیہ کے طرف سے طلب ہوے تہی اسبات کا اطمینان ہوجاتا ہے۔ لہذا مجہے اس امر کے تجویز کرنیمین کچہہ تامل نہین ہے کہ صرف سمیع الدین خان ذمہ دار مدعی کا بابت خسارہ بیدخلی ناجایز مدعی موضع بلوا سے بابت سنین ۳ و ۹۲ و ۹۴ و ۱۲۹۶ فصلی کے ہے۔

دوران بحث مین ذیعلم پنڈت نے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون بزور یہہ اصرار کیا تہا کہ مدعا علیہ اوس سے زیادہ رقم کی بابت ذمہ دار قرار نہین پاسکتا ہے جو فی الواقع اوسکے ہاتہہ مین آئی تہی یا اوسکو وصول ہوئی تہی مین اس کل بحث کو جسکا ایما ذیعلم وکیل کے اس تقریر سے ہوتا ہے قبول کرنیسے انکار کرتا ہون اور قبول نہین کرسکتا ہون واصلات کا امر خسارہ کہا جاتا ہے اور اوسپر ٹہیک اوسی طور پر نظر کیجاتی ہے جیسے

معلوم ہوتا ہے کہ جب ایک شخص بذریعہ اپنی مداخلت بیجا کے دوسرے شخص کے اراضی پر دخل رکہتا ہے اور اوس دوسرے شخص کے اختیار تحصیل لگان و مالگذاری مین جو اوس اراضی سے واجب الوصول ہو دست اندازی کرتا ہے یا اوسکے اختیار سے باہر کردیتا ہے تو شخص مذکور کو اوس دوسرے شخص کا ذمہ دار قرار دیا جانا چاہئے کیونکہ وہ دوسرا شخص اوس سے مناسب طور پر یہہ کہہ سکتا ہے اگر مین اپنی آپ قابض ہوتا تو مین کل لگان وصول کرلیتا اور اسامیون کو باقیدار نرہنے دیتا۔ لہذا اس حساب کے طے کرنیکے لئے تجاویز جج ماتحت بطور تجاویز خسارہ کے تصور کرنا چاہئے اور بجز اوس صورت کے کہ ذیعلم پنڈت منجانب اپیلانٹ کے ہمارا یہہ اطمینان کردین کہ جو خسارہ تشخیص ہوا ہے وہ زاید ہے ہمکو اوسمین دست اندازی کرنیکا حق حاصل نہین ہے کیونکہ اوس امر کا تجویز کرنا عدالت مرافعہ اولے ہی کی اختیار مین تہا۔ یہہ سچ ہے کہ جج ماتحت نے اپنی فیصلہ مین وہ طریقہ حساب کا ظاہر کردیا ہے جس سے اوسنے میزان روپیہ کی برامد کی ہے لیکن اگر وہ طریقہ کسی امور کے بابت قابل اعتراض بہی ہوتا ہم ہم اون نتایج مین دست اندازی نکرینگے الا یہہ کہ ہمارا اطمینان کردیا جاوے کہ جو رقم مدعیکو دلائی گئی ہے وہ بہت زاید ہے۔ مینے مقدمہ کے حساب کو بہت احتیاط کے ساتھہ ملاحظہ کیا ہے اور مجھے یہہ اطمینان نہین ہوتا ہے کہ رقم للعمہ [illegible] جو مدعیکو بابت خسارہ ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ فصلی کے دلائی گئی تہی وہ غیر مناسب ہے۔ لیکن بہ نسبت دلائیجانے سود اوس رقم کے ابتدائے تاریخ وجوب لغایت تاریخ نالش کے اعتراض ہوا ہے۔ اسکے نسبت مین یہہ خیال کرنیکو آمادہ ہون کہ مدعی مستحق نہین ہے اور اسقدر اپیل کامیاب ہوتا ہے اور ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم ہونی چاہئے۔ یہہ امر قابل تحریر ہے کہ اس رائے کے قایم کرنے مین ہم کوئی امر حساب کا باہم راہن اور مرتہن یا مرتہن اور راہن کے اوس رقم کے بابت طے نہین کرتے ہین جو مستحق ہوئی ہو یا ایک طور پر یا دوسرے طور پر واجب الادا ہوئی ہو کہ جسپر سود دلانا چاہئے بلکہ ہم اوس امر کو طے کرتے ہین جو سادہ امر خسارہ کا اس امر کے بابت ہے کہ مدعا علیہم نے مدعیکو اپنی جایداد غیر منقولہ کے دخل سے دو سال نزاعتی مین بیدخل رکہا ہے جسقدر مینے کہا ہے اوسقدر ڈگری جج ماتحت کی ترمیم کیجاویگی اور کل خرچہ مقدمہ کا اسی بنیاد پر محسوب کیا جاویگا اور مدعا علیہ مدعیکو ادا کریگا۔ صرف ایک لفظ اور اضافہ کرنیکی ضرورت ہے اور وہ یہہ ہے کہ جج ماتحت کے فیصلہ کے اخیر فقرہ مین جو ایک فقرہ درج ہے وہ بطور اظہار رائے کے ہے یعنی

یہہ کہ جس موقع پر مشار الیہ نے یہہ تجویز کیا ہے کہ - کہ مدعا علیہ کو اختیار وصول اون رقوم کا اسامیون سے حاصل رہیگا جو ذمہ اونکی بابت بقایا ۱۲۹۲ف لغایت ۱۲۹۴ف یا سالہا ما قبل کے واجب ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ اگر کوئی مقدمہ اس امر کے بابت رجوع کیا جاویگا تو اوسوقت اس امر کا تجویز کرنا کافی ہوگا کہ اوس زر بقایا کے وصول کرنیکا کسکو استحقاق حاصل ہے -

ٹرل صاحب - مین بالکل اتفاق کرتا ہون -

ضلع فرخ اباد مقدمہ متفرقہ نمبر ۹ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۱۲ جنوری

چہدو بنام ہردیو پرشاد

اجازت ارجاع استغاثہ بابت جرایم مصرحہ دفعہ ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند - درخواست صدور اجازت جدید بوجہ خارج المیعاد ہوجانے اجازت ابتدائی کے - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ -

اگر وہ شخص جسکو اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بابت جرایم مصرحہ دفعہ ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند عطا ہوچکی ہو حکم مذکور کو بذریعہ انقضاے میعاد کے کالعدم ہوجانے دے تو بعد ازان بلا ثابت کرنے وجہ واقعی کے حکم جدید بابت اجازت بحق اپنی حاصل نہین کرسکتا ہے -

واقعات اسمقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

روشن لال منجانب سایل فریق ثانی کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ٹرل صاحب جسٹس - یہہ درخواست نگرانی منجانب اوس شخص کے ہے جسکی درخواست اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری بابت جرایم محکومہ دفعات ۱۹۳ و ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے نامنظور ہوئی ہے - سایل کو اجازت ملی تہی لیکن ۹ مہینہ بلا کرنے کوئی تدبیر در بارہ ارجاع استغاثہ کے گذر جانے دیئے - نامبردہ نے درخواست صدور حکم اجازت ثانی بدین وجہ گذرانی کہ حکم اول بوجہ اوسکی بیماری کے خارج المیعاد ہوگیا ہے اوس نے کوئی وجہ توقف تین مہینہ زاید کی بیان نہین کی ہے - ڈسٹرکٹ جج فتحگڈہ نے اجازت دینے سے انکار کیا ہے اور یہہ درخواست متعلق اوسی حکم کے ہی اور عذر یہہ ہے کہ تاریخ حکم اول اجازت سے محض ۹ مہینہ کا گذر جانا اسلئے کافی نہین ہے کہ اجازت لینے سے انکار کیا جانا مناسب ہو - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصلی معنی دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس حکم کے قایم ہونا چاہیئے کہ کوئی اجازت اوس تاریخ سے چہہ مہینہ سے زیادہ نافذ نرہیگی کہ جس تاریخ کو وہ اجازت دیگئی تہی - اگر بلا اظہار کسی وجہ یا تشریح منجانب سایل کے مین یہہ تجویز کرون کہ بعد گذر جانے چہہ مہینہ سے

زیادہ عرصہ کے اجازت پھر زندہ کردیجاے تو احکام قانونی کو مین معلق کردونگا۔ حکم عدالت ماتحت کا قانوناً بیجا نہین ہے اور مجھکو اوسمین دست اندازی نکرنا چاہیئے۔

ضلع مراداباد نگرانی فوجداری نمبر ۱۹۴ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۲۳ جنوری

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بھگوانداس

نیک چلنی کی ضمانت۔ بیضابطگی کارروائی مجسٹریٹ کی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ و ۱۱۲ و ۱۱۷ و ۵۳۷۔

جو مجسٹریٹ کسی شخص سے ضمانت نیک چلنی کی طلب کرے اور حکم تحریری مشعر خلاصہ اوس اطلاع کے جو اوسکو پہونچی ہے وغیرہ حسب اقتضاے دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحریر نکرے تو وہ مترکب فی نفسہ ایسی بیضابطگی کا نہین ہے کہ جس سے کارروائی ناقص ہوجاوے لیکن اگر وہ باعث بے انصافی کی ہوئی ہو تو صرف اوسی حالت مین وہ ناقص ہوگی

واقعات اسمقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

ہامل منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ مسٹر ہامل جو منجانب بھگوانداس و متہراداس کے ان مقدمونمین حاضر ہوے ہین اسبات پر رضامند ہین کہ اونکی تجویز یکجائی کیجاوے۔ اول مرتبہ جب یہہ درخواستین میرے روبرو پیش ہوئین تہین تو مجھکو معلوم ہوا تہا کہ ان دونو مقدمونمین عدالت مرافعہ اولے نے بہت سی بیضابطگیان کی ہین۔ سایلان متہرا کے باشندے ہین اور اونمین سے ہر ایک سے ضمانت مچلکہ ذاتی پانچ پانچسو روپیہ اور دو ضامنونکا مچلکہ بتعدادی ایک ایک ہزار روپیہ میعادی ایکسال طلب ہے بحالت ندینے ضامن یا مچلکہ کے ایکسال کی قید سخت بھگتنے کا حکم صادر ہوا کیونکہ مجسٹریٹ یہہ خیال کرتے ہین کہ حسب اطمینان اونکی یہہ ثابت ہے کہ دونو سایل اشخاص متذکرہ دفعہ ۱۱۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے زمرہ مین داخل ہین جس بیضابطگی کا اشارہ مین نے کیا تہا وہ یہہ ہی کہ جب مجسٹریٹ کے سامنے سایلان ابتداءً حاضر ہوے تہے اوس نے حکم تحریری باندراج خلاصہ اوس اطلاع کے جو اوسکو پہونچی تہی اور تعداد اقرارنامہ تکمیل طلب کے اور اوس میعاد کے کہ جبتک وہ نافذ رہیگا اور تعداد و حیثیت و قسم ضامنان مطلوبہ کے تحریر کرنے مین غفلت کی تہی مجھکو ملاحظہ کرنا مسل کا بغرض دریافت اس کے ضروری معلوم ہوا تہا کہ آیا بوجہ نہونے اوس حکم کے سایلان کو کسیطرح مضرت پہونچی ہے یا نہین۔ مجھکو اوس امر مین بہی ہم شکوک تہی کہ آیا عبارت دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی ایسی تاکیدی نہین ہے کہ [illegible]

مذکور کے بہ تعمیل حکم فیصلہ ایسا خیال نہیں ہو سکتا ہی کہ وہ بمنزلہ ایسی بے ضابطگی کے ہوگا کہ جو کارروائی کو حسب
دفعہ مذکور کے کیجاوے وہ ناقص متصور ہوگی۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہی کہ دفعہ ۵۳۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری میں یا
اون دفعات میں جو مابعد اوس دفعہ کے ہیں کوئی ذکر عدم تعمیل احکام مندرجہ دفعات ۱۱۲ و ۱۱۳ کا بطور بے ضابطگی
منجملہ ان بے ضابطگیوں کے نہیں ہوا ہی جن سے کارروائیاں ناقص ہوجاتی ہیں۔ میری یہہ رائے ہے کہ اگر واضعان قوانین
کا یہہ مقصود ہوتا کہ بے ضابطگی کارروائی متعلقہ دفعہ ۱۱۲ مہلک مقدمہ ہوگی تو واضعان قوانین حکم صریحی اسمضمون
سے ضرور صادر کرتے۔ بحالت عدم موجودگی کسی ایسے حکم صاف و صریحی کے بے ضابطگیاں حسب دفعہ ۱۱۲ احکام
دفعہ ۵۳۰ مجموعہ میں داخل ہیں اور صرف ایک امر جو عدالت ہذا کو مدنظر خیال کرنے ایسی بے ضابطگیوں کی نظر کرنا لازم ہی
وہ یہہ ہی کہ آیا اون بے ضابطگیوں کی وجہ سے کوئی بے انصافی ہوئی ہے یا نہیں۔ اسمقدمہ میں مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ دونو سائلونکے مقدمہ میں عدالت مرافعہ اولی نے صرف دو گواہونکے بیان کے شامل مسل کرنے پر قناعت نہیں کی
ہی۔ ہر مقدمہ میں طول طویل تحقیقات کے بعد جو جو لوگ بھگوانداس و متھراداس کے چال چلن اور رنگ ڈھنگ بیان
کرینکو حاضر ہوے اونکا اظہار بطوالت تمام قلمبند کیا۔ یہہ سچ ہی کہ جن گواہوں کا اسطرح پر اظہار لکھا گیا تھا ان
میں سے بعض گواہوں نے بہت مبہم بیانات کئے ہیں اور اگرچہ اطلاع جو مجسٹریٹ نے قلمبند کی ہے وہ انہیں بیانات
پر محدود ہوتی تو مجھکو مجبوراً یہہ تجویز کرنا پڑتا کہ جو اطلاع پہونچی تھی اوسکا خلاصہ نہ درج کرنے سے سائلون
کو مضرت اہم پہونچی ہے۔ لیکن گواہ موجود ہیں مثلاً بھگوانداس کے مقدمہ میں بنسی دہر بقال
ہزاری لال بقال چہیدا لال بقال تلک دہاری سہائے بقال اور اوسیطرح پر اور مقدمہ متھراداس میں بنسی دہر
بقال متھراداس بقال ہزاری لال بقال چہیدا لال بقال ہیں جو یقیناً یہہ اقرار کرتے ہیں کہ بھگوانداس
و متھراداس عادتاً مال مسروقہ کے لینیوالے ہیں اور بالخصوص اون لوگوں کے نام کا ذکر کرتے ہیں جنکو گواہ
مذکور چور اور بدمعاش بیان کرتے ہیں اور جو بھگوانداس و متھراداس کے ہم صحبت رہتے ہیں۔ یہہ کل
شہادت بمواجہ سائلان شامل مسل کی گئی اور بعد اسکے بعرض تحریر میں لائی گئی مجھکو معلوم ہوتا ہی
کہ بھگوانداس سائل سے بذریعہ ایک سوال کے جو اوس سے پوچھا گیا تھا وجہ دکھلانیکو کہا گیا تھا اور علاوہ اس
سوال میں تعداد اقرار نامہ تکمیل طلب اور میعاد اوسوقت تک کے کہ جسوقت تک وہ نافذ رہیگا اور تعداد اور
قسم اور حیثیت ضامنان کی جو اوس سے مطلوب تھی درج ہی۔ اور متھراداس کے مقدمہ میں بھی ایسا ہی ہوا تھا
جو جواب ہر دو سائلان نے دیا تھا اوس سے ثابت ہی کہ وہ اوس شہادت اور اوس اطلاع سے بخوبی واقف تھے جو انکے
خلاف ہی اور پہونچی تھی بھگوانداس کے مقدمہ میں دو ہفتہ سے زیادہ مہلت دیگئی تھی اور متھراداس کے
مقدمہ میں نہ صرف مہلت ہی دیگئی تھی بلکہ مقدمہ عدالت اپیل سے واپس بھی کیا گیا تھا کیونکہ عدالت موصوف نے
یہہ خیال کیا تھا کہ عدالت مرافعہ اولی نے دربارہ قلمبند کرنے اوس شہادت کے جو متھراداس نے بجواب اوس اطلاع کے
پیش کی تھی کہ جو اوسکے خلاف قلمبند ہوئی تھی احتیاط کافی نہیں کی ہی۔ لہذا میں یہہ تجویز نہیں کر سکتا ہوں
کہ کوئی امر باعث بے انصافی کا ہوا ہی اور بھگوانداس کے مقدمہ میں یہہ حکم دیتا ہوں کہ درخواست نامنظور اور مسل واپس ہو

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۸ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۷ جنوری انگریزی صفحہ ۱

اوگرناتھ تیواری بنام بھوناتھ تیواری

اجرای ڈگری ۔ نالش منظوری اوسکی نیلام اجرای ڈگری کی جو کلکٹر نے منظور کیا تھا لیکن صاحب کمشنر نے منسوخ کیا ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۱ و ۳۱۲ ۔

جس صورت مین ایک ڈگری عدالت دیوانی کی کلکٹر کے پاس بغرض اجرا منتقل ہوئی تھی اور اوسکے روسے نیلام ہوکر کلکٹر کے حضور سے منظور ہوا اور نیلام مذکور کو صاحب کمشنر نے منسوخ کیا ۔ تجویز ہوئی ۔ کہ واسطے منظوری نیلام مذکور کے عدالت دیوانی مین نالش ہو سکتی ہے ۔ بلندی بی بی بنام کالکا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۰۲) کی تقلید ہوئی ۔

واقعات اس مقدمہ کی حسب ذیل ہین ۔

مدعی اوس عدالت دیوانی کے چند ڈگریون کے اجرا مین خریدار نیلام ہوا تھا جو کلکٹر کے پاس بغرض اجرا کے منتقل ہوگئی تھین ۔ مدعا علیہ مدیون ڈگری نے دربارہ منظوری نیلام کے اعتراض کیا تھا لیکن اوسکے عذرات نامنظور ہوتے تھے اور نیلام منظور ہوا تھا ۔ بعدہ مدعا علیہ نے بنا راضی حکم کلکٹر مشعر نامنظوری اپنی عذرات کے اپیل کیا تھا اور صاحب کمشنر نے حکم مذکور اور نیلام کو منسوخ کیا تھا ۔ تب مدعی نے نالش منظوری نیلام مذکور کی عدالت جج ماتحت مین دایر کی ۔ جج ماتحت نے دعوے مدعی ڈگری اور نیلام منظور کیا تب مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

جوالا پرشاد و درگا چرن منجانب اپیلانٹ رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ مسٹر درگا چرن ذی علم وکیل نے منجانب اپیلانٹ کے بہت متعدد سے یہہ بیان کیا ہے کہ جس امر پر تائید اپنے اپیل کے اونکو اصرار کرنا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ اس قسم کی نالش جیسے کہ یہہ ہے قایم نہین رہ سکتی ہے کیونکہ حکم صاحب کمشنر کا بصیغہ اپیل جسکے روسے نیلام ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء منسوخ ہوا ہے ایک قطعی حکم ہے اور مانع ایسی نالش کے قایم رہنے کا ہے ۔ بموجب فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ عظیم الدین بنام بلدیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۵۵) کے نالش خریدار نیلام بصیغہ اجرای ڈگری کی کہ جو بموجب دفعہ ۳۱۱ و ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اوس وقت

کے منسوخ ہو گیا تہا مسٹر استدعا سے منظور کرایا نے نیلام مذکور با وجود فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ کے قایم رہ سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ نالش استقرار اس امر کی کہ فلان نیلام جائز ہے نالش منسوخی نیلام بر بنار بیضابطگی اشتہار و عمل مین لانے نیلام کے نہین ہے کیونکہ جو نالش ایسی ہوتی ہے کہ جس سے امتناع فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ سے متعلق ہوتی ہے مسٹر درگا چرن کا یہہ بیان ہے کہ اونکو فقرہ اخیر دفعہ ۳۱۲ پر استدلال نہین ہے بلکہ وہ الفاظ قطعی پر دار و مدار کرتے ہین جو قاعدہ ۱۹ قواعد گورنمنٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۳ع متذکرہ فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم بمقدمہ باندی بی بی بنام کالکا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۰۲) سے مستعار کیا گیا ہے۔

وہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے مشکل اس مقدمہ کے ہے وہ نیلام مثل اس مقدمہ کے عدالت مال کا نیلام تہا جو بر طبق انتقال ڈگری بعدالت مال مذکور منجانب عدالت دیوانی کے عمل مین آیا تہا - اگر مسٹر درگا چرن کی حجت منظور کیجاوے تو ہم ایک اصول نسبت اون نیلامون کے جو صاحبان کلکٹر اون محکمون کیا کرتے ہین جو اونکے پاس منتقل ہو جاتی ہین بالکل خلاف اوس اصول کے تسلیم کرینگے جسکے نسبت وہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ عدالت دیوانی کے معمولی نیلام کی صورت سے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت متذکرہ بالا مین قرار پایا ہے - فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم مندرجہ جلد ۹ الہ آباد صریحاً متعلق ہے اور منظوری اوس فیصلہ کے مین اوسکی تقلید کرتا ہون اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع اگرہ — اپیل اول احکام نمبر ۸۶ سنہ ۱۸۹۰ع — منفصلہ ۹ جنوری

ہربلاس وغیرہم بنام چہمن داس وغیرہم

ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ (ایکٹ نابالغان بنگال) دفعات ۳ و ۸ و ۲۰ - ولی اور نابالغ - تقرر ولی دوران مقدمہ درحالیکہ باضابطہ مقرر شدہ ولی جایداد کا موجود ہے -

حکم جو جج ماتحت نے مشعر تقرری ولی دوران مقدمہ ایک نابالغ کے صادر کیا تہا جبکہ مقدمہ جایداد نابالغ پر موثر تہا اور ولی جایداد مذکور کا باضابطہ مقرر شدہ

موجود ہے وہ قابل اپیل ہے لیکن ولی دوران مقدمہ اوس صورت مین جب کہ مقدمہ متعلق جایداد نابالغ کے ہو اوس وقت تک نہین ہو سکتا ہے جب تک سرٹیفکٹ یافتہ ولی بہ نسبت جایداد کے جو اسبارہ مین عمل کرنیکے قابل ہو موجود ہو۔

واقعات اس مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پوری طور پر درج ہین۔

اجودھیا ناتھ منجانب اپیلانٹ۔ بانرجی منجانب ریسپانڈنٹ۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جن حالات سے یہہ اپیل اول الحکام ظہور پذیر ہوا ہے وہ کسیقدر مخصوص قسم کے ہین اور ازانکو بغرض اظہار اون وجوہ کے بیان کر دینا چاہیے جنکے بنا پر مینے وہ نتیجہ اخذ کیا ہے جو بہ نسبت اون دو امور قانونی کے مینے اختیار کیا ہے جسکی بحث ہمارے روبرو ہوئی ہے۔

۷ ارمارچ ۱۸۸۶ء کو مسمی بابو شنکر لال اپنے تیئن ہربلاس اپنے پسر کلان اور بابو لال پسر نابالغ اور لچھمن داس جسکو کلو مل بھی کہتے ہین اور وہ بھی نابالغ ہے اور مسماۃ کوکا مادر نابالغ اخر الذکر مذکور کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ یہہ تینو پسران جی القایم بابو شنکر لال کے تین مختلف مان کی اولاد ہین۔ نامبردہ بہت بیش قیمت جایداد بھی چھوڑ گیا ہے قبل نومبر ۱۸۸۹ء کے کسیوقت ہربلاس پسر کلان نے درخواست حصول سرٹیفکٹ اہتمام جایداد اپنے نابالغ بھائی لچھمن داس کے گذرانی کہ جس درخواست پر مسماۃ کوکا نے بحیثیت مان نابالغ مذکور کے اعتراض کیا تھا۔ ۱۱ نومبر ۱۸۸۹ء کو جج آگرہ نے سرٹیفکٹ ولایت جایداد لچھمن داس کا بحق ہربلاس کے عطا کیا اور بہ نسبت ذات نابالغ کے اوسکی مان مسماۃ کوکا کو عطا کیا حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ اخر الذکر مذکور مین چند شرایط درج کی گئی تھین جن سے مجھکو اس اپیل مین کچھہ سروکار نہین ہے کیونکہ اونکی نسبت طے و تصفیہ بذریعہ فیصلہ میرے بھائی ٹرل صاحب کے اپیل سابق مین ہو چکا ہے۔

۱۴ جنوری ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت آگرہ کے حضور مین ایک عرضی نالش منجانب لچھمن داس بتوسط اوسکی مان مسماۃ کوکا بطور اوسکے رفیق ترین کے پیش ہوئی تھی اور اوس نالش کے زمرہ مدعا علیہم مین جسکا ارجاع اسطور پر مطلوب تھا ہربلاس بطور مدعا علیہ نمبر ۱ اور بابو لال نابالغ بذریعہ ہربلاس اپنی ولی دوران مقدمہ کے قایم کئے گئے تھے۔ بلا لحاظ اوپر تفصیلات اوس عرضی نالش کے یہہ کہنا کافی ہے کہ اوسکے

رو سے دعوے تقسیم جایداد متروکہ بابو شنکر لال بذریعہ متحقق کرنے اور علیحدگی حق و مداخلت واقعہ جایداد مذکور کے کیا گیا تھا۔ تب بہ نسبت مجازیت مسماۃ لوکا در بارہ ارجاع نالش مذکور منجانب اپنے پسر نابالغ کے بحث پیدا ہوئی تھی اور ۲۰ مئی ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے بعد سماعت فریقین کے حکم ذیل صادر کیا تھا۔

بعد سماعت ذلیل وکلاء فریقین کے میری یہہ راے ہے کہ عدالت نابالغ کے قایمقامی کے لئے کسی رشتہ مند کو اجازت دے سکتی ہے اور اس غرض کے لئے لوکا مناسب شخص ہے۔ مین اجازت دیتا ہون کہ نابالغ بذریعہ مسماۃ لوکا بطور اپنے دوست ترین کے نالش دایر کرے۔

یہی وہ حکم ہے جو منشاء اپیل ہذا ہے اور وقت آغاز کارروائی کے ہمارے روبرو مسٹر بانرجی نے منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی اس بنیاد پر کیا ہے کہ بناراضی حکم جج ماتحت کے اپیل نہین ہو سکتا ہے گو حکم مذکور کا صادر ہونا حسب شرط متعلقہ دفعہ ۳۰ ایکٹ ۲۳ ۱۸۶۱ء کے تصور کیا جاوے۔ اونکی حجت یہہ ہے کہ چونکہ یہہ حکم بموجب اختیار مندرجہ ایک شرط کے صادر ہوا ہے لہذا حکم مذکور مناسب طور پر مصدرہ حسب ایکٹ مذکور متصور نہین ہو سکتا ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ دفعہ متعلقہ اپیل ایکٹ ۲۳ ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۳۷ ہے اور اوسمین یہہ حکم ہے کہ جملہ احکام کی ناراضی سے جو بتجویز عدالت دیوانی یا محکمہ ماتحت کے بموجب ایکٹ ہذا صدور یاوین اپیل ضابطہ برعایت قواعد مجاریہ حال متعلقہ بموجب مقدمات متفرقہ مین احکام مصدورہ عدالت مذکور اور عدالتہاے ماتحت مذکورہ بالا سے اپیل ہوا کرتا ہے اپیل ہوا کریگا۔

بملاحظہ دیگر اجزاے قانون مذکور کے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے رو سے اور کوئی حکم ایسا نہین ہے جو کسی عدالت ماتحت سے صدور پا سکے بجز حکم متعلقہ فقرہ اخیر دفعہ ۳۰ کے۔ لہذا اسوجہ سے مین تصور کرتا ہون کہ دفعہ ۳۷ کا مقصود ایسی ہی حکم سے ہے جیسا کہ اسمقدمہ مین عدالت ماتحت یعنے جج ماتحت آگرہ نے صادر کیا ہے اور حکم مذکور قابل اپیل ہے اور یہہ اپیل ہو سکتا ہے۔

امر دوم جو پیش ہوا ہے اور فی الحقیقت وہی ایک امر ہے جسپر منجانب اپیلانٹ کے بحث ہوئی ہے جسکا یہہ دعوے ہے کہ مجھکو حکم جج ماتحت مورخہ ۲۰ مئی

نتیجہ بہت سے مضرت پہونچیگی جناب خود و ناظر ہے اور وہ یہہ کہتا ہے کہ جو مجھکو بذریعہ سرٹیفکٹ ۱۱ نومبر ۱۸۸۱ء جناب کی عدالت دیوانی نے جسکو ایسے امور کے نسبت اختیار سماعت کا حاصل ہونا قرار پایا ہے سرٹیفکٹ اہتمام جایداد میرے سوتیلی بہائی ہیمن داس کا تفویض کیا ہے تو جب تک سرٹیفکٹ مذکور قایم ہے کسی دوسرے شخص کو اوس ایکٹ کے رو سے اجازت دایر کرنے یا جوابدہی کرنے کسی نالش کی منجانب اوسکی بہ نسبت اوس جایداد کے اختیار نہین دیا جاسکتا ہے جسکے بابت مینے سرٹیفکٹ اہتمام کا حاصل کیا ہے۔

اس امر کی بحث سے جسمین بہت وقت صرف ہوا ہے گو مین یہہ نہین کہتا ہون کہ جسقدر وقت چاہیے تہا اوس سے زیادہ وقت صرف ہوا ہے اور شاید اوسمین مین خود بالکل بلا الزام کے نہین ہون اوس سادہ قانونی امر مین کچہہ پیچیدگی آگئی ہے جسکی تجویز بربنا عبارت دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور کے اوس شعاع مین ہونی چاہیے تہی جو اوسی ایکٹ کے دیگر دفعات سے امر مذکور پر پڑتا ہے اور اوسکی تجویز بربنا کسی منتخب اصول عدل اور انصاف کے نہین ہو سکتی ہے۔

ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء بغرض مزید حفاظت مال و ذات نابالغان متعلق پریزیڈنسی فورٹ ولیم واقع بنگال کے صادر ہوا تہا۔ ایکٹ مذکور جو ابتدا پریزیڈنسی فورٹ ولیم سے متعلق تہا بالضرور ان ممالک مغربی و شمالی مین عمل پذیر ہے کہ جو بروقت صدور ایکٹ مذکور کے ایک جزو اوس اختیار سماعت کا تہا اور ہمارے روبرو بہ نسبت متعلق ہونے اوس قانون کے کوئی بحث نہین ہے۔

پس وہ کیا شے ہے جو دفعہ ۳ کا مقصود ہے۔ سب سے پہلے مین یہہ تحریر کرتا ہون کہ اس ایکٹ مین بعبارت صاف و صریح یہہ حکم ہے کہ جن نابالغون کی ذات اور مال زیر اہتمام کورٹ آف وارڈس کے نہین ہے وہ تابع اختیار عدالت دیوانی کے ہونگے۔ بعدہٗ اوسمین یہانتک بیان ہوا ہے ہر شخص کو جو اسبات کا دعویدار ہو کہ مین بموجب وصیت نامہ یا دیگر وثیقہ کے کسی نابالغ کا امانت دار ہون یا بوجہ رشتہ مندی یا دیگر نوع رشتہ داری کے مستحق اہتمام جایداد اوسکا ہون اختیار ہوگا کہ بنظر حصول سرٹیفکٹ سربراہ کاری کے عدالت دیوانی مین درخواست دیوے اور تاوقتیکہ کوئی شخص سرٹیفکٹ مذکور حاصل نہ کر لیوے اوسکو استحقاق ارجاع یا جوابدہی ایسے مقدمہ کا حاصل نہوگا

جو متعلق اوسکے ہو جسکے سربراہ کاری کا وہ دعویدار ہے۔ دفعہ ۲ مین وہ طریقہ معین ہے کہ جس طریقہ سے درخواست مذکور کا تصفیہ کیا جاویگا اور دفعہ ۱۰ مین اختیارات اون اشخاص کے قرار دئے گئے ہین جنکو سرٹیفکٹ مذکور عطا کیا گیا ہے۔ پس اگر عبارت کے کچھہ معنی ہین تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فقرہ اول دفعہ ۳ کی یہہ مراد ہے کہ بلا سرٹیفکٹ سربراہ کاری کے کسی شخص کو استحقاق ارجاع یا جوابدہی ایسے مقدمہ کا حاصل ہوگا جو متعلق جایداد مذکور کے ہو۔ الا بجز اوس صورت کے کہ جب جایداد مالیت قلیل کی ہو یا کوئی دوسری وجہ کافی پائی جاوے تو ہر عدالت کو جسکو اختیار حاصل ہو اختیار ہوگا کہ نابالغ کے کسی قرابت دار کو باوصف اسکے کہ اوسکو سرٹیفکٹ سربراہ کاری کا عطا نہوا ہو واسطے ارجاع نالش یا جوابدہی مقدمہ کی اجازت دیوے۔

یعنے اگر میری تعبیر نسبت قانون کے صحیح ہے تو اس دفعہ کی یہہ معنی ہین کہ بنسبت جایداد نابالغ جو حیطہ ایکٹ مذکور مین داخل ہے کوئی نالش نہ دایر اور نہ کسی نالش کی جوابدہی ایسے شخص کیطرف سے بغیر اسکے ہو سکیگی کہ اوس نے پہلے سے سرٹیفکٹ سربراہ کاری کا حاصل کر لیا ہو۔ بعدہ اوسمین یہانتک حکم ہوا ہے بدرجہ اقل مین اسطرح سے اوسکو پڑھتا ہون کہ جس صورت مین کوئی سرٹیفکٹ یافتہ ولی نہو تو نابالغ کے کسی رشتہ دار کو اوسکے طرف سے کسی نالش کے رجوع یا جوابدہی کرنیکی اجازت دیجا سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ کے نسبت اس تعبیہ کا قایم کیا جانا قرین عقل ہے ورنہ جلسیا مین نے دوران تقریر مین تبلایا تہا کہ ایکو ایک شخص ایسا مل سکتا ہے جسکو عدالت دیوانی نے جیسا کہ ان اضلاع مین ضلع جج کا کام ہے سرٹیفکٹ ایسا تفویض کیا ہے جس سے بالعموم اوسکو جایداد نابالغ کے اہتمام کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے اور ملک کے دیگر اجزا مین لفظعا درجن ایسے رشتہ دار ملینگے جنکو بالخصوص اختیار بغرض ارجاع نالشات متعلقہ جایداد مذکور کے دیا گیا ہے۔

ذی علم کونسل نے منجانب رسپانڈنٹ کے اون خطرون کے نسبت بہت کچھہ کہا ہے جو نابالغ کو ہماری اس راے کے قایم کرنیسے پیدا ہونگی جو مینے بیان کی ہے۔ بجانب دیگر مین یہہ خیال کرتا ہون کہ راے مخالف کا قایم کرنا جایداد نابالغ کو نقصان اور خطرہ عظیم اور نہایت تکلیف کا باعث ہوگا۔

دفعہ مذکور کے نسبت اوس صورت سے نظر کرکے مین ایک ایسی صورت قایم کرسکتا ہون
مین ایک سرٹفکیٹ یافتہ ولی ذی اختیار اہتمام جایداد نابالغ کے نسبت بدیانت اور مناسب طور
عتراض دربارہ ارجاع کسی نالش کے کیا جاوے اور تاہم بمقابلہ اوسکے عدالت ماتحت کو یہہ
ختیار ہوگا کہ نابالغ کے کسی رشتہ دار کو اوس نالش کی پیروی کرنیکو قبول کرے جسکا امکانی نتیجہ
یہ ہوگا کہ جایداد پر بار خرچہ مقدمہ کا عاید ہوگا علاوہ برین نابالغ کے نسبت جن خطرون کا ہونا
ن ہے اور جنکی نسبت بہت زور دیا گیا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اونکی حفاظت خود قانون کے رو سے
دی گئی ہے۔ از روے دفعہ ۱۹ ایکٹ مذکور کے نابالغ کا رفیق یا رشتہ دار سرٹفکیٹ یافتہ ولی
سے حساب نسبت جایداد بابت اوس ایام کے طلب کرسکتا ہے کہ جس ایام مین جایداد مذکور
جسکی اہتمام اور حفاظت مین رہی ہو۔ پھر بموجب دفعہ ۲۱ کے اوس عدالت دیوانی مین
جسنے سرٹفکیٹ عطا کیا تھا بر طبق وجہ کافی کے یہہ درخواست ہوسکتی ہے کہ عدالت سرٹفکیٹ
کو واپس کرلیوے۔ مجھے کچھ شبہہ نہین ہے کہ اگر جیسا اس مقدمہ مین جسمین منجملہ تین بھائیون کے
ایک بھائی کو سرٹفکیٹ عطا ہوا ہے عدالت عطا کنندہ سرٹفکیٹ مین ایسے حالات ظاہر کیجاتی جنسے
یہ منکشف ہوتا کہ ولی ایسے طریقہ سے عمل کرتا ہے جو اوسکے نابالغ بھائی کے لئے کہ وہ شریک ہے حقیقت
مین مضر ہے تو عدالت مذکور کو دربارہ واپس لینے اور منسوخ کرنے اوس سرٹفکیٹ کے جو اوسنے عطا کیا
تھا کچھہ تامل نہوتا۔

مین اس امر پر غور کرنیسے بالکل اجتناب کرتا ہون کہ آیا اس قسم کی نالش کو جو منجانب
ن بطور ولی اپنے بیٹے کے جو منجملہ تین مالکان مشترکہ جایداد خاندان مشترکہ کے ایک ہے واسطے
تقسیم کرانے جایداد خاندان مشترکہ کے ہے کہانتک ہمت دیجاسکتی ہے کیونکہ یہہ امر بالکل علاوہ
اوس امر قانونی کے ہے جسپر اس اپیل کے فیصلہ کا مدار ہے۔ حکم جج ماتحت کو حسب شرط دفعہ ۴۳ ایکٹ
۱۸۵۸ء کے تصور کرکے میری راے مین بمقابلہ سرٹفکیٹ ولایت جایداد نابالغ کے جو ہر تلاس
و بتاریخ ۱۱ نومبر ۱۸۸۸ء کو عطا ہوا تھا جج ماتحت موصوف کو اختیار صادر کرنے حکم مذکور کا حاصل نہ تھا
صرف ایک لفظ اور اوس امر کے نسبت کہنا ہے جو ذ لعلم کونسل رسپانڈنٹ نے اوس
حکم کے نسبت کہا تھا کہ وہ بموجب باب ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے
کہ از روے دفعہ ۴۴۴ ایکٹ مذکور کے بالخصوص یہہ قرار پایا ہے کہ دفعات ۴۴۰ لغایت ۴۴۳
مندرجہ باب مذکور کسی ایسے نابالغ سے متعلق نہین ہوسکتے ہین جسکی ذات یا جایداد کے لئے کوئی

ولی یا حاکم عدالت دیوانی سے بموجب کسی قانون مختص القایم کے مقرر ہوتا ہی عدالت دیوانی سمجھی جاسکتی ہے بموجب ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء کے مقرر ہو چکا ہے لہذا وہ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوس سے متعلق نہین ہین۔ بدینوجوہ مین اپیل ڈگری اور حکم ڈسٹرکٹ جج ماتحت معہ خرچہ بحق کامیاب اپیلانٹ کے منسوخ کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ　　اپیل اول نمبر ۱۲۹ ۱۸۸۹ء　　منفصلہ ۲۹ جنوری

۱۸۹۰ء

مدری پرشاد　　بنام　　خواجہ محمد حسین وغیرہم

شفع۔ واجب العرض۔ استحقاق شفع دربارہ خارج کردینے جزو جایداد مبیعہ کا اپنے دعوے سے۔

جو شخص دعویدار شفع ہو وہ بجز حالات مخصوص کے صورت کے جزو جایداد مبیعہ کا اپنی دعوے سے خارج نہین کرسکتا ہے اگر وہ اس بنیاد پر ایسا کرے مثلاً کہ استحقاق بایع کا ناقص ہے تو قطعی طور پر ثابت کرنا اوسی کے ذمہ ہے کہ بایع کو اوس جزو کے نسبت حق نہین حاصل تھا جسکو وہ خارج کرنا چاہتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

کانلن و سندر لال منجانب اپیلانٹ۔　　حمید اللہ و ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ عدالت ہذا مدعی اوس شفع کے مقدمہ کا ہے جو ۱۸۸۸ء مین دایر ہوا تھا منجملہ مدعاعلیہم کے خواجہ محمد حسین بایع ہے اور دیگر مدعاعلیہم ورثا ممسماۃ سکینہ اوسکی زوجہ کے ہین جو از روے بیعنامہ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۸ء کے اوسکی مشتریہ تھی۔ عدالت ماتحت مین متعدد تنقیحون کی تجویز ہوئی تھی منجملہ اونکی یہہ ہے کہ آیا مدعی اسوجہ سے بیرون عدالت نہین ہے کہ اوس نے کل جایداد مبیعہ کا دعوے نہین کیا ہے۔ مدعاعلیہم نے یہہ حجت کی ہے کہ اوس نے اپنی دعوے سے ایک قطعہ مسکنہ کا خارج کردیا ہے جو منجملہ قطعات بیعنامہ کے ایک ہے اور جسکو بایع نے ۱۸۶۲ء مین عیوض علی سے خرید کیا تھا۔ یہہ جزو جایداد کاپٹی صاحب کنور مین واقعہ ہے۔ اس عذر کے نسبت مدعیکا جواب المضاعف تھا۔ اول یہہ کہ خواجہ محمد حسین کو حق و استحقاق اوس مسکنہ مین حاصل نہ تھا کیونکہ اوسکے منتقل کرنیوالے عیوض علی کو اس جزو جایداد مین حق و استحقاق نہین رہا تھا جو بعد بلوہ اور غدر ۱۸۵۷ء کے ضبطی مین آگیا تھا۔ ثانیاً یہہ کہ یہہ جو کچھ ہو سو ہو مدعی اوس جایداد کو نسبت شفع اپنیکا دعوے نہین کرسکتا ہے کیونکہ اوسکو منصب شفع کاپٹی صاحب کنور مین حاصل نہین ہے۔ بہ نسبت اس جزو جایداد کے اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ حسب منشا واجب العرض کے مین اوسیطرح شخص اجنبی ہون کہ جسطرح مشتریہ ہے۔ ڈسٹرکٹ جج علیگڈہ نے ان دونو امر کی تجویز خلاف مدعیکی کی ہے۔ میری یہہ راے ہے کہ مدعی کو اثبات اور قطعی طور پر یہہ ثابت کرنا لازم تھا کہ عیوض علی کو فی الواقعہ کوئی حق و استحقاق بہ نسبت

اوس ملکیت کی حاصل نہتا جسکے بابت اوس نے خواجہ محمد کار و پیہ سنہ ۱۸۸۱ء مین لیا تہا اور یہہ کلام مدعی نے نہین کیا ہے۔ اسکی کوشش وہ یہہ ثابت کرنے کی کرنا چاہتا ہی کہ تا تیر قانونی عیوض علی کے حقوق مالکانہ واقعہ جایداد مذکورہ قبل سنہ ۱۸۸۱ء زایل ہوگئی ہتی اور اگر یہہ سچ ہے کہ جایداد عیوض علی کی مدیون کے تہو تہوی عرصہ بعد نیلام مین آگئی ہتی تو یہہ قرین قیاس ہے کہ نالش قانونی سے حق عیوض علی کا جایداد کے نسبت زایل ہوگیا تہا لیکن بعد ہو ٹی نقصہ اس امر کے لئے قطعی ہوگا کہ آیا فی الواقعہ عیوض علی کا کوئی حق موجود وہ اوس جزو جایداد مین سنہ ۱۸۸۱ء مین جب اوس نے خواجہ محمد قاسم انتقال کیا تہا جسکو نامبردہ نے اب یہی تو بر بذریعہ بیعنامہ منشا ونالش ہذا بنام مشتریان ماعلیہم ملات ہذا کے منتقل کیا ہی موجود تہا یا نہین علاوہ برین مین خیال کرتا ہون کہ اپیلانٹ کو دعوا اوس جزو جایداد کا کرنا لازم تہا گو اوسکو اوسنے اصل جایداد خریدا ہو یا نہین اور گو اوس نے یہہ باور کیا ہو کہ اوسکی نسبت وہ شاید محض استحقاق ناقص خرید کرتا ہے شفیع کو یہہ اختیار نہین ہے کہ منجملہ چند اجزا بیعنامہ کے کسی ایک جزو کو اوٹہا لیوے یا پسند کر لیوے اور یہہ ممکن ہے کہ مین یہہ نہ لیونگا کیونکہ اوسکے نسبت مجھے دربارہ ملکیت بایع کے شبہہ ہے اور مین اوسکا دعوی ترک کر دونگا کیونکہ مین باور کرتا ہون کہ وہ اصلی جزو جایداد کا نہین ہے۔ لہذا مدعی کو اوس ملکیت کے قطعہ کا دعوا اس نالش مین کرنا لازم تہا۔ لیکن اوسکی یہہ حجت ہے کہ اوسکا دعوی وہ نہین کر سکتا تہا کیونکہ جب اوس نے سنہ ۱۸۸۱ء مین نالش دایر کی ہتی اوسوقت منصب شفیع کا پٹی صاحب کنور مین اوسکو حاصل نتہا۔ اب مدعی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اوسوقت وہ مالک ایک قطعہ زمین نمبری ۲۸ کا تہا جو اوس قبہ مین واقعہ ہی اور ایک جزو اوس پٹی کے شاملات کا ہے۔ نہین علاوہ برین باضابطہ اور سرکاری طور پر بطور مالک اوس قبہ کے اوسکا نام ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ء کو درج ہوا ہے۔ اوسکا یہہ بیان ہے اگرچہ وہ مالک اوس قطعہ کا ہے تاہم وہ کبہی اوس قطعہ اراضی مین داخل نہین کیا گیا ہے جو پٹی صاحب کنور کے نام سے مشہور ہے اور بہت برسون سے عہدہ داران بندوبست کا یہہ ارادہ تہا کہ یہہ پٹی جزو ملکیت زمینداران صاحب کنور قایم رکہی جاوے اور اتفاقاً اور خلاف اوس ارادہ کے نمبر ۲۸ اوس پٹی مین داخل ہوگیا ہے۔ شاید یہہ سچ ہو لیکن یہہ امر قایم رہتا ہے کہ جب نالش دایر ہوئی ہتی تو یہہ نمبر ۲۸ ایک جزو پٹی صاحب کنور کا تہا خواہ اوس کہ غلطی سے یا سہو سے ہوا ہو اور اور طور پر ہو۔ اور نمبر مذکور اسطرح بہت برسون سے شامل ہے اور اسوقت مدعی نہ صرف اوسکا اصلی مالک ہے بلکہ مندرجہ کاغذات ہے اور بطور شریک پٹی کے یہہ بات ہے کہ بلحاظ نوعیت موضع زیر نزاع کے واجب العرض کے رو سے حقوق شفع پیدا ہوتے ہین۔ بہ نسبت اس امر کے کہ آیا جو حقوق عیوض علی نے بنام خواجہ محمد حسین بمعاوضہ سنہ ۱۸۸۱ء مین منتقل کی ہتی وہ استحقاق ناقص تہا یا نہین مین خیال کرتا ہون جو اراضی بعلت جج عدالت ماتحت نے بعنوہ اپیریک کے بیان کی ہین وہ صحیح ہین خصوصاً وہ جزو اوس فیصلہ کا جسمین مشارالیہ نے حسب ذیل بیان کیا ہے صحیح ہے۔

جس امر کے رو سے شفیع مستحق پیش کرنے شہادت کا بہ ثبوت اس امر کے ہوگا کہ جس اراضی کو بائع بیع کرنا ظاہر کرتا ہے اوسمین سے کسی حصہ کی بنسبت اوسکو استحقاق ملکیت حاصل نہین ہے صرف اوسیقدر حالتین ہو تجب جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے شفیع صرف ایک جزو جایداد کا دعوے کرتا ہے اور شہادت بہ ثبوت اس امر کے قابل پذیرائی ہوگی کہ استحقاق ملکیت بائع کا ایسا نامکمل ہے کہ دربارہ حساب قیمت رسدی جایداد کے عدم ملکیت پر غور کرنا چاہئے۔

پس واقعات اور قانون متعلقہ کے ایسی صورت مین جو اول بنسبت قطعہ ملکیہ اور دوم بنسبت منصب شفع مدعی واقعہ پیش صاحب کنور کے ہے مین خیال کرتا ہون کہ اوسکا اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے مین اپنی بھائی ٹرل صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون

---

۴۴ ضلع غازیپور اپیل فرمان شاہی نمبر ۴ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۳۱ جنوری

بھگوانی و یک کس دیگر بنام منی لال و یک کس دیگر

ایکٹ سرٹیفکیٹ وراثت۔ (ایکٹ ۷ ۱۸۸۹ء) دفعات ۹ و ۱۹۔ حکم مشعر عطائے سرٹیفکیٹ

۸ مشروط باداخل ضمانت۔ اپیل۔

حکم بر طبق درخواست حصول سرٹیفکیٹ وراثت مشعر طلبی ضمانات بطور شرط مقدم بنسبت عطائے سرٹیفکیٹ مذکور کے ایک حکم مشعر عطائے یا انکار یا انسرداد سرٹیفکیٹ کے نہین ہے۔ اور چونکہ ایسا نہین ہے لہذا اوسکی بابت سے اپیل نہین ہو سکتا ہے۔

یہہ اپیل فرمان شاہی بناراضی فیصلہ محمود صاحب جسٹس بمقدمہ اپیل اول احکام نمبر ۴ ۱۸۹۰ء مندرجہ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۵۳ کے ہے۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹیان امیر الدین منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس ہم حکم صادرہ اپنی بھائی محمود صاحب سے اور اون وجوہ سے جو اوسکی بنسبت مین بالکل اتفاق کرتے ہین۔ اپیلانٹیان نے واسطے حصول سرٹیفکیٹ متعلقہ ایکٹ ۷ ۱۸۸۹ء کے درخواست کی تھی۔ جج نے دفعہ ۹ ایکٹ مذکور پر عمل کرکے بطور شرط مقدم اوپر اپنے حکم عطائے سرٹیفکیٹ کے ضمانت طلب کی مشار الیہ بموجب دفعہ ۹ ضمن (۳) پر عمل کرنا چاہتے تھی۔ دفعہ ۱۹ مین ضابطہ اپیل کا مقرر ہے کوئی حکم مشعر عطائے یا انکار سرٹیفکیٹ کے نہین ہے ہمارے بھائی محمود صاحب کی رائے اس امر کے تجویز کرنے مین صحیح ہے کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع بنارس اپیل اول نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۹ جنوری

رامچندر راؤ ویکنس دیگر بنام مادہو راؤ

صدر آمد۔ نالش دخل تنہا۔ ڈگری دخل مشترکہ۔

عدالت اوس نالش مین جسمین مدعی دخل تنہا جایداد غیر منقولہ کا دعوے دار ہے ڈگری اوسکی واسطے دخل مشترکہ کے صادر کرنے کی مجاز ہے۔ لکہمی نراین جودہری بنام بانکہنی دیبی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۱۸۴) کی تقلید کی گئی [وحید عالم بنام صفات عالم (زبدۃ النظایر مفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۵۳ منقولہ) بہی ملاحظہ طلب ہے]۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

بنرجی منجانب اپیلانٹ منجانب رسپانڈنٹ کوئی حاضر نہین ہوا

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ مدعی نے یہہ نالش باستدعاء صدور اس ڈگری کے کی کہ وہ تنہا مالک باغ متذکرہ عرضی نالش کا ہے اور استقرار اس امر کے کہ مدعا علیہم کو کوئی استحقاق باغ متنازعہ مین نہ تہا اور اونکا قبضہ ناجایز تہا دایر کی ہے اور استدعاے بید خلی مدعا علیہم و دلاپانے زر واصلات کے کی ہے۔ مدعا علیہم کا یہہ بیان تہا کہ باغ متنازعہ نصفا نصف غیر منقسمہ مدعی اور مدعا علیہم کا تہا۔ اونہون نے اپنے بیان تحریری مین بیان کیا ہے کہ اونکو نصف کے قبضہ چہوڑ دینے مین کچہہ عذر نہین ہے۔ ظاہرا اونہون نے بار ثبوت اس امر کا اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ مستحق دخل کے ہین۔ بیعنامہ باغ مذکور کا گوبند راؤ ولد مدعا علیہ کے نام ہے۔ اونہون نے ایک دستاویز یعنی وصیتنامہ صدقہ سرّی نیت کا جسنے مدعیکو متبنی کیا تہا پیش کیا ہے اور گواہان تحریر وصیتنامہ مذکور کو طلب کیا ہے سب جج نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وصیتنامہ جعلی ہے۔ قبل تجویز کرنے مقدمہ کے اوس جزو کے ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ ہمارے روبرو وہ شہادت موجود ہے جو گوبند راؤ نے مقدمہ سابق مین دی تہی اور جسکا ترجمہ ہمارے لئے سل خوان عدالت نے کیا ہے بیان گوبند راؤ کی موقع سابق مین پر از اختلافات ہے۔ اوسکے ایک لمحہ کے بیانات دوسرے لمحہ کے بیانات سے مختلف ہین۔ اوسنے کوئی قابل اطمینان صراحت اس امر کے نہین دی ہے کہ باغ خریدنے کے لئے روپیہ کہانسے آیا تہا یا اوسکو یا اوسکے باپ کو باغ سے کیا تعلق تہا

اب وصیت نامہ پر عود کرتے ہین اگر وصیت نامہ اصلی ہے تو امکانا یہہ بہت قوی شہادت ہے ہری ہنیتنے جسکے ذریعہ سے مدعی دعویدار ہے یہہ خیال کیا تہا کہ وہ باغ کے صرف ایک حصہ کا مستحق ہے اور گوبندراؤ دوسرے حصہ کا - وصیت نامہ مین بجائے حاشیہ کے عین ذیل مین دستخط ہونیسے برجج ماتحت نے شرح کی ہے - اس امر کا نظرانداز خواہ ہے کہ جبکہ مضمون وصیت نامہ سے حاشیہ باقی نہین رہا تو دستخط کیونکر حاشیہ پر لکہے جا سکتے تہے - جہانتک ہم انصاف کرسکتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ گواہان وصیت نامہ نے جہوٹی شہادت نہین دی ہے - اونکی شہادت سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وہ وصیت نامہ ہری ہنیت کا وصیت نامہ ہے - گوبندراؤ کی شہادت سابقہ سے ہمارے ذہن مین جو کچہہ شکوک پیدا ہوے ہون سو ہون لیکن وصیت نامہ مین جو ذکر اس باغ کا ہے اوس سے ہم درگذر نہین کرسکتے - میری رائے مین اوس تذکرہ سے یہہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہری کو ضرور معلوم تہا کہ فریقین کی باغ مین کسقدر حقیت ہے - اور اوس لئے اسی بنا پر عمل کیا ہے کہ باغ مین اوسکا حصہ ایک نصف ہے اور دوسرے نصف کا مستحق گوبندراؤ ہے ایک حال کے مقدمہ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ڈگری دخل مشترکہ کی اوں مدعیونکے حق مین صادر کی ہے جنکا دعوی تنہا دخل کا تہا بہ تقلید اوس نظیر کے جو حکام ممدوح سے اوس موقع پر حاصل ہوئی ہے ہم ڈگری عدالت ہذا کی بحق مدعی بدین استقرار صادر کرتے ہین کہ وہ نصف باغ غیر منقسمہ کا مستحق ہے اور مدعاعلیہم دوسرے نصف کے اور ہم اوسکے حق مین ڈگری دخل مشترکہ کی بمقبول مدعاعلیہم صادر کرتے ہین -

نسبت زر واصلات کے عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کرکے کہ مدعی مستحق دخل تنہا کا تہا مبلغ [illegible] زر واصلات دلایا ہے - ہم ڈگری بحق مدعی بابتہ نصف اوس رقم کے یعنی مبلغ [illegible] کے کرتے ہین - منجانب مدعی رسپانڈنٹ عدالت ہذا مین کوئی حاضر نہین ہوا ہے - اوس نے کسی دستاویز کا ترجمہ نہین کرایا اور اوس نے یہہ بات عدالت پر چہوڑ دی ہے کہ حتی الامکان اوسکے استحقاق پر نظر کرے اور یہہ بہی ملاحظہ کرے کہ مسل مین کوئی شہادت اوسکے مفید موجود ہے - نسبت خرچہ عدالت ماتحت کے ہر فریق اپنے اپنے خرچہ کے متحمل ہونگے - نسبت خرچہ اس اپیل کے اپیلانٹان بلحاظ کامیابی کے رسدی پاوینگے - اپیل بقدر متذکرہ بالا منظور و ڈگری عدالت ماتحت ترمیم کیجاتی ہے -

ضلع بریلی اپیل اول نمبر ۸۳ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲ فروری

برجموہن لال بنام گہاسی رام

ولی و نابالغ - نابالغ کیطرف سے ولی کا صلحنامہ کرنیکا اختیار - ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء (ایکٹ نابالغان بنگال) دفعہ ۱۸ -

ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو اختیار نہین ہے کہ عدالت دیوانی سے بے صلحنامہ کی اجازت پہلے سے حاصل کرنیکی بغیر اپنے نابالغ کو ایسے صلحنامہ کا پابند کر سکے جسمین انتقال جایداد غیر منقولہ ازان نابالغ کا متعلق ہے اور اس امر سے نابالغ اوس صلحنامہ کی صحت پر اعتراض کرنیسے ممنوع نہین ہوجاتا ہے کہ ولی نے بعد ازان نابالغ کو بطور فریق مقدمہ اون نالشات مین شریک کر دیا ہے جسمین عملاً وہ صلحنامہ اختیار کیا گیا تہا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

بنرجی صاحب اپیلانٹ جوگندر ناتہ صاحب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - یہہ نالش واسطے دخلیابی ایک حصہ کسی جایداد کے ہے - سب جج نے دعوی ڈگری کیا - منجملہ مدعا علیہم کے ایک شخص یعنی برج موہن لال نابالغ نے بولایت کھنی لال کے یہہ اپیل دایر کیا ہے - مدعی رسپانڈنٹ ہے - بعد وفات نوبت رای کے مدعی اور اپیلانٹ نے بولایت لالہ مل نسبت استحقاق جایداد نوبت رای کے ثالثی مین رجوع کی اور ۲۴ جون ۱۸۸۳ء کو اونہون نے فیصلہ ثالثی مین تجویز صادر کیا کہ جایداد متنازعہ کا استحقاق اپیلانٹ کو حاصل ہے اور یہہ تجویز کی کہ مدعی مقدمہ ہذا کو مبلغ ۱۰۰ سالانہ جایداد مذکور سے وہ ادا کیا کرے - بعدہ مدعی حال کے ایک بہائی مسمی چہکا سنگہ نے ایک نالش جسمین اوسکے دو اور شریک تہے بنام اپیلانٹ عدالت ہذا واسطے دلا پانے نصف جایداد مذکور کے دایر کی - مدعی مقدمہ مذکور نے ڈگری حاصل کی بعد مرتب ہونے ڈگری کے چہکا سنگہ و گہاسی رام مدعی عدالت ہذا و لالہ مل نے بطور ولی کے عمل کرکے اور جو اپیلانٹ عدالت ہذا کا رفیق ترین ہے ایک صلحنامہ کیا جسکے رو سے جایداد تقسیم طلب قرار پائی تہی - نصف جایداد بحصہ مساوی درمیان چہکا سنگہ و گہاسی رام کے و نصف دیگر اپیلانٹ کو دلائی گئی تہی - لیکن چار آنہ منجملہ ۱۶ کے فریق ثانی مقدمہ کیطرف

منتقل کئے گئے تھے - اپیلانٹ کے حصہ سے نصف چار آنہ کا نکال دیا گیا تھا - صلحنامہ کی اطلاع عدالت جاری کنندہ ڈگری کو دیگئی اور جہانتک اوس عدالت کو اختیار تھا ظاہرا عدالت مذکور نے منظور کیا تھا - قبل تاریخ صلحنامہ و بعد تاریخ فیصلہ ثالثی کے لالہ ... کو سرٹیفکٹ ولایت جایداد نابالغ کا حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے عطا ہوا تھا - نامبردہ نے ضلع جج سے صلحنامہ مورخہ ۸ جولائی سنہ ۱۸۹۵ء کے کرنیکی اجازت نہین لی تھی - اپیلانٹ عدالت ہذا کی یہہ حجت ہے کہ بمقابلہ اوسکے گہاسی رام مدعی عدالت ہذا مستحق ڈگری کا نہین ہے حجت یہہ ہے کہ از روے فیصلہ ثالثی کے گہاسی رام ایسا دعوی کرنیسے ممنوع ہے اور صلحنامہ اپیلانٹ پر قابل پابندی نہین ہے کیونکہ اوسکے ولی سارٹیفکٹ یافتہ نے بلا اجازت و بلا اختیار اوسکو کیا ہے -

کوئی شہادت ہمارے روبرو اوس واقعہ کے ثابت کرنیکو جسکے بموجب صلحنامہ ہوا تھا پیش نہین کیگئی - ہمارے روبرو کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکو پیش نہین ہوئی ہے کہ اپیلانٹ کیطرف سے دو آنہ منجملہ نصف جایداد کے چھوڑ دینے کی کیا ضرورت تھی - ڈگری جو کہ چھکا سنگہ شریک مدعی نے حاصل کی تھی اوسکے روسے اپیلانٹ عدالت ہذا نصف جایداد پر قابض رکھا گیا تھا - مسٹر چودہری نے منجانب ریسپانڈنٹ کے بڑی لیاقت کے ساتھہ یہہ حجت کی ہے کہ ہرگاہ بیع واقعی یا رہن واقعی نہین تہا ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو نابالغ کیطرف سے صلحنامہ کرنیکا اختیار تھا - ہمکو بہت شک ہے کہ کسی ایسے صلحنامہ کے نسبت جسکا یہہ اثر ہو کہ جایداد نابالغ کی منتقل ہو یا کوئی جزو مفوض ہو جاوے گو ٹھیک طور پر بیع یا رہن نہو یہہ کہا جا سکتا ہے کہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ نے اہتمام جایداد مین باستعمال اون نہین اختیارات کے کیا ہے جیسا کہ ایسا مالک کرتا ہے جو نابالغ نہین ہے - اگرچہ بیع کے نام سے نہین ہے تاہم ہم خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی معاوضہ اس صلحنامہ کا ہے تو وہ عملاً بیع ہے اور فی الحقیقت انتقال ہے - ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ ایسا معاملہ تھا کہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ کو اوس حیثیت سے بہلے سے منظوری ضلع جج کے حاصل کرنیکے بغیر صلحنامہ کرنیکا اختیار نہ تھا - ہمارے اطمینان کے قابل یہہ بات ثابت نہین کیگئی کہ صلحنامہ نابالغ کے حق مین مفید ہے - فی الحقیقت ہم اون حالات سے لاعلم رکھے گئے ہین بشرطیکہ کوئی ہون جنسے یہہ ظاہر ہوتا بشرطیکہ وہ ثابت کیجاتے کہ نابالغ کے حق مین صلحنامہ کے کیجانے کی وجہ معقول تھی - اپیلانٹ

ابتک نابالغ ہے - اوسکے ولی سابق نے اوسکی طرف سے عمل کرکے اوسکو ایک یا زیادہ نالشون مین بعد صلحنامہ کے شریک کردیا اور وہ ایسی نالشات ہین جنمین صلحنامہ عملاً اختیار کیا گیا تہا تاہم ہم یہہ نہین سمجھتے ہین جیسا کہ عدالت ماتحت نے سمجہا ہے کہ نالشات اوسکے نام سے اودہیکا سنگہ اور کہاسی رام کے نامون سے دایر کیجانیکا اثر بطور مانع تعزیر مخالف کے ہوگا اور اب اس بحث کے پیش کرنیکا اوسکو مانع ہوگا - ہم افسوس کرتے ہین کہ یہہ اپیل ہمکو منظور کرنا پڑا کیونکہ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے واقعات ہون جنسے ہمکو مقدمہ مین مختلف فیصلہ کے صادر کرنیکی ترغیب ہوتی بشرطیکہ وہ ثابت کیجاتے - جو کنندہ نالش تہے نے باعتبار اوس مواد کے جو اوسکے روبرو موجود تہا حتی الامکان اپنے موکل کا بہت اچھی طرح پر کام کیا ہم اپیل کو منظور اور نالش کو جہانتک کہ برج موہن اپیلانٹ اور اوسکے جایداد سے تعلق ہے ڈسمس کرتے ہین -

---

ضلع گورکہپور | اپیل اول نمبر ۱۰۵ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۵ فروری

پریشر دت بنام سری نواس

نالش بقایا لگان - اراضی جو کہ جزواً اندر علاقہ ایک عدالت اور جزواً اندر علاقہ دوسری عدالت کے واقع ہے - استحقاق نالش ایک عدالت مین بابتہ لگان واجب الادا کل اراضی کے - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۴ الف و ۴۳ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۰۴ -

جبکہ ایک زمیندار نے پٹہ کسیقدر اراضی کا جو جزواً اودہ اور جزواً ممالک مغربی و شمالی مین واقع تہی یہ لگان بالمقطع کل اراضی کے لکہدیا تہا تو یہہ تجویز ہوئی کہ اوسکو ممالک مغربی و شمالی کے عدالت مناسب مین جسکے علاقہ مین جزو جایداد مذکور واقع ہے اسامی پر نالش کرنیکا استحقاق بابتہ کل لگان کے جو جایداد مذکور پر واجب ہو حاصل ہے اور وہ مجبور نہ تہا کہ اپنے دعوی مین سے اوس جزو جایداد کی نسبت منہائی کرے جو اودہ مین واقع تہا -

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ اس امر سے وہ بقیہ کی نالش کرنیسے محروم نہین ہوجاتا ہے کہ اوسنے اپنے اصلی دعوی سے منہائی کردی ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین -

کانلین وجگندر ناتھہ چودہری منجانب اپیلانٹ

سندرلال ورام پرشاد ومہدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

بابج صاحب چیف جسٹس وناکس صاحب جسٹس - جس نالش سے یہ اپیل طور پذیر ہوا ہے وہ ایسی نالش تہی جو عدالت مال مین واسطے دلاپانے بقایا لگان کے دایر ہوئی تہی - جو پٹہ دیا گیا تہا اوسکے روسے جایداد واقع اودہ وجایداد واقع ممالک مغربی وشمالی مدعی نے مدعاعلیہ کو بہ لگان بالمقطع ٹہیکہ پر دی تہی یعنی کوئی صراحت کسی جزو لگان کی بنسبت جایداد واقع اودہ وجایداد واقع ممالک مغربی وشمالی کے نہین تہی - اسسٹنٹ کلکٹر بستی کی رایمین جنکی عدالت مین یہہ نالش دایر ہوئی تہی یہ قرار پائی کہ چونکہ جزو جایداد پٹہ شدہ کا اودہ مین واقع ہے لہذا اونکی عدالت کو حسب ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء عمل کر کے کوئی اختیار دربارہ کسی ایسے جزو لگان کے تجویز کرنیکا حاصل نہین ہے کہ جو اودہ کی جایداد سے برآمد ہوتا ہے - اونہون نے مدعیکو اپنی عرضی نالش ترمیم کرنیکا حکم دیا - مدعی نے نہایت ناخوشی سے ایک درخواست گذرانی جسمین اوسنے یہ بیان کیا تہا کہ رسدی حصہ لگان بالمقطع اور منافع کا متعلق جایداد اودہ کے سامہ (?) تہا اور اوس نے وہ رقم تعداد مدعویہ عرضی نالش مین سے منہا کر دی ہے - ہہایک ہٹیک کہین تو عرضی نالش مین کوئی ترمیم نہین ہوئی - اب ہمکو یہہ خیال کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا منہائی سامہ (?) کی بمنزلہ ترک جزو دعوی حسب دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے یا نہین - مدعی نے جو عدالت ہذا مین اپیلانٹ ہے موجبات اپیل مین یہہ صورت قایم کی ہے کہ درحقیقت اوسنے اپنا عرضیدعوی ترمیم کیا ہے - جب مدعی درخواست متذکرہ داخل کر چکا تو اسسٹنٹ کلکٹر نے مقدمہ عثمان خان بنام چودہری شیوراج سنگہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۷۳ء صفحہ ۲۴۲) متعلق کر کے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ وہ اوس لگان کو جو بالمقطع قرار یافتہ ہے اوسکا تجزیہ نہین کر سکتے ہین اور مشارالیہ نے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی - بہ لحاظ اوس صورت کے جو قانون کی نسبت ہم قایم کرتے ہین اس امر کا غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا عدالت لگان کا تجزیہ کر سکتی تہی یا نہین اور ڈگری اوس جزو رسدی کی جو جایداد ممالک مغربی وشمالی سے متعلق ہے صادر کر سکتی تہی یا نہین - ہماری یہہ رائے ہے کہ مدعی اپنی نالش بقایاے لگان بالمقطع کی عدالت اسسٹنٹ کلکٹر مین بلا منہائی کسی قسم کے بہ نسبت جایداد واقع اودہ کے

قایم رکھنے کا مستحق تھا۔ اوس رائے کے وجوہ حسب ذیل ہین۔

دفعہ ۴ الف مجموعہ ضابطہ دیوانی جہانتک کہ ضروری ہے حسب ذیل ہے۔

جب عدالتہای مال اون امور ضابطہ مین جنکے باب مین کسی ایسے خاص ایکٹ مین جو اونسے متعلق ہون کوئی ذکر نہو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے احکام کے تابع ہون تو لوکل گورنمنٹ کو جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کی منظوری حاصل کے ساتھہ اختیار ہوگا کہ بذریعہ اشتہار مطبوعہ گزٹ سرکاری یہ بات ٹھہراوے کہ احکام مذکورہ کا کوئی جزو عدالتہای مذکورہ سے متعلق ہوگا یا اونسے متعلق رہیگا مگر صرف ایسے اصلاح کے ساتھہ جسکی گورنمنٹ منظوری مذکور الصدر کے ساتھہ تصریح کر دے۔

پس ہمکو ظاہر ہوتا ہے کہ جہانتک ضابطہ کو تعلق ہے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالتہای مال ممالک مغربی و شمالی سے متعلق ہے۔ دفعہ مذکور مین یہ حکم ہے کہ ہر نالش مین وہ تمام دعوی شامل کیا جاویگا کہ مدعی بنا دعوی پر قایم کر سکتا ہو مگر مدعی وغیرہ چونکہ حالت یہ ہے تو آیا ممالک مغربی و شمالی کے ایکٹ لگان مین کوئی ایسا امر ہے کہ جو کسی امر مین اوس ضابطہ کو منسوخ کرتا ہے۔ دفعہ ایکٹ ۱۲ سنہ ۸۱ء مین جہانتک کہ وہ اس امر کے لئے ضروری ہے یہ حکم ہے کہ نالشات حسب ایکٹ ہذا اوس ضلع مین دائر ہونگی جسمین کہ ستے نالش یا اوسکا کوئی جزو واقع ہوا طور امر واقعہ کے ایک حصہ اوس جایداد کا جسکے نسبت لگان بالمقطع واجب الادا تھا عدالت کلکٹر بستی کے ضلع مین واقع تھا لگان متنازعہ ہر ایک حصہ جایداد انتقالی سے پیدا ہوتا ہے اور دفعہ ۴ الف و دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی بشمول دفعہ ۲۰۱۴ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے پڑھنے سے ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی مستحق تھا کہ اوسکے کل دعوی کی سماعت و تجویز اوس عدالت سے ہوتی جسمین اوسنے دایر کیا تھا یعنی عدالت اسسٹنٹ کلکٹر بستی مین۔ ہمکو یہہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ آیا مدعی اس دعوی کو عدالت مال اودہ مین جسمین کہ جزو جایداد واقع ہے مستحق دایر کرنیکا ہے یا نہین۔ دعوی اوس عدالت مین نہین دایر ہوا تھا اور یہہ بحث پیدا نہین ہوتی اب چونکہ ہماری یہ رائے ہے کہ وہ مستحق اپنے کل دعوی کرنیکا عدالت مال مین تھا جیسا کہ اوسنے ابتدا کیا تھا تو یہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا بعد ترمیم ہونے کے اگر یہہ ترمیم ہے وہ مستحق قایم رکھنے اپنی نالش بقایا متدعویہ کا تھا یا نہین۔ یہہ امر بالکل صاف معلوم ہوتا ہے کہ مدعی جسکو کل لگان بالمقطع یافتنی ہے یا متفرق رقوم یافتنی ہین وہ مستحق قایم رکھنے اپنی نالش بابت کل یا کسی جزو زر قرضہ کے ہے یا نہین اور اس امر سے کہ اوسنے اوس جزو رسدی کو منہا کر دیا ہے جسکے نسبت اوسکا بیان ہے کہ جایداد اودہ سے متعلق ہے وہ اپنے دعوی بقایا کے

قایم رکھنے سے محروم نہین کیا جاتا ہی۔ جو کچھ ہمنے کہا ہے وہ محض اسمقدمہ کے اشکال قانونی
سے متعلق ہے جیسا کہ وہ ہمارے روبرو بصیغہ اپیل پیش ہوا ہے بیشک ہم کوئی لے
رویداد مقدمہ کی نسبت ظاہر نہین کرتے ہین۔ مقدمہ کی تجویز کیجایگی اور ممکن ہے یہ
ہو یا نہو کہ مدعی اس امر کو ثابت کرے کہ باعتبار رویداد مقدمہ وہ مستحق دلا پانے کل یا
بعض کا وہ دعوی کرتا ہے یا کسی رقم کا وہ مستحق ہے یا وہ سرے سے کسی رقم کا مستحق نہین ہے
نتیجہ یہ ہے کہ ہم تجویز کرتے ہین کہ اسسٹنٹ کلکٹر ضلع بستی کو مدعی کے مقدمہ کی تجویز
کرنیکا پورا اختیار حاصل ہے گو کل کی بابت ہو یا جزو کی بابت چنانچہ ہم ڈگری عدالت ماتحت
منسوخ اور مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت مال ضلع بستی مین واسطے
تجویز رویداد کے واپس کرتے ہین۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

بدایون — منفصلہ ۲ فروری

اپیل فوجداری نمبر ۴۷۸

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام پوہپی وغیرہم

اپیل فوجداری — اپیل کا جیلخانہ سے اپیلانٹ کا دایر کرنا — اختیار عدالت اپیل کا دربارہ فیصلہ کرنے اپیل بغیبت اپیلانٹ کے — مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ —

جس صورت مین اپیل جو حسب دفعہ ۴۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری دایر ہوا ہو منظور ہو اور اطلاعنامہ محکومہ دفعہ ۴۲۲ مناسب طور پر جاری کیا گیا ہو اور مسل مقدمہ طلب ہوا ہو بموجب دفعہ ۴۲۳ ملاحظہ ہوا ہو تو عدالت اپیل بموجب دفعہ اخیرالذکر کے مجاز فیصل کردینے اپیل کے ہے گو اپیلانٹ حاضر نہو اور نہ وکیل اوسکے طرف سے حاضر ہو —

اختیارات عدالت اپیل پر جو قید از روے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قایم کی گئی ہے وہ صرف یہہ ہے کہ قبل فیصل کرنے اپیل کے عدالت کو مسل مقدمہ ملاحظہ کرنا چاہئے اور اگر اپیلانٹ حاضر ہو یا اوسکے طرف سے کوئی وکیل حاضر ہو تو اپیلانٹ کی اصالتًا سماعت ہونی چاہئے یا وکیل کی سماعت ہونی چاہئے —

اجلاس کامل سے باختلاف راے محمود صاحب کے ایسے ہی تجویز ہوی —

محمود صاحب جسٹس نے برخلاف اسکے یہہ تجویز کی کہ اصول فریق مخالف کے سماعت ہونی چاہئے اور یہہ کہ جہان استحقاق ہے وہان چارہ کار بھی ہے اور احکام دفعہ ۴۲۲ مجموعہ متعلقہ اطلاعنامہ اپیل سے یہہ مفہوم ہونا چاہئے کہ جب اپیل منظور ہو اور بموجب دفعہ ۴۲۱ کے سرسری طور پر نامنظور نکردیا جاوے تو اپیلانٹ کو اصلی موقع مسموع ہونیکا حاصل ہونا چاہئے اور فقرہ موقومہ دفعہ ۴۲۳ مین بعد ملاحظہ مسل مقدمہ اور سماعت اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے بشرطیکہ وہ حاضر ہو لفظ وہ متعلق وکیل سے ہے اور اسطرح پڑہنا چاہئے کہ گویا اون مین سے ہر ایک سے متعلق ہے اور یہہ الفاظ مین ان الفاظ سے کہ بشرطیکہ وہ حاضر ہو فیصلہ اپیل حسب دفعہ مذکور پر یہہ شرط مقدم قرار پاتی ہے کہ اپیلانٹ کی سماعت ہونا چاہئے یا بدرجہ اقل حاضر ہونا اوسکی خواہش پر چھوڑدیا جاوے اور لفظ حاضر ہو اپیلانٹ کی حاضری اصالتًا سے متعلق ہے اور جو اپیل کہ منظور ہوچکا ہو اوسکا فیصلہ بجز اوس صورت کے نہین ہوسکتا ہے کہ اپیلانٹ

عدالت کے روبرو حاضر ہو یا اوسکی سماعت حسب منشاء دفعہ ۳۴۰ کے ہوسکتی ہو۔

تشبیہ از محمود صاحب جسٹس۔ لیکن ہائیکورٹ بصیغہ اپیل مجاز ہے کہ مجرم کو

اپنے روبرو واسطے توضیح وقت اوسکے مقدمہ کے طلب کرلیوے۔

یہہ پانچ اپیل فوجداری کی تھے جنمین حسب سفارش محمود صاحب جسٹس کے ایج صاحب چیف جسٹس نے اجلاس کامل سے استصواب کیا تہا اپیلانٹیون نے جو جیلخانہ مین تھے ان اپیلونکو ۳۰ جون ۱۸۹۰ء کو بموجب دفعہ ۴۲۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے پیش کیا تہا اور افسر مہتمم جیلخانہ نے باضابطہ ہائیکورٹ مین مرسل کیا تہا۔ بذریعہ حکم براڈہرسٹ صاحب جسٹس مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۰ء کے یہہ اپیل منظور ہونے تہے اور ۲ اگست سنہ ۱۸۹۰ء ہوا اونکی سماعت کے لئے تاریخ معین تہی اور اطلاعنامجات محکومہ دفعہ ۴۲۲ مجموعہ کی ۲۳ جولائی کو قیدیون پر باضابطہ تعمیل ہوئی تہی۔ ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کو اپیل مذکور بغرض سماعت اجلاس مین محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوے اور جسٹس ممدوح نے ۲۵ اکتوبر کو ایک حکم بدین ہدایت تحریر کیا کہ اپیل مذکور بدین سفارش اجلاس مین چیف جسٹس صاحب کے پیش ہون کہ سوال ذیل اجلاس کامل مین سپرد کیا جاوے۔

آیا وہ اپیلانٹ جو جیلخانہ مین ہو اور جس نے اپنا اپیل بذریعہ مہتمم اوس جیلخانہ کے جسمین وہ قید ہے پیش کیا ہو اوسکی نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اسطور پر حاضر نہین ہے کہ جسکی سماعت حسب منشاء دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوسکے جب کہ وہ بوجہ اپنے قید کے جیلخانہ مین سے حاضر نہین ہوسکتا ہے اور بلا وسیلہ اس امر کے ہے کہ وکیل کو اپنے طرف سے حاضر ہونیکی ہدایت کرسکے۔

یہہ سوال بذریعہ حکم ایج صاحب چیف جسٹس معدرہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کے اجلاس کامل مین سپرد ہوا اور ۲۸ اکتوبر کو بغرض سماعت پیش ہوا۔

حسب خواہش محمود صاحب جسٹس کے پورٹر منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے۔

ہل بطور رفیق عدالت بجانب مخالف

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ مقدمہ بجاے پانچ اپیلون کے ہے اور حسب قاعدہ حال اندراج رجسٹر اون مقدمات کے یہہ پانچ اپیل ایک ہی کہے جاتے ہین پانچ اپیلانٹ ہین اور اونکے نام پوہپی وجہکنا و مولا و ڈومرا ورسیا ہی ہین۔

ان ناموں کا ذکر میننے اپنے حکم مورخہ ۸ ماہ حال مین بطور اون شخصون کے کیا ہے جو اوسوقت مجھے مستحق سماعت کے معلوم ہوئے تھے یعنی مستحق اسبات کے معلوم ہوے کہ مجھے باجلاس جج ایام تعطیل اور مہتمم اون خدمات کے جو اوس عہدہ کے رہتے مجھپر قایم ہوئی تہین اونکی سماعت کرنا لازم ہے۔ جب مقدمہ بغرض سماعت پیش ہوا تہا تو جو مسل میرے روبرو پیش تہی اوس سے مین نے دیکہا تہا کہ اگرچہ نام اس اپیل کا بطور ایک مقدمہ کے ہے لیکن فی الواقعہ اوسمین پانچ اپیل شامل ہین اور مزید بران اگرچہ سرکار کیطرف سے میرے روبرو سرکار کا قایمقام حاضر تہا لیکن ان پانچ اپیلانٹون مین سے کوئی حاضر نہین تہا۔ میرے روبرو یہہ واقعہ بہی موجود ہے کہ جن احکام سزا کی ناراضی سے یہہ پانچون شخص اپیل کرتے ہین وہ احکام سزای قید سخت میعادی دس سال فی کس بعلت اوس جرم کے ہین جو مطابق قانون کے ناقابل ضمانت ہے یا یون کہو کہ اشیا کے معمولی طریقہ مین قانوناً اونکو کوئی حق نہین دیا گیا ہے کہ وہ ضمانت دیکر اپنے واسطے رہائی حاصل کرسکین۔ ہمیشہ یہہ امر باوقعت رہا آتا ہے اور شکوک ناشی ہوئے ہین کہ آیا بہ نسبت اوس قسم کے جرایم کے جو ناقابل ضمانت کہلاتے ہین کسی عدالت کو کوئی اختیار ایسے شخص کو ضمانت پر رہا کرنیکا حاصل نہین ہے اور جیسا مین خیال کرتا ہون حکام ضلع کو بلاشبہہ اختیار نہین ہے۔ بہ نسبت اختیارات عدالتہای ممالک مغربی کے جو ممالک ہذا مین عدالت بالادست ہے دربارہ رہا کرنے کسی شخص کے ضمانت پر شبہہ تہا اگرچہ اسبارہ مین اب مجھکو کوئی شبہہ نہین ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ان اپیلانٹون کو بجز عدالت ہذا کے اور کوئی حاکم ضمانت پر رہا نہین کرسکتا تہا۔

مین نے یہہ تحریرات بنظر قابل الفہم کرنے اس امر کے کی ہین کہ کیون میرے ذہن مین وہ شک پیدا ہوا تہا جو مینے اپنے حکم مورخہ ۸ ماہ حال مین بیان کیا ہے اور یہہ حکم استصواب مین جو بعلم چیف جسٹس صاحب کے اجلاس مین پیش ہوا تہا مکرر یہہ بیان کیا ہے کہ آیا یہہ معاملہ کل عدالت کے روبرو جانا چاہئے یا نہین۔ اور ۸ ماہ حال تک مجھے اس امر کے خیال کرنیکے وجوہ کافی ووافی حاصل تہے کہ یہہ اشخاص قیدیان جیلخانہ مین مقید ہین اور ایسی شکل سے مقید ہین کہ جسمین اونکی ٹنگریان زنجیر آہنی مین بند ہی ہوئی ہین اور نہ بیڑیان آہنی مجازی ہین بلکہ تہوس اور اصلی آہنی بیڑیون مین بند ہی ہوئی ہین اوسوقت مجھے مسٹر دنی لال سے جنکے پاس خلاصہ مسٹر رام پرشاد کا موجود تہا یہہ کہنا مناسب

معلوم ہوا تہا کہ اس امر پر غور کرین کہ آیا مین ان اپیلون مین کارروائی مزید کر سکتا ہون یا نہین بوجہ میرے حکم استصواب مورخہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۸۹۰ء کے یہہ بات ہوئی تہی کہ یہہ مقدمہ اجلاس مین ذیعلم چیف جسٹس کے واسطے صدور ان احکام کے پیش کیا گیا تہا کہ ابا سماعت مقدمہ مذکور کی اجلاس کامل سے ہونی چاہئے یا نہین اور ممدوح الشان نے براہ مہربانی یہہ فرمایا ہی کہ اوسکی سماعت کل عدالت سے ہونی چاہئے یعنی یہہ کہ عدالت کے کل جج جو اوس روز یعنی آج الہ آباد مین موجود مین سماعت کرینگے۔

چنانچہ اسطرح یہہ مقدمہ کل عدالت کے روبرو پیش ہوا ہے اور بالکل اپنی نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ مین صرف مسٹر بوزنہ ہی کا ممنون نہین ہون جو حسب خواہش میرے منجانب غیر حاضر قیدیون کے حاضر ہوئے ہین بلکہ مین مسٹر ہل کا بہی ممنون ہون جنہون نے براہ مہربانی بطور رفیق عدالت عمل کیا ہے کیونکہ بالفعل وہ بہ سبب عہدہ پراسیکیوٹر مہتمم کار بوجہ اوس انتظام کے نہین ہین جو گورنمنٹ نے اونکی غیبت مین کیا تہا۔

پہر ذکر مین نے غرض کے ساتہہ کیا ہے اور وہ غرض یہہ ہے کہ اسمقدمہ مین موقع معقول لایق مشیران قانونی کو اسلئے دیا گیا تہا کہ معاملات کو ہماری روبرو ظاہر کرین جنپر بہر حال قانوناً یہہ لازم ہے کہ جو وقت ایک جانب یا دوسری جانب پیدا ہوئی ہو اوسکو ہمکو بآسانی سمجہاوین۔

باوجود اس استفادہ کے مجہکو اس امر کا رنج ہے کہ اسمقدمہ مین فیصلہ کا شروع کرنا میرا ہی کام ہے اور یہہ رنج اس امر سے پیدا ہوا ہے کہ مین مختلف الرائے جج ہون۔ وجہ اس امر کی کہ کیون مینے اسکا ذکر بالخصوص کیا ہے یہہ ہے کہ مجہے خوف اسبات کا ہے کہ مین ضرور اوس سے زیادہ وقت صرف کرونگا جسکا صرف ہونا دوسری حالت مین اوس امر کے صادر کرنیکے لئے مین ضروری سمجہتا کہ جو کچہہ مجہے کہنا ہے۔

مین یہہ اصول غیر متزلزل علم فقہ انسانی کا جسکی تمیز علم فقہ مختص المقام سے ہوتی ہے تصور کرتا ہون کہ جب کبہی کوئی جہگڑے دو فریق مین ہوتے ہین اور وہ جہگڑے تصفیہ طلب ہون تو وہ جہگڑے کسی ایسے شخص کے روبرو نہ جانا چاہیئے کہ جو اونمین سے ایک فریق یا جسکو اونمین کوئی ذاتی تعلق ہو۔ یہہ مسئلہ کہ کوئی شخص خود اپنے معاملہ مین جج نہین ہو سکتا ہے مستحکم اور صحیح مسئلہ ہے اور مدار اوسکا اوس شبہہ پر نہین ہے جو جج کی دیانت یا اوسکی لیاقت بابت اغراض تصفیہ کے ثابت ہو بلکہ مسئلہ مذکور اصطلاحات قانونی سے کسی اعلی امر پر مبنی ہے

مسلہ مذکور علم فلسفہ پر مبنی ہے جسمین یہہ بیان ہے کہ انسان انسان ہی ہے اور بہ تعظیم تمام نسبت دیانت اور راست بازی ججون کی ججون کو اون مقدمون کی سماعت نکرنی چاہئے جسمین خود اونکو تعلق ہے -

اب دیکھنا چاہئے کہ ایک دوسرا مسلہ منقسم اس مسلہ کے ہے کہ جسکو بھی مین مسلہ علم فقہ انسانی کہتا ہون اور جسکی تمیز علم فقہ مختص المقام اور مختص الغرض سے ہو سکتی ہے اور وہ اصول یہہ ہے کہ تصفیہ عدالت عام مین ہونا چاہئے - تواریخ انگریزی کے کسی زمانہ مین ایسی صورت نہین تھی کیونکہ ہم سب جانتے ہین کہ ستار چیمبر سے کیا مراد تھی اور ہم سب کو یہہ بھی معلوم ہے کہ اسٹار چیمبر نے بہت مقدمون مین انصاف کیا ہوگا لیکن تاہم جب اوس قوم نے بنظر عدل گستری کے اوسکی ضرورت سمجھی تو اوسکو موقوف کر دیا -

مین تواریخ کی تجویز نہین کر رہا ہون اور اوسکا ذکر مقدمہ کی غرض سے زیادہ نہین کرنا چاہتا ہون لہذا مین اقرار کرتا ہون کہ جو رائے مین اوپر ظاہر کر چکا ہون وہ ایسے معاملہ سے بھی متعلق ہونی چاہئے جو تمامتر قانونی اور تمامتر اصطلاحی اور تمامتر حیطہ قانون مین داخل ہو اور جسکی تمیز علم فلسفہ سے ہو سکتی ہو لیکن وہ اسقدر قابل تمیز نہین ہے کہ جسقدر بادی النظر مین معلوم ہوتی ہے - ایک دوسرا مسلہ ہے جسکے یہہ معنی ہین کہ بلا سماعت کے کوئی شخص تقصیر وار نہ قرار پاویگا - بارہا اقبال مسٹر بروم صاحب نے اپنے مشہور رسالہ مسایل قانونی مین ایسا کہا ہے - اگر فی الحقیقت بہ نسبت امر علم فقہ کے اوس مسلہ کے سند سے زیادہ تر مستند نہو تو بدرجہ مساوی ایسی ہی عظیم ایک سند اور بھی ہے اور وہ قول سنیکا کا ہے اور وہ یہ ہے جسکے معنی سادہ زبان انگریزی مین یہہ ہین کہ جس کسی نے کوئی فیصلہ کیا ہے اور فریق ثانی بلا مسموع رہا ہے تو یہہ مان لیا جاوے کہ اوسکا فیصلہ صحیح ہوا ہے - لیکن وہ خود صحیح نہین ہوگا -

یہہ محض نظم ہی نہین ہے بلکہ صحیح منشا، قانونی ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ نفس اوس اصول کا ہے جو اس مسلہ مین شامل ہے یعنی یہہ کہ بلا سماعت کے کوئی شخص تقصیر وار نہ قرار پاویگا -

یہہ ایسا ہو یا نہو مین اپنی نسبت تو بالکل یہہ کہتا ہون کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ مجھکو یہہ خیال کرنا غیر ممکن ہے کہ کوئی کیسا ہی لائق یا ہوشیار دیانت دار کیون نہو بالیقین

ذمہ دار نہین ہوسکتا ہے کہ فریقین کو معقول اور مساوی موقع مسموع ہونیکا بغیر دئے ہوئے اونسے کسی جہگڑہ کے طے کرنیمین نتایج صحیح اخذ کئے ہین ۔

اور یہہ میری تجویز تمامتر نتیجہ اوسکا نہین ہے کہ جو کچہہ مینے قانون انگریزی سے کسیقدر سیکہا ہے بلکہ وہ نتیجہ علم فلسفہ اسلام کے تعلیم کا بہی نتیجہ ہے جسپر مین ابہی توجہ کرونگا کیونکہ وہی علم فقہ قانون مروجہ ملک کا اوسوقت تہا جب سرکار انگریزی کی حکومت ملک کے اوس حصہ پر شروع ہوئی تہی ۔ یہہ مقدمہ ضلع بدایون کا ہے کہ جس قلمرو کو نواب وزیر اودہ نے بذریعہ عہدنامہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۰۱ء انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو مفوض کردیا تہا (عہدنامجات مولفہ اچیسن صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ ملاحظہ کیجئے) ایا یون کہو کہ بتاریخ تفویضگی مذکور کے مقدمات فوجداری مین شرع محمدی قانون اصلی اور ضابطہ دونون کا تہا اور یہہ امر بغیر کہے رہا جاتا ہے کہ بطور ایسے قانون کے تہا جو باہم والیان ملک کے قابل پابندی ہوتا ہے اور جب یہہ تفویضگی اور اشتمال قلمرو کا واقع ہوا تہا سرکار انگریز نے اوس قلمرو کو بپابندی اوس قانون کے لیا تہا ۔ قانون مذکور مقتضی اس امر کا ہے کہ سماعت متخاصمین کی قبل فیصل ہونے اونکے مقدمات کے ہوجانا چاہئے ۔

اندرین حالات بلاشبہہ یہہ ظاہر ہے کہ بجز اوس صورت کے اجازت صریحی وضع قانون مشعر تغیر و تبدل قانون قدیم پیشگاہ اوس سلطان سے صادر ہو جسکو ملک تفویض ہوا تہا قانون قدیم مذکور بلاتغیر و تبدل کے قایم رہیگا کیونکہ یہی خیال کل شایستہ قومونکا جب فیمابین ایک دوسرے کے عملدرآمد ہوتا ہے خصوصاً جب امور تفویضگی قلمرو کے درپیش ہون ۔

یہانتک مینے طوالت بڑہا ہے لیکن مین سینکا کے شعر کو سند کامل خیال کرتا ہون انگلستان کے مشہور ججون نے بدرجہ اقل اوسے ورجن سے زیادہ مرتبہ اوسپر حوالہ کیا ہے اور مین خوش ہون کہ مین اونکی تقلید اس طور پر کرسکتا ہون کیونکہ مین ثابت کرنا چاہتا ہون کہ ہندوستان کے شاعرون نے بہی جو بلاشبہہ سینکا سے بہت حال کے زمانہ مین ہوے ہین اوسی طریقہ سے بیان کیا ہے ۔ ایک بیت حسب ذیل ہے ۔

قریب ہے یار روز محشر چہپیگا کشتونکا خون کیونکر ✦ جو چپ رہیگی زبان خنجر لہو پکاریگا آستین کا

مین اسکی انگریزی کرونگا کیونکہ اصولاً ٹہیک طور پر یہہ وہی خیال ہے جو سینکا کا تہا

اور رودہ بہت عملی وقعت کا ہے کیونکہ اوس سے خیالات ایک باشندہ ہند کے ظاہر ہوتے ہین -

اس بیت کی انگریزی اسطور پر ہو سکتی ہے -

اے یار قیامت کا روز قریب ہے تو (بذریعہ خاموشی کے) اونکا خون چھپانا کیونکر ممکن ہے جو کشتہ ہین - اگر زبان خنجر کی خاموش بھی رہیگی تو آستین کا خون بول اوٹھیگا -

یقیناً یہہ ایسا ہی معقول علم فقہ ہے جیسا کہ سنیکا کی وہ سطر ہین جو مین نے ابھی پڑہی ہین - اس سے مراد کیا ہے - مراد یہہ ہے کہ فریق مقدمہ کی سماعت قطعاً ضروری ہے اور اگر سماعت نکیجاوے تو نہ تصفیہ ہے اور نہ انصاف ہے اور انصاف صرف قیامت ہی کے روز پر منحصر رہیگا -

مقدمہ کی اس صورت پر اسقدر بحث کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ اب مجھے بالتفصیل احکام قانون متعلقہ اپیل فوجداری کو دیکھنا چاہیئے - مین نے مقدمہ کے اس جزو پر بالعمد اسقدر بحث کی ہے کیونکہ مین یہہ ثابت کرنا چاہتا ہون کہ بجز اوس صورت کے کہ صورت مخالف بطور مسلہ غیر مشتبہہ ہمارے قانون کے اور بلالحاظ قانون اور بلالحاظ دیگر خیالات کے جو علاوہ اصول اصلی علم فقہ کے ہون ثابت کیجاوے مین یہہ تصور کرتا ہون کہ جب کبھی کسی فریق کے استحقاق پیش کرنے اپنے مقدمہ کا دیا جاوے تو اوسکے رو سے بالضرور یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ اوسکی سماعت ہونا چاہیئے - بالفاظ دیگر جہان کہین یہہ اصول - کہ جہان حق ہے وہان چارہ کار بھی ہے - متعلق ہوتا ہے تو مین تصور کرتا ہون کہ جب کوئی شخص اپنا استحقاق ظاہر کرتا ہے تو اوسکی سماعت
۱ ہونی چاہیئے کیونکہ چارہ کار سے مفہوم ہوتا ہے کہ استحقاق اور دعوی کی سماعت جج پر اس امر کے ثابت کرنیکے لئے ہونی چاہیئے کہ اہل مقدمہ کو چارہ کار عطا ہونا چاہیئے -

بادی النظر مین یہہ واضح ہوتا ہے کہ یہہ امر بالکل اوس فایدہ سے متعلق ہے جو مین ایسے اصولونسے تصور کرتا ہون اور اسوجہ سے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ امر کل عدالتون نے سہو کیا گیا ہے - لیکن یہہ ایسا نہین ہے - میرے روبرو سات مقدمہ ہین جنپر مجھے بڑی تفصیل مین غور کرنا پڑا تھا اور اون سب مین یہی بحث پیدا ہوئی تھی -
٦ اول مقدمہ جہ بند مین کا ہے جو نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تھی جسمین

تہا وجہ جس سے دست اندازی عدالت ہذا کی مطلوب تہی حسب ذیل ہے ۔
ڈپٹی مجسٹریٹ نے سایل کی نسبت تجویز ثبوت جرم بر بناء اون فرضی کارروائیون
کے صادر کی ہے جو پولس نے کی تہی اور سشن جج نے اوسکا اپیل بلا کرنے تحقیقات اور
بلا طلب کرنے اور اظہار لینے اوسکے یعنی سایل کے ڈسمس کر دیا ہے لہذا سایل مستدعی ہی
کہ اوسکے مقدمہ مین انصاف کیا جاوے ۔ اور چہہ مقدمون مین بہی ایسی ہی وجوہ درج
ہین اور مین نے خیال کیا تہا کہ اگر یہہ سچ ہے کہ یہہ اشخاص جج کے روبرو بغرض بحث کے
اپنی اپنی اپیلون کے کبہی طلب نہین ہوئی ہین تو یہہ امر مشتبہہ ہے کہ آیا فیصلہ اپیل کا جایز
ہے یا نہین ۔ بنظر تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا وہ قانونًا جایز ہے مین بعد اوسکے کہ جو مین نسبت
عام اصول قانون اور تاثیر اس مسئلہ کے کہہ چکا ہون کہ بلا سماعت کے کسی شخص کو تقصیروار
نہ ٹہرایا جانا چاہیئے مین خود ایکٹ کے ملاحظہ کرنے مین مصروف ہونگا ۔

یہہ ایکٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کہلاتا ہے ۔ مجہے معلوم ہوتا ہے
کہ اس سے پہلے دو ایکٹ سابق ہو چکے ہین ایک مجموعہ ضابطہ فوجداری ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء تہا جسمین
دفعہ ۴۱۹ واسطے اغراض بحث پیش شدہ کے مفید تہا ۔ دوسرا ایکٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری
۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء جو تہا جسکا دفعہ ۲۸۰ مفید ہے کیونکہ اوسمین تقلید اوسی سلسلہ خیال کی ہوئی ہے
جو دفعہ ۴۱۹ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء مین تہا ۔ ان دونون سے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ
۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کا واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے زیادہ باوقعت ہے ۔

پس بنظر سمجہنے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اور صرف اوسی غرض کے لئے
مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اوسی مجموعہ کے چند دیگر دفعات کا ذکر کرنا ضروری ہے جس سے مین دفعہ ۴۲۳
کی نسبت جو بہت ضروری دفعہ متعلق اس مقدمہ کے ہے وہ تعبیر قایم کرسکون جو مین قایم کرونگا

ان دفعات مین سے جنپر مین توجہ کرنا چاہتا ہون اول دفعہ ۴۰۴ اوسی مجموعہ کی
ہے جسمین تعریف اوسکی ہے جسکو سب لوگ مشہور قاعدہ قانون کا جانتے ہین کہ کوئی اپیل
بنا بر کسی تجویز یا حکم مصدرہ کسی عدالت فوجداری کے جایز نہوگا الا حسب احکام مجموعہ ہذا یا
کسی اور قانون مجاریہ وقت کے ۔ مجموعہ مذکور مین یہہ دفعہ ضرورت سے زیادہ تر عمل بلا
تنبیہہ کے ہے ۔

دوسرا دفعہ ۴۱۰ ہے ۔ اوسمین یہہ بیان ہے ۔ کہ شخص جو تجویز کسی سشن جج

اڈیشنل یا جائنٹ سشن جج کے مجرم قرار پایا ہو اختیار رکہتا ہے کہ ہائیکورٹ مین اپیل کرے - دفعہ مذکور مین لفظ اختیار رکہتا ہے واقع ہوا ہے لیکن بحالیکہ بحث مین جو ہمارے روبرو براہ مہربانی مسٹر بل نے کی ہے مشار الیہ نے کامل طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ لفظ اختیار رکہتا ہے سے جسکی تمیز لازم سے ہوتی ہے کوئی عملی فرق نہین ہوتا ہے کیونکہ ذی علم کونسل کو اس امر پر اتفاق ہے کہ اوس سے حق اپیل عطا ہوا ہے جسکی تمیز رعایت مسموع ہونے یا نہ مسموع ہونے سے ہوتی ہے اوسکے بعد دفعہ ۴۱۹ اوسی ایکٹ کا ہے جسمین طریقہ تحریر درخواست کا قرار پایا ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین بیان ہے - ہر ایک اپیل بطریق سوال تحریری کے اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کی معرفت پیش کیا جائیگا اور ایسے ہر سوال کے ساتھہ نقل اوس تجویز یا حکم کی جسکی ناراضی سے اپیل ہوا بجز اوس صورت کے کہ جس عدالت مین وہ پیش کیجاوے دوسرے طور پر حکم دے) شامل ہوگی اور جن مقدمات کی تجویز معرفت جوری کے ہوئی ہو نقل مدات جرم قرار دادہ کی جو دفعہ ۳۶۷ کے مطابق قلمبند ہوے ہون شامل کیجاویگی بعدہ دفعہ ۴۲۰ ہے جسمین یہہ بیان ہے - اگر اپیلانٹ جیلخانہ مین ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ اپنا سوال اپیل معہ نقول منسلکہ افسر مہتمم جیلخانہ کے پاس داخل کرے اور افسر مذکور اوس سوال اور نقول کو عدالت اپیل مناسب مین مرسل کریگا -

اسموقع پر ایک لحہ بنظر بیان کرنے اس امر کے مین ٹھہر جاونگا کہ دفعہ ۴۱۹ کی تعبیر مین کیا باور کرتا ہون - دفعہ ۴۱۹ مین نمونہ سوال کا مقرر ہوا ہے جسکی تمیز دفعہ ۴۲۰ سے ہوتی ہے جسمین باستثناء مقدمہ اوس قیدی کے جو جیلخانہ مین ہو طریقہ پیش کیجانے سوال اپیل کا مقرر ہوا ہے - یہہ دونون بالکل معاملات جداگانہ ہین اور یہہ دفعات معاملات متشکل کی بابت نہین ہین - مین ایسا کہتا ہون کیونکہ اوسپر غور کرنیکے بعد مین دفعہ ۴۲۰ پر اسطور پر نظر کرتا ہون کہ اسکے روسے قاعدہ مندرجہ دفعہ ۴۱۹ مین کچھہ تخفیف نہین ہوتی ہے - دفعہ ۴۱۹ اوس قیدی سے جو جیلخانہ مین ہو اوسیطرح سے متعلق ہوتا ہے کہ جس طرحسے کسی دوسرے قیدی سے متعلق ہوتا ہے اور وہ دفعہ مقتضی اس امر کا ہے کہ وہ سوال اوس شکل سے مرتب ہونا چاہئے کہ جو شکل اوسکی از روے دفعہ مذکور مطلوب ہے اور دفعہ ۴۲۰ کو صرف جیلخانہ سے اپیلون کے پیش ہونیکی بحث سے تعلق ہے -

یہانتک مین نے صرف یہہ ظاہر کیا ہے کہ جو قواعد متعلق طریقہ پیشی اپیل کے ہین اونکو استحقاق اپیل یا اوس استحقاق مین مخلوط نکرنا چاہیئے جو اپیلانٹ کو مسموع ہونیکی بابت حاصل ہے - جن شخصون کی کبہی سماعت نہونی چاہیئے جنکی زبان خاموش ہے جنکی زبان سے بول نہین سکتی ہے اونکے مقدمون مین لیکن امر بالخصوص بہت ضروری ہین کیونکہ قرضا بلحاظ ضرورت بات خود اس مجموعہ کے اونکی زبان کا ہمسے بولنا غیر ممکن رہا ہے -

اوسکے بعد ہم دفعہ ۴۲۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر آتے ہین جسمین نہ کوئی قاعدہ بہ نسبت مرتب کرنے سوالات کے معین ہے اور نہ کوئی قاعدہ اسبات کا معین ہے کہ وہ کیونکر پیش کیجاوینگے بلکہ قاعدہ اسبات کا معین ہے کہ وہ کیونکر فیصل کیجاوینگے بشرطیکہ عدالت اپیل اس قابل تصور کرے - دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے - عند الحصول ایسے سوال دلخل حسب منشاء دفعہ ۴۱۹ یا دفعہ ۴۲۰ کے عدالت اپیل کو لازم ہے کہ اسکو ملاحظہ کرے اور اگر عدالت کے دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ پائی جاوے تو اوسکو اختیار ہے کہ اپیل بطور سرسری نامنظور کرے - مگر شرط یہہ ہے کہ اپیل جو دفعہ ۴۱۹ کے مطابق رجوع کیا جاوے وہ اسطرح خارج نکیا جاویگا الا اوس صورت مین کہ اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کو اپیل کی تائید مین عذرات پیش کرنیکا موقع معقول حاصل ہوا ہو - کسی اپیل کو اس وجہ کے مطابق خارج کردینے سے پہلے عدالت کو اختیار ہے کہ مقدمہ کی مسل طلب کرے مگر ایسا کرنا اوسپر لازم نہین ہے -

اس دفعہ کی شرط کے سمجھنے مین مجھے کچھہ دقت ہوئی تہی لیکن وہ دقت اوس عالمانہ تقریر سے رفع ہوگئی ہے جو مسٹر پل نے ہمارے روبرو کی ہے - تعبیر کے اس مسئلہ کی بنا پر کہ ایک بات کے ظاہر کردینے سے دیگر باتین خارج ہوجاتی ہین مجھے خوف ہے یہہ متصور ہونا چاہیئے کہ یہہ شرط اون اپیلون پر محدود ہے جو جیلخانہ سے پیش ہوئی ہون اور اسلیئے جو شخص جیلخانہ مین ہو اوسکو ایک جانب یہہ رعایت حاصل ہے کہ اپنا اپیل اوس طریقہ سے پیش کرے جو دفعہ ۴۲۰ مین معین ہے بجانب دیگر وہ اس رعایت پر اصرار نہین کرسکتا ہی کہ جیلخانہ سے اپیل بہیجدینے کے بعد اوسکی یا اوسکے وکیل ہی کی سماعت ہونی چاہیئے بشرطیکہ اوسنے وکیل مقرر کیا ہو -

مجھے اسمین شبہہ نہین ہے کہ اپیلونکو بطور سرسری طور پر نامنظور کرنیکی غرض کے لئے دفعہ ۴۲۱ کی یہہ شرط اوس تحریر کی موید ہے جسکا پیش کرنا مسٹر پل نے گوارا کیا ہے یعنی

یہہ کہ موجودگی قیدی اپیلانٹ کی بطور شرط مقدم اور عمل مدالعہ در بارہ نامنظوری سرسری اپیل مذکور کے ضروری نہین ہے - لیکن مقدمہ کی اس صورت پر مین بحث کرنا نہین چاہتا ہون اور نہ اوس سے کسیقدر عامدانہ فرق پر بحث کرنا چاہتا ہون جو واضعان قوانین نے اپنی دانائی سے قایم کرنا پسند کیا ہے - مین اس وجہ سے بحث نہین کرتا ہون کہ یہہ پانچو اپیل سراسری طور پر نامنظور نہین ہوئی ہین -

میرے بھائی بناؤ ہر سٹ صاحب نے ان اپیلونکو منظور کیا تھا اور عدالت ہذا کے رجسٹر مین یہہ اپیل قایم ہین اور ادنکا تصفیہ بجز مطابق اوس طریقہ ضابطہ کے نہین ہو سکتا ہے جو اس قانون مین معین ہے -

اس سے ہمکو براہ راست اوس امر پر بحث کرنی ہوتی ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے اور سب سے پہلے مین مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۴۲۲ کو پڑھنا چاہتا ہون - اوسمین یہہ بیان ہے - اگر عدالت اپیل سوال اپیل کو بطور سراسری نامنظور نکرے تو اوسکو چاہیے کہ اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کو یا اوس عہدہ دار کو جسے لوکل گورنمنٹ اس امر کے لئے مقرر کرے اوس وقت اور مقام سے مطلع کرے جو اپیل کی سماعت کے لئے مقرر کیا گیا ہو اور عہدہ دار مذکور کی درخواست پر نقل وجوہ اپیل کے اوسکے حوالہ کرے - اور مقدمات اپیل محکومہ دفعہ ۴۱۷ مین عدالت اپیل کو لازم ہے کہ اوسی قسم کی اطلاع شخص ملزم کو پہنچاوے -

لفظ اطلاع پر بعض صورتون مین تعبیر کی بابت دقتین پیدا ہو سکتی ہین لیکن وہ دقت مجھے اس مقدمہ مین نہین معلوم ہوتی ہے کیونکہ لفظ نوٹس کا بخوبی سمجھا ہوا لفظ قانونی ہے اس لفظ کے معنی کیا ہین - مین اوسکی تعبیر کرونگا - نوٹس ایک تاکید فریق مقدمہ کو اسلیئے ہے کہ وہ کسی نتیجہ امکانی کو روک سکے یا یون کہو کہ نہ محض یہہ اطلاع ہے کہ جس امر کی دھمکی دی گئی ہے وہ امکاناً ایسے معاملہ مین جسمین اوس شخص کو تعلق ہے کہ جسکو اطلاع دیگئی ہے واقعہ ہوگا یا ہو سکتا ہے بلکہ یہہ بھی ہے کہ اگر وہ تدابیر مناسب عمل مین لانا چاہے تو نتیجہ مذکور سے حفاظت حاصل کر سکتا ہے - مینے اس امر کو ایسے عام طور پر بیان کیا ہے کیونکہ لفظ نوٹس کے بسبب بقیہ معمولی طور پر کافی ہے کہ جو مقدمات کامن لا یا جینسرلی لا یا فوجداری کے قانون سے یا فی الحقیقت قانون کے کل صیغون سے ظہور پذیر ہون اون سب پر حاوی ہو

چونکہ کیفیت یہہ ہے کبھی ایسا ممکن نہین ہوا ہے کہ مین بجز تا رضامند کے اسبابمین اور کچہہ رہا ہون کہ واضعان قانون کی نسبت یہہ اعتبار کرون کہ فضولیات قایم کرنے مین یا ایسے امور قایم کرتے ہین جنسے اوسکی کچہہ مراد نہین ہوتی ہے یا ایسے الفاظ قایم کرتے ہین جنمین اونکی کچہہ غرض نہین ہوتی ہے ۔ اسموقع پر مجھے لفظ اطلاع سے اور اوسکی ادبین غرض سے سروکار ہے کہ جس غرض سے وہ اوسوقت اور مقام کی صراحت کے ساتھہ ہوا ہے کہ جسوقت اور مقام پر اپیل مذکور کی سماعت ہو گیا ان لفظون کے استعمال کرنے سے واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ جس شخص کو ایسا نوٹس دیا جاوے اوسکے پیر واقعی آہنی زنجیر مین بند ہا ہے کہ جسمین وہ اوس نتیجے یعنی اپنی اپیل کے دشمنی سے محفوظ رہ سکے اور تاہم اوسکو اطلاع دیجاوے ۔ مین ایسا کوئی امر تجویز نہین کر سکتا ہون ۔ ایسا تجویز کرنا مجھے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کیونکہ اوس حالت مین دفعہ ۲۲۴ کبھی موجود ہی نہوتی کیونکہ وہ کل دفعہ بہت سے صورتون مین فضول ہو جاویگی ۔ دفعہ مذکور کی اخیر فقرہ سے بہی اوسی نتیجہ کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ اوس دفعہ مین جس صورت کا مقصود ہے وہ اپیل پیش کردہ قیدی نہین ہے بلکہ اپیل پیش کردہ سرکار سے مقصود ہے جو بموجب اون خاص اختیارات کے پیش کیا جاتا ہے جو سرکار کو بموجب دفعہ ۲۷۱ کے بنا راضی ہدایت کے عطا کیا گیا ہے ۔ اوسمین بہی لفظ نوٹس کا واقعہ ہوا ہے ۔ ہم سماعت وکیل ملزم کی نہین کرتے ہین بلکہ ہمکو صرف اوسیکا ذکر بطور ایسے شخص کا ملتا ہے کہ جسکو نوٹس دیا جانا چاہیئے ۔ ہمکو دفعہ ۲۷۴ پر بہی نظر کرنا چاہیئے جسمین یہہ حکم ہے کہ جب کوئی اپیل مطابق دفعہ ۲۷۱ رجوع کیا جاوے عدالت ہائی کورٹ اس حکم کا وارنٹ صادر کر سکتی ہے کہ شخص ملزم گرفتار ہو کر اسکے روبرو یا کسی عدالت ماتحت کے روبرو حاضر کیا جاوے اور جس عدالت کے حضور وہ حاضر لایا جاوے اوسی اختیار ہے کہ روز انفصال اپیل تک اوسکو قیدخانہ مین بہیجے یا اوسکو ضمانت پر رہا کرے ۔

مجھے اس حکم قانون پر بالخصوص توجہ مایل کرانیکی خواہش ہے کیونکہ تقویت اوس اختیار کے جو مجھے حاصل ہے جیسا کہ مین نے اوسکو سمجہا ہے اور جیسا کہ مین نے اوسکو بیان کیا ہے مین اپیلانٹ عدالتہائے کے لئے یہہ امر غیر ممکن کر سکتا ہون کہ وہ نوٹس سے مستفید ہوسکے مثلاً مین فرض کرلیتا ہون کہ پہلے بہت معقول احتیاط کرونگا کہ شخص مذکور مکان عدالت سے بہت فاصلہ پر

قید کیا جاوے اور تب اوسکو نوٹس متضمنہ فقرہ اخیر دفعہ ۴۲۲ نکالا جاسکے - تو ایسی نوٹس سے کیا فایدہ ہوگا بشرطیکہ اوسکی مراد بجز اوسکے کچھہ اور ہو جو مینے بیان کی ہے -

لیکن دراصل اس معاملہ کا اوسقدر مدار اس دفعہ کی تشریح پر نہین ہے کہ جسقدر اوسکا مدار اوس تعبیر پر ہے جو خود دفعہ ۴۲۳ کی نسبت قایم کیجاوے - اوس دفعہ کی نسبت مجھے اسطرح پر تعبیر کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح پر اوسکی نسبت مسٹر ہل تعبیر کرنا چاہتے ہین اور زیادہ تر مشکل اس امر کی وجہ سے معلوم ہوتی ہے کہ انگریزی میری زبان نہین ہے - مین اسکو قاعدہ قانون کا تصور کرتا ہون جسکی تمیز ہر ایسے امر سے ہوتی ہے جو متعلق بعلم صرف و نحو کے ہے اور فقرہ کو گرامر کے منشا مین پڑہنا چاہیے یعنی ایسے گرامر ہو جو اوس حاکم کو معلوم ہو جسکو قانون کی تعبیہ کرنا ہے - مینے دفعہ مذکور کے فقرہ اول کو پڑہا ہے جو ضروری ہے - اوسکی عبارت اسطرح پر ہے - جب عدالت اپیل مقدمہ کی مسل طلب کرلے اگر مسل مذکور پہلے سے عدالت مین نہ آگئی ہو بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وکیل حاضر ہو اور نیز پیروکار سرکاری کے اگر وہ حاضر ہو اور نیز عذرات شخص ملزم کے اگر اپیل متعلقہ دفعہ ۴۱۷ دایر ہو اور ملزم مذکور حاضر ہو عدالت مجاز ہوگی کہ اگر اوسکی دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ پائی جاوے اپیل کو نامنظور کرے یا اختیار ہے - اور یہان پر بعدہ چار اور فقرے ہین جو واسطے اغراض مباحثہ کے ضروری نہین ہین بجز اوسکے کہ اونسے وہ اختیارات عظیم عدالت کے ظاہر ہوتے ہین جو عدالت کو بطور عدالت اپیل کے حاصل ہین -

جو دقت مجھے لاحق ہے جہانتک کہ اوسکو تعبیر سے تعلق ہے وہ فقرہ اول دفعہ مذکور کے حصہ دوم مین شامل ہے جو مینے ابھی پڑہا ہے بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور ہر شخص اس امر پر اتفاق کریگا کہ وہ ایک شرط مقدم دسمسی اپیل پر ہے اور بعد سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وہ حاضر ہو - مسٹر ہل ہمسے یہہ تجویز کرانا چاہتے ہین کہ ضمیر وہ جو اوسموقع پر واقعہ ہے اور جسپر بجز نشان کاملہ کے اور کچھہ نہین ہے اسطرح پر پڑہنا چاہیے کہ اوسکی مراد ہے کہ اونمین سے کوئی - بالفاظ دیگر ذیعلم کونسل نے یہہ بحث کی ہے اور مینے اوسکی بحث کو بہت توجہ کیساتھہ سنا ہے کہ اس عبارت سے کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر وہ حاضر ہو یہہ مراد ہے کہ لفظ وہ اوسموقع پر بطور ایک بجائے

دوسرے کے مستعمل ہوا ہے کیونکہ لفظ یا کا تفریقاً مستعمل ہوا ہے اور حروف عطف اعتراضیہ ہے۔ جایز ہے کہ بطور محض امر تعبیر نسبت لفظ یا کے دقیقین پیدا ہون کہ آیا اسکی ہمیشہ یہی معنی ہوتے ہین لیکن مین یہہ نہین تصور کر سکتا ہون کہ لفظ وہ جو وہان آیا ہے اوسکے یہہ معنی ہین کہ اونمین سے کوئی ایک۔ اگر واضعان قوانین کی یہہ مراد ہوتی کہ اونمین سے کوئی ایک مراد ہے تو اوسکو وہ بہت آسانی کے ساتھہ صاف ظاہر کر سکتے تھے بلکہ لفظ وہ کے کبھی یہہ معنی نہین ہو سکتے ہین کہ اونمین سے کوئی ایک۔ بوجب عام قاعدہ تعبیر کے ضمیر اوس اسم سے متعلق ہوتا ہے جو اوسکے بہت قریب ہوتا ہے لہذا لفظ وہ کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ جو لفظ اوسکے بہت قریب ہے اوس سے یعنی لفظ وکیل سے متعلق ہے۔

لیکن میرے لئے صرف یہی ایک امر اسم نہین ہے کیونکہ و لیکن مین یہہ تسلیم کر لونگا کہ لفظ وہ سے مراد ہے کہ اونمین سے کوئی۔ اور قانون کو اسطرح پڑھونگا کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکور اور سماعت عذرات اپیلانٹ یا اوسکے وکیل کے اگر اونمین سے کوئی حاضر ہوئے دفعہ مذکور کو اسطرح پڑھنے سے میری مشکل زیادہ تر ہو جاتی ہے کیونکہ تب مجھ لفظ اگر کو بالکل ترک کرنا پڑتا ہے۔ لفظ اگر کے معنی کیا ہین۔ اگر میری یادداشت صحیح ہے تو لفظ اگر انگریزی لفظ دیپے کا ایک مخفف ہے کہ جس لفظ کے صرف یہہ معنی ہین فرض کیا جاوے اور فرض کیا جاوے کے معنی ایک شرط مقدم ہے کہ جو بہت طول عبارت ہے۔ لہذا اوسکو اس شعاع مین پڑھنے سے ہم اسکی یہہ عبارت قایم کرتے ہین کہ فرض کیا جاوے کہ وہ حاضر ہو یعنی یہہ کہ واسطے فیصلہ اپیل کے یہہ شرط مقدم بالضرور ہونی چاہیے کہ یا تو اپیلانٹ کے عذرات کی سماعت ہونی چاہیے یا بدرجہ اقل اوسکو حاضر ہونیکا اختیار دیا جانا چاہیے۔ اگر اس لفظ اگر کا اوس خود اختیاری سے نہین ہے تو وہ ایک بے وقعت لفظ ہے۔ کوئی فایدہ نہین ہے کہ کسی شخص کا پیر باندھ دیا جاوے اور اوسکا حاضر ہونا غیر ممکن کر دیا جاوے اور جب اوس سے یہہ کہا جاوے کہ ہم تمہاری سماعت کرینگے اگر تم حاضر ہو حالانکہ ہم برابر جانتے ہین کہ ہم نے اوسکے حاضر ہونیکو غیر ممکن کر دیا ہے۔

دوسری لفظ تعبیر طلب لفظ حاضر ہونگی ہے۔ لفظ حاضر ہونے سے مفہوم یہہ ہے کہ اوس شخص کی حاضری عدالت ممکن ہو یا ایسی حاضری سے مقصود ہے جسکا مقصود لازمہ قواعد ضابطہ کے ہے اور بمنزلہ حاضری اصالتاً تسلیم ہو

میرے لئے یہہ معاملہ کم و بیش حیرت کا ہے کہ ہرگاہ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے دفعہ ۳۶ مین قواعد مختص مشعر اس ضابطہ کے معین ہین کہ حاضری فریقین کی اصالتاً یا بذریعہ وکیل کے ہو سکتی ہے لیکن کوئی ایسا عام قاعدہ اس مجموعہ ضابطہ فوجداری بہر مین یہان نہین موجود ہے۔ لہذا لفظ حاضر ہونے کے معنی جیسا کہ وہ دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین واقع ہوا ہے ضرور یہہ ہونا چاہئے کہ شخص ملزم یا قیدی کو خود حاضر ہونا چاہئے اور مین یہہ معنی بخوبی سمجھہ سکتا ہون کیونکہ ایک ابتدائی شہادت یہہ ہے کہ قانون کا ایسا ہی مقصود ہے اگر لفظ حاضر ہونے کے کوئی دوسری معنی ہوتے تو اوسکے وکیل کے ذکر کرنے کی کچھہ ضرورت نہتی کیونکہ بدرجہ مساوی یہہ کہنا کافی ہوتا کہ بعد کرنے ملاحظہ مسل مذکورہ اور سماعت عذرات اپیلانٹ کے اگر وہ حاضر ہو وغیرہ۔

جو اختیارات عدالت اپیل کو مقدمات فوجداری مین حاصل ہین وہ خود اوسی دفعہ مین مندرج ہین اور اوسکو مین پڑہنا نہین چاہتا ہون۔ فقرات (الف) و (ب) و (ج) و (د) سے وہ اختیارات عظیم ثابت ہوتے ہین جو عدالت اپیل کو بہ نسبت تجویز ثبوت جرم کے حاصل ہین۔ سوائے اتفاق سے اون اختیارات مین حکم سزا کے بڑہانیکا اختیار شامل نہین ہے اور یہہ امر ایسا ہے جو ایک وقت منشاء وضع قانون ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ع مین تھا لیکن تاہم بہ نہانی اوس اختیار کے اختیارات عدالت اپیل کے بہت وسیع ہین اور غالباً بعہدہ اوس صورت مین کہ جب عدالت ہذا ہی اتفاقاً عدالت اپیل ہوتی ہے کیونکہ عدالت ہذا عدالت نگرانی بھی بموجب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ مین ذکر اختیارات نگرانی عدالت ہذا کا کرون جنکو بردستے تشبیہہ بالکل متعلق اس امر کے سمجھتا ہون مین ذکر دفعہ ۴۲۴ کا صرف بغرض استعمال قاعدہ نسبت اپنی تعبیر دفعہ سابق کے کرونگا۔ اس دفعہ کے فقرہ اول مین یہہ بیان ہے۔ قواعد مندرجہ باب ۲۶ بابت تجویز مصدرہ عدالت فوجداری مجاز سماعت ابتدائی کے جہانتک ممکن ہو ہائیکورٹ کے باقی ہر عدالت اپیل کے تجویز سے متعلق سمجھی جاوینگی۔ لیکن بعدہ شرط ہے۔ یہہ شرط یہہ ہے کہ اگر عدالت اپیل اسکے خلاف حکم نہ دے تو شخص ملزم کو تجویز سنانیکے لئے حاضر کرنا اور حاضر رکھنا ضرور نہوگا۔

مین نے شرط کا ذکر کیا ہے کیونکہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ شرط قطعاً فضول ہے

اور قطعًا غیر ضروری ہے الا یہ کہ باعتبار عام اصولون کے مقصود قانون کا یہہ ہے کہ ملزم کو تجویز سننے کے لئے حاضر ہونا چاہیے۔

بعد دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر ذکر کرنیسے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے فقرہ دوم کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔

کوئی حکم اس دفعہ کے بموجب ندیا جاویگا جو مضر حق شخص ملزم ہوتا وقتیکہ اوسکو اصالتًا یا وکالتًا اپنی جوابدہی کرنیکا موقع نملا ہو۔

اوس مشورہ کے دوران مین جسکا فخر مجھکو ڈیلیم چیف جسٹس اور میرے بھائی جج لنس کے ساتھ ملا تھا میری رائے مین کچھ وقت بہ نسبت معنی لفظ مضرت کے پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اوسکو قطع نظر کرکے ایک امر یقینی ہے کہ تقویت دفعہ ۴۳۹ کے ہم سزا کو بڑہا نہین سکتے ہین تا وقتیکہ ہم ملزم کو موقع اصالتًا یا وکالتًا مسموع ہونیکا ندیوین۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ عملدرآمد عدالت ہذا کا اون مقدمونمین جسکو مقدمات نیمو کہتے ہین مین جانتا ہون کہ خلاف اوس رائے قانونی کے ہوا ہے جو ابہینے قایم کی ہے لیکن مین باور کرتا ہون کہ وجہ اوسکی یہہ ہے کہ مسٹر نیمو کبھی اصالتًا حاضر نہین ہوے اور کبھی یہہ بحث پیدا نہین ہوئی جس سے یہہ دقت اس وقت پیدا ہوئی ہے۔ قبل اسکے کہ کسی علم کسی اختیارات محکومہ دفعہ ۴۳۹ کا بمضرت حق ملزم کے استعمال کیا جاوے کسی قسم کی حاضری اصالتًا یا وکالتًا ضرور ہونا چاہیئے بنظر تقویت دینے اس امر کے جو مینے بہ نسبت دفعہ ۴۳۹ کے ابھی کہا ہے مین مستثنی دفعہ ۴۲۴ کو پڑہنا چاہتا ہون۔

جب کوئی عدالت اپنے اختیارات نظر ثانی نافذ کرتی ہو تو کوئی فریق مستحق اسبات کا نہوگا کہ عدالت کے روبرو اصالتًا یا وکالتًا عذرات پیش کرے مگر شرط یہ ہے کہ عدالت کو اختیار ہوگا کہ اگر مناسب سمجھے بوقت نفاذ ایسے اقتدارات کے کسی فریق کی عذرات جو اصالتًا یا وکالتًا پیش ہوں سماعت کرین اور کوئی عبارت اس دفعہ کی ۴۳۹ کی ضمن ۲ کی نقیض نہ سمجھی جاویگی۔

اس دفعہ سے دو امر قابل اخذ ہین۔ اول غرض توضیح دفعہ مذکور بالکل فضول ہوگی الا یہہ کہ قانون مذکور اوس تجویزی مسلمہ قاعدہ قانون پر مبنی ہوکہ جہانکہین استحقاق مقدمہ قایم کرنیکا ہے وہین ضمنی حق مسموع ہونیکا ہے۔ اور اس

دفعہ کے روسے قاعدہ عام مین ایک مستثنی قایم ہوتا ہے۔ یہی ایسی صورت ہے کہ ایک بات ظاہر کردینے دیگر باتین خارج ہوجاتی ہین۔

بعد اوسکے شرط ہے جو بدرجہ مساوی بہت اہم ہے کیونکہ اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ درخواست نگرانی کا فیصلہ بغیبت سایل بہی ہوسکتا ہے تاہم اوسکو ہم اسطور پر فیصلہ مضر حق ملزم کے بلا معنی فقرہ دوم دفعہ ۴۳۹ کے نہین کرسکتے ہین۔

مقدمہ کی ان مشکلون کے نسبت جو میرے روبرو دونون یعنے امر قانونی اور نیز اون امور کے نسبت پیدا ہوئی ہین جنکی بنیاد اوس مشتبہ عبارت سے زیادہ اعلی درجہ کی مین سمجہتا ہون یہانتک بحث کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ مجہے یہہ کہنا ضروری ہی کہ اگر یہہ سچ ہے کہ از روے قانون برٹش انڈیا کے مجہکو عدالت ہذا مین بطور جج کے اجلاس کر یہہ ممکن ہے اولاً کہ بتقویت اپنے حکم کے کسی شخص کو قید کیجائیگا اور اوسکو زنجیر مین باندہی جائیگا حکم دے سکون بعدہ ثانیاً مضحکہ کے ساتہہ اوسکے نام اطلاعنامہ جاری کراون اور مضحکہ کے ساتہہ اوس سے حاضر ہونیکو کہون درحالیکہ مین نے خود باستعمال اپنی اقتدار کے اوسکو حاضر ہونا غیر ممکن کردیا ہے اور پہر صالح طور پر مضحکہ کے ساتہہ اوسکا نام پکرواون اگر برٹش انڈیا کا یہی قانون ہے تو مین امید کرتا ہون کہ جسقدر جلد وہ منسوخ کردیا جاوے اوسیقدر بہتر ہے۔

میری یہہ راے ہے کہ ہم اسمقدمہ کی سماعت مین کارروائی مزید نہین کرسکتے ہین تاوقتیکہ قیدیان ہمارے روبرو نہون یا اونکی سماعت حسب منشا دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے نہو سکے۔

اب مین صرف ایک تحریر اور کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ شبہہ اس امر مین پیدا ہوا ہے کہ آیا بغرض توضیح دقت اوسکے مقدمہ کے ہم مجرم کو اپنی روبرو طلب کرسکتے ہین یا نہین۔ مجہکو شبہہ نہین ہے کہ عدالت ہذا کو یہہ اختیار حاصل ہے۔

آنریبل صاحب چیف جسٹس۔ جس امر پر مین غور کرنا چاہتا ہون وہ صرف یہہ ہے کہ آیا ان اپیلون کا فیصلہ بغیبت اون اپیلانٹیان کے جنکے طرف سے کوئی وکیل حاضر نہین ہے ہوسکتا ہے یا نہین۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مدار اس بحث کا اوپر تعبیر دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری حال (انڈین ڈائجسٹ ۱۸۸۲ء) کے ہے۔ دفعہ مذکور اون مقدمات سے متعلق ہے جسمین

اپیل پیش اور منظور ہو چکی ہوں جیسا مین سمجھتا ہوں حجت یہہ ہے کہ اوس اپیل کی صورت مین جو منظور ہو چکی ہے باوجود اس امر کے کہ نوٹس حسب دفعہ ۴۲۲ مجموعہ کے باضابطہ دیا گیا ہے اور باوجود اس امر کے کہ مسل طلب ہو چکی ہے اور عدالت نے اوسکو ملاحظہ کر لیا ہے عدالت اپیل مجاز فیصل کرنے اپیل مذکور کی نہیں ہے اگر اپیلانٹ جسکے طرف سے کوئی وکیل مقرر نہیں ہے حاضر نہو۔ مین دفعہ ۴۲۳ کی اسطرح پر تعبیر نہین کر سکتا ہون کہ اوسکے رو سے کوئی قید عدالت اپیل کے ایسے اختیار پر قایم ہوئی ہے۔ جیسا کہ مین دفعہ مذکور کو پڑھتا ہوں اوسکے رو سے جو قید لگائی گئی ہے وہ یہہ ہے کہ قبل فیصل کرنے اپیل کے عدالت اپیل کو مسل مقدمہ ملاحظہ کرنا چاہیے اور اگر اپیلانٹ حاضر ہے یا اوسکی طرف سے کوئی وکیل حاضر ہے تو اپیلانٹ کے اصالتاً سماعت ہونی چاہیے۔ واضعان قوانین کا صاف یہہ مقصود ہے کہ چند صورتوں مین اپیل فوجداری کا فیصلہ بلا سماعت اپیلانٹ یا اوسکے طرف سے کسی کی سماعت بغیر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بذریعے دفعہ ۴۲۱ کے اوس اپیل فوجداری کے مقدمہ مین جو حسب دفعہ ۴۲۰ بذریعہ مہتمم جیلخانہ کے دایر ہوا ہو عدالت کو اختیار ہے کہ اوسکو سرسری طور پر نامنظور کر دے بشرطیکہ بعد ملاحظہ درخواست اپیل اور نقل فیصلہ یا حکم کے اور جن مقدموں مین تجویز معرفت جوری کے ہوئی ہو اونمین نقل ہدایات قرار دادہ کے ملاحظہ کے بعد عدالت کے دانست مین کوئی وجہ کافی دست اندازی کی نہ معلوم ہو اور بلا ملاحظہ مسل مقدمہ کے نامنظور کر دے۔ اور جو مقدمے بصیغہ نگرانی آوین اونمین عدالت پر لازم نہین ہے کہ کسی فریق کی اصالتاً یا وکالتاً سماعت کرے بجز اوس صورت کے عدالت کوئی حکم مضر حق شخص ملزم کے صادر کرنا چاہتی ہو۔ اوسکی نسبت مین سمجھتا ہوں کہ حکم سزا کے بڑہانیکا حکم ہے یا حکم تبدیلی تجویز ثبوت جرم کا ایسے تجویز ثبوت جرم کے ساتھ ہے جسمین زیادہ سنگین حکم سزا متعلق ہے۔ مین یہہ قیاس نہین کر سکتا ہوں کہ دفعات ۴۳۹ و ۴۰۴ کی مراد یہہ تھی کہ عدالت صیغہ نگرانی کو اختیار نامنظور کرنے ملزم کے درخواست نگرانی کا حاصل نہین ہے تا وقتیکہ شخص ملزم یا اوسکے وکیل کے سماعت فی الواقعہ نہوئی ہو۔ ظاہرا میرے بھائی محمود صاحب یہہ خیال کرتے ہین کہ جن شخصوں کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے اور جو حاضر ہوے ہین اونکی ساتھ یہہ سختی سلوک نہوگا اگر اونکے اپیل کا فیصلہ اونکے غیبت مین کیا جایگا۔ معنی لیے نے یہہ کیا

گیا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہہ مقصود نہین ہو سکتا ہے کہ فیصلہ اپیل کا بلا سماعت اصالتاً و وکالتاً شخص ملزم کے ہو سکتا ہے جب شخص ملزم بوجہ اوس حکم سزا کے جو اوسکے نسبت صادر ہوا ہے اصالتاً حاضر نہین ہو سکتا ہے۔ یہہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ ہر شخص سزا یافتہ کے اختیار مین یہہ بات ہے بشرطیکہ اوسکو استطاعت ہو کہ عدالت اپیل مین بذریعہ وکیل کے حاضر ہو اور اگر اپنے طرف سے اوسکو وکیل کے ہدایت کرنیکی استطاعت نہین ہے تو وہ اوس سزا یافتہ کی حالت سے بدتر حالت مین نہین ہے جو اپنے اپیل کے دوران مین بضمانت رہا ہوا ہے اور بوجہ بے استطاعتی کے وقت سماعت اپنے اپیل کے حاضر نہین ہو سکتا ہے یا اپنے طرف سے حاضر ہونیکی کسی وکیل کو ہدایت نہین کر سکتا ہے۔ جب سے اسکی بنیاد قایم ہوئی ہے تب سے عدالت ہذا کا یہہ عملدرآمد رہا ہے کہ فیصلہ ان فوجداری اپیلون کا بموجب دفعہ ۴۲۳ - اور ہممضمون دفعات ایکٹ ہاے سابق کے کرتی ہے گو اپیلانٹ حاضر نہوا ہو اور نہ اوسکے طرف سے کوئی وکیل حاضر ہوا ہو ایسے کل مقدمات مین عدالت اسبات کی احتیاط کر لیتی ہے کہ قبل فیصل ہونے ایسے اپیلون کے اطلاعنامجات مناسب کی تعمیل بموجب دفعہ ۴۲۲ مجموعہ حال اور ہممضمون دفعات مجموعہ ہاے سابق کے ہو چکی ہے

مین اپنے بہائی محمود صاحب کے فیصلہ کی تواریخی شکل کی نسبت کچہہ رائے ظاہر نہین کرنا چاہتا ہون اور نہ اوس سے زیادہ کچہہ راے ظاہر کرنا چاہتا ہون جو مین نے بہ نسبت اون دیگر دفعات کے ظاہر کی ہے جسکا معززی الیہ نے اشارہ کیا ہے۔ میری راے مین اون اپیلون کی سماعت مین کارروائی ہو سکتی ہے اور اونکا فیصلہ از روے دفعہ ۴۲۳ مجموعہ کے عدالت سے ہو سکتا ہے اگرچہ اپیلانٹان حاضر نہین ہین اور نہ اونکی طرف سے کوئی وکیل حاضر ہین

اسٹریٹ صاحب جسٹس - میرا بہی بالکل وہی خیال ہے جو ذیعلم چیف جسٹس کا ہے

ینگ صاحب جسٹس - مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب کے فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون اور باضافہ اوس بحث کے جو ممدوح الیہ نے بیان کی ہے مین یہہ تحریر کرونگا کہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ایک ضابطہ معین ہے جسکے روسے بوجہ خاص عدالت اپیل یہہ حکم دے سکتی ہے کہ تعمیل حکم سزا یا اوس حکم کے جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے ملتوی رہے اور اگر اپیلانٹ قید مین ہے تو اوسکو ضمانت یا خود اوسکے مچلکہ پر رہائی کا

حکم دے سکتی ہے۔ ایسا حکم خاص صرف خاص حالات کے لئے موضوع ہوا ہے لہذا وہ عموماً کل مقدمات سے متعلق نہین ہے اس نظر سے کہ اکثر صورتون مین (جیسا کہ اس مقدمہ مین بجواب زیر غور ہے) اپیلانٹ بذریعہ وارنٹ قانونی کے جیلخانہ مین ہوتا ہے اور عدالت مین حاضر نہین ہو سکتا ہے تاوقتیکہ وارنٹ مذکور منسوخ نہو اور وارنٹ مذکور صرف چند خاص احکام کے رو سے منسوخ ہو سکتا ہے جیسے وہ خاص احکام مین جنکا ذکر اون حالات خاص کے لئے ہے جنکا اشارہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہوا ہے۔ اسیطرح پر دفعہ ۴۲۸ مین ایک قاعدہ موضوع ہوا ہے کہ جب شہادت مزید لیجاے تو باستثناے اوس صورت کے کہ عدالت اور طرح پر ہدایت کرے ملزم یا اوسکا وکیل حاضر رہے۔ اگر بطور معمولی کے اپیلانٹ اپنے اپیل کی سماعت کے دوران مین ہمیشہ عدالت مین حاضر رہتا ہوتا تو یہہ خاص حکم قانونی ضروری نہین ہو سکتا ہے۔

(۲۶ فروری ۱۹۱۰ء کو یہہ اپیل بغرض سماعت روبرو رسل صاحب جسٹس کے پیش ہوئے تھے اور جسٹس ممدوح نے اونکو ڈسمس کیا تہا۔)

ضلع کانپور اپیل فوجداری نمبر ۱۱ سنہ ۱۹۰۶ء منفصلہ ۵ فروری ۱۹۰۶ء

انگریزی صفحہ ۵

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بچنا وغیرہم

اقبال ملزم روبرو مجسٹریٹ کے۔ اقبال مذکور کا قلمبند ہونا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۶۴ و ۳۶۴۔

چند اشخاص نے جو بجرم ڈکیتی گرفتار ہوئے تھے روبرو مجسٹریٹ حسب حالات ذیل اقرار کیا۔ اقرارات مذکور مجسٹریٹ کے بنگلے کے مکان پر صرف مواجہ مین مجسٹریٹ و ایک چپراسی کے کئے گئے تھے۔ جس روز کہ اقرارات مذکور ہوئے تھے اوس روز تعطیل عام تھی۔ چونکہ مجسٹریٹ کوئی ہندوستانی محرر نہ ملسکا اوس نے وہ اقرارات انگریزی مین قلمبند کئے تھے۔ مجسٹریٹ نے اونکو اردو مین ترجمہ کیا اور اقرار کنندہ نے انہین سے ہر ایک کو صحیح ہونا تسلیم کیا۔ ہر ملزم کا اظہار نسبت اس امر کے پھر لیا گیا تھا کہ اوسکا اقرار بلا کشی اور بلا کسی دباؤ کے قسم کا ہے۔

تجویز ہوئی کہ یہہ اقرارات حسب طریقہ مذکورہ بالا بموجب دفعات ۱۶۴ و ۳۶۴ ضابطہ فوجداری کے صحیح طور پر قلمبند کئے گئے تھے اور بمقابلہ اقرار کنندگان کے شہادت مین قابل مقبولی کے تھے۔

واقعات اسمقدمہ کے نُرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

مسٹر ہگوس منجانب اپیلانٹیان گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

نُرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم سشن جج کانپور حسب دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند کے ہے۔ اپیلانٹیان تعداد مین پانچ ہین اور سبکی نسبت حکم سزا قید سخت میعادی پانچ سال کا صادر ہوا ہے۔ مسٹر ہگوس منجانب تین اپیلانٹیان بچنا و بہاری سنگہ و منا کے حاضر ہین اور پورن و بینی اپیلانٹیان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔ اپیل مین یہہ عذر ہے کہ شہادت جانب ثبوت ناقص ہے اور دیگر وجوہات سے شہادت مذکور واسطے صدور تجویز جرم کے کافی نہین ہے۔ عدالت ماتحت نے اور ذیعلم کونسل نے عدالت ہذا مین شہادت موجودہ مسل کو چار حصہ پر منقسم کیا ہے۔ اولاً شہادت چھپنا تہہ اور اوسکی تین ساتھی یعنے اون لوگون سے جو لوٹے گئے تھے متضمن شناخت اپیلانٹیان کے موقع واردات پر ہے۔ دوسری شہادت ثبوت اس امر کے کہ بروز واردات چند گھنٹے قبل واردات کے و بعد اوسکی اپیلانٹیان موقع واردات پر موجود

تھے۔ تیسری شہادت برامدگی اوس مال کی ہے جو کہ اپیلانٹان کے مکان پر پایا گیا تھا یا
اونہون نے یا اونکے دوستون نے دیا تھا۔ چوتھی اقرارات جرم جو اپیلانٹان نے کئے ہین۔ ذیعلم جج کا اونہون نے
مقدمہ کی تجویز حتی الامکان بہت احتیاط و صبر اور اختیار امتیازی کے ساتھہ کی ہے۔ اونہون
نے شہادت کے ہر ایک جزو پر توجہ کامل کی تھی اور اوسکی جزو جزو ی اور طول طویل
نکتہ چینی کی ہے اور مشار الیہ نے ایک ایک امر کو علاوہ اس سے کہ چھوٹا ہو یا بڑا جو اون شخصون
کے طرف سے پیش ہوا تھا جو اونکے روبرو ملزم تھے غور سے متروک نہین کیا ہے اور بلاشک اونہون نے
فایدہ شکوک کا بہت موقعون پر ملزمونکو دیا ہے کہ جو شاید اصلی قسم کی نہین ہے۔ میری یہہ رائے
ہے کہ صفائی کیطرف سے جو ایما بہ نسبت شہادت کے کئے گئے اوس پر ایسا غور کر لینے جج نے انکار نہین کیا
جسکو ہم رعایت اور ترحم کا خیال کرتے ہین۔ لیکن اونہون نے یہہ تجویز کی ہے کہ بہت سے مضبوط شہادت
بتائید شناخت ملزم اور بہ نسبت اونکی موجودگی قریب موقع واردات پر کچہہ دیر پہلے اور کچہہ دیر بعد اوسکے
ہی اور نیز بہ نسبت برآمدگی کسیقدر پارچہ مسروقہ کے اونکے قبضہ سے موجود ہے۔ بہرکیف اونہون نے
اوس واقعہ کو نہ چھپایا اور نہ اوسکی وقعت کو کم کیا۔ کہ بہت سے نقص شہادت مین جو کہ منجانب
ثبوت پیش کی گئی ہے پائے جاتے ہین۔ اور چند گواہان منجانب سرکار قابل اعتبار نہین
ہین۔ بدرجہ کامل یہہ تسلیم کرکے کہ یہہ نقص موجود ہین اور جو اعتراضات اکثر شہادت کے
بہ نسبت عدالت ماتحت مین قایم کی گئی ہین اونسے زیادہ اعتراضات اونپر قایم ہو سکتے ہین
تاہم وہ شہادت باقی ہے جو اپیلانٹان کے اون اقرارات سے قابل الاخذ ہے کہ جو اپیلانٹیان نے ۵
اپریل و ۱۱ اپریل ۱۸۹۰ء کو کئے تھے۔ ۵ اپریل ۱۸۹۰ء کو بچینا۔ بہاری سنگہ اور
منا و پورن اپیلانٹیان نے پولیس اور ازادانہ اقرار جرم کا اسسٹنٹ مجسٹریٹ کانپور کے روبرو
کیا تھا۔ یہہ اقرارات حسب دفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری کے کئے گئے تھے۔ اوسی مہینہ کے
۱۱ تاریخ کو بچینی نے روبرو دوسرے مجسٹریٹ کے جنہون نے اسمقدمہ کو سپرد کیا ہے
اقرار کیا۔ ہمارے ذہن پر یہہ ظاہر ہے کہ یہہ اقرارات واسطے تجویز ثبوت جرم اپیلانٹان
کے کافی و وافی ہین بشرطیکہ وہ شہادت مین قابل مقبولی کے ہون اور بشرطیکہ کوئی وجہ
اس امر کے تجویز کرنیکی نہو کہ اقرارات مذکور اپیلانٹیان نے بخوف یا جبراً حاصل کی گئی ہین یا اونسے
بذریعہ جہوٹہی وعدہ یا دیگر ترغیب ناجایز کے حاصل کئے گئے ہین۔ قبل ان اقرارات کئیجانے
کے پولیس نے اپیلانٹان کے علم مین اور بہت سے ثبوت اکٹہا کئے تھے کہ جو بہت مضبوط ثبوت

اوس جرم کی ہی جسکا الزام اپیلانٹان پر لگایا گیا تہا بشرطیکہ عدالت اسکو باور کرے پولس کو بہت شخص ایسے دستیاب ہوے ہین جو اپیلانٹیان کے شناخت کرنیکا اقرار کرتے ہین۔ اوہنون نے جزو مال مسروقہ سایلان کے قبضہ سے برامد کیا تہا یا شکل برامدگی کی بتائی تہی۔ اور اوہنون نے دیگر شہادت مجرمانہ قسم کے بہی جمع کی تہی۔ اپیلانٹیان باشندگان صوبہ اودہ کے ہین یہ بات ظاہر ہے اونکے کوئی دوست یا پڑوسی قریب یا دور موقع واردات کے نہین تہے جنکی مفید شہادت پر وہ مدار کر سکتے۔ لہذا اپیلانٹان کو اوس اقرار کرنیکے لئے جو اوہنون نے ۵ اپریل و ۱۱ اپریل کو کیا ہے وجوہ قوی موجود ہین بلا اس قیاس کرنیکے کہ کسی دباب ناجائز یا جبر یا فریب کا استعمال اونپر کیا گیا ہے ۵ اپریل کو چار اپیلانٹیان متذکرہ بالا مسٹر ڈو برنکس اسسٹنٹ مجسٹریٹ کانپور کے مکان پر حاضر ہوے اور اونکے بیانات بطوالت تمام اور بتفصیل وار مجسٹریٹ نے اپنے ہاتہہ سے قلمبند کیے تہے۔ اوس روز تعطیل کا دن تہا کوئی ہندوستانی افسر موجود نہین تہا کہ جو اپیلانٹیان کا اظہار اونکی زبان مین قلمبند کرتا۔ جو بیانات اسطرح قلمبند ہوے ہین اونکو مین نے پڑہا ہے اور مجہکو یہہ بیانات اس قسم کے مضمون کے علاوہ معلوم ہوتے ہین جنکے امید ان لوگون کی لبون سے ہو سکتی ہی بشرطیکہ اوہنون نے اعادہ ایسے جہوٹہ قصہ کا کیا ہو جو اونکی دلون مین دباب بیرونی سے جمادیا گیا تہا خصوصاً ابتدائی حصہ چہوٹے چہوٹے غیر متعلق روایتون سے پر ہی جیسا کہ ہر شخص غیر تعلیم یافتہ لوگون کی معمولی [illegible] سے ہر شخص واقف ہوتا ہی جو بیان کہ کسی خاص خیال سے حالات خاص کے نسبت کسی تعلیم یافتہ ذہین افسر پولس سے بیان کیا گیا ہو اوسمین اونکے پائے جانیسے مجہے تعجب معلوم ہوتا ہی بیانات سادی عبارت مین بیان کیے گئے ہین اور اوسمین کوئی ایسے فقرے نہین ہین کہ جس سے سننے والے کو جو کہ اردو زبان سے بخوبی واقف نہین یا اون لوگون کو جو عموماً کانپور اور اوناؤ کے کم درجہ کے لوگونکی اردو زبان سے واقف ہین کوئی مشکل درپیش ہوتی یہہ بات بہی شہادت مین ہی کہ جس مجسٹریٹ نے ان اقرارات کو قلمبند کیا تہا وہ اوسکو بخوبی سمجہتے تہے جو اون سے کہا جاتا تہا اور ہر فقرہ جو وہ قلمبند کرتے تہے اوسکو اردو مین ترجمہ کرکے اوس شخص کو سنا دیتے تہے جو اوسکو بیان کرتا تہا۔ اور یہہ بہی شہادت مین ہے کہ ہر مظہر کے بیان ختم ہونیکے بعد اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے ان کل بیانات قلمبند شدہ کو مظہر کو اردو مین پڑہکر سنا دیا تہا جس نے پہر اوسکی صحت کلی کو تسلیم کیا تہا۔ مسل سے ثابت ہوتا ہی کہ مجسٹریٹ نے ہر ایک موقع پر مظہر سے اظہار لیا تہا کہ یہہ بیان اونکا بخوشی و ازادانہ و بلا دباب کسی قسم کا ہی اور یہہ اطمینان کر لیا تہا کہ یہہ بیانات بخوشی لکہے گئے ہین اور نہ دباب ناجائز سے خود اپیلانٹیان کے لبون سے یہہ بات شہادت مین ہی کہ جسوقت بیانات مذکور لکہے گئے تہے کوئی

افسر پولیس مجسٹریٹ کے کمرہ مین موجود نہین تہا۔ اونہون نے بیان کیا ہے کہ سواے اونکے اور مجسٹریٹ کے ایک چپراسی مجسٹریٹ کا اوسوقت وہان موجود تہا۔ بدرینحال اوربا طمینان اس امر کے کہ مسٹر ووپرنکس نے بہت احتیاط اور غور سے اوس اہم خدمت کے انجام دینے مین عمل کیا ہے جو اون کے روبرو موجود تہی مین خیال کرتا ہون کہ اگر اپیلانٹ پر کوئی حال مین بیرحمی کا سلوک ہوا تہا۔ یا وہ فریب یا سلوک بیرحمی کے داب مین تہے یا اور کوئی بدسلوکی اونکے ساتہہ ہوئی تہی تو مجسٹریٹ ضرور اوسپر لحاظ کرتا۔ اور ہر حال مین اپیلانٹیان کو اختیار تہا کہ مجسٹریٹ سے حفاظت چاہتے اور مجسٹریٹ سے سچ کہتے بشرطیکہ پہلے اونپر بیرحمی ہو چکی تہی یا بیرحمی ایندہ کی اونکو دہمکی دیگئی تہی لہذا مین یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ یہہ بیانات جو ۵ اپریل کو مسٹر ووپرنکس کے روبرو اور ۱۱ اپریل کو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے روبرو ہوے بطور بخوشی اور ازادانہ بیانات تہے۔ اوس حیثیت سے وہ بہت عمدہ شہادت جو حاصل ہوسکتی ہے بمقابلہ اپیلانٹیان کے ہین۔ لیکن یہہ بحث باقی ہے کہ آیا بموجب احکام دفعہ ۵۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہہ اقرارات کسی بیضابطگی سے ایسی خراب تو نہین ہوگئی ہین کہ مقدمہ کی شہادت مین قابل پذیرائی نہین ہین۔ از روے مضامین دفعہ مذکور کے جو اقرارات بموجب دفعہ ۱۶۴ کے کئے جائین اپیلانٹیان کی زبان مین یعنی اردو مین قلمبند ہونا چاہئے تہے۔ الا یہہ کہ اردو مین لکہا جانا غیر ممکن تہا ذیعلم کونسل نے منجانب اپیلانٹیان کے دو فیصلون پر استدلال کیا۔ ایک فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نیل مادہب (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۹۵) اور دوسرا فیصلہ ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ویرن (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۹ صفحہ ۲۲۴) فیصلہ اول الذکر متعلق نہین ہے کیونکہ راے جو ذیعلم ججون نے نسبت دفعہ ۵۳۳ کے اوسمین ظاہر کی ہے۔ وہ ایسا امر ہے جو کہ مقدمہ مین پیدا نہین ہوا تہا۔ کیونکہ دفعہ متنازعہ کو کوئی تعلق اوس تحقیقات سے نہین تہا جو عدالت مین پیش تہی۔ اور دوسرا مقدمہ اس معاملہ مین مفید نہین ہے جیسا کہ آیندہ سے ظاہر ہوگا۔ لیکن مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت صاف اور سادہ مضامین دفعہ ۵۳۳ مجموعہ کے لئے کسی سند کی ضرورت نہین ہے۔ دفعہ مذکور ایسا ہے جو متعلق کارروائی کے ہے اور اوسمین یہہ حکم ہے کہ بجز حالات مصرحہ کے اقرار ہندوستانی ملزم کا زبان ہندوستانی

مین قلمبند ہونا چاہیئے مستثنیٰ یہہ ہے کہ جب کہ اظہار روبرو ایسے حاکم کے لیا جاوے جو کہ ہندوستانی مین اوسکو نہین لکہہ سکتا اور وسایل اوسکے ہندوستانی مین قلمبند ہونیکے موجود نہین [illegible] ایک مقدمہ مین یہہ امر واقعاتی ہے کہ آیا بیان ہندوستانی مین قلمبند کرنیکے لئے محرر فوراً دستیاب ہو سکتا تہا یا نہین مسٹر دو پرنکس نے وقت تحقیقات کے بیان کیا ہے کہ یہہ عملاً حیطہ اختیار مین نہین تہا کہ اوس پہر کو ہندوستانی محرر بہی ملسکتا اور یہہ ظاہر ہے کہ تعطیل کے روز کوئی افسر عدالت اوس غرض کے لئے فوراً نہین ملسکتا تہا بہت کم شبہہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ اونکو باسانی مل سکتا تو وہ ضرور خود بلایا جاتا - اور مجسٹریٹ اپنے اوپر اس مشکل کام کو گوارا نکرتے کہ اونکے شہادت کو لفظ بلفظ لکہتے اور پہر اونکا ترجمہ اپیلانٹیان کے لئے کرتے - اگر مین یہہ بہی تجویز کرنیپر آمادہ ہوتا کہ یہہ مقدمہ ایسا نہین تہا جسمین مجسٹریٹ کے پیشکار کے حاضری غیر ممکن تہی - تاہم مین شہادت کے اوس جزو کو بطور ناقابل منظوری کے خارج نکرتا کیونکہ باعتبار ان حالات کے جو مسل سے ظاہر ہوتے ہین اور جو مین نے اوپر بیان کئے ہین مجہے یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ مسل مین ہندوستانی عبارت کے نہونیسے اپیلانٹیان کو کوئی مضرت پہونچی ہے - ذیلیم سشن جج نے وقت تحقیقات ۱۵ اگست ۱۸۹۰ء کو ان اقرارات کے ہر ایک لفظ کو باواز بلند اپیلانٹیان کو جن جن سے تعلق تہا پڑہکر سنادیا تہا اور اوس سے پوچہا کہ آیا فی الواقع اوسنے ان اقرارات کو بتواریخ مذکورہ کیا تہا یا نہین اور بجواب اسکے اونسے یہہ کہا گیا کہ اقرارات مذکورہ فی الواقع کئے گئے ہین لیکن وہ اقرارات بخوف اوس سختی کے جو پولیس کے ہاتہہ سے اونکے سر پر ہی کئے گئے ہین - پس مجسٹریٹ کے نسبت اشارتاً اوس امر کے غلط فہمی کے بابت کوئی بیان نہین ہے کہ جو کچہہ اونہون نے قلمبند کیا ہے وہ نہین ہے جو اونسے کہا گیا ہے - اسمقدمہ کے لئے یہہ راے قایم کرکے مین تجویز کرتا ہون کہ بیانات حسب دفعہ ۱۶۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری بمقابلہ اپیلانٹیان کے قابل مقبولی ہین - اور وہ بذات خود بلا تعلق بقیہ شہادت کے کہ جسمین سے بہت سی شہادت مجہے صحیح اور قابل لحاظ معلوم ہوتی ہے اس لئے کافی ہین کہ تجویز ثبوت جرم اپیلانٹیان بعلت ذیل کیجاوے مناسب ہے - لہذا اپیل ساقط ہین اور ڈسمس کیجاتی ہین -

ضلع گورکہپور — اپیل اول نمبر ۲۴ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۴ فروری

الٰہی بخش و یک کس دیگر بنام رام دی وغیرہم

شاستر۔ خاندان مشترکہ ہنود۔ رہن جو باپ نے اپنی کل جایداد خاندان مشترکہ کی ہو واسطے قرضہ کے بابت کیا ہو ذمہ داری پسران۔ بار ثبوت۔

چونکہ باپ مشترکہ خاندان ہنود نے رہنامہ نسبت کل جایداد غیر منقولہ خاندان مشترکہ کے لکھدیا تھا۔ اور جبکہ مرتہن نے ڈگری حاصل کی اور جایداد خاندان مشترکہ کو قرق کرایا۔ تو نابالغان نے نالش واسطے استقرار امر کے کی کہ جایداد متنازعہ ایسی اجرائے ڈگری مین نیلام نہین ہو سکتی ہے کیونکہ قرضہ جسکی نسبت رہنامہ لکھا گیا تھا اوسکا معاہدہ واسطے اغراض خلاف تہذیب کے ہوا تھا اور ایسا نہین تھا جسکا ادا کرنا از روے شاستر بطور ذمہ داری سعادتمندی کے اونپر لازم تھا۔ تجویز ہوئی کہ بار ثبوت اس امر کا ذمہ مدعیکے تھا کہ معاہدہ قرضہ کا واسطے اغراض مذکورہ کے ہوا تھا

بینی مادہو بنام باسدیو پاتہک (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کے تقلید ہوئی۔ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) باسودیو بنام مہراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) سبرامنیا بنام سدا سیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۷۵) و ہنومان پرشاد پانڈے بنام منراج کنوری (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳) و بھگوت پرساد سنگہ بنام گرجا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۱۷) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ڈلن و جوالا پرساد و جوگندر ناتھہ چودہری منجانب اپیلانٹیان

کاندن واسینکی منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو اون مشہور قسم کے مقدمون سے متعلق ہے جسمین پسران نابالغ ہندو باپ کے جنکی ساتھہ وہ خاندان مشترکہ ہنود غیر منقسمہ کے شریک ہوتے ہین اور اپنی حقیت واقعہ جایداد مشترکہ کو اوس رہن کے اثر سے بری کرانا چاہتے ہین جو باپ نے نسبت کل حصہ خاندان جایداد غیر منقولہ کے کیا ہے اور اوسکی بنا پر مرتہن نے ڈگری حاصل کی ہے اور جسکے بعد کل حقیت خاندان مشترکہ کی قرق ہوئی ہے۔ اسمقدمہ مین دو نابالغان معہ اپنے مان کے جو بطور ولی

دوران مقدمہ کے ہیں اور جو خود اپنے طرف سے دعویدار ہے مدعیان ہین اور جب
نالش دایر ہوئی تھی اوسوقت اونکا باپ سدانند جو بعد ازان دوران مقدمہ مین فوت
ہوگیا ہے اول مدعا علیہ تھا اور لالہ رام چرن لال مرتہن اور وارثین سدانند کے پسران
دو دیگر مدعا علیہ ہین۔ مضامین عرضی نالش کو تفصیل وار طوالت کے ساتھہ بیان کرنیکی
ضرورت نہین ہے۔ یہہ کہنا کافی ہے کہ مدعیان کا یہہ بیان ہے کہ معاملہ رہن کا جس سے ڈگری
متعددہ بمقابلہ اونکے باپ کے بربنا رہن ظہور پذیر ہوئی ہے وہ بعوض اوس قرضہ
کے ہے جو اونکے باپ نے لیا تھا اور جسکا ادا کرنا ازروے شاستر کے اونپر بطور فرض یا
ذمہ داری سعادت مندی کے لازم نہین ہے۔ یہہ خاص رہن مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۲ع
ہے اور اوسکا کل معاوضہ مبلغ [illegible] ہے۔ ۳۱ جولائی ۱۸۸۶ع کو مرتہن نے ڈگری
واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے حاصل کی تھی۔ اوسکے بعد کل حقیت زمینداری پر قرقی
ہوئی تھی کہ جس قرقی پر مدعیان نے اعتراض کیا تھا۔ ۹ اپریل ۱۸۸۷ع کو اونکی عذرداری
نامنظور ہوئی تھی لہذا یہہ نالش واسطے استقرار اس امر کے ہے کہ حقوق ان متعدد
مدعیان کے قرقی اور صدمہ نیلام سے محفوظ رکھے جاوین بالفاظ دیگر مدعیان یہہ کہتے
ہین کہ مدعا علیہم اونکے باپ کے ذاتی حق سے زیادہ نیلام کرا پانیکے مستحق نہین ہین۔ ہر طرف
سے یہہ مسلمہ ہے کہ رہن موقوعہ ۵ اگست ۱۸۸۲ع خاندان کی کل حقیت موقوعہ دو موضع
کا رہن ہے۔ یہہ بھی مسلمہ ہے کہ وہ ڈگری اونکے باپ کے مقابلہ مین بربنا رہن واسطے
نیلام کل جایداد کے بلا قید یا کسی قسم کے استثنا کے صادر ہوئی تھی اور مزید بران یہہ
تسلیم کیا ہے کہ جو قرقی ابتک جایداد پر ہے وہ ایسی قرقی ہے جو بادی النظر مین کل
حقیت پر موثر ہے۔ جوابدہی دائیان کی نسبت نالش کے بالعموم اس مضمون سے ہے
کہ باپ نابالغ مدعیان کا ایسا خلاف تہذیب نہین تھا جیسا وہ ظاہر کیا جاتا ہے
اور روپیہ واسطے انصرام جائز ضروریات خاندان کے پیشگی دیا گیا تھا اور باپ بحیثیت
پدر ان نابالغ خاندان مشترکہ ہنود کے شریک مہتمم تھا اور اوس حیثیت سے مستحق
بیع یا رہن کرنے جایداد مشترکہ خاندان کا واسطے اغراض ضروری خاندان کے تھا۔ ذیلم
جج ماتحت نے جو ہندو جوڈیشل افسر ایک مدت سے تجربہ کار ہین اور جنہون نے تجویز
مقدمہ کی کی ہے۔ اگرچہ بعبارت صاف و صریح یہہ نہین کہا ہے کہ ایسا ہی کیا ہے کہ

بار ثبوت بیانات مندرجہ عرضی نالش کا ذمہ مدعیان کے ڈالا ہے اور میری راے مین
صحیح طور پر ڈالا ہے۔ باعتبار شہادت کے جو مدعیان نے پیش کی ہے جسمین شہادت
زبانی چند گواہان اور شہادت دستاویزی بشکل تمسکات سابق سدانند کے شامل ہے
جج ماتحت موصوف نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باپ نے واسطے اخراجات خلاف تہذیب
کے قرض لیا تہا اور مدعاعلیہم کو اون اغراض سے علم تہا کہ جن غرضون کے لئے روپیہ مطلوب
تہا اور جسوقت وہ ہنوز نیکو کر رہا ہے پیشگی دیئے تہے وہ اون اغراض کو جانتے تہی کہ
جنمین زر پیشگی مذکور صرف ہونیکو تہا۔ لہذا مشارٌالیہ نے ہر دو نابالغ مدعیان کے حق
مین ڈگری صادر کی جسکے روسے اونکی حقیت اوس جایداد کی جو اونکے باپ نے رہن
کردی تہی تاثیر رہن ڈگری اور قرضہ سے محفوظ ہو گی لیکن بہ نسبت دعوے ماں
مدعیہ کے مشارٌالیہ نے یہہ تجویز کی کہ چونکہ وہ شاستراً وارث نہین ہے لہذا وہ
کسی حصہ کا دعوے نہین کر سکتی ہے گو اگر تقسیم ہوتی تو وہ مستحق ایک حصہ کی ہو سکتی
ہے۔ لہذا اوسکے بہ نسبت مشارٌالیہ نے نالش ڈسمس کی ہے۔ اپیل بعدالت ہذا
منجانب مدعاعلیہم مین صرف دو وجوہ کے بناپر لائی گئی ہے۔ اونمین سے اول
وجہ یہہ ہے کہ بارثبوت ہمپر بیجا ڈالا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ جو ثبوت
مدعیان نے پیش کیا ہے اور اوسکی بناپر جو تجاویز جج ماتحت نے کی ہین وہ واسطے
قایم رکہنے ڈگری کے کافی نہین ہین اور اس سلسلہ مین ضمناً یہہ اصرار ہوا ہے کہ
مدعاعلیہم نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ جو قرضہ باپ کو دیا گیا تہا وہ واسطے اغراض جایز
کے تہا۔ منجانب مدعاعلیہم دی گئے خود دوسکا اپیل اسمضمون سے نہین ہوا ہے
کہ حکم ذیعلم جج ماتحت متعلق دعوے کے غلط ہے۔ بہ نسبت امر اول پیش
شدہ کے یعنے اس امر کے کہ بارثبوت کسکے ذمہ ہے مین نہین خیال کرتا ہون جیسا کہ مین اوپر کہہ
چکا ہون کہ ذیعلم جج ماتحت کے فیصلہ مین کوئی خاص اظہار اون کی راے کا اس امر
کے ظاہر کرنیکو نہین ہے کہ بارثبوت کسکے ذمہ ہے لیکن مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ
اس راے کے ظاہر کرنیمین صرف سند فیصلہ مقدمہ مینی لال بنام باسدیو پانڈہ
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کی تقلید کرتا ہون کہ بارثبوت ذمہ
مدعیان کے تہا کہ جو اپنی ذمہ داری سے جو شاستراً اونپر اوس قرضہ کے ادا کرنیکی

جو باپ نے لیا ہے صرف یہہ ثابت کرکے محفوظ ہو سکتے ہین کہ قرضہ مذکور ایسا ہی جو واسطے اغراض خلاف تہذیب کے لیا گیا تہا۔ دوران سماعت اپیل مین دوسری جانب سے اکثر اسناد حکام عالیمقام پریوی کونسل اور ایک فیصلہ بنچ ہذا بمقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) پر کہ جو مطابق فیصلہ ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ سبرامنیا بنام سداسیوا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۷۵) کے ہے حوالہ ہوا ہے۔ ان دو فیصلے متذکرہ بالا مین بہ نسبت اون اسناد کے جو اوسوقت موجود تہے کہ جسوقت وہ فیصلہ صادر ہوئے تہے جو کچہہ راے ظاہر کی گئی ہو وہ ہو مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جو وجوہ مینے باتفاق راے سر کومر پیتیرم صاحب کے بمقدمہ باسومل بنام مہراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) متذکرہ بالا مین ظاہر کئے ہین وہ اب صحیح راے قانونی نہین معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے حال کے فیصلوں مین ظاہر کی گئی ہے کہ جو اون دو فیصلے متذکرہ بالا مین تفصیل وار درج ہے۔ بہ نسبت مقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) کے یہہ راے ہے کہ وہ خود میرا ہی فیصلہ ہے جسمین میرے بہائی ٹرل صاحب نے اتفاق کیا تہا اور یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ اگر کل نہین تو زیادہ تر وہ فیصلہ اون اصولون پر مبنی ہے جو مشہور مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۳۹۳) مین قرار پائے ہین لیکن مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بمقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) مین میرے ذہن سے یہہ فرق فروگذاشت ہو گیا تہا کہ مقدمہ ہنومان پرشاد پانڈے کا مقدمہ ولی اور مہتمم نابالغ کا تہا جو اوسکی مان تہی جسکے ساتہہ چند معاملے ہوئے تہے اور وہ مقدمہ ایسے ہندو باپ کا نہ تہا جو اپنے پسران نابالغ کے ساتہہ رہتا ہو کہ جسکی حیثیت بہت مختلف ہے بہ نسبت اختیارات معمولی ولی کے یہہ بات ہے کہ وہ محدود ہوتے ہین کہ جو باپ بطور مہتمم اپنے پسران نابالغ کے ہوتا ہے اوسکے اختیارات پر پسران مذکور اوسی حالت مین کہ جب اوسنی کل جایداد پر مواخذہ قایم کر دیا ہو صرف اس بنیاد پر اعتراض کر سکتے ہین کہ جو مواخذہ اسطرح پر قایم کیا گیا ہے وہ اغراض خلاف تہذیب کے واسطے ہوا ہے یعنی ایسے اغراض سے جو اوسکے واسطے ہوا،

جسکا انصرام کرنا اونپر بطور ذمہ واری سعادتمندی کے لازم نہین ہے۔ بدرجہ اول
یہہ وہ بات ہے جسکو مین نتیجہ اون کل اسناد کا تصفیہ کرتا ہون جو اسبارہ مین ہین۔
اور ہرگاہ یہہ بخوبی ہوسکتا ہے کہ برادران مشترکہ کے خاندان مین بالکل قسم مذکورہ
بالا کے صورت سے قاعدہ مقدمہ ہنومان پرساد پانڈے کا مناسب طور پر متعلق ہوسکتا
ہے اور چونکہ ایسے باپ کے مقدمہ مین جو مسلمًا شریک مہتمم اپنی خاندان مشترکہ کا ہے
اوسکی پسران پر بطور فرض سعادتمندی کے اوسکا قرضہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے بجز
چند حالات خاص کے تاوقتیکہ پسران خلاف اسکے ثابت نکرین قیاس یہہ ہوتا ہے
کہ اوسکا قرضہ جائز طور پر عاید ہوا ہے۔ لہذا بعد غور مزید کے مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا
ہے کہ مقدمہ لال سنگہ بنام دیونراین سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ
۲۷۹) جہانتک اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ بہ نسبت اوس معاملہ کے جو باپ کے
ساتھہ بحیثیت اوسکے شریک مہتمم خاندان مشترکہ کے ہوا ہے بار ثبوت ذمہ داین کے
ہوتا ہے غلط ہے اور اسبارہ مین میری تائید مقدمہ بھگوت پرساد سنگہ بنام گرجا کنور
(انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۱۷) سے ہوئی ہے۔ فیصلہ مقدمہ بینی پاہر
بنام باسدیو پاتہک (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) کے اخیر فقرہ مین نہی
وہ امر بیان کیا ہے جو مجھے نتیجہ اون اخیر فیصلون کا معلوم ہوا ہے کہ جو بعد مقدمہ
باسومل بنام مہراج سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) کے صادر ہوے
ہین اور بغرض اسکے کہ کوئی غلط فہمی نہونے پاوے مین اسموقع پر اوسکو مکرر بیان
کرتا ہون کہ میری راے مین اس قسم کے کل مقدمون مین جیسا کہ یہہ ہے جب کوئی
لڑکا یا لڑکے عدالت مین واسطے اعتراض کرنے اوپر اوس رہن کے جو باپ نے نسبت
کل جایداد مشترکہ کے کیا ہے آتا ہے یا آتے ہین اور جس رہن کی بنا پر اوسکی مقابلہ مین
ڈگری صادر ہوچکی ہے اور کل جایداد کے نیلام کا حکم صادر ہوچکا ہے اور کل جایداد
قرق ہوچکی ہے تو لڑکا یا لڑکے اوس ڈگری یا قرقی کے تاثیر سے صرف یہی امر ثابت
کرکے بچ سکتے ہین کہ جس معاملہ رہن کی بابت قرضہ کی بنیاد شروع ہوئی تھی وہ
ایسا قرضہ ہے جسکا ادا کرنا اونپر بحیثیت پسران ہندو و شرکاء خاندان مشترکہ ہنود
بذریعہ فرض سعادتمندی کے لازم نہین ہے۔ مین اس امر کی تحقیقات کرنیکے لئے

نہ ٹہرویگا کہ ایا جس ڈگریدار کی ڈگری واسطے نیلام کے ہے اوسکو قرقی کیطرف رجوع کرنا ضروری ہے یا نہین - اسمقدمہ مین اوسنے قرقی کرائی ہے اور اسطور پر نابالغ مدعیان کو موقع اوس تنازع داری کا حاصل ہوگیا جسکی بنا پر یہہ نالش دایر کی گئی ہے یہہ کہنے کا مطلب یہہ سمجہنا چاہیے کہ اگر مرتہن نے بلا پہلے سے قرقی کرائے جایداد نیلام کرادی ہوتی اور خود خرید لی ہوتی یا اورون نے نیلام خرید کیا ہوتا تو لڑکے انہین وجوہ کے بنا پر نالش دایر نکرسکتے کہ جن وجوہ کی بنا پر وہ اب عدالت مین حاضر آئے ہین مسٹر اسپنکی بجانب مدعیان یہہ تسلیم کرتے ہین کہ معمولی طور پر ناجوازی قرضہ کے ثابت کرنے کا بار ذمہ اونکے ہے اور جو فرق وہ قایم کرانا چاہتے ہین وہ صرف یہہ ہے کہ اگر خود ڈگریدار خریدار ہوتا تو بار ثبوت اوسی کے ذمہ ہوتا لیکن بغرض طے کرنے اس امر کے کہ بار ثبوت اس قسم کے مقدمون مین کسکے ذمہ ہوتا ہے مجہے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ مابین شخص اجنبی خریدار صیغہ اجرای ڈگری اور اوس ڈگریدار کے جو خود خریدار ہوا ہے کیون کوئی فرق قایم کیا جاویگا - اگر اسبارہ مین میری راے صحیح ہے تو بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ آیا مدعیان نے اوس بیان کو قابل اطمینان طور پر ثابت کیا ہے یا نہین کہ جس تنہا بیان کی بنا پر وہ کامیاب ہوسکتے ہین - مین اوپر کہہ چکا ہون کہ جس ذیلعلی جج ماتحت نے مقدمہ کی تجویز کی ہے وہ ہندو مدت دراز کے عدالتی تجربہ کار ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے اونکی راے کی وقعت کے غور کرنیکے لئے جو بہ نسبت روداد مقدمہ کے ہے یہہ امر بالکل غیر ضروری نہین ہے - مشار الیہ نے یہہ تجویز کی ہے کہ نابالغ کا باپ اوارہ اور بدنام آدمی تہا اور قماربازی رنڈی بازی اور شرابخوری اور افیون پینے کا عادی تہا بالفاظ دیگر مشار الیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باپ کی حالت زندگی خراب تہی - باستعمال خود عبارت ذیلعلی جج ماتحت کے -

سدانند مشہور قمار باز اور فضول خرچ تہا - وہ چنڈو پیتا تہا اور رنڈی باز تہا - وہ ایکا متوالہ تہا - وہ انہین خلاف تہذیب اخراجات کے لئے قرض لیا کرتا تہا مدعا علیہم مکان مدعیان کے قریب رہتے ہین - وہ اوسکی خراب عادتون سے بخوبی واقف تہی اور تاہم ان طمعی اور سخت گیر بنیون نے رقوم کثیر زر نقد کی اپنے سود

غرضی کے تعلقات اور واسطے بربادی اس کم نصیب خاندان کے پیشگی دے ہین - چال چلن
سدا نند کا شہادت کو توال اور دیگر معزز گواہون سے ثابت ہوا ہے - شہر مین
یہہ واقعہ مشہور ہے - (جیسا کہ شہادت موجودہ مسل سے ثابت ہے) کہ سدا نند
بدچلن آدمی تہا اور اپنی ضروریات ذاتی اور خلاف تہذیب کے لیے رقوم کثیر زر نقدی
قرض لیتا تہا - ان دائنون نے جو قریب قریب اوسکے دروازہ سے ملی ہوئے بیٹہے
ہین بخوبی یہہ جانکر رقوم کثیر زر نقد کی قرض دی ہین کہ رقوم مذکور کیونکر خرچ کیجاوینگی
کوئی ضرورت جائز ثابت نہین کی گئی ہے - مین نہین سمجہتا ہون کہ مدعیون کا اس
قرضہ سے کیونکر فایدہ ہوا ہے - سونپلی مین کوئی مکان تعمیر نہین ہوا ہے - مقدمہ
تقسیم مین کچہہ روپیہ خرچ نہین ہوا اخراجات خانگی کچہہ نہ تہے بلکہ یہہ روپیہ گانجا
افیون شراب اور قمار بازی اور عورات بازاری مین صرف ہوا ہے - عدالت
انصاف ایسے خلاف تہذیب اخراجات کے لئے جو روپیہ قرض دیا گیا ہے اوس کو
گوارا نہین کرسکتی ہے اور جایداد موروثی بقدر حصص نابالغان کے واسطے ادا
کرنے ناجائز قرضون کے ذمہ دار نہین قرار پاسکتی ہے -
شہادت سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ جب جایداد سدا نند کے قبضہ مین
آئی تہی تو اوس سے قریب ۵۰ ماہوار کی آمدنی برآمد ہوتی تہی جس سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ اوسکے اخراجات کے لئے کافی نہین تہی - چند معاملات جو فیما بین پدر
مدعیان اور مدعا علیہم کے ہوئے ہین اوسکی صحیح نوعیت کا دیکہنا غیر ضروری نہین
ہے - معاملات مذکور مین سے اول معاملہ ۴ اپریل ۱۸۸۶ء کا ہے اور اوسکی تعداد
۵۰ ہے اور اوسکا ایک جزو یہہ تہا ہم نہین جانتے ہین کہ کسقدر بجائے قرضہ
سابق کے ہے جو یافتنی چند مہاجنان سمیان انت لال وغیرہ کا تہا لیکن بقیہ کے نسبت یہہ
ذکر ہے کہ واسطے خود میرے خانگی اخراجات کے اور شرح سود کی ۲ فیصدی
ماہوار تہی - اس تاریخ سے کچہہ کم و بیش چار مہینہ کے اندر ایک دوسرا معاملہ
ہوا ہے جسمین تمسک اول اور سود جو اوسکے بابت واجب تہا شامل ہوگیا ہے
اور کچہہ زر نقد مزید واسطے اخراجات ذاتی کے تعدادی الف ۱۰۰ لیا گیا ہے - بعدہ
اپریل سنہ مابعد مین ایک رقم مبلغ للعہ کی واسطے خود میرے اخراجات کے لئے لی گئی

ہے اور بہر ۱۱ اگست سنہ ۱۸۹۱ء کو ایک رقم مبلغ ۵ عہ کی واسطے خود میرے اخراجات خانگی
لی ہے اور اخیر مرتبہ ۵ ر اگست سنہ ۱۸۹۲ء کو یہہ کل قرضجات ماسبق یکمشت کردی گئی
ہین جنکی کل میزان بقدر مبلغ ۱۵ عہ ہوتی ہے۔ رہنامہ مین ہونیکا ذکر اور نیز مبلغ
۵ عہ کا ذکر واسطے ادا کرنے قرضہ مہاجن اور مصارف تقسیم اور اخراجات خانگی کے ہوا ہے
کل واقعات اور شہادت گواہان جانب مدعیان کو اپنے روبرو رکہکر
ذیعلم جج ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ روپئے اور زرہائے پیشگی مشمولہ
مسلک مورخہ ۵ ر اگست سنہ ۱۸۹۲ء واسطے اغراض خلاف تہذیب کے قرض لئے گئے
تہے اور اونہین مین صرف ہوے۔ بعدہ یہہ بحث ہوتی ہے کہ آیا مدعا علیہم کو یہہ
علم تہا کہ زرہائے مذکور اونہین اغراض خلاف تہذیب کیلئے قرض لئے گئے ہین۔ ذیعلم
جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اونکو علم تہا اور مین اونسے اس امر مین اتفاق کرتا
ہون کہ نہ صرف اس مقدمہ کا داین بلکہ منجملہ سو مقدمون کے ننانوے مقدمون مین
داین باریک بینی کے ساتہہ باپ اور خاندان کے حالت اور چال وچلن سے اور
اوسکے لڑکون کے تعداد اور اوسکی زندگی کے طور وطریق اور اون اغراض سے واقف
رہتا ہے کہ جن اغراض کے لئے اوسکو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ممالک ہندکے
شہرون اور دیہات کے زر نقد قرضہ دینے والے بلا تحقیقات کامل دربارہ چال
وچلن اور حالات ماسبق قرض گیرندہ کے اپنا روپیہ کبہی قرض نہین دیتے ہین اور
اگر کوئی شخص اسطرح زندگی بسر کرتا ہے جیسا کہ اس خاص مقدمہ مین باپ کے
نسبت زندگی کا بسر کرنا ثابت ہوا ہے تو قیاس کافی ووافی یہہ ہے کہ قرضدہندہ
جو اوسکے مکان سے دو مکان کے فاصلہ پر رہتا تہا بخوبی جانتا تہا کہ اوسکی چال و
چلن کیسی ہے اور کیون اوسکو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور کن اغراض کیلئے
وہ روپیہ مطلوب ہے۔ مین نہین کہہ سکتا ہون کہ باعتبار ان واقعات کے جو
ذیعلم جج ماتحت نے اس خاص مقدمہ مین ثابت بتجویز کی ہین جو ثبوت کہ اس
قسم کے مقدمون مین مطلوب ہوتا ہے یعنے یہہ کہ قرضجات واسطے اغراض خلاف
تہذیب کے واید کئے گئے ہین اور یہہ کہ ان اغراض سے وہ شخص بخوبی واقف تہا
جسنے روپیہ قرض دیا تہا وہ نہین دیا گیا ہے۔ بہرحال ذیعلم کونسل نے منجانب

واین کے میرا یہہ اطمینان نہین کرایا ہے کہ ذیلعم جج ماتحت کے روبرو ایسا مواد موجود نہین تہا جن سے ان نکلی نتایج لازم آتے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

مجھے یہہ اور تحریر کرنا ہے کہ ہماری ڈگری متجاب اور بحق مدعیان ریسپانڈنٹان کے اوس وقت تک جاری ہوگی کہ جب تک وہ کمی اسٹامپ کی جو انکو بابت رسوم عدالت نالش کے عدالت اولے مین ادا کرنی چاہیے تہی اور جسکی رپورٹ ہمارے روبرو ہمارے رجسٹرار نے ۱۳ اگست ۱۸۸۵ء کو کی ہے پوری نکردین۔

ٹرل صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع میرٹھ ۔ اپیل اول نمبر ۲ ۱۸۸۹ء ۔ منفصلہ ۲ نومبر

باسدیو بنام غریب داس

شاستر ۔ مندر کی گدی کی جانشینی ۔ نوعیت اوس شہادت کی جو واسطے ثبوت جانشینی کے مطلوب ہے ۔ الفاظ نہنگ اور گرہست کی تشریح ۔

از ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس ۔ اس امر کی تجویز کو عہدہ مہنت متوفی کی جانشینی کا کون شخص مستحق ہے ۔ ہر مقدمہ میں بلحاظ شہادت دستور متعلقہ جانشینی اوس خاص فرقہ کے ہونا چاہئے کہ جس فرقہ کا مہنت متوفی تہا ۔ جو شخص دعویدار حق جانشینی مہنت کا ہو اوسکو حق مذکور شہادت قابل اطمینان سے ثابت کرنا ضروری ہے ۔ نامبردہ کوئی استفادہ ضعف استحقاق اپنے مخالف سے حاصل نہین کر سکتا ہے ۔

از محمود صاحب جسٹس ۔ مدعی مقدمہ ہذا پر یہہ ثابت کرنا ضروری تہا کہ وہ نہنگ ہے جسکی تمیز گرہست سے ہو سکتی ہے کہ جسکے ثابت کرنے مین وہ قاصر رہا ہے اگینہ پوری بنام چہتر پوری (الہ آباد لا رپورٹ جلد ۳ ۔ اپیل ہند صفحہ ۱۰۰) پر حوالہ ہوا ۔ الغرض تشریح الفاظ نہنگ و گرہست کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس ملاحظہ کیجئے ۔

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ ایج صاحب چیف جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ ۔ کانلن و سری لال چند منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جسکی سماعت اور تجویز جج ماتحت میرٹھ نے کی تہی اور جسمین مشار الیہ نے نالش معہ خرچہ ڈسمس کی تہی ۔ مدعی نے اپنی نالش واسطے دخلیابی بعض جایداد متعلقہ گدی بکسر کے کی تہی ۔ نامبردہ نے یہہ بیان کیا تہا کہ مطابق اوس دستور کے جو وراثت جانشینی پر جاری ہے مین جواز اگر شخص مستحق گدی اور خطاب مہنت کا ہون اور اوس حیثیت سے مستحق جایداد متنازعہ نالش کا ہون ۔ جو دستور اوس نے بیان کیا تہا وہ یہہ ہے کہ مہنت موجودہ وقت کو بلا مشورہ اور دست اندازی کسی کے اختیار مقرر کرنے اپنے جانشین کا حاصل ہوتا ہے ۔ نامبردہ کا یہہ بیان ہے کہ گنگا پرشاد مہنت متوفی نے جو ۲۶ فروری ۱۸۸۸ء کو فوت ہوا تہا مجہے اسطرح پر مقرر کیا تہا ۔ مدعی کا یہہ بہی بیان ہے کہ مدعا علیہ نے جایداد متعلقہ گدی پر دخل کر لیا ہے اور مجہکو اپنے مدعی

اوس سے بیدخل رکہا ہے۔

بجانب دیگر مدعا علیہ نے بذریعہ اپنے بیان تحریری کے اس امر سے انکار کیا ہے کہ گنگاپرشاد نے مدعیکو بطور اپنے جانشین کے مقرر کیا ہے اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ مدعی بہایا آدمی ہے اور اوس حیثیت سے مجاز نہین ہے کہ امیدوار نامزدگی کا ہوسکے اوس نے یہانتک بیان کیا ہے کہ خود مجہکو گنگاپرشاد نے جانشینی کے لئے مقرر کیا تہا اور یہہ تقرری برضامندی مندل دہاری مہنتون کے ہوئی تہی۔ مدگنگاپرشاد نے اوسکو ٹوپی اور مالا عطا کیا تہا اور اوس نے گنگاپرشاد کا کریاکرم کیا تہا اور فقرہ پنجم مین فی الواقعہ اوس نے دستونیہ مدعی کی تردید کی تہی۔ اوسمین اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ گدی کے جانشینی کا نجاتی مہنتون اور ممتاز مندل دہاری مہنتون کے رضامندی پر مدار ہے پس مدعیکو کوئی استحقاق جایداد پانیکا نہین ہے اور نہ کوئی بناء مخاصمت اس نالش کی ہے۔ بیان تحریری مین اور اور امور بہی پیش کئے گئے ہین جنکے نسبت زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت اوس راے کی وجہ سے نہین ہے جو مین اسمقدمہ کے نسبت قایم کرتا ہون۔

اب حالت یہہ ہے کہ مدعی دعویدار ڈگری بیدخلی مدعا علیہ کا جایداد متنازعہ سے ہے۔ مسلماً مدعی کبہی قابض نہین تہا اور مسلماً فوراً بعد وفات گنگاپرساد کے مدعا علیہ قابض ہوگیا اور اسوقت تک قابض چلا آتا ہے۔ اندرینحالات مدعی کو ایسا استحقاق ثابت کرنا لازم ہے جسکے روسے وہ مدعا علیہ کو جایداد سے بیدخل کرنے اور خود جایداد پر دخل لینے کا مستحق ہو۔

ہمکو کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ نہین دیا گیا ہے جو ٹہیک طور پر متعلق ہو۔ اوس سے میری یہہ مراد ہے کہ کوئی مقدمہ ایسا نہین ہے جسمین یہہ بحث طے ہوئی ہو کہ نانک شاہیون کے اس خاص فرقہ کے اکہاڑہ مین گدی کے جانشینی کیونکر ہوتی ہے۔ جہانتک ہم جانتے ہین یہہ ایسی بحث ہے جسکا فیصلہ قانوناً کبہی نہین ہوا ہے۔ لہذا ہمکو یہہ دیکہنا لازم ہے کہ آیا کوئی رسم و رواج ایسا ثابت ہوا ہے یا نہین جس سے باعتبار واقعات متعلقہ تقرری کے مدعی بشرطیکہ ہمکو اوسکے شہادت متعلقہ تقرری مدکور پر اطمینان ہو وہ مستحق ڈگری کا ہے۔ ہماری راے مین جو قاعدہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ گیندا پوری بنام چہتر پوری الہ آباد لا رپورٹ جلد ۱۴ - اپیل ہند صفحہ

۱۰۵ و ۱۰۶) قرار دیا ہے وہ بالعموم اسمقدمہ سے متعلق ہے۔

مین اون گواہون کی شہادت کا ذکر کرنا چاہتا ہون جو مدعی کیطرف سے طلب ہوئی تہی اور جنکی شہادت پر اوسکے کونسل اور وکیل نے میری توجہ مایل کی تہی۔ ممکن ہے کہ اوسکی طرف سے عدالت ماتحت مین اور اور گواہ بہی طلب ہوئی ہون جنکی شہادت کا ترجمہ کرانا یا چہپوانا مدعی نے ضروری نہ سمجہا ہو اور جنکی شہادت پر فی الحقیقت اسمقدمہ کے بحث مین استدلال نہین ہوا ہے۔

(جج صاحب چیف کے فیصلہ کے بقیہ حصہ کی یہان پر رپورٹ نہین کی گئی ہے کیونکہ اوسمین صرف تاثیر شہادت مقدمہ کا ذکر ہے۔ مئولف)

محمود صاحب جسٹس۔ جو اندازہ ذیعلم چیف جسٹس نے نسبت شہادت کے اپنے فیصلہ مین کیا ہے اوس سے مین [illegible] بالکل اتفاق کرتا ہون کہ مجہکو اس سے زیادہ کچہہ اور کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ باعتبار کل امور متعلقہ بار ثبوت کے ثبوت استحقاق کا مدعی ہی کے ذمہ تہا مین ممدوح الیہ سے اس امر کے تجویز کرنے مین بہی اتفاق کرتا ہون کہ مدعی اپنا مقدمہ ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے۔ ذیعلم چیف جسٹس مقدمہ گندا پوری بنام جواہر پوری (الہ آباد لا رپورٹ جلد ۱۳ اپیل ہند صفحہ ۱۰۰) کا حوالہ دے چکے ہین اور حکام عالیمقام پریوی کونسل کے فیصلہ سے مین صرف دو چہوٹے چہوٹے فقرہ مندرجہ صفحات ۱۰۵ و ۱۰۶ کو پڑہنا چاہتا ہون۔ فقرہ مین یہہ بیان ہے۔ دربارہ تجویز کرنے اس امر کے کہ بطور مہنت کے جانشین ہونیکا کون شخص ایسے صورت مین مستحق ہے جیسے کہ یہہ صورت ہے قاعدہ جو قابل لحاظ ہوتا ہے وہ صرف دستور اور عملدرآمد مین دستیاب ہو سکتا ہے جسکا ثبوت شہادت سے ہونا چاہئے اور دعویدار کو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ مطابق دستور کے وہ مستحق پانے منصب اور اراضی اور جایداد منصبی مذکور کا ہے۔ مبنی بر ہذا اسے یہہ قاعدہ اکثر مقدمات مین قرار پایا ہے۔ ضعف استحقاق مدعاعلیہ سے جو قابض ہے مدعیکو مدد نہ ملیگی جیسا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جج نے خیال کیا ہے

اسمقدمہ مین جب مین وہ عالمانہ بحث سن رہا تہا جو مسٹر بل ذیعلم کونسل مدعی اپیلانٹ نے ہمارے روبرو کی تہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ مجہے معلوم ہوا تہا کہ استحقاق مدعاعلیہ مین اوسیقدر ردقت ہو سکتی ہے کہ جسقدر کا ہونا ذیعلم کونسل موصوف نے

خیال کیا تہا۔ لیکن جیسا ذیلعلم چیف جسٹس نے اب اپنی فیصلہ مین ظاہر کیا ہے مجھے بہی شک اوسیطرحپر خیال ہوا تہا کہ اپنا استحقاق ثابت کرنا مدعی کا کام ہے گو استحقاق مدعا علیہ کا اوتنا ہی ضعیف ہو جتنا ممکن ہو۔ یہی وہ سب ہے جو مجھے بہ نسبت اوس وجہ کے کہنا ہے جس سے مین ذیعلم چیف جسٹس کے فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون۔

لیکن ایک امر ہے جسکے نسبت مین چند الفاظ ظاہر کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ مین تصور کرتا ہون کہ مسٹر مل منجانب مدعی اپیلانٹ اور مسٹر کانلن منجانب مدعا علیہ رسپانڈنٹ دونون بطور دلیل عام فیما بین اپنے یہہ تسلیم کرتے ہین کہ چیلہ کو قابل جانشین کرنے گنگا پرشاد متوفی کے یہہ ضرور ہے کہ جانشین اوسکا نہنگ ہونا چاہیے جسکی تمیز گرہست سے ہو سکتی ہو۔ جناب چیف جسٹس صاحب نے یہہ صحیح طور پر تحریر فرمایا ہے کہ واسطے اغراض فیصلہ اسمقدمہ کے صحیح فرق جو درمیان ان دو الفاظ کے ہے وہ ضروری نہین ہے۔ مین خود بہی خیال کرتا ہون لیکن مین یہہ کہتا ہون کہ ہرگاہ اوس سے اتفاق کامل ہے (اور نیز بعد سماعت عالمانہ تقریر صرف و نحو کے جو پنڈت سندر لال نے اپنی جواب مین منجانب مدعی اپیلانٹ کے کی ہے) مجھے کچھ شبہہ نہین ہے کہ گرہست کے معنی ہین خانہ دار اور واسطے اغراض تعریف نہنگ کے نشتخدائی صرف ایک جزو اوس تعریف کا اور ایک جزو اوس لفظ کے معنی کا ہے لفظ نہنگ کے معنی شکسپیر صاحب کے دکشنری مین بصفحہ ۲۰۹۹ یہہ درج ہین ننگا بیفکر۔ بعدہ مجھے یہہ بہی یاد کرنا چاہیئے کہ فالن صاحب نے اپنی مشہور دکشنری مین بہ نسبت معنی لفظ گرہست کے جس سے لفظ گرہستی باضافہ حرف کے نکالا گیا ہے کیا کہا ہے۔ اوسکی معنی امور خانگی یا دنیاوی امور ہین اور جیسا کہ ان ذیعلم مصنف کا معمول ہے اونہون نے ایک مشہور مسلہ ہندی بہ ثبوت اس امر کے لکہدیا ہے کہ عام گفتگو مین اس لفظ کے زبان ملک مین کیا معنی ہین۔ وہ مسلہ یہہ ہے جوگ آسان گرہست کٹہن یعنے جوگی ہونا آسان امور خانہ داری اور کاشتکاری مشکل۔

مجھے قطعاً کچھ شبہہ نہین ہے کہ ترجمہ لفظ گرہست کا جو اوپر لکہا گیا ہے مطابق اوس طریقہ کے ہے جسمین لفظ مذکور کا استعمال ملک کے زبان مین ہوتا ہے اور اوس سے

بالصرور بیاہا ہوا شخص مراد نہین ہے اور نہ وہ رسم شادی کی جایز یا ناجایز وقوع پذیر ہونیکے واقعہ پر محدود ہے۔ اوس سے مراد خانہ دار بوسعت تمام ہے اوس سے مراد وہ خانہ دار ہے جسکی تمیز گرہست سے اور ایا گی لوند سے تمیز ہوسکتی ہے۔ اس امر کا جاننا بہت ضروری ہے کہ جو شخص گرہست ہے وہ بموجب ٹہیک معنی ان الفاظ کے کبہی نہنگ نہین ہوسکتا ہے۔

مسلہ متذکرہ بالا کو اسمقدمہ سے ایک تعلق خاص ہے کیونکہ اسمقدمہ کے شہادت سے یہہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ نہنگ ہونیکی غرض سے مدعی روے جہان پر پہر نیوالا نہین تہا بلکہ وہ خانہ دار تہا۔ اس امر کے ثابت کرنیکی کوشش ہوئی ہے کہ وہ بیاہا ہوا آدمی ہے اور وہ عورت رکہتا ہے تاہم بدرجہ کافی ثابت ہی کہ وہ نہنگ نہین تہا

بہ نسبت لفظ گرہست کے ایک لفظ اور کہتا ہون اور پہر شیکسپیر صاحب کی ڈکشنری کے صفحہ ۱۷۰۰ پر حوالہ دیتا ہون جسمین اونہون نے یہہ کہا ہے۔ گرہست کی معنی خانہ دار دوم درجہ کا آدمی یا وہ شخص جو بعد تکمیل اپنے تدریس اور جنیو ہوجانیکے مالک مکان کی خدمات انجام دیتا ہے اور پدر خاندان یا کسان یا کاشتکار ہین۔

صاف طور پر سمجہنا چاہئے کہ اس لفظ کے معنی کسیقدر مشابہ رومن عبارت پیٹر فیملیاس کے ہین پیٹر فیملیاس ہونیکے لئے افسر خاندان یا مہتمم امور خانہ داری کا ہونا کافی ہے اور از روے تشبیہہ کے یہی وہ سب ہے جو شاستر مین لفظ گرہستی سے باوجود حجت مسٹر سندر لال کے جنہون نے میری توجہ باب ۳ منو سمرتی پر متوجہ کی ہتی مراد ہے۔ مجہے اوس باب پر انحصار کرنا ضروری نہین ہے لیکن مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ باب مذکور مین کوئی امر بہ نسبت معنی لفظ نہنگ یا بہ نسبت معنی لفظ گرہستی کے نہین ہے۔

تو بقرار داد ان امر کے جو مین قایم کرتا ہون یعنے یہہ کہ مدعی یہہ ثابت نہین کرسکا ہے کہ وہ نہنگ ہے بلکہ وہ گرہست ہے مجہے اس سے زیادہ کچہہ کہنا نہین ہے کہ مین اوس کل سے جو ذیل مین چیف جسٹس صاحب نے بہ نسبت شہادت کے فرمایا ہے اور اوس ڈگری سے جو جناب ممدوح الیہ نے صادر کی ہے بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۲۵ سنہ ۱۸۸۸ع — منفصلہ ۲۰ دسمبر

جنگ بہادر سنگہ و یک کس دیگر بنام شنکر رائے و یک کس دیگر ی ۶۱

کونسل و موکل - اختیار کونسل دربارہ صلح کرنے مقدمہ منجانب اپنے موکل کے - نوعیت اوس اختیار کی جو کونسل کے مقرر کرنیوالے نے عطا کیا ہو -

تاوقتیکہ اختیار کونسل کا دربارہ عمل کرنے منجانب اپنے موکل کے مسترد نکر دیا جاوے اور اوس استرداد کی اطلاع فریق ثانی کو نکر دیجاوے - کونسل موصوف کو اپنی موکل کے طرف سے مقدمہ مین صلح کرنیکا پورا اختیار حاصل ہوتا ہے اور جو صلحنامہ مسطر چہر ہوا ہو اوسمین عدالت دست اندازی نکریگی بجز اوس صورت کے کہ صلحنامہ مذکور غلطی سے ہوا ہو اور اوسکے روسے بے انصافی شدید موکل کے حق مین ہوئی ہو (سٹراس بنام فرانسس (لا رپورٹ جلد ۱ کیونیز بنچ صفحہ ۳۷۹) و ستہوز بنام منسٹر (لا رپورٹ جلد ۲ کیونیز بنچ دویزن صفحہ ۱۴۱) اور معاملہ وست ڈیون گرنٹ کاتسلز باین (لا رپورٹ جلد ۸ چینسری دویزن صفحہ ۱۵) پر حوالہ ہوا)

یہہ استصواب اجلاس کامل سے محمود صاحب جسٹس نے کیا تہا - جن حالات مین یہہ استصواب پیدا ہوا تہا وہ اور نیز واقعات مقدمہ کافی طور پر ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

ایج صاحب چیف جسٹس - یہہ استصواب اجلاس کامل سے میرے بہائی محمود صاحب نے لغرض اظہار اپنے راے نسبت اوس امر کے کیا ہے جو بہ نسبت اختیار ایڈووکیٹون کی بذریعہ تجویز ثانی ایک ڈگری مصدرہ میرے بہائی محمود صاحب کے پیش ہوا ہے جب اپیل کی سماعت عدالت ہذا مین ہوئی تہی اوسوقت سایل کیطرف سے مسٹر اسپنکی حاضر ہوے تہے - اور اوسکی فریق ثانی کیطرف سے مسٹر کانلن ایک دوسری ایڈووکیٹ عدالت ہذا کے حاضر ہوے تہے - صاحبان موصوف انگلش بار کے ممبر بہی ہین - ابنے اپنے موکلونکی فایدہ کی نظر سے صاحبان موصوف نے ڈگری کی اوس شکل کی نسبت رضامندی ظاہر کی تہی جو میرے بہائی محمود صاحب کو اپیل مین صادر کرنی چاہیے تہی میرے بہائی محمود صاحب نے ڈگری اونہین شرایط کے ساتہہ صادر کی تہی جنپر دونون ایڈووکیٹون نے اتفاق کیا تہا - میرے بہائی محمود صاحب نے دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے روسے حکم کیا تہا سایل تجویز ثانی کہتا ہے جسکو ہم واقعہ

قیاس کرتے ہین کہ وہ اون شرایط پر کبھی راضی نہین ہوا تہا۔ وہ یہہ بھی کہتا ہی
کہ اوس نے اپنے ایڈوکیٹ کو کسی ایسی شرایط پر رضامند ہونیکا اختیار نہین دیا
تہا۔ بحث یہہ ہے کہ آیا بلحاظ ان حالات میرے بہائی محمود صاحب دست اندازی کر سکتے
ہین اور اپنے فیصلہ کی تجویز ثانی کر سکتے ہین اور اپنی ڈگری مورخہ ۲۲ اپریل سنہ ۱۸۹۰ء
تبدیل کر سکتے ہین یا نہین۔ سایل نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ اوسکے فریق ثانی نے
کوئی استفادہ نامناسب حاصل کر لیا ہے یا مسٹر اسپنکی نے بذریعہ کسی غلطی کے
ایسا عمل کیا ہے جس سے کوئی بے انصافی ہوئی ہے اور نہ ہمارے روبرو کوئی بیان
حلفی ایسا موجود ہے جس سے کوئی اس قسم کی بات کا ایما ہوتا ہے۔ مسٹر اسپنکی کے
نسبت جو کچھہ ہم جانتے ہین اوس سے ہرگز یہہ ممکن نہین ہے کہ اونہون نے فایدہ
اپنے موکل کا نظر انداز کر دیا ہو۔ مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اگر ہمکو یہہ اطمینان
ہوتا کہ کوئی استفادہ نامناسب فریق ثانی نے حاصل کیا ہے کہ بوجہ غلطی کے مسٹر اسپنکی
نے اسطور پر عمل کیا ہے جسکی بابت اس سایل کے حق مین کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو ہم
دست اندازی کر سکتے تھی۔ بنظر اسکے کہ میرے نسبت غلط فہمی نہو بہتر تہا کہ مین یہہ
کہتا کہ جسکو مین استفادہ نامناسب سمجہتا ہون وہ ایسی شرایط پر رضامند ہوجانا نہین
ہے کہ جن شرایط کے نسبت موکل اعتراض کرتا ہو اور جنکو وہ نامناسب سمجہتا ہے
بلکہ کوئی واقعی ناانصافی ہے جس سے ہمکو عمل کرنیکی ترغیب ہونی چاہیے۔ صلحنامہ
کی بہت سی صورتون مین بہتسے امور چہوڑ دینا پڑتے ہین اور ہر طرف سے بہت سی
عاقبتین کرنا پڑتی ہین۔ عدالت مین بہت سال کے تجربہ کے بعد مین یہہ کہہ سکتا ہون
کہ مین خیال کرتا ہون کہ معزز اور ذمہ دار اور تجربہ کار ایڈوکیٹ بہ نسبت اسکے کہ موکل
ہی اوسکی بابت بہتر جج اس امر کا ہوتا ہے کہ واسطے بہترین فایدہ اپنے موکل کے
اسکو کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے ہے۔ بطور تمثیل اس امر کے کہ عدالتہای انگلستان
نے کہانتک ایڈوکیٹ کے عملون کو قایم رکہا ہے مین مقدمہ اسٹراس بنام فرانسس
لا رپورٹ جلد ا کیوئینس بنچ صفحہ ۳۷۹ پر حوالہ دیتا ہون جسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ یہہ امر
کونسل مقرر شدہ کے عام اختیار مین داخل ہے کہ پیروی مقدمہ کی درباره کسی جزو کے
موقوفی کے رضامندی ظاہر کرے اور چونکہ صلحنامہ کونسل کے علانیہ اختیار مین داخل ہے

لہذا وہ موکل پر باوجودیکہ وہ نارضامند ہو واجب التعمیل ہے۔ بجز اوس صورت کے کہ اوسیوقت اس نارضامندی کا علم فریق ثانی کو کرادیا گیا ہو۔ مقدمہ مذکور مین فیصلہ مسٹر جسٹس بلیک برن صاحب سے فقرہ ذیل مندرجہ صفحہ ۳۸۱ پر بہی مین حوالہ کرتا ہون مسٹر کینیلی نے یہہ ایما کرنیکی کوشش کی ہے کہ مقدمہ مین کونسل مقرر کرنیوالیکا محض یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ تقریر اور فصاحت کے اختیار کو استعمال کریگا لیکن کونسل کو اس سے بہی اعلی صفتین حاصل ہین یعنے پیروی مقدمہ مین بحالت پیدا ہونے ضروریات کے رائے اور اختیار امتیازی کا استعمال کرنا اور موکل کو اپنے کونسل کے منتخب کرنے مین اوسکی شہرت عزت سمجہ اور عقل سے رہبری ہوتی ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ چند ہی کونسل اس نالائق شرط پر صاحب مقدمہ کا قبول کرتے ہونگے کہ وہ صرف اپنے موکل کے زبان ہی ہونگے۔ چونکہ کونسل واسطے پیروی مقدمہ کے بلا کسی شرط کے مقرر ہوتے ہین لہذا جس علانیہ اختیار سے وہ اوسوقت ملبوس ہوتے ہین کہ جب وہ واسطے پیروی مقدمہ کے حاضر ہوتے ہین وہ یہہ ہے کہ وہ ہر ایسا امر کرسکتے ہین جو باستعمال اونکی رائے امتیازی کے اونکو پیروی مقدمہ مین بہت مفید اپنے موکل کے معلوم ہو اور اگر اپنے علانیہ اختیار کے حدود کے اندر وہ کوئی معاہدہ فریق مخالف کے کونسل سے بہ نسبت مقدمہ کے کرین تو باعتبار ہر اصول کے یہہ معاہدہ قابل پابندی قرار پاویگا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے معاملہ مین مین اس سے زیادہ مکمل اور صاف طور پر اپنی رائے ظاہر کرسکتا ہون کہ مین فیصلہ والیشر بمقدمہ تہونام منسٹر (لا رپورٹ جلد ۲۰ کیوینز بنچ ڈویزن صفحہ ۱۴۱) کو اختیار کرتا ہون جسمین مین خیال کرتا ہون کہ صحیح طور پر یہہ قرار پایا ہے کہ کونسل کا اختیار کیا ہے۔ مین فقرہ ذیل اوس فیصلہ سے نقل کرتا ہون اور فیصلجات لارڈ جسٹس بوون صاحب و لارڈ جسٹس فرای صاحب کے بہی بدرجہ مساوی مفید ہین۔ اشیا کی اس حالت سے بحث اوس تعلق کے پیدا ہوتی ہے جو فیمابین کونسل اور اوسکے موکل کے ہوتا ہے جو اکثر ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا وہ تعلق کارندہ اور اصل مالک کا ہے۔ مین نے خود کبہی ایسا محاورہ اختیار نہین کیا نہ اختیار کرتا ہون جو مجہے مغالطہ دہی کا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی کونسل کسی شخص کے طرف سے خلاف مرضی شخص مذکور کے ایڈوکیٹ نہین ہوسکتا ہے اور چونکہ ایسی حیثیت مین خود اصل نہین ہوسکتا ہے پس وہ بعد اسکے کہ اوسکا اختیار اوس سے لے لیا جاوے وہ اوس حیثیت مین قایم

نہین رہ سکتا ہے۔ لیکن جب کوئی موکل کونسل سے یہہ درخواست کرے کہ اوسکی طرف
سے مسل ایڈوکیٹ مت عمل کرے تو وہ اس درخواست سے کچھہ زیادہ کرتا ہے کیونکہ اوسکی پردے
فریق ثانی کو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ کونسل اوسکی طرف سے معمولی طور پر عمل کریگا اور جبتک
وہ اظہار قایم رہیگا اوسوقت تک وہ اوس اظہار کا پابند رہیگا لیکن خفیہ مسترد کیا جانا
اختیار کا جس سے فریق ثانی کو علم نہو بلا اینہ اختیار کونسل پر موثر نہوگا۔ درخواست
مذکور سے یہہ مراد نہین ہے کہ بجز بحیثیت کونسل کے وہ کسی اور طور پر عمل کریگا بجز
اوس طور سے کہ جسطور [illegible] کونسل معمولی طور پر عمل کرتا ہے وہ کسی اور طور پر عمل کریگا
کونسل کا یہہ کام ہے [illegible] موکل کو [illegible] عدالت مشورہ دے اور اوسکی طرف سے
عدالت مین عمل کرے اور تاوقتیکہ اوسکا اظہار نے نلیا جاوے اوسکو بہ نسبت اون
کل امور کے جو پیروی مقدمہ سے مناسب طور پر متعلق ہین اختیار نامحدود اوس
امر کے عمل مین لانیکا حاصل ہے جو اوس کے موکل کے لئے نہایت عمدہ ہے۔ اب
دیکھنا چاہیے کہ اس فقرہ سے یہہ معنی ہین کہ جو شخص کسی ایڈوکیٹ کو مقرر کرتا ہے
وہ ایڈوکیٹ کے [illegible] اختیارات کو محدود نہین کر سکتا ہے کہ جس سے وہ مقدمہ
مین شخص مذکور کو پابند [illegible] ہے بجز اس صورت کے کہ وہ فریق مخالف کو اطلاع اس
امر کی دیدیوے کہ ایڈوکیٹ کے اوس اختیار کو کہ وہ اوسکے طرف سے عمل کرے
موقوف یا محدود کر دیا ہے۔ پہر بعد ازان۔ مین نے کہا ہے کہ تعلق [illegible] کا
موکل کے ساتہہ ہر وقت ختم کر دیا جا سکتا ہے لیکن [illegible] کیا جانا اختیار کا فریق ثانی
کو معلوم ہونا چاہیے اور اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ موکل اپنے کونسل کو ہدایات
دربارہ محدود کرنے اوسکی اختیار بہ نسبت پیروی مقدمہ کے نہین دے سکتا ہے
اور نہ اونکی تعمیل ہونے پر اوسکو مجبور کر سکتا ہے جو کچھہ وہ کر سکتا ہے وہ کل یہہ ہے
کہ اپنے اختیار کو وہ بالکل مسترد کر سکتا ہے اور اسطرح پر کر سکتا ہے کہ جس سے
معلوم ہو جاوے کہ اوس نے ایسا کیا ہے۔ مقدمہ معاملہ وست ڈلون گرنٹ کلکتہ
مین دالا رپورٹ جلد ۳ چانسری ڈویژن صفحہ ۱۵۱ جسمین کونسل نے برطبق چند شرایط کے
اپیل نکرنیکا اقرار کیا تہا اور اوس کے موکلون نے دربارہ اوسکے اس استحقاق کے
کہ وہ اونکو پابند کر سکے اعتراض کیا تہا۔ کاٹن صاحب ولنڈلی صاحب وبلودن صاحب

لارڈ جیمسان نے یہہ تجویز کی تہی کہ موکل اپنے کونسل کے افعال کے پابند ہین۔ رپورٹ کے صفحہ ۴۵ مین کاٹن صاحب لارڈ جسٹس کے نسبت یہہ رپورٹ ہے کہ معزی الیہ نے یہہ کہا ہے۔ تقریر مین یہہ بحث پیش ہوئی تہی کہ آیا اپیل نکرنیکا اقرار بلا اختیار صریحی کے کونسل کر سکتا ہے یا مطلق نہین اور اگر کر سکتا ہے تو آیا بعد ہوجانے فیصلہ روداد کے کر سکتا ہے یا نہین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ ہر صلحنامہ مین اقرار اپیل نکرنیکا متعلق ہے لہذا یہہ اقرار کرنا کہ اوسکے موکل اپیل نکرینگے اختیار کونسل سے متجاوز نہین ہے۔ بہ نسبت دیگر امر کے کونسل فی الواقعہ یہہ کہتا ہے کہ پنچ نے میرے موکل کے خلاف فیصلہ صادر کیا ہے اور بعوض اپیل کرنے کے اوسکے اوسکا خرچ [illegible] ہوجاوے وہ یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ بنا راضی اوس فیصلہ کے اپیل نکریگا۔ یہہ صلحنامہ ہے۔ لہذا اقرار مذکور بادی النظر مین قابل پابندی ہے۔ [illegible] مقدمات ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اون صلحناموں اور تصفیہ جات مین جو کونسل [illegible] موکل کیطرف سے مقدمہ مین کی ہون دست اندازی نکرنیکے بارہ مین عدالتین بہی محتاط ہوتی ہین۔ مقدمہ پریم سکھہ بنام مہتی رام (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۲۲) و مقدمہ حکیم لدہنا بنام بلدیو (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۳۰۹) اور مقدمہ سردار بیگم بنام عزت النسا (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۴۹) ایسے مقدمات ہین جو وکیلون کے اختیارات سے متعلق ہین اور اس مقدمہ پر موثر نہین ہین جو ہمارے روبرو پیش ہے۔ [illegible] اختیار وکیلون کا [illegible] پابند کرنے اپنے موکلون کے زیر نزاع ہوتا ہے [illegible] اختیار مذکور بالکل خاص حالات کے شرائط پر منحصر ہوتا ہے۔ مین اپنے نسبت [illegible] یہہ کہتا ہون کہ مین حالات کو [illegible] اور وسعت کے ساتھہ [illegible] ظاہر ہوتا ہو کہ موکل کی نیت یہہ تہی کہ اپنے وکیل کے اختیار کو محدود [illegible] میرے [illegible] مین میرے سبحانی محمود صاحب کو یہہ درخواست تجویز ثانی کی نامنظور کرنا چاہیے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری بہی بالکل [illegible] ہے اور مین [illegible] جسٹس کے جواب کو جو نسبت اس استصواب کے [illegible] صلحنامہ کی بنا پر سبحانی محمود صاحب نے اپنی ڈگری صادر کی ہے وہ [illegible] اپیل [illegible]

ٹرل صاحب ۔ مین ذلیعلم چیف جسٹس کی راے اور اوس جواب سے جو ستفسار کے نسبت دیا گیا ہے اتفاق کرتا ہون ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ مین بہی ذیعلم چیف جسٹس اور اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب کے جواب سے اتفاق کرتا ہون ۔

ناکس صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون ۔

القصہ درخواست تجویز ثانی کا اوسی روز مطابق ارا مظہرہ اجلاس کامل کے بذریعہ حکم ذیل کے کیا گیا تہا)

محمود صاحب جسٹس ۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی صاحب ایک سایل تجویز ثانی کے ہے اوسکو مین نے اجلاس کامل مین بہیجا کیا تہا اور جو جواب اجلاس کامل سے دیا گیا ہے اوسکی رو سے مجہے ضرور ہے کہ فیصلہ اوسکا بموجب دفعہ ۶۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور قاعدہ نمبر ۔ عدالت ہذا کے کرون ۔ بلحاظ اوس جواب کے جو اجلاس کامل سے دیا ہے مین یہہ درخواست نامنظور کرتا ہون خرچہ کے حکم کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اطلاعنامہ بنام فریق ثانی جاری نہین ہوا تہا

ضلع بدایون نگرانی فوجداری نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۳ فروری

عبد الغفور بنام للتو

معاوضہ فضول اور تکلیف دہ نالش کا ۔ برایت ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۴۳ و ۴۷۶ و ۲۵۰ ۔

لفظ برایت سے ضمناً یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ مدرجہ اقل تحقیقات نامدہ متعلقہ دفعہ ۴۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہو لی جاتے ۔ لہذا جس صورت مین مجسٹریٹ نے بلا کیجانے تحقیقات مذکور اور محض بوجہ غیر حاضری مستغیث کے حکم دلایجانے معاوضہ کا ملزم کو صادر کیا جسکا صادر ہونا حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے معلوم ہوتا ہے ۔ تجویز ہوئی کہ اندرین حالات دلایا جانا معاوضہ کا بلا استعمال اختیار امتیازی متعلقہ دفعہ ۲۵۰ کے ہے ۔

واقعات مقدمہ کی جہانتک ضروری ہین ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

ناکس صاحب جج۔ یہہ استصواب صحیح طور پر ہوا ہے۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے بذریعہ ایک حکم کے اوس شخص کو بری کر دیا جو ملزم جرم مصرحہ دفعہ ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کا تھا اور مستغیث کو حکم دیا کہ ملزم کو معاوضہ ادا کرے۔ مجسٹریٹ اپنی حکم استصواب مین یہہ کہتے ہین کہ حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے معاوضہ صرف وہی ملزم کو دلایا جا سکتا ہے جو اوس جرم سے بری کیا جاوے جو اوسپر لگایا گیا ہو۔ ظاہرا المشار الیہ نے اس واقعہ کو نظر انداز کیا ہے کہ لفظ بریت مین حکم مصدرہ حسب دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری شامل ہے جبکہ ملزم بوجہ غیر حاضری مستغیث کے بری کیا جاتا ہے۔ اگرچہ قانون میں بالتصریح اسکا حکم نہین ہے میری یہہ راے ہے کہ باستعمال لفظ بری کے واضعان قوانین کا یہہ مقصود تھا کہ بدرجہ اقل تحقیقات تا حد مقتضیہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے ہونی چاہئے۔ جہانتک مسل سے ظاہر ہوتا ہے ایسی کوئی تحقیقات نہین ہوئی اور معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے [illegible] مزید مقدمہ کی صرف اسوجہ سے موقوف کر دی کہ مستغیث حاضر نہ ہوا۔ [illegible] حالات بوجہ استعمال کرنے اختیار امتیازی [illegible] ہے۔ جو وجوہ مجسٹریٹ نے تحریر کی ہین اونکے [illegible] مین [illegible] حکم مصدرہ عدالت ماتحت حسب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ کا منسوخ کیا جاوے [illegible] اور اگر [illegible] روپیہ ادا کر دیا ہو تو وہ اوسکو واپس کر دیا جاوے۔

انگریزی صفحہ ۶۳

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۱۱۶ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۰ء

جگروپ رائے و ایک کس دیگر بنام رادھے سنگھ وغیرہم

رجسٹری و بلا رجسٹری شدہ دستاویزات۔ مرتہن ازروے دستاویز رجسٹری شدہ کا مقابلہ ساتھہ خریدار نیلام بعلت ڈگری مبنی بر رہننامہ غیر رجسٹری شدہ مقدم کے۔ ایکٹ ۳ ۱۸۷۷ء (ایکٹ رجسٹری) دفعہ ۵۰۔

ازروے دفعہ ۵۰ ایکٹ رجسٹری کے جب ڈگری یا حکم پر دستاویز رجسٹری شدہ کو موثر ہونا چاہئے وہ ڈگری یا حکم صادرہ قبل تحریر رجسٹری دستاویز رجسٹری شدہ مذکور کے ہونا چاہئے۔ لہذا جس صورت مین مدعیان نے ازروے دستاویز رجسٹری شدہ کے مرتہن ہین نالش منسوخی نیلام مشمولہ مدعا علیہم بذریعہ ڈگری بربنا رہننامہ غیر رجسٹری کے دہیر کی ہو تو [illegible] رہننامہ رجسٹری شدہ مدعیان کا اوس رہننامہ غیر رجسٹری شدہ مانند کا ہے جس پر مدعا علیہم کو استدلال ہے لیکن مقدم اوس ڈگری سے ہے جو اوسکی بنا پر صادر ہوئی ہے۔ تجویز ہوا کہ مدعا علیہم خریداران نیلام پر بہ نسبت حقوق مرتہنانہ مدعیان کے اوسکو پا دینگے۔ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۳) و مدار صاحب بنام سبرایا نویڈو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۶ صفحہ ۸۸) و کنہیا لال بنام مبنی دہر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۷) و شاہی رام بنام شب لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۹۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کی ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

عبدالمجید و حمید اللہ منجانب اپیلانٹیان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ عدالت ہذا مین مدعیان اپیلانٹ ہین۔ اونہون نے اپنی نالش واسطے استقرار اس امر کے کی ہے کہ ڈگری جو ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء کو بربنائے تمسک بلا رجسٹری شدہ مورخہ ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کے حاصل ہوئی ہے اور جو نیلام اوس ڈگری کے علت مین ہوا اور جسمین مدعا علیہم نے خریداری کی ہے نفی اور کالعدم ہے۔ مدعیان مرتہن جایداد کے ہین۔ اونکا رہننامہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۷۸ء ہے اور رجسٹری شدہ ہے۔ بربنا اوس رہن کے اونہون نے ۱۹ دسمبر

۱۹۰۷ء کو ڈگری حاصل کی ہے۔ مدار اس بحث کا دفعہ ۵۰۔ ایکٹ رجسٹری پر ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اسمقدمہ مین جو رہنامہ غیر رجسٹری شدہ بناے استحقاق مدعاعلیہم ہے وہ باعتبار تاریخ کے رہنامہ رجسٹری شدہ مدعیان سے مقدم ہے لیکن رہنامہ رجسٹری شدہ مدعیان کا تاریخ صدور ڈگری برہنا رہنامہ غیر رجسٹری شدہ سے مقدم ہے۔
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بروے دفعہ ۵۰۔ ایکٹ رجسٹری کے جس ڈگری یا حکم پر دستاویز رجسٹری شدہ کو موثر ہونا چاہیئے وہ ایسی ڈگری یا حکم ہونا چاہیئے جو قبل تحریر اور رجسٹری دستاویز رجسٹری شدہ کے صادر ہو چکی ہو۔ اس امر پر عدالت ہذا نے بمقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۵ صفحہ ۲۳) پر غور کیا تھا اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مین نے بھی وہی نتیجہ اخذ کیا ہے جو ذیلیعلم چیف جسٹس اور میرے بھائی ٹرل صاحب نے اوسمقدمہ مین بہ نسبت بحث تقدیم کے اخذ کیا تھا۔ جو دادرسی مدعی چاہتا ہے وہ ہم عطا نہین کر سکتے ہین جس ڈگری کے علت مین نیلام ہوا تھا وہ کامل طور پر عمدہ ڈگری تھی صرف یہی ایک بات ہے کہ وہ مدعیکے اس امر کے استقرار کرانے پر موثر نہین ہے کہ وہ تابع اونکی کفالت کے ہے۔ جو ڈگری مین تجویز کرتا ہون وہ یہہ ہوگی کہ اپیل معہ خرچہ ڈگری ہوگا اور نالش مدعیان کی اسقدر ڈگری ہوگی کہ استقرار اس امر کا کیا جاوے گا کہ ڈگری مصدرہ ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء اور اوسکے روسے جو نیلام ۱۲ مارچ ۱۹۰۳ء کو ہوا ہے اونسے حقوق مدعیان پر جو ازروے اونکے رہنامہ رجسٹری شدہ مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۹۷ء کے ہین اور جو ڈگری کہ اسکی روسے بتاریخ ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو صادر ہوئی ہے اوسپر اثر نہ پہونچیگا
اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ میری بھی یہی راے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسبارہ مین قانون صاف طور پر فیصلہ مقدمہ شاہی رام بنام شب لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۹۴) مجوزہ مسٹر جسٹس اوڈفیلڈ صاحب اور خود میرے مین جسکا حوالہ بمقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ مین ہوا ہے بیان کیا گیا ہے اور جو راے اوسمین قایم کی گئی ہے وہ بالکل مطابق اوس راے کے ہے جو ذیلیعلم چیف جسٹس نے ظاہر کی ہے اور مطابق اوس راے کے ہے جو خود مین نے بمقدمہ کنہیالال بنام ... (زبدۃ النظایر

ہفتہ وار ۱۸۹۱ع صفحہ ۳۷) مین ظاہر کی تہی - ایسی ہی راے ہائیکورٹ مدراس نے مقدمہ مہالنگم بنام سبرایالو نیدو (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۹) مین قایم کی ہے - مین حکم مجوزہ ذیلعلم چیف جسٹس اور ڈگری کی اوس شکل سے بہی اتفاق کرتا ہون جو اوسکی ہوگی -

ٹرل صاحب جسٹس - مین بہی اتفاق کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے اور صرف یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مقدمہ شاہی رام بنام شب لال (از بدرۃ انتظار ہفتہ وار ۱۸۹۱ع صفحہ ۱۹) مین مجہے اس امر پر غور کرنیکا افتخار مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب کے ساتہہ حاصل ہوا تہا اور جو راے اوسوقت ظاہر کی گئی تہی اوسکو جیساکہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بتلایا ہے پتہرم صاحب چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹرل صاحب نے مقدمہ دی ہمالیہ بنک لمیٹڈ بنام دی شملہ بنک لمیٹڈ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۳) مین منظور کیا تہا - فی الحقیقت صفحہ ۲۰ - اوس فیصلہ سے ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے جو اسمعاملہ مین بہت ضروری ہے اور مین اوس سے اتفاق کرنیکو اوس سے زیادہ امادہ ہون کیونکہ ایک بنچ نے جسمین کل عدالت ہذا جو کہ اب موضوع ہے شریک ہے اوسکو پسند کیا ہے -

ناکس صاحب جسٹس - مین ذیلعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون -

مفصلہ ۲ فروری ۱۸۹۱ع   نگرانی فوجداری نمبر ۱۹ ۱۸۹۱ع   ضلع الہ آباد

علی الحضرۃ انگریزی ۴۶۴

ملکہ معظمہ قیصر ہند   بنام   کلو وغیرہم

گرفتاری - بذریعہ بہاگنے کے گرفتاری سے بچنا - گرفتاری جایز مین مزاحمت یا تعرض کرنا - مخفی مداخلت بیجا بخانہ یا نقب زنی بخانہ بوقت شب - مجموعہ تعزیرات ہند دفعات ۲۲۴ و ۴۵۶ -

قبل گرفتاری کے محض فعل بہاگ جانیسے جرم گرفتاری جایز مین مزاحمت یا تعرض بیجا کرنیکا پیدا نہین ہوتا ہے اور اسلئے جب چند شخصون نے اسطور بہاگ جانیکے فعل مین کسی دوسرے شخص کے مکان مین چہت پر چڑہکر

مداخلت بیجا کی ہے۔ تجویز ہوئی کہ اشخاص مذکور مرتکب جرم مخفی مداخلت بیجا بخانہ یا نقب زنی بخانہ بوقت شب کے نہیں ہوئی ہین۔

واقعات اس مقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ثابت ہین

امیر الدین بنجانب اپیلانٹ ان گورنمنٹ پلیڈر رام پرساد منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس چاند خان و عبد الواحد اور منیر خان کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۴۵۶ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزائے قید سخت میعادی چھہ ماہ فی کس ایک مجسٹریٹ الہ آباد نے صادر کیا ہے۔ ایک چوتھی شخص مسمی کلو کے نسبت تجویز ثبوت جرم مزید بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۴۵۷ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزائے قید سخت میعادی اٹھہ مہینہ کا صادر ہوا ہے۔ ان چار و شخصون نے سشن جج الہ آباد کے حضور مین اپیل کیا تھا اور مشار الیہ نے تجاویز ثبوت جرم کو بحال رکھا لیکن احکام سزا کو تخفیف کر دیا ہے۔ درباره بحالی تجاویز ثبوت جرم کے ڈسٹرکٹ و سشن جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ اپیلانٹیان مکان مین بہ نیت تخویف یا توہین یا رنج دہی مستغیث کے داخل نہین ہوئے تھے اور نہ جائز طور پر داخل ہو کر اوس نیت سے اوسمین ٹھہری رہی لیکن وہ بہ نیت ارتکاب جرم یعنی اس نیت سے داخل ہوئی تھی کہ حراست جائز سے جو اون کی گرفتاری جائز مین تعرض کرنیکے بابت تھی بچ جاوین (دفعہ ۲۲۴ مجموعہ تعزیرات ہند) نامبردگان مکان مذکور مین چھت پر چڑہکر یا سیڑہی لگا کر کے بھی داخل ہوئے تھے شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپیلانٹیان ایک قمار خانہ عام مین قمار بازی کر رہے تھے اور اوس قمار خانہ عام سے وہ بھاگ رہے تھے اور اس امر کے کرنیمین وہ ایک شخص مسمی بلاقی کے گھر مین گھس گئے۔ لیکن یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ بجز فعل بھاگ جانے اور گھس جانیکے نامبردگان کسی دوسرے ایسے فعل کے مرتکب ہوئے تھے جو بطور اونکی مزاحمت یا تعرض کے متصور ہو سکے۔ جس مکان مین وہ گھس گئے تھے وہ ایسا تھا جسمین بلا چھت پر سے زبردستی کے کرنیکے وہ داخل ہو سکتے تھے اور یہہ بات چھت ہی پر سے ہوئی ہے کہ اپیلانٹیان اوس مکان مین داخل ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ گھر مین داخل ہونیکے بعد اونہون نے اندر سے دروازہ بند کر لئے تھے مین ہرگز یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود تھا کہ قبل گرفتاری ہونیکے محض فعل بھاگ جانے کا

نمبر لہ جرم گرفتاری جایز مین مزاحمت یا [illegible] کرنیکے ہے اور اپیلانٹان کے ان افعال کی تعبیر کسی جرم سے جو دفعہ ۲۲۵ مین بنہین ہو سکتی ہے۔ لہذا نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ تجویز ثبوت جرم بسبب دفعہ ۲۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے قایم نہین رہ [illegible] ہے لہذا مین حکم دیتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم و احکام سزا صدر سیشن جج الہ آباد کے منسوخ ہون اور اپیلانٹیان اوس جرم سے بری متصور ہون جو اونپر قایم کیا گیا تھا اور [illegible] رہا کیجاوین۔

درخواست تجویز ثانی

مقدمہ اپیل دوم نمبر ۳۰۲ ۱۸۹۰ع

منفصلہ ۱۱ فروری

گنپت راے بنام عیدو وغیرہم

انگریزی صفحہ [illegible]

تجویز ثانی۔ درخواست بحضور ممبران حی القا بغرض تجویز ثانی فیصلہ بیچ مذکور بہ بنا عذر میعاد سماعت مقدمہ جس صورت مین کہ دو ججون [illegible] کے [illegible] کی وفات کے بعد درخواست بحضور ممبری [illegible] بغرض تجویز ثانی فیصلہ اجلاس [illegible] بعذر کے بنا دیر گذرنے کی جس اپیل مین فیصلہ تجویز ثانی طلب صادر ہوا تھا وہ پیر بوقت داخل [illegible] تھا اور جب کمی پوری کی گئی تھی اوس وقت تک میعاد تھا لہذا عدالت نے منجملہ دیگر وجوہ کے اس [illegible] کے بنا پر دست اندازی کرنیسے انکار کیا [illegible] سماعت وقت سماعت اپیل کے نہین کیا گیا تھا اور اس امر کا [illegible] ثبوت نہین [illegible] وقت سماعت جو بھیجا گیا [illegible] واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ ایچ صاحب چیف جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

روشن لال منجانب سایل۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ یہہ درخواست واسطے تجویز ثانی اوس فیصلہ کے ہی جو مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب مرحوم اور خود مینے ۲۲ جون ۱۸۸۹ع کو صادر کیا تھا۔ جس اپیل مین ہمنے وہ فیصلہ صادر کیا تھا وہ اپیل دوم تھا۔ رسپانڈنٹ کیطرف سے جو سایل مقدمہ ہذا ہی چار صاحب جو تجربہ کار [illegible] عدالت ہذا مین حاضر تھے۔ ان چار صاحبو مین سے کوئی صاحب اس درخواست مین حاضر نہین ہوئے ہین اب سایل کیطرف سے مسٹر روشن لال حاضر ہوتے مین جو [illegible] نہی جب وہ مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب اور خود میرے روبرو پیش ہوا تھا۔ وجہ عذر درخواست [illegible] یہہ ہی کہ نا کافی اسٹامپ پر [illegible] کمی جب پوری کی گئی تھی تب وہ میعاد گذر گئی تھی [illegible] اندر اپیل اسٹامپ مناسب [illegible] ہونا چاہیے تھا۔ مسٹر روشن لال فیصلہ مقدمہ ملکرن [illegible] انڈین لا ریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد [illegible]

صفحہ ۱۲۹) پر استدلال کرتے ہین - اونکی یہہ حجت ہے کہ یہہ درخواست ایک غلطی موقوعہ مسل پر مبنی ہی مسٹر
جسٹس براڈہرسٹ صاحب اور خود میرے روبرو اپیل بر بنا ایسے اپیل کے پیش ہوا تہا جو عدالت کے
روبرو مناسب طور پر پیش ہوتا ہی اور کسی نے یہہ ادعا نہین کیا تہا کہ اپیل مذکور مناسب طور پر عدالت
کے روبرو نہین ہے - چونکہ یہہ عذر محض میعاد سماعت کا ہے مین تجویز ثانی مین اوس فیصلہ پر
غور کرنے سے انکار کرتا ہون جو میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب مرحوم اور خود مین نے صادر کیا
تہا - اگرچہ عذر کہ اپیل خارج المیعاد تہا ایسے معقول پر مبنی ہوتا اور پیش کیا جاتا تو اپیلانٹ کو
اختیار تہا کہ ایک درخواست بر بنا حلفنامہ کے روبرو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب کے اور خود میرے
روبرو پیش کرتا کہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت متعلق کرکے اپیل منظور کیا جاوے - ایسی درخواست کرنیکا کوئی موقع
وقوع پذیر نہین ہوا - یہہ امر نہایت تکلیف دہ ہے کہ تجویز ثانی کی درخواستین ایسی کونسل یا وکیلونکی معرفت
ہون جنکو مقدمہ سے وقت سماعت کے کچہہ تعلق نہین تہا - بلاشبہہ فریقین کو استحقاق کامل
کسی ایسے کونسل یا وکیل کے مقرر کرنیکا حاصل ہے جنکو وہ پسند کرین - مجہے خوف ہے کہ اکثر اس قسم
کے مقدمہ مین وہ کونسل یا وکیل جو اپیل مین مقرر تہی اور جو عدالت کو یہہ اطلاع کر سکتے ہین کہ کیا ہوا
تہا ظاہرانہ اس غرض سے کہ مقدمہ مین زیادہ لایق کونسل یا وکیل شریک کیے جاوین کسی غرض یا خارج
کر دیے جاتے ہین اور کوئی ایسا کونسل یا وکیل جو عدالت کو یہہ اطلاع نہین کر سکتا ہے کہ وقت سماعت
کے کیہی فیصلہ تجویز ثانی طلب صادر کیا گیا تہا کیا ہوا شریک کردیا جاتا ہی - بوجہ وفات مسٹر جسٹس
براڈہرسٹ صاحب کے یعنی بحیثیت جج القایم منجملہ اون ججون کے جو شریک فیصلہ متنازعہ کے تہی اس
درخواست کی سماعت کی ہے جسکو مین ڈسمس کرتا ہون -

انگریزی صفحہ ۹۶ | ضلع رائے بریلی متفرقہ نمبر ۱۷ سنہ ۱۹۰۵ء منفصلہ ۲۰ فروری

پہلوان سنگہ بنام الششری سنگہ وغیرہ

اسٹامپ - تعبیر دستاویز - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء ضمیمہ الف مدات دفعہ ۵ و ۲۵ و ۳۵ -

بجواب نالش خلیاپی بعض اراضی کے مدعا علیہم مین سے ایک مدعا علیہ نے ایک دستاویز

پیش کی تہی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے -

ہم منوہن سنگہ و کالکا سنگہ اس تحریر کے دستخط کنندگان رام معر کو قطعہ اراضی موسومہ ساہند جسمین ایک
بیگہ اراضی ایہد ودر ممہوہ باغ موسومہ مستی بین شامل ہی شنکلپ دیتے ہین - ہم اوسکا لگان نہ لیونگے اور موہوب لہ
تاحیات (اپنے) متمتع ہوتا رہیگا ہمارے خاندان مین سے کسیکو استحقاق دست اندازی کا بعد ازان حاصل نہوگا -

مورخہ سادہ مدعی نوشتہ ۱۲ دسمبر ۱۸۷۲ء مطابق ۹ جون ۱۸۷۲ء)

جب دستاویز مذکور پیش ہوا تھا تو اوسپر صرف دو آنہ کا اسٹامپ تھا۔

جب مدعیہ کو معلوم ہوا کہ اس دستاویز پر اسٹامپ ناکافی ہی تو بتوسط ضلع جج کے ہائیکورٹ سے استمزاج کیا گیا۔

تجویز ہوئی کہ دستاویز کی تعبیر بطور ایسے انتقالنامہ کے ہونی چاہئے جسکی صورت سے موقوفی ملکیت ظاہر نہین ہوتی ہے اور اس حیثیت سے اوسپر اسٹامپ مالیتی پچاس روپیہ ہونا چاہئے۔

پبلک پراسیکیوٹر (دلی) منجانب سرکار۔ روشن لال منجانب مدعا علیہ مقدمہ

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ حسب منشا مدہ ۵۵ ضمیمہ الف ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء کے یہہ جیسا ہے اور بطور ایسے انتقالنامہ کے اوسپر بموجب مدہ ۲۵ ایکٹ مذکور کے پچاس روپیہ کا اسٹامپ ہونا چاہئے تھا جسکی صورت سے ملکیت ظاہر نہین ہوتی ہے۔ ہم یہہ تحریر کرسکتے ہین کہ جو ترجمہ ہمارے پاس منصف نے بھیجا ہے وہ غلط ہی۔ بااظہار اس راے کے کاغذات واپس بہیجا دیئے۔

انگریزی صفحہ ۲۵۰

ضلع الہ آباد | اپیل اول نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۵ مارچ

بوڈہا بی بی بنام بابو رام وغیرہم

شاستر۔ شرع محمدی۔ مسلمان دعویدار بطور وارث اوس شخص کے جو باعتبار ولادت کے مسلمہ تھا اور باعتبار طریقہ زندگی اور شادی کے ہندو تھا۔

مدعیہ نے جو مسلمان ہی دعوی بطور وارث ایک مسماۃ اندر کنور بتوسط اوسکی [illegible] اندر کنور کی ماں کے کیا ہی۔ یہہ ثابت ہوا ہی کہ اندر کنور ایک طوائف کی لڑکی ہی جو ہندو باپ سے تھی اور اوسکی پرورش مثل ہندو کے اوسکی باپ کے خاندان مین ہوئی تھی۔ اوسکی شادی مطابق رسم ہنود کے اوس شخص کے ساتھ ہوئی تھی جو مسلمان ماں اور ہندو باپ کا لڑکا تھا اور مثل ہندو کے رہتا تھا۔

تجویز ہوئی کہ اگر مدعیہ کی رشتہ مندی اندر کنور کی ماں سے ثابت بھی ہو جو صاف طور پر ثابت نہین ہے تاہم کوئی اصول قانون کا ایسا نہین ہے جس سے وہ بطور وارث اندر کنور کے متصور ہو سکے۔ اصول قانون مصرحہ مقدمہ راج بہادر بنام بشن دیال (انڈین لا رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) کی تقلید کی گئی

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

محمود حسن منجانب اپیلانٹ۔

ہورڈ و اجودھیا ناتھ و بشمبر ناتھ و رام پرشاد و موتی لال و سکھ نندن لال و بشن سہاے منجانب ریسپانڈینٹان

ریٹ صاحب چیف جسٹس ہاکس صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنارامنی ڈگری مسٹر ڈممسی عمود مدعیہ کے ہے جو بابت استقرار اس امر کے تہا کہ وہ تہا وارث اندر کنور متوفیہ کی ہے اور اوس حیثیت سی مستحق جایداد متروکہ اندر کنور مذکورہ کی ہے - نہ اس نالش مین اور نہ نالش متعلقہ مین جسکی اپیل ہمارے روبرو پیش ہے مدعیہ نے اپنی عرضیدعوی مین یہہ ظاہر کیا ہے کہ اندر کنور سے اوسکی کیا رشتہ ہے بشرطیکہ کچہہ ہی تہا اسی بنیاد پر اوسکی نالش ڈسمس ہو جانی چاہیے تہی - اندر کنور کی مان ایک مسلمان طوایف تہی - اوسکا باپ کالیستھ تہا - اوسکا باپ اوسکو اپنے گہر مین رہنے کو لیگیا تہا اور اوسکی پرورش باقرار اور پیروی رسومات ہنود و مذہب کے ہوئی تہی - یہہ سچ ہے کہ وہ مثل ہمقوم کی نہین سمجہی جاتی تہی - اوسکی شادی بابورام مدعا علیہ کے ساتہہ ہندو رسم کے مطابق ہوئی تہی - بابورام مسلمان عورت کا لڑکا تہا اور اوسکا باپ ہندو تہا - پس بفرض محال کہ مدعیہ دختر یا بہن مسلمان طوایف کی تہی جو اندر کنور کی مان پیاری بخش تہی ہے کہ اپنا استحقاق استقرار اوس وراثت کا جسکا اوس نے دعوی کیا ہی ثابت کیا ہے - بابورام اگرچہ مسلمان مان سے پیدا ہوا تہا لیکن اوسکی پرورش مثل ہندو کے ہوئی تہی اور عقاید مذہب ہنود کو اختیار کئے ہوے تہا - وہ اسطرحپر رہتا تہا کہ گویا ہندو تہا -

ہمکو اطمینان ہے کہ نہ بابورام اور نہ اندر کنور کسی اغراض کے لئے بطور مسلمان کے متصور ہو سکتے ہین - اگر ٹہیک طور پر وہ ہندو نہین تو مثل ان شخصون کے متصور ہونگے جو عقاید مذہب ہنود کا اقرار اور پیروی کرتے ہین اور مثل ہنود کے رہتے ہین - مسٹر محمود حسن صاحب جو بجانب مدعیہ اپیلانٹ کے حاضر ہوے ہین یہہ بحث کی ہے کہ اندر کنور مسلمان پیدا ہوئی اور مسلمان ہی نہ رہی اور مسلمان ہی فوت ہوئی تہی جب وہ چہہ برس کی عمر کی لڑکی ہی تہی تب اوسکی مان فوت ہو گئی تہی - وقت وفات اندر کنور کے اندر کنور مذہب ہنود کا اقرار کرتی تہی - مسٹر محمود حسن ہمکو کوئی اصول قانون یا ایسا نہ دکہلا سکے جسکی مطابق شرع محمدی متعلقہ وراثت بحق مدعیہ بہ نسبت متروکہ اندر کنور کے متعلق کیا جا سکتا - اوسکی بعد اونہون نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ اندر کنور نے کوئی اطفال نہین چہوڑی تہی تو بموجب ایکٹ وراثت ہند کے مدعیہ مستحق نصف جایداد کی ہے اور اسلئے وہ وارث ہے - ہم نہین خیال کرتے ہین کہ ایکٹ وراثت ہند متعلق ہے لیکن اگر متعلق ہے تو مدعیہ کو کچہہ فایدہ نہوگا کیونکہ عام اس سے کہ وہ دختر یا ہمشیر اندر کنور کی مان کی ہو اندر کنور غیر صحیح النسب تہی ہم صرف اون اصولونکو متعلق کر سکتے ہین جو عدالت ہذا نے مقدمہ راج بہادر بنام بشن دیال راندہ ہندین لارپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳ مین اختیار کئے تہے اور جہانتک ممکن ہو قاعدہ شاستر کو متعلق کر سکتے ہین - اسمقدمہ مین مدعیہ جو مسلمان ہے اپنی وراثت ثابت کرنیمین قاصر رہی ہے اور بابورام نے اپنی وراثت ثابت کی ہے - اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے -

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۲۰۳ سنہ ۱۸۸۴ء منفصلہ ۱۱ مارچ

سری نواس رام پانڈے بنام اودت نراین مصر وغیرہم

رہن۔ سود کبعد تاریخ دجوب کے۔ خسارہ ۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۶۷ و ۸۶۔

رہنامہ جو بابت میعاد معین لکھا ہو اور جسمین کوئی شرط صریحی نسبت سود مابعد تاریخ دجوب کے نہو اوسکی نسبت سود مابعد تاریخ دجوب کا بجز خسارہ خلاف ورزی معاہدہ کے اور کچھہ نہین ہے۔

سود مذکور کے نسبت یہہ متصور نہین ہو سکتا ہے کہ وہ بطور اوس سود کے جو رہنامہ پر تا روز دجوب واجب ہوتا ہے محض وہی قایم رہتا ہے اور اوس حیثیت سے زر رہن کا ایک جزو اصلی ہو جاتا ہے اور اوس سود کے مشابہ بھی نہین ہے اور نہ جایداد پر مواخذہ ہوتا ہے گو برائے نام خسارہ ہے۔ بہ نسبت اوس سود کے جو بعد تاریخ دجوب کے بطور خسارہ دلایا جاتا ہے کوئی فرق مابین سادہ تمسک اور رہنامون کے نہین قایم کیا جا سکتا ہے۔ منصب علی بنام گلاب چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵) وبھگوت سنگہ بنام درباد سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶) کی تقلید ہوئی۔ کوک بنام فولر (لا رپورٹ جلد ۷ ایچ ایل صفحہ ۲۷) وکشن دیال بنام اودت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۶) وراجبتی سنگہ بنام گنیش نراین سنگہ (زبدۃ النظایر مجریہ ۱۸۸۹ء صفحہ ۴۰) پر حوالہ ہوا۔

واقعات مقدمہ کی جہانتک ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

اجودھیا ناتھہ وجوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ کاشی پرشاد ورام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس وٹرل صاحب جسٹس۔ اس اپیل مین جو منجانب مدعی مقدمہ کے ہے صرف دو امور بحث طلب پیدا ہوتے ہین اول یہہ ہے کہ آیا باعتبار صحیح تعبیر رہنامہ مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کے صریحاً یا معنیاً شرط بابت ادا کرنے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہے یا نہین اور ثانیاً یہہ کہ آیا بحالت نہونے کسی ایسی شرط کے اور استحقاق مدعی نسبت سود مذکور بشکل خسارہ قرار پاوے تو خسارہ مذکور اصلی

بذریعہ اوس رقم کا ہوجاتا ہے جو از روے رہن کے واجب ہوتا ہے اور اوس طریق مین روپیہ کا اطمینان اوسکے روسے متصور ہو سکتا ہے یا بدرجہ اقل بطور اوس روپیہ کے جسکا مواخذہ جایداد غیر منقول مشمولہ رہن پر ہے متصور ہوگا۔

بہ نسبت امر اول کے مجہے بہ نسبت صحیح نوعیت دستاویز کے کچہہ شبہہ نہین ہے یعنے یہہ کہ دستاویز مذکور ایک میعاد معین یعنی دو سال کے لیے تہا کہ عرصہ میعاد کے اندر زر اصل مبلغ ... معہ سود بشرح ۸ فیصدی ایکمشت ادا ہوجانا چاہیے تہا اور مزید بران اوسکے روسے صرف تاریخ وجوب تک کے سود کے ادا کرنیکی شرط تہی اور نہ بعد تاریخ وجوب کے۔ اوسمین یہہ بیان ہے۔ درحالیکہ ہم لوگ کل زر اصل و سود واجب از روے دستاویز ہذا تاریخ معینہ پر ادا نہ کرین تو پابندی سے موصوفان دائنیان کو اختیار ہوگا کہ زر اصل و سود تمسک ہذا ایکمشت اور دام دام بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ اور ہمارے دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے حسب طرح چاہین وصول کر لیوین۔ بمقابلہ ایسے شرایط کے جیسے کہ یہہ ہین مجہے یہہ کہنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاہدہ بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے مفہوم ہو سکتا ہے الا یہہ کہ ہم یہہ تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ جب ایک مرتبہ تعلق راہن اور مرتہن کا بذریعہ کسی دستاویز کے میعاد معین کے لئے قرار پا جاوے تو ہمیشہ مفہوم حکمی ایسے معاہدہ کا ہوتا ہے۔ دستاویز مذکور مین راہنان نے اصل و سود یکمشت میعاد معین پر ادا کرنیکا اقرار کیا ہے اور اگر اوس تاریخ کو ادا نہو تو جو نتایج منتج ہونیکو تہے اونکی صراحت صاف و صریح ہوئی ہے۔ اسمقدمہ مین اس امر سے انکار نہین ہے کہ روپیہ حسب اقرار ادا نہین ہوا اور نہ وہ ۳۰ جولائی ۱۸۸۵ء تاریخ ارجاع نالش ہذا تک ادا ہوا۔ ہمکو کچہہ شبہہ نہین ہے کہ دعوے مدعی بابت سود مابعد ۱۸ دسمبر ۱۸۸۱ء کا صرف بطور اوس خسارہ کے متصور ہو سکتا ہے جو عدالت مجوز مقدمہ تجویز کریگی اور نہ بطور اوس سود کے جو از روے معاہدہ صریحی یا معنوی کے واجب ہو۔ بمقدمہ کوک بنام فولر (لا رپورٹ جلد ۷ ایچ ایل صفحہ ۲۷) لارڈ کیرن صاحب نے بعد غور کرنے اس امر کے جو دستاویز اوسمقدمہ مین زیر بحث تہی وہ اترلی کا وارنٹ اور واسطے اطمینان انک قرضہ کے ایک تاریخ معین تک بلا تذکرہ سود مابعد کے تہی یہہ تحریر فرمایا ہے۔

اگر ایسا ہے تو بموجب اوس مشہور اصول کے جسکا حوالہ بہت سے مقدمون ہوا ہے
اور جسکو باسانی یاد داشت مقدمہ مولنس بنام رڈشا سے حاصل کرسکتے ہین ہر دعوے
بشکل دعوے سود بابت زمانہ مابعد اوس تاریخ کے کہ جس تاریخ تک کی سود کی شرط
ہوئی ہے ایسا دعوے سے جو زر اصل بابت اصل اور سود مشروطہ کے نہین ہے
بلکہ بابت خسارہ کے ہے اور اوسکا تصفیہ جس عدالت کے روبرو دعوے مذکور پیش
کیا گیا ہے اوسی عدالت کو بحیثیت دعویدار اور اوس رقم کو تجویز کرنا پڑیگا جو
مناسب طور پر اور بلحاظ کل حالات کے بطور خسارہ کے دلایا جانا چاہئے ہے۔ اوسی
مقدمہ مین لارڈ سلبورن صاحب نے یہہ تحریر فرمایا ہے۔ اگرچہ سود بابت توقف
ادائے بعد تاریخ وجوب کے دلانا چاہئے تاہم وہ بربناء اصول معاہدہ معنوی کے
نہین ہے بلکہ بربناء اصول خلاف ورزی معاہدہ کے ہے۔ اس رائے کو عدالت
ہذا نے اختیار کیا ہے اور اوسکی تقلید بمقدمہ منصب علی بنام گلاب چند (انڈین
لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۸۵) دھیگونت سنگھ بنام دریاو سنگھ (انڈین لاریورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۱۱ صفحہ ۴۱۶) و راج پتی سنگھ بنام کیشن نراین سنگھ (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۰) وکشن دیال بنام اودت نراین (انڈین لاریورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۶) کیگئی ہے۔ لہذا امر اول کی تجویز خلاف اپیلانٹ کے کیجاتی
ہے۔ بہ نسبت امر دوم کے پنڈت اجودیا ناتھ نے ہمارے روبرو بہت لایق تقریر
کی ہے جس سے اصل غرض یہہ امر ثابت کرنیکی ہے کہ مقدمات منصب علی بنام
گلاب چند و دھیگونت سنگھ بنام دریاو سنگھ مجوزہ ذیعلم چیف جسٹس و میرے بھائی
نرل صاحب محولہ بالا کی تجویز غلط ہوئی ہے اور امر متعلقہ ایسا ہے جسکو ہین اجلاس
کامل مین سپرد کرنا بہتر ہے۔ ذیعلم وکیل کی تقریر مین نے بطوالت تمام سماعت
کی ہے اور کل اسناد محولہ وکیل موصوف کو مین نے باحتیاط تمام ملاحظہ کیا ہے اور
نہ صرف یہہ کہ مجھے کوئی وجہ شبہہ کرنیکی نظر نہین آئی ہے بلکہ مین اون دو مقدمون
کے فیصلون سے اور نیز اون وجوہ سے جنپر وہ فیصلے مبنی ہین بالکل اتفاق کرتا
ہون۔ لیکن چونکہ میری اس رائے کا اثر بدرجہ اقل بطور کثرت رائے عدالت
کے بہ نسبت ایک خاص صورت کے ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ پنڈت اجودیا ناتھ

کی تقریر اور اون مقدمات مختصراً غور کرون جنپر اونہون نے حوالہ دیا ہے۔ انکی
پہلی حجت یہہ ہے کہ مابین تمسک سادہ اور رہنامہ کے فرق وسیع قایم ہونا چاہئے
کیونکہ صورت اخر الذکر مین ہمیشہ یہہ قطعی قیاس قایم کرنا چاہئے کہ سود کے نسبت
یہہ نیت ہوتی ہے کہ بعد تاریخ وجوب کے بھی جایداد پر بطور مواخذہ کے چلتا رہے اور
اونہون نے اس امر پر بہت زور دیا ہے کہ مقدمہ کوک بنام فولر مین دستاویز مناط نالش
رہنامہ نہ تہا۔ اپنی تقریر کے ایک نوبت اخیر مین ذیعلم وکیل نے یہہ تسلیم کیا ہے
کہ شاید اونہون نے اپنی حجت کو بہت بلند کر دیا ہے اور تب اونہون نے یہہ
اصرار کیا ہے کہ بہ تسلیم اس امر کے کہ سود تاریخ مابعد وجوب کا بشکل خسارہ ہوتا ہی
تاہم اوسکو بطور خسارہ کے معمولی منشا مقبولہ مین نہ تصور کرنا چاہئے بلکہ بطور واقعی
سود کے تصور کرنا چاہئے اگرچہ برائے نام خسارہ ہے لیکن مثل مال گذشتہ معہ سود قرار
یافتہ از روے معاہدہ کے چلتا رہتا ہے اور اسطرح پر ایسا متصور ہونیکا مستحق
ہے کہ گویا اوسکا اطمینان جایداد پر کیا گیا ہے۔ پس مجھے اس بحث کو ازمانے دیجئے
ایک شخص ایک رقم معین کے ادا کرنیکا معاہدہ معہ سود بہ تعداد معین بتاریخ معین
کرتا ہے اور اپنی اراضی واسطے اطمینان زر اصل و سود مذکور رہن کرتا ہے اور یہہ
قرار دیتا ہے کہ بحالت وعدہ خلافی بر وقت اختتام میعاد معینہ کے اراضی مذکور
فوراً بنفاذ رہن مذکور قابل نیلام ہوگی۔ پس مین قیاس کرتا ہون کہ قیاس معقول
یہہ ہے کہ ہر شخص اپنے معاہدہ کی تعمیل کریگا اور اوسکی خلاف ورزی نکریگا
اور ثانیاً اگر فریقین اوس معاہدہ مین جو فیمابین اونکے منعقد ہوا ہے کوئی قید وقت
کی قایم کرین تو وہ یہہ کام اپنے دیدہ دانستہ کرتے ہین اور قصد اوس امر کا کرتے
ہین جو وہ اپنی معاہدہ مین سیاہ و سفید داخل کرتے ہین۔ پس اگر الف ب سے یہہ
کہے کہ مین تمکو الف سر یکم جنوری سنہ ۱۸۸۱ع کو معہ سود بشرح ۶ فیصدی سالانہ
ادا کرونگا اور تمہارے پاس اپنا حصہ زمینداری اس عرصہ کے لئے رہن کرتا ہون
اور اگر مین تاریخ وجوب کو ادا کرنے مین قاصر رہون تو تمکو اختیار وصول کرنے زر
مذکور کا بذریعہ نیلام حصہ مذکور کے حاصل ہوگا۔ تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ الف کی
نیت ہے کہ ادا کرے اور ب کی نیت ہے کہ وہ ضرور یکم جنوری سنہ ۱۸۹۱ع کو الف

روپیہ ادا کریگا اور اونکی فیمابین یہہ مفہوم ہے کہ تاریخ معینہ پر ادا کرینکی معاہدہ کی تعمیل ہو گی اور اگر تعمیل نہوئی تو بنفاذ شرط نیلام کا مفہوم ہے۔ اوسمین سے دونو کو اختیار ہے کہ وعدہ خلافی سے صورت کے لئے جو کچھہ مین کہہ چکا ہون اوس سے زیادہ اور اوسکی علاوہ کوئی شرط بذریعہ معاہدہ بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے قایم کرلین اور اگر وہ ایسا نکرین تو یہہ کہا جاویگا کہ یہہ مترکی بالا رادہ ہے اور جسوقت تک کے لئے معاہدہ محدود کیا گیا تہا وہ دیدہ دانستہ محدود کیا گیا ہے تو وہ خاص عہد کیا ہے جو معاہدہ رہن میعاد مشروطہ سے بترجیح کسی اور معاہدہ کے ادائے رقم زر نقد بتاریخ مخصوص کے متعلق ہوتی ہے مثلاً جیسے پرامیسری نوٹ ہے۔ ان دونون صورتون مین سے ہر صورت مین تاریخ وجوب پر نہ ادا ہونیسے بناء مخاصمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ وقت تعمیل کا آیا اور چلا گیا اور معاہدہ شکست ہوگیا ہے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہہ بحث ذیعلم وکیل اپیلانٹ کی موثر کیجاوے کہ مابین تاریخ رہن میعاد معین معہ معاہدہ سود کے جو اوس میعاد تک محدود ہو اور اوس رہن کے جسکے ساتہہ کوئی ایسی قید نہو بلکہ تا ادائے اصل معہ سود کے جایداد پر مواخذہ قایم ہوا ہو کوئی فرق اصلی نہین ہے تو اوسکا یہہ نتیجہ ہے کہ جو معاہدہ صریحی بابت سود مابعد تاریخ وجوب کے ہو تو اوسکا حیطہ یا اثر عدالت کے اوس تشخیص سے برتر نہین ہے جو بابت ایسے سود کے خسارہ کے نام سے ہوتی ہے کیونکہ اگر وکیل موصوف کی بحث صحیح ہے تو ہر دو صورت مین سود تاریخ مابعد وجوب کا ایک جزو اوس رقم کا ہوجاتا ہے جسکے بابت مرتہن بیباق کرا سکتا ہے یا جایداد مرہونہ کو نیلام کرا سکتا ہے یا اوس زر رہن کو بہت بڑہا دیتا ہے جو راہن کو قبل انفکاک کرانیکے ادا کرنا چاہیے۔ معاملہ کی اس صورت مین مرتہن اپنے دعوے سود تاریخ مابعد کو بشکل خسارہ اخیر تاریخ میعاد سماعت تک بڑہنے دے سکتا ہے اور اگرچہ اخیر مین اوسکی تعداد تشخیص کیجاویگی اور بالضرور کوئی رقم ہونیکی ضرورت نہین ہے تاہم جب تشخیص ہوجاوے تو ایسی متصور اور تجویز ہوگی کہ گویا برابر اوسکا مواخذہ قایم رہا ہے یا اوسکا اطمینان جایداد مرہونہ پر کیا گیا تہا۔ مین پوچہتا ہون کہ کس تاریخ سے یہہ معاہدہ قایم ہوگا تاریخ رہن سے یا تاریخ خلاف ورزی معاہدہ سے

یا جن سالون کا سود غیر سودی رہا ہے اوسمین سے ہر سال کے خاتمہ سے یا تاریخ
ڈگری سے بعد اوس مرتہن کی کیا حالت ہوگی جس نے تاریخ خلاف ورزی کے بعد لیکن قبل ایک کوئی
سود اخذہ حاصل کیا ہے کہ جب مجموعہ کل سود تاریخ مابعد وجوب کا بطور خسارہ کے قابل
تشخیص ہو گیا تھا۔ اگر سود مابعد تاریخ وجوب کا بطور خالص اور سادہ سود قابل الوصول
ہے تو اوسکی بازیافت اوس تاریخ سے تین سال تک محدود ہوگی کہ جس تاریخ سے
وہ واجب ہوا تھا (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ نمبر ۱۳۲) تاہم اگر تقریر اپیلانٹ کو ہم
اوسکی نتیجہ منطقی تک اس ہدایت کی صورت تک لیجاوین کہ جو سود بطور خسارہ وصول
کیا جاتا ہے وہ جزو اوس روپیہ کا ہو جاتا ہے جسکا اطمینان از روے رہن کے کیا
گیا ہے تو اس امر کا نظرانا مشکل ہے کہ واسطے اغراض مدعا اوسکے جس روپیہ کا
اطمینان بذریعہ رہن کے کیا گیا ہے اوسکا کس وقت سے واجب الادا ہونا کہا
جائیگا۔ مجھے یہہ تجویز کرنا اختلاف لفظی معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ خلاف ورزی اپنے
معاہدہ کے جس کسی چیز کے ادا کرنیکا راہن ذمہ دار ہوتا ہے وہ یا تو قانونًا یا الفاظ
حسب شرائط یا مضامین معاہدہ مذکور کے واجب الادا متصور ہو سکتا ہے۔ ذیل
وکیل نے زیادہ خصوصیت کے ساتھ مقدمات مارگن بنام جونز (لا جرنل جلد ۲۲۔ ایکسچکر
صفحہ ۲۳۲) و پرالیس بنام گریٹ وسٹرن ریلوے کمپنی (لا جرنل جلد ۱۶۔ ایکسچکر صفحہ
۸۷) وگارڈلو بنام دجولن (لاء رپورٹ جلد ۵ چانسری ڈویژن صفحہ ۲۰۷) اور چند فقرات
پر جو باب ۱۱ حصہ ۲ رسالہ رہن مولفہ فیشر صاحب مین دستیاب ہوتے ہین استدلال
کیا ہے۔ مین نے ان کل اسناد کو باحتیاط تمام غور و ملاحظہ کیا ہے اور مین اونکو اس
طرح پر تصور نہین کرتا ہون کہ اونکے روسے مجھے یہہ تجویز کرنا لازم ہے کہ جو سود بعد
تاریخ معینہ رہننامہ کے واجب ہو وہ ایک جزو قرضہ رہن کا ہو جاتا ہے۔ برعکس
اسکے میری راے مین وہ صرف بطور خسارہ روکنے قرضہ مذکور کے وصول ہو سکتا
ہے کہ جو خسارہ بطور اوس روپیہ کے متصور نہین ہو سکتا ہے جسکا اطمینان
بذریعہ رہن کے ہوا ہے یا جو مواخذہ جایداد مرہونہ پر قایم ہوا ہے۔ بلکہ معاہدہ
رہن کے خلاف ورزی کا معاوضہ ہے۔ اسکی تائید مقدمہ مولکن بنام ریدشاد جلد
اول مقدمہ ولیم ساندرس صاحب صفحہ ۱۰۲ یادداشت) کی یادداشت سے ہوتی ہے

جسکا ذکر لارڈ کیرن صاحب نے اپنے فیصلہ مقدمہ کوک بنام فولر مین کیا ہی
معمولی معاہدہ رہننامہ مین بابت ادا کرنے سود و اصل بتاریخ معینہ کے ہوتا ہے
لیکن اوس تاریخ کے بعد کا کوئی معاہدہ نہین ہوتا ہے لہذا جو قرضہ ایسے دستاویز
کے بنا پر ہو تو موسے سود مابعد تاریخ خلاف ورزی کا صحیح طور بطور جزو اوس قرضہ
کے نہین ہو سکتا ہے بلکہ بطور خسارہ بابت روکنے قرضہ مذکور کے ہو سکتا ہے۔ ذیعلم
وکیل اپیلانٹ نے ہمارے روبرو تحریرات لارڈ جسٹس ایفلٹ صاحب بمقدمہ
۱۸ ولو بنام وجون پر بہت زور دیا ہے کہ تحریرات مذکور سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ
بحث انفکاک رہن کو بنا بر وجوہ عادلانہ کے طے کرتے ہین عدالت چانسری یہہ
تجویز کریگی کہ راہن پر سود تاریخ مابعد وجوب کا جو بطور خسارہ کے قایم ہوا ہو
بطور جزو اوس رقم کے ادا کرنا لازم ہے جو اوسکو قبل انفکاک کے ادا کرنا پڑیگا۔ لیکن
یہہ جو چاہے سو ہو ایسے معاملات مین ہماری عدالتون کو عمل کرنیکی ہدایت ایکٹ
انتقال جایداد سے حاصل ہوتی ہے اور وہی از سر حاوی ہے اور مین یہہ تجویز
نہین کرسکتا ہون کہ جو عبارات زر رہن (دفعہ ۵۸) یا زر اصل و سود واجب ازروی
رہن (دفعہ ۶۰) مندرجہ ایکٹ مذکور مین ہے اوسمین سود مابعد تاریخ وجوب کا جو بطور خسارہ قایم
ہوتا ہے شامل اور داخل ہے۔ یہہ کہا گیا ہے کہ اس راے کے قایم کرنیسے مرتہن پر
سختی عظیم عاید ہوگی کہ جو مجھے نظر نہین آتی ہے۔ برطبق خلاف ورزی کے اوسکو مثل
دیگر فریق معاہدہ کے اختیار ہے کہ بابت نادہندی کے فورا کارروائی کرے اور
قیاس یہہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا ہی کریگا اور نہ یہہ کہ بغرض لا انتہا بڑھنے دینے سود
کے جیسا کہ ہم اس ملک مین جانتے ہین وہ اوسوقت تک پڑا رہیگا کہ اوسکی تعداد
دونا تک پہونچے مگر اگر بطور خسارہ کے تشریح سود مندرجہ رہننامہ کے قایم ہو کر دلایا
جاوے تو راہن ادا نکر سکے۔ یہہ بات مقدمہ کوک بنام فولر سے بوجہ کافی و
وافی ظاہر ہے کہ اس تشخیص کو بالضرور شرح معاہدہ کی قبول نکرنا چاہیے جس صورت مین
کہ وہ بے اندازہ زیادہ ہے یا جہان توقف ہوا ہے اور مجھے یہہ کہنا بیہودہ معلوم
ہوتا ہے کہ مرتہن میعاد معین پر سختی ہوگی اگر خسارہ خلاف ورزی معاہدہ کے
معاملہ مین مرتہن مذکور کو اوسی بنیاد پر قایم کرین کہ جس بنیاد پر کوئی دوسرا فریق

معاہدہ قایم ہوتا ہے اور جسکا حق نالش خلاف ورزی معاہدہ مذکور پر پیدا ہوجاتا ہے علاوہ برین مرتہن کو اختیار ہے کہ بروقت کرنے معاہدہ رہن کے اوسمین ایک معاہدہ بابت شرایط سود مابعد تاریخ وجوب کے درج کرالیوے اور ایسی معاہدات مین زیادہ تر اکثر ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ نہوتا ہو اور اگر وہ ایسا نکرے تو بجز اپنے اور کسی دوسرے کو وہ الزام نہین لگا سکتا ہے۔

جو کچھہ ذیعلم چیف جسٹس نے بمقدمہ منصب علی بنام گلاب چند اور بھگوت سنگہ بنام دریاو سنگہ فرمایا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

انگریزی صفحہ ۶۸ ضلع فرخ اباد اپیل دوم نمبر ۹۶۷ ۱۸۸۳ء منفصلہ ۱۲ جون

بیجناتھہ بنام سیتل سنگہ

ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۸۸ ۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۷۷ تعبیر قوانین ۔ پٹی ۔ شفع ۔

عبارت پٹی محال مستعملہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) سے ایسا حصہ محال کا مراد ہی جو ہر حصہ ارکے حصہ سے علیحدہ وجداگانہ ہو لہذا حق شفع جو ازروے دفعہ مذکورہ بالا کے عطا ہوا ہے وہ محض کسی خاص حصہ دار کے حصہ کے نیلام پر جو ایسے حصہ محال کے حد تک نہ پہونچتا ہو قابل التعمیل نہین ہے علاوہ برین احکام دفعہ ۱۸۸ ۔ ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۸ ایکٹ مذکور سے جو بہ نسبت اراضی علاوہ اوس اراضی کے ہو جسکی نسبت وہ زر بقایا عاید ہوا ہے جسکے ایفا کے لئے نیلام ہوا ہے متعلق نہین ہین۔

پس جس صورت مین کہ حصہ کسی حصہ دار موضع غیر مکمل پٹی داری کا جو ایسی اراضی نہو جسکی بابت وہ بقایا زر لگان واجب ہے جسکے ایفا کے لئے حصہ مذکور نیلام ہوا ہے حسب دفعہ ۱۷۷ ۔ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) نیلام کیا جاوے تو بہ نسبت ایسے نیلام کے دعوے کسی حق شفع کا نہین ہوسکتا ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس وینگ صاحب جسٹس نے ایسا ہی تجویز کیا۔

محمود صاحب جج بس - بر خلاف چونکہ لفظ پٹی کی کوئی تعریف قانونی نہین ہے اوسکی معمولی مفہوم مین اوسکو قبول کرنا چاہئے اور اوس مفہوم مین اوس سے پٹی دار کے حصہ سے مراد ہے عام اس سے کہ حصہ مذکور حصہ معین محال کی حد تک پہونچتا ہو یا نہین ضروریات قانون شفع کی مقتضی اس امر کی ہین کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کی تعبیر اوسکی وسیع معنی مین ہونی چاہئے جو پٹی دار کے ہر حصہ کے مساوی ہو۔

دفعہ ۱۶۸ کی اون الفاظ سے جنمین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی اوس دفعہ کی رو سے نیلام کیجاوے اوسکی تعمیل مین کارروائی وسی طرح ہونا چاہئے کہ گویا یہہ وہ اراضی ہے جسکی بابت مالگذاری حسب احکام ایکٹ ہذا واجب الوصول ہے ماخوذ ہے نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ سے حق شفع کے نیلامات محکومہ دفعہ ۱۰۸ سے باستثناء اس امر کے متعلق ہوجاتے ہین کہ ایسے نیلام مین صرف حقیت باقیدار اوس اراضی نیلام شدہ کے از روے نیلام منتقل ہوتی ہے۔

پس از روے دفعہ ۱۰۸ کے استحقاق شفع حصہ دار کے ہر حصہ کے نیلام پر پیدا ہوگا گو حصہ مذکور پٹی یا حصہ مین حال کے نہو۔

واقعات اسمقدمہ کی محمود صاحب جج بس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتی ہین

اجودھیا ناتھ بجانب اپیلانٹ سندر لال بجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جج بس - موضع مسافر پور مین تین پٹیان ہین -

۱- تعدادی	۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی
۲ ایضاً	۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی
۳ ایضاً	۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی

اسطرح سے مجموعی بیس بسوہ کل موضع کے ہوے جسکا ایک ہی محال ہے - معلوم ہوتا ہے کہ محال کی صرف تقسیم ناکمل ہوئی ہے اور اسلیئے جایداد کی نوعیت پٹی داری زمینداری ناکمل ہے اور ایک ہی واجب العرض محال پر حاوی ہے اور کل محال کا صرف ایک ہی نمبردار ہے - ایک شخص مسمی لالہ سنگہ مالک حصہ ۱ بسوہ ۱۲ بسوانسی کا پٹی ۳ مین ہے اور اوسی پٹی مین ایک شخص مسمی بہوجا سنگہ ایک حصہ کا مالک ہے اور سیتل سنگہ مدعی حصہ دار پٹی نمبر ۱ کا ہے - ڈگری عدالت مال بابت بقایا لگان کے اجرا مین جو ایک شخص تلسی رام نے

بمقابلہ لال سنگہ کے حاصل کی تہی کل حصہ شخص اخیرالذکر البوہ ۲ بسوانسی ۵ کچہوانسی واقع پٹی ۳ واقعہ ۳۰ اگست ۱۸۸۶ء کو حسب دفعہ ۱۷۰ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) نیلام ہوا تہا اور سب سے زیادہ بولی بیجناتہہ مدعا علیہ کی تہی جسکی سو روپیہ کی بولی پر نیلام ختم ہوا تہا۔ سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے دربارہ اظہار اپنے حق شفع بحیثیت حصہ دار ان محال حسب دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء) کے ہیوجا سنگہ کو شریک کرلیا اور معاوضہ نیلام جمع کردیا۔ لیکن عدالت مال نے دعوے شفع مدعیان کا نامنظور کردیا اور نیلام بحق بیجناتہہ مدعا علیہ بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۶ء کے منظور کیا۔

یہہ نالش ۱۶ اگست ۱۸۸۸ء کو منجانب سیتل سنگہ و ہیوجا سنگہ کے مشترکاً عدالت دیوانی مین بغرض منسوخی حکم عدالت مال مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۸۶ء اور حصول استقرار اس امر کے کہ مدعیان بوجہ اپنی حق شفع کے مستحق استفادہ نیلام موقوعہ ۳۰ اگست ۱۸۸۶ء کے بتر جیح بیجناتہہ مدعا علیہ خریدار نیلام مذکور کے ہین اور نالش دگان نے استدعا دخلیابی جایداد نیلام شدہ بادا سے مبلغ مازر ثمن نیلام مدعا علیہ کے جو وہ جمع کرچکے تہے کی ہے۔

مدعا علیہ خریدار نے جوابدہی نالش کی در اصل اس بنا پر کی ہے کہ چونکہ جایداد متنازعہ کل پٹی محال کی نہین ہے بلکہ صرف ایک جز و پٹی کا ہے لہذا کوئی حق شفع بحق مدعیان بذریعہ نیلام ۳۰ اگست ۱۸۸۶ء کے نہین پیدا ہوا اور مدعیان نالش کو قایم نہین رکہہ سکتے ہین کیونکہ اونکو واسطے خریداری کے استطاعت زر کی نہین ہے کیونکہ خود اونکے جایداد زیر رہن ہے۔

عدالت مرافعہ اولے نے یہہ تجویز کی کہ از روے دفعہ ۱۷۰ ایکٹ لگان کے جسکے ساتہہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری پڑہنی چاہیے استحقاق شفع کل پٹیون کے نیلام تک محدود ہے اور اوسکو ایسی صورتون تک وسعت دینی ہے جیسے کہ یہہ مقدمہ ہے جسمین صرف ایک جزو پٹی کا نیلام ہوا ہے۔ اس راے کے لئے عدالت موصوف نے فیصلہ ڈویژن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لاریپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) پر استدلال کیا ہے اور نالش ڈسمس کی ہے۔ برطبق اپیل کے عدالت اپیل ماتحت نے اسمقدمہ مین اوس فیصلہ سے فرق قایم کرکے یہہ تجویز کی کہ جس حق شفع کا دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری مین حکم ہے وہ پٹیات کے اجزا سے

نیلام سے بہی متعلق ہے اور نالش منجانب سیتل سنگہ بحیثیت حصہ دار پٹی ۱ کے قابل قایم رہنے کے ہے لیکن دوسرا مدعی ہوجا سنگہ چونکہ حصہ دار پٹی ۳ کا ہے کہ جسکا جزو نیلام ہوا ہے مستحق شفعہ کا نہین ہے کیونکہ وہ جایداد نیلام سے زر ڈگری بقایا لگان تلشی رام کو ادا کرکے بچا سکتا تہا - لہذا عدالت اپیل ماتحت نے جہانتک ہوجا سنگہ کو تعلق تہا نالش ڈسمس کی لیکن صرف بحق سیتل سنگہ کے نالش کلیتاً ڈگری کی -

[illegible] ڈگری عدالت ماتحت کے دو اپیل ظہور پذیر ہوئے ہین ایک منجانب ہوجا سنگہ (اپیل دوم نمبر ۱۹۸ سنہ ۱۹۰۸ء) اور دوسرا منجانب مدعا علیہ نے اس حجت پر [illegible] دایر کی ہے اول یہہ کہ بہ نسبت نیلامات محکمہ ایکٹ لگان کسی حصہ دار کو حق شفع حاصل نہین ہے دوم بہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ مالگذاری صرف کل پٹیون کے نیلام سے متعلق ہوتا ہے اور سوم یہہ کہ چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ ہوجا سنگہ احد المدعی مستحق شفع کا نہین ہے تو عدالت موصوف کو یہہ بہی تجویز کرنا چاہیے تہا کہ سیتل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے اپنا حق شفع نالش مین ہوجا سنگہ مذکور کو بطور مدعی شریک کرکے زایل کردیا ہے -

اس حجت کے طے کرنیکے لئے اولاً اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا از روے عام قانون کے جسکی تمیز واضعان قوانین کے ایکٹہاے مختص سے ہوتی ہے کوئی حق شفع بہ نسبت ایسے جبریہ نیلامون کے جو بذریعہ نیلام عام صیغہ اجراے ڈگری یا نیلامات بقایا مالگذاری ہاے سرکار کے ہوتی ہین پیدا ہوتا ہے یا نہین - میری یہہ راے ہے کہ اس سوال کا جواب بہ نفی ہونا چاہیے عام اس سے کہ دعوے حق شفع تابہ نسبت ایسے نیلامون کے از روے شرع محمدی یا شرط واجب العرض یا رسم ورواج موقعہ کے ہو - ایسے نیلامات نتیجہ کسی ایسے معاہدہ کا نہین ہے جسمین وہ شخص فریق رہا ہو جسکی جایداد نیلام ہوئی ہے - وہ نتیجہ اوس اختیار کا ہے جو واضعان قوانین نے عدالتون کو اس غرض سے عطا کیا ہے کہ جو شخص اپنی ذمہداری زر نقد کی تعمیل کرنیمین قاصر رہے ہون اونکی مقابلہ مین چارہ کار عطا کرسکین - بجز بذریعہ دست اندازی مختص واضعان قوانین کے ایسا اختیار دربارہ نیلام کرنے جایداد مدیون خلاف اوسکی مرضی کے عدالتہاے یا حکام مال استعمال نہین کرسکتے ہین اور عام اصولون سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی

دست اندازی کرنیکے بارہ مین جب واضعان قوانین نے قواعد مختص مرتب کرتے ہین تو معاملات ہمشکل مین قاعدہ قانونی بجاے قانون عام کے جاگزین ہوتا ہے بشرطیکہ پیدا ہو اور بوجہ ضروریات ضابطہ کے معمولی قانون بیع کے تعلق کو خارج کر دیتا ہے - ایسی نیلامات سے غرض یہہ ہے کہ بخوبی محدود وسایل اور طریقون سے قرضون کا ایفا حاصل ہوجاویگا اور جس سے یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ غرض مذکور بسہولیت اور بالیقین حاصل ہوجاویگی اور یہہ صاف ظاہر ہے کہ اگر ایسے نیلامون پر بار اون قواعد کا ڈالا جاویگا جو بیوع خانگی پر حاوی ہین تو غرض مذکور زایل ہوجاویگی - لیکن ایسے دست اندازی کرینمین واضعان قوانین نے استحقاق شفع کو نظر انداز نہین کیا ہے - از روے قواعد ضابطہ کے جبریہ نیلام بعد اشتہار عام کے عمل مین لایا جاتا ہے اور چونکہ یہہ کام عدالت یا حاکم مال کا ہے لہذا اشتہار مذکور شفیعون کے لیے بشمول عامہ خلایق کے اس لیے کافی اطلاع تصور کیجاتی ہے کہ وہ آدین اور جایداد خرید کرین اور یہہ قیاس کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ نیلام مین بولی بولنے کو نہین آتے ہین اونکو جایداد خرید کرنیکی خواہش نہین ہے - یہہ خیالات اس لیے کافی معلوم ہوتے ہین کہ معمولی قاعدہ شفع کا اون نیلامات عام سے متعلق نہین ہوتا ہے جو بصیغہ اجراے ڈگری مین بذریعہ نیلام عام کے ہوتے ہین اور یہہ راے عدالتانہ منظور ہوچکی ہے -

اسقدر عرصہ پہلے کہ جسقدر سنہ ۱۸۵۴ع کو گذرا ہے کہ صدر عدالت دیوانی آگرہ سابق کے تین ذیعلم ججون نے بمقدمہ جکھوری سنگہ بنام حکیم نجف علی (رپورٹ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۵۴ع صفحہ ۹۴) اس امر کے خیال کرینمین اتفاق کیا تہا کہ استحقاق شفع مین فعل برضامندی بایع کا قیاس کیا جاتا ہے اور یہہ ایسا اصول ہے جو معاملہ بیع جبریہ سے بذریعہ حکم حاکمانہ یا حکم امتناعی کے کیا جاتا ہے متعلق نہین ہے اور لازمہ نیلام عام سے ایک جزو جدید پیدا ہوتا ہے جو معمولی حیطہ استحقاق مذکور سے علاوہ ہوتا ہے تہوڑے ہی عرصہ بعد سنہ ۱۸۵۵ع مین اوسی عدالت کو بمقدمہ مدار بخش بنام محمد حسن (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۵۵ع صفحہ ۹۷) موقع اس امر کے تبلانیکا حاصل ہوا کہ اونکے فیصلہ سے یہہ مفہوم نکیا جاوے کہ اوسکی روسے حق شفع بہ نسبت نیلامات جبریہ کے معدوم کر دیا گیا ہے جبکہ حق مذکور از روی

قانون کے بالخصوص پیدا ہوا ہے۔ مقدمہ سابق پر حوالہ کرکے ذیعلم ججون نے یہہ فرمایا
ہے کہ مقصود ظاہری کل فیصلہ سے یہہ ہے کہ معمولی طور پر حق شفع اوس انتقال کے
نوعیت بالخصوص پر منحصر ہے جو مالک نے کیا ہو لیکن ازروے ایکٹ ۱۸۳۱ع کے اون
اصول کو نیلامات صیغہ اجراے ڈگری تک بحسب احکام ایکٹ مذکور کے بیجا وسعت
دی گئی ہے کہ جو احکام ایک خاص قسم کی ہین اور صرف ایک خاص قسم کی مقبوضات سے
متعلق ہین اور اونہین نیلامات جزو حقیت زمینداری کا شامل ہونا نہین قرار پا سکتا ہے
اور نیلامات قسم اخیر الذکر کے مطابق ایسے قانون کے ہین اور نہ ایسی رواج ملک کے
مطابق ہین جو بانی قانون شفع کے ہون۔ مقدمہ شاہ کندن لال بنام رام بخش (صدر
دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۰ع صفحہ ۱۹۴) مین بھی ایسے ہی راے قرار
پائی تھی اور مقدمہ بابو رام نراین سنگہ بنام سید صادق علی (صدر دیوانی عدالت
ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۳ع جلد ۱ صفحہ ۲۲۵) مین اوسی عدالت کے اجلاس کامل نے
جسمین منجملہ پانچ ججون کے تین ججون کی کثرت راے تھی یہہ تجویز کی تھی کہ جس صورت مین
نیلام جبریہ تھا تو کوئی دعوے بربناے واجب العرض یا شرع محمدی کے نہین ہوسکتا
ہے اور جو مقدمہ اونکی روبرو پیش تھا اوسمین چونکہ موضع اور مقبوضہ محالات جداگانہ
قرار پائے تھے لہذا دعوے شفع مدعی کا اون وجوہ کے بناپر جنکی روسے وہ دایر کیا
گیا تھا قابل پذیرائی کے نہین تھا۔ یہی قاعدہ مقدمہ سیدہ لکھمن پند بنام مسماۃ کیسر
بہو (صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۵ع صفحہ ۱۳۹) مین تسلیم ہوا تھا
جسمین یہہ بہہ بتلایا گیا تھا کہ اوس قاعدہ کو اسطرح پر مفہوم نکرنا چاہیے کہ اوس سے حق
شفع بہ نسبت نیلامات جبریہ کے معدوم کردیا گیا ہے درحالیکہ حق مذکور ازروے ایکٹ
خاص مثلاً ازروے ایکٹ ۱۸۴۱ع کے پیدا ہوا ہے۔ ایسی ہی راے ہائیکورٹ
کلکتہ نے بمقدمہ عبدالجلیل بنام کہیلت چند گہوس (ویکلی رپورٹ جلد ۷ فیصلجات دیوانی
صفحہ ۱۲۵) اس بی بنگال لا رپورٹ جلد ۱ اپیل دیوانی صفحہ ۱۰۵) مین قایم کی تھی جسکا
مین ذیعلم ججون نے بہ نسبت اوس عذر کے جو اپیلانٹ خاص نے یہہ کیا تھا کہ مین
بحیثیت حصہ دار ازروے عام قانون شفع کے مستحق ہون کہ اپنے نام جایداد نیلام
کرا پاؤن یہہ تجویز کی تھی کہ جب جایداد بصیغہ اجراے ڈگری نیلام عام مین نیلام ہوئی ہو

ہتی اور پروسی اور حصہ دار کو جایداد کی بولی بولنے کا موقع مثل اشخاص حاضر عدالت
کے حاصل تہا تو معمولی قانون شفع کی ایسی نیلاموں سے متعلق نہین ہوسکتا ہے۔
اس فیصلہ کی تقلید اوسی عدالت نے اخیر مقدمہ شیخ فراست علی بنام اسولوس راے
سنگہ (ویکلی رپورٹ جلد ۵ فیصلجات دیوانی صفحہ ۲۵۵) مین کی تہی مقدمہ شیخ نظام الدین
بنام کنہی جہا (رپورٹ مارشل صاحب صفحہ ۵۵۔ اس سی رپورٹ ٹی صاحب جلد ۲ صفحہ ۱۵۶
بہی ملاحظہ طلب ہے۔) جسمین اس قاعدہ کی تعمیل اس سے زیادہ بارہین تجویز کی گئی ہے
کہ جس صورت مین مابین دو حصہ دارون کے حق شفع بربنا اقرار صریح کے بہی اونکی باہم
مبنی تہا تاہم نیلام صیغہ اجراے ڈگری سے وہ قابل النفاذ نہین ہوجاتا ہے کیونکہ یہہ فعل
عدالت کا ہے اگرچہ حق مذکور اوس صورت مین نافذ ہوسکتا تہا کہ جب انتقال مذکور
بذریعہ بیع خانگی کے ہوا ہوتا

لہذا اسکو بطور ایسے قاعدہ کے تصور کرنا چاہیے جو مدت دراز اور یکسان
سلسلہ فیصلہ سے طے یافتہ ہے کہ نیلام جبریہ مین جیساکہ نیلام صیغہ اجراے ڈگری یا
نیلام از روے حکم حاکمانہ حکام مال بابت بقایا مالگذاری سرکار کے ہے شفع نافذ
نہین ہوسکتا ہے عام اس سے کہ دعوے حق مذکور کا از روے شرع محمدی یا شرائط کبولیت
یا بربناے رواج مقامی یا معاہدہ خانگی کے ہو لیکن چونکہ ایسے نیلامات جبریہ سے کہ
وہ ایجاد قانونی ہین حق شفع کے استعمال کرنیکا بپابندی اون قواعد اور قیود کے
موقع حاصل ہوتا ہے جو خود اونہین قوانین مین معین ہین درحالیکہ حق مذکور کے لئے
ضابطہ معین ہو۔ مثلاً عدالت دیوانی کے اجراے ڈگری کے نیلامون کے لئے ہمارے
روبرو دفعہ ۳۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کا موجود ہے جسمین یہہ قاعدہ
قرار پایا ہے اگر وہ جایداد جو بعلت اجراے ڈگری نیلام کیجاوے حصہ کسی جایداد غیر منقولہ
غیر منقسمہ کا ہو اور دو یا کئی اشخاص جنمین سے ایک حصہ دار اوس جایداد کا ہو اس نیلام
کے وقت کسی بولی مین ایک ہی تعداد کی بولی بولین تو وہ بولی حصہ دار کی بولی سمجہی
جاویگی۔ اور اس حکم قانونی سے احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ع کے بشکل کافی دوامی
دوبارہ قایم ہوگئے ہیں۔ جو جایداد حصص ایسی داری کے نیلام پر محدود ہتی جسکی تعریف دفعہ
۲۔ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ع مین درج ہے۔ پہر بہ نسبت اون نیلامات کے جو عدالت مال سے

اجرا ایندگری مین ہمدون ہمارے روبرو حکم قانونی خاص موجود ہے جو دفعہ ۱۷۰ ایکٹ
لگان ممالک مغربی و شمالی کے روسے صادر ہوا ہے اور جسکی عبارت حسب ذیل ہے

اگر صاحبان بورڈ کی دانست مین قرضہ حسب دفعہ ۱۶۷ انہ وصول ہو سکتا
ہو یا اور وجوہ سے جایداد کا نیلام کرنا مناسب متصور ہو تو اونہین لازم ہے کہ جایداد
کے نیلام کا حکم دین اور اس صورت مین نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام اراضی کے
جو بعلت باقیات مالگذاری کے ہو عمل مین آئیگا لیکن جو ذمہ داریان کہ اوس جایداد
پر اوسوقت لاحق ہون اونمین خلل واقع نہوگا۔

اسمقدمہ مین ہمکو صرف اس دفعہ سے تعلق ہے کیونکہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست
۱۸۷۶ع جسکی نسبت دعوے شفع کا ہوا ہے عدالت مال کے ڈگری کے اجرا مین ہوا
ہے اور اگر اس دفعہ کے روسے مدعیان کو استحقاق شفع عطا نہین ہوا ہے تو جیسا کہ ہم
اوپر بیان کر چکے ہین نالش بنا بر عام قانون شفع کے قایم نہین رہ سکتی ہے جو حیطہ ایکٹ
و اضعان قوانین سے باہر ہے۔ لیکن ظاہر ہے کیونکہ خود عبارت دفعہ مذکورہ مین کوئی الفاظ متعلق
حق شفع کے نہین ہین اور اگر کوئی ایسی شرط داخل کیجاتی ہے تو وہ صرف باظہار لفظی جبر
ان الفاظ کے داخل کیا جا سکتا ہے نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام اراضی ہے جو بعلت
باقیات مالگذاری کے ہو عمل مین آئیگا جیسے کہ دفعہ مذکور مین واقع ہین۔ تو اول امر
تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا عبارت قواعد مجریہ مین ایسے احکام و اضعان قوانین نے جیسے
ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) بہ نسبت نیلام اراضی بعلت بقایا یا ندینا
اراضی کے دستیاب ہوتے ہین شامل ہین یا نہین۔ اس امر پر عدالت ہذا کے ایک جج
نے بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) غور کیا
تھا جسمین ذی علم ججون نے یہہ تحریر کیا تھا۔ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع مین ذکر شفع کا صرف دفعہ
۱۸۸ مین پایا جاتا ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ چونکہ نیلام قبل اسکے ختم ہو جاتا ہے کہ دعوی
شفع کا کیا جا سکے تو خود دعوے بموجب قواعد متعلقہ نیلام کے نہین کیا جاتا ہے۔

لیکن ہم اس حجت کے نامنظور کرنے پر آمادہ ہونگے۔ لیکن اسموقع پر اوس امر کے تجویز
کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ جو مقدمہ اب ہمارے روبرو پیش ہے اوسمین ضرورت
اوسکی تجویز کی ہے اور ہمکو اس امر کی تجویز کرنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ لفظ قواعد

ہین جو دفعہ مذکور مین واقعہ ہے احکام واضعان قوانین کے شامل ہین جو ایکٹ ۱۹
سنہ ۱۸۶۳ء مین شامل ہین اور یہہ کہ احکام مذکور متعلق اور اونمین داخل ایسا حکم قانونی
ہے جو اوس ایکٹ کے روسے بہ نسبت اوس طریقہ کے قایم ہوتا ہے کہ جس طریقہ
سے نیلام بقایا مالگذاری سرکار مین ہونا اور عمل مین لانا چاہئے اور جسمین استعمال حق
شفع کا جو ایک جزو و حصہ اون امور کا ہے جو افسر عامل نیلام کو مفوض ہوئے ہین نہ
چاہئے - بمقدمہ سید عبد الجلیل بنام کالی کمار دت (ویکلی رپورٹ جلد ۶ فیصلجات متفرقہ
صفحہ ۳) ہائیکورٹ کلکتہ نے یہہ تجویز کی تہی کہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو اختیار نہین
ہے کہ دعویدار شفع کو بجاے اصل خریدار کے بموجب دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء
کے بلا رضامندی شخص اخر الذکر کے قایم کرسکے اور جو شخص دعویدار حصہ کا بموجب دفعہ
محولہ بالا کے ہو اوسکی حیثیت محض اوس شخص کی ہوتی ہے جس نے باستحقاق شفع اون ضروری
مدارج کی تعمیل کرلی ہے کہ جن سے وہ دعوے حق مذکور کا کرسکتا ہے اور اوسکو
بغرض استفادہ حق مذکور کے نالش دیوانی پر رجوع کرنا چاہئے - اس راے قانونی
سے ایک دو ممبران بینچ عدالت ہذا نے بمقدمہ تصدق علی بنام مقصود علی (رپورٹ
ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۷۲) صریحاً اختلاف کیا تہا جسمین اوس
اجرا ڈگری کے افسر عامل نیلام کے خدمات پر غور ہوا تہا کہ جسمین دعاوی شفع کی
بموجب دفعہ ۱۴۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے یکجائی ہین اور اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا تہا
کہ افسر عامل نیلام صیغہ اجرا ڈگری بابت اراضی کے کہ جو حسب تعریف مندرجہ دفعہ
۲ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء کے حصہ پٹی مالگذاری سرکاری ہے لازم ہے کہ جو دعوے منجانب
کسی شخص کے حسب دفعہ ۱۴۴ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء کے کیا جاوے اوسپر لحاظ کرے اور
زر ثمن نیلام بطور تکمیل شرایط نیلام برعایت کسی ایسے اعتراض کے وصول کرلیوے
جو منجانب کسی ایسے فریق کے جسکو نیلام مین غرض حاصل ہو بہ نسبت استحقاق دعویدار
دربارہ پیش کرنے دعوے مذکور پیش کیا جاوے - ذیلی جج نے یہہ کہا ہے اگر
وہ شخص جسکی بولی پر نیلام جایداد کا ختم ہوا ہے اور نیز دعویدار حسب دفعہ ۱۴۴ ایکٹ
۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء بقیہ زر ثمن ادا کردے تو عدالت کو لازم ہے کہ واسطے مقبولی زر ادا
کردہ ایک شخص کے اور واسطے واپسی زر ادا کردہ دوسرے شخص کے احکام صادر

کرے پس اگر شرائط نیلام کی تعمیل صرف دعویدار نے کی ہے تو ہمکو کوئی وجہ نظر نہین
اتی ہے کہ کیون اوسکے حق مین نیلام تکمیل کیا جاویگا بشرطیکہ عدالت کا یہہ اطمینان
ہوجاوے کہ دعویدار نے اپنا دعوے پیش کرنیکا استحقاق ثابت کردیا ہے اور ایسی
ہی قیاس کی بنا پر اگر فیمابین بولی بولنے والے اور دعویدار کے کوئی بحث بہ نسبت
استحقاق شخص اخیرالذکر دربارہ پیش کرنے دعوے مذکور کے ہو تب بھی ہمکو کوئی وجہ
نظر نہین آتی ہے کہ عدالت اوس بحث کے طے کرنے اور مطابق اوسکے حکم صادر
کرنے سے کیون انکار کریگی۔ احکام دفعہ ۱۴ - ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء مین کوئی امر ایسا
نہین ہے جس سے عدالت اوس ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکے جو اوسپر دربارہ
تسلیم اوس استحقاق کے ہے جو دفعہ مذکور کی رو سے عطا ہوا ہے - اگر دعوے
کی تحقیقات کرنیکے بعد عدالت اجراکنندہ ڈگری استحقاق دعویدار کو مشتبہ تجویز
کرے تو نیلام بحق بولی بولنے والے کے منظور کریگی اور دعویدار کو ہدایت کریگی کہ اپنی
چارہ جوئی بذریعہ نالش کے کرے لیکن اگر استحقاق دعویدار کا صاف ہو تو عدالت
اجراکنندہ ڈگری پر حق مذکور کا موثر کرنا اوسی طور پر لازم ہوگا کہ جسطرح پر اوسکی بابت
مین لازم ہوتا کہ گویا بحث مذکور بذریعہ نالش بمبری کے عدالت موصوف کے روبرو پیش ہوئی تھی

اس قانونی راے سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور مقدمہ حال سے
اوسکو متعلق کرکے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعیان عدالت اجراکنندہ ڈگری
سے یہہ استدعا کرنیکی مستحق ہین کہ اونکا استحقاق شفیعانہ بہ نسبت نیلام موقوعہ
۲۰ اگست ۱۸۶۸ء کے تسلیم کیا جاوے اور چونکہ اونہون نے اون شرائط نیلام
کی پابندی کی جنکا نیلام مذکور بہ نسبت استحقاق شفع کے قانوناً تابع تھا تو نیلام مذکور
اونکے حق مین منظور ہونا چاہیئے تھا اور چونکہ حکم مورخہ ۷ ستمبر ۱۸۶۸ء عدالت مال اجرا
کنندہ ڈگری نے خلاف اونکے صادر کیا تھا تو اونکا چارہ کار مناسب بذریعہ نالش
دیوانی کے جیسے کہ یہہ ہے ہوسکیگا کہ جسمین اونہون نے استدعا منسوخی حکم
مذکور اور دخلیابی جایداد بنفاذ اپنی حق قانونی شفع کے کی ہے اور نہ فیصلہ عدالت
ہذا بمقدمہ شب سہاے بنام ٹیکارام (ر رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۸ء
صفحہ ۹۷) برخلاف اس راے کے متصور ہوگا کیونکہ اوس مقدمہ مین جہانتک اوس

منصفی کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ بمشکل کہا جا سکتا ہے کہ ذیلعلم ججون کا اس
تجویز کے کرنیکا مقصود تھا جیسا کہ خلاصہ پیشانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب عدالت
اجراکنندہ ڈگری نے دعوے شفع متقضیہ دفعہ ۱۴- ایکٹ ۳۴ سنہ ۱۸۷۱ع نامنظور کردیا
ہو گو کہ شفیع نے شرائط کی کماحقہ تعمیل کردی ہے تو اوسکے بعد نامبردہ کو دو جداگانہ
نالشات کی طرف رجوع کرنا پڑیگی ایک واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ مستحق شفع جایداد
بیجاے خریدار نیلام کے ہے اور دوسری واسطے دخلیابی جایداد مذکور بنفاذ حق شفع
کے - مدعیان مقدمہ ہذا نے نالش واسطے استقرار اپنے حق شفع بہ نسبت نیلام موقوعہ
۲۰ اگست ۱۸۸۶ع کے کی ہے نامبردگان نے استدعا منسوخی حکم عدالت مال مورخہ ۱۷
دسمبر ۱۸۸۶ع کی بہی جسکے روسے اونکا دعوے نامنظور ہوا تھا کی ہے اور مزید براں
نامبردگان نے استدعا دخلیابی جایداد بنفاذ اپنے حق شفع کی بہی کی ہے - ایسی
نالش مین وہ کل درخواست کی گئی ہے جسکی استدعا ہو سکتی ہے اور میری راے
مین نالش مناسب طور پر مرتب ہوئی ہے اور کسی منشا سے قبل از وقت اور ناقابل
پذیرائی کے نہین ہے - اور یہہ امر کہ آیا وہ کامیاب ہوگی یا ساقط ہوگی ایک معاملہ
روداد کا ہے جسکی تجویز بلحاظ اقتضایات اوس قانون متعلقہ کے ہونی چاہیے جو بابت
حق شفع بہ نسبت نیلامات صیغہ اجراے ڈگری عدالت مال کے ممالک ہذا مین ہے -

مین اپنی اس تجویز کے وجوہ بیان کرچکا ہون کہ احکام دفعہ ۱۷۷- ایکٹ
لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع) کے ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) کے
احکام متعلقہ نیلام بعلت بقایا اراضی سے متعلق ہین اور اونکے ساتھہ پڑہنا چاہیے
دفعہ ۱۵۱- ایکٹ مذکور مین ضابطہ مختلف تدابیر بابت ایصال بقایا مالگذاری
کے معین ہین اور ضمن (ز) مین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ انمین سے ایک یہہ ہے
بذریعہ نیلام ہی مذکور یا کل محال کے اور ضمن (ح) مین اوسی جانب تجاوز کرکے
ایک دوسرا طریقہ مقرر ہے اور وہ یہہ ہے کہ بذریعہ نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ
باقیدار کے - پس ان دو جداگانہ ضمنون سے دو قسم کے نیلام کا مقصود ہے -
اول قسم کے لیے ضابطہ دفعہ ۱۶۲ کے روسے مقرر ہے جسکے روسے حالات خاص مین کلکٹر
کو اختیار بذریعہ نیلام عام کے اوس ہی محال کے نیلام کرنیکا دیا گیا ہے جسکے بابت

بقایا مذکور واجب ہے اور دفعہ ۱۶۷ مین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی حسب دفعہ اخیر الّسبق کے نیلام کیجاوے وہ کل ذمہ داریون سے مبرا نیلام ہوگی اور کل عطیات اور معاہدات جو قبل نیلام کے علاوہ خریدار نیلام کے کسی شخص نے کی ہون وہ بمقابلہ خریدار نیلام کے کالعدم ہونگی دوسرے قسم کے نیلامات کا ضابطہ جس سے ضمن دوم دفعہ ۱۵۰ متعلق ہے دفعہ ۱۰۸ مین معین ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

اگر تدابیر مرقومہ بالا مین سے کسی کے ذریعہ سے زر بقایا وصول نہو اور باقیدار کسی دوسرے محال یا کسی دوسرے محال مین کسی حصہ کا یا کسی دوسرے جایداد غیر منقولہ کا مالک ہے تو کلکٹر ضلع بمقابلہ اوس محال یا دوسری جایداد غیر منقولہ کے حسب احکام ایکٹ ہذا کے اوسی طرح پر کارروائی کرسکیگا کہ گویا وہ ایسی اراضی ہے جسکی بابت مالگذاری واجب الوصول ہے۔

الا شرط یہہ ہے کہ بجز حقوق صرف باقیدار کے اور کسی حقیت کے مقابلہ مین ایسی کارروائی نہ کیجاویگی اور نہ کوئی ذمہ داریان یا معاہدات جو اوس نے بہ نیک نیتی پیدا کی ہون یا منعقد کئے ہون وہ ایسی کارروائی سے ناجائز ہونگی۔

ہمکو اسمقدمہ مین صریحاً اس دفعہ سے تعلق ہے کیونکہ دوران بحث مین یہہ تسلیم ہوا ہے کہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء ایسا نیلام نہین ہے جسکا دفعہ ۱۶۶ ایکٹ مذکور مین مقصود ہے لہذا نیلام مذکور حسب دفعہ ۱۶۸ ہوا ہے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا اس امر پر لحاظ کرنا ضروری ہے اولاً کہ دفعہ مذکور مین کسی دوسرے محال مین کسی حصہ کے نیلام کا مقصود ہے یعنی کسی حصہ کثرائی کے نیلام کا مقصود ہے اور ثانیاً یہہ کہ بجز حقیت صرف باقیدار کے اور کوئی حقیت بذریعہ ایسے نیلام کے منتقل نہین ہوسکتی ہے

دفعات ۱۶۹ لغایتہ ۱۸۷ مین مختلف قواعد بہ نسبت اوس طریقہ کے قرار پائی ہین جسمین نیلام عام عمل مین لائے جاتے ہین اور زر ثمن نیلام جمع کیا جاتا ہے اور دیگر ایسی ہی امور قرار پائے ہین اور اوسکے بعد دفعہ ۱۸۸ ہے جسکے روسے دعوے شفع کا اسمقدمہ مین ہوا ہے۔ دفعہ مذکور بہت باریکی سے غور طلب ہے کیونکہ اوسی کے احکام تنہا بنیاد مدعی کے استحقاق شفع کے ہین اور جیسا مین شروع مین کہہ چکا ہون کہ اگر مقدمہ صحیح حیطہ اور اختیار دفعہ مذکور سے باہر ہے تو دعوے

شفع کا ضرور ساقط ہوگا کیونکہ کسی دوسرے سند قانونی پر استدلال نہین ہے اور قانون عام شفع کا نیلامات جبریہ سے متعلق نہ ہوگا۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔

جبرہ صورت مین کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ نیلام ہوئی ہے یہی کسی محال کی جو [illegible] مندرجہ ہیوٹ کو جو خود باقیدار بہ نسبت اوس اراضی کے ہو اختیار ہوگا بشرطیکہ نیلام کسی شخص اجنبی کے نام ختم ہو کہ دعوے اراضی مذکور کے لینے کا آخر بولی کی رقم پر کرے سا پر شرط یہہ ہے کہ مطالبہ شفع مذکور کا بروز نیلام قبل اس کے کہ افسر عامل نیلام ایناد طرادس روز برخاست کرے کیا جاوے اور شرط یہہ ہے کہ دعویدار کل دیگر شرائط نیلام کی پوری کرے۔

بہ نسبت تعبیر اس دفعہ کے بحث جو منجانب وکیل مدعاعلیہ اپیلانٹ کے ہوئی ہے اوسکو تین حصون مین تقسیم کرنا چاہیے یعنے۔

(۱) یہہ کہ شفع محکومہ دفعہ مذکور صرف نیلامات مقتضہ دفعہ ۱۶۶ سے متعلق ہے اور نہ نیلامات مقتضہ دفعہ ۱۶۸ سے جیسا کہ نیلام اس مقدمہ کا ہے۔

(۲) یہہ کہ شفع مذکور صرف محال کی کل پٹی کے نیلام سے متعلق ہے اور نہ پٹی کے حصہ کسرانی سے جیسا کہ حصہ لالہ سنگہ کا ہے جو ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوا تھا اور جسکے بابت دعوے شفع کا ہوا ہے۔

(۳) چونکہ ستیل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ دوسری پٹی کا حصہ دار ہے لہذا وہ ایسا حصہ دار مندرجہ ہیوٹ حسب منشا دفعہ مذکور متصور نہین ہو سکتا ہے جس سے اوس کو استحقاق شفع کا حاصل ہوسکے۔

اب منجملہ ان امور کے اول امر کے نسبت یہہ سچ ہے کہ دفعہ ۱۶۶ اور استحقاق شفع بادی النظر مین صرف ایسی ہی نیلامات پر محدود معلوم ہوتا ہے لیکن دفعہ ۱۶۸ مین جبکہ اختیار نیلام کا کسی دوسرے محال مین کسی حصہ کا دیا گیا ہے بالتصریح یہہ حکم ہے کہ ایسا حصہ اوسی طرح پر نیلام کیا جایگا کہ گویا وہ ایسی اراضی ہے جسکے بابت مالگذاری حسب احکام ایکٹ ہذا کے واجب ہے۔ میری یہہ رائے ہے کہ ہر گاہ دفعہ ۱۶۶ مین اسبارہ مین صرف حکم قانونی ہے لہذا ان الفاظ سے کل لوازمات نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ بشمول شفع کے نیلامات محکومہ ۱۶۸ سے بھی متعلق ہو جاتے ہین باستثناے اوس امر کے جسکا حکم شرط مین

ہے یعنے یہہ کہ حقیت صرف باقیدار کے منتقل ہوتی ہے اور نہ کوئی ذمہ داریان اور
معاہدات جو اوس نے بہ نیک نیتی پیدا کئے ہون یا منعقد کئے ہون وہ بوجہ ایسی کارروائی
کے اسطرحپر ناجایز ہونگی جیسا کہ وہ حسب دفعہ ۱۶۶۔ اوس حالت مین ہوتے جبکہ کل دفعہ
بلا شرط قایم ہوتا۔ شرط مذکور بطور فضولیات کے متصور نہین ہو سکتی ہے اور وہ صرف
اوسی حالت مین ضروری ہو سکتی ہے جبکہ کل دفعہ مین کل لازمات اور قواعد متعلقہ نیلامات
محکومہ دفعہ ۱۶۶ داخل ہون جو میری راے کے مطابق اوسمین داخل ہین۔ لہذا مین
یہہ تجویز کرتا ہون کہ شفع محکومہ دفعہ ۱۸۸ نیلامات مقتضیہ دفعہ ۱۶۸ سے بہی متعلق ہین
مقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷) اس
راے کے مخالف نہین ہے کیونکہ اوس فیصلہ کے روسے جو کچہہ بالخصوص قرار پایا ہی
وہ کل یہہ ہے کہ احکام دفعہ ۱۴۴ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء متعلقہ حق شفع نیلامات صیغہ اجراے
ڈگری عدالتہاے دیوانی پر محدود ہین اور احکام مذکور کو ڈگریات مصدرہ عدالتہاے
مال کے اجرا تک وسعت نہین دیجا سکتی ہے اور اون ذیعلم ججون نے قبل اظہار کسی
راے نسبت اوس امر کے جواب زیر غور ہے یہہ کہکر شروع کیا ہے کہ اگر ایکٹ
لگان حال مین گنجایش اظہار استحقاق شفع کے مقدمات نیلام اجراے ڈگریات مین ہے
تو نالش ایکٹ مذکور کے کسی دفعہ پر مبنی ہونی چاہیئے اور حکام ممدوح نے بلا فیصلہ
کرنے اس امر کے اپنا رجحان یہہ ظاہر کیا ہے کہ اثر دفعہ ۱۷۷۔ ایکٹ لگان کا جسکے ساتہہ
دفعہ ۱۸۸۔ ایکٹ مالگذاری کا پڑہنا چاہیے یہہ ہے کہ استحقاق شفع عدالت مال کے
ڈگریون کے اجراے کے نیلام کے نسبت عطا ہونا چاہیئے۔ لہذا یہانتک قول اون ذیعلم
ججون کا بالکل مفید میری راے کے ہے اور فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکام ممدوح
نے فی الواقعہ اوسکی تجویز کرنے سے اجتناب کیا ہے کیونکہ اونکی یہہ راے قرار پائی تہی
کہ عبارت محال کی پٹی سے جیسا کہ وہ دفعہ ۱۸۸ مین واقعہ ہے کل پٹی مراد ہے اور نہ
صرف محال کی پٹی کا صرف ایک جزو۔
اس سے مجہے امر دوم کی طرف رہبری ہوتی ہے جو متعلق تعبیر دفعہ ۱۸۸
کے ہے کیونکہ بتقویت اوس فیصلہ کے جسمین مین پہلے حوالہ دیچکا ہون یہہ بحث ہوئی
ہے کہ چونکہ حصہ لالہ سنگہ کا جو ۲۰ اگست سنہ ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوا تہا صرف البسوہ ۴ ا بسوانسی

ہ پکہوالنسی واقعہ پٹی سوم ہے اور اوس سے کل پٹی موضوع نہین ہوتی ہے تو استحقاق شفع حسب دفعہ مذکورہ اوس پٹی کے حصہ دارون کے حق مین پیدا ہوتا ہے جیسا ہوا سنگہ ثانی (اپیلانٹ مقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۹۸ سنہ ۱۸۸۸ء متعلقہ) ہے اور نہ دیگر پٹی کے حصہ دارون کے حق مین پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ستیل مدعی رسپانڈنٹ اپیل ہذا سے قبل تجویز کرنے اس امر کے کہ آیا مین فیصلہ محولہ کے قبول کرنے پر امادہ ہون یا نہین منظر ہے طے کرنے اس حجت کے صحیح معنی لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ - ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) کی تجویز کرنا ضروری ہے۔

پس اسمین شبہہ نہین ہے کہ کسیقدر یہہ امر قابل افسوس ہے کہ ایکٹ مذکور کے دفعہ ۳ مین جب تعریف لفظ محال کی کی گئی ہے اوسوقت اوسمین لفظ پٹی کی تعریف متروک کی گئی ہے کہ جو آئندہ ظاہر ہوگا کہ واسطے اغراض اسقدر مسکے بہت ضروری ہے اور نہ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) مین اس لفظ کی تعریف ہوئی ہے اور یہہ متروکی تمام تر قابل افسوس ہے کیونکہ جس زبان مین یہہ دونون ایکٹ مرتب ہوئے ہین اوس زبان کی یہہ لفظ نہین ہے۔ لہذا یہہ تصور کرنا چاہیے کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ اس لفظ کو اپنی اصلی ہندوستانی معنی مین چہوڑ دینا چاہیے کہ جس زبان کی وہ لفظ ہے اور اوسی منشا مین اوسکو سمجہنا چاہیے کہ جس منشا مین قبل صدور ان دونون ایکٹون کے وہ سمجہی جاتی تہی۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اس لفظ کی تواریخ پر بطور اصطلاح دستور مالگذاری اراضی کے غور ہونا ضروری ہے مسٹر جسٹس فیلڈ صاحب نے اپنے عالمانہ انٹروڈکشن ٹو دی بنگال رگولیشن (صفحہ ۴۸) مین اس لفظ کے معنی اور استعمال کا بیان کیا ہے مشارالیہ نے یہہ کہا ہے۔ دستور دیہی حسب مندرجہ بالا اپر پراونس مین اوسوقت موجود تہا جب وہ ہمارے تحت حکومت آئے تہے۔ اوس دستور کے مطابق مالکان یا زمیندار موضع بالعموم ایسے کثرت کے ساتہہ ہوتے تہے کہ اون سب کے ساتہہ بندوبست کرنا نہایت تکلیف دہ ہوتا تہا۔ لہذا ہمنے اوس عملدرآمد کو قائم رکہا جو قبل ہمارے عہد کے منجملہ اون حصہ دارون کے جنکا نام حسابات سرکاری مین بطور اوس شخص کے درج ہوتا تہا جو ذمہ دار تحصیل اور ادائے مالگذاری کے ہونے مین ایک شخص کے منتخب کرکے

تہا۔ پس جو شخص کہ خود اپنے نام سے فریق معاہدہ گورنمنٹ کے ساتھہ بابت ادای مالگذاری کے ہوتا ہے وہ صدر مالگذار یا نمبردار کہلاتا ہے اور جو حصہ داران یا مالکان خود اپنے نام سے فریق نہین ہوتے ہین وہ پٹی دار کہلاتے ہین۔ لہذا ذیلم مصنف نے ایک یادداشت ماتحتی مین اس لفظ کی معنی کی تشریح کی ہے۔ پٹی ایک حلقہ ہے اور منجملہ اون بہت سے حصون کے ایک ہے جنمین بوجہ تاثیر قانون وراثت وغیرہ کے موضع کا تجزیہ ہو گیا ہے۔ پٹی دار سے مراد کسی حصہ کے قابض سے ہے لیکن منجملہ ہین حسب تذکرہ بالا محدود ہے۔ مکمل پٹی داری کی نوعیت مین مالکان اراضی پر جداگانہ قابض ہوتے ہین جو سب مشترکا مالگذاری کے ذمہ دار ہوتے ہین۔ نامکمل پٹی داری کے نوعیت مین جزو اراضی پر مشترکا قبضہ ہوتا ہے اور اوسکا منافع اول ادائے مالگذاری مین جاتا ہے اور اوسکی بقیہ کا حصہ جداگانہ کیا جاتا ہے۔ جب منجملہ حصہ دارون کے ایک اپنا حصہ مالگذاری کا ادا کرنے مین قاصر ہوتا ہے تو اور اور حصہ دارون کو پورا کرنا پڑتا ہے

یہہ تشریح متغایر تعریف عبارت حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۲۔ ایکٹ ۱۸۸۱ء کے ہے جسکی عبارت حسب ذیل ہے۔ اس ایکٹ مین حقیت پٹی داری وہ حقیت قرار پاتی ہے جسمین دو یا زیادہ جداگانہ حصص یا پٹیات شامل ہون یا جسکے چند مالکان قابض جداگانہ جایداد کے ہین اور براہ راست گورنمنٹ کے تحت مین قابض ہین لیکن معاہدہ ادائے مالگذاری سرکار مین خود اپنے نام سے سرکار کے ساتھہ فریق نہوون۔ جو مالک خود اپنے نام سے فریق ہوتے ہین وہ نمبردار کہلاتے ہین اور جو مالک خود اپنے نام سے فریق نہین ہوتے ہین وہ پٹی دار کہلاتے ہین۔

اس دفعہ کی تشریح جو متعلق مقبوضات ممالک ہذا کے ہے مستند ہدایت نامہ موسومہ عہدہ داران بندوبست (صفحہ ۵۰) مشتہرہ بحکم لوکل گورنمنٹ ۱۸۸۵ء مین بخوبی ہوئی ہے۔ رسالہ مذکور مین یہہ بیان ہے۔ حقیت پٹی داری وہ ہین جسمین اراضیات منقسمہ ہوتی ہین اور مختلف مالکان جداگانہ قابض ہوتے ہین منجملہ اشخاص مذکور کے ہر شخص خود اپنی اراضی کا انتظام کرتا ہے اور اپنی حصہ کی مالگذاری ادا کرتا ہے اور جبصورتیکہ کوئی حصہ دار اپنی اقرارات کی تعمیل مین قاصر ہو تو کل حقیت اجمالاً ذمہ دار ہوتی ہے۔ حقیت غیر مکمل پٹی داری وہ ہین جسمین جزو اراضی پر مشترکا قبضہ ہوتا

ہے اور جز و بیہ جداگانہ اراضی مشترکہ کا منافع اول ادائے مالگذاری سرکار اور اخراجات دیہی مین صرف کیا جاتا ہے اور مندر فاضل تقسیم کرلیا جاتا ہے یا مطابق شرح دیا جاتا ہے مقبوضات جداگانہ کے کمی پوری کردی جاتی ہے۔

اسمقدمہ مین یہہ مسلمہ ہے کہ نوعیت اوس موضع کی جسمین لالہ سنگہ کا حصہ نیلامی واقعہ ہے پٹی داری ناکمل ہے اور لہذا وہ پٹی دار ہے۔ یہہ لفظ دفعہ ۱۰ ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ع مین واقعہ ہوا ہے اور اوسمین استعمال اوسکا اوسکی اصلی منشا مین ہوا ہے جو انگریزی لفظ شیئر سے قابل تبدیلی ہے اور بلحاظ حصہ دار واقعہ محال پٹی داری کے استعمال ہوا ہے۔ چونکہ خود ایکٹ مین یا کسی اور مقام مین کوئی امر برعکس اس کے نہین ہے لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۰ ایکٹ مالگذاری کی نسبت وسیع اور عام معنی جو مطابق اور ہم وسعت معنی اوسکی زبان ہندوستانی مین ہون قایم کرنا چاہیے اور یہہ تصور کرنا چاہئے کہ پٹی کی معنی پٹی دار کا حصہ ہے۔ یہہ تعبیر مغایر تعریف پٹی دار مندرجہ دفعہ ۳۔ ایکٹ ۱۸۸۷ع کے نہین ہے کہ جس ایکٹ کی دفعہ ۵۴ مین حق شفع کا حکم (بہ نسبت نیلام کسی پٹی کے) بحق کسی پٹی دار یا دوسرے شریک جماعت شرکایان کے جنکو دبا قیدار ہونیکا ہے۔ جس طریقہ مین اس حکم قانونی کو حکام مال نے بہ نسبت شفع کے سمجھا ہے اوسکا بیان مستند ہدایت نامہ بنام عہدہ داران مال (صفحہ ۲۴۹) مین ہوا ہے کہ جس موقع پر اوسمین یہہ بیان ہوا ہے۔ حقیقت یا مشترکہ مین حق شفع بالعموم بحق ایسے شریک کے اور بحالت نیلام ہونے کسی حصہ کے موجود ہوتا ہے۔ جس حالت مین کہ نیلام کسی حصہ کا بعلت بقایا مالگذاری کے ہو اوسکے لئے حکم قانونی بنظر نفاذ اس حق کے از روئے دفعہ ۵۴۔ ایکٹ ۱۸۸۷ع کے ہوا ہے اور جب کوئی حق و مرافق کسی حصہ دار کا بغرض ایفاء ڈگری عدالت کے نیلام ہو تو اوسکے لئے حکم قانونی از روے قاعدہ مشتہرہ صدر دیوانی عدالت حسب دفعہ ۱۱۱ ایکٹ ۱۸۸۷ع ہوا

لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ لفظ پٹی سے ہرگز مراد پٹی دار کے حصہ سے نہین ہے کیونکہ ضمن (د) اور (ح) دفعہ ۱۵۰۔ ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ ۱۸۸۷ع) اور نیز دفعات ۱۵۴ و ۱۵۷ مین الفاظ پٹی اور حصہ کا استعمال اسطرح پر ہوا ہے کہ جس سے فرق صریحی اون دونون لفظون مین ظاہر ہوتا ہے اور وہ فرق تمامتر

اوسوقت ظاہر ہوتا ہے جب یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ضمن (د) اور (ہ) دفعہ ۱۵۰ اور مضمون دفعات ۱۵۸ و ۱۶۲ مین صرف پٹی کا لفظ باخراج لفظ حصہ بہ نسبت اختیار انفساخ بندوبست اور نیلام پٹی بعلت بقایا واجب الوصول کے واقع ہوا ہے - یہہ فرق بلاشبہہ قابل لحاظ ہے لیکن مضمون ضمن ہاے متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فرق سے صرف یہہ مقصود رکھا گیا ہوگا کہ حقیت زمینداری اور اوس پٹی کے درمیان مین فرق کردیا جاوے جو حقیت پٹی داری کا ایک حصہ ہے - جایز ہے کہ یہہ فرق متعلق نوعیت حقیت مقبوضہ کے ہو یعنی متعلق اوس فرق کے ہو جو مابین حقیت زمینداری اور حقیت پٹی داری کے ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ بالضرور اوس سے یہہ مراد سمجھنا چاہیے کہ مقبوضہ اوس پٹی دار کا جو بوجہ نوعیت خود حقیت مقبوضہ کے اپنی اراضی پر جداگانہ قابض ہے وہ پٹی نہین ہے اگرچہ لفظی طور پر کہنے مین مقبوضہ مذکور حصہ اوس محال کا ہے جسمین وہ واقع ہے - لیکن یہہ بھی حجت ہوئی ہے کہ بقایا مالگذاری سرکار کی علت مین پٹی کے حصہ کا نیلام کبھی ہوتا ہی نہین ہے - یہہ حجت اوس سخت اور مستحکم فرق کے نکالنے پر مبنی ہے جو درمیان معنی لفظ پٹی اور حصہ کے ہے کہ جو حسب متذکرہ بالا لفظاً اور تاثیراً کل اغراض عملی کے واسطے جہانتک کہ حقیت پٹی داری کو تعلق ہے الفاظ قابل تبادلہ ہین اور کوئی وجہ نہین دکھلائی گئی ہے کہ واسطے اغراض شفع کے جو قواعد کہ ایک کے نیلام سے متعلق ہوتے ہین وہ دوسرے کے نیلام سے کیون متعلق نہونگے - اور علاوہ برین یہہ سچ ہے کہ بطور معاملہ عملدرامد اسایش کے حکام مال معمولی طور پر حصہ کسی پٹی دار کا از خود بطور سرسری حاکمانہ تدبیر ایصال مالگذاری کے نیلام نہین کرتے ہین معمولی طور پر یہہ واقعہ ہوتا ہے کہ حصہ مذکور بطور امر واقعہ کے عدالت مال کے اجراے ڈگری مین نیلام کیا جاتا ہے اور مسٹر کراستھویٹ صاحب اور اسمیٹن صاحب دفعہ ۱۶۲ ایکٹ مالگذاری کی اپنی یادداشت مین یہہ کہتے ہین کہ منجملہ دس مقدمون کے نو مقدمون مین یہہ بات ہوتی ہے - ہم جانتے ہین کہ یہہ فیصلہ داری مالگذاری اداکرنیکی بجانب شرکاے پٹی داران کے مشترکہ قسم کی ہے اور منجملہ اونکی ایک پٹی دار کے ذمہ کی بقایا مالگذاری کل پٹی داران کے حصص سے بذریعہ نیلام کے وصول کیجاسکتی ہے نظر اس امر کے جب ایک پٹی دار اپنے حصہ کی مالگذاری کے ادا کرنے مین قاصر ہوتا ہے تو

اوسکے شریک پٹی داران اوسکے حصہ کی مالگذاری پوری کردیتے ہین اور تب اوسپر عدالت مال مین بموجب ضمن (ب) دفعہ ۹۳ - ایکٹ لگان کے نالش کرتے ہین جسمین واسطے نالشات از طرف شرکا مندرجہ کہیوٹ واسطے وصولیابی بقایا مالگذاری سرکار شریک یا قدر مندرجہ کہیوٹ سے جو بقایا اونہون نے باقی دار مذکور کے طرف سے ادا کیا ہو حکم ہے جو ڈگریان عدالت مال سے نالشات مذکورہ مین صادر ہوتی ہین وہ بذریعہ نیلام صرف حصہ شریک باقیدار کے جاری کیجاتی ہین کیونکہ دیگر پٹی داران کے حصص نیلامات متعلقہ ڈگریات مذکورہ کے ذمہ دار نہونگی - نیلامات مذکور بموجب دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان کے عمل مین لائے جاتے ہین اور اصولا کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ کیون اون پٹی داران کے حق مین استحقاق شفع پیدا نہوگا جو باقیدار نہین ہین استحقاق شفع اپنی ہی ضرورتکی نوعیت مین ایک استحقاق جانبینی ہے جس سے ہر ایسا شریک یعنی ہر بہ نسبت دوسرے پٹی دار کے حصہ یا پٹی کے مستفید ہو سکتا ہے اور اوسکی غرض یہہ ہے کہ جماعت مشترکہ سے اشخاص اجنب خارج رہین - پس اس اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کرکے یہہ امر مسلمہ ہے کہ لالہ سنگہ پٹی دار جسکا حصہ نیلام ہوا ہے حق شفع کو بذریعہ اپنی استحقاق پٹی داری کے استعمال کرسکتا تہا بشرطیکہ دوسرے پٹیان نیلام ہوتین لیکن حق شفع کے خاصیت جانبینی کو زایل کردیتا ہے بشرطیکہ یہہ تجویز کیجاوے کہ جب اوسکا حصہ نیلام کیاجاوے جیسا کہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوا ہے تو دیگر پٹی داران کو اپنے بارہی مین حق شفع حاصل نہوگا - مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کے ہم ایسے تعبیر کرنے پر مجبور نہین کیے گئے ہین اور فی الحقیقت میری راے مین ہم ضرور مصلحت قانون کو جو بہ نسبت حق شفع کے ہے ضرور زایل کردینگے بشرطیکہ ہم کوئی ایسی تعبیر اختیار کرین جسکا یہہ اثر ہو - حق شفع کے کل مصلحت اور غرض یہہ ہے کہ مواضعات مشترکہ مین جیسے کہ حقیت پٹی داری ہوتی ہے اشخاص اجنب کی مداخلت نہونے پاوے اور چونکہ ہر جانب سے یہہ امر مسلمہ ہے کہ کل پٹی کے نیلام مین دیگر پٹی کے مالکون کو حق شفع حاصل ہوگا تو بوجوہ قوی ترین مجھے یہہ نتیجہ برامد ہوتا معلوم ہوتا ہے کہ ایک پٹی دار کے اراضیات کے نیلام سے اوسکی شریک پٹی داران پٹی واحد کو استحقاق نافذ کرنے حق شفع کا اس غرض سے حاصل ہوگا کہ اوس پٹی سے اشخاص اجنب کو خارج رکہیں -

جب مین یہہ کہتا ہون کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۸۸۔ ایکٹ مالگذاری کے نسبت اوسکے علاوہ کوئی دوسرے تعبیر قایم کرنیسے جو مینے قایم کی ہے معلوم خود حق شفع کی جو اوس دفعہ سے ظاہر ہوتی ہے زایل ہوجاویگی اور اوس سے یہہ مفہوم ہونا چاہئے کہ میری یہہ مراد ہے کہ اگر لفظ مذکور کی صاف تعبیر قانون مین کی گئی ہوتی یا قانون سے کوئی صاف تعریف مستنبط ہو سکتی تو یہہ نتیجہ برآمد نہوتا۔ اور نہ میرے نسبت اس امر کا تجویز کرنا متصور ہونا چاہئے کہ اگر لفظ مذکور کی صحیح تعریف قانون مین دستیاب ہوتی تو اوس تعبیر قانون مذکور کے دیگر اجزا مین اوسی منشا کی ساتھہ تعبیر ہونی چاہئے کہ جسطرح پر اوسکی تعبیر دفعہ ۱۸۸ مین ہو سکتی ہے۔ مین اس امر کے ثابت کرنیکے لئے بدرجہ کافی کہہ چکا ہون کہ ہر گاہ لفظ پٹی کی بموجب ایکٹ ۱۸۸۷ء دفعہ ۴۔ اور نیز دفعہ ۴۔ ایکٹ مذکور مین معنی قابل الفہم اور معین پائے جاتے ہین لہذا واضعان قوانین نے وقت صادر کرنے ایکٹ مالگذاری حال کے اوسکو بلا تعریف کے چہوڑ دینا پسند کیا ہے۔ اپنے نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے اس لفظ کے جو خود میری زبان کے ہے اوس منشا سے خلاف منشا مین سمجھنے مین دقت خاص پیدا ہوتی ہے جو اوسکی منشا خارج از شبہہ ہے بشرطیکہ واضعان قوانین نے دربارہ صادر کرنے قانون کے جیسا کہ ایکٹ مالگذاری ہے اوسکو استعمال نکیا ہوتا۔ لفظ مذکور کے اسطور پر استعمال کرنیسے یہہ امید ہو سکتی ہے کہ چونکہ لفظ مذکور زبان انگریزی کے لئے جسمین ایکٹ مذکور مرتب ہوا ہے ایک بیرونی لفظ ہے لہذا محض اسیوجہ سے یہہ ضروری ہوگیا کہ اوسکی تعریف بالخصوص ہونی چاہئے تھی جسمین اون لوگون کے لئے جنکا قانون کی تعبیر کرنیکا کام ہے بہ نسبت اوسکی اوس معنی کے جو قانون کے ایک یا دوسرے حصہ مین قایم ہو سکتی ہے شبہہ کا ناشی ہونا غیر ممکن ہوجاتا۔

لیکن جبکہ مین یہہ کہہ رہا ہون مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ جو تعبیر مینے لفظ پٹی کی قایم کی ہے کہ اوسکی مراد پٹیدار کے حصہ سے ہے عام اس سے کہ وہ کل پٹی کا مالک ہو یا نہو ایسی تعبیر ہے جو خاص اوسی منشا مین دفعہ ۱۵۰۔ ایکٹ مالگذاری کے بعض اجزا مین اختیار نہین کیجا سکتی ہے کہ جس منشا سے وہ دفعہ ۱۸۸۔ ایکٹ مذکور مین اختیار کیجاتی ہے۔ حسب وجوہ مبینہ مسٹر کراسٹہویٹ صاحب و اسمیتن صاحب مندرجہ اودہ ایلیٹ مالگذاری بصفحہ ۱۶۷ اسکے مجھے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لفظ پٹی موقوعہ ضمن (و) دفعہ ۱۵۰ متعلقہ انفساخ

بندوبست اور موقوعہ ضمن (ز) متعلقہ نیلام پٹی پابندی شرایط متعینہ دفعہ ۱۹۹ سے ضرور کل پٹی مراد ہے یعنے ایک حصہ متناسبہ محال سکے بلحاظ تشخیص مالگذاری کے مراد ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تسلیم ہوگا کیونکہ ایکٹ مین استعمال لفظ مذکور کا ایسی کافی احتیاط کے ساتھ نہین ہوا ہے کہ جس سے صرف ایک ہی سخت اور محدود اور ٹھیک معنی کل ایکٹ مین قایم کیے جا سکین۔ ضروریات قواعد متعلقہ انفساخ بندوبست یا نیلام بعلت بقایا مالگذاری مقتضی اس امر کے ہین کہ لفظ پٹی کی محدود تعبیر کیجاوے جس سے کل پٹی سے مراد سمجھی جاوے اور ضروریات استحقاق شفع مقتضی اس امر کے ہین کہ اوسی لفظ کی تعبیر جو دفعہ ۱۸۸ مین واقع ہوا ہے بوسعت قایم کیجاوے جس سے پٹی دار کے حصہ سے مراد سمجھی جاوے۔ لفظ پٹی کی اسطرح پر قانون کے ایک حصہ مین منشاء محدود مین تعبیر کرنے سے اور اوسی قانون کے دوسرے حصہ مین منشاء وسیع مین تعبیر کرلینے سے کوئی امر مغایر نہین ہوتا ہے جیساکہ آیندہ مین اوسکو بالتحریر دکھاؤنگا بلاشبہہ یہہ ایک صحیح قاعدہ تعبیر قوانین کا ہے کہ الفاظ کو اونکے معمولی اور اصلی معنی مین سمجھنا چاہیے الا یہہ کہ کوئی وجہ ظاہر برعکس اوسکے پائی جاوے۔ پٹی ایک ہندوستانی لفظ ہے اور اوس زبان مین اوسکے معنی ایک حصہ واقعہ حقیقت پٹی داری ہے مثلاً جس صورت مین پانچ حصہ دار ہین تو ہر ایک حصہ ایک پٹی ہے اور ہر حصہ دار ایک پٹی دار ہے اگر گورنمنٹ نے بہ نسبت بندوبست مالگذاری کے اون کل پانچون حصہ دارون کے ساتھ ایک ہی اقرارنامہ مین کارروائی کرنا پسند کیا ہے تو بجائت ہونے الفاظ صریحی اوس مضمون کے اوس اقرارنامہ سے لفظ پٹی یا پٹی دار کے معنی مین تبدل و تغیر ہوگا مگر اقرارنامہ مالگذاری کیوجہ سے لازمات اقرارنامہ کی تعمیل ہوسکیگی مثلاً ایک پٹی دار کے ساتھ اقرارنامہ مذکور فسخ نہین کیا جاسکتا ہے تاوقتیکہ کل اقرارنامہ فسخ نکیا جاوے۔ لیکن اس سے اس امر مین تبدیلی نہوگی کہ پٹی سے اون پانچون پٹی داروں مین سے ہر ایک کا حصہ مراد ہے جو اوس اقرارنامہ مین شریک ہوے ہتے۔ یہہ اصلی معنی اوس لفظ کے ہین اور بجائت ہونے کسی محدود تعریف مخالف کے مین اوسکو ایسا ہی سمجھتا ہون۔

بہ نسبت اس وسیع معنی کے کہ وہ ٹھیک طور پر اختیارات انفساخ بندوبست محکومہ ضمن (و) دفعہ ۱۵۰ جسکے ساتھ دفعہ ۵ پڑھنی چاہیے اور اختیارات نیلام محکومہ ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ جسکی ساتھ دفعہ ۱۰۹ ایکٹ مالگذاری پڑھنی چاہیے کہ جو متعلق نیلام پٹی

بابت بقایا مالگذاری کے ہین متعلق نہین ہوسکتی ہین مجھے کچھ شبہہ ہے - لیکن اس امر سے کہ افسر مال کو جو منجملہ اون تدابیر کے کسی تدبیر کے ساتھہ مالگذاری وصول کرنا چاہتا ہے اندروے قواعد کے لفظ پٹی پر مجدد دلتعبیر یہہ معنی قرار دیکر قایم کرنا لازم ہے کہ اوس سے کل پٹی مراد ہے یہہ ضرور نہین ہے کہ مین نے جو تعبیر لفظ پٹی کی یہہ کی ہے کہ اوس سے یہہ مراد ہے کہ حصہ اوس شخص کا جو سلسلۂ پٹی دار ہے اوسی منشا مین پٹی نہین ہے کہ جس منشا مین مین نے اوسکو دفعہ ۱۰۹ - ایکٹ مالگذاری مین واسطے اغراض شفع کے سمجھا ہے - اگر کوئی عہدہ دار مال بندوبست کو بجز اوس صورت کے فسخ نہین کر سکتا ہے کہ وہ کل پٹی ہے جسمین کل رقبہ مشمولہ اقرارنامہ اداے مالگذاری شامل ہے تو اسوجہ سے نہین ہے کہ لفظ پٹی کی بالضرور اور تنہا وہی معنی ہین بلکہ اسوجہ سے ہے کہ جو اقرارنامہ گورنمنٹ کے ساتھہ بابت اداے مالگذاری کے ہے اوسکی نوعیت ہی مثل رہن کے یہہ ضرور ہوتا ہے کہ تجزیہ ایسے اقرارنامہ کا کل رقبہ سے ضرور متعلق ہوگا اسیطرحپر ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ جسکی ساتھہ دفعہ ۱۶۶ پڑہنی چاہیئے متعلق اون صورتون کے ہے جنمین وہ عہدہ دار مال جو بقایا مالگذاری وصول کرنا چاہتا ہے کسی خاص پٹی دار کے حصہ کو نیلام نہین کر سکتا ہے بشرطیکہ حصہ مذکور اوس سے کم ہے جسکو عہدہ دار مال بطور اوس رقبہ کے تسلیم کرنیکا پابند ہے جو تابع اقرارنامہ اداے مالگذاری کے ہے - یہہ بات نہ اسوجہ سے ہے کہ لفظ پٹی کی بجز اوسکی کچھہ اور معنی ہین جو دراصل اوسکی معنی ہین یعنے حصہ پٹی دار کا بلکہ بوجہ احکام دفعہ ۱۶۶ بشمول احکام دفعہ ۱۶۷ کے جنکی روسے کل ذمہ دار یہانسے مقدم صاف ہوجاتی ہین کوئی ایسا نیلام بذریعہ تدبیر سرسری بلا خلل اندازی اوس کل اقرارنامہ کے نہین ہوسکتا ہے جو کل پٹی دارون کے ساتھہ ہوا ہے کہ جو اداے مالگذاری سرکار کے ذمہ داری مین شریک ہوے ہین - لہذا بوجہ ضروریات اقرارنامہ اداے مالگذاری کے یہہ بات ہے کہ ضمن (و) اور (ز) دفعہ ۱۵۰ اور ہممضمون دفعہ ۱۵۸ و ۱۶۶ مین لفظ پٹی سے ضرور کل پٹی کی مراد متصور ہونی چاہیئے - ایسی کوئی وجوہ نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۸ سے جسکے ساتھہ ضمن (ح) دفعہ ۱۵۰ ایکٹ مذکور پڑہنا چاہیئے متعلق نہین ہین -

ہرگاہ مین اس قاعدہ تعبیر کو بخوبی تسلیم کرتا ہون کہ جب الفاظ ایک ہی اور وہی

قانون مین واقعہ ہون تو جہانتک ممکن ہو اونکی تعبیر ٹہیک معنی واحد مین ہونی چاہئے تاہم مجھے افسوس ہے کہ مین بینچ کی کثرت رائے سے اس تجویز کے ساتھہ اختلاف کرتا ہون کہ وہ قاعدہ تعبیر کا جو بلاشبہہ معمولی صورتون مین صحیح قاعدہ ہے اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ مین مجبوراً یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ لفظ پٹی سوقوعہ دفعہ ۱۸۰ کی ایسی تعبیر سے جس سے حصہ پٹی دار کا واسطے اغراض شفع کے خارج ہو جاوے وہ کل مصلحت زائل ہو جاویگی جو ہم واضعان قوانین کے نسبت اعتبار کرتے ہین کہ دربارہ مرتب کرنے دفعہ مذکور کے اس خاص غرض سے ہے کہ مداخلت اشخاص غیر کی حقیت پٹی داری مین ممنوع رہے بہ نسبت اس قاعدہ تعبیر کے کہ قانون مین اول سے اخیر تک الفاظ کے ایک ہی معنی ہونا چاہئے بجز اوس صورت کے کہ کوئی امر مخالف ظاہر کیا جاوے مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ وہ نہایت سخت قاعدہ ہو نیسے بہت بعید ہے اور بغرض سمجھنے منشاء واضعان قوانین کے وہ صرف بمنزلہ ایک قیاس کے ہے مسٹر میکسویل صاحب نے اپنے رسالہ تعبیر قوانین (صفحہ ۳۰۵ طبع ثانی) بحوالہ مقدمات منفصلہ اوس قاعدہ کو بعبارات ذیل بیان کیا ہی

یہہ مناسب طور پر کہا گیا ہے کہ جب صحت مطلوب ہے تو اس سے زیادہ محفوظ کوئی قاعدہ نہین ہو سکتا ہے کہ ایک شے کو ایک ہی نام سے ہمیشہ پکارنا چاہئے یہہ قیاس کرنا ہر حال مین مناسب ہے کہ ایکٹ کے ہر حصہ مین ایک عبارت سے ایک ہی معنی سے مقصود ہے لیکن یہہ قیاس زیادہ وقعت کا نہین ہے۔

ذی علم مصنف نے قاعدہ کی اس بیان کی تائید اون تمثیلات سے کی ہے جو مقدمات منفصلہ سے حاصل ہوے ہین اور اونکی نتایج وہی ہین جو ولبسر فورس صاحب نے اپنی رسالہ قاعدہ قوانین مین اخذ کئے ہین جس سے ایک فقرہ مین نقل کرتا ہون (صفحات ۱۳۵ لغایت ۱۳۶)

چونکہ لفظی معنی الفاظ کے اور نیز اونکی معمولی معنی اسطرح پر متروک ہو سکتی ہین تو نتیجہ ضروری یہہ برآمد ہوتا ہے کہ ایک ہی لفظ کے بہ مختلف ایکٹ ہاے پارلیمنٹ مین بلکہ کبھی کبھی ایک ہی ایکٹ مین ایک ہی دفعہ مین مختلف معنی ہوتے ہین۔ بطور قاعدہ عام کے ایکٹ پارلیمنٹ کے مختلف حصوں مین الفاظ واحد کی معنی واحد قایم کرنیکی عدالتین کوشش کرتی ہین اور یہہ کہا گیا ہے کہ اگر واضعان قوانین نے الفاظ مبہم کو ایکٹ پارلیمنٹ کے ایک فقرہ مین منشاء محدود مین استعمال کیا ہے تو جب وہی لفظ اوسی مضمون کے دوسرے فقرہ مین پایا جاوے

یہہ تجویز کرنا مطابق قواعد صحیح تعبیر اور نتیجہ جایز کے ہے کہ لفظ مذکور کا استعمال اوسی منشا مین ہوا ہے لیکن ہمیشہ یہہ ممکن نہین ہے - ایک مقدمہ مین جو بابت تعبیر کرنے دفعہ ۹ ملبوس ۳ و ۴ ولیم چہارم باب ۷۴ کے عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ لفظ لگان کا سات مرتبہ اوس دفعہ مین واقعہ ہوا ہے اون مین سے تین موقعون پر اوسکو مواخذجات لگان کے منشا مین پڑہا جانا چاہئے اور دیگر چار موقعون پر لگان عینہ کے منشا مین پڑہا جانا چاہئے

اس فقرہ کی بہی تایید مقدمات منفصلہ ذیل کی سند سے ہوتی ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ قاعدہ کہ جو لفظ کسی قانون مین استعمال کیا جاوے اوسکو سراسر ایک ہی منشا مین مفہوم کرنا چاہئے صرف قاعدہ قیاس کا ہے اور کسیطرح جبریہ نہین ہے اور بلاشبہہ اپنے قسم کا نہین ہے جو ایسے دیگر قواعد تعبیر سے ناقابل تردید ہو کہ جو مضمون قانونی الفاظ پر یا ایسے وجوہ یا اغراض پر مبنی ہو کہ جسکے لئے کوئی خاص دفعہ ایکٹ مین صادر کیا گیا ہے -

مین نے اس قاعدہ تعبیر کے صحیح حیطہ پر بہت بحث کی ہے کیونکہ جس امر پر اس مقدمہ مین میرے فیصلہ کا مدار ہے وہ اس کے ثابت کرنیکو ہے کہ جز اوس صورت کے کہ لفظ ہی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کے لفظی تعبیر اسطور پر ہونی چاہئے جس سے حصہ ہر یک فرد ار کا اوسمین شامل ہو جاوے اور خلاف اوس منشا کے یا اوس سے کم محدود منشا مین اوسکی تعبیر ہونی چاہئے کہ جس منشا سے اوسکا استعمال دفعہ ۱۵ ضمن ہاے (۷) و (۸) اور مضمون دفعات ۵۰ و ۱۲۲ مین ہوا ہے تو دفعہ ۱۰۸ کی ایکٹ مین صادر ہونیکی ہرگز ضرورت نہ تہی بالفاظ دیگر یعنی یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لفظ ہی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ کی تعبیر کرنیکے لئے وجوہ کافی موجود ہین کہ اوسکی تعبیر اوس منشا کے علاوہ کسی دوسرے منشا مین کرنا چاہئے صحیح کہنا یہہ ہے کہ جس منشا مین دفعہ مذکور ایکٹ مذکور کے دیگر اجزا مین واقعہ ہوا ہے -

اب دیکہنا چاہئے کہ دفعہ ۱۰۸ مین کیا حکم ہے - اوسمین کوئی قاعدہ ایسا محکوم نہین ہے جو واسطے تسہیل وصول بقایا مالگذاری کے سمجہا جاوے - دفعہ مذکور مین کوئی ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے جس سے یہہ مقصود ہو کہ واسطے سہولیت ایصال بقایا مالگذاری کے کوئی خاص تدبیر مقرر کیجاوے - تمہید ایکٹ سے بہی صاف ظاہر ہے کہ حیطہ ایکٹ مذکور کا اجتماع و ترمیم قوانین مالگذاری اراضی اور اختیار عہدہ داران مال ممالک مغربی و شمالی واقعہ پریزیڈنسی فورٹ ولیم بنگال ہے - اوس تمہید مین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے

جس سے یہہ ایما ہو سکے کہ حق شفع بہ نسبت اون نیلامات کے پیدا کیا جاوے جو بعلت بقایا یا مالگذاری جو وصول کرنیمین وقوع پذیر ہون -

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو بغرض سمجہنے دفعہ مذکور کے اس تقریر پر لحاظ کرنا بہت ضرور ہے کہ واضعان قوانین نے صحیح حیطہ ایکٹ سے تجاوز کرکے جو بالخصوص تمہید سے ظاہر ہوتا ہے ایسے قاعدہ کا قایم کرنا پسند کیا ہے جسکا مقصود دفعہ ۱۸۸ مین ہے - اگر یہہ سمجہا جاوے کہ دفعہ مذکور کی منشا سے کوئی غرض مدنظر ہتی تو قاعدہ مذکور سے اس غرض اور انجام کی مراد سمجہنا چاہئے کہ حقیت پٹی داری مین جب نیلام بعلت بقایا مالگذاری وقوع پذیر ہون تو نیلامات مذکور برعایت اون شرایط کے ہونا چاہئے کہ جسکے رو سے دیگر پٹی دارون کو موقع اس بات کا حاصل ہو سکے کہ اوسقدر روپیہ ادا کرکے جو نیلام عام کی اخیر بولی سے ظاہر ہو اشخاص اجنب کی مداخلت کو روک سکین - اشخاص اجنب کی مداخلت سے کل حقیت پٹی داری کا محفوظ رکہنا اون قواعد کا کوئی جزو یا حصہ نہین ہے جو متعلق تحصیل بقایا مالگذاری کے ہین اور یہہ بات مین بزور کہتا ہون کیونکہ دفعہ ۱۸۸ مین وقعت مختص قایم کرتا ہون کہ جس سے مصلحت مخصوص اور محدود واضعان قوانین کی ظاہر ہوتی ہے یعنی یہہ کہ حقیت پٹی داری مین مداخلت اشخاص اجنب کی مسدود رہے -

اب مین تمثیل تشبیہہ سے یہہ ثابت کرونگا کہ اگر لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۸۸ کو کسی ایسے سخت منشا مین سمجہنا چاہیے جس سے اوسکی مراد صرف کل پٹی سے ہو اور نہ پٹی کے حصہ سے تو ضروری نتیجہ یہہ ہوگا کہ دفعہ ۱۸۸ خود اپنے آپ قاطع ہے کیونکہ جس استحقاق شفع کا اوسمین حکم ہے وہ بالکل محض اس واقعہ سے زایل ہو جاویگا کہ جو جایداد نیلام کی گئی ہے وہ کل پٹی نہین ہے بلکہ پٹی واحد کا صرف ایک حصہ ہے - خریدار حصہ مذکور گو اوسکو پٹی داران یا وہ پٹی دار جسکی حقیت نیلام ہوئی ہے کیسا ہی ناپسند کرتے ہون بزور جماعت مشترکہ مین مداخلت کر سکیگا اور نہ صرف اوس پٹی مین مداخلت کر سکیگا جسکا ایک حصہ اوس نے خرید کیا ہے بلکہ اسطرح پر محال کے دیگر حصون مین بہی استحقاق شفع حاصل کر سکیگا - اس صورت کی تمثیل اسطور پر ہوگی -

فرض کیجیے کہ عبارت دفعہ ۱۸۸ کی اس قول کے ساتہہ شروع ہوتی ہے کہ جب کوئی پٹی

جو حسب دفعہ ۱۹۶ نیلام ہوئی ممکن ہے تو بحث یہہ پیدا ہوگی کہ آیا جزو مکان کے نیلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہے یا نہین کہ حق شفع بہ نسبت نیلام مذکور کے قابل النفاذ ہے - جس بحث

سے لفظ پٹی موقوعہ دفعہ مذکور کی تعبیر یہہ ہوتی ہے کہ اوس سے صرف کل پٹی مراد ہے
اور جب وہ متعلق مکان سے بیچا جاوے تو وہ یہہ ہوگی۔

جب کل مکان نیلام کیا جاوے تو بلاشبہہ حق شفع ہوتا ہے لیکن جب ایک جزو مکان کا نیلام کیا جاوے تو شرکا کا کوئی حق شفع نہین ہوتا ہے۔ جب کل مکان نیلام کیا جاوے تو ہمسایہ مستحق ہے کہ واسطے نفاذ حق شفع کے نالش کرے لیکن جزو مکان کے نیلام کی نسبت جیسے کہ شخص اجنبی مکان مین داخل ہوجاوے کوئی اعتراض بذریعہ دعوے شفع منجانب خود شرکا امکان مذکور کے نہین ہوسکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ نتیجہ اس تجویز کا کہ لفظ پٹی موقوعہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری مین حصہ پٹی دار کا شامل نہین ہے یہی ہوگا۔ مین یہہ اعتبار نہین کرسکتا ہون کہ واضعان قوانین کا کوئی ایسا مقصود رہا ہوگا کیونکہ مین باور کرتا ہون کہ وقت مرتب کرنے دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری کے واضعان قوانین ممدوح نے صرف رواج شفع کو ملک کے اس حصہ مین بخوبی قرار یافتہ ہے تسلیم کیا ہے اور اوسپر لحاظ کیا ہے۔ المختصر مین خیال کرتا ہون کہ بنظر غور کرنے اوپر انفساخ بندوبست کیا بنظر غور کرنے اس امر کے کہ آیا پٹی بموجب دفعہ ۱۶۶ کے اسطور پر حالمانہ نیلام نہین کیجاسکتی ہے کہ جس سے ذمہ دار بہای مقدم زایل ہوجادین لفظ پٹی کی جو چاہیے سو معنی قایم کیجاوین لیکن واسطے اغراض تعبیر دفعہ ۱۰۸ کے لفظ پٹی مین حصہ پٹی دار کا ضرور شامل ہے مجھکو مکرر کہنا چاہیئے کہ مینے مجبوراً یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کیونکہ دوسری صورت مین مصلحت واضعان قوانین کی جو درباره مرتب کرنے دفعہ ۱۰۸ کے ہے وہ زایل ہوجاویگی کیونکہ خود خیال شفع کے وہ برعکس ہے۔ جہانتک یہہ اراخلاف فیصلہ ڈویزن بنچ عدالت ہذا بمقدمہ نراین سنگہ بنام محمد فرخ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۰۷) کے ہین مین باادب اوس سے اختلاف کرتا ہون۔

اب مین مقدمات منفصلہ پر جو اسبارہ مین ہین غور کرتا ہون اور اس غور کرنے مین مجھے یہہ تمہید قایم کرنا چاہیے جو مین بتلا چکا ہون کہ احکام دفعہ ۱۰۸ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ع) اعادہ اوس قاعدہ کا ہے جو بہ نسبت شفع کے دفعہ ۱۴ ایکٹ ۱۸۶۳ع مین درج تہا اور یہہ کہ ازروے دفعہ ۱۴ ایکٹ ۳ ۱۸۶۳ع کے اوس قاعدہ کو منازعات اجرائیہ ڈگری عدالت دیوانی تک وسعت دی گئی تہی۔ اور ہرگاہ قانون اسطور پر تہا مارگن صاحب چیف جسٹس

اور اسپنکی صاحب جسٹس نے بمقدمہ شیخ قادر بخش بنام رام ٹہل بھگت در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی (۱۸۸۱ء) بہ تقلید چند فیصلجات سابق صدر عدالت کے یہہ تجویز کی تہی کہ دعوے شفع محکومہ دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۸۶۱ء حقیقت پٹی داری مکمل اور غیر مکمل سے بدرجہ مساوی متعلق ہے کیونکہ وہ دونون حقیتین تعریف حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۴ - ایکٹ مذکور مین داخل ہین - اس سے بہی ایک مضبوط فیصلہ ٹرل صاحب جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس کا بمقدمہ رام اوتار بنام شیودت در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی (۱۸۸۴ء صفحہ ۳۴۴) کے ہے جسمین تقسیم سرکاری نہین ہوئی تہی بلکہ واجب العرض بندوبست سے یہہ ثابت ہوا تہا کہ اراضیات موضع پر حسب طریقہ ذیل قبضہ تہا یعنی یہہ کہ حصہ داران نے اراضیات کو پٹیون پر تقسیم کر لیا تہا اور ہر پٹی دار لگان یا پیداوار اپنی حصہ مقبوضہ جداگانہ کا اور اپنا حصہ لگان بابت اراضیات مقبوضہ مشترکہ کے وصول کرتا تہا اور اپنی حصہ کی مالگذاری جداگانہ ادا کرتا تہا اوسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ حقیت مذکور تعریف حقیت پٹی داری مندرجہ دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۸۶۱ء مین داخل ہے اور چونکہ حصہ موضع کا اجرائے ڈگری مین نیلام ہوا اور مدعا علیہم شخص اجنبی کے نام ختم ہوا لہذا شریک حصہ مذکور حسب احکام دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۳ - ۱۸۶۱ء کے مستحق حصہ مذکور کے پانیکا قرار پایا تہا -

یہہ مقدمات اس مسئلہ کے اسناد صاف و صریح ہین کہ محض یہہ امر کہ حصہ پٹی دار کا پٹی داری ناکمل مین واقعہ ہے مانع شفع بہ نسبت نیلام حصہ مذکور حسب دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۳ - ۱۸۶۱ء کے نہین ہے اور ہمضمون دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ مالگذاری حال (ایکٹ ۱۹ - ۱۸۷۳ء) مین مجہی کوئی امر ایسا نظر نہین آتا ہے جس سے کسی دوسرے تعبیر کی ضرورت ہو -

بہ نسبت امر سوم کے میری یہہ راے ہے کہ عبارت کوئی حصہ مندرجہ رجسٹر موقومہ دفعہ ۱۸۸ - ایکٹ مالگذاری سے ہر پٹی دار مراد ہے یعنی قابض حصہ واقعہ حقیت پٹی داری یا محال مراد ہے لہذا ستیل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ بشمول دیگر پٹی داران مستحق حق شفع کا ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین کوئی ایسے الفاظ محدود نہین ہے جن سے ہر ایسا شخص جو بہ حیثیت اوسکے ہو ملاح ہو سکے -

اسمقدمہ مین عذر سوم اپیل کا یعنی یہہ کہ چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ منجملہ مدعیان کے ایک مدعی یعنی ہوجا سنگہ مستحق شفع نہین ہے لہذا عدالت موصوف کو یہہ بہی تجویز کرنا چاہیے تہا کہ ستیل سنگہ مدعی رسپانڈنٹ نے بہی اپنا حق شفع ہوجا سنگہ

مذکور کو بوجہ مدعی مقدمہ شامل کر دینے زایل کر دیا ہے ایک امر عصری اوس عذر کا نسبت
جو بھوجا سنگہ نے اپنی اپیل متعلقہ اپیل دوم نمبر ۹۹۸ ۱۸۸۸ء مین کیا ہے اور جسمین مفرع
نے نسبت صحت تجویز عدالت اپیل ماتحت کے اسبارہ مین اعتراض کیا ہے لہذا ہمکو
ان دونون اپیل پر یکجائی غور ہونا چاہئیے۔
منجانب بجنا تہہ مدعا علیہ کے جو بھوجا سنگہ کی اپیل نمبر ۹۹۸ ۱۸۸۸ء مین
رسپانڈنٹ ہے یہہ بحث ہوئی ہے کہ چونکہ بھوجا سنگہ ... پٹی کا ہے جسمین لالہ سنگہ جسکی
حقیت ۲۰ر اگست ۱۸۸۶ء کو نیلام ہوئی ہے شریک ہے تو طریقہ درست نیلام کا اوسکی
لئے یہہ تہا کہ جو روپیہ لالہ سنگہ کے ذمہ واجب تہا اور جسکی بابت عدالت مال سے ڈگری
اوسکی اوپر صادر ہوئی تہی اوسکو ادا کر دیتا اور چونکہ اوس نے ایسا نہین کیا تو خود اوسکو
باقیدار تصور کرنا چاہیے کہ جس سے وہ استفادہ دفعہ ۱۸۹ ایکٹ مالگذاری سے محروم
ہوگیا۔ فی الحقیقت یہہ وہی راے ہے جو عدالت ماتحت نے بطور وجہ دومی اوسکی تجویز
کے اختیار کی ہے لیکن یہہ بالکل غیر صحیح ہے اولاً یہہ عذر نہین ہوا تہا اور نہ یہہ ظاہر
ہوتا ہے کہ خود بھوجا سنگہ بہ نسبت اراضی نیلام شدہ کے باقیدار مالگذاری کا تہا اور
ثانیاً حسب متذکرہ بالا یہہ سمجھنا چاہیے کہ نیلام بموجب دفعہ ۱۷۷ ایکٹ لگان جسکی ساتہہ دفعہ
۱۷۸ ایکٹ لگان کی پڑہنی چاہئیے ہوا تہا کہ جسکی رو سے نیلام صرف لالہ سنگہ باقیدار
کی حقیت پر محدود ہونا چاہیے اور کسیطرح حق ومرافق بھوجا سنگہ کی معرض خطر مین نہین
آسکتے ہین بالضرور اور اسطرح پر بغرض انسداد نیلام کے اوسکو کچھہ ادا کرنیکی ضرورت باقی
نہین رہی۔ بحیثیت پٹی دار کے بھوجا سنگہ مثل اسمعیل سنگہ کے مستحق شفع کا بہ نسبت
نیلام موقوعہ ۲۰ر اگست ۱۸۸۶ء کے ہے اور دربارہ مشتری کا دایر کرنا نالش بغرض نفاذ حق
شفع نامبردگان کے کہ جو استحقاق اون دونون کو یکسان حاصل ہے کوئی امر بیجا یا بطور یا
نامناسب نہین ہے۔ اس راے سے مجھے قانون پر غور کرنیکی ضرورت نہین رہتی ہے کیونکہ
یہہ قاعدہ قرار یافتہ بمقدمہ بھگوت پرساد بنام دمرو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۵ صفحہ ۱۹۱) اور کرن سنگہ بنام محمد اسمعیل خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
جلد ۲ صفحہ ۷۶۰) کے ہے کہ نالش شفع مین شفیع کے غیر شخص کو شریک کر دینے کل حقہ
ہو جاتا ہین ایسے مقدمہ سے متعلق ہے جیسا کہ یہہ ہے کہ جسمین دعوے شفعہ

قانونی دفعہ ۱۸۰ - ایکٹ مالگذاری پر مبنی ہے۔

بطور نتیجہ اس فیصلہ کے مین اس اپیل کو ڈسمس کرتا ہون اور بلنسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے جہانتک کہ اونکی رو سے دعوے مہوجا سنگہ کا ڈسمس ہوا ہے اوسکا اپیل (نمبر ۹۹ سنہ ۱۸۸۸ء) بدین مضمون ڈگری کرتا ہون کہ کل دعوے بحیثیت موجودہ مع خرچہ کل عدالتون کے ڈگری متصور ہوگا۔

ایچ صاحب چیف جسٹس - بلحاظ اوس رائے کے جو مینے بہ نسبت دفعات ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۸۰ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے قایم کی ہے مجھے اسمقدمہ مین ضرورت ظاہر کرنے کسی رائے کی بہ نسبت تاثیر دفعہ ۱۷۷ - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء یا بہ نسبت دیگر مختلف امور جنکی بحث جیسیکہ بہائی محمود صاحب نے کی ہے نہین ہے۔

میری رائے مین ہمکو وہی قاعدہ تعبیر کا اسمقدمہ سے متعلق کرنا چاہئیے جو قوانین اور ایکٹ واضعان قوانین سے عموماً متعلق ہوتا ہے یعنی ہمکو اوس لفظ کی تعبیر جو ایک مرتبہ سے زیادہ ایک ہی ایکٹ مین واقعہ ہوتا ہے اسطور پر کرنی چاہئیے کہ اوسکی ایک معنی تمام ایکٹ مین قایم ہون الا یہہ کہ تعریف مندرجہ ایکٹ یا سیاق عبارت سے یہہ ظاہر ہوتا ہو کہ واضعان قوانین نے لفظ مذکور مختلف منشاؤن مین استعمال کیا ہے۔

اگر واضعان قوانین نے لفظ پٹی موقوعہ دفعات ۱۶۷ و ۱۸۰ - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء سے حصہ پٹی وار واقعہ پٹی سے مراد رکہی ہے اور حصہ منقسمہ محال سے مراد نہین ہے تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین نے لفظ پٹی کا استعمال دو مختلف منشا سے ایکٹ مین کیا ہے دفعہ ۱۵۰ ضمن (د) مین ایک فرق درمیان لفظ حصہ اور پٹی اور محال کے کیا گیا ہے دفعہ مذکور کے ضمن (ھ) مین فرق درمیان حصہ اور پٹی کے کیا گیا ہے۔ ضمن (و) دفعہ ۱۵۰ متعلق انفساخ بندوبست پٹی مذکور یا کل محال کے ہے اور ضمن (ز) متعلق نیلام پٹی مذکور یا کل محال کے ہے اور ضمن (ح) متعلق نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار کے ہے دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار مندرجہ ضمن (ح) سے کوئی دوسرے جایداد علاوہ اوس حصہ یا پٹی یا محال کے مراد ہے جسکے بہ نسبت بقایا متذکرہ ضمن (د) واجب ہے اور اسوجہ سے علاوہ حصہ مذکور یا پٹی متذکرہ ضمن (ھ) اور علاوہ پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (و) و (ز) کے ہے۔

جو تدابیر علی الترتیب ضمن ہاے (الف) لغایت (ح) دفعہ ۱۵۰ مین معین ہین اور جنکے رو سے بقایا مالگذاری بوصول کیجا سکتی ہے وہ علیحدہ علیحدہ ظاہر کی گئی ہین اور اوسکے لئے دفعات مابعد ایکٹ مذکور مین ضابطہ معین ہے اور اون دفعات مین ایک دوسرے سے مخلوط نہین کردی گئی ہین۔ مثلاً تدبیر بذریعہ قرقی حصہ یا پٹی یا محال جسکے بابت بقایا واجب الوصول ہے متذکرہ ضمن (د) دفعہ ۱۵۰ اوسکی کارروائی کا ذکر دفعات ۱۵۴ و ۱۵۵ - اور ۱۵۶ مین ہے - پہر تدبیر بذریعہ انتقال حصہ مذکور یا پٹی بنام شریک مستطیع محال متذکرہ ضمن (ہ) دفعہ ۱۵۰ اوسکی کارروائی کا ذکر دفعہ ۱۵۷ مین ہے - پہر تدبیر بذریعہ انفساخ بندوبست پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (و) کے کارروائی کا ذکر دفعات ۱۵۸ و ۱۵۹ مین ہے - دفعات ۱۶۰ لغایت ۱۶۵ مین بعض تدابیر متذکرہ بالا کا کچھہ ذکر مزید ہوا ہے - تدبیر بذریعہ نیلام پٹی مذکور یا کل محال متذکرہ ضمن (ز) دفعہ ۱۵۰ اوسکی کارروائی کا ذکر دفعہ ۱۶۶ مین ہے دفعہ ۱۶۷ مین حکم اوس امر کا ہے جو تاثیر نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ اسکے ہے - تدبیر بذریعہ نیلام دیگر جایداد غیر منقولہ باقیدار متذکرہ ضمن (ح) دفعہ ۱۵۰ اسکے کارروائی کا ذکر علیحدہ دفعہ ۱۶۸ مین ہوا ہے - دفعات ۱۶۹ لغایت ۱۸۷ مین ذکر ضابطہ و نیلام مکرر و لغرف زرثمن نیلام و ذمہ داری خریدار نیلام اور دیگر امور کا ہے جنکے ذکر کرنیکی ضرورت اسمقدمہ مین نہین ہے - کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ایما ہو کہ لفظ پٹی مندرجہ دفعہ ۱۶۶ کا استعمال بجز اوس منشا کے کسی دوسرے منشا مین ہوا ہے جسمین اوسکا استعمال ضمن ہاے (د) و (ہ) و (و) و (ز) دفعہ ۱۵۰ مین ہوا ہے جب کہ اوسکا استعمال اسطرح پر ہوا ہے کہ اوسکے معنی علاوہ حصہ باقیدار یا پٹی دار پٹی مذکور کے ہے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ پٹی کا استعمال دفعہ ۱۶۶ مین جا ہے جس منشا سے ہوا ہو لیکن وہی معنی اور صرف وہی معنی اوس سے متعلق ہونی چاہیے کہ جس معنی سے اوسکا استعمال دفعہ ۱۸۸ مین ہوا ہے جسمین یہہ حکم ہے کہ جب کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ نیلام کیجاوے وہی محال ہو یا پٹی ہو ہر شریک مندرجہ رجسٹر کو اختیار ہوگا وغیرہ - یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ بموجب دفعہ ۱۶۶ کے جو کچھہ نیلام ہوتا ہے وہ وہی پٹی یا محال ہے جسکے بابت بقایا مذکور واجب الوصول ہے اور نہ حصہ اوس حصہ دار یا پٹی دار کا جو باقیدار ہے -

نیلام حسب دفعہ ۱۶۸ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء صرف اوسی حالتین ہو سکتا ہے کہ جب بقایا کسی تدبیر سے منجملہ تدابیر متذکرہ بالا کے وصول نہین ہو سکتا ہی جنمین سے ایک تدبیر نیلام پٹی یا محال کے ہے جسکے نسبت بقایا مذکور فوا الوصول ہے اور جسکا اختیار از روے دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مذکور کے ہے مین دفعہ ۱۶۸ ایکٹ مذکور کو اسطرحپر نہین پڑہ سکتا ہون کہ گویا وہ نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۷ سے استعلق رکہتی ہے

حسب وجوہ بالا دفعہ ۱۷۷ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۱ء کی تعبیر جو کچہ ہو سو ہو میری یہہ راے ہے کہ دفعہ ۱۸۸ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ جسمین جایداد نیلام شدہ پٹی یا محال نہ تہی جسکے نسبت منشاء دفعہ مذکور کو لیکر مین ذی علم وکیل جو منجانب رسپانڈنٹ کے پیروی بروبرو حاضر ہوئے ہین یہہ نہین کہا ہی کہ کوئی حق شفع کا موجود ہے بشرطیکہ دفعہ ۱۸۸ متعلق نہو۔

پس مین اپیل بحیثیت مدعا علیہ کا معہ خرچہ منظور کرتا ہون اور نالش معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

نیگ صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے شفع حصہ ایک پٹی دار واقعہ حقیت پٹی داری غیر مکمل کے ہتی کیونکہ حصہ مذکور ڈگری عدالت لگان کے اجرا مین نیلام ہوا تہا۔

اسمقدمہ مین امور تجویز طلب حسب ذیل معلوم ہوتے ہین جسصورتمین ڈگری بموجب ایکٹ لگان (ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء) بنام مالک حصہ واقعہ حقیت پٹی داری غیر مکمل صادر ہوئی ہو اور ڈگری مذکور بذریعہ نیلام حصہ بابت جایداد واقعہ محال (یہہ وہ جایداد نہین ہے جسکی بابت باقی پڑی تہی) کے جاری کرائی گئی تو آیا استحقاق شفع پیدا ہوتا ہے یا نہین۔

(۱) بحق شریک حصہ دار پٹی واحد کے۔

(۲) بحق شریک حصہ دار پٹی دیگر محال واحد کے۔

قانون متعلقہ اجرا ڈگری عدالتہاے مال (ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۰۱ء دفعہ ۱۷۰) مین یہہ حکم ہی کہ بورڈ کو اختیار ہے کہ جایداد کے نیلام ہونیکا حکم دین اور اسصورتمین نیلام حسب قواعد مجریہ متعلقہ نیلام کے بعوض باقیات مالگذاری کے عمل مین آئیگا لیکن جو ذمہ داریان کہ اوس جایداد پر اوسوقت لاحق ہون (بشرطیکہ وہ ہون) اونمین خلل واقع نہوگا۔

مین خیال کرتا ہون کہ عبارت قواعد مجریہ متعلقہ نیلام کے جو بعلت باقیات مالگذاری کے ہو سکو اوسکی نہایت قابل الفہم منشا مین لینا چاہیے اور غالباً اسلیئے کافی وسیع ہی کہ اوسکی حیطہ مین قاعدہ جو شفع اجازت استعمال حق شفع بنسبت نیلامات مذکور چند حالات مین ہے داخل ہی پس وہ کونسے حالات ہین جنمین حق شفع بہ نسبت نیلام بعلت باقیات مالگذاری کے پیدا ہوتا ہے

ازروی دفعہ ۱۶۷ ایکٹ مالگذاری اراضی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) کے کلکٹر کو بمنظوری صاحبان بورڈ کے اختیار ہے کہ جس پٹی یا محال کے بابت باقیات واجب الوصول ہے بذریعہ نیلام کے فروخت کردے اوسکی دوسری دفعہ (۱۶۲) مین یہہ حکم ہے کہ جو اراضی اسطور پر نیلام کیجاوے وہ تمام ذمہ داریون سے مبرا نیلام کیجاویگی - دفعہ ۱۷۰ مین یہہ حکم ہے کہ اگر وہ باقی تدابیر مرقومہ بالا مین سے کسی تدبیر کے ذریعہ سے وصول نہو اور باقیدار مالک کسی اور محال یا کسی محال کے کسی حصہ کا یا کسی اور جایداد غیر منقولہ کا ہو تو کلکٹر کو جائز ہے کہ اوس محال یا اور جایداد غیر منقولہ کے نسبت حسب احکام ایکٹ ہذا کاروائی اوسیطرح عمل مین لاوے گویا وہ ایسی اراضی ہے جسکی بابت مالگذاری واجب الوصول ہے

قاعدہ مشتہر منظوری شفع دفعہ ۱۸۹ ایکٹ مذکور مین درج ہے جو بعبارت ذیل ہے-

جب کوئی اراضی جو حسب دفعہ ۱۶۶ نیلام کیجاوے پٹی محال کی ہو تو کوئی شریک مندرجہ رجسٹر کہ خود دیندار باقی کا اوس اراضی کے بابت نہو درصورتیکہ نیلام کسی غیر شخص کے نام ختم کیا جاوے دعوے اسبات کا کرسکتا ہے کہ جو قیمت اخیر بولی مین بولی گئی ہو اوسپر اوس اراضی کو لے لے - ازروی دفعہ ۱۷۰ کے ان احکام کو ہر محال حصہ یا جایداد غیر منقولہ تک وسعت دی گئی ہے جو علاوہ اوسکی ہو جسکی بابت باقیات واجب الوصول ہے لیکن صرف اختیار نیلام حق و مرافق باقیدار واقعہ جایداد کا بمحفوظی ذمہ داریون کے دیا گیا ہے

یہہ مسلمہ ہے کہ موضع مسافرپور مشتملبر تین پٹیات کے ہے-

پٹی	اول	تعدادی ۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی
ایضاً	دوم	ایضاً ۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی
ایضاً	سوم	ایضاً ۶ بسوہ ۱۳ بسوانسی

یہہ بھی مسلمہ ہے کہ نوعیت اس موضع کی ناکمل پٹی داری ہے اور پٹی سوم مین لالہ سنگہ قابض حصہ ۱ بسوہ ۲ بسوانسی و کچھہ بسوانسی کا تہا - ہمکو یہہ اطلاع نہین ہے کہ آیا اس حصہ پر وہ تنہا جداگانہ قابض تہا یا بشمول دیگر حصہ داران پٹی سوم کے قابض تہا لیکن بہرحال یہہ حصہ نیلام موقوعہ ۲۰ اگست ۱۸۸۶ع مین ڈگری عدالت لگان کی اجرا مین حسب دفعہ ۱۷۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع اور دفعہ ۱۶۲ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع کے تحت فروخت ہوا تہا ذرا بیان

یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ چونکہ یہہ نیلام عدالت لگان کی ڈگری کی اجرا مین ہوا ہے اسوجہ سے اتفاق مواخذہ داران مقدم مین (بشرطیکہ کوئی ہون) کچھہ خلل نہین آتا ہے اور اس امر کے نسبت نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۶ ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ع) سے مختلف ہے اور نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۰ - ایکٹ مذکور کے مطابق

اب ہمارے روبرو یہہ بحث پیش ہے کہ آیا حصہ لالہ رنگہ بفرض اسکے کہ وہ حصہ جداگانہ پتی ہی [illegible] بسوہ [illegible] بسوانسی
[illegible] واقعہ پتی سوم موضع [illegible] رعایت محال کی پتی مندرجہ دفعہ ۱۰۸ ایکٹ ۱۷ [illegible]
یا نہین [illegible] کو ذہن نشین کر کے کہ [illegible] موضع پتی داری ناکمل ہے مین خیال کرتا ہون کہ [illegible] کے ساتھ
ہونا چاہئے کیونکہ اگر [illegible] بسوہ [illegible] بسوانسی [illegible] کامل طور پر ایک پتی ہو جاوے یا پتی لالہ رنگہ کی ہی [illegible]
تو [illegible] کی پتی ہوئی اور دفعہ ۱۰۸ کی عبارت اس طور پر ہونی چاہئے جبکہ کوئی اراضی [illegible] وغیرہ
محال کی پتی ہو یا محال کی پتی کی پتی ہو۔ تو کیا ایکٹ مالگذاری کی عبارت سے دراصل ایسی تعبیر مناسب
طور پر ہو سکتی ہے۔ اگر جاے ادنیلام طلب سمجھا اون بڑی پتیون کے جو ہوتی کہ جن پتیون مین یہہ موضع
منقسم ہے تو عبارت دفعہ ۱۰۸ کی ٹھیک طور پر صادق آتی اور نیلام مذکور محال کے پتی کا نیلام ہوتا۔ لیکن اس مقدمہ
مین ہمکو یہہ [illegible] چاہئے کہ عبارت محال کی پتی کی تعبیر اس معنی مین کیجاوے کہ پتی یا محال کی پتی کی پتی
لیکن [illegible] ہے موضع پتی داری [illegible] غیر مکمل ہو لفظ پتی سے ہی [illegible] کسی پتی [illegible]
مراد ہے لہذا [illegible] بسوہ [illegible] بسوانسی حصہ لالہ رنگہ کو [illegible] پتی کہنا چاہئے کیونکہ وہ پتی داری ہے اسکا یہہ جواب دیا گیا تھا
کہ اوس [illegible] لفظ پتی کا استعمال مبہم طور پر ایکٹ مین ہوا ہے کہ جسکے دو معنی ہین [illegible] یہہ کہ اوسکی [illegible]
لفظ مذکور [illegible] لفظ حصہ کے ہے اور اگر [illegible] قوانین کا یہہ منشا ہوتا کہ اوسمین الفاظ محال کی پتی مندرجہ دفعہ
۱۰۸ ایکٹ ۱۷ [illegible] مین حصہ پتی [illegible] شامل ہے تو وہ ایسا ہی کہتے اور یہہ کہہ سکتے تھے جیسا کہ [illegible] کسی اراضی محال کی [illegible]
حصہ کا دفعہ ۱۴۰ ایکٹ ۱۷ [illegible] مین ہوا ہے۔

پھر دفعہ ۱۵۰ ایکٹ ۱۷ [illegible] مین صراحت مختلف چارہ ہا کار کے ہے جو بمقابلہ باقیداران مالگذاری عمل کیجا سکتی ہین
واسطے انفاذ معاملہ سرکار کے اوسمین آٹھ تدبیرین مقرر ہین بعض اونمین سے متعلق حصہ باقیدار کے ہین اور بعض متعلق اوس پتی محال
کے ہین جسکے بابت باقی واجب ہے۔

دفعہ مذکور مین ایک فرق صریحی مابین الفاظ محال پتی اور حصہ ظاہر کیا گیا ہے اور اس سے [illegible] ہوتا ہے کہ الفاظ
محال کی پتی مندرجہ دفعہ ۱۰۸ سے [illegible] مقصود نہین ہے کہ محال پتی داری ناکمل کے پتی کے حصہ [illegible] کا حصہ اوسمین شامل ہو سکے
اگر موضع پتی داری مکمل [illegible] تا کہ جسمین [illegible] لالہ رنگہ کے حصہ [illegible] جداگانہ ہوتا اور اراضی مشترکہ مین [illegible]
حصہ ہوتا تو لفظ پتی مین حصہ لالہ رنگہ کا شامل ہو جاتا [illegible] ایکٹ کی ابہام [illegible] مقصود ہوتی لیکن [illegible]
صورتین [illegible] ناکمل پتی داری کی [illegible] (جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے) تو لفظ پتی بطور لفظ [illegible] حصہ
کے [illegible] نہین ہو سکتی ہے نتیجہ یہہ ہے [illegible] نیلام محکومہ دفعہ ۱۶۸ [illegible] نیلام [illegible]
اور اوسکی [illegible] حقوق [illegible] یہہ ہو سکتا ہے کہ اس خیال
کا [illegible] قوانین [illegible] دفعہ ۱۶۸ [illegible]
میری رائے مین دفعہ ۱۰۸ ایکٹ ۱۷ [illegible] کو نیلامات محکومہ دفعہ ۱۶۸ ایکٹ مذکور سے کچھ تعلق نہین ہے
بدین وجوہ مین [illegible] شفیع [illegible] کا نامنظور کرتا ہون اور اپیل [illegible] خرچہ ڈگری کرتا ہون

ضلع سہارنپور نگرانی دیوانی نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۴ دسمبر ۱۸۹۰ع مسٹر انگل

محمد بہار بنام بجال سنگہ

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع (ایکٹ پراونشل عدالت خفیفہ) دفعہ ۲۵ - عدالت خفیفہ حالات جنمین ہائیکورٹ اپنے اختیارات نگرانی مقتضیہ دفعہ ۲۵ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع کا استعمال کریگی

ازروے دفعہ ۲۵ - ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ع) کے یہہ مقصود نہین ہے کہ تاثیراً مقدمات عدالتہاے مطالبہ خفیفہ مین استحقاق اپیل کا برنا قانون یا واقعات کے دیا جاوے - اختیارات نگرانی جو ازروے دفعہ مذکورہ کے عطا ہوے ہین وہ صرف اوس حالت مین قابل استعمال ہونگی کہ جب یہہ ظاہر ہو کہ اہم طور پر قانون کے بیجا متعلق کرنے یا قانون کے غلط فہمی یا ضابطہ مین غلطی اہم کے نتیجہ مین کسی فریق مقدمہ کے حق مین دراصل بے انصافی ہوئی ہے - محمد نظام الدین خان بنام ہیرالال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ع صفحہ ۳۲۵) ومعصوم علی بنام محسن علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ع صفحہ ۴۵۵) مقبول ہوئی -

واقعات اسمقدمہ کی حسب ذیل ہین

مدعی نے عدالت مطالبہ خفیفہ سہارنپور مین نالش واسطے مبلغ ۔ ۔ ۔ بربنا پرامیسری نوٹ وبیعنامہ موسومہ مدعی نوشتہ منجانب محمد حاشم واین بابت پرامیسری نوٹ مذکور کے دایر کی تہی - مدعا علیہ کا یہہ عذر تہا (۱) یہہ کہ دستاویز مناط نالش پرامیسری نوٹ نہین ہے بلکہ اقرارنامہ ہے لہذا کوئی بنا مخاصمت بحق مدعی پیدا نہین ہوئی (۲) کہ کوئی نوٹس حسب محکومہ دفعہ ۱۳۰ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع بنام اوسکی جاری نہین ہوا (۳) یہہ کہ خلاف شرایط دستاویز مذکور کے مدعی کوئی استفادہ نہین کرسکتا ہے اور دعوے مدعی بمقابلہ ذات مدعا علیہ کے بیجا ہے - مطابق اون سوال وجواب کے عدالت نے امور تنقیح طلب قایم کیئے اور ڈگری بحق مدعی بابت زرمتدعویہ معہ خرچہ صادر کرکے اون کل امور تنقیح طلب کو بحق مدعی فیصل کیا - بعدہٗ مدعا علیہ نے درخواست نگرانی ہائیکورٹ مین بوجوہ ذیل کی ہے (۱) کیونکہ ذیلعلم جج نے یہہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ شرط بہ نسبت وقت ادا حسب دفعہ ۹۴ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ع کالعدم ہے (۲) کیونکہ دستاویز مناط نالش پر اسٹامپ ناکافی تہا لہذا شہادت مین قابل مقبولی کے نہین ہے (۳) کیونکہ نالش قبل از وقت ہے

درخواست مذکور بغرض سماعت اسٹریٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوئی تھی اور ممدوح الیہ نے اوسکو دو یزن بنچ مین سپرد کر دیا تھا - بعدہ درخواست روبروی آنریبل صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوئی اور ممدوح علیہم نے یہہ حکم دیا کہ وہ اجلاس کامل کے روبرو پیش ہو

غلام مجتبی منجانب سایل سندر لال منجانب فریق ثانی

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب و ٹرل صاحب و محمود صاحب و ناکس صاحب جسٹسان - ہماری یہہ راے ہے کہ ازروے دفعہ ۲۵م - ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء کے جو اختیارات عطا ہوے ہین وہ خالص طور پر امتیازی ہین - ہم راے محمود صاحب جسٹس مندرجہ مقدمہ محمد نظام الدین خان بنام ہیرالال (زبدۃ النظایر کیفیۃ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۵) و معصوم علی بنام محسن علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۵۴) سے اتفاق کرتے ہین کہ ازروی دفعہ مذکور کے مقدمات عدالت مطالبہ خفیفہ مین تاثیر آ استحقاق اپیل کے عطا کرنیکا باعتبار قانون یا واقعات کے مقصود نہین ہے - ہم خیال کرتے ہین کہ بموجب دفعہ ۲۵م - ایکٹ مذکور کے ہمکو دست اندازی نکرنا چاہیئے بجز اوس صورت کے کہ ہمکو صاف طور پر یہہ ثابت ہو کہ اہم طور پر قانون کے بیجا متعلق کرنے یا قانون کے اہم غلط فہمی یا عدالت مطالبہ خفیفہ کے کاروائی مین اہم غلطی کے نتیجہ مین کسی فریق مقدمہ کے حق مین دراصل بے انصافی ہوئی ہے اور یہہ صورت اسمقدمہ مین نہین ہے درخواست معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے

ضلع گورکہپور	نگرانی فوجداری ۱۵ ۱۸۹۱ء	منفصلہ ۴ فروری

پرچہ ۸۰

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کنجل ویکس و دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۴ - ہایکورٹ سے استصواب - استصواب کا بوجہ رپورٹ داروغہ جیل کے کیا جانا -

بموجب دفعہ ۴۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہایکورٹ سے استصواب بربنا کسی وجہ مصرحہ دفعہ مذکور کے جو ملاحظہ مسل سے ظاہر ہو ہونا چاہیئے - استصواب مذکور محض بربنا رپورٹ داروغہ جیل کے نہونا چاہیئے -

واقعات اسمقدمہ کی جہانتک ضروری ہین فیصلہ سے ناکس صاحب جسٹس کے ظاہر ہوتے ہین

ناکس صاحب جسٹس - مجسٹریٹ ضلع گورکہپور نے اسمقدمہ مین حسب دفعہ ۴۳۴

مجموعہ ضابطہ فوجداری بغرض تجویز جدید اس بنیاد پر استصواب کیا ہے کہ یہہ مقدمہ عدالت سشن مین سپرد ہونا چاہیے تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ نتیجہ ملاحظہ مسل عدالت اونکے سے اخذ نہین کیا ہے بلکہ بوجہ اوس رپورٹ کے اخذ کیا ہے جو داروغہ جیل نے اوسوقت اس مضمون سے کی تہی جب قیدی جیلخانہ مین سپرد کیا گیا تہا کہ داروغہ جیل کی راے مین تین سزایابی سابق بمقابلہ انکے موجود ہین۔ اب دیکہنا چاہیے کہ اختیار نظر ثانی کرنیکا صاف وصریح ان مقدمات پر محدود ہے جنکی مسل سے ثابت ہو کہ کوئی تجویز یا حکم سزا یا حکم الیسا ہے جسکی صحت اور صداقت اور جوازیت قانونی اوس مسل کے ملاحظہ سے شکشبہ خیال کیجاتی ہے۔ میری راے مین یہہ ہرگز مقصود نہین تہا کہ ملزم کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہونے اور جسکے نسبت حکم سزا جیلخانہ مین جانیکا صادر ہونیکے بعد جو باعتبار اوس شہادت کے صادر ہوا ہے جو اوسکے مقابلہ مین پیش کی گئی ہے حکم سزا یا حکم مذکور بربناء رپورٹ داروغہ جیل کہولا جائیگا لہذا مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ مسل واپس کیجاوے

ضلع سہارنپور نگرانی فوجداری نمبر ۴۳ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۴ فروری صفحہ ۸۰ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کلو ویک کس دیگر

رہائی۔ حکم مشعر رہائی اشخاص ملزم کا بعد لیجانے شہادت صفائی لیکن قبل مرتب ہونے فرد قرار داد جرم کے صادر ہونا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۵۲ و ۲۵۳۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۱۴۷ و ۲۹۵۔

ہرگاہ مجسٹریٹ نے ایک مقدمہ محکومہ دفعہ ۱۴۷ و ۲۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند مین بعد سماعت شہادت جانبین اور قلمبند کرنے اظہار اشخاص ملزم لیکن بلا مرتب کرنے فرد قرار داد جرم کے ایک حکم صادر کیا جو صریحاً حکم رہائی کا معلوم ہوتا ہے اور نہ برایت کا۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور کو بجز اوسکے جو وہ معلوم ہوتا ہے اور کچہہ تصور کرنیکی ضرورت نہین ہے اور اسلئے یہہ بات سشن جج کے اختیار مین تہی کہ اوس کارروائی کے از سر نو ہونیکا حکم صادر کرے کہ جسمین حکم مذکور صادر ہوا تہا۔

واقعات اس مقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جوگندرناتھ چودہری منجانب اپیلانٹیان ۔ امیرالدین و عبدالرؤف و غلام مجتبیٰ منجانب فریق ثانی
پبلک پراسیکیوٹر (اپیل) منجانب سرکار ۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ درخواست واسطے نگرانی سشن جج کے اوس حکم کے ہے جو جج مشارالیہ نے مشعر تجویز سر نو اوس مقدمہ کی صادر کیا ہے جو ڈپٹی مجسٹریٹ سردار لچھمن سنگھ نے بابت الزامات مصرحہ دفعہ ۱۴۷ و ۹۵ م مجموعہ تعزیرات ہند کے فیصل کیا تہا ۔ اپیل اعتراض حکم سشن جج پر بربنا عذر عدم اختیار کے ہوا ہے ۔ حجت یہہ ہوئی ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے اون شخصون کو بری کیا تہا جو اونکے روبرو ملزم تہے اور سشن اوس حکم پر بصیغہ نگرانی مین دست اندازی کرنیکے مجاز نہ تہے ۔ بطور امر واقعہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے بعبارت صاف و صریح حکم رہائی کا صادر کیا تہا اور نہ برایت کا ۔ لیکن فاضل وکیل جو سائلان کیطرف سے حاضر ہوے ہین یہہ کہتے ہین کہ یہہ اونکی غلطی کتابت کی تصور کرنا چاہیے کیونکہ جو حکم وہ صادر کرنا چاہتے تہے اور جو اونہون نے صادر کیا ہے اوسمین محض غلط بیانی ہو گئی ہے یہہ بحث ہوئی ہے کہ اسمقدمہ مین ڈپٹی مجسٹریٹ حکم رہائی کا صادر نہین کر سکتے تہے اور جو حکم قانوناً وہ بموجب اون حالات کے جو مسل سے ظاہر ہوتے ہین صادر کر سکتے تہے وہ حکم برایت کا ہے اور وجہ اس حجت کی یہہ ہین کہ مجسٹریٹ نے اپنا حکم نہ صرف بعد لینے کل شہادت متذکرہ دفعہ ۲۵۴ م مجموعہ ضابطہ فوجداری اور قلمبند کرنے اظہار ملزمان کے صادر کیا ہے بلکہ بشمول اوسکے اونہون نے اون گواہونکی بہی شہادت لینے کے بعد حکم مذکور صادر کیا ہے جو منجانب ملزمان کے اونکی صفائی مین طلب ہوے تہے ۔ بلاشبہہ یہہ سچ ہے کہ حکم رہائی مقصودہ باب ۱۴ مجموعہ اور قلمبند ہونے شہادت جانب ثبوت اور امکاناً ملزمون سے چند سوالات کرنیکے بعد حسب دفعہ ۲۰۹ کے صادر ہو سکتا ہے اور ایسی صورتمین ہمکو کوئی معمولی علامات اس بات کی دستیاب ہونگی کہ ملزمان اپنی صفائی شروع کردین یا اونکے طرف سے شہادت قلمبند ہوجاوے ۔ بہرکیف تجویز اسمقدمہ مین ڈپٹی مجسٹریٹ کے طرف سے ایسی ناقابل اطمینان طور پر ہوئی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جو نتایج اونہون نے اسمعاملہ مین اخذ کی ہین وہ بادی النظر مین ایسے عجیب اور مخصوص ہین کہ ہر شخص یہہ خیال کریگا کہ کوئی ایسی خرابی اپنے اوس نتیجہ کے اخذ کرنیکی کوشش مین چل رہا ہے کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو بموجب مجموعہ

کیا کرنیکی مراد تھی ۔ بطور امر واقعہ کے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اونہون نے کارروائی مقدمہ کی باقصد احکم رہائی ملزمان اور نہ بریت ملزمان کے ختم کی ہی اور بنظر اس امر کے کہ وہ عہدہ مجسٹریٹ درجہ اول کے استعمال کرتے ہین مجھے یہہ قیاس کرنا چاہیے کہ وہ اوس قانونی فرق سے واقف ہین جو درمیان حکم رہائی اور حکم برایت کے ہے ۔ بہر ذیلیم پبلک پراسیکیوٹر نے مناسب طور پر یہہ بحث کی ہے کہ حکم رہائی متعلقہ دفعہ ۲۵۳ اون حالات مین صادر ہوسکتا ہے جب مجسٹریٹ نے کچہہ شہادت تا بشمول شہادت جانب ثبوت اور بیانات ملزم کی سماعت کی ہو ۔ بالفاظ دیگر کہ حکم رہائی کا بالضرور اسوجہ سے بیجا ہوگا کہ مجسٹریٹ نے مقدمہ مین اون کل وسائل استعمال اطلاع سے جو قانوناً اونکی اختیار مین تھی قبل اسکے کہ اونہون نے اپنا حکم صادر کیا استفادہ حاصل کیا ہے اور علاوہ برین اس تجویز مین کوئی فرد قرارداد جرم نہین ہے ۔ مسٹر گوڈ ہیری نے یہہ حجت کی ہے کہ فرد قرارداد جرم کا مرتب کرنیسے تجویز بالضرور ناجائز نہین ہوجاتی ہے یہہ سچ ہے لیکن فرد قرارداد جرم کے نہ ہونیسے اس بحث کو تائید قوی ہوتی ہے کہ اسمقدمہ مین حکم رہائی وہ حکم تھا جسکے صادر کرنیکی مراد تھی اور فی الحقیقت صادر کیا گیا تھا اور نہ حکم برایت کا کیونکہ وہ قانونی حکم صرف ایسا ہوتا ہے جو بعد مرتب ہونے فرد قرارداد جرم کے صادر کیا جاسکتا ہے ۔ بدین وجوہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ذیلیم جج کو حکم تحقیقات مزید کے صادر کرنیکا اختیار حاصل تھا نہ بہ نسبت رووداد اوس درخواست کے جو میرے روبرو پیش ہے یہہ کہنا کافی ہے کہ نوعیت تجویز اور حالات خاص مقدمہ یعنی دونون پر نظر کرنیکے بعد صاف طور پر یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کو نسبت معاملہ واردات موقوعہ ۲۶ جون سنہ ۱۸۹۰ء یا قریب اوسکے کے سماعت کا جس موقع کا حاصل ہونا اونکے نسبت معلوم ہوتا ہے اوس سے زیادہ کامل اور بہتر موقع سماعت کا ملنا چاہیے ۔

انگریزی صفحہ ۸۱

ضلع کانپور — نگرانی فوجداری نمبر ۲۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۷ مارچ

میونسپلٹی کانپور بنام بہتے مل

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۵۵ ۔ میونسپل بائی لاز ۔ تجویز مجسٹریٹ بابت اوس جرم کے جسکی نسبت خود اوسی نے استغاثہ دایر کیا ہو ۔

جس جائینٹ مجسٹریٹ کو منجانب میونسپل کمیٹی کے زبانی اختیار دایر کرنے استغاثہ فوجداری

بموجب بائی لاز کمیٹی کے دیا گیا تھا اوسنی حکم دایر کرنے استغاثہ فوجداری بنام ایک شخص بابت خلاف ورزی ایک قاعدہ منجملہ قواعد بائی لاز مذکورہ کے دیا تھا اور خود تجویز مقدمہ کی اور تجویز ثبوت جرم بہ نسبت ملزم کی صادر کی تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم مذکور خلاف قانون ہے کیونکہ از روے احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ موصوف مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع تھے۔

واقعات اسمقدمہ کی حسب ذیل ہے۔

قایمقام جائینٹ مجسٹریٹ کانپور نے جنکو بابی اختیار کارروائی متعلقہ بائی لاز مینوسپلٹی کے دیگر ریکا مینوسپل کمیٹی نے دیا تھا دوران ملاحظہ شہر مین ایک نابدان خراب حالت مین دیکھکر اوسکی بابت تحقیقات کا حکم دیا اور بطور نتیجہ تحقیقات مذکورہ کے ایک شخص مسمی ننہی مل پر بطور ذمہ دار حالت نابدان مذکور کے بموجب قاعدہ بابت امینوسپل بائی لاز کے حکم مقدمہ فوجداری قایم ہونیکا صادر کیا۔ جائینٹ مجسٹریٹ موصوف نے خود تجویز مقدمہ کی کی اور تجویز ثبوت جرم بہ نسبت ملزم کے صادر کی اور اوسنی درخواستنگرانی حکم جائینٹ مجسٹریٹ موصوف کی بحضور سیشن جج کے گذرانی سیشن جج نے مقدمہ کو ہائیکورٹ مین واسطے اصدار احکام اپنی یہہ راے ظاہر کرکے ارسال کیا کہ جائینٹ مجسٹریٹ از روی دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع تھے۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منجانب ذیعلم سیشن جج کانپور بہ نسبت کارروایات مسٹر جے ایم رایٹ صاحب جنٹ مجسٹریٹ کے ہے جنہون نے ملزم پر حکم سزا جرمانہ ادا کرنیکا یا بصورت عدم ادائی جرمانہ کے قید میعادی ایک ہفتہ کے بہگتنے کا صادر کیا تھا میں سمجھتا ہون کہ جرمانہ ادا ہوگیا ہے اور حکم سزاے قید کی تعمیل نہین ہوئی ہے۔

اصل واقعات مقدمہ کی حکم استصواب ذیعلم سیشن جج مین درج ہین اور مجھے صرف یہہ کہنے کی ضرورت ہے کہ مین مشارالیہ سے اس امر کے تجویز کرنیمین اتفاق کرتا ہون کہ از روے احکام دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جنٹ مجسٹریٹ خود مقدمہ کی تجویز کرنیسے ممنوع تھے ایسا خیال کرنیمین میری تائید اون راے ہوتی ہے جو میر بہائی اسٹریٹ صاحب اور مرل صاحب نے مقدمہ مینوسپلٹی بنارس بنام کشن چند (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ ۹۱۳) میں ظاہر کی تھی کہ جسکے واقعات حالات مقدمہ ہذا سے بہت مشابہ ہین۔

بموجب ونہین وجوہ کے جو وجوہ میرے ذیعلم بہائیون نے ظاہر کی ہین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مقدمہ متعلقہ کی تجویز مسٹر جے ایم رایٹ صاحب جنٹ مجسٹریٹ نہین کر سکتے تھے لہذا

اون کی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا خلاف قانون ہے کیونکہ تجویز خلاف تاکیدی ممانعت مندرجہ دفعہ ۵۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوئی ہے۔

باستعمال اون اختیارات کے جو مجھکو حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل ہین مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا مذکور کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اگر جرمانہ وصول ہوگیا ہو تو تمام ملزم کو واپس کردیا جاوے۔

ساتھہ ہی اوسکے بہ تقلید راے مظہرہ ابنی ذیعلم بہائی اسٹریٹ صاحب ونٹل جج بمقدمہ میونسپلٹی بنارس بنام کشن چند (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۹۱۳) کہ مین یہہ بیان کرتا ہون کہ اس حکم سے کسی کارروائیات مین خلل نہ اویگا جو مجسٹریٹ مجاز کے روبرو عمل مین لائی جاوین بشرطیکہ میونسپلٹی کو ایسی کارروائی کرنیکا مشورہ دیا جاوے۔ بدین حکم مسل واپس ہوگی

صفحہ ۸۲ انگریزی

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۳ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۱ مارچ

بمعاملہ درخواست قدم سنگھ

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ - حاکم جسکے ماتحت حاکم اجازت دہندہ یا انکار کنندہ ہے

واسطے اغراض عطاے یا انکار یا استرداد اجازت رجوع استغاثہ فوجداری حسب احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر بحالت استعمال اختیار محکومہ ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء) جسکے نہ ماتحت ضلع جج کے ہین اور نہ ہائیکورٹ کے۔

واقعات اسمقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

اوس کارروائی کے ایک فریق نے جو حسب ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی کے روبرو اسسٹنٹ کلکٹر سہارنپور کے دایر تہی درخواست بحضور عہدہ دار موصوف واسطے اجازت رجوع استغاثہ فوجداری بنام فریق ثانی بعلت حلف دروغی جسکے نسبت بیان تہا کہ عہدہ دار موصوف کے عدالت مین اوسکا ارتکاب ہوا تہا گذرانی۔ اجازت مستدعیہ سے انکار ہوئی تہی۔ تب سایل نے کلکٹر کے حضور مین پہر درخواست کی کہ جنہون نے دست اندازی سے بدین تجویز انکار کیا کہ اونکو اختیار حاصل نہین ہے۔ تب سایل نے درخواست نگرانی حکم کلکٹر کی بحضور ضلع جج گذرانی۔ ضلع جج نے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس امر کو ہائیکورٹ مین بدین تجویز ارسال کیا کہ کلکٹر کو فیصلہ درخواست کارروائی پر کرنا چاہیے تہا۔ ہائیکورٹ نے مقدمہ مین جج

کے پاس بدین قیاس واپس بھیجا کہ اسسٹنٹ کلکٹر بموجب ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) کے عمل کرتے تھے اور اونکی توجہ چند فیصلجات ہائیکورٹ پر متوجہ کی گئی تھی بالآخر صاحب جج نے مسل کو پھر ہائیکورٹ مین اپنی یہہ راے ظاہر کرکے ارسال کیا ہے کہ چونکہ اسسٹنٹ کلکٹر اور کلکٹر دونون بحیثیت عدالت مال کے عمل کرتے تھے ہمکو اسمعاملہ مین اختیار حاصل نہین ہے

اسٹریٹ صاحب جسٹس - ڈسٹرکٹ جج کی راے اس مسل کے پھر ارسال کرنے مین صحیح ہے اور مین اونکے اس کارروائی کے کرنے سے اونکا ممنون ہون - میرا پہلا حکم اس غلط خیال سے صادر ہوا تھا کہ جس کارروائی کے دوران مین حلف دروغی کے ارتکاب ہونیکا بیان ہوا ہے وہ حسب احکام ایکٹ لگان کے عمل مین لائی گئی تھی - اب بہت صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ایسا نہین تھا بلکہ یہہ بات ہے کہ اسسٹنٹ کلکٹر بموجب ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کے عمل کرتے تھے ازروے ایکٹ آخرالذکر کے عدالت اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کی کسیطرح ماتحت جج کے نہین ہے اور نہ کلکٹر ضلع اونکی فیصلون کی ناراضی اپیل سماعت کرسکتے ہین - احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اون اختیارات سے علیحدہ اور جداگانہ ہین جو عدالت ہذا اور ضلع جج کو ازروے دفعات ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۹ مجموعہ مذکور کے عطا ہوئی ہین اور اختیار استغاثہ کرنے کی اجازت کا جو عطا ہوئی ہو یا جس سے انکار کیا گیا ہو ازروے دفعہ ۱۹۵ کے عطا ہوتا اور نہ کسی اور دفعہ کے روسے اور مدار اوسکا صرف اس امر پر ہے کہ آیا جس حاکم نے عطا کی ہے یا اوس سے انکار کیا ہے وہ حسب منشا دفعہ مذکور کے ماتحت اوس حاکم کے یا نہین جسکے حضور مین درخواست استرداد یا عطا کرنے اجازت کی کی گئی ہے - میرے اسمعاملہ مین نہ ضلع جج کو اور نہ اس عدالت کو کوئی اختیار ایسا حاصل ہے کہ حکم کلکٹر فرودی کو منسوخ کرسکے یا اوسپر اعتراض کرسکے اور مجھکو اس امر کا فیصل کرنا لازم نہین کہ آیا بورڈ آف ریونیو یا کلکٹر کو وہ اختیار حاصل ہے یا نہین - مسل ڈسٹرکٹ جج ضلع کے پاس واپس جاویگی اور مشارالیہ اپنے روبرو فریقین کو طلب کرینگے اور اونکو اطلاع دینگے کہ مشارالیہ کو اختیار حاصل نہین ہے -

انگریزی صفحہ ۲۰۰

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۷۵۰ ۱۸۹۰ع — منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۱ع

راؤ مہا پرساد سنگھ بنام پرگاش رائے

ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۸۹ — ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ع (مشعر ترمیم ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۵ — لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو

الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو موقومہ دفعہ ۱۸۹ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ع) حسب ترمیم ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ع سے مراد وہ شرح لگان کی ہے جو اسامی سے واجب الادا ہے اور محض وہ رقم واقعی نقدی ہے جو کسی وقت معینہ پر اسامی سے اوسکے زمیندار کو بطور لگان واجب الادا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتی ہین

پنڈت سندر لال بجانب اپیلانٹ   منشی کاشی پرساد و جوالا پرساد بجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس — یہہ اپیل دوم متعلق اوس نالش کے ہے جو مدعی اپیلانٹ نے بنام مدعا علیہ ریسپانڈنٹ واسطے دلاپانے مبلغ ... بقایا لگان بابت سنہ ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ فصلی اور ۱۲۹۴ فصلی کے دایر کی تھی۔ سماعت مقدمہ کی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول نے کی تھی اور ۲۴ اگست ۱۸۸۸ع کو اونہون نے دعوے جزواً ڈگری کیا تھا۔ بہ نسبت عبارت دفعہ ۱۸۹ ایکٹ لگان کے جیسے کہ وہ اب موجود ہے ہمارے روبرو صرف یہہ بحث ہے کہ آیا عدالت ضلع جج مین کوئی اپیل ہو سکتا ہے یا نہین۔ اسکا جواب بشرطیکہ دستیاب ہو دفعہ ۱۸۹ مین درج ہے۔ پس دربارہ غور کرنے اوپر اس امر کے یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ ۱۸۸۶ع تک الفاظ یا جسمین لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو امر زیر تنقیح رہا ہو داد رسی تجویز ہوئی ہو قانون لگان نافذہ اوسوقت مین نہ تھی اور الفاظ مذکور سنہ مذکور مین بذریعہ دفعہ ۵ ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۶ع کے اوسمین داخل کئے گئے تھے۔ پنڈت سندر لال نے یہہ حجت کی ہے کہ الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو سے مراد وہ شرح لگان کی [illegible] اسامی سے واجب الادا ہو اور جو اپیل اسموقع پر ازروے عبارت صریحی دفعہ مذکور [illegible] ہے وہ ایسا اپیل ہے جو اون مقدمات تک محدود ہے جسمین عدالت [illegible] تجویز [illegible] کی ہو کہ جس شرح سے اسامی کو لگان ادا کرنا چاہیے۔ [illegible] جوالا پرساد یہہ بحث کرتے ہین کہ ان الفاظ اختیار عام اپیل کا حاصل

ہوتا ہے اور ہر ایسی صورت مین جسمین تعداد زر لگان جو اسامی سے واجب الادا ہے
معرض بحث مین آوے تو اسامی کو بشرطیکہ ناکامیاب ہو استحقاق اپیل بحضور صاحب
جج کے حاصل ہوگا۔ مین اس راے کو قبول نہین کر سکتا ہون۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر
واضعان قوانین کا یہہ مقصود ہوتا کہ اوس قسم کی اپیلون کے لئے بلا امتیاز دروازہ کہولا جاوے
یہہ بات محض بے ہنرمندی کے مسودہ ہی کی نہین ہے بلکہ ان الفاظ ترمیمی کے فضول اضافہ
کرنیکی ہے درحالیکہ وہ دفعہ اسطور پر مرتب کیجا سکتی تہی کہ جس سے استحقاق اپیل کا بلا لحاظ
کسی بحث تعداد یا مالیت کے عطا کیا جا سکتا تہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ان الفاظ پر کچہہ
وقعت قایم کرنا چاہئے کہ معرض بحث مین آئی ہو اور اوسکی تجویز ہوئی ہو کیونکہ وہ ایسی
صورت پر حاوی ہے جسمین اگرچہ زر متدعویہ زمیندار کم از سو روپیہ ہے تاہم شرح لگان کی
زیر تنقیح مقدمہ مین فیمابین اوسکے اور اوسکے اسامی کے ہے اور شرح لگان کی تجویز اوس
مقدمہ مین عدالت مرافعہ اولے نے کی ہے تو اپیل ہو سکیگا۔ مجھے صاف ظاہر معلوم ہوتا
ہے کہ بموجب عبارت دفعہ ۱۸۵ کے جن صورتون مین اپیل بحضور ضلع جج کے ہو سکتا ہے
وہ صرف صورتہاے ذیل ہین (۱) جبکہ تعداد یا مالیت شے متنازعہ کی سو روپیہ سے
زیادہ ہو۔ (۲) جب شرح لگان جو اسامی سے واجب الادا ہے امر زیر تنقیح ہو اور اوسکی تجویز
ہوئی ہو اور بالاخر جب حق ملکیت متعلقہ اراضی کی تجویز فیمابین ایسے اشخاص کے ہوئی ہو
جو اراضی مذکور کی بابت مختلف دعاوی رکہتے ہون۔ یہہ کل امور تجویزی منشا اپیل بحضور
ضلع جج کے ہو سکتے ہین کیونکہ اونمین امور تجویز طلب ضروری متعلق ہین اور امر متعلقہ شرح
لگان ایسا ہے جو فیمابین زمیندار اور اسامی کے بطور امر تجویز شدہ بہ نسبت شرح
لگان جو ایک سے دوسرے کو بابت کل زمانہ مابعد کے واجب الادا ہوگا واجب التعمیل ہوگا۔
اس سے بلاشبہہ میری یہہ مراد ہے کہ تا وقتیکہ تبدیل و تغیر اوسکا بذریعہ اقرار باہمی فریقین
یا بذریعہ فعل اوس عدالت کے وقوع پذیر ہو جسکو مناسب طور پر قانوناً اختیار دیا گیا ہے
مین یہہ نہین خیال کرتا ہون جیسا کہ اسوقت مشورہ دیا جاتا ہے کہ ترمیم سے یہہ مقصود
تہا کہ ضلع ججون کے عدالتون مین کثرت اپیلون کی بربنا خالص بحث تعداد زر تشخیص کل
اوس لگان کے ہو جاوے جو اسامی سے زمیندار کو یافتنی ہے۔ چونکہ معاملہ کی نسبت یہہ وہ
راے ہے جو مین قایم کرتا ہون لہذا میری یہہ راے ہے کہ بنا اراضی فیصلہ منسوخ

کلکٹر کے ضلع جج کے حضور مین اپیل نہین ہو سکتا تہا اور یہہ اپیل ڈگری ہونی چاہیے اور ڈگری ضلع جج کی منسوخ ہو کر ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر کی معہ خرچہ فریق کامیاب کے بقدر اوسکی کامیابی کے کل عدالتون مین بحال ہونا چاہیے۔

ٹنگ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

(دیکہی راے ایج صاحب چیف جسٹس و برڈوہرسٹ صاحب جسٹس کی جو اسی مضمون سے مقدمہ بہگوان دین بنام موسی اپیلدوم نمبر ۱۳ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۱۷ فروری ۱۸۹۰ء مین ہی) منسولن)

ضلع گورکہپور اپیل دوم نمبر ۷۸۲ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۴ دسمبر ۱۸۹۰ء انگریزی

اودہ بہاری لال بنام ناگیسر لال

اجراے ڈگری۔ درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے۔ رہن۔ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۸ و ۸۹۔

دارندہ ڈگری متضمنہ دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) نے درخواست اجراے ڈگری کی اوس عدالت مین کی جسکو اہتمام اجراے ڈگری کا سپرد تہا۔

تجویز ہوئی کہ یہہ درخواست حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ مذکور کے معقول تہی اور یہہ ضرور نہین ہے کہ درخواست مذکور عدالت صادر کنندہ ڈگری مین کیجاوے۔ درخواست واسطے صدور حکم قطعی نیلام کے حسب دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) کے ایک کارروائی صیغہ اجراے ڈگری اور تابع قواعد ضابطہ جو ایسی امور پر حاوی ہین ہے۔

واقعات اس مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ کاملتا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جو امر اس استصواب سے کہ جو ذیل چیف جسٹس نے حسب خواہش میرے بہائی محمود صاحب کے اجلاس کامل سے کیا ہے پیدا ہوتا ہے وہ بہ نسبت اوس تعبیر کے ہے جو دفعہ ۸۹۔ ایکٹ انتقال جایداد کے نسبت قایم ہونی چاہیے۔ جو اپیل میرے بہائی محمود صاحب کے روبرو پیش تہا وہ اپیل صیغہ اجراے ڈگری مین بناراضی حکم ضلع جج گورکہپور مورخہ ۱۰ جنوری ۱۸۹۰ء کے تہا جسکے رو سے جج ممدوح نے یہہ تجویز کی تہی کہ جو ڈگری اوسکے روبرو پیش تہی اور جسکے اجرا کی درخواست عدالت مرافعہ اولے مین ہوئی تہی وہ ایسی ڈگری

ہتی جسکے رو سے عملاً تعمیل اقتضایات دفعہ ۸۰ - ایکٹ انتقال جایداد کے ہوئی ہتی اور دفعات
مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۸۸ء واسطے جاری ہونے ڈگری مذکور کے ایک درخواست حسب منشاء
دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جایداد کے ہتی - وہ درخواست بعبارت ذیل ہتی - میری درخواست
سابق مورخہ ۲ جولائی ۱۸۸۸ء مین جو واسطے نیلام جایداد کے ہتی اور جو صاحب کلکٹر کے پاس
منتقل ہو گئی ہتی مدیون ڈگری سے نے درخواست مہلت کی کی ہتی اور اسمضمون سے اقرار
کیا ہتا کہ اخیر اکتوبر ۱۸۸۸ء مین وہ ادا کر دیگا اور اوس نے توسیع مہلت کی درخواست عدالت
مین کی ہتی اور میری درخواست ڈسمس ہوئی ہتی - اوسنے ادا نہین کیا ہے لہذا یہہ درخواست
داخل کیجاتی ہے اور استدعا یہہ ہے کہ جایداد قرق و نیلام کیجاوے -

یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ درخواست حسب منشاء دفعہ ۸۹ - ایکٹ انتقال جایداد بغرض
صدور حکم قطعی نیلام کے نہین ہے اور مسٹر درگاچرن جو بتائید مدیون ڈگری عذرداران اپیلانٹ
اپیل ہذا کے حاضر ہوے ہین یہہ بحث کرتے ہین کہ یہہ درخواست ایسی ہے جو عدالت صادر
کنندہ ڈگری مین بحیثیت عدالت صادر کنندہ کے گذرنی چاہئے ہتی اور وہ درخواست اجراء ڈگری
کی نہین ہتی - بالفاظ دیگر مسٹر درگاچرن یہہ حجت کرتے ہین کہ قبل اسکے کہ حکم نیلام کا صادر
ہوسکے عدالت صادر کنندہ ابتدائی ڈگری نیلام کو ڈگری مذکور قطعی کرنا چاہئے ہے -

میری یہہ راے ہے کہ درخواست بغرض صدور حکم قطعی نیلام محکومہ دفعہ ۸۹ - ایکٹ
انتقال جایداد ایک کارروائی صیغہ اجراء ڈگری کی ہے اور تابع اون قواعد کے ہے جو ایسی صورت مین جاری ہین
بہ نسبت ہمشکل دفعہ ۸۷ - اوسی ایکٹ کے ایسی ہی راے میرے بہائی محمود صاحب
نے اور خود مینے بمقدمہ کیدارناتہہ بنام لالجی سہاے (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱
صفحہ ۱۶) جو بابت احکام قطعی بیعیات کے ظاہر کی ہتی اور اوس فیصلہ کی صحت کے نسبت
شکوک کرنیکی مجھے کوئی وجوہ نہین معلوم ہوتے ہین - جسصورت مین ڈگری حسب دفعات
۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۹۰ ایام ۹ کے اس حکم سے صادر ہوئی ہو کہ تاریخ معینہ پر زر نقد عدالت مین
جمع کر دیا جاوے اور بحالت اوسکے نہ ادا ہونیکے یہہ استقرار کر دیا جاوے کہ بیعیات یا نیلام
کا نتیجہ ہوگا یا حق انفکاک ساقط ہوگا پس اگر روپیہ ادا کر دیا جاوے تو میری راے مین اسطرح پر
ادا ہونیکو بجز اوسکے اور کچھہ کہنا کہ صیغہ اجراء ڈگری مین ادا ہوا ہے اوسکا بیجا نام قائم کرنا
ہے - برعکس اسکے مجھے بدرجہ مساوی صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسطرح پر ادا نکیا جاوے گی

تو جو نتایج منتج ہونگے وہ بہی امور متعلقہ اجراء ڈگری مین جو بطور معمولی کے خود ڈگری سے برآمد ہوتے ہین یعنی یہہ کہ ڈگری بمقابلہ مدیون بوجہ عدم تعمیل شرایط ڈگری کے موثر کیجاویگی۔ اگر ڈگریان بموجب دفعات ۲۰۶ و ۲۰۸ و ۲۰۹ کے مناسب طور پر مرتب کیجاوین تو اونمین یہہ کل شرایط پورے طور پر درج کرنا چاہئے اور اون نتایج کو ظاہر کردینا چاہئے جو منتج ہونگے بشرطیکہ اونکی تعمیل کیجاوے یا نہ کیجاوے۔

چونکہ اس معاملہ کے نسبت مین نے یہہ راے قایم کی ہے لہذا فیصلہ ذیعلم جج عدالت ماتحت کا صحیح فیصلہ ہے اور یہہ اپیل ڈسمس ہونا چاہئے اور معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے

ایج صاحب چیف جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

محمود صاحب جسٹس۔ اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ سے اور نیز اوس ہر امر سے مین بہی اتفاق کرتا ہون جو ممدوح الیہ نے کہا ہے لیکن بحیثیت ایک جج منجملہ اون ججون کے جنہون نے اسمقدمہ کو اجلاس کامل مین سپرد کیا ہے اور بہ نسبت اپنے حکم استصواب مورخہ یکم اگست ۱۸۹۰ء کے مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ تین فیصلہ عدالت ہذا کے اور ایک فیصلہ عدالت کلکتہ کا غور طلب ہین۔ پس پہلے مقدمہ مطبوعہ رام لال بنام نراین (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۔ و انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۹) جسکا ذکر میرے حکم استصواب مین ہوا ہے مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ جو فیصلہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اج صادر کیا ہے وہ اوس فیصلہ سے خلاف ہے اور چونکہ اونکا فیصلہ اسمقدمہ کا باتفاق راے کل عدالت کے ہے لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ سابق بطور سند اس امر کے اب متصور نہین ہو سکتا ہے دوسرا فیصلہ ایک مقدمہ غیر رپورٹ شدہ کا ہے کہ وہ بہی میرے روبرو موجود ہے یعنی بالبودینا پرشاد سنگہ بنام شاہ صفات عالم (اپیل اول نمبر ۲ ۱۸۸۶ء) جسکا فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس نے ۶ جولائی ۱۸۸۶ء کو کیا تہا۔ اوس فیصلہ پر بہی حوالہ ہوا تہا اور مین مزید یہہ بہی ظاہر کرونگا کہ جو راے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اج ظاہر کی ہے اوس سے وہ فیصلہ بہی کسی مباحثہ ایندہ کے لئے جو اس امر کے بابت عدالت ہذا مین ہو غیر مستند ہو جاتا ہے۔ تیسرا مقدمہ مسماۃ پاربتی بنام بہاری راج (اپیل دوم نمبر ۱۲ ۱۸۹۰ء) کمینولجر ایجنسی

کا ہے جسکا فیصلہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے ہمجلیس سابق مسٹر جسٹس ٹنگ صاحب نے ۸ مئی ۱۸۸۹ء کو کیا تھا اور جو کچھہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوس سے اوس فیصلہ کا استحکام ہوتا ہے۔ بعدہ چوتھا مقدمہ ہے جسمین عدالت کلکتہ نے بمقدمہ پولیس ناتھہ موجمدار بنام رام جادو موجمدار (انڈین لار پورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۳) اسی امر کو فیصل کیا ہے اور اوسپر مسٹر درگاچرن نے بطور سند مفید اپنے کے استدلال کیا ہے۔

اوس فیصلہ مین بہت کچھہ ایسا ہے جس سے بلا شبہہ تائید اوس بحث کی ہوتی ہے جو مسٹر درگاچرن نے ہمارے روبرو کی ہے لیکن بعد اظہار اوس راے کے جو نسبت راے بنچ ہذا کے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے ظاہر کی ہے مجھے بجز اسکے اور کچھہ کہنا غیر ضروری ہے کہ مین اوسکے قبول کرنے پر یا اوس کل کے قبول کرنے پر آمادہ نہین ہون جو بہ نسبت خیال ڈگری شرطیہ ایسے مقدمات کے یا بہ نسبت ڈگریات قطعی یا ابتدائی تاثیر اوپر ضابطہ عدالت کے کہا گیا ہے جسپر مجموعہ ضابطہ دیوانی حاوی ہے۔ لہذا مین اتفاق کامل نسبت اوس کل کے ظاہر کرتا ہون جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہے

ناکس صاحب جسٹس۔ جو کچھہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۸۵ انگریزی | ضلع الہ آباد | اپیل اول نمبر ۷۰ ۱۸۸۹ء | منفصلہ ۵ جنوری

دی سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام مداری لال

عملدرآمد۔ مجرائی۔ نالش باقیات حساب کی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۱۱

مدعا علیہ ٹہیکہ دار پل کشتی دریاے گنگ کا منجانب سرکار بذریعہ پٹہ میعادی پانچ سال کے تہا جسکا معاوضہ بذریعہ اقساط تا میعاد پٹہ واجب الادا تہا۔ منجملہ دیگر شرایط کے پٹہ مین ایک شرط اسمضمون سے تہی کہ وقت اختتام ٹہیکہ کے اگر گورنمنٹ کو ٹہیکہ پل کا کسی دوسرے ٹہیکہ دار کو دینا مناسب معلوم ہوگا تو گورنمنٹ کو لازم ہوگا کہ بارداۃ ٹہیکہ دار کا بقیمت مناسب لے لیوے جسکی تجویز بذریعہ پنچایت کے ہوگی اور دوسرے فقرہ مین یہ شرط قرار پائی تہی کہ لیکن اگر گورنمنٹ کو اندر میعاد ٹہیکہ کے اوسکا فسخ کرنا اس نظر سے مناسب معلوم ہو کہ بجاے کشتی کے پیپہ کا پل قایم کیا جاوے یا کسی اور ایسے وجہ سے جسکا ٹہیکہ دار ذمہ دار نہین انفساخ ٹہیکہ

منظور ہو تو ٹھیکہ دار اپنی کل نقصانات کا معاوضہ گورنمنٹ سے پانیکا مستحق ہوگا۔ قبل اختتام ٹھیکہ کے ٹھیکہ دار فوت ہو گیا تھا اور مجسٹریٹ ضلع بجانب گورنمنٹ عمل کرکے اوسکی قایمقامان کو فایدہ پٹہ سے محروم کرنے مین اور اوسکا مال اور اسباب ضبط کرنیمین مصروف ہو گی۔ اوسکی بعد مجسٹریٹ موصوف نے دو شخصون کو حکم دیا کہ اوس مال کی مالیت کی تشخیص کردین کہ جو بالاخر عـــہ مرتبار پائی تھی۔ مجسٹریٹ نے کچھہ فیصدی اضافہ کیا جس سے میزان زر مذکور کی عـــہ ہوئی اور ایک نالش بجانب سکرٹر بنام قایمقام ٹھیکہ دار متوفی بعد منہائی رقم مذکور بحق مدعاعلیہم اور بدعوے دلاپانے زر بقیہ بابت اخیر دو قسط از روے معاہدہ مذکور کے داخل کی گئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ مبلغ عـــہ جو حسب طریقہ متذکرہ بالا تشخیص ہوے تھے صحیح طور پر بطور منہائی و مجرائی کے متصور نہین ہوسکتے ہین۔ نالش باقیات حساب کی ہے اور مدعاعلیہم حق ہین کہ صحت تخمینہ مدعی پر جو اوس رقم کے بابت ہے جو اونکے حق مین مانگی گئی ہے اعتراض کرین۔

یہہ استصواب اجلاس کامل سے مسٹر جسٹس محمود صاحب نے زیر دفعہ ۱۰ چارٹر اپنے حکم مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۹۱ء کے نسبت اس امر کے کیا تھا کہ آیا ایسے حالات مین جنکی تفصیل فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہے مدعاعلیہم اوس رقم کی صحت پر اعتراض کرسکتے ہین یا نہین جو اونکو مدعی نے مجرا دی ہے۔

واقعات مقدمہ کی ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین پورے طور پر درج ہین۔

رام پرساد بنام اجودھیا ناتھہ اپیلانٹ وسندر لال بنام رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہہ نالش بجانب سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل واسطے دلاپانے اوس زر بقیہ کے ہے جسکے نسبت بیان ہے کہ از روے پٹہ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۸ء کے واجب الوصول ہے۔ پٹہ مذکور متعلق پل کشتی دریاے گنگ کے ہے جو الہ آباد کے قرب وجوار مین ہے۔ پٹہ مین یہہ شرط تھی کہ ٹھیکہ دار مبلغ عـــہ روپیہ بذریعہ چند اقساط کے ادا کریگا۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۱ء کو قسط اخیر کا ادا ہونا قرار پایا تھا اور پٹہ جو میعاد پانچ سال تھا یکم اکتوبر ۱۸۸۱ء کو ختم ہونیکو تھا۔ وہ عـــہ بعوض قیمت بلر دانہ سرکاری کے تھا اور بذریعہ فقرہ چہارم پٹہ کے یہہ شرط قرار پائی تھی کہ اگرچہ ٹھیکہ دار کو اختیار ہوگا کہ باردانہ کے کسی ایسے جزو کی جو کام کے لایق نہو اس لیے تجدید کردے کہ باردانہ مرمت معقول کے ساتھہ رہے تاہم اوسکو کوئی ایسا حق حاصل نہوگا کہ اوسکو یا اوسکے کسی جزو

کو منتقل یا صرف کر سکے تا وقتیکہ مابعد وہ اوسکی پوری قیمت فروخت کے ادا کر دے اور
جب تک کوئی جزو قیمت کا واجب الادا رہے سرکار کو باردانہ پر کفالت حاصل رہیگی پٹہ
کے فقرہ ۷ مین یہہ شرط قرار پائی تھی کہ اگر بروقت اختتام پٹہ کے سرکار کو یہہ مناسب معلوم
ہو کہ ٹھیکہ اس پل کا کسی دوسرے ٹھیکہ دار کو دیا جاوے تو گورنمنٹ پر لازم ہوگا کہ
باردانہ ٹھیکہ دار کا بقیمت مناسب جسکی تجویز بذریعہ ثالثی کے ہوگی لے لیوے۔ فقرہ ۸ مین
ایک حالت مختلف کی شرط ہے۔ اور وہ حسب ذیل ہے لیکن اگر گورنمنٹ کو اندر میعاد ٹھیکہ
کے اوسکا فسخ کرنا اس نظر سے مناسب معلوم ہو کہ بجائے کشتی کے پیپہ کا پل قایم کیا جاوے یا
کسی اور ایسی وجہ سے جسکا ٹھیکہ دار ذمہ دار نہو فسخ کرنا مناسب معلوم ہو تو وہ اپنی کل نقصان
کے بابت گورنمنٹ سے معاوضہ پانیکا مستحق ہوگا۔

۲۴ جون ۱۸۶۸ع کو کالکا پرساد ٹھیکہ دار فوت ہوگیا۔ جولائی مابعد مین مجسٹریٹ
الہ اباد نے منجانب سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا عمل کرکے قایمقامان کالکا پرساد کو فایدہ
پل سے محروم کر دیا اور کل سامان و سرمایہ کو ضبط کر لیا۔ ۲۳ اگست ۱۸۶۸ع کو مجسٹریٹ موصوف
نے دو شخصون کو اوس سرمایہ کے مالیت تشخیص کرنیکا حکم دیا۔ اون شخصون نے مالیت اوس سرمایہ
کے بتعداد [illegible] کے تشخیص کی۔ بعدہ یہہ دریافت ہوا کہ ایک جزو سرمایہ کا ایسا ہے جو
اوس تشخیص مین شامل نہین ہے۔ اوس جزو متروکہ کی مالیت [illegible] قرار پائی جس سے
ان شخصون کی مالیت مین اضافہ ہوکر [illegible] رہی۔ مجسٹریٹ نے اوس مالیت مین کچھہ
فیصدی اضافہ کی اور مالیت کل سرمایہ اور کشتیون کی [illegible] روپئے قایم کی پانچوین قسط اوس
[illegible] رکہا اوسکی اخیر قسط کبھی ادا نہین ہوئی۔ اخیر قسط کے ادا کرنیکا کبھی وقت نہین آیا کیونکہ
جہانتک مین دیکھہ سکتا ہون مجسٹریٹ الہ اباد نے ختم کر دینا اوس پٹہ کا اپنے اوپر لے لیا
اور قایمقامان ٹھیکہ دار کو سرمایہ کے اوس قبضہ سے محروم کر دیا کہ جسکی وہ از روی پٹہ کے
مستحق تھے۔ سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل نے یہہ نالش واسطے وصولیابی
اوس باقیات کے دایر کی ہے جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ اونکو بابت قسط اخیر اور
قسط قبل از اخیر بعد منہائی اون چند رقوم کے واجب یافتنی ہے جنکی نسبت وہ مدعا علیہ
کو اونکے پانیکا مستحق تسلیم کرتے ہین۔ فقرہ ہشتم عرضی نالش کا حسب ذیل ہے یہہ کہ بروقت
اختتام پٹہ مذکورہ کے مدعی کو اوسکی تجدید کرنا مناسب نہ معلوم ہوا اور اوسپر بنظر اسکے کہ

گورنمنٹ مال و اسباب ٹھیکہ دار کا حسب شرایط مذکور سکے لیوے تشخیص مالیت سرمایہ مذکور کی
سپرد بناشی ہوئی تھی اور اوسکی مالیت ثالثون نے عــــہ تجویز کی تھی ۔ از ابتدا تا انتہا یہہ بیان
مغالطہ دہی کا ہی ۔ قبضہ قایمقامان ٹھیکہ دار سے سرمایہ کا لیا جانا جولائی ۱۸۸۴ء میں وقوع پذیر ہوا تھا اور
ثالثی متذکرہ بالا جو سماعت میں ہرگز ثالثی نہتی اگست ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی اور مجسٹریٹ الہ آباد نے اپنا
حکم بہ تجویز ان ثالثون کے ۱۰ ستمبر ۱۸۸۴ء کو صادر کیا تھا ۔ عرضیدعوی پر اور بالخصوص فقرہ ہشتم پر نظر کر کے
ہر شخص یہہ خیال کریگا کہ یہہ مقدمہ لیا ہے جو فقرہ ہفتم پٹہ میں داخل ہوتا ہے یعنی اوس فقرہ
میں داخل ہوتا ہے جسکے رو سے یہہ شرط قرار پائی تہی کہ گورنمنٹ سرمایہ ٹھیکہ دار بقیمت مناسب جسکی تجویز
ثالثی سے ہوگی لے لیگی ۔ درحالیکہ وقت اختتام پٹہ کے گورنمنٹ کو کسی وجہ سے ٹھیکہ دار کو ٹھیکہ دینا
نامناسب معلوم ہوگا ۔ مدعاعلیہم نے ڈویژنل بنچ کے روبرو یہہ حجت کی تہی کہ ہم مستحق اثبات کے ہین کہ مالیت
عــــہ متذکرہ بالا کی صحت پر اعتراض کرین اور یہہ ثابت کرین کہ مالیت مناسب اوس مال و اسباب
کی جو سرکار نے منضبط کرلیا ہے عــــہ سے بہت زیادہ ہے جسکے مجرا دینکے لئے بموجب عرضیدعوی کے
گورنمنٹ طیار ہے ۔ بجانب دیگر جو لوگ منجانب سکرٹری آف اسٹیٹ حاضر ہین انہون نے [illegible]
یہہ حجت کی ہے کہ مدعاعلیہم یہہ ثابت کرنیکے مستحق نہین ہین کہ مالیت مال و اسباب کی عــــہ
متذکرہ فقرہ دہم عرضیدعوی سے زیادہ ہے ۔ میری راے مین صحیح طور پر یہہ مقدمہ مجرائی یا دعوے
متقابل کا نہین ہے ۔ سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل نے بشرطیکہ وہ مستحق قایم رہنے
اس نالش کے ہون جسکی نسبت اندیشہ ہے اب مجھے شکوک عظیم ہین درخواست کی ہے کہ اون باقیات کی ڈگری
جسکا اونکو واجب الوصول ہونا بابت اوس حساب کے بیان کیا گیا ہے جو درمیان اونکے اور مدعاعلیہم کے تہا
وہ باقی جہانتک اس امر کو تعلق ہے مدعی نے بہ تسلیم اس امر کے نکالی ہے کہ مدعاعلیہم حسابا مستحق مجرائی مالیت
اوس مال و اسباب کے ہین جو قایمقامان سکرٹری آف اسٹیٹ نے منضبط کرلیا ہے لیکن بذریعہ
بالکل غلط فقرہ کے یعنی فقرہ ہشتم عرضیدعوی کے وہ مدعاعلیہم کو پابند مالیت عــــہ کا کرنا چاہتے ہین کہ
گویا وہ ایسی رقم ہے جسپر اعتراض نہین ہوسکتا ہے ۔ میری راے مین مدعاعلیہم مستحق ثابت کرنے اس امر
کے ہین کہ مالیت مال و اسباب متنازعہ کیا ہے اس غرض سے ثابت کرنیکے لئے کہ باقیات متدعویہ مدعی
صحیح باقی حساب کی مابین فریقین کے نہین ہے ۔ میرا جواب اس استفسار کے لئے یہی ہے ۔
اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ مین ذی العلم چیف جسٹس کے جواب سے جو اس استفسار کا ہے بالکل اتفاق
کرتا ہون جو مطابق اوس راے کے ہے جو مینے وقت سماعت اپیل کے جب میرے بھائی محمود صاحب

اور خود میرے روبرو ہوئی تہی اختیار کی تہی جو مین نے اوسوقت کہا تہا اوسیکا مین اب اعادہ کرتا ہون کہ مجہے کوئی فرق اس مقدمہ مین اور اوس مقدمہ مین نہین معلوم ہوتا ہے کہ جسمین مدعی کے عدالت مین آنے اور مدعاعلیہ سے اوس حساب کے باقیات کا دعوے کرنے پر کہ جس حساب مین چند رقوم مدعاعلیہ کو مجرا دیجاتی ہین مدعاعلیہ بطور خود اپنی جوابدہی کے یہہ کہتا ہے کہ جن رقمون کو تم حساب مین مجرا دیتے ہو وہ غیر صحیح طور پر بیان کی گئی ہین۔

مسٹر جسٹس ٹیرل صاحب — مین اوس ہر بات سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو فرلعلیم چیف جسٹس نے فرمائی ہی

مسٹر جسٹس محمود صاحب — مین بہی فرلعلیم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون لیکن یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ اجلاس کامل سے استصواب اسقدر اوس شبہ کے وجہ سے ہوا تہا جو مجہکو بہ نسبت تاثیر دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو اوپر سوال جواب فریقین اور واقعات مقدمہ کے سے ناشی ہوا تہا۔ مجہکو یہہ خیال ہوا تہا کہ عبارت نہ لفظ کی تعداد تحقیقہ موقوعہ دفعہ مذکور سے اوسکا اثر بہت محدود قسم کے معاملات تجارتی پر محدود ہے کیونکہ بلاشبہہ وہ محدود ہے اور اوس سے وہ دعوے مستقابل خارج ہین کیونکہ وہ خارج ہین جو ایکبہا جود بکمپہ واقعہ انگلستان مین سمجہے جاتے ہین مدعاعلیہ اس نالش مین بہا لیسٹا اون مال اور کشتیون کے ثابت کرنیسے ممنوع ہوجاوے جو مجسٹریٹ الہ آباد حسب بیان فرلعلیم چیف جسٹس نے لے لئے تہے۔ لیکن فرلعلیم چیف جسٹس اور اپنے بہائیون سے گفتگو کا فایدہ اوٹہانیکے بعد مین اپنے شک سے دست بردار ہوگیا اور یہہ دست برداری مینے بالخصوص بلحاظ مضامین فقرہ ہفتم دستاویز مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۳ء کے کی ہے کہ جسکے رو سے حسب بیان فرلعلیم چیف جسٹس کے متنازعہ بہ نسبت مالیت کشتی کے ایک امر نزاعی بطور حصہ یا جزو دعوے کے ہوجاتا ہے کیونکہ یہہ امر ایسا ہے جو اوسی معاملہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے جس سے دعوے ظہور پذیر ہوا ہے۔ لہذا مین یہہ خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین کوئی امر ایسا نہین ہے جو ہمکو بحث مالیت سرمایہ مین دخل دینے سے مانع ہو۔ بہ نسبت استصواب کے میرا یہی جواب ہے۔

ضلع میرٹھ اپیل اول نمبر ۱۷۲ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۶ مارچ

عبدالعلی خان بنام کہیت سنگہ وغیرہم

رہن — مواخذجات مقدم و موخر کی اشخاص واحد کے — اطلاع — جو کہ مواخذہ مقدم کی بجالت نیلام بعلت مواخذہ مابعد کے — خریدار نیک نیت —

بعض مرتہنان نے جو قابض چند رہن تواریخ مختلف یا ایک ہی ایسی جایداد کے مختلف اجزا کے تہی

جو مشتری کا مقبوضہ اسہنان کی بابت رہن بانہ کو رہن سے آخیر رہن کنندہ ڈگری حاصل کی تہی اور ڈگری مذکور کے اجراء مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرا یا تہا۔ قبل نیلام کے مرتہنان نے عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین یہہ درخواست کی کہ اونکے رہن یا مقدم کا اعلان کر دیا جاوے لیکن عدالت موصوفہ اعلان نہین کیا

تجویز ہوئی کہ مرتہنان نے دربارہ اعلان کرنے انکے مواخذجات مقدم کے بابی جایداد نیلام شدہ کے سب کچہہ کیا جو اونکے اختیار مین تہا اور بمقابلہ خریدار نیلام نیک نیت کے مرتہنان مذکور بعد ازان بربنا اپنے رہنامجات مقدم کے نالش کرنیسے ممنوع نہین تہے۔

واقعات اس مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کانلن و عبدالمجید منجانب اپیلانٹ کالون بامل و رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس یہہ چہہ اپیل اول متعلق اون تین ڈگریون کے ہین جو سب ۱۴ جون ۱۸۷۹ء کو جج ماتحت میرٹہہ نے بحق مدعیان بنام دو زمرہ مدعا علیہم اور جایداد مرہونہ کے صادر کی تہین اول زمرہ کے مدعا علیہم وارثان مسماۃ رحیم النسا کے ہین اور دوم زمرہ کے مدعا علیہم کا قایم مقام عبدالعلی خان ہے۔ وارثان ظہور علی کے بہی فریق نالش کئے گئے تہے کیونکہ نامبردہ مقران ہرسہ تمسکات مین سے ایک وہ بہی مقر تہا۔ لیکن اپیل مین وہ ہمارے روبرو نہین ہین۔

اپیل نمبری ۱۰۲ و ۱۰۷ متعلق اون ڈگریون کے ہین جو بربنا تمسک مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۷۶ء کے صادر ہوئی تہی اور اپیل نمبری ۱۰۸ و ۱۰۳ متعلق تمسک مورخہ ۷ اگست ۱۸۷۶ء تعدادی صمہ اکانہ للعے کے ہین۔ اور اپیل نمبری ۱۰۱ و ۱۰۸ متعلق تمسک مورخہ تاریخ مذکور تعدادی سمہ ۔ کے ہین جج ماتحت کی تینون ڈگریون پر مدعا علیہم کے دونون زمرون نے جنکا مین ذکر کر چکا ہون عام وجوہ جوابدہی کے بنا پر اعتراض کیا ہے جو اونمین سے ہر ایک نے نسبت نالش مدعیان کے کی ہے۔ سب سے پہلے مقدمہ پیش کردہ وارثان یعنی مسماۃ رحیم النسا کو جو منجملہ مقران ہرسہ تمسکات متعلقہ نالشات کے احد المقر ہے طے کرتا فرین اسالیس ہوگا

اپیل نمبری ۱۰۷ و ۱۰۲ مین دستاویز مناط نالش حسب متذکرہ بالا رہنامہ مورخہ ۲ ستمبر ۱۸۷۶ء ہے جسکے رو سے بمعاوضہ مبلغ سمہ للعہ کے جو بابت اقساط مقتضیہ دو تمسکات سابق کے واجب ہو چکا تہا اور مبلغ سما سہ سود بابت دوسرے تمسک مورخہ ۸ جون ۱۸۷۳ء کے راہنان نے بابت کل معاوضہ للعہ ۔ ۔ ۔ کے اپناہ بسوہ حصہ زمینداری موضع اندورو واقعہ دسنا ضلع میرٹہہ رہن کیا تہا۔ جہانتک مسماۃ رحیم النسا کو تعلق ہے تحریر و رجسٹری دستاویز مذکور کی عبارت تصدیق مثبتہ دستاویز مذکور کے بخوبی ثابت ہے اور فی الحقیقت مشری ماد ہو پرشاد جو منجانب وارثان رحیم النسا کے حاضر ہوئے ہین یہہ انکار نہین کرتے ہین کہ بہ نسبت اس رہن کے

اور نیز بہ نسبت دو رہنامجات مورخہ تاریخ مقدم ۲۰ اگست ۱۸۸۱ع کے کوئی شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ ان
دستاویزون کو مسماۃ رحیم النسا نے لکھا تھا۔ وکیل مدعیون نے یہہ تسلیم کیا ہے کہ اگر معاوضہ مندرجہ ان کل دستاویزات
کا سچے طور پر دیا گیا ہے گو بذریعہ نقد کے نہ دیا گیا ہو تو وہ معاوضہ معقول اوس بات کا ہے جس سے مسماۃ
کو تحریک جانب تحریر کرنے اون دستاویزات کی ہوئی ہو۔ ظاہر ہے کہ ہرگاہ اونکا تحریر ہونا تسلیم ہے
تو اس امر کا بار ثبوت ذمہ مسماۃ کے ہے کہ اوس نے معاوضہ نہین پایا تھا الا ایکہ جس دستاویز کے تحریر ہونے
پر وہ راضی ہوئی تھی اوسمین یہہ لکھا ہے کہ اوس نے پایا ہے۔ بعد دیکھنے شہادت اس مقدمہ کے
مشتہرہ ہو پر صرف دو گواہون کے اظہار ہی پر ہماری توجہ مایل کر سکتے ہین جو اپیل اول نمبر ۱۸۱ کے
کتاب مساندنٹ مین پائے جاتے ہین۔ اوسمین سے اول گواہ ایک مدعی ہے اور وہ معمولی اور کافی طور پر مسماۃ رحیم النسا
کے طریق عمل کے نسبت اطلاع مفید نہین دیتا ہے اور دوسرا گواہ بھی اوس معاملہ کو زیادہ دور
نہین لیجاتا ہے۔ لہذا مقدمہ ایسا ہے جسمین بحالت نہونے کسی ثبوت مخالف کے مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ رائے ذیعلم جج ماتحت کی اوس نتیجہ مین جو اونہون نے اخذ کیا ہے صحیح ہے یعنی یہہ کہ مسماۃ اور بعد
اوسکے وفات کے اوسکے وارثان جنکے قبضہ مین اوسکی وہ جایداد غیر منقولہ آئی ہے جسپر ہوا مندرجہ اس
رہن کا اور دیگر رہنون کا قایم ہے ذمہ دار ادا کرنے اون قرضہجات رہن کے ہین۔ لہذا اون لوگون کی
اپیلون کی نسبت مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ وہ ساقط ہونگی اور معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئین۔

پس وہ حجت باقی ہے جو ہمارے روبرو منجانب عبد العلی خان کے پیش ہوئی ہے اور جو حسب بیان ذیعلم
کونسل کے خریدار نیلام نیک نیت اور بلا علم مواخذجات مقدم کے ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ۲ جولائی ۱۸۸۳ع
کو بعد تاریخ کل تمسکات متنازعہ نالش کے مسماۃ اور اوسکی بھتیجہ ظہور علی نے دوسرا تمسک بنام مدعیان لکھدیا جسکے ذریعہ سے
اونہون نے اپنا ۸ بسوہ حصہ زمینداری واقع انڈور کا مدعیان کے پاس رہن کر دیا۔ مدعیان نے اوس تمسک کو بذریعہ
نالش کے دخل کر دینا پسند کیا اور وہ کامل طور سے ایسا کرنے کے مستحق تھے اور ڈگری حاصل کی اور اوس ڈگری
کے اجرا مین جایداد مرہونہ کو نیلام کرایا اور عبد العلی خان خریدار ہوا۔ اس امر پر خیال کرنا عجیب بات
ہے کہ ان کل متعدد مقدمات بھر مین پہلے امر نہین ہوتا ہے کہ اوس خریداری کی کونسی تاریخ ہے مسٹر
عبد المجید کا یہہ بیان ہے کہ چونکہ بوقت اوس نیلام کے جو کچھہ ہوا ہو کوئی اعلان مواخذجات مقدم مورخہ ۱۸۸۱ع
و ۱۸۸۲ع معتوضہ مدعیان کا نہین ہوا البتہ ان نامبردگان کو بطور مجرم قریب بہ تقصیری یا اخفای واقعہ
مواخذجات مقدم مذکور کا بقصور کرنا چاہیئے اور نامبردگان اس نالش مین اون مواخذجات مقدم
کو بمقابلہ جایداد اور بمقابلہ حقوق خریدار نیک نیت بمعاوضہ قیمتی کے پیش کرنے سے ممنوع ہوگئے ہین

اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہے کہ کہانتک یہہ حجت ذیعلم کونسل کی قایم رہ سکتی ہے بشرطیکہ کوئی شہادت ایسی نہوتی جو اسمقدمہ مین ہے کہ فی الحقیقت مواخذجات مقدم نے کوئی نزاع یکر عدالت مین اس غرض سے ساتھ نہین کی کہ اونکی مواخذجات کا اعلان کردیا جاوے لیکن اسمقدمہ مین ان مدعیون نے جو قابض ان مواخذجات مقدم کے تھے فی الواقع عدالت سے یہہ تحریک کی تھی کہ اس واقعہ کا اعلان کر دیا جاوے کہ اس جایداد پر اونکو مواخذجات مقدم علی الترتیب حاصل ہین مسٹر عبد المجید یہہ بیان کرتے ہین کہ جب عدالت نے اعلان نہین کیا تھا تو اونکو عدالت کے حکم سے اپیل کرنا چاہئے تھا کہ جس حکم کی نوعیت کی بابت ہم کچہ نہین جانتے ہین لیکن چونکہ اونھون نے بنا راضی حکم عدالت کے اپیل نہین کیا لہذا اونکو بجرم فریب اور اخفا کا مقصود کرنا چاہئے مین خیال کرتا ہون کہ جس اصول کے بابت ذیعلم کونسل حجت کرتے ہین اوسکو غیر معمولی حد تک لیجاتا ہے اور ڈگریدار کو جس نے وہ کل کارروائی کی ہے جو قانونا اوسکے لئے ضروری تھی ایسے عظیم ناکامی مین بہ نسبت ایسے شخص کے ڈالتا ہے جس نے سبکے بعد اوس ڈگری کے اجرا مین خریداری کی ہے جو بربنا رہن حاصل کی گئی تھی لہذا میری یہہ رائے ہے کہ ان مدعیون کے طریق عمل مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے ہمارا اونکو اوس استحقاق سے محروم کرنا لازم آوے جو بلا شبہہ اونکو اس بارہ مین حاصل ہے کہ ان مواخذجات کی بنا پر نالش کرین بعد اونکو بمقابلہ جایداد مرہونہ کے نافذ کرین مین ان کل مقدمونکی اپیلونکو معہ خرچہ بحق کامیاب رسپانڈنٹیان کے ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۰ مارچ

پیشے بنام اولاد فاطمہ

اجرای ڈگری ۔ حکم مشعر قایم ہونے نام منتقل الیہ کے بجائے نام ڈگریدار کے ۔ اپیل ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۳۲ و ۵۸۸

برطبق درخواست واسطے قایم ہونے نام منتقل علیہ کے بجائے نام اصلی ڈگریدار کے حکم ذیل صادر ہوا تھا

کہ مقدمہ مدیون ڈگری معہ خرچہ نامنظور رہے اور نام خریدار ڈگری کا بجائے نام اصلی ڈگریدار کے قایم ہو

اور مقدمہ فہرست متفرقہ خارج ہو اور سررشتہ اجرای ڈگری سے کیفیت طلب ہو۔

تجویز ہوئی کہ حکم مذکور ایسا تھا جو احکام دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے اور نظر بوجوہ محض حکم ابتدائی کے نہین ہے کہ صیغہ اجرای ڈگری مین کچہ کرنے کی بابت ہوا اور اس حیثیت سے قابل اپیل ہے۔

واقعات جہانتک کہ وہ ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین۔

ہورڈ ولیشن چندر منجانب اپیلانٹ ۔ سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ (باتفاق ڈائرکٹ صاحب) میرے لئے یہہ قرین آسایش ہوگا کہ حکم عدالت ماتحت کے ٹہیک ٹہیک مضامین بیان کروں جو منشار اپیل ہذا ہے حکم مذکور حسب ذیل ہے۔ یہہ کہ مقدمہ پیش کرد

مدیون ڈگری مع خرچہ نالش منظور رہو اور نام خریدار ڈگری کا بجاے نام اصل ڈگریدار کے قایم ہو اور مقدمہ فہرست مسل مقدمات سے خارج ہو اور سررشتہ اجرای ڈگری سے کیفیت طلب ہو۔

آغاز کاروائی پر ہمارے روبرو مسٹر سندر لال نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اعتراض کیا کہ یہہ حکم بطور ایسے حکم کے متصور نہین ہو سکتا ہے جو حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہو بلکہ ایسا حکم ابتدائی ہے جس سے رہبری کسی ایسے امر مناسب کی ہوتی ہے جو صیغہ اجرای ڈگری مین بہ نسبت ڈگری زیر بحث کے کرنا چاہیئے یعنے با ضابطہ کاروایات اجرای ڈگری مین نام اولاد فاطمہ سایلہ کا بطور منتقل علیہ ڈگری کے داخل ہونا چاہیئے۔ اس صورت مین مسٹر سندر لال یہہ حجت کرتے ہین کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے

مین اوس فیصلہ سے اتفاق کرنیکو آمادہ ہون جو زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۴ء مین بعنوان گلندر اپیل بنام دوارکا داس مندرج ہے جسمین ذیل چیف جسٹس و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ صاحب نے ایسی ہی حالات مین یہہ تجویز کی تہی کہ اپیل ہو سکتا ہے۔ بہ نسبت اون اعتراضات کے جو مدیون ڈگری نے عدالت ماتحت مین پیش کی تہی اور جنکا اعادہ اس عدالت مین ہوا ہے مجہکو کوئی وجوہ اوس راے سے اختلاف کرنیکی نظر نہین آتے ہین جو ذیعلم جج ماتحت نے اون امور کے بابت ظاہر کی ہے لیکن ہمارے روبرو اول مرتبہ یہہ بحث پیش کی گئی ہے کہ آیا اصل ڈگری کمال الدین کی بابت مہر کے تہی اور چونکہ حصہ بایع اولاد فاطمہ یعنے محمد عظیم پسر نامبردہ اور شوہر مسماۃ کا صرف بقدر سہم برابر ہے تو اجازت اجراے جزواً ڈگری مذکور کی ہونی چاہیئے۔ بالفاظ دیگر حجت یہہ ہے کہ اولاد فاطمہ کو منصب اجراے کل ڈگری کا یا تو تنہا یا بالشمول اوس شخص یا اشخاص کے حاصل ہونا چاہیئے جو بقیہ استحقاق کے مستحق ہین۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون یہہ عذر عدالت ماتحت مین پیش نہین ہوا تہا۔ ہمارے روبرو ایسا مواد موجود نہین ہے جسکے بنا پر ہم بہ نسبت صحت اس حجت کے ایک طور پر یا دوسرے طور پر تجویز کر سکین لہذا ہمین معلوم ہوتا ہے کہ با وجود ڈسمس کرنے اپیل ہذا بہ نسبت اون امور کے جو اس کارروائی مین جج ماتحت کے روبرو پیش ہوئی تہی ہمکو کوئی راے بہ نسبت امر اخیر کے ظاہر نکرنا چاہیئے کہ جو معمولی طور پر بغرض فیصلہ اوسوقت پیش ہوگا جب مسماۃ اولاد فاطمہ بتقویت حکم جج ماتحت کے ڈگری حسب ضابطہ محکومہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری کرائیگی رسپانڈنٹ اپنا خرچہ پاویگی۔

ضلع سہارنپور اپیل اول نمبر ۱۹۱ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۰ء منقولہ انگریزی

ام رحیم وغیرہم بنام ضیا احمد وغیرہم

ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مد ۱۲۷ ایکٹ میعاد سماعت - نالش منجانب مسلمانان واسطے دخلیابی حصص واقعہ جایداد اونکی مورث متوفی کے - استحقاق وراثت -

الفاظ جایداد خاندان مشترکہ موقومہ نمبر ۱۲۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) سے مراد خاندان مشترکہ کی جایداد ہے پس میعاد معینہ از روے مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے جسمین مالیان خاندان مسلمان دعوے استحقاق وراثت واسطے ضیابی حصص جایداد غیر منقولہ کا کرین کہ جسکے نسبت یہہ بیان ہوا ہے کہ وہ انکا ان مورث جو اونکی اور بعض مدعا علیہم کے ہو اور جسکی نسبت وہ یہہ بیان کرتے ہین کہ اسکو مدعا علیہم نے بیدخل کر دیا ہے - بادشاہ بنام معصوم شاہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۷۰ سے اختلاف کیا گیا۔

مدعیان مقدمہ ہذا دو لڑکیان اور ایک پوتی مسمی کرامت حسین کے ہین جو فروری ۱۸۸۷ء مین فوت ہوا تھا اور حسب بیان مدعیان کے قابض کسی موضع کا تھا جو بجلدوی خدمات ایام بلوہ کے نامبردہ کو عطا ہوا تھا - اونکا یہہ بیان ہے کہ ۳۰ جون ۱۸۶۸ء کو نہال احمد پسر کرامت حسین (برادر و چچا مدعیان) نے موضع مذکور بیع کر دیا تھا اور مشتریان نے اپنی باری مین غیرون کے ہاتھہ اوسکو منتقل کر دیا ہے اور ہمکو اسکا علم بعد وفات نہال احمد کے ۱۸۸۸ء مین ہوا تھا اور منتقل علیہم سے مطالبہ دخل اپنے حصص کا کیا تھا اور چونکہ اس سے انکار ہوا تھا لہذا نامبردگان نے دعوے اوس شے کا جسکو وہ اپنا حصہ بیان کرتی ہین مع واصلات کے بنام منتقل علیہم بشمول دیگر مالیان خاندان کرامت حسین کے کیا ہے - منجملہ دیگر وجوہ کے جوابدہی نالش کی اس وجہ کے بنا پر ہوئی ہے کہ وہ خارج المیعاد ہے - عدالت مرافعہ اولی نے نالش ڈسمس کی تھی - تب مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا اور اپیل مذکور محمود صاحب جسٹس و ینگ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور حکام ممدوح نے چونکہ بحث میعاد سماعت کی بہر پیش ہوئی تھی مقدمہ کو بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۰ء کے اجلاس کامل مین بغرض تجویز اس امر کے سپرد کیا تھا کہ آیا مضمون مندرجہ مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت مقدمہ ہذا سے متعلق ہین یا نہین -

امیرالدین و عبدالمجید منجانب اپیلانٹان اجودھیا ناتھہ و سندلال منجانب ریسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین ہمکو جس امر کی تجویز کرنیکی ضرورت ہے وہ صرف یہہ ہے کہ آیا مد ۱۲۷ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے یا نہین مسلمہ یہہ ایسا خاندان نہین ہے جو ٹہیک طور پر یا عام طور پر مشترکہ کہا جاسکے۔ ممالک ہذا کا یہہ ایک مسلمانی خاندان ہے۔ الفاظ جایداد خاندان مشترکہ مندرجہ مد ۱۲۷ سے دقت پیدا ہوی ہے۔ اب ممکن ہے کہ ان الفاظ کی تعبیر دو مختلف طور پر کیجا سکے۔ اونکی تعبیر یہہ ہو سکتی ہے کہ خاندان کی جایداد مشترکہ یا یہہ کہ جایداد خاندان مشترکہ کی۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس ملک مین الفاظ مذکور یعنی جایداد خاندان مشترکہ کی ہم تعبیر غلط کرینگے بشرطیکہ یہہ تجویز کرین کہ وہ ایسے مقدمہ سے متعلق ہین جہان جایداد مشترکہ ہے لیکن خاندان مشترکہ نہین ہے۔ علاوہ خاندان کے بہت سے اشخاص باہم جایداد مشترکہ رکہہ سکتے ہین۔ الف۔ ب۔ ج جنمین کوئی رشتہ نہین ہے ممکن ہے کہ جایداد مشترکہ رکہین۔ اگر ہم اس مد کے یہہ معنی لین کہ جایداد مشترکہ خاندان کی تو میرے ذہن مین یہہ دقت پیدا ہوگی کہ کیا وجہہ ہے کہ جس سے واضعان قوانین کا یہہ مقصد تہا کہ مد ۱۲۷ اوس خاندان سے متعلق ہو جو مشترکہ نہین ہے اور کوئی ایسا حکم بہ نسبت جایداد مشترکہ اون اشخاص کے صادر نہین کیا جو شرکاء خاندان نہین ہین۔ میری منکسر راے مین جایداد خاندان مشترکہ سے مد ۱۲۷ مین جایداد خاندان مشترکہ کی مراد ہے اور صحیح طور پر وہ جایداد خاندان مشترکہ کی کہی جایگی۔ وجہہ اس امر کی کہ کیون لفظ ہندو کا جو مد ۱۲۷ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء مین تہا اور مجموعہ حال سے متروک کردیا گیا ہے یہہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان کے بعض اضلاع مین جیسا کہ مین باور کرتا ہون ایسے خاندان مسلمانی ہین جو مشترکہ کہے جاسکتے ہین۔ بدین اظہار راے کی مقدمہ دو ججون کے بنچ مین جاویگا۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ از روے مرافعہ ثانی مقدمہ ہذا کے مدعیان اپیلانٹان نے بعد بیان کرنے اس امر کے کہ ہم بعض جایداد سے منتفع ہوتے رہے ہین یہہ بیان کیا ہے کہ بعض مدعاعلیہم نے منتفع مذکور سے ہمکو بیدخل کردیا ہے اور اونہون نے استدعا بحالی دخل قطعی اپنے حصص کی بموجب شرع محمدی وراثت کے بابت جایداد ایک شخص متوفی کے کی ہے

اپنی عرضی نالش مین وہ کسی جگہہ یہہ بیان نہین کرتے ہین کہ جایداد مشترکہ خاندان مشترکہ
کی ہے اور وہ متطع مشترکہ سے خارج کردی گئی ہین اور یہہ استدعا کرتے ہین کہ اونکا حق
دربارہ شرکت بھی متطع مشترکہ مذکور کے نافذ کیا جاوے - لہذا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو
مد ایکٹ میعاد سماعت کا اصلی اور مناسب طور پر قابل متعلق ہونے اونکی نالش کے
ہے وہ وہ حکم قانونی ہے جو مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت مین پایا جاتا ہے -
جیسا کہ مین سمجھتا ہون جو قاعدہ تعبیر کا قانون میعاد سماعت سے متعلق ہونیکے قابل ہے
وہ یہہ ہے کہ اگر صورت نالش کی دراصل طور پر کسی خاص مد کے چار پہلو مین داخل ہوتی
ہو تو ہمکو اس غرض سے بتعبیر پر دہیہ لگانا چاہیے کہ نالش مذکور کو نالشات کی اوس زمرہ مین
داخل کردین جنکے لئے ازروے کسی دوسرے مد قانون مذکور کے زیادہ تر رعایتی میعاد
سماعت [illegible] دی گئی ہے - علاوہ برین واضعان قوانین کی نسبت یہہ قیاس نہین ہوسکتا
ہے کہ واضعان ممدوح نے دو مد میعاد سماعت کے ایسے مرتب کی ہین کہ جو واقعات کی
یکسان حالت اور یکسان نالشات سے متعلق ہو سکین -

اب مین یہہ فرض کرتا ہون کہ مقصود مد ۱۲۷ کا اول یہہ ہے کہ خاندان مشترکہ الفاظ مذکور
کے معنی معقولہ اور بخوبی سمجھے ہوے مین ہو بعدہ اوسکا مقصود جایداد خاندان مشترکہ سے ہے
پہر اوسکا مقصود متطع مشترکہ سے ہے اور بالاخر اوسکا مقصود متطع مذکور سے خارج ہونیکا ہے
کہ جو وجہ تحریک ارجاع نالش کا ہوتا ہے - بتعظیم عظیم اون ذیعلم ججون کے جنہون نے فیصل کیا
ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ بمبئی باداشا بنام معصوم شاہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی
جلد ۴ صفحہ ۱۰۷ مین صحیح عبارت اس مد کی نظر انداز ہوئی ہے اوس نالش کے مدعیکو جس سے یہہ مد
متعلق ہوتا ہے جو چیز استدعا کرنی چاہیے ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ اوسکا حق جایداد خاندان مشترکہ
مین شریک ہونیکا اور نہ اوسکے کسی حصہ پر نافذ کیا جاوے یعنی یہہ کہ یہہ نالش واسطے بازیافت
حیثیت سابق متطع کی ہے اور یہہ کہ اوسکی خارج ہوجانیسے وہ محروم کردیا گیا ہے - میری
راے مین یہی صورت اوس نالش کی ہے جسپر مد مذکور محدود ہے اور وہ مد واقعات کی ایسی
حالت سے متعلق نہین ہے جو اسمقدمہ مین ظاہر ہوے ہون - مین ذیعلم چیف جسٹس کے حکم
مجوزہ سے بالکل اتفاق کرتا ہون -

ٹرل صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس۔ بنظر اسکے کہ میری تجویز مختصر ہو یعنی حکم استصواب پر حوالہ کرتا ہون جو مینے اسمقدمہ مین ۴ / جولائی ۱۸۹۰ء کو صادر کیا ہے اور جسمین مسٹر جسٹس [illegible] صاحب نے اتفاق کیا ہے اور جسکی وجہ سے حسب اجازت ذیعلم چیف جسٹس کے اسمقدمہ کی بغرض سماعت کے پانچ ججون کے بنچ مین پیش ہونیکی ضرورت ہوئی ہے۔

جو کچھہ جناب ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے اور نیز میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بنسبت صحیح معنی دفعہ ۴ / ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ / ۱۸۷۷ء) کے فرمایا ہے اسمین بجز اسکے مین کچھہ اضافہ نہ کرونگا کہ مین یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جب مقدمہ کی بحث وہان بنچ مین ہوئی تہی تب بہت وقت اوسپر ان چند مقامات کی نسبت پیدا ہوا تہا جنکا ذکر مینے اپنے حکم استصواب مین کیا تہا۔

مین اون مقدمونکو تفصیل وار طے کرنا نہین چاہتا ہون۔ میرا یہہ کہنا کافی ہے کہ مین اس امر پر غور کرونگا کہ وہ اجلاس کامل کے روبرو تمامتر بلحاظ اون تقریرون کے ہے جو منجانب مدعیان اپیلانٹان بنسبت تبدیلی الفاظ قانونی دفعہ ۴ / مندرجہ ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۹ / ۱۸۷۱ء) کے ہوئی ہے کیونکہ وہ تبدیلی بمضمون فقرہ ایکٹ میعاد سماعت حال کے مقابلہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ تبدیلی مذکور بوجہ موجودگی کسی امر کے نہین ہوئی ہے بلکہ بوجہ نہونے ایک لفظ یعنے لفظ ہندو کے ظاہر ہوتی ہے اور بجاے اوسکے شخص کی لفظ داخل ہوئی ہے جب مقدمہ کی بحث منجانب اپیلانٹان کے ہوئی تہی تو مجہے اقرار کرنا چاہیے کہ مجہے بالخصوص نظر ناگہانی تبدیلی کے (جسپر درحقیقت عبارت قانونی مین اہم طور پر غور ہونا چاہیے) یہہ خیال ہوا تہا کہ اس دفعہ ۴ سے یہہ مقصود تہا کہ مسلمانون سے بہی متعلق ہوگا۔ بدرجہ اول یہہ تبدیلی بطور ترمیم بڑے انداز زبانی کے ہے لیکن یہہ عبارت جہانتک ضروریات مقدمہ کو تعلق ہے بجز اسکے اور کچھہ نہین ہے کہ وہ محض ایک آواز ہے جس سے کچھہ مطلب نہین نکلتا۔ کیونکہ اس معاملہ پر غور کامل کرنیکے بعد مجہے معلوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا ہرگز یہہ مقصود نہین تہا کہ مسلمانان ممالک اندر علاقہ اختیار عدالت ہذا ایسا قاعدہ جو ملک کو نامعلوم ہے اور شرع محمدی کو نامعلوم ہے اور لوگون کو نامعلوم ہے یہہ کہکر متعلق کیا جاوے کہ بعد وفات مورث کے شخص متوفی کے اوسکی جایداد اوسکے وارثان کو مدگانہ حصص مین نہین پہونچتی ہے بلکہ جایداد مذکور کو نوعیت جایداد مشترکہ متعلقہ

علم قانون ہنود کے حاصل ہوتی ہے۔ برعکس اسکے شرع محمدی کا یہہ قیاس ہے کہ ہر حصہ جداگانہ ہوتا ہے اور ہر حصہ دار مالک اپنی جداگانہ حصہ کا ہوتا ہے اور اگر حصہ داران مذکور باتفاق رہنا چاہتے ہین تو وہ ایسا کر سکتے ہین لیکن اونکی ملکیت جداگانہ اور تعلقات معطل نہین ہو جاتے ہین۔

ذی علم چیف جسٹس اور میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اس امر کے ثابت کرنیکے لئے کافی طور پر کہہ چکے ہین کہ واسطے اغراض متعلق کرنے مد ۱۲۷ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے چند امور ضروری ہین یعنی یہہ کہ بدرجہ اقل خاندان مشترکہ ہونا چاہیے اور مین اوس سے تجاوز کرونگا کیونکہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اوسکو ظاہر کر چکے جو تین اور شرائط ہین۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ ملک کے اس حصہ مین قاعدہ خاندان مشترکہ کا حسب مفہوم اہل ہنود کے اہل اسلام مین اوس منشا سے موجود نہین ہے کہ جس منشا سے اوس قانون مین اوسکا استعمال ہوا ہے۔ اگر وہ قاعدہ موجود بھی ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ مجھے یہہ کہنا چاہیے کہ ذی علم وکیل پنڈت جودیا ناتھ کی یہہ بحث جسوقت مینے حکم استصوابی صادر کیا تھا بخوبی صحیح تھی کہ قانون ممالک مذکورہ کسی ایسی حالت خاندانی کو تسلیم کرنیکی اجازت بوجہ دفعہ ۳۷ - ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء کے نہ دیگا۔ مجھے وہ بھی کہنا چاہیے جو مجھے اوسوقت خیال ہوا تھا جب ذی علم پنڈت نے اوسوقت بحث کی تھی اور مجھکو اسوقت خیال ہوتا ہے کہ بمبئی کے جن مقدمات پر ذی علم کونسل اپیلانٹ نے استدلال اور اصرار کیا تھا اونکو اسمقدمہ سے تعلق نہین ہے کیونکہ اوسمین ایک بالکل ہی مختلف قانون بہ نسبت متعلق ہونے شرع محمدی کے حاوی ہے۔ مین ذی علم پنڈت کی اوس بحث سے بھی اتفاق کرتا ہون جو اوسوقت پنڈت موصوف نے کی تھی کہ آئین ۴ ۱۸۲۷ء مجریہ بمبئی کو اوس وقعت سے تجویز کرنے مین نظر انداز کرنا چاہیے جو اوس پریزیڈنسی کے فیصلجات پر جو اسبارہ مین ہین قایم ہونا چاہیئے۔

بہ نسبت اون چند تقریرون کے جو دوران بحث مین اوسوقت کی گئی تھین جب سماعت دو نیشن بنچ مین ہوی تھی (اسمضمون سے کہ اگر زیر بحث ایسی نالشات سے جیسے کہ یہہ ہے متعلق نکیا جائیگا تو ملک کے اس حصہ کے مسلمانون کو ایک بڑی استحقاق سے محروم کر دینا ہوگا) مین کہنا چاہتا ہون کہ مین مدت سے یہہ راے قایم کرتا آیا ہون کہ قوانین میعاد سماعت کے قوانین اساکیشی ہین اور یہہ بات تو بہت بعید ہے کہ اونکی تعبیر بمنشا تغییر سخت قوانین

تعزیری کے برخلاف اونکی متعلق ہوینکے ہوسکے اونکا الفاظ بسختی واسطے اطمینان حقوق کے ہونا چاہئے - یہہ بات مین ایک سے زیادہ مقدمونمین جو رپورٹون مین دستیاب ہوتے ہین کہہ چکا ہون - مین یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ بابت تعبیر مد ۱۲۷ - ایکٹ میعاد سماعت حال (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے جوکچھ دقتین پیدا ہون وہ ہون اوس وقت کو ایسے مقدمہ مین اضافہ نکرنا چاہئے جسمین مسلمان عورتین درحالیکہ وہ پردہ نشین بہی ہون بعد انقضاء میعاد کے دعوے کرتے ہین - بتائید اس رائے کے مین اون مقدمات کا حوالہ کرنا چاہتا ہون جنمین مینے قبل ازین اس اصول کے ضرورت کو بتلایا ہے کہ قانون شخص بیدار کی مدد کرتا ہے اور نہ سونیوالے کی -

ایک بات اور - بمقدمہ باواشا بنام معصوم شا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۴ صفحہ ۷۰) کے جس پیراگراف پر مسٹر عبد المجید نے استدلال کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہرا ذیلعلم جج نے مد ۱۲۷ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے ملاحظہ کرنے یا بدرجہ اقل بہہ داخل کرنمین جہانتک رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے عبارت اوسمین حصہ پانیکو اسطرحپر سمجھا ہے کہ گویا لفظ حصہ اسم ہے فعل نہین ہے - مین اوسکو اوس منشا مین نہین سمجھتا ہون - مین اوس سے ٹہیک وہی مراد سمجھتا ہون جو میرے بہائی اشٹریٹ صاحب نے بیان کی ہے یعنی یہہ کہ وہ فعل ہے اور اوسکی یہہ معنی ہین کہ بمتطع مشترکہ کا بہر قایم کرانا -

جن دیگر مقدمات کا ذکر مینے اپنے حکم استصواب مین کیا ہے اونکو برعایت اوس امر کے تصور کرنا چاہئے کہ جو ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اشٹریٹ صاحب نے اسمقدمہ مین کہا ہے اور جس سے میرے بہائی ٹرل صاحب نے اتفاق کیا ہے - جواب اس استصواب کا یہہ ہے کہ مد ۱۲۷ - ایکٹ میعاد سماعت حال ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ایسے نالشات پرحاوی نہین ہے جیسے اسمقدمہ کی عرضی نالش سے ظاہر ہوتی ہے - لہذا مین حکم مصدرہ سے اتفاق کرتا ہون

ناکس صاحب جسٹس - مین جوابات مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون

ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۰۰ سن ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲ فروری صفحہ ۹۰ انگریزی

تنامدار چودہری بنام کرم راجے وغیرہم

رہن - مواخذہ جات مقدم وموخر - مواخذہ دار کا اوس نالش مین فریق

نکیا جاتا جو بربنا ء مواخذہ مقدم کیے ہو۔ اوسکے استحقاق انفکاک پر اوس سے خلل نہ آتا۔

اگر مواخذہ دار مقدم بعلم مواخذہ موخر کے وقت دایر کرنے نالش بربنا ء رہن مقدم کے مواخذہ دار موخر کو فریق مقدمہ نکرے تو استحقاق انفکاک مواخذہ دار موخر پر اوسکی وجہ سے خلل نہین آتا ہے۔

موہن منور بنام تولگو اوکار انڈین لاء رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۴ و محمد سمیع اللہ بنام مان سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۵) و جادو بنام مہ فیض الدین (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۰) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اس مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جج کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین سندر لال و غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ جوالا پرساد و کاشی پرساد منجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش دخل کی حسب حالات ذیل دایر ہوئی ہے مسمی بہیا اگر سنگہ نے ایک رہننامہ سادہ بنام دو شخص مسمیان بینی مادہو اور اجہبیت سنگہ بعوض عہ سے کے لکہدیا تہا اور حقیت ۱۹ مواضعات از ان راہن پر اوسکا مواخذہ قایم ہوا تہا اور منجملہ اونکے ۲ دام ۸ پائی ایک موضع موسومہ سرسیا ہے۔ بنظر آسایش کے اس رہن کو رہن نمبر اول کہنا چاہیے ۔ ۴ اگست ۱۸۶۸ء کو اوسی راہن نے اور اور شخصون لئے ایک رہن منفعتی اپنی جایداد کا بشمول کل موضع سرسیا کے بعوض مبلغ للعہ صمار بنام پیر غلام وجوری کے لکہدیا اور اسمین شبہ یا بحث نہین معلوم ہوتی ہے کہ اون مرتہنون نے بذریعہ اپنے رہن کے دخل پالیا تہا۔ اس اخیر رہن پر بذریعہ بیشگی مزید کے قریب اکتوبر ۱۸۶۸ء مین ایک مواخذہ مزید ۹ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو قایم کیا گیا تہا بنظر آسایش کے اس رہن کو رہن نمبر ۲ کہنا چاہیے۔

بہ نسبت رہن نمبر ۱ کے جسکی حسب متذکرہ بالا بینی مادہو اور اجہبیت سنگہ مرتہن تہے معلوم ہوتا ہے کہ اجزا زر بیشگی وا دمہ کے فیما بین اونکی بقدر دو ثلث بحق بینی مادہو و ایک ثلث بحق اجہبیت سنگہ کے تقسیم ہوگئی تہی جسوقت قبل مارچ ۱۸۸۰ء کے اجہبیت سنگہ مرتہن اور اوسکے راہنان نے ایک تصفیہ بقدر ایک ثلث جایداد مرہونہ کے کرلیا اور طلبانہ اوسیقدر رہن ادا و بیباق ہوگیا ۔ بعدہ ۱۵ مارچ ۱۸۸۰ء کو بینی مادہو نے بقیہ حقیت رہن کی نالش کی اور بمقابلہ راہن کے واسطے للعہ کے ڈگری حاصل کی ۲۴ ستمبر

ستمبر ۱۸۸۷ء کو بعینہ مادہوردنے اپنے استحقاق ڈگریداری کا بنام دو شخص مسمیان شریف اور
وولارسکھ کے منتقل کر دیا جنہون نے بطور منتقل الیہم ڈگری مذکورہ کے اجرا ڈگری مین تدبیرین
کین اور اون کارروایات اجراے ڈگری مین اونہون نے اپنی مدیون ڈگری کے رہن
سے استغلام خریداری ۶ ۲/۳ پائی موضع سرپا کا بعوض ۔۔۔ کے کرلیا۔ اوس معاملہ کی تکمیل
بذریعہ بیع نیلامی کے ہوئی تہی اور یہہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ حقیت اب رہنامہ ۱۸۸۲ء سے
غایب ہوگئی اور اب ایندہ اوسکے تابع نہین ہے جو حقیت اون دو شخصوں نے اسطرح
حاصل کی تہی وہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۸ء کو مدعی کے نام منتقل ہوی اور یہی اوسکا استحقاق ہے
لہذا بادی النظر مین وہ قابض ایسے استحقاق کا ہے جو نیلام مین بعلت ایسے موخذہ
کے لیا گیا تہا جو اوس مواخذہ سے مقدم تہا کہ جسکے ذریعہ سے مدعا علیہم نے اپنا استحقاق
حاصل کیا تہا اور جسکو مین ابہی ایک لحظہ مین ثابت کرونگا۔

رہن نمبر ۲ کی بناپر کبہی نالش نہین ہوئی اور واضح ہوتا ہے کہ پیر غلام اور
جوڑی اصل مرتہنان ۔۔۔ دونون فوت ہوگئے ہین اور اونمین سے ہر ایک بہت سے وارث
اپنے پیچہے چہوڑ گئے ہین۔ بہ نسبت وارثان پیر غلام کے یہہ ہوا کہ اونہون نے ۲۴
ستمبر ۱۸۸۸ء کو اپنا نصف حق مرتہنی ازروے رہن مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۲ء کا بدست
مسماۃ کرم راجی کنوری زوجہ بہیا اگر سنگہ راہن کے بیع کردیا۔ معاوضہ اوس بیع کا ۔۔۔
تہا جو بذریعہ انتقال حقیت بہیا اگر سنگہ معہ دیگر متعدد اشخاص واقعہ موضع موسومہ ۔۔۔
بنام وزیر و دیگر اشخاص بعوض مبلغ ۔۔۔ معہ ایک تمسک تنہا بہیا اگر
سنگہ بابت ۔۔۔ ن حقیت زمینداری نامبردہ بابت ادا سے مبلغ ۔۔۔ کے ظاہر کیا گیا تہا۔

بہ نسبت حصہ جوڑی بابت رہن مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۲ء کے یہہ ہوا کہ ۱۸ اکتوبر
۱۸۸۶ء کو حصہ مذکور کو پسران جوڑی نے بہی بدست مسماۃ کرم راجی کنوری کے بعوض
مبلغ ۔۔۔ کے بیع کردیا۔ اس صورت مین بہی معاوضہ بیع کا بذریعہ انتقال متقابلہ
منجانب بہیا اگر سنگہ بشمول چند دیگر اشخاص بابت اپنی حقیت واقعہ موضع میدانی بالظہار
مالیت مبلغ ۔۔۔ اور بذریعہ تمسک تنہا بہیا اگر سنگہ تعدادی مبلغ ۔۔۔ ن خود
حصہ زمینداری کے ادا کیا گیا تہا۔ اس سے استحقاق مدعا علیہم کا ظاہر ہوتا ہے۔
پس مینے وہ صحیح طریقہ بیان کردیا ہے جس سے مقدمہ کی یہہ صورت ظاہر ہوتی

اور یہہ کہ یہہ کیونکر ہے کہ مدعی جو رہن نمبرا کا قایمقام ہے دخل بمقابلہ قابض حقیت اور دوسرے رہن نمبر ۲ کے چاہتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسمین کچھہ شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ بروقت اوس نالش کے جو بذریعہ رہن نمبرا کے ہوئی تہی مرتہن کو رہن نمبر ۲ سے اطلاع تہی نہ صرف یہہ بات ہے کہ وہ دستاویز رجسٹری شدہ ہے بلکہ بشمول اوسکے رہن منفعتی قسم کا تہا مرتہن قابض تہے اور اس امر کی نسبت ذیعلم جج ماتحت عدالت ماتحت جبلدرت حکم دیکی یہہ تجویز کی ہے کہ اوس نالش کے مدعیکو علم اور اطلاع رہن منفعتی کی تہی۔

یہہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ اوسوقت ایکٹ انتقال جایداد نافذ نہین تہا اور نہ احکام دفعہ ٨٥ کے عمل پذیر تہے لہذا مدعی پر یہہ ذمہ داری عاید نہین ہوسکتی ہے کہ اوسمقدمہ مین رہن نمبر ۲ کے فریقون کو شریک کرتا۔ دفعہ ٨٥ ایکٹ انتقال جایداد کے رو سے جواب نافذ ہے صرف وہ اصول متعلق ہوتا ہے جسکو مدت دراز سے عدالتہاے ملک ہذا تسلیم کرتی تہین اور ایسا اصول ہے جسکی نسبت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ براہ عدل و انصاف اور نیک نیتی کے اوسکا موثر کرنا اون عدالتون پر لازم تہا۔ ذیعلم وکیل نے منجانب مدعیان اپیلانٹان کے یہہ کہا ہے کہ بنظر ٹہیک نوعیت اون حالات کے جنمین خریداران بروے رہن دوم نے اپنی حقوق بنام مدعاعلیہم منتقل کئے ہین یہہ تصور کرنا چاہئے کہ جو اونکو ادا ہوا تہا وہ فی الواقعہ خود راہن نے ادا کیا تہا لہذا یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ رہن ١٨٦٨ع کا ادا و بیباق ہوگیا تہا اور مدعاعلیہم کو استحقاق نہین ہے کہ اوس اطمینان پر اپنا حق قایم کرسکین اور اوسکے رو سے کسی حق کا دعوے کرسکین۔ بہ نسبت اس حجت کے یہہ امر قابل یادداشت ہے کہ جو انتقالات زیادہ تر اصلی جزو معاملہ کا منجانب بہادر سنگہ بنام اون منتقل الیہم کے ہین وہ انتقالات نہ صرف اوسی کیطرف سے ہین بلکہ منجانب خود اوسکے بشمول چند دیگر اشخاص کے ہین۔ اور جیسا کہ میئنے ذیعلم وکیل اپیلانٹ کو بتلادیا ہے جس نے اپنی حجتون کو اسمقدمہ مین ایسا صاف اور عمدہ طور پر بیان کیا ہے کہ مین اس امر سے واقف نہین ہون کہ کوئی امر راہن کو اوس بات کے کرنیکا مانع ہے جو راہن نے اسمقدمہ مین کی ہے یعنی اپنی زوجہ کو دوبارہ بہمرسانی سرمایہ بغرض خریداری حق مرتہنی کے جو مرتہن منتقل کرنا چاہتا تہا امانت کی ہے۔ مجھے نہین معلوم ہوتا ہے کہ اس حجت مین کوئی قوت یا اثر ہے اور وہ سرسبز نہین ہوسکتی ہے۔

بعدہ اصل اور ضروری امر مقدمہ کا یہ ہے کہ فریقین کو بہ نسبت اپنے مختلف مستغیثان
کے کیا حقوق حاصل ہین ۔ یہہ امر بلا سند کے نہین ہے ۔ اوسکا تصفیہ مقدمہ سوہن منو بنام
گوگو اوکا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲) مین ہوا ہے ۔ اوسکو میرے بہائی
ٹسل صاحب اور خود مینے بمقدمہ محمد سمیع الدین بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۲۷) طے کیا ہے کہ حسب اخر الذکر فیصلہ کو ذیل میں حبیب بخش اور میرے
بہائی براوہرسٹ صاحب نے بمقدمہ گجادہر بنام سو لچند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۱۰ صفحہ ۵۲۰) منظور کیا ہے اور اوسکی تقلید کی ہے اور خود مینے اون بہت فیصلونسے
اوسکو منظور کیا ہے جنمین مین شریک رہا ہون ۔ وہ کل فیصلے اسمضمون سے ہین کہ اگر
مواخذہ دار مقدم بعلم مواخذہ موخر کے اوسوقت مواخذہ دار موخر کو بزمرہ فریق شامل
نہین کرتا ہے جب وہ بربنا اپنی مواخذہ کے نالش کرتا ہے تو اوس مواخذہ دار موخر
کو اوس ڈگری سے خلل اور مضرت اوس استحقاق مین نہین پہونچتی ہے جو اوسکو ازروے
ایکٹ انتقال جایداد دربارہ انفکاک مواخذہ مقدم کے حاصل ہے ۔ اگر وہ اوسمقدمہ سے
خارج رکہا گیا ہے تو مواخذہ موخر کو اوسی حالت مین رکہنا چاہیئے جو اوسکی اوس صورت
مین ہوتی کہ جب وہ شریک مقدمہ کیا جاتا ۔

مدعا علیہا مسلماۃ مواخذہ دار موخر ہے ۔ وہ اون کل ذمہ داریون کے ادا دینیا قبول
کرنیکو آمادہ اور راضی ہے جنکا ادا کرنا قانوناً معقول طور پر اوسپر لازم ہے اور وہ اوس رقم
کے ادا کرنیکو طیار ہے جو مناسب طور پر رسدی حصہ ۱۲ پائی موضع سرسیا پر عاید ہو سکے
سے انکار نہین ہے کہ مبلغ سالانہ وہ رقم ہے جو بذریعہ انتظام خانگی فیما بین راہن کے جسکی نسبت
یہہ قیاس ہونا چاہیئے کہ اوسکو اپنی حقیقت کا بہت کم خیال رہا ہوگا اور مرتہن کی جسکی نسبت
یہہ قیاس ہونا چاہیئے کہ اوس نے قیمت مناسب سے زیادہ ادا کیا ہوگا بابت خریداری بذریعہ
بیع خانگی ۲ آنہ ۱۲ پائی کے ادا کیا گیا تہا ۔ مینے ایک لفظ بہی نہین سنی ہے کہ وہ رقم معقول تہی
اور ہم دونون کو اس امر پر اتفاق ہے کہ اسیقدر وہ رقم ہے جسکی نسبت انصافاً یہہ مطلوب
ہے کہ مدعا علیہا مدعیکو ادا کردے بشرطیکہ وہ اس خالص حصہ موضع سرسیا پر قابض رہنا چاہے
ہو سو چونکہ یہی وہ راے ہے جو مینے مقدمہ کی نسبت قایم کی ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ
ڈگری عدالت ماتحت کی اوسقدر غلط ہے جسکے روسے مواخذہ دار مقدم کو قبل دخلیابی

کے ... اخذ مدد سوخمہ کو ادا کرنیکا حکم ہوا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ حالت برعکس ہونی چاہیے تھی
... اپیل ڈگری اور فیصلہ عدالت ماتحت کا منسوخ کرتا ہون اور یہہ استقرار کرتا ہون
... مدعی بحیثیت مستحق دخل حصہ جائداد متنازعہ پابندی اس شرط کے ہے کہ اگر
... اس ڈگری کے تاریخ سے چھہ مہینے کے اندر مدعا علیہا عدالت ہذا مین مبلغ ... روپیہ
ملے مدعی کے داخل کردے تو تا وصول ... مدعی کی ڈسمس متصور ہوگی اور مدعا علیہا ... کی
... سرسیا پر قابض رہیگی۔ اگر زر مذکورہ میعاد مشروط کے اندر داخل نہ کیا جاویگا تو
ڈگری دخل مدعی کی قایم رہیگی اور وہ مستحق ہوگا کہ بمطابق قانون کے رجسٹری کو نافذ کرے ہر
دو صورت مین فریقین اپنے اپنے خرچہ کے مقدمہ کے بابت متحمل ہونگے۔
جسٹس ... صاحب جسٹس ... مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع اگرہ — اپیل دوم نمبر ١٠٣ سنہ ١٩٠٩ء — منفصلہ ٩ فروری — صفحہ ٩٢ انگریزی

کنور سین بنام بہتر سنگہ

اجرائے ڈگری۔ درخواست اجرائے ڈگری سے بلا اجازت دوبارہ داخل کرنے
درخواست جدید کے دست بردار ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ٣٧٣ و ٦٤٧۔

برطبق درخواست اجرائے ڈگری کے عدالت نے حکم صادر کیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے
درخواست اجرائے ڈگری واسطے قرقی کے ہے۔ طلبانہ اور اجرت امین داخل نہین ہوا ہے۔ بیان
وکیل ڈگریدار کا یہہ ہے کہ جائداد مدیون ڈگری کے تلاش کرنیکے بعد پھر درخواست کیجاویگی۔ بالفعل
کچھ پیروی کرنا نہین ہے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باثبات سے بعدم پیروی خارج ہووے۔
تجویز ہوئی کہ چونکہ احکام دفعہ ٣٧٣ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کارروائی اجرائے ڈگری سے
متعلق ہین اور ڈگریدار نے اجازت داخل کرنے درخواست جدید کے حاصل نہین کی لہذا درخواست
جدید اوسی قسم کی نہین گذرانی جاسکتی ہے۔ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ١٠ صفحہ ١) و فقیر اللہ بنام ٹھاکر پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ٢ صفحہ ١٧٩)
و مدار ہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ٢ صفحہ ٢٣٩) کی تقلید ہوئی
واقعات اس مقدمہ کی حسب ذیل ہین۔
ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ٦ مئی ١٨٩٨ء کو ڈگری بازیافت زر نقد بذریعہ نفاذ کفالت

کے حاصل کی تہی ۔ پہلی درخواست اجراے ڈگری کی ۴ مارچ ۱۸۸۵ء کو گذری تہی اور وہ ۳۰ مارچ کو خارج ہوگئی تہی دوسری درخواست اجراے ڈگری کی ۲۰ جولائی ۱۸۸۶ء کو گذری تہی اور جب درخواست وکلاء ڈگریدار کے ۹ اگست کو اونکے اس بیان پر خارج ہوئی تہی کہ وہ اوسکی پیروی نہین کرنا چاہتے ہین بلکہ درخواست جدید داخل کرینگے جب یہہ دریافت کر لینگے کہ آیا مدیون ڈگری کی کوئی جایداد ہے یا نہین جسکے نسبت ڈگری جاری کرائی جاوے درخواست حال ۸ جون ۱۸۸۸ء کو داخل کی گئی ہے اور مدیون ڈگری نے یہہ عذر کیا ہی کہ درخواست مین قاعدہ قرار یافتہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) عارض ہے ۔ عدالت مرافعہ اولی نے عذر منظور کیا (یہہ بہی تجویز کی کہ درخواست خارج المیعاد ہے) عدالت اپیل ماتحت نے حکم عدالت مرافعہ اولی کا اس بنیاد پر منسوخ کیا کہ ضمناً استدعا اجازت پیش کرنے درخواست جدید کی موجود ہے تب مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ — موتی لال منجانب رسپانڈنٹ ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل مقدمہ اجراے ڈگری مین ہے ۔ واقعات مقدمہ کی مینے اپنے حکم مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۸ء مین بیان کئے ہین جسکے روسے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس ہوا تہا کہ تجویز صاف بہ نسبت الفاظ حکم ۹ اگست ۱۸۸۶ء کے جسکے روسے درخواست سابق خارج ہوئی تہی طلب کی گئی تہی ۔ بذریعہ میرے حکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۸ء کے اور برضامندی ذیعلم چیف جسٹس کے مقدمہ بغرض سماعت روبرو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کے اور خود میرے روبرو پیش ہوا ہے کیونکہ اسمین اون چند مقدمات کی ٹہیک تاثیر غور طلب تہی جسمین مین اور میرے ذیعلم بہائی بطور ممبر ایک ہی بنچ کے شریک تہے منجملہ اونکے مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۱) کا ہے اور پہر مقدمہ فقیر اللہ بنام ٹہاکر پرساد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۶۴) کا ہے ۔ مقدمہ مین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ راد ہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) کے بہی صحیح تاثیر غور طلب ہے جسمین ان مقدمات اور دیگر سابق مقدمات پر کماحقہ غور ہوا تہا اور کل عدالت نے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود میرے اون اراسے اتفاق کیا تہا جو ہمنے ہر دو مقدمات سابق محولہ بالا مین ظاہر کی تہین

جو تجویز عدالت اپیل ماتحت نے بر طبق واپسی کے اخذ کی ہے اوسمین ٹہیک الفاظ حکم مصدرہ ۹ ماہ اگست ۱۸۹۶ء کو ذیل منجملہ عدالت ماتحت نے نقل کر دیا ہے اور وہ الفاظ یہ ہین

درخواست ترقی کی نہ طلبانہ اور رسوم امین داخل نہین ہے ۔ وکیل ڈگریدار کا بیان ہے کہ جایداد مدیون تلاش کر کے پہر درخواست گذرانیگی بالفعل کچہہ پیروی نہین ہے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقیات سے بعدم پیروی خارج ہووے ۔

انگریزی مین ترجمہ ہونیسے اوسکے یہہ معنی ہین ۔

درخواست (اجرای ڈگری) واسطے ترقی کے ہے ۔ طلبانہ اور رسوم امین داخل نہین ہے ۔ اور بیان وکیل ڈگریدار کا یہہ ہے کہ بعد تلاش کرنے جایداد مدیون ڈگری کے پہر درخواست کرینگے ۔ بالفعل کوئی پیروی کرنیکا مقصود نہین ہے ۔ لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقیات سے بعدم پیروی خارج کیا جاے ۔

جہانتک مین ترجمہ اصل ہندوستانی حکم کا کر سکتا ہون یہہ بہت ٹہیک ترجمہ ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گوبند پرساد کی رائے صحیح ہے جب اونہون نے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود میری توجہ اون الفاظ کیطرف متوجہ کی تہی کہ جو مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۷) مین واقعہ ہین اور نیز اون الفاظ پر متوجہ کی تہی جو فیصلہ ذیل منجملہ چیف جسٹس مقدمہ اجلاس کامل بمقدمہ راداہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۴۱۳ مین صفحہ ۴۰۹ رپورٹ مین واقعہ ہین ۔

ان مختلف مقدمون پر غور کرنیکے بعد مجہے معلوم ہوتا ہے کہ احکام دفعہ ۳۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمات اجرای ڈگری سے متعلق قرار پاے ہین اور باعتبار اس تعبیر قانونی کے جسپر اجلاس کامل نے مقدمہ متذکرہ بالا مین ہوبلی سے اتفاق کیا ہے ہمکو یہہ تصور کرنا چاہیے کہ تاثیر دفعہ ۳۷۴ فقرہ (۲) یعنی اس عبارت کی کہ اگر مدعی بلا حصول اجازت مذکور مقدمہ سے دست بردار ہوجاوے یا جز و دعوے سے باز آوے تو وہ اوس خرچہ کا ذمہ دار ہوگا جو عدالت دلاوے اور اوسکو بابت شے دعوے یا اوسکے جز و مذکور کے مجدداً نالش کرنیکا اختیار نہوگا جب مقدمات سے متعلق کیجاوے یہہ ہوگی کہ حکم مورخہ ۹ ماہ اگست ۱۸۹۶ء مین اجازت مجدداً کرنے کارروائی بذریعہ دیگر درخواست کے بعد دست برداری وکیل ڈگریدار نسبت درخواست اجرای ڈگری

کے نہیں ہے۔ لہذا بحالت نہونے اجازت مذکورہ کے ڈگریدار کو اختیار دعوا اجرای ڈگری بعد گذرانے کا حاصل نہیں ہے۔ مسٹر مادہو پرساد نے جنکی پاس خلاصہ مسٹر موتی لال کا منجانب رسپانڈنٹ کے ہے ایک اور امر کی بحث کی ہے اور وہ یہہ ہے کہ جز واوس بیان وکیل کا جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے خود حکم عدالت مین پڑہنا چاہیئے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسکی اجازت نہین ہو سکتی ہے۔ بیان وکیل ڈگریدارین اور نیز وکیل مدعی مین ممکن ہے کہ بہت سے استدعا مین ہو یا متعدد دادرسیون کے استدعا ہو لیکن جز و تعمیلی حکم کا نالش ابتدائی مین ڈگری ہے اور اسیطرح سے ایسے مقدمات مین جز و تعمیلی حکم کا خود حکم ہوتا ہے کہ جو اس مقدمہ مین بدین الفاظ شروع ہوا ہے۔ لہذا حکم ہوا۔

لہذا مقدمات متذکرہ بالا کو متعلق کر کے مین اپیل ڈگری اور حکم عدالت اپیل تحت کا منسوخ کرتا ہون اور حکم عدالت مرافعہ اولے کا معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۹ انگریزی — ضلع مراداباد — اپیل فوجداری نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۷ مارچ

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام محمد محمود خان

عدالت سشن۔ اسیران۔ اسیرون کا بوجہ وفات یا بیماری کے حاضر عدالت نہونا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۰۸ و ۴۵۸۔

دوران تجویز مین جو روبرو عدالت سشن باعانت تین اسیسرون کے ہتی کارروائی کے شروع نوبت مین ایک اسیسر فوت ہو گیا تہا اوسکی بجائے دوسرا اسیسر ایسا بیمار ہو گیا کہ کارروائی مذکور مین شریک نہ ہو سکا اور شروع بحث وکیل ملزم مین جو عدالت سے کر رہا تہا تیسرا اسیسر چلا گیا اور جب وہ بحث ختم ہو گئی تہی اوسوقت تک پہر واپس نہین ایا۔

تجویز ہوئی کہ مقصود قانون کا یہہ ہے کہ بہ تعداد اقل ایک اسیسر تمام تجویز مین مسلسل حاضر رہے۔

چونکہ یہہ شرط پوری نہین ہوئی لہذا کارروائی جو روبرو عدالت سشن کے ہوئی ہے وہ منسوخ ہونا چاہئے کیونکہ (بلحاظ احکام دفعہ ۴۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے) تجویز مذکور کا ہونا ایسے عدالت کے روبرو متصور ہونا چاہئے جسکو اختیار حاصل نہین رہا تہا۔

واقعات اسمقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

پوگوس منجانب اپیلانٹ گورنمنٹ پلیڈر رام پرساد منجانب سرکار

مسٹر صاحب جسٹس - ذیلعلم کونسل نے جو پنجاب گورنمنٹ حاضر ہوے ہین ایک عذر ابتدائی پیش کیا ہے سماونکی یہہ حجت ہے کہ تجویز ثبوت جرم بہ نسبت اونکی موکلون کے بوجہ عدم اختیار سماعت عدالت ماتحت کے قانوناً بیجا ہے - ۱۰ اگست ۱۸۹۰ء کو تجویز روبرو ذیلعلم سشن جج مراداباد اور تین اسیسران کے شروع ہوئی تہی - یہہ امر مطابق اس قاعدہ مندرجہ دفعہ ۲۶۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوا تہا کہ کل تجویزات روبرو عدالت سشن کے یا تو بذریعہ جوری یا باعانت اسیسران کے ہونگی - تجویز کی شروع نوبت مین ایک اسیسر فوت ہو گیا اوسکے تہوڑے عرصہ بعد دوسرا ایسا بیمار ہو گیا کہ تجویز میں شریک نہوسکا - ۱۸ ستمبر ۱۸۹۰ء کے اجلاس مین تجویز اپنے نوبت اخیر کو پہونچی کہ جب صرف گوبند رام اسیسر حاضر تہا - مقدمہ جانب ثبوت کے ختم ہونیکے بعد اور اظہار ملزم اور انکی چند گواہون کے ختم ہو جانیکے بعد ذیلعلم وکیل ملزمان نے عدالت کے روبرو قریب ڈیرہ گہنٹہ تک بحث قانونی اور رودادی مقدمہ مین کی تہی - قبل اسکے کہ وکیل موصوف نے دس منٹ سے زیادہ بحث کی ہتی مسٹر گوبند رام نے مکان عدالت سے جانے کی اجازت جج سے بعذر بیماری اور اسوجہ سے بدحواسی کی سبب ضعف کے لی ہتی - جب تک بحث منجانب ملزم ختم نہین ہو گئی ہتی وہ واپس نہین آئے اور جواب وکیل سرکار جانب ثبوت کے سننے کے بعد اونہون نے یہہ راے بربنا ابہم اور ناقابل اطمینان وجوہ کے ظاہر کی کہ ملزمان مجرم ہین - باعتبار ان واقعات کے مسٹر پوگوس یہہ عذر کرتے ہین کہ بلحاظ احکام دفعہ ۲۶۸ و ۴۵۰ - ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء کے تجویز بیجا ہے - یہہ بحث نئی ہے اور بہت ضرورت کی ہے - یہہ ظاہر ہے کہ ہر تجویز جو سشن جج نے بلا کسی اسیسر کی ہو بوجہ ہونے اختیار سماعت کے بیجا ہے - بدرجہ مساوی یہہ بہی امر یقینی ہے کہ اگر کل اسیسر جنکی اعانت سے سشن جج نے تجویز شروع کی ہتی (تجویز کے اول سے اخر تک) حاضر ہونے سے مجبور رہین یا خود غیر حاضر ہو گئے ہین تو کارروائی موقوف کر دینی چاہیے ہتی اور تجویز از سر نو عمل مین لائی چاہیے ہتی - لیکن بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہین حاضر ہونے سے مجبور ہین یا خود غیر حاضر ہو گئی ہین مسٹر گوبند رام تجویز کے جزو کثیر مین اول سے اخر تک حاضر رہا اور اوسکی صرف ایک جزو

مین وہ غیر حاضر ہو گیا - لیکن کیا بموجب اصل مثلاً دفعہ ۲۰۵ کے اوسکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ حاضر رہا ہے - مجھے اپنے بھائی اسٹریٹ صاحب سے مشورہ کرنیکا فایدہ حاصل ہوا ہے اور میری بھی یہہ راے ہے کہ اس سوال کا جواب نفی کے ساتھہ ہونا چاہیئے -

دفعہ ۲۰۵ کے حصہ اول مین صریحاً یہہ حکم ہے کہ کارروایات مین اول سے آخر تک اسیسرون کو حاضر رہنا چاہیئے یعنے اونکی حاضری مین کوئی شق نہ پڑنا چاہیئے جو ٹھیک طور پہ برابر کل سلسلہ تجویز کے اوسوقت تک قایم رہنا چاہیئے کہ جسوقت تجویز صادر کیجاتی ہے جو مقدمہ میرے روبرو پیش ہے اوسکا وہ جز و جسپر احکام دفعہ ۵۳۰ کے حاوی ہین اور جو بنظر خیال ملزمان کے بہت ضروری ہے اوسمین پیروی مقدمہ کی بلا اعانت اسیسرون کے ہوئی تھی اور اوسقدر حاضری مذکور مسلسل مکمل نہین تھی - مین ضرور اس عذر کو بدین نتیجہ منظور کرونگا کہ مین اس امر کے تجویز کرنے پر مجبور ہون کہ تجویز روبرو اسیسر عدالت کے ہوئی تھی جو بلا اختیار سماعت کے تھی لہذا ضرور منسوخ ہونی چاہیئے - تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا اور دیگر کارروایات جو میرے روبرو موجود ہین منسوخ کیجاتی ہین اور تجویز جدید مطابق قانون کے عمل مین لائی جاویگی -

منفصلہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۰ع صفحہ ۹۴ انگریزی

ضلع کانپور — اپیل اول نمبر ۱۹۶ سنہ ۱۸۹۰ع

بشن دیال بنام دی بنک آف اپر انڈیا لمیٹڈ

اجرائے ڈگری - فریق کا بطور قایمقام مدیون ڈگری متوفی کے مسل مین بیجا شریک کرنا - اپیل - خرچہ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ضمن (ج) -

مسمی بشن دیال درخواست اجرائے ڈگری مین بطور ایک قایمقام مدیون ڈگری متوفی کے فریق بنایا گیا تہا - نالش سابق مین یہہ تجویز ہوچکی تہی کہ بشن دیال سے مدیون ڈگری کا اسطور پر رشتہ نہین ہے کہ وہ اوسکا قایمقام قانونی ہوسکے اور اس کارروائی مین بہی اوس نے عذر کیا تہا کہ وہ ایسا قایمقام نہین ہے اور اوسکا عذر منظور ہوا تہا اور حکم منظوری عذر بلا اپیل رہا اور قطعی ہوگیا - لیکن عدالت نے بروقت منظور کرنے عذر کے عذردار کو اوسکا خرچہ نہین دلایا -

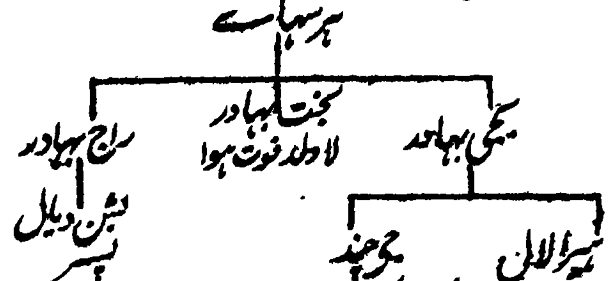
تجویز ہوئی کہ عذردار کا استحقاق اپیل بوجہ اسکی اپیل نہین ہوگیا کہ عذر دار اجرائے ڈگری مین وہ بیجا فریق کیا گیا ہے اور نیز یہہ کہ اندرین حالات وہ محض بحث خرچہ کی اپیل کرسکتا تہا -

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین محمود صاحب جسٹس کے پورے طور پر درج ہین

رام پرساد منجانب اپیلانٹ — ہورڈ منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول ہے جسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہذا مین حسب ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکو تعریف ڈگری مندرجہ فقرہ تعریفی دفعہ ۲ - ایکٹ مذکور کے ساتھہ پڑہنا چاہیے دایر ہوا ہے اور اوس حیثیت سے اپیل مذکور کو ایسا تصور کرنا چاہیے کہ حیطہ دفعہ ۵۴۰ - ایکٹ مذکور مین داخل ہے - جب مینے سماعت ابتدائی مقدمہ کی تہی اور مسٹر رام پرساد منجانب اپیلانٹ حاضر ہوے تہے تو منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا گیا تہا کہ ایسا اپیل ہو نہین سکتا ہے - خلاف اپیل ایک دوسرے عذر پر اصرار ہوا تہا یعنی یہہ کہ اگر اپیل ہو بہی سکتا ہو تاہم عدالت ماتحت نے اوس اختیار امتیازی کو استعمال کیا ہے جو عدالت موصوف کو از روے دفعہ ۲۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے اور حسب حالات مقدمہ کے اوس اختیار امتیازی مین عدالت ہذا سے بصیغہ اپیل دست اندازی نہین ہوسکتی ہے کیونکہ نزاع صرف خرچہ سے متعلق ہے اور نہ اصل سودا دینی نزاع باہمی فریقین کے -

جو حجت میرے رو برو اسطرح پیش کی گئی ہے اوسکو قابل الفہم کرنیکے لئے اور نیز اسوجہ سے کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت نے اپنے فیصلے کے تحریر کرنے مین ایک مرتبہ سے زیادہ فریقون کے نامون کو مخلوط کر دیا ہے مین شجرہ ذیل کا بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہون کہ جس سے متعلق رشتہ داری ان اشخاص کا ظاہر ہوتا ہے جنکے نام واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری ہین۔



جو خاندان شجرہ متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے وہ سری باستب کایستھون کا خاندان ہے جسکے مذہبی اصول ایسے لامحدود ہو گئے ہتے کہ کشن دیال پسر راج بہادر کو شخص اخر الذکر اور دیگر رشتہ داران خاندان اس امر کے ثابت کرنیکے لئے نالش کرنا پڑی ہتی کہ خاندان ہندون کا ہے اور نہ مسلمانون کا یا بدرجہ اقل یہہ بات کہ قاعدہ وراثت شاستری خاندان سے متعلق ہے اور نہ شرع محمدی قران کا۔ بالاخر یہہ مقدمہ روبرو دو نین جج عدالت ہذا کے جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور ٹرل صاحب شریک ہتے پیش ہوا اور حکام ممدوح نے مقدمہ موسومہ راج بہادر بنام کشن دیال (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) میں تصفیہ اس امر کا کر دیا تہا اور رپورٹ سے وہ ٹہیک فیصلہ ظاہر ہوتا ہے جو اون ذیعلم ججون نے اخذ کیا تہا۔

مجھے اوس فیصلے کی نسبت اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ مین نے اوسکا ذکر اسوجہ سے کیا ہے کہ اوس سے ابتدائی حالات اوس بحث کے ظاہر ہوتے ہین جسکا فیصلہ مین اسمقدمہ مین کرنا چاہتا ہون۔ فیصلہ ہائیکورٹ کا ۴ مارچ ۱۸۸۲ء کو صادر ہوا تہا اور وہ فیصلہ قطعی ہو گیا اور فریقین کو یہہ تسلیم ہے۔

واضح ہوتا ہے کہ بعد اس فیصلے کے اپیلانٹ دیا بنک لمیٹڈ ریسپانڈنٹان اپیل ہذا نے بربنائے تمسک مکفولی جائداد غیر منقولہ بخت بہادر و بجی بہادر کے ۲۵ اگست ۱۸۸۲ء کو ڈگری

حاصل کی اور چونکہ وہ ڈگری زر نقد بذریعہ نفاذ کفالت کے ہتی وہ بہی ناطق ہوگئی۔

۱۴ اپریل ۱۸۸۸ء کو بخت بہادر لاولد فوت ہوگیا اور جیسا کہ شجرہ متذکرہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے چند رشتہ دار چہوڑ گیا منجملہ اورون کے ایک بہائی راج بہادر پدر کشن دیال ہے جو بیرسٹر روبرو بہہ اپیلانٹ ہے۔

معاملات اسطرحپر رہے کہ جب ۴ مئی ۱۸۸۸ء کو بنک ڈگریدار نے ایک درخواست اجرائے ڈگری متعلقہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے جاری ہونیکے ڈگری مورخہ ۵ ۲ اگست ۱۸۸۱ء کے داخل کی اور اوس درخواست مین ظاہر بحسب دفعہ ۲۳۴ مجموعہ کے عمل کرنیکے ڈگریدار نے بخت بہادر اصل مدیون ڈگری کو اور اوسکے ساتہہ جے چند وہیرا لال بطور پسران بخت بہادر متوفی کو مدیونان ڈگری ظاہر کیا اور علاوہ انکے راج بہادر اور کشن دیال کو درخواست مذکور مین بطور وارثان لالہ بخت بہادر متوفی کے بیان کیا۔

اس درخواست سے یہہ مقدمہ شروع ہوا اور اوسکی دوران مین منجملہ دیگر امور کے جو ظہور پذیر ہوے ہین اور جنکی ذکر کرنیکی مجہے ضرورت نہین ہے کشن دیال اپیلانٹ عذرات بطور عذرداراس بیان سے حاضر ہوا کہ وہ بیجا فریق کیا گیا ہے کیونکہ نہ وہ وارث بخت بہادر مدیون ڈگری متوفی کا ہے اور نہ کسی طرحپر ذمہ دار ڈگری مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۸۱ء کا ہے جو اجرا طلب ہے۔ بالفاظ دیگر اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکو کسیطرحپر ڈگری سے خواہ بتقویت قایمقامی کسی حیثیت بخت بہادر کی خواہ کسی اور طور پر کچہہ تعلق نہین ہے اور فعل بنک ڈگریدار کا اوسکو اسطرحپر فریق کرنیمین ایسا بیجا ہوا ہے کہ وہ اسمقدمہ مین جس سے اوسکو کچہہ سروکار نہین ہے بیجا گہسیٹا گیا ہے۔

اس عذر کا فیصلہ جا یا بیجا عدالت ماتحت مین ہوگیا تہا اور اوسکی نتیجہ مین ایک حکم عدالت ماتحت کا حسب مضامین ذیل صادر ہوا تہا۔

تا م کشن دیال بر طبق خود اوسکے عذر کے مسل سے خارج کر دیا گیا۔ عذرداران اپنے اپنے خرچہ کے متحمل ہوسکے۔

بنا رامنی اس فیصلہ کے کوئی اپیل بجانب بنک ڈگریدار کے دایر نہین کیا گیا لہذا یہہ متصور ہونا چاہیئے کہ یہہ فیصلہ عدالت ماتحت کا بہ نسبت کشن دیال کے کہ اوسکو کوئی استحقاق بطور قایمقام قانونی بخت بہادر مدیون متوفی بموجب ڈگری مورخہ ۲۵ اگست

استدعا ہے کے حاصل نہین ہے فیصلہ قطعی ہو گیا۔

لیکن کشن دیال علمدار نے جو عدالت ماتحت مین اسطرحپر کامیاب ہو گیا ہے یہہ اپیل دایر کیا ہے اور جو عالمانہ بحث اوسکے طرف سے مسٹر رام پرساد نے کی ہے اوسپر مین نے پورے طور پر عدالت اپیل کی اس ضرورت کو ذہن نشین کر کے غور کیا ہے کہ حکم متعلقہ خرچہ مصدرہ حسب دفعہ ۲۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ٹہیک طور پر دست اندازی نکیا کرین۔

ایسا مین مکرر کہہ چکا ہون اور اوسکو اب مین پہر کہنا چاہتا ہون کہ احکام متعلقہ خرچہ بلا ضرورت منشا و اپیل نکیا جانا چاہیئے کیونکہ عدالت اپیل وجوہ خفیفہ کے بنا پر اختیاری امتیازی عدالت مرافع اوسمین دست اندازی نکرینگے۔

لیکن مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین ڈگری عدالت ہذا مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۱ء سے کہ جو نہ صرف صادر ہی ہوئی تہی بلکہ رپورٹ سرکاری جلد ۴ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد صفحہ ۳۴۳ مین شایع بہی ہوئی تہی ڈگریدار اس امر کی احتیاط کر سکتا تہا کہ آیا کشن دیال کو اسمقدمہ مین فریق کرنا چاہیے یا نہین۔

قبل اسکے کہ مین اس امر کو موخر کر دون سب سے پہلے مین اوس امر ابتدائی کو فیصل کرونگا جسکا مین ذکر کر چکا ہون یعنی یہہ کہ اسمقدمہ مین اپیل نہین ہو سکتا ہے۔

مقدمہ اجلاس کامل سیٹہہ چاندمل بنام درگا دی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۳۱۲) مین مینی اون ارا کو ظاہر کیا ہے جنپر مین اب بہی اوس فیصلہ مین قایم رہا ہون جو بصفحہ ۳۲۵ لغایت ۳۲۸ درج ہین خصوصاً اون تحریرات پر جو بصفحہ ۳۲۶ مین کی ہین

اسمقدمہ مین منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ بحث ہوئی ہے کہ چونکہ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ کشن دیال قایمقام بخت بہادر مدیون متوفی کا نہین ہے لہذا اوسکو ہرگز استحقاق اپیل کا حاصل نہین ہے اور اسبارہ مین بہت عالمانہ تقریر پیش کی گئی ہے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہہ درخواست مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۸۸ع باستدعاء اجراے کے داخل کی گئی تہی کشن دیال مقدمہ مین فریق ہو چکا تہا اور کوئی اعتراض اوس درخواست کے نسبت نہین ہوا تہا کہ وہ ذریعہ اجراء ڈگری کی ہے۔ وہ ایک مقدمہ تہا جسکے نسبت فریقین کا بصراحت کے ساتہہ اوس درخواست مین بیان کیا گیا تہا جسکے ذریعہ سے وہ شروع ہوا تہا۔ اور چونکہ وہ اسطرحپر شروع ہوا تہا اور زمرہ فریقین کا ایسا تہا جو اوس درخواست کے رو سے ظاہر کیا گیا تہا

تو یہہ فیصلہ عدالت کا کہ اپیلانٹ قایمقام قانونی بخت بہادر کا نہین ہے اوس استحقاق کو زایل نکریگا جو اوسکو از روے ضمن دفعہ ۴۴ ہے کے عطا ہوا ہے اور جسکے ساتھہ دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پڑہنا چاہئے - جو کچھہ وہ کہتا ہے وہ یہہ ہے کہ وہ قایمقام بخت بہادر مدیون متوفی کا کہا گیا ہے لیکن وہ ایسا قایمقام نہین ہے اور یہہ کہ وہ اوس مقدمہ مین شخص اجنب ہے اور ڈگری مورخہ ۲۹ اگست ۱۸۸۴ء مین شخص اجنب ہے جو نتیجہ اوس مقدمہ کا ہے اور وہ غلط طریق عمل کے ذریعہ سے بیجا طور پر عدالت مین کہینچا گیا ہے اور صرف اسیوجہہ سے عدالت نے یہہ صحیح فیصلہ کیا ہے کہ وہ شخص ثالث ہے اور بدینوجہہ وہ اوس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے جسکا بار اوسپر اوس ڈگری کے روسے عاید ہوتا - مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ از روے الفاظ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوسکو استحقاق اپیل کرنیکا اس غرض سے ہے کہ وہ شکایت اوس خرچہ کی کرسکے جو اوسکے حق مین بوجہ اس بیجا فریق کئے جانیکے نہین دلایا گیا ہے عطا ہوا ہے -

بعدہ بہ نسبت روداد خود حکم مذکور کے یہہ رائے ہے - بطور بحث اختیار اعتیاد کی کے مین امید کرتا ہون کہ عدالتہاے ماتحت جب اپنا اختیار سماعت حسب اقتدار امتیازی دفعہ ۲۰۰ ہے کے استعمال کرتی ہون ہمیشہ یہہ یاد رکھین کہ جب کوئی بیقصور شخص مقدمہ مین کہینچا جاوے اور کسی تجویز کے انتظار مین وہ کہڑا رکہا جاوے تو اوسکو بہت تکلیف دلی گوارا کرنا پڑتی ہے علاوہ اوس خرچہ کے جو مقدمہ مین بیجا کہینچے جانیسے اوسکو عاید ہوتا ہے اور ایسے حالات اسلئے خیالات کافی ہین کہ بدرجہ اقل وہ خرچہ اوس کامیاب فریق کو دلائے جاوین جو از روے قانون کے جایز ہین -

اسمقدمہ مین فیصلہ ذیلی جج عدالت ماتحت سے وہ متواتر غلطیان ظاہر ہوتی ہین جو شمار اگر ایسے دربارہ رشتہ مندی فریقین ہوگئی ہین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ نام بخت بہادر کا ایکمرتبہ سے زیادہ بیجا نام رشن دیال کے استعمال کیا گیا ہے اور لچھمن دیال مقدمہ مین بطور فریق مقدمہ کے بیجا طور پر بیان کیا گیا ہے -

اسبارہ مین غالب ہے کہ ذیلی جج نے اس عام قاعدہ قانونی کی تقلید نہین کی ہے کہ فریق کامیاب مستحق اپنے خرچہ کا ہوتا ہے اور غلطیان فریق ثانی کی وجہ اس امر کی نہین ہو سکتی ہین کہ اس عام قاعدہ سے اختلاف کیا جاوے - فی الحقیقت خود شرط

متعلقہ دفعہ ۲۰۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس مضمون سے تاکید کی گئی ہے کہ ہر حکم خرچہ کے لئے جب وہ مطابق نتیجہ کے نہو وجوہ ہونا چاہیے۔ ذیلی جج کی فیصلہ مین کوئی وجوہ نہین مین بجز اسکے کہ بنک مذکور بدارادے اس امر کے دریافت کرنیکے احتیاط کافی نہین کی ہے کہ وہ کون اشخاص ہین جنکے مقابلہ مین اپنی ڈگری مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۸۵ع جاری کرانا چاہیئے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مین کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ حکم عدالت ماتحت کا جہانتک کہ وہ خرچہ لشمن دیال عذردار اپیلانٹ عدالت ہذا سے متعلق ہے قائم نہین رہ سکتا ہے۔ کسی اور فریق نے اپیل نہین کیا ہے اور اسلئے اسمقدمہ مین میرا یہہ حکم ہے کہ اپیل منظور ہوگا اور حکم عدالت ماتحت کا جہانتک کہ اسکے رو سے لشمن دیال کا وہ خرچہ جو اوسکو عاید ہوا ہے نہین دلایا گیا منسوخ ہوگا اور اپیلانٹ کے ہر دو عدالت کے خرچہ کا متحمل بنک رسپانڈنٹ ہوگا۔

صفحہ ۹۶ انگریزی

ضلع غازیپور — اپیل اول احکام نمبر ۲۵ ۱۸۸۹ع — منفصلہ ۷ فروری

مہابیر سنگہ ویک کس دیگر بنام بہاری لال وغیرہم

اپیل ـ حکم ضلع جج مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کرنے عدالت مجاز کے ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۸ـ

حکم مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کرنے عدالت مجاز کے اس بنیاد پر کہ جس عدالت مین وہ پیش کیا گیا اوسکو اختیار سماعت اپیل کا حاصل نہین ہے ایسا حکم نہین ہے جو حیطہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہوسکے اور اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا ہے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ـ

اسپنکی و بل منجانب اپیلانٹان کاشی پرساد و رام پرساد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ـ یہہ اپیل اول بنارضی حکم ضلع جج سابق غازیپور مشعر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کیجانے ہائیکورٹ کے اس بنیاد پر کہ اونکو اختیار سماعت دربارہ سماعت اور تجویز کرنے اپیل کے حاصل نہین ہے ـ

جو نالش عدالت جج ماتحت غازیپور مین دائر ہوئی تھی وہ واسطے شفع کے تھی مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین حصہ مشفوعہ کی مالیت للعمہ قائم کی تھی ـ بجانب مدعیعلیہم

مدعا علیہم نے اوس حصہ کی مالیت معہ ماسے قایم کی تہی ۔ جج ماتحت نے مالیت علیحدہ تجویز کی تہی اور ڈگری شفع کی بشرط ادا ہونے مبلغ معہ ۱۳۵۷ روپیہ کے صادر کی تہی ستار ۱۰ اپریل ۱۸۸۹ء اس ڈگری سے مدعیان نے اپیل بعدالت ضلع جج غازیپور کے دایر کیا تہا ۔ ضلع جج نے بعد تجویز کرنے اس امر کے کہ مالیت اوس حصہ کی معہ ماسے ہے وہ حکم صادر کیا جسکی ناراضی سے یہہ اپیل دایر ہوا ہے ۔ مسٹر کاشی پرساد نے منجانب مدعا علیہم ریسپانڈنیان کے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ یہہ اپیل ہو نہین سکتا تہا ۔ مسٹر ہل نے منجانب مدعیان اپیلانٹان کے یہہ حجت کی ہے کہ ضمن ۲ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اس مقدمہ سے متعلق ہے اور یہہ کہ لفظ عرایض نالش موقوعہ ضمن مذکور کو اسطرح پر پڑہنا چاہیے کہ گویا اسمین یادداشت اپیل داخل ہین ۔ ہماری یہہ راے ہے کہ ہم ایسے بخوبی سمجہے ہوے لفظ کو جیسا کہ عرایض نالش ہے کہ جسکی اصطلاحی قانونی معنی ہین اسطرح پر نہین پڑہ سکتے ہین کہ اوسمین ایک دوسرا بخوبی سمجہا ہوا لفظ کہ دوسرا اور صاف و صریح اصطلاحی قانونی معنی ہین اوسمین شامل ہو سکے ۔

دفعہ ۵۸۸ مین جو احکام نالشات مین صادر ہون اور جو احکام اپیل مین صادر ہون کہ جنکی ناراضی سے اپیل ہو سکتا ہے اونکا علیحدہ علیحدہ ذکر ہوا ہے ۔

چونکہ حکم متنازعہ مقدمہ ہذا ایسا نہین ہے جس کی ناراضی سے بموجب دفعہ ۵۸۸ کے اپیل کی اجازت ہو لہذا ہم عذر ابتدائی کو منظور کرتے ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین

ضلع سہارنپور متفرقہ نمبر ۱۱۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۱ فروری سنہ ۹۱ انگریزی

منگل سین بنام روپ چند و یکس دیگر

نالش عدالت مطالبہ خفیفہ ۔ انتقال بعدالت منصفی ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۳۵ ۔

مدعی نے اپنی نالش بطور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے عدالت جج ماتحت مین جنکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تہے دایر کی تہی ۔ دوران نالش مذکور مین جج ماتحت نے رخصت لی تہی اور اوسکی جانشین کو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ حاصل نہ تہے ۔ بریں وجہ ضلع جج نے ایک حکم عتقبہ دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر اس امر کے صادر کیا کہ کل مقدمات جنکی مالیت

مدعی نے استغاثہ ہو اور عدالت جج ماتحت مین بحیثیت اونکی عدالت مطالبہ خفیفہ کے دایر ہون ہتی
منصف مین منتقل ہون کہ تجویز اونکی بحیثیت مقدمات عدالت منصفی کے کیجاوے۔ منصف کو مد
تک اختیار عدالت خفیفہ کا حاصل تہا۔ بموجب اوسکے منصف نے اوسکی تجویز کی اور مدعی نے
اوسکا اپیل کیا اور اوسکا اپیل اونہین جج ماتحت کے روبرو پیش ہوا اگر بجائے حضور مین جنا نالش ہوئی تہی
تجویز ہوئی کہ فرض کر لیا جاوے کہ وہ نالش ایک نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے تہی (جسکا
فیصلہ نہین ہوا) تو عام اس سے کہ دفعہ ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا دفعہ ۳۵ - ایکٹ پراونشل کورٹ
خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) متعلق ہو یا نہو مد برابر نالش عدالت خفیفہ کے قایم رہیگی اور تابع علامات
ایسے ہی نالش کے رہیگی۔

یہہ استصواب جج ماتحت سہارنپور نے اون حالات مین کیا تہا جنکی پوری تفصیل
فیصلہ عدالت مین درج ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ وہ امر تجویز طلب ہے جسکو جج
ماتحت سہارنپور نے حسب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہم سے استصواب کیا ہے۔ ایک
نالش عدالت جج ماتحت سہارنپور مین جنکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تہے
بطور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے دایر ہوئی تہی۔ جبکہ نالش مذکور عدالت موصوفہ مین دایر
تہی جج ماتحت رخصت پر چلے گئے تہے۔ جو صاحب جج ماتحت کے غیر حاضری مین اونکی کارگذاری
کرنیکے لئے مقرر ہوے تہے اونکو اختیارات عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل نہ تہے۔ جج ضلع نے
ایک حکم مشعر اس امر کے صادر کیا کہ یہہ مقدمہ اور دیگر مقدمات عدالت منصفی مین منتقل ہون
کہ تجویز اونکی مثل مقدمات عدالت منصفی کے کیجاوے۔ منصف کو اختیارات عدالت مطالبہ
خفیفہ تا بمقدار ۵۰ روپیہ کے حاصل تہے۔ مقدمہ زیر بحث ۱۰ روپیہ کا تہا۔ مدعی نے منصف کی ڈگری
سے ناراض ہو کر ضلع جج سہارنپور کے حضور مین اپیل کیا اور اونہون نے اپیل کو عدالت
جج ماتحت مین منتقل کر دیا۔ جو کچھہ ہم کہنا چاہتے ہین اوسکے رو سے ہم یہہ فیصلہ نہین کرتے
ہین کہ یہہ نالش من قبیل نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے یا اوس حیثیت سے وہ
قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے۔ یہہ ایسا امر ہے جسکی ابہی تجویز جج ماتحت
کرینگے۔ واسطے اغراض حال کے ہم محض یہہ قیاس کرتے ہین کہ وہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کی
نالش ہے۔ باعتبار اس قیاس کے ہم رائے حسب ذیل ظاہر کرتے ہین۔ اس امر کا فیصلہ کرنا ضرور

نہین ہے کہ آیا فیصلہ بمقدمہ کولیسر راے بنام دوست محمد خان (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۴۴۹) قانوناً صحیح ہے اور اسمقدمہ سے متعلق ہے یا نہین - اگر دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسمقدمہ سے متعلق ہے اور یہہ حکم فی الواقعہ اوسی دفعہ کے بموجب صادر ہوا ہے تو فقرہ اخیر دفعہ مذکور کا متعلق ہوگا - اور واسطے اغراض اسمقدمہ کے منصف بطور عدالت مطالبہ خفیفہ مجاز تجویز کرنے اس مقدمہ کا اوس حیثیت سے متصور ہوگا - عدالت منصفی مین مقدمہ اون جج ماتحت کے رخصت پر چلے جانیکے بعد منتقل ہوا تھا جنکو اختیار عدالت مطالبہ خفیفہ کے حاصل تھے - اگر اس امر کے وجہ سے دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی متعلق نہین ہے تو ہم دفعہ ۳۵ - ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) متعلق کرینگے - وہ دفعہ نہایت احتیاط کے ساتھہ ملاحظہ طلب ہے - یہہ تا امر ممکن ہے کہ واضعان قوانین نے اوس دفعہ مین وہ امر ظاہر نکیا ہو جو اوسکا مقصود ہے لیکن ہمکو اوس دفعہ کی اوسیطرح پر تعبیر کرنا چاہئے کہ جسطرح پر وہ ہمکو ملتا ہے - ضمن (۱) اوس دفعہ کا حسب ذیل ہے -

(۱) ہر گاہ کسی عدالت مطالبات خفیفہ کا یا کسی ایسے عدالت کا جسکو عدالت مطالبات خفیفہ کا اختیار بخشا گیا ہے اختیار سماعت کسی باعث سے کسی مقدمہ مین باقی نرہا ہو تو اوس مقدمہ کے متعلق کوئی کارروائی ماقبل یا مابعد ڈگری کہ جو بر تقدیر اختیار سماعت باقی رہنے کے عدالت مذکور مین عمل مین آسکے اوس عدالت مین عمل مین آسکتی ہے کہ جسکو اوس مقدمہ مین کہ جب وہ نالش جس سے وہ کارروائی ظہور پذیر ہوئی رجوع ہونے والی ہو نالش مذکور کے تجویز کرنیکا اختیار حاصل رہتا -

نالش متذکرہ دفعہ مذکور نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کی ہے اور کارروائی متذکرہ دفعہ مذکور کارروائی عدالت مطالبہ خفیفہ کے نالش کی تھی - بموجب ہمارے تعبیر کے جو دفعہ مذکور کے نسبت ہے نتیجہ یہہ ہے کہ جب کوئی نالش کسی عدالت مین اسوجہ سے منتقل ہو جاوے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کا وجود باقی نرہے تو کارروائی تاہم عدالت مطالبہ خفیفہ کے کارروائی قائم رہتی ہے اور اسغرض کے لئے جس عدالت مین مقدمہ منتقل ہو جاتا ہے اوسکو ایسا تصور کرنا چاہئے کہ گویا وہ عدالت خفیفہ ہے جسکو اختیار سماعت اوسمقدمہ کے سماعت کرنیکا حاصل ہے جو اوسکے پاس منتقل ہوا یا ہے - با لفاظ دیگر واضعان قوانین کا جو کچھہ منشا رہا ہو سو ہو ہم دفعہ ۳۵ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کو اوس منشا مین پڑہتے ہین کہ جس منشا مین ہم اخیر فقرہ دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو پڑہتے ہین

باعتبار اس راے کے مسل عدالت مین جج ماتحت سہارنپور کے واپس جاویگی۔

صفحہ ۹۷ انگریزی سلسلہ

ضلع مرزاپور — اپیل اول نمبر ۱۲۵ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۱۱ فروری

سکرٹری اف سٹیٹ فار انڈیا ان کونسل بنام بھگونتی بی بی غیرہم

نالش مفلسانہ۔اپیل۔استحقاق گورنمنٹ دربارہ اپیل بہ نسبت رسوم عدالت بالای جزو دعوی ڈسمس شدہ مدعی کے۔مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۱۱ و ۴۱۲۔

ایک نالش مفلسانہ مین ضلع جج نے دعوی جزواً ڈگری کیا تہا اور جزواً ڈسمس کیا تہا لیکن سرکار کو رسوم عدالت بابت جزو دعوی ڈسمس شدہ مدعی کے ادا ہونیکا کوئی حکم نہین دیا گیا تہا۔چونکہ سکرٹری اف اسٹیٹ عدالت ماتحت مین فریق نہ تہے اونہون نے بہ نسبت رسوم عدالت بالای اوس جزو دعوی مدعی کے جو ڈسمس ہوا تہا اپیل دایر کیا۔

تجویز ہوئی کہ ایسا اپیل ہو سکتا ہے لیکن تشبیہاً مناسب طریقہ گورنمنٹ کے لئے یہ تہا کہ بتوسط کلکٹر کے عدالت مرافع اولی مین یہہ درخواست کرتے کہ اپنی فیصلہ کی تجویز ثانی کرے اور اوس متروکی کو اپنی ڈگری مین درج کر دے۔جانکی بنام کلکٹر الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ — رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔یہہ اپیل غیر معمولی قسم کا ہے چونکہ سکرٹری اف اسٹیٹ عدالت ماتحت مین فریق مقدمہ نہ تہا اور اونکا استحقاق اپیل کرنیکا صرف تعبیراً حسب مضامین دفعات ۴۱۱ و ۴۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیدا ہوتا ہے۔مسماۃ بہگونتی رسپانڈنٹ نے جو حاضر نہین ہے اور نہ اوسکی طرف سے کوئی حاضر ہوا ہے ایک نالش بنام ہردیو داس و رام کشن و مرلیدہر و بندا پرساد واسطے دلاپانے بقایا نان و نفقہ تعدادی مبلغ [illegible] و بازیافت زیورات مالیتی [illegible] جو اوس سے لے لیگئی تہی اور واسطے استقرار اپنی حق نان و نفقہ آیندہ بشرح [illegible] ماہواری کے دایر کی تہی۔یہہ نالش مدعیہ نے بصیغہ مفلسی بتاریخ ۲ مئی ۱۸۸۸ء دایر کی تہی۔ڈسٹرکٹ جج نے اول دو قوم دعوی مدعیہ کو ڈسمس کر کے اوسکی حق مین ڈگری مبلغ [illegible] جو نان و نفقہ بشرح [illegible] ماہواری ابتدای تاریخ نالش لغایت تاریخ ڈگری واجب تہا

صادر کی اور استقرار اوسکے حق کا بابت نان ونفقہ آیندہ بشرح عہ کے کر دیا۔ جو ڈگری صحیح
ہونی چاہیئے تہی اوسکا اظہار اسطرح پر کیا گیا تہا۔ کہ مبلغ ماعہ یا فیتی مدعیہ بابت نان ونفقہ
ابتدائی ۴ اپریل ۱۸۸۹ء تاریخ نالش تا تاریخ امروزہ واجب ہے مشار الیہ نے مدعا علیہم بطور
خرچہ یا فیتی نا مبردگان رسدی بابت جزو ڈسمس شدہ یا ماعہ پر دلادیا لیکن مدعا علیہم کو حکم دیا
کہ منجملہ خرچہ مدعیہ کے اوسقدر سرکار کو ادا کرینگے جو مدعیہ سے سرکار کو واجب الادا ہے۔ بالفاظ
دیگر ڈگری بحق مدعیہ واسطے پانے نان ونفقہ کے تاریخ امروزہ سے بشرح عہ ماہواری کے
صادر ہوا اور مدعا علیہم کسی خرچہ کے مستحق نہونگے۔ مدعا علیہم خرچہ مدعیہ کا رسدی بقدر زر ڈگری
شدہ کے ادا کرینگے۔

اثر اس ڈگری کا یہہ ہے کہ پیمانہ خرچہ مدعیہ کا اوس مقدار پر قرار دیا گیا تہا جو مدعیہ
سے سرکار کو واجب یا فیتی تہا اور پیمانہ خرچہ مدعا علیہم کا مبلغ ماعہ بند تقایا نان ونفقہ ڈگری
شدہ قرار پایا تہا۔ پس اسطرح سے ظاہر ہوگا کہ ذیلی جج کی ڈگری مین کوئی حکم کسی شخص کے
نسبت اس بارہ مین نہین تہا کہ سرکار کو رسوم عدالت بابت اوس جزو دعوی مدعیہ
جو ڈسمس ہوا ہے ادا کرے یعنی ضمانت کی بابت جسپر ماعہ رسوم عدالت واجب ہوگا۔ ذیلی جج
کی ڈگری مین بہی وہ متروکی ہے جو منشا شکایت اس اپیل مین منجانب سکرٹری اف اسٹیٹ
کے ہے۔ مجہے مجبوراً یہہ کہنا پڑتا ہے کہ میری راے مین بہت نامناسب طریقہ اختیار کیا گیا
ہے اور بجاے اسعدالت مین اس اپیل کے ساتہہ آنیکی سکرٹری اف اسٹیٹ کے لئے مناسب
طریقہ یہہ تہا کہ بتوسط کلکٹر مرزاپور کے ذیلی جج صادر کنندہ ڈگری و فیصلہ سے یہہ درخواست
کیجاتی کہ اپنی فیصلہ کی تجویز ثانی کرین اور ڈگری کو اوسطریقہ سے پہر مرتب کرین کہ جس سے
یہہ غرض موثر ہوجاوے جسکا مقصود اس اپیل سے ہے۔ بعد ملاحظہ عبارت دفعہ ۴۱۱ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے جسکے ساتہہ دفعہ ۴۱۴ پڑہنی چاہئے مین یہہ کہنے کو طیار نہین ہون کہ سکرٹری اف اسٹیٹ
مناسب طور پر ایسے فریق مقدمہ متصور نہین ہوسکتے ہین کہ جس سے وہ ایسا اپیل کرسکین جو ہمارے
روبرو پیش ہے۔ مقدمہ جانکی بنام کلکٹر الہ آباد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۴)
مین میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب و مڈل صاحب نے یہہ تجویز کی تہی کہ گورنمنٹ والی اجرائے ڈگری
مین جو نالش مفلسی سے پیدا ہو سکرٹری اف اسٹیٹ جن نے حکم حسب دفعہ ۴۱۱ حاصل کیا ہے
بطور فریق مقدمہ حسب منشا دفعہ ۴۴۴ متصور ہونگے۔ مین یہہ تجویز کرنیکو آمادہ نہین ہون کہ

وہ راے غلط ہے لہذا جو اصول اوسمین ظاہر کیا گیا ہے اوسکو اختیار کرکے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہ ایک فریق ڈگری عدالت ماتحت سے ناراض ہین اونکو اس اپیل کا دایر کرنا لازم تہا لیکن جب ایسے اپیل کی مصلحت اور صحت کی تجویز کرنے پر مین آتا ہون تو مین صرف یہہ کہہ سکتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہمین اوس سے محفوظ رہنا چاہیے تہا۔ ظاہرا مسماۃ بہگونتی ایک ہندو بیوہ بہت قلیل استطاعت کی ہے اور ایسی قلیل استطاعت کی ہے کہ اوسکو مجبورا مفلسانہ طور پر امداد عدالت کی اس غرض سے حاصل کرنا پڑی کہ اپنی شوہر کی خاندان کے مالیان دیگر کے ہاتہون سے قلیل وظیفہ نان ونفقہ کا جو اوسکے حق مین ڈگری ہوا ہے دلا پاوے یہہ حال رقم متعلقہ بہت قلیل ہے اور جو عہ اور خرچہ اس اپیل کے پہنچنے مین عاید ہوا ہے اوس سے درگذر کرنا چاہیئے تہا۔ بہرکیف ہمکو بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہین ہے کہ ہم قانون کی اوسیطرح تعمیل کرین کہ جسطرح پر وہ ہمکو ملتا ہے۔ میری راے مین مضامین دفعہ ۴۱۱ کے تابع یہہ ہین اور جب اونہون نے ڈگری صادر کی تہی اوسوقت ذیلی جج عدالت ماتحت پر اس حکم کا دینا فرض تہا کہ مدعیہ رسوم عدالت بابت اپنے اوس جزو دعوے کے ادا کرے جو ڈسمس ہوا تہا یعنی للعہ ادا کرے۔ اس راے کا نتیجہ یہہ ہے کہ مدعیہ بہت مہینون تک اپنا قلیل وظیفہ نان ونفقہ ماہواری کا قبل اوسوقت تک ادا کیا کرے کہ جبتک وہ ذمہ داری سے بمقابلہ سرکار ازاد ہوجاوے اوسکی حالت مفلسی پر نظر کرکے مین یہہ کہنے سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ایسا ہے جسمین سرکار اپیل کرنے سے اجتناب کرتی۔ اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اور یہہ اور ڈگری عدالت ماتحت کے اسطرحپر ترمیم کیجاوین کہ ڈگری مین اس مضمون سے استقرار درج کیا جاوے کہ مبلغ للعہ رسوم عدالت بہ نسبت اوس جزو دعوی مدعیہ کے جو ڈسمس ہوا ہی مدعیہ بہگونتی سے سکرٹری اف اسٹیٹ کو واجب الادا ہے جو اوسیطرحپر وصول کیا جاویگا کہ جسطرحپر خرچہ نالش دیوانی کا ازروے ڈگری کے وصول کیا جاتا ہے۔ دیگر مدعاعلیہم مقدمہ عدالت ہذا مین کسی ایسے غرض وبنیادی کے لئے عدالت ہذا مین طلب نہین ہوے تہے کہ جو مجھے نظر آوے کیونکہ ازروے دفعہ ۴۱۱ کے کسی عدالت کو کوئی اختیار نہین ہے کہ اونکو اوس جزو دعوے مدعیہ مفلس کے خرچہ ادا کرنیکا حکم دے جو ڈسمس ہوگیا ہے۔ اپیل بمقابلہ مسماۃ بہگونتی کے جزوا ڈگری کیا جاتا ہے لیکن بلا خرچہ اور ڈگری بہی حسب طریقہ متذکرہ بالا ترمیم کیجاویگی۔ بہ نسبت دیگر رسپانڈنٹان کے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

مسٹر صاحب جسٹس تہرل — مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — اپیل اول نمبر ۲۴ ۱۸۸۵ء — منفصلہ ۲۴ر فروری — صفحہ ۹ انگریزی

شاہ صفات عالم وبیکس دیگر بنام دینا پرشاد سنگہ

اجراء ڈگری۔ درخواست اجراء ڈگری کا بلا اجازت درباره کرنے درخواست جدید کے خارج ہو جانا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۳ و ۳۴۶۔

برطبق داخل ہونے درخواست اجراء ڈگری کے مدیون ڈگری نے ایک درخواست اس بیان سے داخل کی کہ بینے ڈگریدار سے مہلت مزید دو ماہ کی واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے حاصل کی ہے اور یہہ کہ برضامندی ڈگریدار کے مقدمہ خارج کر دیا جاوے۔ درخواست پر ڈگریدار کے بہی دستخط موجود تہے مین کوئی اجازت مزید درخواست اجراء ڈگری کے داخل کرنیکی نہین دی گئی تہی۔ تجویز ہوئی کہ درخواست مابعد اجراء ڈگری کی از روے دفعہ ۳۷۳ جسکے ساتہہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی پڑہنی چاہیے ممنوع ہے۔ راوہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) تقلید ہوئی

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ — مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین عدالت اپیل ماتحت کے درج ہین اور اونسے ظاہر ہوتا ہے کہ جس ڈگری کا اب اجرا مطلوب ہے وہ ۱۳ر مارچ ۱۸۸۳ء کو صادر ہوئی تہی ڈگری مذکور ۱۸۸۴ء مین جاری ہوئی تہی اور ۳ر دسمبر ۱۸۸۴ء کو خارج ہوئی تہی۔ دوسری درخواست اجرا کی ۱۳ر فروری ۱۸۸۴ء کو ہوئی تہی اور وہ اجرا حسب حالات ذیل ختم ہوا تہا۔

۹ر فروری ۱۸۸۴ء کو شاہ صفات عالم مدیون ڈگری نے ایک درخواست داخل کی تہی جسمین اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ واسطے ادا کرنے زر ڈگری کے اوس نے ڈگریدار سے دو مہینہ کی اور مہلت لی ہے اور یہہ کہ برضامندی ڈگریدار کے مقدمہ خارج کر دیا جاوے۔

درخواست مذکور پر دستخط ڈگریدار کی بہی مشعر رضامندی درباره عطاے مہلت دو ماہ بحق مدیون ڈگری کے ہوے تہے۔ درخواست مذکور پر جج ماتحت نے حکم ذیل صادر کیا تہا۔

آج اس درخواست کو شاہ صفات عالم مدیون نے گذرانی اور لالہ گوپی ناتہہ وکیل ڈگریدار اور خود ڈگریدار حاضر مسل نے بیان کیا کہ مقدمہ اجراء ڈگری کا بالفعل خارج کیا جاوے اور دو ماہ کی مہلت مدیون کو دیا جاوے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ اجراء ڈگری باقیات سے خارج کیا جاوے۔ المرقوم ۹ر فروری ۱۸۸۴ء

اسکا لفظی ترجمہ انگریزی بالفاظ ذیل ہوگا۔ یہہ درخواست شاہ صفات عالم مدیون

نے اور لالہ گوپی ناتھ وکیل ڈگریدار نے اج پیش کی ہے۔ اور نیز خود ڈگریدار نے جو وقت سماعت کے حاضر تہا یہہ بیان کیا کہ مقدمہ اجراے ڈگری بالفعل خارج کیا جاوے اور مدیون ڈگری کو دو مہینہ کی اور مہلت دیجاوے۔ لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ باقی مقدمات اجراے ڈگری خارج ہوا عدالت ماتحت کو وقت تجویز کرنے اس درخواست اجراے ڈگری کے جو ۲۶ دسمبر ۱۸۸۸ء کو گذری تہی عذر مدیون ڈگری کا جو حسب احکام دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش ہوا تہا اور جسکی تعبیر فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ راو ماچرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۳۹۲) مین ہوئی تہی طے کرنا چاہیے تہا اور عدالت موصوف نے اون عذرات کو نامنظور کیا تہا اور بنا راضی حکم عدالت ماتحت کے یہہ اپیل پیش ہوا ہے۔ میری یہہ راے ہے کہ باعتبار اون واقعات کے جو مینے بیان کئے ہین دست برداری ڈگریدار کی اپنی درخواست سابق کے پیش کرنے سے ایک دست برداری اندر حیطہ فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کے ہوئی ہے۔ مسٹر مادہو پرشاد نے میرے روبرو بہت سی بحث مجانب رسپانڈنٹ اس غرض سے کی ہے کہ مقدمہ مین فیصلہ اجلاس کامل سے فرق قائم کرنا چاہیے لیکن حکم مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۸۶ء کی اصلی الفاظ پر غور کرنیکے بعد مجہکو کچہ شبہ نہین ہے کہ اگرچہ یہہ بات حسب درخواست خود مدیون ڈگری کے ہوئی تہی کہ ڈگریدار نے دو مہینہ کی مہلت مدیون ڈگری کو زر ڈگری کے ادا کرنیکے لئے دی تہی تاہم جو درخواست خود ڈگریدار اور اوسکے وکیل نے مشترکاً عدالت سے کی تہی وہ درخواست مقدمہ خارج کیجانیکی تہی اور نہ محض التواے کارروائی اجراے ڈگری کی۔ یہہ بہی صاف ظاہر ہے کہ ڈگریدار کو عدالت نے کوئی اجازت تجدید مقدمہ کی بذریعہ درخواست اجراے ڈگری جدید کے نہین دی تہی لہذا ایک دست برداری حسب منشا فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کے ہے اور مین یہہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ یہہ راے ٹہیک مشابہ اوس امر کے ہے جو مینے مقدمہ غیر رپورٹ شدہ حاجی ظفریاب خان بنام سماۃ بخشی بیگم (اپیل اول نمبر ۶ سنہ ۱۸۸۹ء) منفصلہ ۳ جون ۱۸۹۰ء مین ظاہر کی تہی۔

بموجب اون اسباب کے مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت ماتحت کے درخواست اجراے ڈگری نامنظور کرتا ہون۔ مدیونان ڈگری مستحق دونون عدالتون کے خرچہ کے ہونگے۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۳۴۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۳ جنوری صفحہ ۹۹ انگریزی

بشناتھ پرشاد بنام جگناتھ پرشاد وغیرہم

میعاد سماعت۔ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ۔ اپیل مابعد بشکل معمولی۔ اپیل پر رسوم عدالت کا ادا ہونیکا اثر زمانہ ماضیہ پر ہونا۔

جس صورت مین درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی داخل ہونے اور نامنظور ہونیکے بعد اپیل بشکل معمولی بعدہ داخل ہوا لیکن بعد انقضاے میعاد سماعت کے تجویز ہوئی کہ اپیل معمولی پر رسوم عدالت ادا ہونیکی نسبت یہہ قرار نہین پاسکتا ہے کہ وہ متعلق اوس یادداشت اپیل کے ہے جسکے ساتھہ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ بہی اسلئے کہ وہ یادداشت اپیل مبدل بہ اپیل بین المیعاد ہوجاوے۔ تاوقتیکہ معمولی اپیل داخل نہین ہوا تہا عدالت کے روبرو کوئی شے ایسی موجود نہ تہی جسکو عدالت موصوف چندروزہ بہی بطور یادداشت اپیل کے تصور کرسکتے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین پورے طور پر درج ہین۔

عبدالروف وگوبند پرشاد رام پرشاد وسندر لال

اِج صاحب چیف جسٹس واسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بنا راضی فیصلہ ایڈیشنل جج غازیپور مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء کے ہے جسکے روسے مشارالیہ نے اپیل مدعیان کا جو انکی عدالت مین تہا اس بنیاد پر ڈسمس کیا تہا کہ وہ مابین میعاد سماعت کے داخل نہین ہوا تہا۔ تواریخ ذیل ضروری غور طلب ہین۔ مدعی اپیلانٹ نے ایک نالش عدالت جج ماتحت غازیپور مین دایر کی تہی جو ڈسمس ہوئی تہی۔ ۳ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو تب مدعی اپیلانٹ نے ایک درخواست حسب دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے اجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی داخل کی اور درخواست مذکور کیساتہہ یادداشت اپیل حسب اقتضاے[1] قانون شامل تہا۔ جج نے حسب طریقہ مقتضیہ فقرہ دوم دفعہ مذکور کے عمل کرکے فیصلہ و ڈگری عدالت ماتحت کو ملاحظہ کیا اور یہہ راے قایم کرکے کہ اونپر یہہ اعتراض وارد نہین ہوتا ہے کہ وہ خلاف قانون یا کسی ایسے رسم ورواج کے خلاف ہین جو حکم قانون کا رکہتا ہے یا اور طور پر غلط یا خلاف انصاف ہین۔ ۷ مئی سنہ ۱۸۸۹ء کو درخواست نامنظور کردی۔ مدعی اپیلانٹ کو اوسوقت یعنی ۱۳ جون تک میعاد حاصل تہی جسکے اندر بانضابطہ

اسٹامپ شدہ یادداشت پر اپیل دایر کردیتا لیکن اوس نے ایسا نہین کیا برعکس اسکے نامبردہ نے ۳ مئی کو جج سے درخواست تجویز ثانی حکم نامنظوری کی کی اور ۱۳ جون کو وہ درخواست بہی نامنظور ہوئی - ۲۴ جون ۱۸۸۹ء کو مدعی جو اوسوقت اپیلانٹ تہا عدالت ہذا مین معہ ایک درخواست بغرض نگرانی حکم صاحب جج کے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آیا اور عدالت ہذا سے وہ درخواست ۱۶ اگست ۱۸۸۹ء کو نامنظور ہوئی بعد ازان مدعی اپیلانٹ عدالت جج غازیپور مین پہر واپس گیا اور ۱۵ اگست کو اپنے دعوی کے ایک جزو کو چہوڑکر درخواست اس اجازت کی کی کہ وہ اپنی اپیل اسقدر جایداد کے لئے محدود کرسکے کہ جسقدر عہ رسوم عدالت ادا کرنے سے وہ ظاہر ہو - ۱۷ ستمبر کو مدعی کی یہہ درخواست منظور ہوئی تہی اور ۱۹ ستمبر کو یادداشت داخل اور درج رجسٹر ہوا - بلحاظ ان واقعات کے یہہ بات ہوئی کہ جب اپیل ۳ جنوری ۱۸۹۰ء کو بغرض سماعت پیش ہوا تو جس جج کو اوسکو طے کرنا تہا اونہون نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ اندر میعاد معینہ قانون کے داخل نہین ہوا تہا اور ۱۹ ستمبر ۱۸۸۹ء تک کہ جب وہ داخل اور درج رجسٹر ہوا تہا بطور اپیل کے متصور نہین ہو سکتا تہا - ہمارے روبرو جو حجت مسٹر گوبند پرشاد نے منجانب مدعی اپیلانٹ کے کی ہے وہ یہہ ہے کہ اگرچہ درخواست اپیل بصیغہ مفلسی مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۹ء ۲۷ مئی کو نامنظور ہوئی تہی تاہم عدالت جج کی فہرست مین ایک یادداشت اپیل ایسا موجود تہا جسکے نسبت عدالت موصوف مجاز تہی کہ حکم عطاے مہلت بغرض پورا کرنے کمی اسٹامپ کے صادر کرلی اور جب کمی اسٹامپ کی اوسقدر عہ ادا کرنے سے ۴ اگست ۱۸۸۹ء کو پوری کردی گئی تہی تو اوس ادا ہو جانے سے عمل زمانہ ماضیہ ایسا ہوگیا تہا کہ وہ یادداشت اپیل ایک یادداشت اپیل معقول اوسی تاریخ سے ہوگیا کہ جس تاریخ کو وہ مع درخواست مفلسانہ کے داخل ہوا تہا - ذیلعلم وکیل نے مقدمہ اسشوار شاہ بنام ولیم اورڈ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۱) پر بہت زور دیا ہے - وہ مقدمہ متعلق ایکٹ ۸ ۱۸۵۹ء دفعات ۳۰۸ و ۳۱۰ کے ہے اگرچہ مین واقف نہین ہون کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی حال مین احکام متعلقہ نالشات مفلسی اہم طور پر مختلف احکام ایکٹ سابق کے ہین اور اگر ہم باعتبار مجموعہ حال کے اونہین واقعات کے تجویز کرتے جو اوس مقدمہ مین ظاہر کئے گئے ہین تو غالباً ہمکو یہہ تجویز کرنا پڑتا کہ فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کا ہمپر حاوی ہے - بہرکیف جو

مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہے وہ قابل امتیاز ہے۔ اول آنکہ ہمکو ایک یادداشت اپیل کے نسبت تجویز کرنا ہے اور ثانیاً ایک ایسی یادداشت اپیل کی نسبت تجویز کرنا ہے جسکے ساتھ درخواست استجازت ارجاع اپیل بعینہ مفلسی شامل تھی جو نامنظور ہو چکی ہے۔ میری یہ راے ہے کہ درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کی ۷ مئی کو نامنظور ہوئی تھی تو وہکی کل کاروائی ختم ہو گئی تھی اور وہی کے ساتھ یادداشت اپیل مذکور جو اوسکے ساتھ شامل تھا خارج ہو گیا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ایک پرچہ کاغذ بلا اسٹامپ کے جو صرف درخواست استجازت ارجاع اپیل مفلسانہ کے ساتھ تھا وہ یادداشت اپیل کہا جا سکتا ہے تو اس لفظ کے منشا مناسب مین وہ ہرگز ایسا یادداشت اپیل تھا کہ جسکی جج عدالت اپیل سماعت کرتے یا اوسپر کوئی حکم صادر کرتے۔ معہذا جو کچھ ہدایات جج موصوف نے خواہ اپنے حکم نامنظوری مصدرہ ۷ مئی مین خواہ اپنی حکم نامنظوری تجویز ثانی اپنی فیصلہ مصدرہ ۱۳ جون مین کی تھین وہ خلاف اختیار تھین۔ مسٹر گوبند پرشاد نے یہہ اصرار کیا ہے کہ احکام دفعہ ۵۴۹ مجموعہ کے عدالتہاے اپیل اول ماتحت سے متعلق ہین۔ بالفرض دلیل یہہ تسلیم کرکے کہ ایسا ہی ہے وکیل موصوف نے میرا یہہ اطمینان نہین کیا ہے کہ الفاظ اسٹامپ ناکافی مندرجہ فقرہ ۲ دفعہ ۵۴۹ متعلق تھے یا اوسمین بالکل غیر اسٹامپ شدہ کاغذ داخل ہے۔ اگر یہہ صحیح ہے تو اہل مقدمہ میعاد سماعت کے اخیر روز عدالت مین ایسے شے کے ساتھ جو عرضی نالش یا یادداشت اپیل ظاہر ہوتا ہے آسکتا ہے اور اس بات پر اصرار کر سکتا ہے کہ عدالت اوسکو قبول کرے اس غرض سے کہ عدالت اوسپر حکم بموجب دفعہ ۵۴۹ کے صادر کرے اور اوسکے رو سے میعاد سماعت مین وسعت حاصل کرے۔ مین خیال کرتا ہون کہ جب کبھی ناکافی اسٹامپ استعمال کیا جاوین تو عدالت یادداشت کو بموجب دفعہ ۵۴۹ کے خیال کر سکتی ہے لیکن اسمقدمہ مین کاغذ پر کبھی اسٹامپ تھا ہی نہین لہذا وہ یادداشت اپیل نہین تھا اور وہ کبھی یادداشت اپیل ہوا ہی نہین تا وقتیکہ سب سے اول مرتبہ ۲۶ اگست ۱۸۸۸ع کو جب عــہ عدالت مین جمع کیے گئے تو غالباً اور صحیح طور پر کہتے ہین ۱۹ ستمبر تک وہ یادداشت اپیل نہین تھا جب وہ داخل اور درج رجسٹر ہوا تھا لہذا چونکہ کوئی یادداشت اپیل نہین تھا ہم تجویز کرتے ہین کہ احکام صاحب جج مصدرہ ۷ مئی و ۱۳ جون کے بے اثر تھی اور داخل اور درج رجسٹر ہونا ۱۹ ستمبر کا میعاد سماعت سے بہت عرصہ بعد ہوا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

مخزن انگریزی

ضلع کانپور اپیل دوم نمبر ۲۲۴ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۳ مارچ

کلیان سنگہ بنام کامتا پرشاد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۲۸۳ - انتقال بغرض الغاء ڈگری - نالش استقرار حق نسبت جایداد مقروقہ کے -

مدعی نے ایک نالش بمنزری حسب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے اثبات اپنے استحقاق نسبت کسی جایداد مقروقہ کے اس بیان سے دایر کی ہے کہ جایداد مقروقہ اوسکی نام اوس ڈگری کے ایفا مین منتقل ہوئی ہے جو اوسکے پاس بنام مدیون ڈگری کے ہتی -

تجویز ہوئی کہ یہہ ضرور نہین ہے کہ انتقال مذکور کی تصدیق حسب الحکام دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی چاہئے ہتی ممانعت دربارہ سماعت کے واسطے تصفیہ اور وصول متذکرہ دفعہ ۲۵۸ متذکرہ بالا کا صرف عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے متعلق ہے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

رام پرشاد و گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹ مہدی حسن و جو کہولال منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین -

کلیان سنگہ مدعی اپیلانٹ نے ڈگری زر نقد بابت بقایا لگان بنام ایک شخص مسمی سہور واسکے حاصل کی ہتی جسکے نسبت یہہ بیان ہے کہ وہ اسامی کلیان سنگہ مذکور کا تہا - یہہ ڈگری بابت مبلغ ۲۵ روپیہ کے ہتی اور مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۶ء ہتی - اوسکے بعد یہہ بیان ہوا ہے کہ بابت اوس روپیہ کے جو از روے ڈگری مذکور کے واجب تہا اور کچہہ اور روپیہ کے بابت جو سہور واسے کلیان سنگہ کو یافتنی تہا شخص اول الذکر نے چند درخت شخص اخر الذکر کے نام منتقل کئے تہے سہور واسکے بعد بالا کے نام کامتا پرشاد مدعا علیہ رسپانڈنٹ نے بہی ڈگری محض زر نقد کی حاصل کی ہتی - کسیوقت ۱۸۸۵ء مین یہہ ڈگری صادر ہوئی ہتی - کامتا پرشاد نے اپنی ڈگری کے اجرا مین درختان متنازعہ حال کو قرق کرایا تہا - اوسپر کلیان سنگہ نے نسبت قرقی کے اس بیان سے عذرداری کی ہتی کہ مین درختون کا مالک ہون اور سہور واندکورہ بالا کو اب کوئی حق قابل قرقی یا نیلام کے درختون مین حاصل نہین ہے - عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے ان عذرات کو بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۸ء کے منظور کیا لیکن بر طبق اپیل وہ حکم ۲۳ مارچ ۱۸۸۸ء کو منسوخ ہوگیا - اسطرح پر عذرات مذکور نامنظور رہے تہے اور قرقی بحال رہی ہتی -

اسپر کلیان سنگہ نے یہہ نالش نمبری بموجب دفعہ ۴۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بحالی منسوخی حکم مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۸۹ء کے دایر کی ہے یہہ نالش ۹ اپریل ۱۸۸۹ء کو داخل ہوئی تہی اور عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری کی تہی لیکن برطبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو ۱۷ اگست ۱۸۸۹ء کو منسوخ کیا تہا اور اس طرحپر نالش ڈسمس ہوئی تہی۔

کسی فرو گذاشت لفظ سے ذیعلم جج نے وقت صادر کرنے اپنے فیصلہ و ڈگری کے نام کلیان سنگہ مدعی اپیلانٹ کا بجائے کامتا پرشاد مدعا علیہ ریسپانڈنٹ کے جسکے حق مین وہ اپنا فیصلہ صادر کرتے تہے غلطی سے استعمال کیا تہا۔ لیکن اسکی اطلاع کی گئی تہی اور ذیعلم جج نے حسب احکام دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرکے اپنی تجویز اور ڈگری کو بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے ترمیم کر دیا تہا۔

جب معاملہ اسطور پر تہا یہہ اپیل دوم کلیان سنگہ نے عدالت ہذا مین ۲۰ نومبر ۱۸۸۹ء کو داخل کیا تہا۔ اپیل مذکور بنا راضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۸۹ء کے دایر کیا گیا تہا اور موجبات اپیل مین اعتراض بہ لسنبت اوس غلطی کے کیا گیا تہا جو جج نے کی تہی اور لعد ازان بذریعہ حکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے جسکی صحت کر دی گئی تہی مسٹر مہدی حسن نے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ اپیل سرسبز نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ بنا راضی ڈگری اخیر مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے دایر نہین ہوا ہے بلحاظ اعتراض کے مسٹر گوبند پرشاد ذیعلم وکیل اپیلانٹ نے اپنی یادداشت اپیل کو بذریعہ خراج عذر اول اور چہارم اپیل اور باندراج تذکرہ اوس ترمیم کے جو بذریعہ حکم مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۹ء کے ہوئی تہی ترمیم کر دیا ہے۔ اس ترمیم کرنیکی انکو اجازت حسب قاعدہ ۴۴ قواعد عدالت ہذا کے دی گئی تہی۔ اسطرحپر عذر ابتدائی کا تصفیہ ہو گیا۔

بہ لسنبت رو داد مقدمہ کے ذیعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ انتقال مبنیہ درپیش تو انکا منجانب بہور و ابنام کلیان سنگہ ڈگری مصدرہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء کے ایفا مین ہوا تہا تو بموجب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ ضرور تہا کہ انتقال متذکرہ بالا اور اوس ایفاء ڈگری کے تصدیق ہونی چاہیے تہی اور کوئی ایسی تصدیق نہین ہوئی ہے لہذا انتقال متذکرہ پر نالش نمبری مین بہی لحاظ نہین ہو سکتا ہے۔

یہ راے قانونی غلط ہے اور مقدمہ رام غلام بنام جانکی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۲۱) پر میرا حوالہ کرنا اس امر کے ثابت کرنیکو کافی ہے کہ ممانعت دربارہ سماعت عذر وصول بصیغہ اجراے ڈگری کے اوس عدالت پر محدود ہے جسکو مقدمہ اجراے ڈگری کا طے کرنا پڑتا ہے اور اوسکو اوس عدالت تک وسعت نہین دیجا سکتی ہے جسکو بیانات فریقین کے تجویز رودادی کرنا پڑتی ہے۔ اوس مقدمہ مین اپنا فیصلہ صادر کرتے وقت میری اپنی نارضامندی بھی بعض اون فیصلجات سے ظاہر کی تھی جنکا اوسمین ذکر ہوا ہے۔

بتائید میری راے کے مسٹر گوبند پرشاد نے میری توجہ مقدمات مندرجہ حاشیہ پر متوجہ کی ہے۔ ان مقدمات پر مجھے تفصیل وار غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ جو کچھ مینے مقدمہ مندرجہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ مین کہا ہے وہ اس امر کے ثابت کرنیکو کافی ہے کہ ممانعت دربارہ سماعت تصفیہ و وصول متذکرہ دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی صرف متعلق

سلیمان بنام موہن (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۶) چپ ماسی بنام سروپ چند مالا (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۶) ملاما بنام ولنکاپا (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۸ صفحہ ۲۷۷)

عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے ہے اور نہ دوسری عدالتون سے۔ فی الحقیقت یہی منشاء صریح تاثیر مزید اخیر الفاظ دفعہ مذکور کی ہے جیسے کہ وہ اب موجود ہین۔

میری راے مین ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی راے قانوناً غلط قایم کرکے فیصلہ مقدمہ کا رودادی نہین کیا۔ ذیعلم جج نے نوعیت انتقال درختان مظہرہ منجانب بہور ولد بنام کلیان سنگہ پر غور نہین کیا اور نہ مشار الیہ نے اسبات پر غور کیا ہے کہ آیا بلحاظ قواعد ایکٹ انتقال جایداد اور لازمات قانون رجسٹری کے جایز ہے یا نہین مزید برآن اس امر کا دریافت کرنا بھی ضروری تھا کہ باوجود انتقال مذکور کے بہور و اب بھی کسی حق و استحقاق واقعہ درختان مذکور پر قابض ہے یا نہین اور نوعیت اور مقدار حقوق مذکور کی کیا ہے

ان کل متعلقہ امور کا تصفیہ مناسب تجویز رودادی سے ہوگا۔ ذیعلم جج نے فیصلہ مقدمہ کا ایک امر تمہیدی پر کرکے اور غلط راے نسبت احکام دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کرکے تجویز رودادی نہین کی ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ تجویز رودادی مقدمہ کی حسب متذکرہ بالا کے ہونی چاہیے مین اپیل ڈگری اور فیصلہ اور ڈگری عدالت ماتحت کے منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ عدالت

موصوف مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تجویز روداد کے واپس بہیجتا ہون۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۱۳ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۳ اپریل — منقولہ انگریزی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام آسیا تہوسن

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۱ و ۳۴۲ - مجسٹریٹ کا خود اپنی علم کی بنا کسی جرم کی سماعت کرنا - استحقاق ملزم کا دربارہ منتقل کرانے مقدمہ کے - اختیار مجسٹریٹ کا ملزم سے سوال کرنیکا۔

جس صورت مین مجسٹریٹ کے نسبت یہہ ثابت ہوا کہ سماعت کسی جرم کی حسب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہے - تجویز ہوئی کہ اونکو اختیار نہتا کہ بر طبق گذارش درخواست حسب ضمن اخیر دفعہ موسومہ بالا کے مقدمہ کے منتقل کرنیسے انکار کرتے۔

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ جب مجسٹریٹ نے قبل لیجانے شہادت جانب ثبوت کے ملزم سے سوالات از قسم سوالات جرح کے کئے تو ایسی کارروائی خلاف قانون ہے کیونکہ یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ سوالات مذکورہ اس غرض سے کئے گئے تہے کہ ملزم کسی ایسے حالات کی تشریح حسب دفعہ ۳۴۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کرسکے جو شہادت مین اوسکے خلاف ظاہر ہوتے ہین۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اسٹریچی منجانب سایل — پبلک پراسیکیوٹر (ڈولن) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس - مین ذیعلم سشن جج سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ مجسٹریٹ ضلع کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ سماعت مقدمہ کی بموجب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی ہے - مسل سے ظاہر ہے کہ کوئی استغاثہ یا رپورٹ پولس مجموعہ کے بموجب سمجھے ہوئے منشا مین نہین ہوئی تہی اور اسکا سمجہنا مشکل ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے کیونکر یہہ خیال بہی کیا ہوگا کہ کوئی استغاثہ یا رپورٹ پولس موجود ہے - میرے ذہن پر صاف ظاہر ہے کہ فی الاصل حکمنامہ خود اونکی اس ذاتی علم اور شبہہ کے بنا پر صادر ہوا ہے کہ خلاف ایکٹ ۵ م ۱۸۶۱ء کے جرم کا ارتکاب ہوا ہے - اسبارہ مین انکا کوئی قصور اونکا نہین پایا جاتا ہے - خلاف اسکے اونپر اس امر کا دیکہنا تاکید فرض تہا کہ اوس نہایت فایدہ مند

ایکٹ کے احکام کی تعمیل ہوئی ہے اور اگر اونکی عدول حکمی ہوئی تھی تو مجرم کی سزا ہونی چاہیئے۔ لیکن چونکہ مجسٹریٹ ضلع نے سماعت حسب ضمن (ج) دفعہ ۱۹۱ کی تھی جیسا کہ مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اونہون نے سماعت کی ہے تو اونکو بجز اوسکی اور کوئی اختیار نہتا اور نہ کوئی دوسرا چارہ کار حاصل تھا کہ درخواست ملزم کی بابت بہیجدینے بعدالت سشن یا بابت منتقل کرنے مقدمہ بغرض تجویز بحضور کسی دوسرے مجسٹریٹ ضلع کے منظور کرتے۔ الفاظ متعلق درخواست کرنیکا ہوگا تاکیدی ہین اور اونکی تعمیل کرینسے وہ انکار نہین کر سکتے تھے۔ لہذا جو وجوہ مشارالیہ نے اپنی حکم مورخہ ۳ اکتوبر مین درج کئے ہین اونکا ازمانا غیر ضروری ہوگیا ہے اگرچہ مین کہہ سکتا ہون کہ مین ذیعلم سشن جج سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ باب ۱۰ مجموعہ مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے احکام دفعہ ۱۹۱ ضمن (ج) کے خارج ہوتے ہون یا منسوخ ہوتے ہون۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو میری رائے مین مجسٹریٹ ضلع بلا اختیار سماعت تھے اور ایسے عدالت مجاز اختیار سماعت کے نہ تھے جسکی غلطی یا سہو ضابطہ کی ازروے دفعہ ۵۳۷ کے رفع ہو سکے۔ لہذا اس امر کے نسبت مین ذیعلم سشن جج سے اختلاف کرتا ہون اور کارروائی مجسٹریٹ ضلع کی قایم نہین رکہہ سکتا ہون۔ علاوہ برین مجھے مجبوراً یہہ کہنا پڑتا ہے کہ بعد ملاحظہ اوس کل کارروائی کے جو قبل چلانے جانے مقدمہ کے ہوئی ہین یہہ نہ خیال کرنا غیر ممکن ہے کہ مجسٹریٹ کو غرض ذاتی اسمقدمہ مین تھی اور مجھے بہت زور کے ساتھہ اپنی رائے بہ نسبت بیجایت اور بیضابطگی اوس اظہار کے ظاہر کرنا چاہیے کہ جس بیضابطگی اور بیجایت کا ملزم بتاریخ ۳۰ اگست تابع کیا گیا تھا۔ مقدمہ وارنٹ کا تھا اور ذرہ بہی شہادت کا قلمبند نہین ہوا تھا کہ جس سے اختیار عطیہ ازروے دفعہ ۳۴۲ مجموعہ کا درباب قلمبند کرنے اظہار ملزم کے اس غرض سے عمل مین لایا گیا تھا کہ ملزم کسی ایسے امر کی تشریح کرسکے جو شہادت مین اوسکے خلاف ظاہر ہوتا ہے مجسٹریٹ کو اختیار نہین ہے کہ اسطور پر اوس شخص سے جسکے مقابلہ مین اوس نے حکمنامہ جاری کیا ایسے اقرارات جو مضر ہون یا مجرم قرار دیتے ہون اسطرح جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے بدین غرض بیان کرالیوے کہ بعدہ اونکو بطور شہادت کے منصور کرے اور درباب ۱۰ مجموعہ مین کوئی صورت ایسی کارروائی کی نہین دی گئی ہے۔ بعد ملاحظہ کل کاغذات کے جو خیال میرے دل پر باقی ہے وہ یہہ ہے کہ مقدمہ کی تجویز بڑے طوفان مین ہوئی ہے اور ابتدا سے انتہا تک مجسٹریٹ نے

(۱۶) اس امر پر نظر نہین کی ہے کہ فوجداری کے عمل گستری مین منجملہ اون بہت ضروری لازمات کے ایک یہہ ہے کہ ہر ایسی شے صاف رکھی جاوے جس سے شبہہ یا بی اعتبار عدالت کی نسبت پیدا نہو سکے اور خیال اعتبار کا معدلت گستری مین ترقی پذیر ہوتا رہے جو واسطے انتظام مجلسی اور اطمینان کے لئے بہت ضروری ہے۔ سار جنٹ بنام ڈبل (لا رپورٹ جلد ۱ کیو نیس بنچ ڈویژن صفحہ ۵۵)۔ بہرکیف کارروایات تجویز مین مجھے بطوالت داخل ہونے کی ضرورت نہین رہی ہے کیونکہ میری یہہ راے ہے کہ چونکہ ملزم نے دعوی اپنے استحقاق کا حسب دفعہ ۱۹۱ مجموعہ کے کیا تھا پس اختیار سماعت مجسٹریٹ کا معدوم ہوگیا تھا۔

مین تجویز ثبوت جرم اور حکم جرمانہ کا عدالتون کا فسخ کرتا ہون اور جو کچھہ ہو چکا ہے اوس کل پر لحاظ کر کے مین خیال کرتا ہون کہ مجھے کارروائی مزید کا نہ حکم دینا چاہئے اور نہ حکام مقامی کو اختیار کرنا چاہئے۔ جو روپیہ بطور جرمانہ کے وصول کیا گیا ہو وہ واپس دیا جاویگا

منفصلہ ۱۱ اپریل نگرانی دیوانی نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۹۰ء ضلع سہارنپور

(انگریزی صفحہ ۱۰۲)

سید حسن
بنام
میر خان

میعاد سماعت ۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۷۱ ۱۷۹ ۔ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۲۵ ۔ ہایکورٹ کے اختیارات نگرانی

مسمی النوپ سنگہ نے ڈگری بمقابلہ میر خان و سید حسن کے حاصل کی تھی۔ اس ڈگری کے ایفا مین میر خان نے کچھہ رقوم ادا کئے تھے اور اوسکی اخیر رقم ۴ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء کو ادا کی گئی تھی۔ ۴ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء کو میر خان نے سید حسن پر واسطے رسدی کے نالش دایر کی۔ جوابدہی نالش کی ان وجوہ کی بنا پر ہوی تھی (۱) کہ وہ خارج المیعاد ہے اور (۲) یہہ کہ ڈگری اجمالی تھی اور مدعاعلیہ محض ضامن تھا۔

تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ دفعہ ۹۹ متعلق ہو یا دفعہ ۱۰۰ متعلق ہو میعاد سماعت اوس وقت سے شروع ہوئی ہے کہ جسوقت مدعی نے اپنے حصہ سے زیادہ رقم ادا کی تھی۔

یہہ بھی تجویز ہوئی کہ یہہ بحث کہ آیا مدعاعلیہ محض ضامن تھا یا مدعی کے ساتھہ مشترکاً ذمہ دار تھا ایسی نہین ہے جس سے استعمال اختیارات نگرانی عدالت معترضہ دفعہ ۲۵ ۔ ایکٹ پراونشل عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) مناسب ہون۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

سندر لال منجانب سایل عبد الروف منجانب فریق ثانی

محمود صاحب جسٹس جایز ہے کہ اس موقع پر واقعات مقدمہ کی بہہ بیان کیجاوین فریقین مقدمہ ہذا یعنے میر خان مدعی اور سید حسن مدعا علیہ نے مشترکا ایک تمسک تمکفولی بنام الوپ سنگہ کے ۲۷ اگست ۱۸۸۰ء کو لکہدیا تہا الوپ سنگہ مذکورہ بالا نے فریقین مقدمہ ہذا پر نالش کی اور واسطے بازیافت زر نقد بنفاذ کفالت ڈگری حاصل کی ۲۸ مارچ ۱۸۸۱ء کو ڈگری مذکور صادر ہوئی تہی۔ یہہ مسلمہ ہے کہ ڈگری مذکور کے اجراءمین کچہہ زمانہ قبل ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے مدعی نے ڈگریدار کو ۵۰ ادا کئے تہے اور اوس تاریخ کو میر خان مدعی نے للعہ ۵ الوپ سنگہ ڈگریدار کو بابت ایفا ڈگری مذکور کے ادا کئے تہے۔

اشیا کی اس کیفیت پر مدعی نے یہہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ مین اس بیان سے دایر کی ہے کہ وہ مستحق بازیافت مبلغ للعہ اصل اور لعہ ۵ اوسکے سود کا مدعا علیہ سے ہے کیونکہ شخص اخر الذکر نے جو مشترکا ذمہ دار ازروے ڈگری مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۱ء کے تہا اوس ڈگری کے بابت کچہہ ادا نہین کیا۔

بالفاظ دیگر نالش مذکور اوس قسم کی نالش رسدی کی ہے جسکا مقصود مد ۹۹ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) مین ہے۔

جوابدہی نالش کی یہہ تہی کہ ہرگاہ بعض رقوم بایفاء ڈگری مذکور قبل رقم وصولی ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے ادا ہوچکی تہین لہذا کل نالش خارج المیعاد ہوگئی ہے۔ دوسری وجہ جسپر جوابدہی نالش کی ہوئی تہی یہہ ہے کہ بطور امر واقعہ کے وقت مشترکا تحریر کرنے تمسک تمکفولی مورخہ ۲۷ اگست ۱۸۸۰ء کے اصل قرض گیرندہ صرف میر خان مدعی تہا اور جو حیثیت سید حسن مدعا علیہ کے تہی وہ صرف مدعی کا ضامن تہا لہذا مدعا علیہ ذمہ دار رسدی دینے کسی شئے کا بابت ڈگری مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۸۱ء کے ہرگز نہین ہے۔

ذیلعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے وقت طے کرنے ادن دونو بحثون کے اوس بہیک مد ایکٹ میعاد سماعت کا ذکر نہین کیا جسکو اونہون نے اس قسم کی نالش سے متعلق خیال کیا تہا لیکن اونہون نے یہہ تجویز کی ہے کہ میعاد سماعت کا شمار ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء سے ہونا چاہیے کہ جب للعہ ۵ کی رقم مدعی نے الوپ سنگہ کے ڈگری کے ایفا مین ادا کی تہی اور اسطرح جبر

حساب کرکے مشارالیہ نے یہہ تجویز کی کہ نالش خارج المیعاد نہین ہے۔

بہ نسبت دوسری حجت کے عدالت خفیفہ نے یہہ تجویز کی تہی کہ مقدمہ فیمابین الوپ سنگہ ایک جانب اور فریقین مقدمہ ہذا بجانب دیگر یعنی اوس مقدمہ مین جسکا انجام ڈگری مصدرہ ۴ مارچ ۱۸۸۳ء کے ساتہہ ہوا تہا سید حسن مدعا علیہ نے یہہ حجت پیش کی تہی کہ وہ صرف بحیثیت ضامن کے ہے اور اوسمقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ سید حسن مدعا علیہ حال محض ضامن نہین تہا بلکہ شترکا ذمہ وار ہے اور اس تجویز کے خیال سے ذیلمنجج موصوف نے یہہ تجویز کی تہی کہ یہہ بحث کہ آیا فریقین مقدمہ ہذا کی حیثیت بطور اصل لدیون و ضامن کے تہی یا نہین طے ہو چکی ہے اور اوس تجویز مین اب اسمقدمہ مین دست اندازی نہین ہو سکتی ہے۔

باعتبار ان تجویزون کے عدالت مطالبہ خفیفہ نے دعوے مدعی بابت للعہ اصل اور عہ سود کے ڈگری کیا۔

یہہ درخواست حسب دفعہ ۲۵۔ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء) مشعر استدعاے دست اندازی عدالت ہذا بمنصب عدالت نگرانی کے ہوئی ہے اور مسٹر سندر لال نے منجانب سایل یہہ حجت کی ہے کہ نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ مد ۹۹ ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت متعلق نہین ہے بلکہ مد ۱۱۶ نالش سے متعلق ہے۔

میری یہہ راے ہے کہ یہہ حجت سرسبز نہین ہو سکتی ہے۔ عام اس سے کہ مد ۱ متعلق ہو یا مد ۱۱۶ متعلق ہو مجہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حساب میعاد سماعت کا اوس تاریخ سے ہوگا کہ جس تاریخ کو مدعی نے اپنے حصہ سے زیادہ کوئی رقم از روے ڈگری اجمالی مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۳ء کے ادا کی تہی۔

اسمقدمہ مین یہہ ثابت و مسلم ہے کہ مدعی نے ۴ نومبر ۱۸۸۶ء کو للعہ ادا کئے تہے اور اس تاریخ سے تین سال کا حساب کرنے سے یہہ نالش جو ۴ نومبر ۱۸۸۹ء کو دایر ہوئی ہے صاف طور پر بین المیعاد ہے اور خارج المیعاد نہین ہے۔ عذر دوم مندرجہ درخواست کے نسبت بحث کرنے مین معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر سندر لال نے یہہ خیال کیا ہے کہ عمل عدالت ماتحت کا خلاف فیصلہ مقدمہ موتی چند بنام مادہو رام (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۸۹) کے ہے جسمین عدالت ہذا نے تشریح قاعدہ اخراج شہادت مندرجہ دفعہ ۴۹ - ایکٹ شہادت کے کی ہے

میری یہہ راے ہے کہ وہ فیصلہ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ اسمقدمہ مین عدالت ماتحت نے کوئی عمل ایسا نہین کیا ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ بتقویت تعلق اوس دفعہ کے یا کسی اور قاعدہ شہادت کے کوئی ایسی شہادت عدالت نے نامنظور کردی ہے جس کو سایل پیش کرنا چاہتا تہا۔

یہہ نسبت ڈگری مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۰ء کے ذیلی جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے یہہ کہتے ہین ڈگری بمقابلہ فریقین بطور مدیونان ڈگری کے اجمالاً صادر ہوئی تہی اور عذر ضامن کا جو مدعا علیہ نے پیش کیا تہا منظور نہین ہوا تہا لہذا میری راے مین دعوی مدعیکا صحیح ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فقرہ بمنزلہ اس تجویز کرنیکے ہے کہ بلحاظ مقدمہ سابق کے یہہ امر تجویز ہو چکا ہے لہذا عدالت اسمقدمہ مین بحث ذمہ داری مدعا علیہ کو جو از روے ڈگری مصدرہ ۴ مارچ ۱۸۸۰ء کے ہے دوبارہ نہین کہول سکتی ہے۔ اس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ جج نے اس امر کو ایسا تصور کیا ہے کہ جو امر تجویز شدہ ہو چکا ہے۔

عام اس سے کہ یہہ راے صحیح ہو یا غلط ہو یہہ بحث ایسی ہے جسکو مین خیال کرتا ہون کہ حیطہ اختیارات نگرانی عدالت ہذا مین داخل نہین ہوتی ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شبہ نہین ہے کہ عدالت ماتحت کو اسمقدمہ کے تجویز کرنیکا اختیار سماعت حاصل تہا اور نہ کسی امر سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نالش خارج المیعاد تہی اور بحالت ہونے کسی حکم مشعر نامنظوری شہادت پیش کردہ سایل کے مجھے یہہ تصور کرنا چاہیے کہ عدالت ماتحت کے روبرو کوئی مواد واسطے تجویز کرنے بیان ضمانت کے موجود نہ تہا اور یہہ کہ عدالت موصوف نے یہہ تجویز کی ہے کہ عدالت موصوف اوسمقدمہ کی تجویز کی پابند ہے جسکا انجام ڈگری مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۰ء کے ساتہہ ہوا ہے۔

بدینوجوہ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مجھے بعینہ نگرانی دست اندازی کرنا چاہیے اختیارات عدالت ہذا مقتضہ دفعہ ۲۵ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ ۱۸۵۰ء) کے صحیح حیطہ کی تجویز حال مین کل عدالت نے بمقدمہ محمد باقر بنام بجال سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۲۴) مین کی ہے۔ اور بہ تقلید اصول مندرجہ مقدمہ مذکور کے مین یہہ درخواست معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع گورکھپور — مفیصلہ ۷ اپریل — اپیل اول نمبر ۷ سنہ ۱۸۹۹ع

درگادیی بنام بہگوت پرشاد

اجرائے ڈگری — ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰ — نوعیت ڈگری مقصوده دفعہ مذکور —

مدعی نے ڈگری بربنا تمسک کفالتی کے ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کو حاصل کی تھی۔ ڈگری مذکور میں یہہ حکم تھا کہ زر ڈگری بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ کے وصول کیا جاویگا اور اگر واسطے ایفا ڈگری کے وہ ناکافی ثابت ہو تو بذریعہ نیلام دیگر جایداد مدیون ڈگری کے وصول کیا جاویگا۔ جایداد مکفولہ نیلام ہوئی تھی اور زر ثمن اوسکا واسطے ایفا ڈگری کے کافی نہ ہوا۔ اور ڈگریدار نے ۴ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء کو درخواست واسطے نفاذ اوس جزو ڈگری کے گذرانی جو متعلق دیگر جایداد مدیون ڈگری کے تہا۔ اس درخواست پر یہہ اعتراض ہوا تہا کہ یہہ ضرور تہا کہ ڈگری نسبت دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے حاصل کیجاتی۔ یہہ اعتراض منظور ہوا تہا اور ڈگریدار نے درخواست حصول ڈگری حسب دفعہ مذکور کے کی اور ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کو حاصل کی تب مدیون ڈگری نے بنا ناراضی اوس حکم کے منجملہ دیگر وجوہ کے اس بنیاد پر اپیل کیا کہ بنظر معیاد ڈگری ابتدائی کے درخواست نسبت دفعہ ۹۰ فضول تہی۔

تجویز ہوئی کہ جس ڈگری کا مقصود از روے دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے ہے وہ فی الواقع ایسا حکم ہے جو ڈگری نیلام کے اجرا میں حاصل ہونا چاہیے اور گو اسمقدمہ میں درخواست واسطے ڈگری مذکور کے فضول رہی ہو تاہم وہ بطور درخواست اجرائے ڈگری بذریعہ نفاذ جزو ڈگری مذکور بمقابلہ دیگر جایداد مدیون ڈگری کے ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ سے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

عبدالرؤف و گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹ ہورڈ منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس (ڈرل صاحب متفق الراے) یہہ اپیل متعلق اجرائے ڈگری کا بنا راضی حکم جج ماتحت گورکھپور مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء کے ہے۔ ۱۶ اگست سنہ ۱۸۸۲ء کو موہن لال نے جو شوہر درگادی اپیلانٹ کے تھے ایک تمسک کفالتی تعدادی صہ بنام رسپانڈنٹ کے لکھدیا تہا ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء کو رسپانڈنٹ نے ڈگری بربنا تمسک مذکور بابت مبلغ معہ سود بنام درگادی کے کیونکہ شوہر فوت ہو گیا تہا بدین شرط مندرجہ ڈگری مذکور حاصل کی کہ

زر ڈگری بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ کے وصول کیا جاویگا اور بحالت اوسکی غیر مکتفی ہونیکی
بذریعہ نیلام دیگر جایداد مدیون متوفی کے وصول کیا جاویگا۔ ۸ مئی ۱۸۸۸ء کو اول درخواست
اجرائے ڈگری کی گذری تھی اور وہ درخواست واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے محدود تھی۔
شخص ثالث کیطرف سے عذرداری ہوئی تھی لیکن وہ نامنظور ہوئی تھی اور بعدہ بذریعہ حکم
مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کے عدالت نے یہہ تجویز کی تھی کہ ڈگریدار کو حکم قطعی نیلام کا حاصل کرنا
چاہیے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۹ء کو بعد حاصل کرلینے حکم قطعی نیلام کے اور درخواست مزید اجرائے ڈگری
کی داخل کی گئی تھی اور چونکہ یہہ واضح ہوا تھا کہ جایداد نیلام طلب جایداد موروثی ہے مقدمہ
اجرائے ڈگری بحضور کلکٹر منتقل کردیا گیا تھا کہ جنہوں نے ۱۱ جولائی ۱۸۸۹ء کو جایداد بعیوض
صمت کے نیلام کردی کہ جو رقم واسطے بیباقی زر واجب از روے رہن کے ناکافی تھی ۳
ستمبر ۱۸۸۹ء کو ڈگریدار نے عدالت سے اوس جزو ڈگری کے نافذ کرنیکی درخواست کی جسمیں
یہہ حکم تھا کہ بحالت ناکافی ہونے جایداد مرہونہ کے ڈگری بمقابلہ دیگر جایداد مدیون ڈگری کے
جاری کیجاویگی اور نامبردہ نے درخواست قرقی و نیلام حصہ ہ موضع پنڈرا وم بکیفیت پیش
کی۔ ۲ نومبر ۱۸۸۹ء کو وارثان نے عذرات داخل کیے جنمین سے ضروری صرف حسب ذیل
ہے جس جایداد کے مقابلہ مین ڈگری مشعر لفاذ کفالت صادر ہوئی تھی وہ نیلام ہوگئی
ہے۔ پس دیگر جایداد غیر مکفولہ نیلام نہین ہوسکتی ہے تاوقتیکہ ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ
۴ ۱۸۸۲ء کے حاصل نکیجاوے۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو یہہ اعتراض منظور ہوا ڈگریدار نے یہہ درخواست
کی کہ واسطے باقیات زر ڈگری کے ڈگری حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء مرتب کیجاوے اور باقیات
مذکور وصول کرادیجاوے۔ اوسی روز جج ماتحت نے یہہ حکم دیا کہ ڈگریدار کو بمقابلہ دیگر جایداد
مدیون ڈگری بذریعہ نیلام کے کارروائی کرنیکا اختیار دیا جاوے اور اوسی روز ڈگری بموجب
دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے باضابطہ طیار ہوگئی۔ یہہ ہی کارروائی جج ماتحت موقوعہ ۱۱
جنوری ۱۸۹۰ء کے ہے جو منشاء اپیل ہذا ہے اور جس امر کے نسبت ہمارے روبرو اہم طور پر
اصرار کیا گیا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ ہرگاہ خود ڈگری مین حکم مزید نیلام جایداد کا علاوہ جایداد
مرہونہ کے اوس حالت مین کہ جایداد مرہونہ ناکافی ثابت ہو موجود ہے تو ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰
کی ضرورت نہین ہے۔ یہہ حجت مدیون ڈگری کیطرف سے بہت نازیبا شکل سے ظہور پذیر ہوتی
ہے کہ جسنے ۲۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو اپنی کامیابی بہ نسبت درخواست اجرائے ڈگری متدایرہ اوسوقت کے

جس شکل سے کہ وہ اوسوقت تھی اس بنیاد پر غدر کیا تھا کہ ڈگری متقیہ دفعہ ۲۰۰ ضروری ہے۔ بلا شبہہ غرض اسکی بدرجہ کافی عیان ہے مدیون ڈگری درخواست مورخہ دسمبر ۱۸۹۵ء سے بدین امید استہ صاف کیا چاہتا ہے کہ بعد ازان یہہ حجت لیکا سہابی کر سکے کہ ہر درخواست اجرای ڈگری متعلقہ خارج المیعاد ہے۔ میری راے مین ڈگری متذکرہ دفعہ ۹۰ ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء ایسی ہے جو اون ڈگری کے اجراے کارروائی مین ظہور پذیر ہوتی ہین جو بر بنا رہن صادر ہوتی ہے اور جو کہ بنیاد پر قایم ہوتی کہ جسپر حکم قطعی نیلام کا ہوتا ہے جسکو اجلاس کامل عدالت مداسنے ایک دوسرے مینہ اجرای ڈگری کی تجویز کیا ہے۔ اگر منجانب مدیون ڈگری کے یہہ بھی حجت لیجاوے کہ ڈگری کے درخواست ۱۹ دسمبر ۱۸۹۹ء کے فضول تھی تو مین یہہ کہنے کو آمادہ نہین ہون کہ وہ بطور درخواست اجرای ڈگری بذریعہ نفاذ جزو ڈگری مذکور بمقابلہ دیگر جایداد علاوہ جایداد مرہونہ کے مناسب طور پر ملحوظ و متصور نہین ہو سکتی ہے۔ اسمقدمہ کے دوران تقریر مین خود میرا ایک فیصلہ کا حوالہ ہوا تھا جسکی رپورٹ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۸۲ مین درج ہے۔ مگر بنام دیگمبری وبیامبنی ذیلعلم وکیل اپیلانٹ کو بتلایا ہے کہ وہ فیصلہ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے جو کچھ اوسمقدمہ مین تجویز ہوئی تھی وہ یہہ ہے کہ اگر مرتہن عدالت مین اوس دستاویز کی بنا پر آوے جسمین نہ صرف معمولی عبارت رہن جایداد غیر منقولہ کے درج ہے بلکہ معاہدہ ذاتی مبنی بر راہن کے اور بطور جزو اوس دادرسی کے درج ہے جسکی وہ استدعا کرتا ہے تو عدالت کو بر بنا اون وجوہ کے جو اوس خاص مقدمہ مین بیان ہوئی تھے اوس دادرسی کے عطا کرنے مین انکار کرنا چاہیے دو اور بھی فیصلے ہین جنپر صریحا حوالہ نہین ہوا تھا لیکن جنکو کچھہ تعلق اسمقدمہ سے ہے اور اونکی رپورٹ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۲۴ و ۲۴۳ مین درج ہے۔ اونمین سے اول فیصلہ خود میرا ہے جسکا مبنی حوالہ مقدمہ مندرجہ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۳۰ مین دیا ہے۔ دوسرا فیصلہ ذیلعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹرل صاحب کا ہے اور اسمین سے کسی فیصلہ مین کوئی امر ایسا اوسمطلب کے مخالف نہین ہے جو مین اب یہہ ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جس ڈگری کا مقصود دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد مین ہے وہ فی الواقعہ اوس حکم سے کم و بیش نہین ہے جو ڈگری نیلام کے اجرا مین اوسوقت حاصل کیا جاتا ہے کہ جب اوس ڈگری کی رو سے نیلام ہوجاوے اور وہ نیلام اوس فرضہ رہن کے لئے ناکافی ثابت ہو۔ اگر درخواست حال مقدمہ ہذا مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۵ء پر بشک اوسی طور پر نظر کیجاوے کہ جیسے وہ ظاہر ہوتی ہے یعنی واسطے صدور ڈگری متقیہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال

جایداد اور واسطے صدور حکم قرقی و نیلام دیگر جایداد مدیون ڈگری کے تو مین خود اوسکو ایسا تعرض نکرونگا کہ اوس سے کسیطرح پیرا ڈگری کے اوس جوازیت یا قوت کو ناجایز یا اوسمین خلل پیدا کر سکے کہ جو اوسمین ابتدا تہا

میری راے مین جو حجت اب کیجاتی ہے اوسکو موثر کرنا یقینی تو ہین ہے درحالیکہ خود مدیونہ ڈگری کے فعل سے یہہ بات ہوئی تہی کہ حکم ایسا صادر ہوا تہا جسکے رو سے اوسکا اعتراض ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء کو کامیاب ہوا تہا۔

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۱۳۰۸ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۷ اپریل

مہنگو کنور وغیرہم بنام فوجدار کنور

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۴۴ و ۵۶۲ و ۵۶۴ - مذر کا اپیل دوم مین منظور ہونا گو یادداشت اپیل مین درج نکیا گیا ہو۔ واپسی خلاف دفعہ ۵۶۲ کے۔ حکم واپسی اور کل کارروائی مابعد کا خلاف قانون ہونا ۔ حکم واپسی کے ناراضی سے اپیل کا نکیا جانا۔ اپیل بناراضی ڈگری قطعی مین اعتراض بہ نسبت حکم کے منظور ہونا۔

عدالت اپیل ماتحت نے حکم متعلق واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اسوجہ سے کہ مقدمہ بربناء وجہ تمہیدی کے ڈسمس ہوا تہا بلکہ اس بنیاد پر صادر کیا تہا کہ جو رپورٹ امین سے بہ نسبت شے دعوے مقدمہ کے طلب ہوئی تہی وہ مواد ناکمل اور ناقابل اعتبار پر مبنی تہی۔ تجویز ہوئی کہ حکم واپسی مقدمہ مذکور اور اوس مقدمہ مین کل کارروائی مابعد حکم مذکور کے منسوخ ہونے چاہیے یہہ بہی تجویز ہوئی کہ حکم واپسی پر اعتراض اپیل دوم مین جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے ہو باوجود اسکے بہی ہو سکتا ہے کہ مقدمہ اوسکی جوازیت کا یادداشت اپیل مین نہین ہوا ہے ۔ رامغیر سنگہ بنام شیودین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۵۱۰) کی تقلید ہوئی۔

بقیہ واقعات اسمقدمہ کی محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہونگی

گوبند پرشاد منجانب اپیلانٹان ۔ جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس ۔ اسمقدمہ مین نالش عدالت منصفی مین تاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو دایر ہوئی تہی اور اوسکو منصف صاحب نے ۱۹ جنوری ۱۸۸۸ء کو ڈسمس کیا تہا۔ بناراضی

اوس ڈگری اپیل بعدالت اپیل ماتحت دایر کیا گیا تھا کہ جس نے بذریعہ حکم مورخہ ۹ جون ۱۸۸۹ء ڈگری منسوخ کی اور مقدمہ واسطے تجویز جدید بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجا۔ برطبق اس حکم واپسی کے منصف نے مقدمہ کو پھر تجویز کیا اور دوسری مرتبہ بہی اوسکو ۲۱ فروری ۱۸۹۰ء کو ڈسمس کیا بنا راضی اس ڈگری کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل دایر کیا گیا تہا اور ۲۰ جون ۱۸۹۰ء کو اپیل مذکور عدالت موصوف نے ڈگری کیا تہا۔ بناراضی اس ڈگری کے یہہ اپیل دوم دایر ہوئی ہے اور اوسکی تایید مین مسٹر گوبند پرشاد نے مجھسے اجازت حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایسے عذر پیش کرنیکی لئے چاہی تہی کہ جو یادداشت اپیل مین درج نہین ہے لیکن وہ متعلق عدالت ماتحت کے اختیار سماعت پر بلحاظ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ امیشر سنگہ بنام شیو دین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۰) وارد ہوتا ہے۔

مین نے ذی علم وکیل کو اجازت بحث کرنے مقدمہ کی بلحاظ اوس فیصلہ کے دی ہے اور مسٹر جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ تسلیم کیا ہے کہ بلحاظ فیصلہ اجلاس کامل کے حکم عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۹ جون ۱۸۸۹ء پر اپیل دوم مین اعتراض ہوسکتا ہی اور نیز یہہ کہ بلحاظ فیصلہ مذکور کے حکم مذکور خلاف قانون ہے مسٹر جوالا پرشاد یہہ بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو یادداشت اپیل مین بیان کیا گیا ہے یعنی یہہ کہ عذر امر تجویز شدہ کی تجویز عدالت ماتحت نے نہین کی ہے صحیح ہے کیونکہ اس بارہ مین کوئی فیصلہ نہین ہے میری یہہ راے ہے کہ حسب حالات مقدمہ کے عدالت اپیل ماتحت کی راے مقدمہ کو اسطرح طے کرنے مین جیسا کہ اوس نے بذریعہ اوسکے واپس کرنے حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بموجب اپنی فیصلہ مورخہ ۹ جولائی ۱۸۸۹ء کے طے کیا ہی غلطی ہی اور عدالت موصوف کے لئے مناسب طریقہ یہہ تہا جیسا کہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ امیشر سنگہ بنام شیو دین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۵۱۰) سے ظاہر ہوتا ہی کہ تجویز رودادی مقدمہ مین صرف ہونے اور ایسی اور تدابیر مزید بہی مقدمہ کے طے کرنے مین عمل مین لاتے جو قانوناً مناسب ہوتین۔

پس چونکہ کیفیت یہہ ہی تو بموجب فیصلہ اجلاس کامل کے یہہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ کل کارروائیات جو بعد حکم مورخہ ۹ جون ۱۸۸۹ء کے خواہ عدالت مرافعہ اولی نے کی ہون یا عدالت اپیل ماتحت نے کی ہون نفی اور کالعدم ہین اور مقدمہ اب وسی بنیاد پر قایم ہے کہ جسپر وہ اوسوقت تہا جب فیصلہ مقدمہ کا ۹ جون ۱۸۸۹ء کو ہوا تہا عدالت ہذا بمنصب عدالت اپیل دوم کے تجویز رودادی مقدمہ کی نہین کرسکتی ہی اور چونکہ یہہ کیفیت ہے لہذا بہ تقلید فیصلہ اجلاس کامل کے مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز مطابق قانون بلحاظ اون تحریرات کے جو مینے کی ہین عدالت ماتحت مین واپس بہیجتا ہون۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع بنارس نگرانی فوجداری نمبر ۵۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۱۳ اپریل

صفحہ ۱۰۳ انڈین ویکلی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیو دیال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۰ اور مابعد کی دفعہ ۳۴۳ یعنی لفظ شخص ملزم جو که دفعہ ۳۴۳

لفظ شخص ملزم حسب مستعملہ دفعہ ۳۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین ہر ایسا شخص شامل ہوگا جسکے

مقابلہ مین کارروایات محکومہ دفعہ ۱۱۰ اور دفعات مابعد ایکٹ مذکور کے عمل مین لائی جاوین۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک وہ ضروری ہین ٹل صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

التماس منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

ٹل صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم مشعر نامنظوری کی درخواست نظر ثانی حکم صدر مجسٹریٹ ضلع بنارس مشعر حکم یہہ قایم کرکے کارروائی حسب دفعہ ۱۱۰ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ فوجداری مقابلہ شیو دیال کے ہے۔ ذیعلم کونسل سایل کے یہہ حجت کرتے ہین کہ چونکہ انکی موکل کو اوس مجسٹریٹ نے رہا کردیا ہی جسکو اختیار سماعت متعلقہ دفعہ ۱۱۰ کے استعمال کرنیکا حاصل تہا تو مجسٹریٹ ضلع مجاز نہ تہی کہ مقدمہ حسب دفعہ ۳۴۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قایم کرتے۔ یہہ امر ادرکیا جاتا ہے کہ لفظ ملزم جو کہ دفعہ مذکور مین ہے اول اشخاص سے متعلق ہے جو زیر تجویز یا زیر تحقیقات عدالتانہ ہوتے ہین اور اوسمین وہ اشخاص شامل نہین ہین جنکے مقابلہ مین بابت حسب منشا دفعہ ۱۱۰ اندیرا کیجاتی ہین اسبارہ مین کوئی سند صریح نہین ہے اور مجہے کوئی وجہ کافی نہین نظر آتی کہ لفظ ملزم کو اوس محدود منشا مین محدود کرون۔ علاوہ برین اگر ان کارروایات پر جو مسٹر شیل صاحب کے روبرو تہین مجسٹریٹ ضلع نگرانی نہین کرسکتے ہین تو یہہ بحث ہوسکتی ہی کہ میرا اختیار نگرانی کا واسطے ملزم شخص کے مقدمہ تک محدود ہے اور اوسمین یہہ وسعت نہین دیجاسکتی ہی کہ ایسے شخص کے مقدمہ پر جاری ہو جسکے نسبت جایا بیجا طور پر بموجب باب ۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی ہو۔ یہہ درخواست نامنظور کرتا ہون۔

صفحہ ۱۰۶ انگلش ویکلی

ضلع الہ آباد — اپیل دوم نمبر ۵۵ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۳ اپریل

دی نکو نیشنیڈ سروس بنک لمیٹڈ بنام نند کشور

اجرای ڈگری۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۸ — حکم قطعی نیلام کا ضروری نہین ہے درحالیکہ اجرای ڈگری کا حکم ہوچکا ہے اور جزواً ایفاء ڈگری کا ہوچکا ہے۔

جس مقدمہ مین ڈگری واسطے بازیافت زر نقد بذریعہ نیلام جایداد غیر منقولہ کے حاصل ہوئی تہی اور ڈگری مذکور حسب دفعہ ۸۸ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے مرتب ہوئی تہی اور جس مقدمہ مین کہ کوئی درخواست واسطے صدور ڈگری قطعی کے نہین ہوئی تہی تاہم ڈگری دار نے وقتاً فوقتاً اجرای ڈگری کی درخواستی تہی اور مدیون ڈگری نے ایفاء جزوی ڈگری مین روپیہ ادا کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ اجرای ڈگری کی بابت تو اعتراض بہ عذر نہیں ہو سکتا ہی کہ ڈگریدار نے حکم قطعی نیلام کا حاصل نہیں کیا ہی اور عدالت اپیل بنام گنیش لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۴۳) کی تقلید ہوئی

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ سے ناکس صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

نبرجی بمقابلہ اپیلانٹ   مادہو پرشاد بمقابلہ رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس — اس مقدمہ میں انکو سنی مینڈ سروس بنک لیمیٹڈ اپیلانٹ نے ڈگری واسطے وصولیابی زر نقد حسب بذریعہ نیلام و قطع مکانات واقع الہ آباد کے ۱۳ نومبر ۱۸۸۳ء کو حاصل کی تھی ڈگری مذکور حسب دفعہ ۲۰ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر ہوئی تھی اگرچہ کوئی شخص ایسی کہ سے صدور ڈگری قطعی کے صادر نہیں ہوئی تھی تاہم ڈگریدار نے وقتاً فوقتاً درخواست اجرای ڈگری کی کی تھی اور مدیون ڈگری نے ایفاء جزوی ڈگری میں روپیہ ادا کیا تھا اور مہلت لی تھی — ۲۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو منصف نے از خود مقدمہ اس بنا دیر خارج کر دیا کہ ڈگریدار نے حکم قطعی حاصل نہیں کیا ہے یہ غلطی اتفاقی بوجہ اس کے کہ فیصلہ مقدمہ اودہ بہاری لال بنام ناگیشر لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۴۳) کے اختیار کی گئی تھی جو باعتبار وقت کے یہ فیصلہ زمانہ حال کا ہے لیکن جب کہ وہ اب صادر ہوا ہی اب کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہی کہ ڈگریات عدالتہای ماتحت کی غلط ہیں — میں اپیل معہ خرچہ کل عدالتوں کے ڈگری کرتا ہوں — فیصلے اور ڈگریات عدالتہای ماتحت کے منسوخ کیجاتی ہیں اور میں حکم دیتا ہوں کہ اجرای ڈگری میں کارروائی کیجاوے —

صفحہ ۱۰ انگریزی

ضلع غازیپور   اپیل دوم نمبر ۳۴۶ ۱۸۸۸ء   منفصلہ ۱۴ اپریل

مرزا انعدرام
بنام
معصومہ بیگم

زمیندار و اسامی — نالش بقایا لگان — ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۲۰۱ — اپیل —

مسماۃ معصومہ بیگم نے الٰہی بخش پر دعوی لگان کا عدالت کلکٹری میں کیا تھا — مدعا علیہ نے یہ عذر کیا کہ لگان مہاراجہ دنیا گرم کو ادا کر دیا چنانچہ وہی بطور شریک مدعا علیہ حسب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء) کے اس میں شریک کئے گئے کلکٹر نے فیصلہ بحق مہاراجہ دنیا گرم کیا تھا — مدعی ان تینوں کو رسپانڈنٹ کر کے ضلع جج کے عدالت میں اپیل کیا تھا — ضلع جج نے حکم کلکٹر کا منسوخ کیا اور یہ حکم دیا کہ کل خرچہ کے متحمل مہاراجہ دنیا گرم ہونگے کہ جنہوں نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا ہے —

تجویز ہوئی کہ ضلع جج کو اختیار سماعت برای اپیل کا جبکہ اس شخص کو تعلق ہی کہ جو بموجب دفعہ ۱۴۸ کے شریک مقدمہ کیا گیا ہی حاصل نہیں تھا اور چونکہ یہ کیفیت ہے انکو اختیار نہ تھا کہ اس شخص سے خرچہ دلاتے

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کانمن و کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ — اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب مہاراجہ وزیانگرم بنا بر اصل مقدمہ ڈگری ضلع جج غازیپور بمنصب عدالت اپیل مقدمہ لگان ہے۔ جسقدر مہاراجہ موصوف پر موثر ہی مسماۃ معشو بیگم نے اپنی نالش بنام الہی بخش و یک کس دیگر بابت دس لگان کے دایر کی تھی جسکی نسبت بیان ہوا تھا کہ اوسکو دخل لوگونسے اوس اراضی کی بابت واجب ہے جو اوسکی سیر تھی۔ بموجب دفعہ ۴۴ ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء کے مہاراجہ شریک مقدمہ کئے گئے تھے سٹلمنٹ افسر نے فیصلہ مقدمہ کا بحق مہاراجہ کے کیا تھا۔ مدعی نے الہی بخش اور شخص دیگر اور مہاراجہ کو سلسلہ کرکے اپیل کیا تھا۔ ضلع جج نے فیصلہ کلکٹر کا بدین تجویز منسوخ کیا کہ مدعیہ کو لگان واجب الوصول اور کل خرچہ نالش و مدد اپیل کا ڈگری کیا جو مہاراجہ کو ادا کرنا پڑیگا۔ جہانتک اپیل مین بحث فیمابین مدعی اور اوسکی دوسانیہ منظر ہ کے تھی وہین تک اپیل بحضور ضلع جج کے ہوسکتا تھا۔ اس اپیل مین جو بحث ہے وہ یہہ ہے کہ آیا جہانتک مہاراجہ کو تعلق ہے ضلع جج کو اختیار سماعت پذیرائی اپیل کا حاصل تھا یا نہین۔ اگر اونکو اپیل کے پذیرائی کا اختیار نہ تھا تو اونکو نالش اور اپیل کے خرچہ کی ڈگری بنام مہاراجہ کے کرنیکا بھی اختیار حاصل نہ تھا اس امر کے بابت مدت سے برابر فیصلے ہوتے آے ہین چند اونمین سے متعلق بمضمون دفعہ ایکٹ سابق کے ہین معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فیصلے ضلع جج کے معرض اطلاع مین نہین لائی گئی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ہمپر وہ واجب التعمیل ہین۔ ہم اون فیصلونپر بحث کرنا نہین چاہتے ہین ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہین وہ یہہ ہے کہ ہم اون سے اتفاق کرتے ہین۔ اونمین سے اول مقدمہ چھوٹو بنام جیتن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۳۰۲) ہے۔ دوسرا مقدمہ کشنا رام بنام ہنگولال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۴۳) کا ہے۔ اوسکے بعد مقدمہ مادہو پرساد بنام امبر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۳۰۵) کا ہے اور مقدمہ گوبند رام بنام نراین داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۴۹۳) کا ہے۔ اور ایک مقدمہ منفصلہ سنہ ۱۸۶۶ء کا ہے یعنے مسماۃ ٹھکراین بہالکمی کنور بنام سید فرزند علی وغیرہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء پریوی کونسل اپیل صفحہ ۲) ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مقدمات متعلق ہین۔

بہ تقلید ان اسنادکے ہم یہہ اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور ڈگری عدالت ماتحت کو اوسقدر منسوخ کرتے ہین جو مہاراجہ وزیانگرم کے متضرر ہے۔ جہانتک ڈگری الہی بخش اور عبدالرحمان پر موثر ہے ہم اوسمین دست اندازی نہین کرتے ہین۔

ضلع غازیپور نگرانی دیوانی نمبر ۹۲ ۱۸۸۹ء منفصلہ فروری صفحہ ۱۰۴ انگریزی

مہابیر سنگہ و یکمس دیگر بنام بہاری لال و غیرہم

ایکٹ ۱ ۱۸۶۸ء (ایکٹ تعریفات عام) دفعہ ۳ ضمن ۱۳-۱۳ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہاے دیوانی بنگال و ممالک مغربی و شمالی و آسام) دفعہ ۲۱ ضمن (الف) - اختیار سماعت مالیت شے دعوے بذریعہ نالش - ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی

بغرض تجویز مسئلہ بہ عدالت اپیل کے ایک نالش دیوانی مین مالیت شے دعوی کی وہ متصور ہونی چاہیئے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین قایم کی ہو اور وہ مالیت جو عدالت نے تجویز کی ہو الا یہہ ثابت ہو کہ یا تو معلمًا یا غفلت عظیم سے صحیح مالیت نالش کی عرضی نالش مین غلط ظاہر کی گئی ہو۔

حکم ضلع جج کا شمر واپسی یادداشت اپیل بغرض پیش کیجانے عدالت مناسب کے اس بنیاد پر کہ مالیت نالش کی باعتبار زر نقد کے اونکی حد اختیار سماعت سے زاید ہے حسب منشاء دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگری نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

اسپنکی منجانب اپیلانٹان رام پرشاد و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس - یہہ درخواست ہمارے حضور اسلئے ہوی ہے کہ ہم اپنی اختیارات نگرانی متعلقہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو استعمال کرین۔ جس حکم سے یہہ درخواست متعلق ہے وہ ایسا ہے جسکے روسے ضلع جج سابق غازیپور نے یادداشت اپیل ان سایلان کی واسطے پیش کرنے عدالت ہذا کے واپس کیا تہا۔ ضلع جج اپیل کے سماعت کرنے سے اس بنیاد پر انکار کیا تہا کہ اپیل عدالت ہذا مین ہو سکتا ہے نہ عدالت ضلع جج مین۔

جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ نالش واسطے شفع حصہ ایک موضع کے تہی مدعیان نے مالیت اوس حصہ کی اپنی عرضی نالش مین للعہ قایم کی تہی اور اس نالش کو عدالت جج ماتحت غازیپور مین دایر کیا تہی۔ مدعا علیہم نے اوس حصہ کی مالیت معہ ما سہ قایم کی تہی جج ماتحت نے مالیت اوس حصہ کی معہ اہ اللعہ تجویز کرکے ڈگری شفع بشرط ادای زر مذکور کے صادر کی۔ بنا راضی اوس ڈگری کے مدعیان نے جو سایلان عدالت ہذا مین عدالت ضلع جج مین اپیل داخل کیا۔ ضلع جج نے مالیت حصہ مذکور کی مبلغ معہ عہ تجویز کرکے یہہ رای

قایم کی کہ اونکو اختیار سماعت اپیل کا حاصل نہین ہے اور اسوجہ سے وہ حکم صادر کیا جس سے
یہہ درخواست متعلق ہے۔

مسٹر ہل نے منجانب سایلان کے یہہ حجت کی ہے کہ بنا راضی حکم زیر بحث کے اپیل نہین
ہو سکتا ہے اور یہہ مقدمہ دفعہ ۲ ۲۶ مین داخل ہے۔

اپیل اول احکام نمبر ۲۴۵ سنہ ۱۸۸۹ء مین ہمنے آج یہہ تجویز کی ہے کہ حکم زیر بحث مطلوبہ
حکم کے قابل اپیل نہین ہے۔

ہماری یہہ بہی راے ہے کہ حکم زیر بحث حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ڈگری نہین ہے۔ حکم مذکور کے روسے اپیل فیصل نہین ہوا تہا۔ برعکس اسکے وہ ایسا حکم
ہے جسکے روسے ضلع جج نے بوجہ اختیار سماعت کے اپیل کے فیصل کرنیسے انکار کیا تہا اور یادداشت
اپیل اپیلانٹان کو اسلئے واپس کیا تہا کہ وہ اپنا اپیل عدالت ہذا سے فیصل کرالیوین۔

جو تعبیر اوپر فقرہ مشعر تعریف ڈگری مندرجہ دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کیا
جانا چاہئے اوسپر عدالت ہذا نے مقدمہ ملکرن راے بنام گوبند ناتہہ تیواری (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۱۲۹) غور کیا تہا۔ اوسوقت یہہ بحث پیدا ہوی ہتی۔ کہ آیا ضلع جج
کو اختیار سماعت دربارہ سماعت اور تجویز کرنے اپیل کے حاصل تہا یا نہین۔ اگر اونکو اختیار
حاصل تہا تو اونہون نے اوس اختیار کو استعمال نہین کیا جو قانونا اونکو عطا ہوا تہا۔

مدار اوس بحث کا الفاظ مالیت نالش ابتدائی مندرجہ ضمن (الف) دفعہ ۲۱ ایکٹ
۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء پر ہے کہ جسکے ساتہہ ضمن (۱۳) دفعہ ۳۔ ایکٹ ۱۸۸۷ء بہی پڑہنا چاہئے۔ از روے
ضمن مذکور کے بہ نسبت نالش کے مالیت سے تعداد یا مالیت شے دعوی نالش کی مراد ہوگی۔

مسٹر کاشی پرشاد یہہ حجت کرتے ہین کہ مالیت شے دعوی مقدمہ کی وہ مالیت ہی
جو عدالت سماعت کنندہ نالش نے تجویز کی ہو۔ بجانب دیگر مسٹر ہل یہہ حجت کرتے ہین کہ مالیت
شے دعوی مقدمہ کی وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہو۔

عدالتہای ہند مین بشمول اس عدالت کے اس امر کے نسبت راے مین بہت اختلاف
رہا ہے کہ اختیار سماعت کیونکر دریافت ہونا چاہئے یہہ بحث بلا وقت کے نہین ہے۔

لیکن یہہ صاف ظاہر ہے کہ از روے دفعہ ۲۱۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۷ء اختیار سماعت ضلع
جج کا اپیل مین بذریعہ مالیت نالش ابتدای کے تجویز کیا جاتا ہے اور نہ بذریعہ مالیت اپیل کے

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ تعداد شے دعوی نالش متذکرہ ضمن (۳) دفعہ ۴ - ایکٹ سنہ ۱۸۸۷ء سے وہ مراد تعداد یعنی تعداد زر کی ہونی چاہئے جسکے بازیافت کا دعوی مدعی اپنی نالش مین کرتا ہے اور نہ وہ تعداد مراد ہے جسکے ڈگری عدالت اوسکو عطا کرتی ہے اور واسطے اغراض اختیار سماعت کے تعداد شے دعوی نالش کی مراد اسوجہ سے وہ تعداد ہونی چاہئے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے۔

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جب ہمکو معنی مالیت شے دعوی مقدمہ مندرجہ دوسری ضمن کے دریافت کرنا ہون تو وہی اصول متعلق کرنا چاہئے اور مالیت شے دعوی مقدمہ کی وہی مالیت ہونا چاہئے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے - جیسا کہ ہم ظاہر کرتے ہین وہ وہی ہے جو عدالت ہذا نے بمقدمہ جگ لال بنام ہر نراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۵۴۴) اور ہائیکورٹ بمبئی نے بمقدمہ لکشمن بہاشکر بنام ماناجی بہاشکر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۴ صفحہ ۱۳۱) ظاہر کی ہتی - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسلئے کہ الہ آباد کے مقدمہ مین دفعہ ۴ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۱ء زیر بحث تہا اور بمبئی کے مقدمہ مین دفعہ ۴ - ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۶۹ء زیر بحث تہا ان مقدمون کے فیصلے بطور اسناد اوس امر کے جسپر اسوقت ہم غور کر رہے غیر متعلق نہین ہو جاتے ہین - مسٹر جسٹس اسٹریٹ اور مسٹر جسٹس ٹرل ہمین اطلاع کرتے ہین کہ ایک مقدمہ مین جسکے سوئے اتفاق سے رپورٹ نہین ہوئی ہے مشار الیہم نے یہہ تجویز کی ہتی کہ مالیت شے متدعویہ متنازعہ کی حسب منشا دفعہ ۹ - ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۱ء کے وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے - ہرگاہ یہہ تجویز کیجاتی ہے کہ مالیت شے دعوی مقدمہ واسطے اغراض اختیار سماعت کے وہ مالیت ہے جو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کی ہے تاہم مقدمہ بمبئی متذکرہ بالا کے ذیلی تجویز سے ہم بالکل اتفاق کرتے ہین کہ اختیار سماعت اوس عدالت کا جسکو مناسب طور پر اختیار سماعت کسی مقدمہ کا حاصل ہو دعوی مین نامناسب ازدیاد کرنیسے خارج نہین ہو جاتا ہے اور جو دعوے ایسا بہت بڑہا دیا گیا ہو کہ جو قایم نہین رہ سکتا ہے اور نہ جسکے قایم رہنے کی امید کرنیکی کوئی وجہ معقول ہے اس غرض سے دایر کر دیا گیا ہو کہ اوسکی تجویز کسی ایسے عدالت مختلف سے کرائے کہ جسکی تجویز کرنیکا مقصود واضعان قوانین کا ہے تو وہ دراصل قانون کو فریب دینا ہے اور نامنظور ہونا چاہئے تا اس سے کہ وہ محض بے خطر ناکی سے ظہور پذیر ہوا ہو یا کسی غرض مصنوعی سے اس لئے ظہور پذیر

کیا گیا ہو کہ فیصلہ اوسکا ایک جج سے بجاے فیصلہ دوسرے جج کے حاصل کیا جاوے۔ جو الفاظ ہمنے استعمال کیے ہین وہ قریب قریب ٹھیک الفاظ ہائیکورٹ بمبئی کے ہین۔ الیسا تقدمہ جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے ایک نظیر اس کوشش کی ہے کہ دفعہ ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے گریز کیا جاوے۔ نتیجہ یہہ ہے کہ چونکہ سایلان مدعیان مقدمہ ہذا نے اپنی عرضی نالش مین مالیت شے متدعویہ اپنی نالش کے للعہ ہزار قایم کی تھی لہذا ضلع جج کو اختیار سماعت اور تجویز کرنے اپیل کا حاصل تھا اور چونکہ مشارالیہ نے اوس اختیار کو استعمال نہین کیا تھا جو قانوناً اونکو عطا ہوا تھا لہذا ہم بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپنا حکم مشعر منسوخی حکم مشارالیہ منشاء درخواست ہذا اور بدین ہدایت صادر کرتے ہین کہ اپیل بازبر نمبر سابق فہرست اپیل ہاے متدایرہ عدالت ضلع جج غازیپور مین قایم کیا جاوے اور اوس کا تصفیہ مطابق قانون کے کیا جاوے اور ہم یہہ بھی حکم دیتے ہین کہ خرچہ اس درخواست کا نتیجہ اپیل پر منحصر رہیگا۔

---

۱۰۹ ضلع گورکھپور — اپیل اول نمبر ۱۳۴ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۲ فروری

چندر پالی کنوری بنام بھیرون سنگہ وغیرہم

میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ مدات ۱۲۶ و ۱۴۲ و ۱۴۴۔ نالش منجانب دختر ہندو متوفی واسطے بازیافت جایداد اپنی باپ کے جو اوس نے اپنی حین حیات منتقل کی تھی۔

مدعیہ نے دعوے دخلیابی دو موضعون کا اس بیان سے کیا تھا کہ اوسکے باپ نے اپنی حین حیات موضع مذکورہ اوسکی بڑی بہن اور اوسکی شوہر کو دیدی تھے اور موہوب لہم کو قابض کرادیا تھا اور بعد وفات اوسکے باپ کے اوسکی بیوہ اور موہوب لہم اور مدعیہ نے ایک صلحنامہ کیا تھا جسکے رو سے یہہ دونون موضع متنازعہ مدعیہ کو ملنا چاہیئے تھے۔ مدعیہ کا باپ سنہ ۱۸۶۰ء مین فوت ہوا تھا اوسکی بیوہ نے جو سنہ ۱۸۷۰ء مین قابض پائی گئی تھی ایک موضع بیع کرڈالا اور دوسرا موضع سنہ ۱۸۷۰ء مین رہن کردیا تھا۔ صلحنامہ مستدلہ مدعیہ سنہ ۱۸۷۰ء مین داخل ہوا تھا اور نالش دخل کی سنہ ۱۸۸۹ء مین دایر ہوئی تھی۔

تجویز ہوئی کہ اگر مدعیہ بتوسط اپنی باپ کے دعویدار ہے تو اوسکی نالش بموجب مد ۱۴۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے خارج المیعاد ہے اور اگر بذریعہ صلحنامہ کے

دعویدار ہے تو نالش بموجب مد ۱۴۴ ایکٹ مذکور کے خارج المیعاد ہے۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

اجودہیا ناتہہ و رام پرشاد بنام بنام اپیلانٹ سندر لال بنام ریسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل نالش دخلیابی و معتاد سے ظہور پذیر ہوا ہے۔

مدعیہ نے اپنی عرضی نالش مین بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ نے ہبہ نامہ اپنی کل جایداد کا بنام اوسکے بڑی بہن اور اوس بہن کے شوہر کے نام لکہدیا تہا اور موہوب لہم کو قابض کرا دیا۔ اوس نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ کی وفات کے بعد موہوب لہم سے حق مین داخل خارج ہو گیا تہا۔ اوس نے اپنا استحقاق بذریعہ ایک صلحنامہ کے بیان کیا ہے جو فیما بین اوسکے اور موہوب لہم اور اوسکے باپ کے زوجہ کے ہوا تہا اور جسکی رو سے حسب بیان اوسکے بر دو مواضعات متنازعہ اونکو ملے تہے۔ اوسکا باپ ۲۴ جنوری ۱۸۶۳ء کو فوت ہوا تہا۔ اوسکی بیوہ نے ۳ مئی ۱۸۸۱ء کو کشن پور اور ایک موضع منجملہ مواضعات مذکور کے سہدیو سنگہ کے ہاتہہ بیع کیا اور ۸ مئی ۱۸۸۱ء کو دوسرا موضع اوسی شخص کے پاس رہن کیا۔ صلحنامہ متدلہ مدعیہ ۱ جنوری ۱۸۶۵ء کو داخل ہوا تہا۔ یہہ نالش ۱۷ اگست ۱۸۸۸ء کو دایر ہوی ہے۔ منصف نے صحیح طور پر تجویز کی ہے کہ اگر مدعیہ بتوسط اپنی باپ کے دعویدار ہے تو بوجہ مد ۱۴۴ ضمیمہ ایکٹ میعاد سماعت مقدمہ کے وہ مغلوب ہوگی۔ ہم خیال کرتے ہین کہ ایسا ہی ہے۔ اوس مدت تا شہر اور جو وقت گذر گیا ہے وہ مدعیہ کو اس امر کے ثابت کرنے سے مانع ہے کہ اوسکی باپ کو اوسکے مقابلہ مین ہبہ کرنیکا اختیار نہتا۔ نتیجہ یہہ ہے کہ اگر مدعیہ کو کچہہ دعوے حاصل ہے تو چاہیے کہ از روے صلحنامہ ۱۸۶۵ء کے دعوی مذکور کو ثابت کرے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین مدعیہ نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا ہے کہ اوسکے باپ نے موہوب لہم کو قابض کرا دیا تہا۔ ہمکو یہہ ٹہیک نہین معلوم ہے کہ وہ کب بیدخل کئے گئے تہے یا اون کا قبضہ کب موقوف ہو گیا تہا لیکن ہم جانتے ہین کہ ۱۸۷۱ء مین اوسکی باپ کی بیوہ نے دعوے اپنے نام داخل ہونیکا اس بنیاد پر کیا تہا کہ مین قابض ہون ہم یہہ بہی جانتے ہین کہ اوس دعوے مین وہ عدالت مال سے کامیاب ہوی تہی۔ از روے ہبہ نامہ کے بیوہ کو کوئی حق حاصل نہتا لیکن ۱۸۷۵ء مین جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین اوس نے ایک موضع

بیچ اور دوسرا موضع سہدیو سنگھ کے نام رہن کر دیا تہا اور اوسنے دخل پالیا تہا بعین معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہم ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے اور جن لوگون کے توسط سے مدعیہ دعویدار ہے یعنی موہوب لہم جو از روے ہبہ نامہ منجانب اوسکے باپ کے عرصہ ناید از دوازدہ سال قبل اس نالش کے بیدخل ہوگئے تہے یا اونکا قبضہ موقوف ہوگیا تہا ہماری راے مین یہہ نالش خارج المیعاد ہے اور صحیح طور پر ڈسمس ہوئی ہے ہم یہہ اپیل معخرچہ ڈسمس کرتے ہین

ضلع علیگڈہ — نگرانی فوجداری نمبر ۶۱۸ سنہ ۱۹۰۰ء — منفصلہ ۴ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بدہ سین و بیکس و دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند دفعہ ۱۸۲ - تعریف جرم محکومہ دفعہ ۱۸۲ کی تشریح کی گئی -

بنظر قایم کرنے اوس جرم کے جسکی تعریف دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند مین درج ہے یہہ ضرور نہین ہے کہ جس عہدہ دار سرکاری کو جہوٹہی اطلاع دی گئی ہو اوسکو بوجہ اطلاع مذکور کسی امر کے کرنے یا کسی امر کے نکرنیکی ترغیب ہو - جزو ضروری اوس جرم کا یہہ ہین ہے کہ جس ملازم سرکاری کو وہ اطلاع دی گئی ہے وہ کونسا فعل عمل مین لاویگا یا عمل مین لایگا بلکہ نیت یا علم (جو اوسکے طریق عمل سے منتج کیا جاویگا) اوس شخص کا جو اطلاع مذکور دیتا ہے جزو ضروری ہے - غلام احمد قاضی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۴ صفحہ ۴۲۶) سے اختلاف کیا گیا -

واقعات اس مقدمہ کے آنریبل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

کالون و اسپنکی و رڈ و سندر لال منجانب سایلان

پبلک پراسکیوٹر (ڈلن) منجانب سرکار

آنریبل صاحب جسٹس - یہہ درخواست نگرانی حکم صیغہ اپیل مصدرہ ضلع جج علیگڈہ مورخہ ۴ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۰ء مشعر بحالی فیصلہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ علاقہ مذکور مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کے ہے جسکی روسے مجسٹریٹ موصوف نے ان دونون سایلان یعنے بدہ سین و نراین داس

کے نسبت تجویز ثبوت جرم نسبت جرائم مصرحہ دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند صادر کی تہی اور اوسمین بجہ انکے گذشتہ حکم سزا سے قید سخت میعادی چار ماہ بہگتنے اور جرمانہ سار ہی کس ادا کرنیکا اور بحالت عدم ادا ہونے جرمانہ کے ڈیڑہ ماہ قید مزید کا حکم صادر کیا تہا۔ جو واقعات عدالتین ماتحت سے ثابت تجویز کئے ہین اور جنکی بتجویز سے ہم اسبارہ مین باہر نہین جا سکتے ہین حسب ذیل ہین

سایلان قوم کے بنیان ہین اور شہر علیگڈہ کے مختلف محلون مین رہتے ہین لیکن اون کے متعلقات کاروبار کے بدر رگنج مین ہین ۲۴ اگست ۱۸۹۵ع کی شام کو قریب ۹ بجے کے اوس وقت کے مجسٹریٹ ضلع نے جو اپنی کوٹہی متعلقہ تیوہار محرم پر جو اوسوقت ہو رہا تہا باہر ایک خبر تار برقی کی پائی جو بلا شبہہ بدہ سین اور نراین داس نے بعبارت ذیل بہیجی تہی۔

کل رات کو ایک بجے دوسو مصاحب بہوپالالا ہی بند نے کلیا گنج بدر رگنج پر واسطے لوٹ اور قتل کے حملہ کیا تہا صادق علی کوتوال اور شام لال جمعدار نے اونکو ہٹا دیا تہا اون سے آج بہی خطرہ ہے براہ مہربانی انتظام کیجئے۔

مجسٹریٹ نے اپنی شہادت مین جو اوس جرم کی سماعت کے وقت دی تہی یہہ بیان کیا ہے کہ برطبق اس تار برقی کے اونہون نے کچہہ عمل نہین کیا تہا کیونکہ اونہون نے ان بیانات کو باور نہین کیا تہا۔ اگر وہ اوسپر عمل کرتے تو واسطے خبرگیری مقامات متذکرہ خبر مذکور کے وہ پولس کو بہیجتے۔

مجسٹریٹ ضلع کے نام اسی تار برقی خبر کے بہیجنے کے بابت یہہ بات ہوی ہے کہ سایلان کے نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوی ہے۔ مسٹر کالون جنہون نے درخواست نگرانی کی بحث کی ہے یہہ اصرار کرتے ہین کہ تجویز ثبوت جرم غلط ناجایز ہے کیونکہ مضامین خبر تار برقی مین کوی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ثابت ہو کہ اوسکی بہیجنے والی کی یہہ نیت ہو یا اس امر کا احتمال اوسکی علم مین ہو کہ اسکی ذریعہ سے کسی سرکاری ملازم سے اوس سرکاری ملازم کا اختیار جایز کسی شخص کو نقصان یا رنج پہونچانیکے لئے نافذ کراے یا کوی ایسا امر کراے یا ترک کراے جسکا کرنا یا ترک کرنا اوس سرکاری ملازم کو نچاہیے تہا اگر اون واقعات کا سچا حال جسکی نسبت وہ خبر دی گئی ہے اوسکو معلوم ہوتا۔ بتائید اپنی حجت کے اونہون نے مقدمہ غلام احمد قاضی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۱۴) پر استدلال کیا ہے اور اسمین کچھ شبہہ نہین ہے کہ بنگال کے چیف جسٹس نے بہ نسبت دفعہ ۱۸۲ کے یہہ تحریر کیا ہے کہ اوس دفعہ کو کل پڑہنا

چاہئے اور بلحاظ کل دفعہ کے ہم خیال کرتے ہین کہ دفعہ مذکور اون مقدمات سے متعلق ہوتا
ہے کہ جنمین پولیس کو باعتبار اوس اطلاع کے جو اوسکو دی گئی ہے کسی ایسے امر کے کرنے
یا نکرنے کی ترغیب ہو جسکا اثر کسی شخص ثالث پر پہونچے اور جسکو وہ اوس حالت مین نکرتے
کہ جب اونکو سچا حال اون واقعات کا معلوم ہو جاتا۔ اگر یہہ راے صحیح ہے تو وہ اون
ضروریات سے بہی متجاوز ہے جو ذیلیم کونسل کی حجت کے ضرورت کے واسطے ضروری ہی
لیکن بہ تعظیم تمام ذیلیم چیف جسٹس اور اوس جج کے جنہون نے اونکی ساتہہ اتفاق کیا
ہے مین افسوس کرتا ہون کہ مین اوس راے سے اتفاق نہین کرسکتا ہون جو اسطرح پر
ظاہر کی گئی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً تحریر مذکور دفعہ ۱۸۲ کی حیطہ اور غرض اور
اوس نقصان کے غلط مفہوم پر مبنی ہے جسکا اوس سے مقصود ہے کیونکہ دفعہ مذکور اوس
باب مین واقعہ ہے جو سرکاری ملازمون کے اختیارات جایز کی توہین بیان مین ہے اور ثانیاً
خود دفعہ مذکور کے عبارت کی غلط تعبیر پر مبنی ہے۔ عبارت دفعہ مذکور پر باحتیاط غور کرنیکے
بعد مین یہہ نتیجہ اخذ نہین کرسکتا ہون کہ سرکاری ملازم متذکرہ دفعہ مذکور کے لئے یہہ ضرور
نہین ہے کہ اوسکو کسی امر کے کرنے یا نکرنے کی ترغیب ہوی ہو۔ یہہ کافی ہے کہ اگر شخص ملزم
نے ایسی خبر دی ہے جو جہوٹہہ ہے اس نیت سے یا اس امر کے احتمال
کے علم سے کہ ملازم سرکاری سے اوس سرکاری ملازمی کا اقتدار
یا اختیار جایز بمضرت کسی شخص کے استعمال کرایا یا نکرایا جاے جسکو وہ کرتا یا نکرتا بشرطیکہ اوسکو
سچا حال اون واقعات کا معلوم ہو جاتا۔ بالفاظ دیگر جس جرم کا اوس دفعہ مین مقصود ہے
اوسکا مدار اوس امر پر نہین ہے کہ ملازم سرکاری نے باعتبار اوس اطلاع کے کیا کیا ہے
یا کیا نہین کیا ہے بلکہ یہہ ہے کہ باعتبار واقعات کے نیت معقول اوس شخص کی کیا تہی
ہوئی ہے جس نے وہ خبر دی ہے۔ مین یہہ بہی تحریر کرنا چاہتا ہون کہ مجھے معلوم ہوتا ہی
کہ دفعہ ۱۸۲ مین شخص اطلاع دینوالے کی دو نیت سے مقصود ہے اولاً نیت یا اس امر کی
احتمال کا علم کہ اوسکے ذریعہ سے کسی سرکاری ملازم کا اختیار جایز کسی شخص یا شی اس کو
نقصان یا رنج پہونچانیکے لئے نافذ کراوے اور ثانیاً نیت یا اس امر احتمال کے علم سے کہ
اوسکی ذریعہ سے سرکاری ملازم مذکور سے کوئی ایسا فعل کراوے یا نکراوے جسکو وہ
سرکاری ملازم کرتا یا نکرتا اگر اوسکو سچے حالات واقعات کے معلوم ہوتے۔ دفعہ مذکور

کی اس تعبیر کو واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق کرکے مین بالکل یہہ نہین کہہ سکتا ہون کہ تجاویز ثبوت جرم ان سائلیون کی غلط ہین۔ مجسٹریٹ نے یہہ بیان کیا ہے کہ اگر وہ بیانات مشمولہ خبر تار برقی کو باور کرلیتے تو وہ واسطے خبرگیری مقامات مندرجہ خبر مذکور کے پولس کو ضرور بہیجتے۔ تو نتیجہ یہہ ہوتا کہ شہر کے دیگر مقامات سے وہ پولس کو ہٹا لیتے اور علاوہ برین باعتبار اس خبر کے جو اونکے روبرو موجود تہی بہت سے پولس کو قصابیون کے محلہ مین اسلئے بہیجواتے کہ قصابی لوگ اپنے گہرون مین بند ہی جاوین اور وہ بدنظمی نکرنے پاوین۔ بہرکیف فعل مجسٹریٹ کی صحیح نوعیت پر غور کرنا غیر ضروری ہے بحث یہہ ہے کہ جن لوگون نے خبر بہیجی تہی اونکا مقصود کس فعل سے تہا کہ جو مجسٹریٹ کرتا۔ بدرجہ اقل اونکی نیت اور مقصود یہہ تہا کہ مجسٹریٹ کوئی ایسا فعل کریگا جو وہ نکرتا بشرطیکہ اوسکو واقعات کا صحیح حال معلوم ہوتا

میری راے مین یہہ اوس قسم کا نقصان ہے جسکا مقصود دفعہ ۱۸۲ کے جزو اخیر مین ہے۔ لوگون کو بیانات بے احتیاطی کے ساتہہ ملازم سرکاری سے کرکے اوس ملازم سرکار کے عہدہ کو معرض تحقیر مین نہ لانا چاہئے اور یہہ امر بالکل ناقابل لحاظ ہے کہ جہوٹی اطلاع کے ذریعہ سے جو منجملہ نیت ہاے متذکرہ بالا کے کسی نیت سے دیگئی ہو ملازم سرکاری مذکور کو کسی امر کے کرنیکی یا نکرنیکی ترغیب ہوئی ہو یا نہوئی ہو۔ شخص مذکور کے جرم کی تجویز اوس کے اوس اطلاع کے دینے سے کیجاتی ہے جسکو وہ جہوٹہہ جانتا ہے یا جہوٹہہ باور کرتا ہے اور اون نیتون کے ساتہہ دیجاتی ہے جسکے نوعیت کا ذکر مین نے کیا ہے۔ تجاویز ثبوت جرم بہت مناسب ہین اور قایم رہنی چاہئے جرم بہت نقصان مند ہے خصوصاً ایسے وقت مین کہ جب یہہ خبر بہیجی گئی تہی کہ جسوقت مین علیگڈہ کے ہندو مسلمانون مین بہت نقیض ہے اور حکام مجسٹریٹ جماعت کے اون دونو فرقون کے شر و فساد کے انسداد کرنے مین بہت بڑی دقت اور زحمت کی حالت مین تہے۔ جہونہی اطلاع جو مجسٹریٹ کو ایسے وقت مین دیگئی ہو جس سے اوسکو کسی ایسے فعل کے کرنیکی ترغیب ہو جسکو وہ نکرتا بشرطیکہ وہ سچا حال سے واقف ہو جاتا تو نتایج اسکی اوس سے رہبری ہوتی اور یہہ بہتر ہوگا کہ لوگ یہہ سمجھین کہ اس قسم کی جرایم کی سزا محض جرمانہ کے ساتہہ نہوگی۔ ان سائلیون کی نسبت جو کچھہ کہا جا سکتا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ جو خبر تار برقی کے ذریعہ بہیجی گئی تہی اوسمین لوگون نے اپنا نام لکہدیا تہا اور اوسکی اصلیت کے دریافت کرنے مین دقت نہین ہوئی تہی

مین امید کرتا ہون کہ مین رعایت بیجا نہین ظاہر کرتا ہون کہ باوجود نامنظور کرنے درخواست نگرانی کے اوسکی اصل تفصیلات مین اور قایم رکہنی جرمانہ تعدادی سار کے اگر مین میعاد قید سخت چار ماہ کو تخفیف کرکے دو ماہ کی میعاد قایم رکہتا ہون۔

ایچ صاحب چیف جسٹس ۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ کلکتہ نے مقدمہ غلام احمد قاضی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۱) مین دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کو اسقدر چہر پڑتا ہے کہ گویا ارتکاب جرم حسب دفعہ مذکور بجز اوس صورت کے نہین ہو سکتا ہے کہ ملازم سرکاری متذکرہ دفعہ مذکور کو اوس اطلاع سے جو اوسکو پہونچی ہے ترغیب کسی ایسے امر کے کرنیکی یا نکرنیکی ہوی ہے جو شخص ثالث پر موثر ہوتا ہے اور اگر وہ اشیاء کے سچے حالات کو جانتا تو اوس امر کو کرتا یا نکرتا۔ مین اپنی بہائی اسٹریٹ صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ جہانتک دفعہ مذکور کو تعلق ہے یہہ امر قطعاً غیر اہم ہے کہ آیا ملازم سرکاری کو امر مذکور کے کرنے یا نکرنے کی ترغیب ہوی ہے یا نہین۔ ایسی جہوٹہی اطلاع کا دینا جرم ہے جسکو اطلاع دینیوالا جہوٹہ جانتا ہے یا جہوٹہ باور کرتا ہے اور اوسکی یہہ نیت کہ اوسکے ذریعہ سے یا اوسکا یہہ باور کرنا یا اوسکا اس امر کے احتمال کا علم ہونا جرم ہے کہ اوسکے ذریعہ ملازم سرکاری سے اوس ملازم سرکاری کے اختیار جایز کو کسی شخص کو نقصان یا رنج پہونچانے کے لئے نافذ کرا دے یا کوئی ایسا امر کرا دے یا ترک کرا دے جسکا کرنا یا ترک کرنا اوس سرکاری ملازم کو نہ چاہئے تہا اگر اون واقعات کا سچا حال جسکی نسبت وہ خبر دی گئی ہے اوسکو معلوم ہوتا۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسی صورتین ہین جو در حقیقت دہوکے کی صورتین ہین اور وہ بہی اس دفعہ مین داخل ہوتی ہین مثلاً فرض کیجئے کہ ایک شخص کسی بیان کو غیر صحیح جانکر لیکن یہہ نیت کرکے کہ مجسٹریٹ اوسپر کچہہ عمل کریگا مجسٹریٹ ضلع کو یہہ اطلاع دیوے کہ اوس ضلع کے ایک شہر مین جسکا اہتمام اوسکو سپرد ہے بہت زور سے آگ لگی ہے۔ پس اگر وہ مجسٹریٹ اوس بیان کو باور کرے تو معمولی طور پر اوسقدر پولس کو واسطے مدد فرو کرنے اوس آگ کے اور انتظام کرنیکے لئے بہیجیگا کہ جسقدر وہ اس غرض کے لئے بچا سکے امکاناً تو وہ فوج سے بہی استعانت کریگا بشرطیکہ قرب وجوار مین فوج ہو۔ یہہ پوری تمثیل دہوکے کی ہے اور مجہے کوئی شبہ نہین ہے کہ یہہ صورت دفعہ ۱۸۲ مین داخل ہے

یا اوس شخص پر جسنے اوس اطلاع پر عمل کیا ہے یا نہین۔ ایک دوسری تمثیل اوس صورت کی لیجئے جو میری راے مین دفعہ مذکور مین داخل ہے اگرچہ ملازم سرکاری کو کسی فعل کے کرنے یا فعل کے ترک کرنیکی باعتبار اوس اطلاع کے جو اوسکو دیگئی ترغیب ہوئی ہو یا نہوئی ہو۔ ہم کو یہہ فرض کرلینے دو کہ کوئی شخص بوجہ کسی جرم کے الہ آباد سے بھاگ گیا ہے اور یہہ خیال کیا گیا کہ جہازی بندرگاہون مین سے کسی بندرگاہ سے وہ بھاگ جائیگا۔ اوسکی بھاگ جانیکی اطلاع اون بندرگاہون کو دیجاویگی جسمین سے ایک کلکتہ ہے۔ ایک شخص یہہ جانکر کہ شخص مذکور گرفتار نہین ہوا ہے اور اس نیت سے کہ حکام کلکتہ حد بیرونی جہاز رانی سے اوس کی نگرانی موقوف کردینگے حکام کلکتہ کو بذریعہ تار برقی یہہ خبر دے کہ شخص مفرور یہین اور گرفتار ہوگیا ہے تو میری راے مین وہ مرتکب جرم مصرحہ دفعہ ۱۸۲ کا ہوا ہے گو کلکتہ کے ملازم سرکاری نے اوس خبر تار برقی پر عمل نکیا ہو بلکہ حد جہاز رانی پر اپنی نگہبانی مین اصرار کیا ہو مین اپنے بھائی اسٹریٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصد تھا کہ ملازم سرکاری کو اس نیت سے جھوٹھی اطلاع نہ دیجاوے کہ کوئی ایسا شخص اوسکو مغالطہ دے سکے جو باور کرتا ہے کہ وہ اطلاع جھوٹھی ہے اور اوسکو مغالطہ دہی کی نیت رکھتا ہے۔ اس خاص مقدمہ مین حکم سزاے قید سخت میعادی دو ماہ اور جرمانہ تعدادی [illegible] اس لئے کافی ہوگا کہ اون دیگر اشخاص کو متنبہ کرے جو ملازمان سرکاری کو جھوٹھی اطلاع دینا چاہتے ہین اور اونکو یہہ تنبیہ مزید اختیار کرنا چاہیے کہ اگر آیندہ ایسے ہی مقدمات مین وہ پوری سزا دیجاوے گی جو از روے دفعہ ۱۸۲ مقرر ہے تو قبل اسکے کہ مین اوس حکم سزا مین دست اندازی کرون مجھے تامل ہوگا۔ درخواست نگرانی جہانتک کہ سزا مین تخفیف ہوئی ہے منظور کیجاتی ہے اور دوسری صورت مین نامنظور کیجاتی ہے۔

صفحہ ۱۱ انگریزی

ضلع فرخ آباد نگرانی فوجداری نمبر ۵۰۱ سنہ ۱۸۹۱ع منفصلہ ۱۳ اپریل

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام چرنجی وغیرہم

ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ع ایکٹ قمار بازی عام دفعات ۳ و ۵ و ۶ قمارخانہ عام

وارنٹ تلاشی کا مطابق احکام دفعہ ۵ کے نہونا۔ دیوالی مین قمار بازی کرنا۔

تیہ مار دیوالی مین کہ جس وقت ہندوون مین قمار بازی کا معمول ہے ایک شخص مسمی جہنڈامل کے مکان کی تلاشی پولس نے بذریعہ وارنٹ کے جسکا اجرا حسب دفعہ ۵ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے ظاہر ہوتا ہے لی تہی اور الات قمار بازی کے اوس مکان مین دستیاب ہوے تہے۔ وارنٹ سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عہدہ دار اجرا کنندہ وارنٹ مذکور (دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس) کو اس امر کے باور کرنیکے وجہ حاصل تہی کہ جس مکان کے بابت وارنٹ مذکور مرتب کیا گیا تہا وہ قمار خانہ عام ہے اور مسل مین کچہہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ باعتبار اطلاع معتبر کے ایسا باور کیا گیا تہا۔ جہنڈامل وغیرہ پر جو بوقت تلاشی اوس مکان مین تہی الزام جرایم مصرحہ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کا قایم کیا گیا تہا اور تجویز ثبوت جرم صادر ہوی تہی۔

تجویز ہوی کہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا جو حسب حالات متذکرہ بالا صادر ہوی ہین قایم نہین رہ سکتے ہین۔

یہہ استصواب ہایکورٹ سے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سشن جج فرخ اباد نے حسب حالات مندرجہ اپنی حکم مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۱ء مصدرہ بصیغہ اپیل مرجوعہ جہنڈامل کے جسکے نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے صادر ہوی تہی کیا ہے۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے۔

دیوالی گذشتہ کی پروا کی شب کو پولس کاس گنج ایک وارنٹ سے مسلح ہوکر جو ظاہرا دسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس نے عطا کیا تہا اپیلانٹ کے مکان مین گئے اور بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے ادمیون کو گرفتار کیا اور کچہہ روپیہ اور الات قمار بازی گرفتار کئے۔ اپیلانٹ کے نسبت تجویز ثبوت جرم اوس مکان کو بطور قمار خانہ عام کے رکہنے کے صادر ہوی ہے اور بموجب دفعہ ۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے ۔۔۔ جرمانہ ادا کرنیکا حکم سزا صادر ہوا ہے۔

مسماۃ ... اس تجویز اور حکم سزا کے وہ اپیل کرتا ہے۔

میری راے مین تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہیے اسلئے کہ امر کے ثابت

گرسے کوکوئی شہادت نہین ہے کہ وہ مکان قمار خانہ عام تہا۔ مکان مذکور مین برآمدگی پالنسہ کی شہادت بموجب دفعہ ۹ ایکٹ مذکور کے اس امر کی ہوسکتی ہے کہ وہ مقام بطور قمار خانہ عام کے مستعمل ہوتا ہے بشرطیکہ تلاشی مکان کی بموجب دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کے کیجاتی۔ لیکن اس دفعہ مین پہلے سے یہہ قیاس قایم کیا جاتا ہے کہ وارنٹ تلاشی کا باعتبار اس اطلاع معتبر کے جاری کیا گیا ہے کہ مقام تلاشی طلب بطور قمار خانہ عام کے مستعمل ہوتا ہے۔ یہہ سچ ہے کہ وارنٹ مین یہہ بیان درج ہے کہ وجہ اس امر کے باور کرنیکی ہے کہ مکان مذکور اس طور پر استعمال کیا جاتا ہے لیکن اول وارنٹ مین یہہ بیان نہین ہے کہ جس عہدہ دار نے اوس وارنٹ کو جاری کیا ہے اوس کو اس امر کے باور کرنے کی وجہ حاصل تہی لہذا وارنٹ مذکور ناقص ہے اور ثانیاً مسل مین کچھہ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ باعتبار اطلاع معتبر کے ایسا باور کیا گیا تہا (دیکھئے) ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام بہروس در زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ

مجھے یہہ ذکر کردینا چاہیے کہ دیوالی کے وقت مین قمار بازی کرنا مذہب ہنود کا ایک جزو ہے اور مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ شب متنازعہ کو کاس گنج کے نصف مکانات مین قمار بازی کا ہونا پایا جاسکتا تہا۔

حسب وجوہ متذکرہ بالا یہہ راے قایم کرکے کہ کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنے کو نہین ہے کہ اپیلانٹ مرتکب اوس جرم کا ہے جسکی علت مین اوس کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے مین اپیل منظور کرتا ہون اور منسوخی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے مین حکم دیتا ہون کہ زرجرمانہ وصول شدہ واپس کیا جاوے۔

ایک ہی تجویز مین ڈپٹی مجسٹریٹ نے سولہ اور شخصون کی تجویز ثبوت جرم جنکے نسبت بیان ہوا ہے کہ مکان اپیلانٹ مین پاے گئے تہے بعلت قمار بازی قمار خانہ عام کے صادر کی ہے اور حکم سزاے جرمانہ ناقابل اپیل صادر کیا ہے۔ چونکہ مین نے یہہ تجویز کی ہے کہ وہ مکان قمار خانہ عام نہین تہا لہذا میری یہہ راے ہے کہ یہہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا

منسوخ ہونا چاہیے اور بدین غرض مین مسل مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور حکم حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کرتا ہون۔

یہہ استصواب روبرو ٹرل صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور حاکم ممدوح نے رائے منظورہ جج استصواب کنندہ کو موثر کیا۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا بنسبت ان اشخاص کے جنکا اسمین ذکر ہوا ہے منسوخ کیجاتی ہین زرجرمانہ اگر ادا ہوگیا ہے واپس کیا جاویگا۔

صفحہ ۲۱۱ انگریزی

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

دولہن سوتراج کنور بنام اودہان سنگہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۵۸ - نالش کا عدم پیروی مین ڈسمس ہونا - عدالت کے فعل سابق سے مدعیکو مغالطہ ہونا - عدالت کا اختیار امتیازی -

قایمقام ضلع جج نے دو مقدمون کی جنمین یکسان تنقیحات متعلق تہے سماعت یکجائی کا حکم دیا تہا منجملہ مقدمات مذکور کے ایک مقدمہ فہرست جج ماتحت سے ضلع جج کی فہرست مین اسی غرض سے منتقل ہو آیا تہا - ضلع جج موصوف کے جانشین عہدہ نے اون دونو مقدمون کو متفرق کردیا اور بالآخر ۶ فروری اوسمین سے ایک کی سماعت کیلئے اور ۷ اپریل دوسری کے سماعت کیلئے مقرر کی طلبانہ اعلامی حکم مصدرہ اپنی حاکم متقدم کے - ۳۰ جنوری کو اوس مقدمہ کے مدعی نے جسمین ۶ فروری مقرر ہتی درخواست طلبی گواہان اور واسطے التواے سماعت کے کی - ضلع جج نے درخواست اجراے سمن کی منظور کی لیکن التواے سماعت مقدمہ سے انکار کیا بوجہ اس فعل کے گواہان ضروری وقت پر حاضر نکراے جاسکے اور ۶ فروری کو ضلع جج نے ظاہرا حسب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرکے نالش مدعی کی عدم پیروی مین ڈسمس کی - اوسپر مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

تجویز ہوی کہ اگر حکم ضلع جج کا جو بموجب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تہا باعتبار مناسب تعبیر دفعہ مذکورہ کے ایک جایز حکم بہی تصور کیا جاسکے تاہم معقول طور پر مدعی کی نسبت یہہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ فعل عدالت سے اوسکو مغالطہ ہوا ہے اور اندرینحالات عدالت نے دربارہ ڈسمسی نالش مدعی کے صحیح اختیار امتیازی کو استعمال نہین کیا ہے -

واقعات اس مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

درگاچرن منجانب اپیلانٹ اسپنکلی و راجندر ناتہ منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - بنظر اسکے کہ میرا فیصلہ اپیل کا قابل الفہم ہوجاوے مناسب ہے کہ مین چند واقعات بیان کرون - ۲۷ نومبر سنہ ۱۸۸۸ء کو مسماۃ بچو کنوری عرف مسر تاج کنوری ہے نے جو مسلمہ طور سے رام نراین کی لڑکیان ہین ایک نالش بنام اوسکے زوجہ اور ایک شخص مسمی اودہے بہان سنگہ کے کہ جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ رام نراین کا لڑکا ہے جو اوسکی بعد پیدا ہوا تہا دایر کی غرض اور مقصد اوس نالش کا یہہ تہا کہ استقرار اس امر

کا کہ اودہی بہان رام نراین کے نطفہ سے پیدا نہین ہوا ہے۔ نالش مذکور چند تبدیلات
کو طے کرنے دو مرتبہ سے کم عدالت ہذا مین نہین آئی تہی اور بعد جون ۱۸۸۴ء
مین ذیلعلم جیف جسٹس اور میرے بہائی نرٹل صاحب نے واسطے تجویز روادی کے عدالت
جج مین واپس کیا تہا۔ اب دیکہنا چاہئے کہ جب مسل اوس مقدمہ کی عدالت جج گورکہپور مین
پہونچی تہی اوسوقت یہہ نالش جو منشا اپیل ہذا ہے یکم اپریل ۱۸۸۷ء کو دایر ہوچکی
تہی اور اسی نالش مین مسماۃ سونراج کنوری مدعاعلیہ اول دوسری مقدمہ کی اور
مان مدعی مقدمہ مذکور کی مدعیہ تہی اور اودہے بہان جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ رام
نراین کا بیٹا ہے جو اوسکے پیچہے پیدا ہوا تہا مدعاعلیہ ہے اور غرض اس نالش کی جو
مسل نالش سابق کے اس امر کی استقرار کی لئے ہے کہ اودہے بہان رام چرن کا ایسا لڑکا
نہین ہے جو اوسکے پیچہے پیدا ہوا تہا۔ لہذا ان دونون نالشون مین ایک ہی بحث
مشترکہ تہی اور ان دونون نالشون مین رام نراین کے اہالیان خاندان فریق تہے اور
عملاً کل معاملہ تجویز طلب ایک ہی تہا۔ بنظر اس امر کے کہ مسماۃ بیچو کنوری اور سرتاج کنوری
کے نالش مین مسماۃ سرتاج کنوری مدعاعلیہ تہی اور اس لئے یہہ کہنا چاہئے کہ اودہے
بہان کے زمرہ مین شریک تہی اور دوسری نالش مین مدعیہ تہی مجہے معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ مناسب ہوتا کہ کل مناظرہ جو فیمابین ان لوگون کے تہا ایک ہی وقت مین ایک ہی جج
تجویز کرتا اور جہانتک ممکن تہا دونون نالشون کے مواد مشترکہ کے لحاظ سے۔ یہی راے
مسٹر ملر صاحب کی تہی جو اوسوقت بطور جج گورکہپور کے قایممقامی کرتے تہے کیونکہ ۲
اگست ۱۸۸۸ء کو مشارالیہ نے نالش سونراج کنور بنام اودہے بہان کو جج ماتحت کے
عدالت سے اپنی عدالت مین منتقل کر لیا تہا اور اوسی تاریخ کو ایک حکم اس مضمون سے
صادر کیا تہا کہ اوسکا فیصلہ دوسری نالش یعنے مسماۃ بیچو کنوری اور سرتاج کنوری کے
نالش کے ساتہہ جو واسطے تجویز کے واپس آئی ہے کیا جاویگا۔ ۳۰ اگست ۱۸۸۸ء کو اول
تاریخ واسطے سماعت کے مقرر ہوئی تہی لیکن اوس تاریخ کو مقدمہ پیش نہو سکا اور بعدہ
۱۴ نومبر مقرر ہوئی تہی اور اوسکے بعد ۶ فروری ۱۸۸۹ء مقرر ہوئی تہی۔ اب دیکہنا
چاہئے کہ یہہ تاریخین بابت نالش سونراج کنوری بنام اودہے بہان کے مقرر ہوئی
تہین اور تواریخ مذکور اوس ذیلعلم جج نے مقرر کی تہین جبکہ جج گورکہپور کی خدمات

اپنی ذمے لیتے تہین اور ظاہرا مضامین حکم مسٹر مل صاحب مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۸ء سے
واقف نہ تہی کیونکہ اونہون نے ان دونو نالشون کو بطور علیحدہ اور جداگانہ کے تصفیہ کیا
تہا اور نالش سونراج کنور بنام اودہے بہان کو بنا و جداگانہ پر طے کیا تہا۔
جنوری ۱۸۸۹ء کو وکیل سونراج کنور نے درخواست طلبی گواہان کے لی تہی اور وکیل نے
یہہ بہی استدعا کی تہی کہ سواے ۶ فروری ۱۸۸۹ء کے کوئی اور تاریخ مقرر کیجاوے
اوسوقت ڈسٹرکٹ جج نے درخواست مذکور پر یہہ حکم دیا تہا۔ سمن جاری ہون تین دن مین
سماعت کے لئے دوسری تاریخ مقرر کرنے سے انکار کرتا ہون۔ ۲ فروری کو سمن
سمن جاری ہوے تہے چونکہ ضلع گورکہپور بہت بڑا ہے سمن مذکور منصف دیوریا کو
تعمیل کے لئے بہیجے گئے تہے۔ ۴ فروری ۱۸۸۹ء کو وہ عدالت منصفی دیوریا مین پہونچے تہے
اور نتیجہ یہہ ہوا تہا کہ منصف نے اون سمنون کو بلا تعمیل واپس کیا تہا کیونکہ دسمین
مین اونکی تعمیل نہین ہو سکتی تہی۔ ۶ فروری کو جب مقدمہ پیش ہوا تو ڈسٹرکٹ جج اوسکے
فیصل کرنے مین اوس طریقہ سے مصروف ہوے جسکا ذکر مین ایک لمحہ مین کرونگا۔ آپ
سو میرا یہہ اور لکہنا قرین آسایش ہوگا کہ ۶ فروری کو جب ڈسٹرکٹ جج نے
فیصل کیا تہا اوسوقت ۸ اپریل واسطے سماعت مقدمہ مسماۃ بچہ کنوری
کنوری بنام سونراج کنوری کے مقرر ہو چکی تہی اور اگر مسٹر مل صاحب کے حکم ابتدائی
مورخہ ۴ اگست ۱۸۸۸ء کے تعمیل کیجاتی تو مقدمہ سونراج کنور بنام اودہے بہان کا
بہی اوسروز تک ملتوی رہنا چاہیے تہا۔ ۶ فروری ۱۸۸۹ء کو مسٹر لیوپولٹ صاحب نے
جو اوسوقت جج تہے بذریعہ اوس حکم کے جو اونہون نے صادر کیا تہا مقدمہ کو بموجب دفعہ
۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ کہکر طے کر دیا چونکہ نہ مدعی حاضر ہے نہ اوسکے گواہان
حاضر ہین لہذا دعوے مدعی کا حسب دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس کیا جاتا ہے
پس اگر مین جج کے حکم کو اوس دفعہ کے مضامین سے بسختی پابند ہون کہ جسپر
اونہون نے عمل کیا ہے تو مجہکو اوس امر کے تجویز کرنے مین کہ یہہ دقت نہوگی کہ اونکا حکم
از روے دفعہ مذکور کے لازم نہین آتا ہے۔ بطور شرط مقدم بنسبت متعلق ہونے
دفعہ مذکور کے دفعہ ۱۵۸ کا یہہ مقصود ہے کہ عدالت کو کسی فریق کو منجملہ ان امور کے
کسی امر کے کرنیکی مہلت دینا چاہیے یعنی یا تو اپنی شہادت پیش کرے یا اپنے گواہون

کو حاضر کرآوے یا کوئی دوسرا امر عمل مین لاوے جو واسطے بہبودی مقدمہ کے ضروری ہو۔ ذیعلم جج نے ان اغراض مین سے کسی غرض کے لئے مہلت نہین دی تہی اور اونکی مسل مین کوئی حکم اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ اوس قسم کا کوئی امر کیا گیا تہا۔ لہذا میری راے مین اونکو اوس حکم کے صادر کرنیکا اختیار نہین تہا جو اونہون نے ۱۶ فروری ۱۸۹۵ء کو صادر کیا ہے۔ ذیعلم کونسل ریسپانڈنٹ اس بات کو تسلیم کرتے ہین لیکن وہ کہتے ہین کہ عدالت اختیار سماعت ابتدائی مین جب وہ نالش کو طے کرتی ہو اور جب وکیل مدعی یہہ کہتا ہو کہ مین کسی مقدمہ کی پیروی کرنے کو طیار نہین ہون اور نہ مین شہادت کے پیش کرنیکے لئے طیار ہون اختیار اس بنیاد پر مقدمہ خارج کرنیکا رکہتا ہے۔ مین یہہ کہنے کو امادہ نہین ہون کہ بحث ذیعلم کونسل کی غیر صحیح ہے۔ لیکن ایسا عمل عقلمندی کے ساتہہ اور صحیح اختیار امتیازی کے ساتہہ استعمال کرنا چاہئے اور ایسے حالات مین استعمال نکرنا چاہئے جن سے یہہ ظاہر ہوتا ہو یا ایما ہوتا ہو کہ کسی فریق کو فعل عدالت سے مضرت پہونچی ہے۔ مین بتلا چکا ہون کہ اس مقدمہ مین اور نیز مقدمہ متعلقہ مین یہہ بہت ضروری امر تہا نہ صرف بنظر فایدہ فریقین متعلقہ کے بلکہ بنظر حفاظت مصارف کے اور اسلئے کہ عدالت صحیح نتیجہ نسبت کل نزاع کے اخذ کرسکے کہ فیصلہ نالشات مذکور کا ایک ہی اور واحد وقت مین ہونا چاہئے تہا۔ مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ اگر ذیعلم جج نے حکم اپنے حاکم متقدم کا جو مورخہ ۴ اگست ۱۸۹۴ء تہا یاد کیا ہوتا تو وہ ضرور وکیل مدعی کے اوس توقف کو معاف کرتے جو دربارہ پیش کرنے درخواست طلبی گواہان کے ۳۰ جنوری تک ہوا تہا کیونکہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توقف اس بنیاد پر نظر انداز ہوسکتا تہا کہ مسٹر صاحب کے حکم نے کل فریق ہاے متعلقہ کو یہہ باور کرادیا تہا کہ تجویز اس نالش کی ایک ہی وقت مین اور عملاً ساتہہ اوس دوسری نالش کے ہوگی جسکی نسبت مین بیان کرچکا ہون کہ تاریخ درخواست طلبی گواہان مدعی پر اوسکی تاریخ پیشی کے لئے ۸ اپریل مقرر ہوچکی تہی اور فیصلہ اوسکا ۹ اپریل مابعد کو ہوا تہا۔

بہ نسبت اسناد مجوزہ مسٹر اسپنکی کے مجہے چند ہی الفاظ کہنے کی ضرورت ہے۔ اون سب کا یہہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ عدالت کو یہہ اختیار نہین ہے کہ کسی تدبیر کے منعقد کرنے سے

انکار کرے درحالیکہ اوسکی درخواست کسی فریق مقدمہ کی ہو تاہم اگر وہ فریق اپنی تو قف کے ساتھہ کسی ذات آنا ناپسند کرے کہ گواہونپر تعمیل سمن کی واسطے حاضری بہ نسبت سماعت کے نہین ہو سکتی ہے تو عدالت پر بالضرور یہہ لازم نہین ہے کہ سماعت کو کسی دوسرے روز کے لئے ملتوی کرے۔ اس خاص مقدمہ مین سمن جاری کئے گئے تہے اگرچہ تعمیل اونکی اسوجہ سے نہین ہو سکی کہ بابت عدالت ذیلی جج اور اوس مقام سے بہت بڑا فاصلہ تہا کہ جہان گواہان رہتے تہے ان کل حالات پر نظر کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ذیلی جج نے دربارہ ڈسمس کرنے اس نالش کے اوس طریقہ سے جس طریقہ مین اونہون نے ڈسمس کی ہے اختیار امتیازی کا استعمال کیا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ صحیح اور مناسب حکم التوای سماعت اسمقدمہ کا مطابق حکم مسٹر صاحب کے ۸ اپریل تک صادر ہونا چاہیے اور نسبت اون دونون نالشون کے اور بہ نسبت درخواست طلبی گواہان کے ایسی تدبیر عمل مین لانا چاہیے تہا کہ جیسے وہ اوس تاریخ کو اونکو طے کر سکتے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مدعیہ کو ذیلی جج کے فعل سے مضرت پہونچی ہے اور وہ مستحق ہے کہ اوسکی مقدمہ کی تجویز دوبارہ ہونا چاہیے۔ چونکہ حکم مسٹر صاحب کا بہت صحیح اور عقلمندانہ ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ جہان تک ممکن ہو تجویز و تصفیہ اسمقدمہ کا اوس دوسرے مقدمہ کے ساتھہ ہونا چاہیے جسکو منشی کلہہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تجویز واپس کیا ہے یعنی مقدمہ بچو کنوری وسرتاج کنوری بنام سونراج کنوری اپیل اول نمبر ۵۶ سنہ ۱۸۹۰ع

چونکہ میری یہہ راے ہے لہذا مین یہہ اپیل ڈگری اور فیصلہ جج عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور اونکو یہہ حکم دیتا ہون کہ جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے اوسکو اپنی فہرست مقدمات مندایرہ مین بازبہ نمبر سابق قایم کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرین۔ خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہووے۔

محمود صاحب جسٹس۔ میری بہی بالکل یہی راے ہے۔ مگر صرف یہہ اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ بہ لحاظ اوس بحث کے جو احکام دفعہ ۱۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی نسبت ہوئی ہم اوس ضابطہ کے پابند ہین جسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ خود ذیلی جج عدالت ماتحت نے اوسپر عمل کیا ہے کیونکہ اپنی فیصلہ کے جزو اخیر مین اونہون نے ذکر صاف اوس دفعہ کے احکام کا کیا ہے۔ بہ نسبت احکام دفعہ مذکورہ کے مین بالکل اوس سے اتفاق کرتا ہون جو میرے

بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے۔ کہ اختیارات مندرجہ دفعہ مذکور کے متعلق ہونے پر یہہ شرط مقدم ہے کہ واسطے اغراض مندرجہ دفعہ مذکور کے کسی فریق کو مہلت دیجانے چاہیئے۔ میرے بہائی نے بیان کیا ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی مہلت نہین دیگئی تہی اور ظاہرا دفعہ مذکور متعلق نہین ہے بتایید اس راے کے ایک فیصلہ سر ریچرڈ کوچ صاحب بمقدمہ پیاری موہن بسیرا بنام ستیا ماچرن بیتی (ویکلی رپورٹ جلد ۹ فیصلجات دیوانی صفحہ ۳۵) ہے جسمین معزی الیہ نے بہ اتفاق راے گلووز صاحب جسٹس اور دوارکاناتہہ متر صاحب جسٹس کے یہہ تجویز کی ہے کہ احکام خاص ضمن ہاے ہمضمون مجموعہ ضابطہ دیوانی سابق (ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء) دفعہ ۱۹۴ کو بلا احتیاط واجب کے متعلق نکرنا چاہیے کیونکہ احکام مذکور کا مقصود صرف اون مقدمات سے ہے جسمین کسی فریق نے مہلت لی ہو لیکن اوس فعل کو نہ کرسکا ہو جسکے لئے مہلت دیگئی تہی اور احکام مذکور کا مقصود اون التوایات سے متعلق ہونیکا نہین ہے جو عدالت نے بلا عطا کرنے اوس مہلت کے دی ہو جسکا مقصود دفعہ مذکور مین ہے میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بحوالہ مختلف احکام وکارروایات کے جو اون دو مقدمات متعلقہ مین ہوے ہین معاملہ کو بہت صاف کردیا ہے کہ باعتبار روداد کے بہی ذیعلم جج نے غلط اختیار امتیازی استعمال کیا ہے جب ۴ فروری سنہ ۱۸۹۰ء کو انہون نے اوس امر کا فیصلہ کرنا اپنے ذمہ لیا تہا جو ظاہرا کسیقدر مشکل اور بحث اور امر متنازعہ نسبت تنقیحات واقعاتی اور امکانا تنقیحات قانونی کے بوجہ اس خاص راے کے جو انہون نے بابتہ دفعہ ۱۵۸ اسکے قایم کی تہی۔ مین اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب سے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ اسمقدمہ مین استعمال اختیار امتیازی کا نامناسب طور پر ہوا ہے اور یہہ استعمال خلاف ظاہری امید ذیقین کے ہوا ہے اور چونکہ استعمال اسطرح پر ہوا ہے لہذا مقدمہ کی تجویز روداد ہی نہین ہوئی ہے اور حکم مناسب جو اسمقدمہ مین ہونا چاہئے وہ وہی ہے جو کہ میرے ذیعلم بہائی صادر کر چکے ہین۔

ضلع میرٹھہ — نگرانی دیوانی نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۳ فروری — صفحہ ۱۱۴ انگریزی

دوارکا پرشاد وغیرہم بنام غلام کاسیر وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ — نگرانی — ڈگری مطابق تجویز کے کرا پانیکی

درخواست کا نامنظور ہونا۔ اختیار سماعت کے استعمال کرنے مین بیجا انکار کرنا۔

مدعیان مرتہنان نے نالش بنام انہر راہنان اور منتقل الیہم جایداد کے دایر کی تہی منجملہ مدعا علیہم کے تین مدعا علیہ حاضر ہوے تہے اور نالش کی جوابدہی کی تہی بقیہ حاضر نہین ہوے مدعیان نے ڈگری پائی تہی کہ جو صرف بمقابلہ مدعا علیہم مجیب کے صادر کی گئی تہی اگرچہ تجویز سے کوئی مقصود دیگر مدعا علیہم کے خارج کیجانیکا نہین پایا جاتا تہا۔ مدعا علیہم مجیب نے اپیل کیا تہا اور اونکا اپیل ڈسمس ہوا تہا بعدہ ڈگری داران نے عدالت صادر کنندہ ڈگری مین درخواست کی تہی کہ ڈگری مطابق تجویز کے اسطرح پر کردیجاوے کہ وہ مدعا علیہم غیر مجیب سے متعلق ہو جاوے۔ درخواست مذکور اس بنیاد پر نامنظور ہوئی تہی کہ وہ بعد توقف غیر معقول کے گذرانی گئی تہی۔ تب ڈگری داران نے ہائیکورٹ مین نگرانی کی درخواست کی۔

تجویز ہوئی کہ یہہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا مدعا علیہم مجیب نے اپیل کیا تہا یا نہین۔ اس امر کا کچہہ ثبوت نہین ہے کہ ڈگری داران نے ڈگری کو مطابق تجویز کے کرا پانیکی درخواست کرنے مین توقف غیر معقول کیا ہے۔ اور عدالت نے اوس درخواست کے نامنظور کرنے مین اوس اختیار کے استعمال سے بیجا انکار کیا تہا جو اوسکو حاصل تہا۔

واقعات مقدمہ کے عدالت کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

رتن چند و سدرشن چند منجانب سایلان جوگندر ناتہہ منجانب فریق ثانی

ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بہ نسبت حکم صادرہ جج ماتحت میرٹہہ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۰ء کے ہے سایلان عدالت ہذا کو جنہون نے ایک ڈگری اونکی عدالت سے حاصل کی تہی یہہ ظاہر ہوا کہ مقدمہ مین ڈگری مطابق تجویز کے نہین ہے اور نامبردگان نے ذریعہ جج ماتحت ترمیم ڈگری کی درخواست کی تہی جو حکم صادر ہوا تہا وہ یہہ ہے۔ اگر کوئی غلطی تہی تو سب سے اول موقع مین درخواست ہونی چاہئے تہی۔ اپیل ہو جانیکے بعد مین ایسی درخواستین منظور نہین کرسکتا ہون۔ درخواست نامنظور ہو۔

واقعات مختصراً یہہ ہین۔ سایلان عدالت ہذا مرتہنان نے ایک نالش بنام مر ۱۲ راہنان اور منتقل الیہم جایداد مرہونہ کے دایر کی تہی۔ تجویز نالش کی بمقابلہ تین مدعا علیہم کے ہوئی تہی جو حاضر ہوے تہے اور جنہون نے جوابدہی کی تہی یعنی غلام قمر و غلام شبیر

دغلام حادت اور دیگر مدعاعلیہم نے جو جایداد منقولہ کے منتقل الیہم ہیں جوابدہی نالش مطلق
نہین کی تہی اور اشیائے معمولی کی نسبتین فیصلہ اونکے مقابلہ مین صادر ہوگیا۔ بعد تجویز منصف
نے جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان بخلاف مدعاعلیہم کے صادر کی لیکن کسی ایسے وجہ سے
جسکی تشریح نہین ہوسکتی ہے اور جسکی دریافت کرنیکے ہمکو اس عدالت مین وسایل حاصل
نہین ہین ڈگری مذکور صرف بمقابلہ مدعاعلیہم مجیب کے مرتب کی گئی تہی اور اون مدعاعلیہم
کا نام جو اوس فیصلہ پر قانع ہوگئی تہی ڈگری مین درج نہین کیے گئے۔ لیکن برعکس اسکے
فیصلہ مین کسی ایسے حکم کا پتہ و نشان نہین ہے اور نہ جج ماتحت کا یہہ منشا پایا جاتا ہے کہ اونہون
نے فیصلہ اور ڈگری کے اثر سے اونکو بری کردیا تہا۔ وہ ڈگری ۱۵ ہم فروری ۱۸۹۱ء کو
صادر ہوی تہی اور ایک اپیل اول عدالت ہذا مین بنا راضی اوس ڈگری کے منجانب
تین مدعاعلیہم یعنے اون تین شخصون کے دایر ہوا تہا جو مقدمہ کے تجویز مین حاضر ہوے
تہے۔ اونکا اپیل ڈسمس ہوا تہا اور اونکی نسبت وہ فیصلہ اور ڈگری عدالت ہذا سے
بحال رہے تہے۔ جہانتک اونکو تعلق ہے ڈگری عدالت ہذا کی مقدمہ مین ڈگری ہے
لیکن جہانتک مدعاعلیہم غیر مجیب کو تعلق ہے ڈگری عدالت ماتحت کی مقدمہ مین ڈگری
ہے اور صرف وہی عدالت مجاز ہے کہ فیصلہ کے مطابق ڈگری کرا پانیکی درخواست پر
غور کرسکتی ہے۔ ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت ماتحت نے باستعمال اپنے اختیار سماعت
متعلقہ باب ۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اختیار سماعت کو دربارہ نامنظور کرنے دادرسی
ڈگریداران بربنا وجوہ مندرجہ حکم متذکرہ بالا کے خلاف قانون استعمال کیا ہے کیہ
ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ ڈگریداران نے بمستعدی معقول درخواست نہین کی تہی اگر
نہین تو سب سے اول موقع پر یہہ خیال کرکے کہ اگر ڈگری صرف تین مدعاعلیہم مجیب تک
محدود رہیگی تو بالکل بیکارہ ہوگی قیاس قوی یہہ ہے کہ جسقدر جلد ڈگریداران کو اوسکی
نقص سے علم ہوا ہوگا اوسیقدر جلد وہ اوسکی تصحیح کرا پانیکی کوشش کرتے رہے ہونگے۔
اور چونکہ ڈگری عدالت ماتحت کی بمقابلہ مدعاعلیہم غیر مجیب کے قطعی ڈگری ہے تو یہہ
امر کہ آیا عدالت ہذا مین منجانب دیگر تین مدعاعلیہم کے اپیل دایر ہوا تہا غیر متعلق ہے
اور اوس بحث کے لئے غیر اہم ہے جو ڈگریداران نے عدالت ماتحت مین بموجب دفعہ ۲۰۶
مجموعہ کے پیش کیا تہا۔ ہم حکم جج ماتحت مورخہ ۱۱ جنوری ۱۸۹۰ء کو منسوخ کرتے ہین اور اوسکو

دہم دیتے ہین کہ درخواست کو پہر قایم کرین اور اوسکا فیصلہ مناسب طور پر مطابق قانون کے کرین خرچہ عدالت ہذا کا وقت مناکور کرنے اپنے حکم کے جج ماتحت دلا دینگے۔

ضلع الہ آباد — **نگرانی فوجداری نمبر ۷ ۱۸۹۱ء** — منفصلہ ۴ اپریل ۱۸۹۱ء

بمعاملہ درخواست میری کاسٹرو

مجموعہ ضابطہ فوجداری باب ۳۵ دفعہ ۴۸۸۔ حکم زوجہ کے نان و نفقہ کا۔ زوجہ کا اپنے شوہر سے بوجہ معقول علیحدہ رہنا۔ اختیار سماعت۔

جس صورت مین ایک زوجہ نے جو کسی کے ملاقات کے لئے چند روز کے لئے غیر حاضر ہوگئی تہی اور اپنے شوہر سے علیحدہ رہی تہی اوسکو بعد بپلی آنے اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتہہ رہتے پایا اور اوسنے شوہر کو چہوڑ دیا اور دوسرے مختلف ضلع مین رہنے کو چلی گئی اور اوسی ضلع مین واسطے صدور حکم نان و نفقہ کے اپنی شوہر کے مقابلہ مین نالش کی۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ زوجہ کا اپنی شوہر کے ساتہہ رہنے سے انکار کرنا اور خود اپنے رہنیکا مقام پسند کرنا مناسب تہا لہذا غفلت اوسکی شوہر کی دربارہ اوسکے پرورش کرنیکے ایک جرم اوس مقام کے عدالت مناسب کے اندر اختیار سماعت کے تہا کہ جہان زوجہ رہتی تہی۔ مقدمہ بمعاملہ درخواست شیخ فخر الدین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۰) سے امتیاز کیا گیا و مقدمہ بمعاملہ درخواست ڈبلیو پی ٹاڈ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۲۳۷) کے تقلید ہوئی۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سمہین منجانب سایل — السٹن منجانب فریق ثانی

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرساد) منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو میری دی کاسٹرو زوجہ منکوحہ ملکم ڈی کاسٹرو نے حسب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے اصدار حکم بنام اپنے شوہر اس مضمون سے کہ وظیفہ ماہانہ واسطے اوسکے نان نفقہ اور اوسکے تین لڑکون کے نان و نفقہ کے مقرر کرا دیا جاوے درخواست کی تہی سمن بغرض حاضری و جوابدہی اس درخواست کے ملکم دی کاسٹرو پر تعمیل کیا گیا تہا۔ مسل سے ظاہر ہے اور بطور

امر واقعہ کے اوسکو تسلیم ہے کہ وہ حاضر نہین ہوا اور کارروائی مقدمہ مین بمقابلہ اپنی یکطرفہ ہونے دیی بیان ملفی مسیم دہی کاسٹرو سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی شوہر کے ساتھہ سنہ ۱۸۸۹ء تک رہی اور چند روز کے لئے اپنی بہن سے ملاقات کرنے کے لئے چلی گئی تہی اور اپنی شوہر کے پاس واپس آئی پر اوسکو یہہ معلوم ہوا کہ مجبوراً شوہر کو چہوڑ دینا پڑیگا کیونکہ اوسنے اپنے ساتھہ ایک عورت رکہہ لی تہی -

برطبق ان بیانات کے مجسٹریٹ الہ اباد نے حکم نان و نفقہ کا صادر کیا - اب ملکم دی دی کاسٹرو نے واسطے نگرانی اوس حکم کے اس بنیاد پر درخواست کی ہے کہ جسوقت مسیم دہی کاسٹرو نے درخواست نان و نفقہ کی کی تہی وہ باشندہ اجمیر تہا اور اسوجہ سے کہ جوائنٹ مجسٹریٹ الہ اباد کو اختیار سماعت نسبت پذیرائی درخواست مذکور کے حاصل نہ تہا اوسنے دو دیگر وجوہ بطور اون وجوہ کے بیان کئے ہین کہ کیون حکم مجسٹریٹ کی نگرانی ہونی چاہئے لیکن وہ ایسی وجوہ مین جو بالکل متعلق واقعات کے ہین اور بہ منصب عدالت نگرانی اجلاس کرکے مجہے کوئی وجہ واسطے دست اندازی تجویز مجسٹریٹ کے جو اون واقعات کے بنا پر کی نظر نہین آتی ہے

اب بحث اختیار سماعت کی باقی ہے مسٹر سمین نے جو منجانب سایل حاضر ہوے تہے یہہ اصرار کیا ہے کہ جس عدالت کو اختیار سماعت حاصل تہا وہ صرف وہی عدالت ہے کہ جسکے اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر اونکا موکل فی الواقعہ اوس تاریخ کو رہتا تہا کہ جب درخواست نان و نفقہ کی دایر ہوی تہی اونہون نے عدالت کو مقدمہ فخر الدین پر متوجہ کیا ہے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۴۰)

مسٹر السٹن نے جو منجانب مسیم دی کاسٹرو کے حاضر ہوے تہے یہہ حجت کی ہے کہ مجسٹریٹ الہ اباد کو اختیار سماعت حاصل تہا جو مقدمہ اس عدالت کے روبرو پیش ہے وہ اوس مقدمہ سے مختلف ہے جو عدالت بمبئی کے روبرو پیش تہا - جو مقدمہ اس عدالت کے روبرو پیش ہے اوسمین ثابت ہوا ہے کہ زوجہ کو اپنی شوہر کے ساتھہ رہنے سے انکار کرنے کے وجہ معقول حاصل تہی اور ایسی صورت مین اوسکو ازادی کامل حاصل تہی کہ خود اپنے رہنے کی جگہہ پسند کرے - علاوہ برین اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہے کہ اپنی پرورش اپنے شوہر سے اوس مقام سکونت مین کرا دے کہ جو وہ پسند کرے اور اگر وہ اوسکی پرورش نکرے تو اوسکو یہہ استحقاق حاصل ہے کہ اپنی درخواست نان و نفقہ کی اوس ضلع مین دایر

کرے جسمین وہ اتفاقاً رہتی ہے۔

ذیعلم وکیل سرکار نے جو بتائید حکم مجسٹریٹ کے حاضر ہوے تھے مقدمہ ولیو بنام ٹاڈ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳) پر توجہ دلائی ہے۔

بحث اختیار سماعت کی ایسی ہے جسکی تجویز بذریعہ احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہونا چاہئے۔ زوجہ کی پرورش مین غفلت کرنا ایک جرم ہے کیونکہ وہ ایسا ترک ہے جو ازروے مجموعہ مذکور کے قابل سزا ہے اور بحیثیت جرم کے اوسکی مقام تجویز کے تجویز ازروے احکام مندرجہ باب ۱۵ مجموعہ مذکور کے ہونا چاہئے۔ اسمقدمہ مین مجھے اطمینان ہے کہ مسیم دہی کاسٹر دے نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ اپنے شوہر سے اوسکا علیحدہ رہنا ایک فعل جائز ہے اور وہ مستحق ہے کہ اوسکی پرورش اوسکا شوہر الہ آباد مین کرے کہ جسکو اوسنے بطور اپنے مقام سکونت کے پسند کیا ہے اوسکی پرورش مین غفلت کرنا اسطرح ایک جرم ہے کہ جسکا ارتکاب مجسٹریٹ الہ آباد کے اختیار سماعت کے حدود ارضی کے اندر ہوا ہے۔ یہہ راے مطابق اوس راے کے ہے جو اسعدالت نے ٹاڈ کے مقدمہ مین اختیار کی تہی اور اس لئے مین تجویز کرتا ہون کہ حجت دربارہ عدم اختیار سماعت کے ساقط ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جو مقدمہ ہائیکورٹ بمبئی کے روبرو پیش تہا وہ مختلف قسم کے واقعات پر مبنی تہا

درخواست ڈسمس کیجاتی ہے اور حکم مجسٹریٹ الہ آباد کا بحال ہوتا ہے۔

ضلع فرخ آباد — نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۷ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۱ء

بمعاملہ درخواست جے لال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۴۵ - حکم واسطے دخل چندروزہ جایداد غیر منقولہ کے - بحث اوس وقت کی کہ جسوقت کے قبضہ پر واسطے تجویز اس امر کے نظر کرنا چاہئے کہ کون فریق مستحق حکم متقضیہ دفعہ ۱۴۵ کا ہے۔

مجسٹریٹ کو حسب دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرکے جس قبضہ کی تجویز اور تائید کرنا ہوتی ہے وہ قبضہ وہ ہے کہ جو بوقت کارروائی مجسٹریٹ کے ہوتا ہے - پس جس صورت مین کسی مجسٹریٹ نے بحث قبضہ کی بموجب دفعہ ۱۴۵ کے باعتبار اوس شہادت کے کی ہو جو چہہ مہینہ پیشتر قلمبند ہوی تہی - تجویز ہوی کہ حکم مذکور بے ضابطہ ہے اور قایم رہنے کے قابل نہین ہے

یہہ استصواب سشن جج فرخ اباد نے حسب حالات مندرجہ اپنی حکم مورخہ ۲۴ مارچ
سنہ ۱۹۱۰ء کے کیا تہا جو حسب ذیل ہے - یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم مسٹر سی ڈی اسٹیل
صاحب جنٹ مجسٹریٹ فرخ اباد کے ہے جو ظاہر ہوتا ہے کہ حسب احکام دفعہ ۱۴۵ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے صادر ہوا تہا - مسل مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنٹ مجسٹریٹ نے کوئی تحقیقات
بہ نسبت قبضہ واقعی فریقین اوسوقت کے نہین کی تہی کہ جسوقت یہہ بحث اونکی روبرو پیش
ہوئی تہی بلکہ کلکٹر کے اوس حکم پر استدلال کیا تہا جو چہہ مہینہ پیشتر صادر ہوا تہا اگر ان
کارروائیون مین اوسپر استدلال بہی کیا جاوے تاہم اوس حکم کے رو سے تجویز قبضہ
واقعی ایک یا دوسرے فریق مقدمہ کے نہین ہوئی تہی کیونکہ کلکٹر نے یہہ تحریر کیا ہے

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ دونون فریق قابض ہین اگرچہ شاید بقدر مساوی نہین ہین
فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی بمعاملہ اچاپا وشیو گنگا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۹۵
متعلق ہے - علاوہ برین میری رائے مین حکم جنٹ مجسٹریٹ کا بمعاملہ اوس شخص کے صادر
ہونا چاہیئے تہا جس نے اپنے کو مالک اراضی کا بیان کیا تہا اور نہ کارندہ کے مقابلہ مین
حسب وجوہ بالا مین ہائیکورٹ مین رپورٹ اسمقدمہ کی بدین سفارش کرتا ہون کہ حکم
جنٹ مجسٹریٹ کا منسوخ کیا جاوے اور اگر مجسٹریٹ موصوف کی ابہی یہہ قرار پاوے کہ
کوئی تنازعہ ایسا موجود ہے جس سے نقص امن کا احتمال ہے تو اونکو حکم دیا جاوے کہ فیصلہ
مقدمہ کا بعد لیجانے شہادت بہ نسبت قبضہ واقعی کے کردین جو جواب جنٹ مجسٹریٹ نے دیا
ہے وہ اس رپورٹ کے ساتھہ حسب ہدایات مندرجہ سرکلر لیٹر نمبر ۳ سنہ ۱۸۸۵ء کے ارسال ہے -

یہہ استصواب اسٹریٹ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور اونہون نے حکم ذیل صادر کیا

اسٹریٹ صاحب جسٹس - جنٹ مجسٹریٹ کے جواب سے دقت رفع نہین ہوئی ہے
اونہون نے قبضہ کی بحث کو بالکل بربنا تجویز قایمقام کلکٹر مورخہ ۲ جون سنہ ۱۹۰۹ء کے فیصلہ
کیا ہے کہ جو اوس تنقیح کے لئے کچہہ شہادت نہین ہے جو اونکو تجویز کرنا تہی یعنی یہہ کہ منجملہ
متخاصمین کے بوقت اونکی (جنٹ مجسٹریٹ کے) کارروائی کی کون واقعی قابض تہا
جنٹ مجسٹریٹ کو بخوبی یہہ مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ قبل اسکے کہ وہ کسی مقدمہ [illegible] مین
مصروف ہون اونکو چاہیئے کہ اوس دفعہ کے مضامین پر باحتیاط غور کر لیا کرین کیونکہ
اس معاملہ مین اونکی بے ضابطہ فعل سے ذی علم جج کو اس استصواب کے کرنیکی ضرورت

پیش آئی ہے ۔ مین اونکا حکم منسوخ کرتا ہون لیکن جنٹ مجسٹریٹ کو کارروائی جدید کرنے کا اختیار حاصل ہوگا بشرطیکہ شرائط مطلوبہ اب بھی موجود ہون ۔

ضلع مظفر نگر نگرانی فوجداری نمبر ۱۹۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ یکم مئی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام کورا وغیرہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۵۳ ۔ مقدمہ قابل اجراے وارنٹ ۔ غیر حاضری مستغیث کی حکم مشعر رہائی ملزم کے ۔

مسماۃ سندر نے ایک نالش بنام کورا و ہنو کے بعلت جرم دفعہ ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے دایر کی تھی مجسٹریٹ مجوز مقدمہ نے ملزمان کو اس بنیاد پر رہا کر دیا تھا کہ مستغیثہ اوس تاریخ کو حاضر نہین ہوئی کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی کی گئی تھی ۔ اسکا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ مجسٹریٹ نے یہہ نہیں خیال کیا تھا کہ بادی النظر مین جرم قابل قایم رہنے کے ہین ۔

تجویز ہوئی کہ چونکہ مقدمہ قابل اجراے وارنٹ تھا کوئی ضرورت حاضری مستغیثہ کے نہتی اور حکم مجسٹریٹ مشعر رہائی ملزم کے خلاف قانون ہے ۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب سایل پبلک پراسیکیوٹر ڈلن منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس ۔ اسمقدمہ مین مسماۃ سندر نے نالش دایر کی تھی ۔ اوس نالش مین مسماۃ مذکور نے دو شخص کورا اور ہنو پر الزام جرایم مصرحہ دفعہ ۳۷۹ و ۴۲۶ و ۴۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے دایر کیا تھا ۔ لہذا مقدمہ وارنٹ کا تھا اور ایسا تھا جسمین پیروی نام سے ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہوتی ہے ۔

ڈپٹی مجسٹریٹ مجوز مقدمہ نے جہانتک فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ الزامات جو لگائے گئے ہین بادی النظر مین معقول اور اصلی ہین ۔ لیکن بوجہ اسکے کہ مسماۃ سندر اوس تاریخ کو حاضر نہین ہوئی کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی رکھی گئی تھی مجسٹریٹ موصوف نے ملزمون کو بموجب دفعہ ۲۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رہا کر دیا ہے

اب دیکھنا چاہئے کہ اوس ملزم کو کوئی وجہ کسی قسم کی نہتی کہ کیون مسماۃ سندر حاضر رہی اور میری راے مین مقدمہ بلحاظ شہادت کے آگے چل سکتا تہا۔ مجسٹریٹ ضلع نے یہہ تجویز کی ہے یہہ کہنا مشکل ہے کہ کس شہادت کے بنا پر تجویز کی ہے کہ مسماۃ سندر مستغیثہ بہ نیک نیت نہین تھی بلکہ محض اگرتی چال کا ٹٹو ہے جسکا دوسرے لوگ استعمال کرتے ہین۔ اسمین شبہ نہین ہے کہ حکم حسب دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بیضابطہ تہا اور منسوخ ہونا چاہئے۔ اگر استغاثہ مسماۃ سندر کا اصلی نہین ہے تو وسایل کافی اور آسان اسکے موجود ہین کہ اوسکا تصفیہ مطابق قانون کے کیا جاوے۔

مسٹر کاشی پرشاد جو مسماۃ سندر کے طرف سے حاضر ہوے ہین اوسکے مقدمہ پر زور دیتے ہین چنانچہ اوسی مطابق مین حکم دیتا ہون کہ حکم جو حسب دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا ہے منسوخ کیا جاوے اور مقدمہ ڈپٹی مجسٹریٹ کے پاس یا اگر وہ وہان نہون تو ایسے دوسرے مجسٹریٹ کے پاس جو اوسکے فیصل کرنیکا مجاز مطابق قانون کے ہو واپس بہیجا جاوے جسکو مقدمہ فیصل کرنیکی مجسٹریٹ ضلع ہدایت کرے

ضلع گورکھپور اپیل اول نمبر ۲۱ ۱۹۰۸ء منفصلہ ۳ فروری ۱۹۰۸ء

صفحہ ۱۱ المرتضیٰ

نصرت الله بنام مجیب الله وغیرہ

ایکٹ ۱۹ ۱۹۰۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ – بر طبق درخواست بٹوارہ کے جو بحث حقیقت کی روبرو عدالت مال کے پیدا ہو تو اوسکی تجویز کیونکر ہونا چاہئے – نالش استقرار حق بٹوارہ امر تجویز شدہ

جس صورت مین ڈگری متعلق استقرار حق بٹوارہ کو فریقین کار روائی بٹوارہ نے بموجب اوس کار روائی کے موثر نکیا ہو اور ڈگری مذکور بوجہ گذر جانے میعاد کے یا اور طرح پر ناقابل اجرا ہو گئی ہو تو فریقین یا اونمین سے کوئی بشرطیکہ وہ ابتک جایداد مشترکہ مین غرض رکھتے ہین مجاز ہین کہ نالش جدید واسطے استقرار اپنی حق نسبت بٹوارہ کے دایر کرین – نالش مذکور بوجہ ڈگری سابق بٹوارہ کے ممنوع السماعت نہوگی اگرچہ ڈگری مذکور بہ نسبت کسی دعوے یا جوابدہی کے جو اوس نالش مین جسمین وہ صادر ہوئی تہی پیش ہوا تہا یا ہو سکتا تہا بطور امر تجویز شدہ کے عمل پذیر ہوگی

اگر کوئی عدالت مال وقت فیصلہ کرنے درخواست بٹوارہ کے کسی بحث حقیت کی تجویز کرے تو عدالت موصوف کو اس امر کے کرنے مین بموجب احکام دفعہ ۱۱۳ – ایکٹ ۱۹ ۱۹۰۳ء کے عمل کرنا چاہئے – اگر عدالت موصوف بجز اوس طریقہ کے جسکا مقصود دفعہ ۱۱۳ مین ہے فیصلہ درخواست مذکور کا اور طور پر کرے تو اوسکی کار روائیاں خلاف اختیار ہین اور فریقین کو عدالت دیوانی مین واسطے استقرار اپنے حق نسبت بٹوارہ کے نالش کرنے سے مانع نہوگی

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین –

ہل و سندر لال منجانب اپیلانٹ بنرجی و مہدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس – اپیلانٹ عدالت ہذا عدالت ماتحت مین مدعی تہا اور کل مدعا علیہم عدالت ماتحت عدالت ہذا مین رسپانڈنٹ تہے مدعا علیہم عدالت ماتحت کے زمرہ نمبر ۳ کے قایمقام عدالت ہذا مین مسٹر بنرجی اور مسٹر مہدی حسن ہین – دیگر مدعا علیہم رسپانڈنٹان عدالت ہذا مین حاضر نہین ہوے اور اونکا کوئی قایمقام نہین ہے – نالش واسطے حصول استقرار حق مدعی نسبت بٹوارہ کے دایر ہوئی ہے ۱۹۰۶ء مین اوسکے باپ نے ڈگری بٹوارہ کی بمقابلہ اون شخصون کی حاصل کی تہی کہ جنکے قایمقام مدعا علیہم مقدمہ ہذا ہین – بموجب عرضی نالش کے وہ ڈگری تقسیم کی جو ۱۸۹۶ء مین

ہوی ہی کبہی ہو شہین کرای گئی اور - کبہی تقسیم ہوی - یہہ امر کہ آیا یہہ سچ ہے یا نہین ہمکو اسوقت تجویز کرنے کی ضرورت نہین - مدعی نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ جو مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ مین شریک ہین اونہون نے اس لیے سازش کی ہے کہ مدعی اپنا پورا حصہ نپاوے اور اسطرح بالاتفاق سازش کرکے ایک حکمنامہ تقسیم موضع رکہولیہ کا اوس طریقہ سے جو خلاف اوسکے حقوق کے ہے حاصل کیا ہے - عرضی نالش مین منجملہ دیگر امور کے یہہ بہی بیان ہے کہ مدعا علیہم نے پٹواریان مواضعات سے قبضہ جداگانہ بہ نسبت موضعات مشترکہ کے لکہا دیا ہے - چند مدعا علیہم نے اپنے بیانات تحریری مین استحقاق مدعی دربارہ تقسیم کے تسلیم کیا ہے اور اوروں نے اوسپر اعتراض کیا ہے - مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ نے یہہ بیان کیا ہے کہ دعوی بموجب دفعہ ۴۴ - ایکٹ دادرسی خاص کے بیجا ہے اور از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے - اونہون نے یہہ بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۸۴۱ء مین یعنے بہت عرصہ قبل ڈگری سنہ ۱۸۶۱ء کے علاقہ خانگی طور پر تقسیم ہو چکا ہے - فقرہ چہارم مین اونہون نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اونکا مورث تا حیات اپنی اور وہ مالکانہ و تنہا قابض رہے چلے آئے ہین - اور بیانات بہی ہین جنکے ذکر کرنیکی ابضرورت نہین ہے جج ماتحت نے اسمقدمہ کی تجویز کی تہی - اونہون نے دعوی مدعی کا اصل دو وجوہ کے بناپر ڈسمس کیا اول اصل وجہ یہہ ہے کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ہے اور دوسری اصل وجہ میعاد سماعت کی ہے - ظاہرا اونہون نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ جو تقسیم عدالت مال سے ہو چکی ہے اوسمین عدالت دیوانی سے دست اندازی نہونا چاہیئے - امر اخیر کو پہلے طے کرنا چاہیئے - مدعی نے کارروائی تقسیم مین حاکم مال کے روبرو بحث حقیت کی پیش کی تہی - اوس وقت حاکم مال کے اختیار مین دو طریق تہے - از روے دفعہ ۱۱۳ ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء کے وہ اوسوقت کارروائی تقسیم سے انکار کرسکتے تہے کہ جب تک اوس بحث حقیت اور حق مالکانہ کی تجویز جو فی مابین فریقین کے مابہ النزاع ہے عدالت مجاز سے ہو جاوے یا وہ اوس اعتراض کے روداد کی تحقیقات مین مصروف ہوتے جو بہ نسبت حقیت کے تہا صورت اخیر مین خود اونپر یہہ فرض تہا کہ تحقیقات ضروری کرتے اور وہ شہادت لیتے جو فریقین پیش کرتے اور ایک روبکار مشعر استقرار نوعیت و مقدار حقیت اشخاص سایل بٹوارہ اور کسی دوسرے شخص یا اشخاص کے جنپر اوسکے روسے

کچہہ اثر ہیو پہونچتا قلمبند کرے۔ صورت اخیر مین جس ضابطہ کی اونکو تعمیل کرنا لازم ہے وہ
وہ ضابطہ ہے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی مین واسطے تجویز نالشات ابتدائی کے مقرر ہے
یہ رضامندی فریقین کے کسی بحث کو جو ایسی صورت مین پیدا ہوتے وہ سپرد ثالثی کر سکتے
تہے۔ اگر حاکم موصوف تحقیقات روداد عذرداری مین بموجب دفعہ ۱۱۳ کے مصروف
ہوتے تو اونکا فیصلہ جب صادر ہوتا بموجب دفعہ ۱۱۴ کے ایک فیصلہ با اختیار سماعت عدالت
دیوانی کے ہوتا۔ اور اوسکا اپیل عدالت ضلع یا ہائیکورٹ مین جیسی صورت ہوتی ہو سکتا
تہا۔ مشار الیہ نے کچہہ تحقیقات سررشتہ بندوبست سے کی ہتی اور اوس تحقیقات کے نتیجہ
مین حاصل اسقدر ہے کہ اونہون نے خود تحقیقات کی ہتی یا نہین یہہ ہم نہین جانتے ہین لیکن اونہون
نے یہہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ جس موضع کے نسبت وہ کارروائی کرتے تہے یعنے کنشن پورہ کے نسبت
وہ نا مکمل پٹی داری کی نوعیت کا تہا اور اونہون نے تقسیم اوس موضع کی اوسی بنیاد
پر کی ہتی۔ اسوقت ہمکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا وہ موضع دراصل نا مکمل
پٹی داری کی نوعیت کا تہا یا نہین۔ یہہ بحث ابتک اسمقدمہ مین تجویز طلب ہے۔ مدعی
نے بیان کیا ہے کہ اس موضع کی نوعیت زمینداری خالص کی ہے۔ جو نتایج اونہون نے
اخذ کئے ہین اونکے اخذ کرنے مین کلکٹر دراصل بحث حقیت کو طے کرتے تہے۔ مسٹر بنرجی یہہ
حجت کرتے ہین کہ عدالت دیوانی کو اختیار دست اندازی کا مقدمہ تقسیم مین حاصل نہین
ہے۔ عدالت دیوانی واسطے طے کرنے امور حقیت کے عدالت مجاز اختیار سماعت کی ہے
کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر عدالت مجاز اختیار سماعت واسطے تجویز کرنے امور حقیت کی نہین
ہے بجز اوس صورت کے کہ وہ حسب طریقہ مصرحہ دفعہ ۱۱۳۔ ایکٹ مالگذاری
اراضی کے کارروائی کرے۔ بمقدمہ محمد عبد الکریم بنام محمد شادی خان (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۰۹) یہی بحث اختیار سماعت کلکٹر پر ایسے معاملات مین غور
ہوا تہا۔ فیصلہ کلکٹر کا حسب حالات مدعی کو اپنے حق قانونی کے عدالت دیوانی مین استقرار کرانے
سے غیر مستحق نہین کر سکتا ہے۔ جو طریقہ کلکٹر نے اختیار کیا تہا اوس سے مدعی کو اختیار نہین
تہا کہ اونکے فیصلہ پر بذریعہ اپیل بحضور ضلع جج یا العدالت ہذا کے اعتراض کر سکے چونکہ
وہ چارہ کار مدعی کے اختیار نہ تہا لہذا اندرینحالات مدعی مستحق قایم رکہنے نالش ہذا اور استقرار
اپنے حق قانونی کا ہے۔ دوسری بحث یہہ ہے کہ آیا دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق

سے متعلق ہے یا نہین - بلا شبہ ڈگری سنہ ۱۸۶۱ء کے بہ نسبت کسی دعوے یا جوابدہی کے
جو اوسوقت پیش ہوا تہا یا ہو سکتا تہا بطور امر تجویز شدہ کے موثر ہوگی مثلاً یہہ بیان مندرجہ
فقرہ سوم بیان تحریری مدعا علیہم زمرہ نمبر ۲ کا یعنے یہہ کہ سنہ ۱۲۴۸ فصلی مین کل علاقہ ہورتان
فریقین نے خانگی طور پر تقسیم کر لیا تہا اور اوس تقسیم کے تاریخ سے کل مواضعات منقسمہ کینس پور
و ... ماس پور پر ہر فریق بلا دست اندازی کسی دوسرے کے قابض ہے - اب اوس جوابدہی
کو مدعا علیہم پیش نہین کر سکتے ہین - اگر وہ سچا بیان واقعاتی ہوتا تو سنہ ۱۸۶۱ء کی نالش مین
جوابدہی کی وجوہ اوس سے حاصل ہو سکتی تہی - یہہ امر کہ آیا یہہ جوابدہی اوسوقت ہوی
تہی یا نہین غیر اہم ہے - اسکو زیادہ صاف کہین تو یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۶۱ء کے ڈگری کے روسے
فریقین کے وہ حقوق طے ہو گئے تہے جو اوس تاریخ کو تہے اور اونکی نسبت اب نزاع قایم
نہین ہو سکتی ہے - لیکن وہ ڈگری کسی ایسے حقوق کی بحث کی نسبت بطور امر تجویز شدہ کے موثر
نہین ہو سکتی ہے جو اوس تاریخ کے بعد فریقین نے حاصل کی ہون - مثلاً مدعا علیہم اس امر
کے ثابت کرنیکے مستحق ہونگے کہ اوس تاریخ کے بعد سے ہمنے قبضہ مخالفانہ حاصل کر لیا ہے
یا یہہ کہ کوئی تقسیم ہو چکی ہے جسمین کوئی بحث حقیت کی پیش نہین ہوی تہی یا ایسی ہی
اور جوابدہی پیش کر سکتے ہین - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی ڈگری مشعر استقرار حق
تقسیم کو فریقین خواہندگان تقسیم نے اوسکے مطابق اوسکو موثر نہین کیا ہے تو فریقین یا اون
سے کوئی مجاز ہے بشرطیکہ جایداد مشترکہ مین وہ ابتک اہل غرض ہین کہ دوسری نالش استقرار
حق تقسیم کی دایر کرین درحالیکہ اونکی استحقاق تقسیم پر ایسے وقت اعتراض کیا جاوے کہ جب
بوجہ میعاد سماعت کے یا اور طور پر وے اوس ڈگری کو موثر نہین کر سکتے ہین کہ جو پہلے سے
حاصل کر چکے ہین - اس بارہ مین نالشات استقرار حق تقسیم کی اور صرف نالشون سے مختلف
ہوتی ہین - جب تک جایداد و قبضہ مشترکہ رہتا ہے تب تک استحقاق تقسیم کا قایم رہتا ہے -
جب کوئی شخص جسکو استحقاق تقسیم کا حاصل ہے اور تقسیم چاہتا ہو اور اوسکے استحقاق پر اعتراض
ہوا ہو تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ نالش استقرار حق کی قایم رکہہ سکتا ہے بشرطیکہ اوسکی
ڈگری سابق کی ابتک قابل النفاذ نہو - نالش تقسیم مین وہ امور پیدا ہوے ہین جنکی تجویز
اوس نالش مین نہین ہو سکتی تہی جسکے انجام مین ڈگری سنہ ۱۸۶۱ء کے صادر ہوی تہی - جج
ماتحت نے چند فیصلون پر استدلال کیا ہے جنکا ذکر اونہون نے اپنی تجویز مین کیا ہے

بہ نسبت بحث امر تجویز شدہ کے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسناد مذکور بالا کو تعلق نہین ہین یا مویّد اوس راے کے نہین ہین جو مشار الیہ نے اختیار کی ہے۔ اونمین سے اول مقدمہ باعتبار ترتیب تاریخ کے مقدمہ کشن سنگہ بنام دبی سنگہ در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۹ ہے۔ جو کچھہ اوس مقدمہ مین تجویز ہوئی ہے وہ کل یہہ ہے کہ عدالت مال مین نفاذ تقسیم کا بربنا اوس ڈگری کی نہین ہو سکتا ہے جو بوجہ انقضاے میعاد کے غیر موثر ہو گئی ہے۔ دوسرا مقدمہ دبی سنگہ بنام جوکی رام در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ (۳۸۱) ہے۔ اوس مقدمہ سے کسیقدر بھی مقدمہ ہذا کی حجت ثابت ہوتی ہے۔ اوس مقدمہ مین عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ باوجودیکہ مدعیان پہلی ڈگری دخل کی پا چکے ہین تاہم وہ مستحق قایم رکہنے نالش تقسیم اور قبضہ جداگانہ کے ہین بشرطیکہ ڈگری اول کی تاریخ کے بعد بہی وہ قابض اوس حصہ غیر منقسمہ پر برابر چلے آے ہین جو اوس ڈگری کے رو سے اونکے حق مین ڈگری ہوا ہے۔ دوسرا مقدمہ یعقوب علی بنام خواجہ عبد الرحمان در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۶ء صفحہ (۳۰۳) کا ہے۔ اوس مقدمہ کی جج ماتحت نے غلط فہمی کی ہے۔ وہ متعلق نہین ہے۔ یہی تحریر بہ نسبت اوس چوتہے مقدمہ کے بہی ہو سکتی ہے جسپر اونہون نے استدلال کیا ہے یعنے شیخ غلام حسین بنام مسماۃ الہ رکہی بی بی در رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی سال ۱۸۶۸ء صفحہ (۶۲) دوران تقریر مین ہمارے روبرو مقدمہ جگت سنگہ بنام درجن لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۱ء صفحہ) پر حوالہ دیا گیا ہے جسکو اون امور سے کسیقدر تعلق ہے جنکو جج ماتحت نے طے کیا ہے۔ ہمکو کچہہ شبہہ نہین ہے کہ اگر مدعی نے اپنی عرضی نالش مین ڈگری ۱۸۶۶ء کا بیان کرکے اور یہہ ثابت کرکے کہ مرتب ہوئی تہی کہ وہ اور مدعا علیہم کیونکر اوسکے پابند تہے یعنے یہہ کہ وہ قایمقام اوس ڈگری کے فریقون کے ہین اور اس بیان کے ساتہہ کہ جو حالت ۱۸۶۶ء مین تہی وہ اوسوقت تک قایم ہے اور نیز اس بیان کے ساتہہ کہ مدعا علیہم نے یا اونمین سے بعض نے اوسکے استحقاق پر اعتراض کیا ہے مرتب کی ہوتی اور استدعا استقرار اپنی استحقاق تقسیم کی کی ہوتی تو دعوے ایسا ہوتا کہ جس سے یہہ جج ماتحت بہی دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو متعلق کرتے۔ تاثیراً یہہ دعوے ایسا ہی ہے جسکا مین نے ذکر کیا ہے گو صورت ایسی نہین ہے۔ جس امر اخیر کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہین وہ میعاد سماعت کی بحث ہے۔ جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے

کہ یہہ نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ سنہ ۱۸۶۶ء کے نالش کے مدعا علیہم نے استحقاق تقسیم مدعی سے انکار کیا تہا اور عذر فیصلہ مخالفانہ کا کیا تہا۔ مشار الیہ نے اس امر کو فروگذاشت نظر کیا ہے کہ اون تنقیحون کی تجویز از روے ڈگری نالش مذکور کے خلاف مدعا علیہم مقدمہ مذکور کے ہوئی تہی جس امر کا ایماء جج ماتحت نے کیا ہے اور اوسکے روسے میعاد سماعت کی بحث پیدا نہین ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی بحث میعاد کی حالات مابعد سنہ ۱۸۶۶ء سے پیدا ہوتی ہو اور اسمقدمہ مین تجویز طلب ہو۔ ہمارے روبرو کوئی مواد موجود نہین ہے کہ ہم کوئی رای بہ نسبت اس امر کے ظاہر کر سکین کہ آیا بحث میعاد سماعت کی پیدا ہوتی ہے یا نہین۔ سچ تو یہہ ہے کہ جج ماتحت نے بقیہ مقدمہ کی تجویز نہین کی ہے بلکہ مشار الیہ نے اوسکو اون امور تمہیدی کے بنا پر فیصل کر دیا ہے جنکا ہم ذکر کر چکے ہین۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے ہم اونکی ڈگری منسوخ کرتے ہین اور بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مقدمہ واسطے تجویز روداد اور اون امور قانونی کے جو درا اصل پیدا ہوئی ہین واپس بہیجتے ہین۔ خرچہ عدالت ہذا اور جو ابتک عاید ہو چکا ہے نتیجہ پر منحصر ہوگا۔

ضلع گورکہپور اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۵ مارچ

پتیسری پرتاب نراین سنگہ بنام چمپا لال

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ء (ایکٹ نابالغی ہند) دفعہ ۳۔ ولی اور نابالغ۔ ولی کی تقرری اور نابالغ کی بلوغیت کا اثر۔

محض یہہ امر کہ کسی نابالغ کا کوئی ولی مقرر ہو گیا ہے کہ جسکا سرٹیفکٹ بعد ازان منسوخ ہو گیا ہے نابالغ کے حصول بلوغیت کو اوسوقت تک ملتوی نکر سکیگا کہ جب تک وہ اکیس سال کی عمر کو پہونچی۔ رودر پرکاش مصر بنام بہولا ناتہہ مکرجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۱۲) سے اختلاف کیا گیا۔ برجموہن لال بنام رودر پرکاش مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۷ صفحہ ۹۴۴) پر استدلال ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

راجندر ناتہہ و غلام مجتبیٰ بجانب اپلانٹ کاشی پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ مدار اس اپیل کا اوپر تعبیر دفعہ ۳

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء کے ہے - اسمقدمہ مین مدعی جب اوس نے اپنی نالش دایر کی تہی اٹھارہ سال سے زیادہ اور اکیس ۲۱ سال سے کم عمر کا تہا - ۴ اپریل سنہ ۱۸۶۸ء کو سرٹیفکٹ وراثت جایداد مدعی کا اوسکی مان کو عطا ہوا تہا - کچہہ عرصہ بعد جج نے ولی سے فہرست جایداد نابالغ کی طلب کی اور جب ولی نے اوس حکم کی تعمیل نہین کی تو ۲۳ نومبر سنہ ۱۸۶۸ء کو جج نے سرٹیفکٹ منسوخ کیا - اوسکے بعد کوئی ولی یا مہتمم مقرر نہین ہوا - ہایکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ ردور پرکاش مصر بنام بہولا ناتہہ مکرجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۶) یہہ تجویز کی ہے کہ جب ایک مرتبہ سرٹیفکیٹ ولایت عطا ہوچکا ہو تو پہر بلالحاظ اسکے کہ آیا ولی مرگیا ہے یا نہین نابالغ اوسوقت تک بلوغیت حاصل نہین کرسکتا ہے کہ جب تک وہ ۲۱ برس کی عمر کا ہوجاوے - اوسمقدمہ کی تشریح بمقدمہ برجموہن لال بنام ردور پرکاش مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۴۹) ہوئی تہی اور ہمپر یہہ زور دیا جاتا ہے کہ ہم اوسکی تقلید کرین

اب دیکہنا چاہئے کہ ضمن اول دفعہ ۳ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۵ء مین دو قسم کے مقدمون کا ذکر کیا گیا ہے ان مقدمون مین سے اول قسم کا مقدمہ وہ ہے جسمین ولی ذات وجایداد نابالغ کا مقرر ہوتا ہے اور اوسمین سے دوسری قسم کا مقدمہ وہ ہے جسمین نابالغ زیر اختیار کورٹ آف وارڈس کے ہوتا ہے - کلکتہ کے اخیر مقدمہ مین جسکا ہمنے ذکر کیا ہے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ازروے دفعہ ۳ - ایکٹ نابالغی کے ناقابلیت نابالغی کے صرف اوسوقت تک قایم رہتی ہے کہ جب تک کورٹ آف وارڈس اہتمام جایداد نابالغ کا رکہتی ہے اور نہ اوسکے بعد - ہماری راے مین مقصود واضعان قوانین کا یہہ تہا کہ یہی اصول اوس نابالغ کے مقدمے سے بہی متعلق کیا جاوے جسکی ذات اور جایداد کے لئے ولی مقرر ہوا ہو اور اونکا یہہ مقصود نہین تہا کہ محض ولی کی تقرری سے باوجودیکہ سرٹیفکٹ ولایت کا بعدہ منسوخ ہوگیا ہو نابالغ کے بلوغیت کو اوسوقت تک ملتوی رکہیگا کہ جب تک وہ ۲۱ برس کا ہوجاوے - اسی امر تمہیدی کے بنا پر نالش ڈسمس ہوئی ہے - ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجتے ہین خرچہ عدالت ہذا اور جو اب تک علیہ ہوا ہے نتیجہ پر منحصر رہیگا

ضلع اجمیر — متفرقہ نمبر ۱۳۲ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۳ مارچ

جواہر مل بنام کستورچند وبکسن وغیرہ

اجراء ڈگری - ڈگری عدالت اپیل - اوس ڈگری مین کیا شامل ہونا چاہئے -

جس صورت مین کہ فیصلہ عدالت اپیل مین یہہ حکم تھا کہ جس رقم کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی سے بحق اوسکے ہوی تھی اوسکے علاوہ اور اوس سے زیادہ کی ڈگری بحق اپیلانٹ ہونی چاہئے لیکن ڈگری عدالت اپیل مین صراحت اون رقوم کی نہین تھی کہ جو از روے ڈگری مذکور کے اپیلانٹ کو واجب یافتنی تھے بجز اسکے کہ وہ فیصلہ جسپر ڈگری مذکور مبنی تھی اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی پر حوالہ کیا جاوے تجویز ہوی کہ اگرچہ ڈگری مذکور اسطرح پر بقاعدہ مرتب ہوی تھی تاہم رقم یافتنی ڈگریدار کی بصحت قابل دریافت ہے اور اسطرح پر ڈگری عملاً قابل اجرا ہے لبطور امر انصاف کے ڈگریدار کا حق اجرا منظور ہونا چاہئے -

یہہ استصواب حسب دفعہ ۱۸ - آئین عدالتہاے اجمیر نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء کے کمشنر اجمیر مارواڑ اسنے بربناء واقعات ذیل کے کیا ہے -

۴ ہر دسمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو مسمی جواہرمل نے ایک ڈگری بابت مبلغ للعہ ۱۲ / ۱۸۰ کے عدالت جج ماتحت بیور سے حاصل کی تھی - ڈگری دار نے بنا راضی اس ڈگری کے اپیل بحضور ضلع جج بدعوی زر مزید مبلغ الیاعہ کے کیا تھا - عدالت اپیل نے تجویز بحق اپیلانٹ کی تھی لیکن جو رقم بحق اوسکی تجویز کی تھی اوسکو اپنی ڈگری مین درج نہین کیا تھا - اول درخواست اجراء ڈگری کی ۴ ہر دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو گذری تھی اور بالآخر وہ درخواست خارج ہوگئی تھی - ۱۹ ار دسمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو دوسری درخواست اجراء ڈگری کی داخل ہوی تھی اور معمولی کارروائی شروع ہوی تھی - ۱۴ ر اکتوبر سنہ ۱۸۸۰ء کو ڈگریدار نے عدالت اپیل مین درخواست کی کہ ڈگری عدالت موصوف کی مطابق فیصلہ کے کردیجاوے - درخواست مذکور ۹ ہر نومبر سنہ ۱۸۸۰ء کو اس بنا پر نامنظور ہوی تھی کہ کوئی وجہ ترمیم ڈگری کی نہین ہے - کارروائی اجراء ڈگری جو ۱۹ ار نومبر سنہ ۱۸۸۰ء کو شروع ہوی تھی بذریعہ حکم ۹ ار دسمبر مشعر اخراج کارروائی اجراء ڈگری بوجہ خارج المیعاد کے ختم ہوگئی تھی - بنا راضی اس حکم کے ڈگریدار نے اپیل کیا تھا لیکن اسکا اپیل نامنظور ہوا تھا - بعد اوسکے ڈگریدار نے یہہ درخواست کی کہ بہ نسبت میعاد سماعت اور دیگر امور قانونی کے جنکی نسبت خیال ہوا ہے کہ مقدمہ مین پیدا ہوی ہین ہائیکورٹ سے استصواب کیا جاوے استصواب مذکور ایچ صاحب چیف جسٹس اور ناکس صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور صفری الیہم نے فیصلہ ذیل صادر کیا -

بنچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ استصواب منجانب کمشنر اجمیر کے ہے
جواہر مل نے ایک ڈگری بمقابلہ کستورچند وغیرہ کے بابت مبلغ للعہ معہ خرچہ کے حاصل کی تھی
ڈگری مذکور ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو حاصل کی گئی تھی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا تھا اور اونکا اپیل ڈسمس
ہوا تھا۔ مدعی نے بھی اپیل کیا تھا اور اوسکا اپیل منظور ہوا تھا۔ نتیجہ اوسکی اپیل کا یہہ ہوا تھا کہ اونکو ڈگری
بعض خرچہ اپیل اور ایک رقم کے جو کمشنر نے انجام شمول ڈگری ابتدائی کے تجویز کی تھی حاصل
کی تھی ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو اوس نے درخواست اجرائے ڈگری کی کی اور ۱۹ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو اوسکی
درخواست اس بنیاد پر خارج ہوئی تھی کہ اوس نے تعمیل حکم عدالت کی دربارہ ادخال فہرست جایداد
قرقی طلب کے داخل نہین کی اور نیز اس بنیاد پر کہ وہ حاضر نہین تھا۔ ہمارے ذہنون مین کچھ شبہہ
نہین ہے کہ جو ڈگری جاری ہو سکتی ہے وہ ڈگری عدالت اپیل کی ہے۔ ہمکو اطلاع ہوئی ہے کہ جواہر مل
نے عدالت اپیل سے درخواست کی تھی کہ ڈگری عدالت موصوف کی مطابق فیصلہ کے کر دیجاوے اور
عدالت اپیل نے درخواست مذکور یہہ رای قایم کرکے ڈسمس کر دی کہ ڈگری اوسکی فیصلہ کے مطابق
ہے اور درخواست فضول ہے۔ اگر ڈگری عدالت اپیل صحیح شکل سے مرتب ہوتی تو اوسکو خود وہ داد جیسے
انہا ظاہر کر دینا چاہیے جو عطا کی گئی تھی یعنی عدالت کو ڈگری بحق جواہر مل مین نہ صرف بابت رقم ڈگری
عدالت مرافعہ اولی کے ظاہر کرنا چاہیے تھی بلکہ بابت زر مزید کے جو اپیل مین عدالت اپیل سے ڈگری ہوئی تھی
اور خرچہ بھی ظاہر کر دینا چاہیے تھا۔ ڈگری مین صراحت ان قسمون کی نہین ہوئی تھی بجز اسکے کہ ڈگری
عدالت مرافعہ اولی و تجویز کمشنر کی ملاحظہ سے ظاہر ہوتی ہے پس اگرچہ وہ ڈگری باضابطہ نہین ہے
تاہم مسل سے یہہ بات دریافت ہو سکتی ہے کہ وہ کیا رقم ہے اور ہماری راے مین بیضابطگی ڈگری کی جو
نتیجہ اوس طریقہ کا ہے جسمین وہ ڈگری عدالت اپیل کے دفتر مین مرتب ہوئی تھی مدعا علیہم کو نقصان
اور نیک نیتی سے ہدایت لینا چاہیے تھے اوسکو جواہر مل کے اجرائے ڈگری مین بابت رقم مذکور اور اوسکی خرچہ
کے سد راہ نہونی چاہیے۔ درخواست اجرائے ڈگری بھی بیضابطہ ہے لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ اوسکو بطور
درخواست اجرائے ڈگری کے مقدمہ مین تصور کرنا چاہیے۔ اوسمین نہ صرف ڈگری عدالت مرافعہ اولی
کا ذکر ہے بلکہ ڈگری عدالت اپیل کا بھی ذکر ہے۔ درخواست مورخہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء اگرچہ وہ ۱۹ فروری
سنہ ۱۸۸۶ء کو خارج ہو گئی تھی تاہم ہماری راے مین ایک درخواست اجرائے ڈگری یا کرنے تدبیر معاون
حسب منشاء مد ۹، ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ہے اور اسلئے یہہ درخواست خارج المیعاد نہین
ہے۔ بوجہ اس راے کے جو ہم قایم کرتے ہین اور جسکو ہمنے اسمقدمہ مین ظاہر کیا ہے ہمین یہہ بات

ضروری نہیں معلوم ہوتی ہے کہ جو اختلاف ہمکو لوگون کے فیصلہ میں ہے اوسکی بحث کا مباحثہ کرین باعتبار اس رائے کے ہم حکم دیتے ہین کہ کاغذات صاحب کمشنر اجمیر مارواڑہ کے خدمت مین واپس بھیجا دین۔

ضلع فرخ آباد — نگرانی فوجداری نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۵ مئی
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہردیو سنگہ وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۴۷ و ۲۵۰ ۔ برأیت بوجہ غیر حاضری مستغیث کے اوس تاریخ کو کہ جس تاریخ تک سماعت مقدمہ کی ملتوی ہوتی ۔ معاوضہ استغاثہ تکلیف دہ کا ۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع کا ۔ تجویز جدید

ایک مقدمہ مین جو حسب دفعات ۴۲۶ و ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجسٹریٹ درجہ سوم کے روبرو پیش تہا بعد قلمبند ہونے شہادت مستغیث کے اور بعد ملتوی ہونے مقدمہ بغرض قلمبند ہونے شہادت گواہان جانبین تاریخ معینہ پر حاضر ہوے لیکن مستغیث حاضر نہین ہوا واقعات کے اس کیفیت پر مجسٹریٹ نے اشخاص ملزمان کو بموجب دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بری کر دیا اور بموجب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ مذکورہ کے مستغیث کو حکم دیا کہ ہر ملزم کو ۵ روپیہ بطور معاوضہ کے ادا کرے ۔ بنا راضی اس حکم کے مستغیث نے مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے حکم متضمن منسوخی حکم عدالت ابتدائی تحت شعر دہمسی قدر اور دلاپانے معاوضہ کے درمیان حکم صادر کیا کہ مقدمہ کی تجویز جدید کیجاوے تجویز ہوی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع حسب تفصیل مذکورہ بالا خلاف اختیار تہا کیونکہ اونکو اختیار دست اندازی حکم متعلقہ دفعہ ۲۴۷ و ۲۵۰ کا حاصل نہ تہا۔ ساتھ ہی اوسکے ظاہرا حکم عدالت مرافعہ اولی کا کافی طور پر مناسب نہ تہا۔

یہہ استصواب حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج فرخ آباد نے حسب حالات مفصلہ ذیل حکم استصواب مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۱ء کے جو حسب ذیل ہے کیا ہے۔

اس مقدمہ مین بر طبق استغاثہ مسمی مہتاب سنگہ کے سمن بنام سائلان بغرض حاضری بعدالت مجسٹریٹ درجہ سوم بتاریخ ۱۱ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء واسطے جوابدہی نالش بابت جرم نقصان رسانی و حملہ (دفعات ۴۲۶ و ۳۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند) کے جاری ہوا تہا ۔ مقدمہ بوجہ کثرت کام کے ۱۱ نومبر تک ملتوی رہا تہا اور پہر بوجہ ناوقت ہوجانے کے ۱۲ نومبر تک ملتوی رہا تہا ۔ اوس تاریخ کو اظہار مستغیث کا قلمبند ہوا تہا اور چونکہ اوسکے گواہ حاضر نہ تہے مقدمہ ۴ دسمبر تک ملتوی رہا تہا اور اونکی حاضری کے لئے سمن جاری ہوئے تہے ۴ دسمبر کو یہہ گواہان حاضر ہوئے تہے اور اسیطرح مدعا علیہم بہی حاضر ہوئے لیکن مستغیث حاضر نہین ہوا ۔ اوسپر مجسٹریٹ نے حسب احکام دفعہ ۲۴۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مدعا علیہم کو بری کر دیا اور بموجب دفعہ ۲۵۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مستغیث کو حکم دیا کہ مدعا علیہم کو ۵ روپیہ فی کس معاوضہ ادا کرے مستغیث نے بنا راضی اوس حکم کے جو اوس سے معاوضہ دلاپانے کی نسبت تہا بحضور مجسٹریٹ ضلع اپیل کیا

مجسٹریٹ ضلع نے اپیل منظور کیا اور بذریعہ اپنے حکم مورخہ ٢٠ جنوری سنہ ١٨٩١ء کے اوسکو منسوخ کیا جسکو وہ ملا
ماتحت کا حکم دیسمبی اور نیز حکم معاوضہ کا لکہتے ہین اور یہہ حکم دیا کہ مقدمہ قایم کیا جاوے اور جدید تجویز کیا جاوے
منجانب سائیلان یہہ حجت کیجاتی ہی کہ حکم مجسٹریٹ ضلع بصیغہ اپیل کا خلاف اختیار ہے۔
مین خیال کرتا ہون کہ حجت قایم رکہنا چاہیے۔
ازروے احکام ایکٹ ١٠ سنہ ١٨٩١ء کے اب بناراضی کا کردالیجانے معاوضہ جسکا حکم مذکور مجسٹریٹ درجہ
دوم یا سوم نے صادر کیا ہو ایسا ہو سکتا ہی لیکن ایکٹ مذکور ١٣ فروری گذشتہ تک نافذ نہین ہوا تہا۔
علاوہ برآن سائیلان بری کردئے گئے تہے اور بناراضی حکم براءیت کے بجز منجانب لوکل گورنمنٹ کے کوئی
اپیل نہین ہو سکتا ہے اور یہہ بہی صرف ہائیکورٹ مین البتہ ہو سکتا ہے۔
لہذا بموجب احکام دفعہ ٤٣٨ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مین رپورٹ مقدمہ کی بایین سفارش کرتا
ہون کہ حکم مجسٹریٹ ضلع بصیغہ اپیل مورخہ ٢٠ جنوری سنہ ١٨٩١ء بطور خلاف اختیار کے منسوخ کیا جاوے
ساتہہ ہی اسکے مجہے یہہ بہی تحریر کرنا چاہیے کہ میری راے مین محض بوجہ اسکے کہ مستغیث اون
تیسری تاریخ کو غیر حاضر رہا تہا کہ جس تاریخ تک مقدمہ ملتوی رکہا گیا تہا مجسٹریٹ ادنی کو اس نتیجہ تک پہنچنا
لازم نہین آتا تہا کہ اوسکی نالش فضول اور بنظر تکلیف دہی کے تہی اور یہہ قیاس کرنا لازم آتا تہا کہ وہ عمدا
غیر حاضر ہو گیا تہا اپنی درخواست اپیل مین مستغیث نے یہہ بیان کیا کہ بوجہ سخت بخار کے یہہ ہوتا کہ وہ
حاضر نہین ہو سکا لہذا مین یہہ سفارش کرتا ہون کہ ہائیکورٹ باستعمال اپنے اختیارات نگرانی کے اوس حکم کو منسوخ
کردے جسکے روسے مستغیث کو معاوضہ ادا کرنیکا حکم ہوا ہے اور اگر عدالت العالیہ کے راے مین مناسب معلوم ہو تو
حکم براءیت کو بہی منسوخ کردے اور مقدمہ تجویز کیے جانیکا حکم دے۔

نقل ان تحریرات کی بخدمت مجسٹریٹ ضلع مذکور بہیجی جاوے اگر کوئی تحریر بموجب سرکولر نمبری ٤ سنہ ١٨٨٥ء کے اوسکو پیش کرنا ہو
یہہ استدعا برو اسٹریٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوا تہا اور معزی الیہ نے ٢٠ اپریل ١٨٩١ء کو حکم ذیل صادر کیا تہا
اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ حکم مجسٹریٹ ضلع مورخہ ٢٠ جنوری ١٨٩١ء بلاشبہہ قایم نہین رہ سکتا
ہے کیونکہ اونکو اختیار نہ تہا کہ تجویز براءیت یا حکم معاوضہ کو جو ہوا منسوخ کر سکین۔ مین اوسکی حکم کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ
حکم دیتا ہون کہ ہر دیو سنگہ وغیرہ کے نام اطلاعنامہ اسلیے جاویگا کہ وہ اس امر کی وجہ دکہلادین کہ کیون احکام
مجسٹریٹ درجہ سوم مورخہ ٢ دسمبر ١٨٩٠ء کے منسوخ نکیجاوین اور تجویز جدید کا حکم ندیا جاوے۔
٥ مئی ١٨٩١ء کو یہہ حکم تجویز جدید کا قطعی کردیا گیا۔

کرامت خان وبیکس ودیگر   بنام   میر علی احمد

اجرائے ڈگری ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱۱ و ۲۴۴ ۔ درخواست منسوخی نیلام مسترد

اجرائے ڈگری ۔ خریدار نیلام کا شامل نکیا جانا ۔

جس صورت مین مدیون ڈگری نے درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے منسوخی نیلام کے کی ہتی لیکن تاوقتیکہ میعاد مرقومہ تاریخ نیلام کے بعد گذر گئی تہی خریدار نیلام کو بطور فریق شامل مقدمہ نہین کیا تہا ۔ تجویز ہوی کہ چونکہ شرکت خریدار نیلام ضروری ہتی درخواست منسوخی نیلام کی خارج المیعاد ہے ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

رتن چند منجانب اپیلانٹان   سمین منجانب رسپاندنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ۔ مدیون ڈگری نے جسکی جایداد اجرائے ڈگری مین نیلام ہوی ہتی منصف جاری کنندہ ڈگری سے درخواست منسوخی نیلام کی کی سو درخواست مذکور حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوی ہتی ۔ قبل اسکے کہ درخواست مذکور تجویز کے لئے پیش ہوی ہتی لیکن تاریخ نیلام سے ۳۰ روز گذرنیکے بعد مدیون ڈگری نے خریدار نیلام کو بطور فریق درخواست بموجب حکم معدرہ منصف کے مسل مین شامل کردیا ۔ اوسکے بعد منصف نے درخواست کی سماعت کی اور اوسکو بدین تجویز ڈسمس کیا کہ خریدار نیلام فریق ضروری تہا لیکن چونکہ درخواست اوسکی مقابلہ مین اندر میعاد نہین ہوی لہذا وہ ڈسمس ہونا چاہیے ۔ اوسکے بعد مدیون ڈگری نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا ضلع جج نے یہہ تجویز کی کہ خریدار فریق ضروری نہین ہے اور مشارالیہ نے مقدمہ کو پاس منصف کے تجویز روداد ہی واپس بہیجکر حکم واپسی کا صادر کیا ۔ بنا براین اوس حکم کے یہہ اپیل دایر ہوا ہے ۔ ہمکو یہہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ خریدار فریق ضروری ہے ۔ دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے ظاہر ہے کہ اوسکو فریق ہونا چاہیے اور ہمکو کچھہ شبہ نہین ہے کہ اوسکے مقابلہ مین درخواست خارج المیعاد ہے ۔ ہمکو اختیار نہین ہے کہ بعد گذرجانے اوس میعاد کے جسکے اندر اوسکے مقابلہ مین درخواست ہونا چاہیے اوسکو شریک مقدمہ کرسکین ۔ جب تک وہ شریک نہین کیا گیا تہا درخواست ناقص ہتی اور بعد گذرجانے میعاد کے اوسکو شریک مقدمہ کرنیسے وہ نقص رفع نہین ہوتا ہے ۔ ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین اور حکم واپسی مقدمہ کو منسوخ کرتے ہین اور جو اپیل عدالت ماتحت مین تہا اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین ۔

ضلع میرٹھہ اپیل نمبر ۸ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۸ فروری

سنت لال ویک کشن دیگر بنام کشن سہائے

رہن۔ مواخذ جات مقدم و مابعد۔ استحقاق مرتہن مابعد دربارہ بیباق کردینے دعوے مقدم بمقابلہ مرتہن درمیانی کے۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایکٹ انتقال جایداد دفعہ ۷۴۔

از روے تمسک مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کے مدعی مرتہن چند جایداد یعنی (۱) ۲۰ بسوہ موضع جلال الدین گنوری اور (۲) ۲ بسوہ موضع سرنا اور (۳) ۵ بسوہ ۴ پہوانسی اور ۱۳ تنوانسی موضع خالصہ کا تہا منجملہ ان تین جایداد دن کے جایداد (۱) از روے تمسک مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۰ء بعیوض مبلغ ۔ ہزار کے مدعی کے پاس پہلے سے رہن ہوچکی تہی اور جایداد (۳) بہی از روے اوسی تمسک کے مدعی کے پاس رہن تہی اور بمنزل اس بہی ایک شخص مسمی پربہودیال کے پاس بعیوض مبلغ ۔ ہزار از روے تمسک مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۷۰ء کے مکفول ہوچکی تہی۔ معاوضہ رہن مدعی مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کا ۔ ہے منجملہ اس رقم کے ثابت ہوا ہے کہ مدعی نے راہنان کی طرف سے رقوم ذیل مجبوراً ادا کئے ہین یعنے مبلغ ۔ بابت یا نقی خود اپنا بربنا اپنی تمسک مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے و مبلغ ۔ اصل و سود بابت اوسکے تمسک تعدادی ۔ ہزار مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے لکہمی چند تیج رام کو ادا کیا اور مبلغ ۔ بابت سود اوسکے تمسک مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۷۰ء کے پربہودیال کو ادا کیا۔

مدعا علیہم کے پاس ایک رہن تعدادی ۔ ہزار مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء بابت ہر سہ مواضعات جلال الدین گنوری و سرنا اور خالصہ کے تہی جسکے بناپر نامبردگان نے ڈگری حاصل کی تہی اور مواضعات مذکور کو واپر بہ نیلام کراکے اوسکو خود خرید کرلیا۔ بعدہٗ مدعی نے نالش دلاپانے مبلغ ۔ کی بعد لینے نیلام مواضع متذکرہ بالا اس بیان سے دایر کی کہ جایداد مذکور متعدد کے لئے بوجہ صرفہ کے ذمہ دار ہے جو اوس نے حسب درخواست راہنان کے منجملہ اوس رقم کے کیا ہے جو اوس نے از روے رہن مورخہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۳ء پیشگی دیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ بہ نسبت مبلغ ۔ کے جو راہنان کے نام بابت سود رہنامہ ۱۴ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے جمع کیا گیا اور مبلغ ۔ کے جو لکہمی چند تیج رام کو بایفائے کامل اوسکے تمسک مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۰ء کے ادا کیا گیا ہے مدعی کے نسبت یہہ تصور کرنا چاہئے کہ اوسکا مقصود تہا کہ وہ مواخذے اوسکے فایدہ کے لئے زندہ رکہی جاوین پس چونکہ کیفیت یہہ ہے مدعی مستحق ہوگا

کہ جایداد مرہونہ کو اوسی رقم مذکورہ کی حد تک نیلام کرا پاوے لیکن بہ نسبت مبلغ للعہ
کے جو پربہودیال کو بابت سود اوسکے تمسک مورخہ ۲ اگست ۱۸۷۶ء کے ادا کیا گیا ہے مدعی مستحق
دلاپانے رقم مذکور کا جایداد مرہونہ سے نہین ہے جس اصول عدل کے روسے جایداد مرہونہ دو
رقوم ماسبق کے بابت ذمہ دار قرار دی گئی ہے اوسکو یہانتک وسعت نہین دیجا سکتی ہے کہ اوسمین
پربہودیال کی رقم شامل ہو جاوے - ایسا کرنے سے ایک دوسرا مواخذہ ایک ہی رہن کے ذریعہ
سے پیدا ہو جاویگا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سندرلال منجانب اپیلانٹان موتی لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ بربنا رہنامہ مورخہ
۲۴ جولائی ۱۸۶۳ء تعدادی للعہ نوشتہ رام لال و دیوکی نندن خود مختار لایق رام و
مرلیدہر و رام پرشاد موسومہ مدعی دایر ہوئی تھی - جب نالش دایر ہوئی تھی رام لال و
دیوکی نندن فوت ہو چکے تھے لیکن زمرہ مدعا علیہم مین لایق رام خود و مرلیدہر و رام پرشاد
خود و وارثان دیوکی نندن بشمول بیوگان دیوکی نندن مسماۃ جی دیی و روپیا و بیتمبر سنگہ نابالغ
پسر متبنی رام لال بولایت مسماۃ سبہا اپنی مان کے ہین - ان مدعا علیہم مین سے کوئی حاضر
نہین ہوا اور کوئی بحث بہ نسبت انکی ذمہ داری کے ہمارے روبرو اپیل مین پیش نہین
ہے - دیگر دو مدعا علیہم سنت لال و موتی لال نابالغان بتوسط ولی دوران مقدمہ کے ہین
اور اونکا تعلق اسمقدمہ سے مین ابہی اٰیندہ بیان کرونگا - جایداد جو تمسک مورخہ ۲۴
جولائی ۱۸۶۳ء مین ماخوذ ہے اوسمین (۱) ۴ بسوہ حقیت زمینداری موضع جلال الدین پور
گہوری و (۲) ۴ بسوہ حقیت زمینداری موضع سروہ اور (۳) ۹ بسوہ ۶ بسوانسی ۱۰ کچہوانسی
تنوانسی حقیت زمینداری موضع خالصہ شامل ہے -

بہ نسبت جایداد نمبر ۱ کے تمسک مین یہہ ذکر ہے کہ جایداد مذکور پر مواخذہ مدعی کا
بابت تمسک سابق مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۶۲ء تعدادی سہ ہزار کا قایم ہے اور جایداد نمبر ۲
کے نسبت یہہ ذکر ہے کہ وہ بہی اوسی تمسک موسومہ مدعی اور نیز ایک تمسک موسومہ فیض
احمد خان مین ماخوذ ہے کہ جسکی بابت للعہ ہزار ابتک واجب باقی ہین اور بہ نسبت جایداد
نمبر ۳ کے یہہ ذکر ہے کہ وہ لالہ پربہودیال کے تمسک تعدادی للعہ ہزار مین مکفول

ہو چکی ہے۔ معاوضہ مبلغ [illegible] کا پورا ہونا حسب طریقہ ذیل لکھا گیا ہے۔

سود یافتنی مدعی بالا ے تمسک مورخہ ۱ اگست ۱۸۶۷ء تعدادی [illegible] ہزار — [illegible]

اصل و سود بابت پرامیسری نوٹ — [illegible]

زرواجب تمسک مورخہ ۳ اگست ۱۸۶۸ء تعدادی [illegible] موسومہ لکہمن چند

ونیچہرام و بابت سود تمسک تعدادی [illegible] ہزار مورخہ ۴ اگست ۱۸۶۸ء

موسومہ لالہ پربہو دیال — [illegible]

میزان روپیہ — [illegible]

سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے پاس بہی رہننامہ تعدادی [illegible] نوشتہ رام لال لایق رام مرلیدہر و دیوکی نندن مورخہ ۵ جولائی ۱۸۶۸ء موجود تہا جسکے روسے بہہ تینوں موضع جلال الدین پور گنوری سہ دہ وغالبہ اونکے پاس ماخوذ تہے۔ اپنی ڈگری کے اجرامین ان موضعون کو اونہون نے نیلام کرایا تہا اور رخ بدر کیا تہا پس بہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ [illegible] اصل و [illegible] سود جملہ [illegible] بذریعہ نیلام بہرسہ مواضعات متذکرہ بالا کے دایر کی گئی ہے ذمہ داری اوسکے نے اس رقم کی جسکا کہ اس جایداد پر مدعی نے اصرار کیا ہے وہی ہے جو از روے تمسکات مذکورہ کے پیدا ہوئی ہے جنکی بابت مدعیان نے اپنی راہنان کے طرف سے معاوضہ تمسک مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء ادا کیا ہے۔

سنت لال و موتی لال مدعا علیہم مجیب نے منجملہ دیگر امور کے یہہ عذر کیا ہے کہ چونکہ ہمنے جایداد کو اوس رہن کے ذریعہ سے خرید کیا ہے جو رہن مناط نالش سے مقدم تہا لہذا مدعی کو استحقاق نیلام کرانے جایداد مذکور کا بذریعہ اپنی مواخذہ مابعد کے حاصل نہین ہے اور مدعی کو بذریعہ ادا کر دینے ذمہ داریہاے سابقہ کے کوئی استحقاق ایسا کرنیکا حاصل نہین ہوا ہے اور یہہ کہ مبلغ [illegible] مدعی نے راہنان کو ادا کیا ہے اور اوس نے لکہمن چند و نیچہ رام خواہ پربہو دیال کو ادا نہین کیا ہے اور مبلغ [illegible] واسطے بیباقی تمسک مورخہ ۴ جولائی ۱۸۸۳ء کے ادا کیا گیا ہے۔

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے مبلغ [illegible] سود یافتنی اپنا ذمگی اس از روے تمسک تعدادی [illegible] ہزار مورخہ ۱ اگست ۱۸۶۷ء بابت موضعات جلال الدین پور گنوری و سہ دہ کے لکہدیا ہے اور اوسقدر اونکا قرضہ یافتنی اپنا از روے دستاویز

کو صحیح قرار دیا ہے۔ مشارالیہم نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ مبلغ [illegible] بابت سود بہ نسبت ہنوز تمسک مورخہ [illegible] اگست ۱۸۷۴ء تعدادی [illegible] بار تہان موضع خالصہ کے لالہ پر بھو دیال کو ادا کیا ہے۔ علاوہ بریں مشارالیہم نے یہ تجویز کی ہے کہ مبلغ [illegible] بابت اصل و سود تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۷۶ء موسوم ملکھین چند ولیج رام بار تہان جلال الدین پور گنوری و سروہ و خالصہ کے ادا کیا گیا ہے۔

بہ نسبت امر اخر الذکر رقم کے مشارالیہم حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔ اصل امر تجویز طلب یہ ہے کہ آیا مدعی نے زر مذکور مرتہنان کو ادا کیا ہے یا نہیں کیونکہ اس سوال کے جواب پر ذمہ داری جائداد کی بہ نسبت دعوے مدعی کے منحصر ہے دفعہ ۸۴ ایکٹ انتقال جائداد میں یہ حکم ہے۔ ہر مرتہن ثانی یا موخر مجاز ہے کہ ہر وقت جب اوسکے رہن کے جین ما قبل رہن کا روپیہ واجب الادا ہو جاوے تو رہن دار ما قبل کے روبرو رہن ما قبل کا روپیہ حاضر کرے اور رہن دار ما قبل کو لازم ہے کہ اوس روپیہ کو لیکر اوسکی رسید لکھدے اور دیا بندی شرائط قانون مجریہ وقت کے جو بابت رجسٹری دستاویزات نافذ ہو مرتہن موخر کو رسید متذکرہ صدر حاصل کرنیکے بعد جائداد مذکور پر جملہ حقوق اور اختیارات اس مرتہن کے حاصل ہو جائینگے جسکے روبرو اوس نے روپیہ حاضر کیا ہو۔

بہ نسبت رقم مبلغ [illegible] ہزار کے مین یہ تجویز کرتا ہون کہ مدعی نے نہ کبھی زر مذکور ادا کیا اور نہ حاضر کیا اور نہ اوسنے مرتہنان سے رسید حاصل کی۔ تمسک مین یہ بیان ہے کہ مبلغ [illegible] ہزار نقد ہمنے اور واسطے ادائے قرضہ [illegible] ملکھین چند ولیج رام بابت تمسک نوشتہ رام لال احد المقر اور نیز واسطے ادائے زر سود جب بابت تمسک تعدادی [illegible] ہزار نوشتہ رام لال ولایتی رام موسومہ پربھو دیال ساکن جہلم مورخہ ۲۹ اگست ۱۸۷۵ء کے قرض لیا اور وصول پایا۔ مقران نے اس روپیہ کے وصول ہونیکا اقرار رجسٹرار کے روبرو کیا تھا۔ مدعی نے مقران سے اسبارہ مین مطمئن ہوکر کہ جائداد پر صرف ذمہ داریہائے مصرحہ تمسک موجود ہین اس امر کے دیکھنے کی احتیاط کرلی تھی کہ زرہائے مذکور اشخاص مناسب کو ادا کئے جاوین۔

الفاظ دفعہ ۷۴ کے بہت صاف ہین۔ مرتہن مذکور کو رسید متذکرہ صدر حاصل کرنیکے بعد حاصل ہونگے وغیرہ محض اس امر سے کہ زر مذکور بتوسط مدعی ادا ہوا ہے مدعی

مستحق وصول کرنے زر مذکور کا بذریعہ نیلام جائداد کے نہیں ہو سکتا ہے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ کل یہہ ہے کہ مبلغ ہزار مقران لئے مدعی کے پاس اس لئے چھوڑ دیا تہا کہ وہ تہنالک کو ادا کرنا چاہئے حالانکہ مدعی محض کارندہ تہا امر لیدیہر کی شہادت ملاحظہ کیجئے) وہ یہہ نہیں کہتا ہے کہ مدعی نے وہ مختلف رقوم اپنے بابت ادائی ہیں بلکہ مقران کے طرف سے ادائی ہیں

بہ نسبت مبلغ [illegible] کے صورت مختلف ہے۔ زر مذکور بابت سود ایک تمسک

اعدادی [illegible] ہزار کے خود اوسکو یافتنی تہا کہ جس دستاویز میں شرط ذیل شامل ہے جائداد مرہونہ تا وقتیکہ زر اصل و سود تمام و کمال ادا ہو جاوے کسی جگہہ منتقل و مکفول نہ کیجاویگی مزید بران اگر زر سود ادا نہو تو وہ بہی بموجب شرط دوم کے بطور اصل کے تصور کیا جاویگا۔ مدعی کو بہ نسبت اس رقم کے وہی استحقاق حاصل ہے جو بابت رہن سابق کے اوسکو حاصل ہے

مدعا علیہ کو دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جائداد پر استدلال ہے غرض اوس دفعہ کی یہہ ہے کہ وہ ترجیح جو اندروے قانون انگریزی مشہور ہے وہ رفع رہے کہ جسکے رو سے اگر مرتہن ثالث رہن اول کو خرید کر لیوے تو ان دونوں رہن اول اور رہن ثالث کو بمقابلہ رہن ثانی کے تقدیم حاصل ہوگی الا شرط یہہ ہے کہ مرتہن ثالث کو رہن ثانی کا علم نہو (دیکھو مقدمہ مارش بنام لی در رپورٹ وایٹ صاحب و ٹوڈر صاحب جلد ۱ صفحہ ۶۹۲) - مدعی کسی ایسے تقدیم کا مستدعی نہیں ہے۔

نتیجہ میں جج ماتحت نے ڈگری بحق مدعی واسطے نیلام جلال الدین پور گنوستی وغیرہ کے بابت مبلغ [illegible] مع سود یا جملہ [illegible] کے صادر کی اور بہ نسبت بقیہ اوسکے دعویٰ بمقابلہ جائداد مقبوضہ سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے اوسکا دعوے ڈسمس ہوا تہا۔

بنا راضی اس ڈگری کے عدالت ہذا میں دو اپیل دایر ہوئے ہیں۔ اپیل اول نمبر ۹۸ سنہ ۱۹۰۹ سنجانب سنت لال و موتی لال مدعا علیہم کے ہے اور وقت سماعت کے جو دو امور انکی طرف سے پیش کئے گئے تہے وہ صرف یہہ تہے اول یہہ کہ کوئی مواخذہ از روے تمسک مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۶ بہ نسبت مبلغ [illegible] کے موجود نہیں ہے اور دوم یہہ کہ چونکہ خود مدعی نے مبلغ [illegible] سود واجب از روے تمسک مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۶ کو ادا کر دیا ہے تو وہ پہر اوسکا دعوی نہیں کر سکتا ہے اور یہہ کہ ہر حالت میں اگر کوئی محسوبی اوس نے دربارہ ادائے ۲۰۱ قرضہ کے کی بہی تو چونکہ وہ مختص ہے اور باعتبار تاریخ کے قسط سے پہلے کا ہے وہ ادا اوسکی بابت

منسوب کیجاتی - اپیل مل نمبر ۹ ۱۸۸۳ع منجانب مدعی ہے اور اوسکی ذریعہ سے جج ماتحت کے فیصلہ اور ڈگری پر جو بہ نسبت مبلغ ۸۱ روپیہ اور مبلغ ۱۹۱ روپیہ معہ سود کے ہی اس بنیاد پر اعتراض کیا گیا ہے کہ چونکہ اون رقموں کے ادا ہو جانے سے کفالت ہاے مقدم معدوم ہو گئی ہیں لہذا مدعی کو وہ کفالت مقدم حاصل ہو گئی ہیں اور مستحق ہے کہ اونکو بطور سپر بمقابلہ ذمہ داری مؤخر مدعا علیہ کے استعمال کرے اور یہہ امر غیر اہم ہے کہ کیونکر اور کسکی ذریعہ سے رقوم مذکور ادا ہوئی تہین بشرطیکہ فی الواقعہ ادا ہوئی ہون - لہذا جو بحث اپیل مین ہے اوسکا جواب یہہ ہے کہ صحیح نوعیت اور اثر اون رقوم کے ادا ہونیکا کیا ہے جو مدعی نے بہ نسبت معاوضہ تمسک مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۸۳ع کے ادا کی ہین - بتجویز واقعاتی قلمبند کردہ ذیل جج ماتحت سے اتفاق کرتا ہون کہ مدعی نے اپنی تمسک تعدادی ۔ ہزار کے بابت اپنی طرف سے مبلغ ۱۴ روپیہ بابت زر سود غیر سودی تمسک مذکور کے جمع کر لیا اور اوس نے مبلغ ۸۱ روپیہ پربہودیال کو بابت سود واجب بابت اوسکی تمسک مورخہ ۸ اگست ۱۸۸۲ع کے ادا کیا اور یہہ کہ مشار الیہ نے مبلغ ۱۹۱ روپیہ اصل و سود بابت اونکی تمسک مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۲ع کے ادا کرنا بہی تجویز کیا ہے - تو سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ جسوقت مدعی نے اون رقموں کو ادا کیا تہا اوسوقت اوسکی نیت بہ نسبت اون مواخذجات کے کیا تہی کہ وہ کلیتاً یا جزواً معدوم ہو گئے تہے یا نہین - بمقدمہ ایڈم بنام انجل (لا رپورٹ چنسری ڈویزن جلد ۵ صفحہ ۶۴۴) سر جارج جیسل صاحب نے تحریر فرمایا ہے - کہ محض بوجہ ادا ہو جانے کسی مواخذہ کے فیصلہ اس امر کا نہین ہو جاتا ہے [illegible] یا نہین اگر کسی قابض مین جائداد نے بلا اظہار اپنی کسی نیت کے اوسکو ادا کر دیا ہے تو یہہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اوسکا فایدہ بمقابلہ وراثت کے وہ قایم رکہتا ہے کیونکہ اگرچہ اوس نے اپنی نیت اوس کے زندہ رکہنے کی ظاہر نہین کی ہے تاہم یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ اوسکی نیت اوسکی زندہ رکہنے کی تہی کیونکہ ظاہراً یہہ بات اوسکی فایدہ کی ہے ۔۔۔۔۔ اگر کوئی وجہ اوسکی زندہ رکہنے کی نہین ہے تو بالخصوص کسی مالک کی صورت مین بحالت نہونے اظہار کسی نیت کے انصاف اوس مواخذہ کو معدوم کر دیگا لیکن اگر کوئی وجہ اوسکی زندہ رکہنے کی ہو تو انصاف اوسکو معدوم نکریگا - یہی اصول حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ گوکل داس گوپال داس بنام رام بخش شیو چند (لا رپورٹ جلد ۱۱ - اپیل ہند صفحہ ۱۲۶) مین بیان کیا ہے

اوسمقدمہ مین اوسکا بیان حسب ذیل ہوا ہے بنظر فلیدہ انصاف و عدل وہ ننگ یتی
سے جو سوال ملانیہ مین پوچھتا ہون وہ یہہ ہے کہ فریق ادا کرنیوالے مواخذہ کی نیت کیا
تہی ۔ اوسکو استحقاق تہا کہ اوسکو معدوم کر دیتا اور اوسکو استحقاق تہا کہ اوسکو زندہ
رکہتا ۔ اوسکی نیت کیا تہی ۔ اگر کوئی شہادت صریحی اوسکی نہین ہے تو کونسی نیت اوسکی
طرف منسوب کیجا سکتی ہے ۔ عمومی قاعدہ یہہ ہے کہ جس شخص کو دو طریقون مین سے
کسی ایک طریقہ پر عمل کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کیا جاویگا
کہ اوس نے مطابق اپنے فایدہ کے عمل کیا ہے ۔ اسمقدمہ مین بوقت تحریر تمسک مورخہ
۷ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کے راہنان اوسی مہینہ کے ۵ تاریخ کو ایک مواخذہ درمیانی بحق مدعا علیہم
اور پر تینون موضعون کے قایم کر چکے تہے کہ جسمین سے دو موضع بعوض اصل و سود تمسک تعدادی
— ہزار کے مدعی کے پاس رہن ہو چکے تہے ۔ چونکہ رہنامہ موسومہ مدعا علیہم دستاویز رجسٹری
شدہ تہا مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تصور کرنا چاہیے کہ مدعیکو اوسکا علم تہا اور اگر ایسا
ہے تو مدعی کے نسبت ایک فعل حماقت اور ناکردہ کاری کا منسوب کرکے یہہ نتیجہ نکالنا ہی
کہ جب اوسنے راہنون کے نام زر سود — ہزار کے تمسک کا جمع کر لیا اور پر بہو دیال کیجی
سود اور لکھمین چند تیج رام کے اصل و سود ادا کرنیکے لئے راہنون کو روپیہ مہیا کر دیا تو اوسکی
یہہ نیت نہین تہی کہ جو مواخذجات اون دستاویزون کے رو سے ہین اونکو بطور سپر
اپنے فایدہ کے بمقابلہ مواخذہ موخر مدعا علیہم کے زندہ رکہے ۔ بہ نسبت رقم مبلغ مالہ
سود تمسک تعدادی — ہزار جسکا مواخذہ دو موضعون پر تہا اوس صورت مین وہ
اپنے دعوے سے جسکے نسبت اوس نے مواخذہ مقدم ادا کر دیا تہا بحق مدعا علیہم دست بردار
ہوتا تہا اور اسطرح پر اوس نے اپنی حقوق کو بمقابلہ حقوق مواخذہ دار مابعد کے معرض التوا
مین ڈال دیا ہے ۔ مین یہہ اعتبار نہین کرتا ہون کہ مدعی اپنے فایدہ سے ایسا مطلق
بے پرواہ ہے ۔ مین خیال کرتا ہون کہ مبلغ مالہ کو بمقابلہ مدعا علیہم کے بطور قرضہ موجودہ
بحق مدعی تصور کرنا چاہیے اور دونو موضع اوسمین ماخوذ ہین ۔ بہ نسبت رقم جو بہو
دیال کو ادا کیا گیا ہے معاملہ مختلف بنیاد پر قایم ہے ۔ وہ رقم زر سود غیر سودی کے ایفا
مین صرف ہوئی ہے جو بابت مواخذہ سنہ ۱۸۸۰ء کے واجب تہا کہ جسکا پر بہو دیال مرتہن ہے
مجہے شک ہے کہ آیا اصول قرار دادہ حکام عالیمقام پریوی کونسل جسکا مین اوپر ذکر کر چکا

ہون ان واقعات سے متعلق ہے یا یون کہین کہ وہ ایک ہی مواخذہ مین دوسرا مواخذہ پیدا کرنے پر یا شاید مین اس سے زیادہ ٹہیک طور پر اپنی راے ظاہر کرون کہ از روی رہن واحد کے مواخذہ ثانی پیدا کرنے پر حاوی ہے یا نہین۔ بہ لسنبت اس امر کی تسلیم کے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مدعی نے کوئی ایسا استحقاق حاصل نہین کیا ہے کہ موضع خالصہ کے نیلام کرا پانیکا دعوے کر سکے۔ بہ لسنبت رقم ؏؏ کے جو بہیم حین رام کے تمسکون کے انفکاک و بیباقی کامل مین ادا کیا گیا ہے مین سمجہتا ہون کہ اصول متعلق ہے اور مدعی کے لسنبت یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ اوس نے وہ عمل کیا ہے جو اوسکے بہترین عمل تہا۔ میرے ذہن مین یہہ امر ناقابل اعتبار ہے کہ اوس نے ایسی رقم گیرشدہ کی اون دو موضعون کو جنپر اوسکو مواخذہ پہلے سے حاصل تہا اوس مواخذہ مزید سے کرا پانیکے لئے ادا کیا۔ اسطرحپر کہ وہ مواخذہ اخیر کلتیاً بدین نتیجہ معدوم ہوجاوے کہ درمیانی مدعاعلیہم کو بمقابلہ اوسکی بقدر اوس روپیہ کے جو اسطرحپر ادا ہوا ہے تقدیم حاصل ہوجاوے۔ بدینوجوہ میری یہہ راے ہے کہ مدعی مستحق پانے ڈگری نیلام بہ لسنبت رقم ؏؏ معہ سود بمقابلہ موضع جلال الدین پور گنوری وسروہ اور بہ نسبت مبلغ ؏؏ کہ وہ مستحق بمقابلہ اون دو ٹکڑون موضع خالصہ کے ہے۔ اگر مدعاعلیہم کے لسنبت کسی سختی کا ایما ہو تو مین یہہ اور تحریر کرتا ہون کہ جب اونہون نے اپنی ڈگری کی علت ان جایدادون کو خرید کیا تہا تو اونکو مدعی کے اس دعوے سے علم تہا جو اوس نے اس نالش مین ظاہر کیا ہے۔ مین اپیل نمبر ۸ ۱۸۸۹ع کو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔ مین اپیل اول نمبر ۹ ۱۸۸۹ع کو ڈگری اور ڈگری عدالت ماتحت کو بدین حکم ترمیم کرتا ہون کہ لشمول اوس دادرسی کے جو از روے ڈگری مذکور عطا ہوی ہے مدعی بذریعہ ہمارے ڈگری کے مستحق اون دادرسیون کا قرار پاویگا جو مین نے اوپر بیان کی ہین۔ نامبردہ خرچہ ہر دو عدالت کا رسدی بقدر اپنی کامیابی پاویگا۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین اپنے بہای اسٹریٹ صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع سہارنپور — اپیل دوم نمبر ۱۳۸ ۱۸۸۹ع — منفصلہ ۱۳ مارچ

قبول سنگہ وبیک کس دیگر بنام سانول داس وبیک کس دیگر

اجرائے ڈگری۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۳۰ و ۲۴۴۔ درخواست

اجرا کا حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے خارج ہونا لیکن قرقی کا بحال رکہا جانا۔

ایک درخواست اجرای ڈگری حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے خارج ہوگئی تہی لیکن عدالت نے وقت خارج کرنے درخواست مذکور کے یہہ حکم دیا تہا کہ جو قرقی ڈگریدار نے جایداد مدیون ڈگری پر حاصل کی ہے وہ بدستور قائم رہیگی۔ حکم مذکورہ بالا کا نتیجہ یہ ہے کہ جب تک بعد ڈگریدار نے حسب اجرای ڈگری کی ... ہوتی ... سے احکام دفعات ۲۷۳ و ۲۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی حسب صاحبہ ... مجموعہ مذکور کے ... درخواست اجرا ممنوع السماعت ہے۔ راد ہاچرن بنام مان سنگ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۹ کی تقلید ہوی۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین بوسط درج ہین

عبدالمجید منجانب اپیلانٹان۔ سندر لال منجانب رسپانڈنٹان۔

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

۶ مارچ ۱۸۸۵ء کو ڈگریداران رسپانڈنٹان نے ڈگری بابت مبلغ ... روپیہ معہ خرچہ بنام مدیونان اپیلانٹان کے حاصل کی تہی۔

ڈگری مذکور محض زر نقدی کی ڈگری تہی اور اوسکے اجرا کی اول درخواست ۵ دسمبر ۱۸۸۶ء کو ہوی تہی کہ جو ۲۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو خارج ہوی تہی۔

دوسری درخواست اجرای یکم اگست ۱۸۸۷ء کو ہوی تہی اور وہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو خارج ہوی تہی۔

تیسری درخواست اجرای ۱۱ نومبر ۱۸۸۸ء ہوی تہی اور بذریعہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۹ء کو طے ہوی تہی اوس تاریخ کو دو حکم ذیل جج ماتحت نے صادر کیے تہے ایک حکم حسب مضمون ذیل تہا۔

آج محمد عبدالسبحان وکیل ڈگریداران نے بیان کیا کہ بالفعل مقدمہ خارج کیا جاوے ڈگریداران سے دریافت کرکے پہر درخواست کیجاویگی حکم ہوا کہ بتحریر روبکار علیحدہ مقدمہ خارج کیا جاوے۔ ۲۳ فروری ۱۸۸۹ء

علیحدہ روبکار متذکرہ حکم مذکور بعبارت ذیل ہے۔

منجملہ جایداد مقروقہ سابقہ کی حویلی و دوکانات مندرجہ اشتہار درخواست ڈگریداران بہ تعین تاریخ ۱۱ جنوری ۱۸۸۹ء اجرا سے حال مین واسطے نیلام ہوی تہی کہ ڈگریداران معرفت ہردیو داس مختار عام کی قبل پہونچنے امین کے موقع نیلام پر وہ نیلام ملتوی کرادیا تہا

بعد عذر عدم وصول منجانب مدیونان پیش ہوکر بتاریخ ۱۸ فروری ۱۸۸۲ع بعدم ثبوت مین خارج
ہو لیا مگر ڈگریدار نے واسطے سبیل زر مطالبہ کے اجتک کچہہ درخواست نہین کی بلکہ وکیل
ڈگریداران نے خواہش اخراج مقدمہ کی کئے لہذا حکم ہوا کہ مقدمہ بعدم وصول خارج ہوی
حساب زر مطالبہ ذیل مین قایم ہو کر ڈگری بعد درج حالات ضروری وکیل ڈگریداران کو
واپس دیجاوے اور واضح رہے کہ یہہ قرقی جایداد چہہ مہینہ سے زیادہ قایم نرہیگی فقط
اور چہہ مہینہ تک اپنی واپسی کا جو صرف نہین ہوی ڈگریداران کو امید تہا
پس یہہ حکم بہ تعلق فیصلہ مقدمہ کے ایک ضروری حکم ہے اور بلا خیال کرنے اس
امر کے کہ اوسکا کل انگریزی مین ترجمہ کرنا ضروری ہے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ صاف ظاہر
ہے کہ اخیر درخواست اجرا کی یعنے درخواست مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۸۱ع کے جج ماتحت نے حسب
درخواست صریحی وکیل ڈگریدار کے خارج کی تہی۔

دوسرا امر جسپر مین ابہی اینده بشمول اس حکم کے غور کرونگا یہہ ہے کہ اوسکے رو سے
یہہ حکم ہوا تہا کہ حسب درخواست وکیل ڈگریدار کے مقدمہ خارج کیا جاوے حکم مذکور مین
یہانتک بیان ہوا ہے کہ قرقی بذریعہ اوس ڈگری کے دوسری چہہ مہینہ تک قایم رہیگی

یہہ مقدمہ ۶ ستمبر ۱۸۸۵ع کو شروع ہوا تہا جب ڈگریدار معہ اس درخواست اجراء ڈگری
مورخہ ۲ مارچ ۱۸۸۵ع کے ایا تہا۔ اس عذرخواست پر مدیونان ڈگری اپیلانٹان نے دراصل
اس بنیاد پر اعتراض کیا تہا کہ بوجہ دست برداری درخواست اجراء ڈگری مین ماقبل درخواست
ہذا کے جیسا کہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۲ع سے ظاہر ہے یہہ درخواست مقبول ہونا ممنوع ہے

لیکن اس اعتراض کو عدالت مرافعہ اولی نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ع
کے نامنظور کیا تہا کہ جس حکم کو ضلع جج نے بصیغہ اپیل ۹ مارچ ۱۸۸۶ع کو بحال رکہا تہا

بنا راضی اس حکم اخیر کے یہہ اپیل دوم پیش ہوا ہے اور مسٹر سندر لال نے منجانب
رسپانڈنٹان کے ایک عذر ابتدائی اسمضمون سے پیش کیا ہے کہ بنا راضی حکم عدالت مرافعہ
اولی مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ع کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل نہین ہوسکتا تہا اور
اسلئے عدالت ہذا مین اپیل دوم کا حق نہین ہے لہذا بلا تجویز مزید متعلقہ اپیل ہذا کے
مجہے اپیل ڈسمس کردینا چاہیئے۔

مینے مسٹر عبد المجید سے منجانب اپیلانٹ کے اس عذر ابتدائی کے جواب کا پوچہنا

ضروری نہین سمجہتا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ بالکل غیر صحیح ہے - کارروایات موجودہ مسل سے ثابت ہے کہ امور نزاعی مابین فریقین ڈگری کے جنکا تصفیہ بذریعہ حکم عدالت طرف اولی مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۸۸۸ء کے ہوا تہا ایسا تہا جو ایسے امور نزاعی کے زمرہ مین داخل ہے جنکا مقصود اور دوسرے ضمن (ج) دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ ہے کہ بلحاظ تصفیہ صیغہ اجراے ڈگری مین کیجاوین نہ بذریعہ تقویت احکام صریحی دفعہ ۲ مجموعہ کے ایسے تصفیہ جات ڈگری ہین جو تابع ایسے قواعد اپیل کے ہین جو مجموعہ مذکور مین محکوم ہین - لہذا مجہے صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت مین اپیل ہو سکتا تہا -

عذر ابتدائی کو نامنظور کرنیکے بعد یہہ بحث باقی رہتی ہے کہ آیا باعتبار اون واقعات کے جو عدالت اپیل ماتحت نے ثابت تجویز کئے ہین احکام عدالتہاے ماتحت کے قانوناً صحیح ہین یا نہین - اس امر پر غور کرنے مین مسٹر سندر لال نے مجہسے استدعا کی ہے کہ اسمقدمہ مین اور فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲) سے فرق کرنا چاہیے اور جس وجہ پر ذیعلم وکیل نے اصرار کیا ہے وہ یہہ ہے کہ اس مقدمہ مین جب حکم ۲۳ فروری ۱۸۸۸ء جج ماتحت نے مشعر اخراج مقدمہ صادر کیا تہا ذیعلم جج ماتحت نے یہانتک حکم دیا تہا کہ قرقی چہہ مہینہ تک قایم رہیگی - اسمقدمہ مین اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ اوس حکم کا کیا اثر ہے کیونکہ بطور امر واقعہ کے حکم مذکور مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۸ء ہے اور چہہ مہینہ واسطے بحالی قرقی کے منظور ہوی تہی وہ قبل درخواست اجراے ڈگری ہذا کے جو ۲۰ دسمبر ۱۸۸۸ء کو داخل ہوی تہی گذر گئے ہین -

پس بحث دراصل سادہ ہے یعنے یہہ کہ آیا فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲) اسمقدمہ پر حاوی ہے یا نہین جو واقعات عدالت اپیل ماتحت نے بہ نسبت حکم مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۸۸ء کے ثابت تجویز کئے ہین وہ حسب ذیل ہین

تب وکیل ڈگریدار نے یہہ درخواست کی تہی کہ درخواست بالفعل خارج کر دیجاوے

بعدہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اپنی راے قانونی حسب ذیل ظاہر کی ہے -

بدرجہ غایت مجہے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہہ درخواست صریحاً نہ نامنظور ہوی اور نہ منظور ہوی تو یہہ تصور کرنا چاہیے کہ مقدمہ باختیار پہر درخواست کرنیکے خارج ہوا تہا اور دفعہ ۲۳۰ متعلق ہے درخواست مورخہ یکم اگست ۱۸۸۹ء باضابطہ تہی لہذا درخواست حال مین المیعاد ہے -

پس مجھے یہہ تعبیر قانون کی غلط معلوم ہوتی ہے۔ میرے ذہن مین کچھ شبہہ نہین ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ مادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) حالات مقدمہ حال سے متعلق ہے۔ جیسا کہ مین اوس فیصلہ کے اصول کو سمجھتا ہون وہ یہہ ہے کہ ڈگریون کے اجرا کی تدبیر مثل بعض نالش مقدمات نمبری لغرض حصول چارہ کار کے دیدہ و دانستہ ہونی چاہیے اور بمستعدی اوسکی پیروی ہونی چاہیے اور حسب اقتضاے قانون کے اونکی پیروی لغرض حصول دادرسی عدالت ہاے انصاف سے ہونی چاہیے اور جب درخواستین اجراے ڈگری کی باضابطہ داخل ہو جاوین اور بعد داخل ہو جانے اون درخواستون کے ڈگری دار اوسعدالتین مین کوا استدعا مندرجہ سوال کو طے کرنا پڑتا ہے۔ بدین استدعا اوسکے کہ مقدمہ خارج کر دیا جاوے اور اوسیوقت عدالت سے اجازت صریحی اوس درخواست کے تجدید کرنے یا درخواست جدید اوس مطالبہ اور اوسی انجام کی حاصل نکرے تو درخواست ثانی اجرا کی ممنوع ہوگی نہ بوجہ کسی قاعدہ امر تجویز شدہ کے بلکہ بوجہ اصول مندرجہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جسکے ساتھہ دفعہ ۳۷۳ اوسی ایکٹ کا پڑھنا چاہیے ممنوع ہوگی۔

یہہ بات مزور وکیل ڈگری دار کی درخواست صریحی پر ہوئی تھی کہ ذیلیمنٹ جج ماتحت سے درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۱۱ نومبر ۱۸۸۳ء کو خارج کیا تھا اور حکم اصلی مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۴ء محولہ بالا مین کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ وکیل ڈگری دار نے استدعا کسی ایسے اجازت کے کی تھی کہ اوسکو درخواست اجراے ڈگری جدید داخل کرنیکی بارہ مین دیجاوے اور نہ کوئی ایسی اجازت دیگئی تھی۔

بدینوجوہ مین تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ مادہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۹۲) اس مقدمہ پر حاوی ہے اور حکم مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۴ء مانع درخواست اجراے ڈگری حال ہے لہذا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ ہر دو عدالت ہاے ماتحت کا سدوائی اجراے ڈگری کے منظور کرنے مین غلطی کی ہے۔

بدینوجوہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے حکم دیتا ہون کہ درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۸۴ء کل عدالتون مین مع خرچہ ڈسمس متصور ہو۔

ضلع گورکہپور — اپیل اول نمبر ۱۹۹ ۱۸۸۵ء — منفصلہ ۲۴ اپریل

صفحہ ۳۴۶ انگریزی

ستہرا داس وغیرہ مکیس و دیگر بنام سہوانی غلام پال

رہنامہ ۔ سود مابعد تاریخ وجوب کا ۔ اقرار ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۹ اور ضمیمہ نمبر ۱۱۶

مدعا علیہ نے مدعیان کے نام ایک رہننامہ ۲۴ فروری ۱۸۷۲ء کو لکھدیا تھا۔ رہننامہ

میں یہہ شرط تھی کہ اصل معہ سود بشرح ۸ ماہواری تاریخ تحریر سے اخیر سال میں ادا ہونا رہیگا۔

سود مابعد تاریخ وجوب کے ادا کرنیکی شرط رہننامہ میں نہین تھی۔ زر مذکور تاریخ وجوب پر ادا نہین

ہوا تھا۔ مدعیان نے ۱۸ جون ۱۸۸۰ء کو نالش دلاپانے زر اصل واجب الادا سے تمسک مذکور

معہ سود بشرح مشرحہ تمسک مذکور تا تاریخ نالش کے کی ہے۔ اونہوں نے خطوط جو سلسلہ بجانب

اور موجب اختیار مدعا علیہ کے لکھے گئے تھے پیش کئے ہیں کہ جو حسب بیان انکے منزلہ اقرارات

ذمہ واری مدعا علیہ ادائے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہیں۔ لیکن یہہ صاف ظاہر نہیں

ہوتا ہے کہ خطوط مذکورہ متعلق کسی معاہدہ ادائے سود مابعد تاریخ وجوب کے ہین یا اونسے کوئی ایسا

معاہدہ موضوع ہوتا ہے۔ مدعیان نے کوشش کی کہ خود اپنے خطوط کے یادیں شہادت ثانوی

اپنے خطوط کے مضامین کے پیش کی جنکے جوابات مین وہ خطوط تھے جو پیش کئے گئے تھے۔

تجویز ہوئی کہ اگرچہ خطوط پیش کردہ مدعیان کی نسبت یہہ تصور ہو سکتا ہے کہ مدعا علیہ

پر واجب التعمیل ہیں تاہم خطوط مذکورہ سے کوئی اقرار مدعا علیہ کی دربارہ ادائے سود تاریخ مابعد

وجوب کے پیدا نہین ہوتی ہے اور اگر ایسے سود کا دعوےٰ بطریق خسارہ کے کیا گیا ہے تو دعوےٰ

مذکور خارج المیعاد ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاملن ولشمبر بابت مہدی حسن بنام پیلاتان۔ کاشی پرشاد وکیل بابو پرشاد وکیل سیاہ ندہ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق اوس نالش کے ہے جو

مدعیان پیلاتان نے برنبا رہننامہ مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۷۲ء کے دائر کی تھی۔ معاوضہ اوس

تمسک کا قرضہ سابق تعدادی الہ ۔۔ اور قرضہ حال تعدادی ۔۔ جسکے مجموعی تعداد ۔۔

ہے مرکب ہوا ہے۔ جس معاد کیواسطے تمسک مذکور لکھا گیا تھا وہ ایک سال ہے اور جائداد

غیر منقولہ بطریق اطمینان کے مکفول کی تھی اور بحالت نادہندی کے اختیار نیلام کا دیا تھا۔ شرح

سود شرط تمسک مذکور ۔۔ فیصدی سالانہ اور کثیر زاید ہے اور تمسک مذکورہ ۱۷ فروری

۱۸۷۳ء کو واجب الادا ہو گیا تھا۔ تاریخ وجوب پر وہ ادا نہین کیا گیا تھا۔ یہہ نالش ۱۹

جون ۱۸۸۰ء کو دائر ہوئی تھی اور اوسکے ذریعہ سے مدعیان استدعا دلاپانے مبلغ ۔۔ اصل معہ

سود ابتدائی ۱۷ فروری ۱۸۷۲ء لغایت تاریخ ارجاع نالش بشرح متذکرہ تمسک تعدادی ۔۔

یا جملہ حق مطالبہ صاحب کی اہن مدعا علیہ اور جایداد مرہونہ سے کرتے ہین - مدعا علیہ نے اپنی ذمہ داری تمسک بہ نسبت زر اصل بابتہ سود بشرح متذکرہ تمسک اوس تاریخ تک کہ جس تاریخ کو وہ واجب الادا ہوا تھا انکار نہین کیا لیکن اوس نے دعوے مدعی جو بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب کے ہی اس بنا پر اعتراض کیا ہے کہ تمسک مین کوئی معاہدہ بہ نسبت سود مذکور کے نہین ہے - ذیلی جج ماتحت نے جنکی ڈگری کی ناراضی سے یہہ اپیل ہمارے روبرو پیش ہوا ہی ڈگری بحق مدعی بابت زر اصل واجب زر تمسک معہ سود ایک سال لغایت ادائی تمسک کے صادر کی اور مستدعا الیہ نے بقیہ دعوے ڈسمس کیا

مدعیان نے اپیل کیا ہے اور اونکا اپیل دو امور پر محدود ہے اول بہ نسبت اوس طریقہ کے کہ جسمین ذیلی جج ماتحت نے تمسک کی تعبیر کی ہے اور ثانیاً بہ نسبت بحث سود مابعد تاریخ وجوب کے - بالفاظ دیگر اپیل مین ہمارے روبرو صرف دو امور تنقیح طلب ہین یعنی یہہ کہ آیا مضامین رہنامہ مورخہ ۷ ارفروری ۱۸۸۸ء مین کوئی شرط بابت سود بعد انقضاے ایک سال تاریخ وجوب تمسک کے ہے یا نہین اور آیا بہ نسبت سود مابعد تاریخ وجوب بطور خسارہ کے ممانعت میعاد سماعت مد ۱۱۶ - ایکٹ ۵ ۱۸۷۱ء کے کسی اقرار یا اقرارات از قسم متذکرہ دفعہ ۱۹ - ایکٹ متذکرہ اخیر سے محفوظ ہے یا نہین

ان دو امور مین سے اول امر کے نسبت مجھے کوئی موقع شبہہ کا بہ نسبت عبارت دستاویز رہن کے جو صاف ہی نہین معلوم ہوتا ہے عبارت مذکور حسب ذیل ہے -

مین بلا کسی عذر کے زر مذکور تمام و کمال اصل اور سود بشرح ۱ فیصدی ماہانہ اندر ایک سال کے ادا کر دونگا - اگر مین اندر میعاد معہودہ کے زر مذکور کے ادا کرنے مین قاصر رہون تو مہاجنان مذکور مجاز وصول کرنے زر مذکور کے ہونگے وغیرہ . . . . .

مجھے کوئی فرق ایسا نظر نہین آتا ہے کہ جو مقدمہ حال اور مقدمہ سری نواس رام پانڈے بنام اودے نراین مصر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۸۳) مین نکالا جا سکے اور چونکہ فیصلہ مذکور شدہ اوس مقدمہ کا بعد سماعت پنڈت بشمبر ناتھہ منجانب مدعیان اپیلانٹان بہ نسبت امر اول مقدمہ ہذا کے صادر کیا گیا تھا لہذا جو وجوہ ہمنے اوس فیصلہ سے متعلق کئے تھے وہ اس اپیل سے متعلق ہین اور جو تحریرات ہمنے اوس مقدمہ مین کی تھین اونکے اس موقع پر دوبارہ تحریر کرنیکی ضرورت نہین ہے - مجھے اطمینان ہے کہ باعتبار عبارت دستاویز مورخہ ۷ ارفروری ۱۸۸۸ء کے کوئی معاہدہ ادا کرنے سود تاریخ مابعد وجوب کے ادا کرنیکا نہین تھا اور صرف جس بنیاد پر مدعیان اوس نقصان سے نجات پا سکتے ہین جو اونکو بوجہ تاریخ وجوب زر رہن کے نہ ادا ہونیسے عاید ہوا ہی وہ بطریق خسارہ کے ہی کہ جسکے نالش کے لئے میعاد سماعت از روے مد ۱۱۶

ضمیمہ اول ایکٹ میعاد سماعت کے مقرر ہی چونکہ کیفیت یہہ ہے تو ہمکو جس امر پر غور کرنا ہی وہ یہہ ہے کہ آیا وہ میعاد سماعت
اونکی کسی خسارہ کے پانے مین سد راہ ہی یا نہین ۔ تاریخ وجوب رہنامہ مناط نالش کی ۱۷ فروری ۱۸۸۱ء ہی
اور نالش ۹ جون ۱۸۸۸ء کو دایر ہوئی تھی جو سات سال اور کوئی تین یا چار مہینے بعد اوس تاریخ کے ہی کہ جب
روپیہ دستاویز رہنامہ مذکور کا واجب الادا ہوا تھا ۔ لیکن منجانب اپیلانٹ کے یہہ کہا جاتا ہے کہ مسل مین پانچ
دستاویزین ایسی موجود ہین کہ خواہ کل مجموعی طور پر یا فی نفسہ تصور کیجاوین بمنزلہ اقرار یا اقرارات حسب منشاء
دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد سماعت کے ہین اور اوس طور پر دعوے خسارہ کا میعاد سے محفوظ ہوجاتا ہی ۔ ان دستاویزون سے
اول دستاویز نمبری ۴۳ مندرجہ پیپر بک اور مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۸ء ہے ۔ وہ ہندی مین لکہی ہوئی
ہے اور مین سمجہتا ہون کہ وہ خود مدعا علیہ کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی ہی ۔ وہ حسب منشاء انگریزی لفظ مذکور کے
دستخطی نہین ہین یعنے دستخط کاتب کا ذیل مین خط مذکور کے ظاہر نہین ہوتا ہے اور نہ طریقہ مشرقی مین
پیشانی پر دستخط ہین لیکن جس لفافہ مین وہ بہیجا گیا تہا اوس سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہی ۔ اس پر یہہ لکہا ہے
خط منجانب راجہ ٹہاکر بنام بابو چہیدی لال یہی تحریرات دستاویز نمبری ۳۵ سے متعلق ہین کہ وہ بہی ہندی
مین لکہی ہوئی ہے اور تین اور خطوط نمبری ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ سے متعلق ہی جو اردو مین لکہے ہوے ہین ۔ بسبب
انکے لفافون پر یہہ بہی لکہا ہوا ہے کہ وہ راجہ بہوانی پال کیطرف سے بابو چہیدی لال کے پاس آئی ہین ۔
علاوہ برین مدعا علیہ نے بذریعہ سوال مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۸۸ء مدخلہ عدالت جج ماتحت کے یہہ تسلیم کیا ہی کہ ہر ایک
اور کل اون خطوط مین سے اوسیکی پاس سے آئے ہین اور بلا شبہہ مین اوس پر تنگ تعبیر قایم کرنیکو آمادہ نہین ہون
جو اوسمین بیان ہوا ہی بلکہ مین یہہ تجویز کرونگا کہ اوس سے یہہ مراد ہی کہ عام اس سے کہ خطوط مذکور خود اوسکی ہاتہہ
کی لکہے ہوے ہین یا نہین یا اوسکی دستخطی ہین یا نہین خطوط مذکور اوسکی ہدایات اور اختیار سے لکہے گئے تہے ۔
بالفاظ دیگر مین خیال کرتا ہون کہ جو اونکی وقعت ہو سو ہو مدعا علیہ کو پابند اون پانچون خطوط کا قرار
پانا چاہیئے ۔ اس راے کو قایم کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین بہت آزادانہ تعبیر فیصلہ مقدمہ
متہرا داس بنام بابو لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۸۳) پر قایم کرونگا جسکا اصول مین
اسمقدمہ مین اختیار کرتا ہون ۔ لیکن اوسکے بعد بہت ضروری بحث پیش آتی ہی ۔ کہ آیا یہہ خطوط بالانفراد یا
بالاجمال اقرار یا اقرارات کی حد تک نہ محض بہ نسبت قرضہ واز روے تمسک مورخہ ۱۷ فروری ۱۸۸۱ء بابت
اصل و سود تا تاریخ وجوب بلکہ سود ما بعد تاریخ وجوب کے نسبت بہی پہونچتی ہین یا نہین کہ جو سود حسب تذکرہ بالا صرف بطور
خسارہ کے دلایا جاسکتا ہی اور نہ بذریعہ کسی معاہدہ مشمولہ رہنامہ کے دلایا جاسکتا ہی لیکن مجہے معلوم ہوتا ہی کہ اگر
مدعیان چاہتے کہ ہم تعبیر ان خطوط کی مفید اونکے کرین اور بطور اقرار ذمہ داری منجانب مدعا علیہ در بارہ ادا اونکے سود

مابعد تاریخ وجوب کے تصور کرین تو بدرجہ اقل وہ خطوط نوشتہ اپنی موسومہ مدعاعلیہ کے کہ جسکا ذکر اوس نے اپنی جوابات مین کیا ہی پیش کرا دینگی تدابیر کرتے مثلا ایسی امداد کے یہہ سمجھنا مشکل ہے مثلاً اس فقرہ کے معنی سمجھنا مشکل ہے جو خط نمبری ا ر ۳ مین پایا جاتا ہے تمہاری ہدایات کے بموجب دستاویز لکھدینگے اور دینگے اور دستاویز سر نو تبدیل کر دینگے۔ جہان تک مین دیکھہ سکتا ہون جس دستاویز کا اسموقع پر ذکر ہوا ہی وہ بجز اوس عام دستاویز کے اور کوئی نہین ہے جسکی میعاد گذر گئی ہے۔ لیکن دربارہ تعبیر کرنے خط نمبر ۴۴ ۳ کے یہہ کہا جاتا ہے کہ اس عبارت بہ نسبت سود کی جسکی بارہ مین ہم تمکو لکھتے ہین لفظ سود سے نہ صرف بالضرور اوس سود کی مراد لینا چاہئے جو بابت زمانہ مابین ۱۷ فروری ۱۸۹۸ء اور ۱۷ فروری ۱۹۰۱ء کے واجب تہا بلکہ بابت زمانہ ابتدا سے تاریخ اخیر لغایت تاریخ تحریر خط نوشتہ کے جسکے پہونچنے کا اوسمین ذکر ہے مراد لینا چاہئے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خطوط محولہ بالا مین سے کسیکی یا خط نمبر ۵ ر ۳ کی جو اخیر تاریخ کا ہے ایسی تعبیر قایم کرنیکے لئے کہ وہ متعلق سود مابعد تاریخ وجوب اور نیز سود متعلقہ معاہدہ تمسک سے ہین نہین چاہئے کہ اوس خط یا اون خطوط کو اپنی روبرو پیش کرا دین جو مدعیان نے مدعاعلیہ کے نام لکہے تہے یا اگر وہ اونکو پیش نکرتا تو شہادت منقولی اونکی مضامین کی اس امر منفصل کرنیکے لئے ہونی چاہئے تہی کہ سود مابعد تاریخ وجوب کا مطالبہ کیا گیا تہا اور مدعاعلیہ کو معلوم تہا کہ وہ مدعیان کو واجب یا فتنی ہے۔ عبارت دفعہ ۱۹ ایکٹ میعاد سماعت پر لحاظ کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین کسیطرح ایسے نتیجے کے نکالنیکا یا یہہ تجویز کرنیکا مستحق ہون کہ خطوط مذکور مین ایسا مواد پایا جاتا ہے کہ جس سے مدعاعلیہ کی ذمہ داری کا اقرار بابت ادا کرنے سود بالائے قرضہ تمسکی بعد تاریخ وجوب تمسک مذکور کے قایم ہوسکیگا گو مین یہہ نتیجہ بہت تامل اور تردد کے ساتہہ اخذ کرتا ہون۔

بدینوجوہ میری یہہ رائے ہے کہ جج ماتحت کی رائے صحیح ہے اور اونکی تعبیر بہ نسبت خطوط کے مناسب ہے۔ مجھے پہر یہ کہنا چاہئے کہ یہہ امر بلا افسوس کے نہین ہے کہ مین نے ان دستاویزوں کی نسبت یہہ تعبیر قایم کی ہے۔ مدعاعلیہ مدعی کا روپیہ بہت عرصہ دراز تک استعمال کرتا رہا ہے اور شرح سود مندرجہ تمسک غیر معقول نہین ہے۔ کہ جسکو مین بجز بوجہ وقت میعاد سماعت کے بنیاد معقول واسطے تخفیف کرنے خسارہ کے تجویز کرنے مین تردد نکرتا۔

اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے لیکن بہ نسبت خرچہ کے ہم کچھہ حکم نہین دیتے ہین۔

صفحہ ۲۰۴ ۱۳ انگریزی

ضلع مین پوری اپیل اول نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۹۰ع منفصلہ ۹ اپریل

ٹیک ناتھہ بنام پیتمبر داس وغیرہم

رہن - ڈگری بمقابلہ ذات و دیگر جایداد مدیونان ڈگری کا سینہ بمقابلہ جایداد مرہونہ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰ -

نالش نفاذ کفالت رہن مین مدعی نے بمقابلہ جایداد مرہونہ وغیرہ اگر جایداد مرہونہ سے ندکافی واسطے بیباقی اوسکے دعوے کے حاصل ہنہو تو دیگر جایداد و ذات مدعاعلیہم کے یعنی دونوں کے مقابلہ مین استدعا کی تہی اور جو ڈگری مدعی نے حاصل کی تہی وہ بموجب استدعا مندرجہ عرضی نالش کے مرتب ہوی تہی یعنے یہہ کہ ڈگری مین صریحاً یہہ حکم تہا کہ اگر جایداد مرہونہ واسطے بیباقی زر ڈگری شدہ حق مدعی کے ندکافی حاصل ہنہو تو دیگر جایداد تینوں مدیونان ڈگری کے اور ذات مدیونان ڈگری کے ذمہ دار ہوگی

تجویز ہوی کہ ڈگری مذکور بمقابلہ ذات و دیگر جایداد اشخاص مندرجہ ڈگری مذکور کے جاری ہوسکتی ہے بلا اسکے کہ ڈگریدار کو ضرورت حاصل کرنے ڈگری جداگانہ حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) کے پیش آوے -

ملر بنام ونگیبری ہے (ازیدۃ النظایر ہفتہ وار نشنہ ۴ صفحہ ۳۰۲) پر حوالہ ہوا -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے -

مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ رسپانڈنٹان کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - یہہ اپیل اول صیغہ اجراے ڈگری کا ہے اور وہ کارروائی اجرا سے متعلق ہے جو بہ نسبت ڈگری مورخہ ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع کے ہے ڈگری مذکور بعبارت ذیل ہے - یہہ ڈگری اور حکم ہوا کہ دعوے مدعی واسطے مبلغ ۱۱۷۲ روپیہ مع خرچہ رسدی اور سود دوران مقدمہ بشرح ۱۲ فیصدی ماہوار بالاے زر اصل اور ابتداے تاریخ امروزہ سے کل پر بنفاذ کفالت و نیلام ۵ بسوہ گدنپور کے ڈگری ہو - اور اگر جایداد مکفولہ کافی ہنہو تو ذات و دیگر جایداد پیتمبر داس و دہنپت راے و جایداد چندن لال ذمہ دار ہوگی اور بقیہ دعوے ڈسمس ہو -

یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ یہہ ڈگری جزواً ایک ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ بنفاذ کفالت رہن کے ہے اور اوسکے روسے یہہ بہی استقرار ہوا ہے کہ جس حال مین جایداد مرہونہ واسطے ادا کرنے قرضہ رہن کے بحالت نیلام ناکافی ہو تو زر بقیہ دیگر جایداد اور ذات

مدیون ڈگری سے قابل الوصول ہوگا۔ وہ ہمشکل مضامین اوس ڈگری کے ہے جو مسٹر بہاری محمود صاحب نے اور خود مین نے اوسمقدمہ مین مرتب کی تھی جسکی رپورٹ زبدۃ النظایر نمبر ۱۶ بابت ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۳۰ مین درج ہے۔

جب کوئی عدالت ڈگری نیلام کی حسب دفعہ ۸۸۔ ایکٹ انتقال جایداد کے صادر کرتی ہے اور مدعی نالش مین اسی دادرسی کی استدعا کیجاتی ہے تو ڈگری مذکور کو صرف نیلام جایداد مکفولہ پر محدود ہونا چاہیے اور صرف اوسی صورت مین یہہ بات ہوتی ہے کہ شرط ما بعد مقصودہ دفعہ ۹۰۔ ایکٹ انتقال جایداد کے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ لیکن اسمقدمہ مین بلحاظ اسکے مندرجہ عرضی نالش کے خود ڈگری مین حکم صریحی اوس امر کا درج تھا کہ اوسکا لتمیل کیا جاویگا جب زر ثمن نیلام جایداد مکفولہ واسطے ادا کرنے قرضہ رہن کے ناکافی ثابت ہوگا۔ جس ڈگری کی ایسی شکل ہے اوسکے ساتھہ اوس عدالت کو جسکا یہہ کام ہے کہ اوسکو جاری کرے یہہ اختیار نہین ہے کہ اوسکی مضامین کے پیچھے نظر کرے اور جب شرط مقدم متذکرہ ڈگری مذکور دربارہ نفاذ ڈگری بمقابلہ ذات و دیگر جایداد مدیون نافذ ہوگی تو عدالت موصوف کو اوس حاکم کا موثر کرنا لازم ہے اور بمقابلہ ذات و دیگر جایداد کے ڈگری کا موثر کرنا لازم ہے یہی غرض تھی اور اسی غرض کے لئے یہہ بات تھی کہ ڈگریدار نے اپنی درخواست مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۳ء داخل کی تھی جو منشاء حکم جج ماتحت ہے اور بنیاد اس اپیل کی ہے۔ منجانب مدیون ڈگری کے یہہ عذر ہوا ہے کہ ڈگریدار دیگر جایداد مدیون ڈگری کو نیلام اور بمقابلہ اوسکے ذات کے کارروائی واسطے غیر مودی بقیہ قرضہ رہن کے بلا حصول ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰۔ ایکٹ انتقال جایداد کے نہین کرا سکتا ہے۔ مین بتلا چکا ہون کہ بنظر مضامین ڈگری کے کسی ایسی ڈگری کی ضرورت نہین ہے۔ لیکن جج ماتحت نے حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ اونکی یہہ راے ہے کہ ڈگریدار کو ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰۔ ایکٹ انتقال جایداد کا حاصل کرنا ضروری ہے اوسکو ڈگری مذکور کے عطا کرنیسے بدینوجہ انکار کیا ہے کہ ایسی ڈگری کا عطا کرنا محض امر اختیار امتیازی کا ہے اور بلحاظ مدیون ڈگری کے اس حجت کے کہ جایداد مرہونہ خریدہ ڈگریدار کل زر رہن واجب سے مالیت مین زیادہ ہے اور بہ ثبوت اس امر واقعہ کے کہ وہ ایک حصہ اندر کل زر واجب ادا کرنیکو آمادہ ہین بشرطیکہ ڈگریدار جایداد کو چھوڑ دے ۔ ۔ ۔ لہذا مین قیاس کرتا ہون کہ ڈگریدار کی اپیل

وہ کل پا چکا جسکے پانیکا وہ انصافاً مستحق تھا۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس اجرائے ڈگری کے کارروائی کے طے کرنیکا یہہ طریق صرف غلط ہی نہین ہے کیونکہ بحث دفعہ ۹۔ ایکٹ انتقال جایداد پر مطلق غور ہی نہین ہوا ہے بلکہ واسطے طے کرنے درخواست صدور ڈگری محکومہ دفعہ ۹۰ کے بہت ناکافی وجہہ ہے ہماری رائے مین حکم جج ماتحت کا قائم نہین رہ سکتا ہے اور اس اپیل کو ڈگری اور حکم جج ماتحت کو منسوخ کرکے ہم یہہ حکم دیتے ہین کہ مسٹر ... الیہ درخواست مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو قائم کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرین اپیلانٹ اپنا خرچہ اس اپیل کا پاویگا۔

ضلع مین پوری — اپیل دوم نمبر ۹۱ سنہ ۱۹۰۵ء — منفصلہ ۱۴ اپریل

گوکل سنگھ بنام ٹیکارام و یک کس دیگر

اجرائے ڈگری — درخواست شخص ثالث بغرض منسوخی دستاویز بنائے ڈگری کے میعاد سماعت — ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعات ۵ و ۱۴۔

یہہ امر کہ ایک شخص ثالث پیروی اوس درخواست کی کر رہا ہے جو واسطے منسوخ کرانے اوس دستاویز کی تھی جسپر ڈگری مبنی تھی حافظ اوس میعاد کا ہوگا جو مقابلہ اوس ڈگری دار کے گذر رہی ہے جس نے اپنی ڈگری کو میعاد معینہ مین جاری کرانے مین غفلت کی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سمین منجانب اپیلانٹ — چھکو لال منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس — اپیلانٹ مقدمہ ہذا کے پاس ڈگری مورخہ ۲۷ نومبر ۱۸۹۵ء کے تھی۔ قبل اسکے کہ وہ کارروائی اجرائی کرے ایک شخص مسمی محرم نے ایک نالش بنام فریقین ڈگری واسطے منسوخ کرانے اوس رہنامہ کے دایر کی جسکے بنا پر وہ ڈگری حاصل ہوئی تھی عدالت مرافع اولی سے نالش محرم کی جزواً کامیاب ہوئی تھی۔ لیکن جو کچھہ کامیابی ہوئی تھی وہ اپیل مین زایل ہوگئی تھی۔ محرم کی نالش کی اخیر فیصلہ کی تاریخ ۹ نومبر ۱۸۹۸ء تھی بعدہ اپیلانٹ نے اپنی درخواست اجرائے ڈگری کی تجدید کی اور عدالت مرافع اولے نے یہہ تجویز کی تھی کہ درخواست بین المیعاد ہے۔ لیکن اپیل مین جج ماتحت نے درخواست اجرائے ڈگری کو اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ وہ خارج المیعاد ہے اب میرے روبرو یہہ بحث ہوتی ہے کہ

درخواست معقول ہے اور مقدمہ سیتارام پارجی بنام نیمبا انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۳ صفحہ ۳۴۰) پر حوالہ بتائید اس بحث کے ہوا ہے۔ جس عذر پر اصرار ہے وہ یہہ ہے کہ بروی اشتہہ کی درخواست اجرا ڈگری تک احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کو جسکی ساتھہ دفعہ ۵ ایکٹ مذکور کا پڑہنا چاہئے عدالت کو وسعت دینا چاہئے کہ جسمین عدالت ہذا درخواست مذکور کو منظور کر سکے۔ لیکن قبل اسکے کہ دفعہ ۱۴ متعلق ہو سکے اپیلانٹ کو یہہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ جو کارروائی مجرمہ نے کی تہی وہ بنا مخاصمت واحد پر مبنی تہی اور پیروی اوسکی بہ نیک نیتی ایسی عدالت مین کیجاتی رہی ہے جو بوجہ نقص اختیار سماعت کے یا اوسی قسم کے دوسری وجہ سے اوسکو ہذیر نہین کر سکتی تہے۔ ذی علم وکیل اپیلانٹ نے بہت مناسب طور پر یہہ منظور کر لیا ہے کہ اونکی مقدمہ مین یہہ اصرار نہین ہو سکتا ہے اور اسلئے اونکا مقدمہ مقدمہ متذکرہ بالا سے مختلف ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ دفعہ ۱۴ اشتہا ہی اس درخواست سے متعلق نہین قرار پا سکتی ہے اور مجھکو بجز اسکے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ اپیل ڈسمس کرون بجائے سماعت اپیل کی ۱۶ اپریل ۱۸۹۰ء کو ہوئی تہی اور اوس روز رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا تہا۔ لہذا مین اپیل ڈسمس کرتا ہون اور بہ نسبت خرچہ کے کچہہ حکم صادر نہین کرتا ہون۔

۱۸۹۰ء نظیر ۱۲۵ ڈگری ہی | ضلع سہارنپور | اپیل اول نمبر ۲۳۸ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۸ مئی

ام فضل بنام رحیم النسا وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۲۴ و ۵۲۵۔ فیصلہ ثالثی۔ بر بنا فیصلہ ثالثی مدخلہ عدالت کے ڈگری کیونکر مرتب ہونا چاہئے۔ اپیل۔

جب حسب محکومہ دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فیصلہ ثالثی عدالت مین داخل ہوجاوے تو فیصلہ اور ڈگری کی بنا اوسکی بالخصوص بعبارت فیصلہ ثالثی مذکور کے مرتب ہونا چاہئے۔ اگر اوسکی ڈگری کے محض بعبارت عام دعوے ایک یا دوسرے فریق کا ڈگری کیا گیا ہے تو یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ ڈگری مذکور مطابق فیصلہ ثالثی کے ہے اور اگر مطابق فیصلہ کے نہین ہے تو اس ڈگری کی نالشی اپیل ہو سکیگا

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سندر لال و مالکمسن منجانب اپیلانٹ۔ رام پرشاد و غلام مجتبیٰ و محمود بخش منجانب رسپانڈنٹان

۱۲ ۱۲۶۴

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ۔ چند شخصون نے اقرارنامہ ثالثی لکھدیا تھا اور اوس اقرارنامہ کی رو سے جو ثالث مقرر ہوا تھا اوس نے اپنا فیصلہ ثالثی صادر کیا تھا مسماۃ رحیم النسا نے بذریعہ اشتہار اس غرض سے فیصلہ ثالثی مذکور عدالت جج ماتحت سہارنپور مین درخواست کی کہ فیصلہ ثالثی مذکور عدالت مین داخل کرایا جاوے ۔ درخواست مذکور حسب دفعہ ۵۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے گذری تھی درخواست مذکور مین اوس نے یہہ بھی استدعا کی تھی کہ بموجب فیصلہ ثالثی کے اوسکے حق مین ڈگری بنام مدعا علیہم جو نالش مین فریق ثانی تھے صادر کیجاوے ۔ ۱۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت نے فیصلہ صادر کیا اور ڈگری مرتب کی ۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک ادخال فیصلہ ثالثی کو تعلق ہے وہ معقول حکم ہے لیکن اوسپر ہمین غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ بنا برضامندی حکم متذکر ادخال فیصلہ ثالثی مذکور کے کوئی اپیل نہین ہے ۔ جہانتک ڈگری مذکور ایک ڈگری محکومہ دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معلوم ہوتی ہے وہ قابل اپیل ہے بشرطیکہ وہ فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہو یا مطابق فیصلہ ثالثی مذکور کے نہو ۔ ڈگری مذکور ذیل

ہے یہہ ڈگری ہوکر حکم ہوا کہ دعوی مدعیہ معہ خرچہ ڈگری ہو خرچہ جو مدعا علیہم کو عاید ہوا ہے اوسکے وہ خود متحمل ہونگے بجز ظہور محمد مدعا علیہ کے کہ جو اپنا خرچہ مدعیان سے پاویگا ۔ مدعیہ اپنا کل خرچہ مسماۃ ام فضل مدعا علیہا سے پاویگی ۔ بقیہ مدعا علیہم خرچہ مدعیہ سے بری کیجاتی ہین ۔

یہہ وہ ڈگری نہین ہے جسکا مقصود از روئے دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے ۔ اوس قسم کے ڈگری سے جو عام عبارت مین ہوتی ہے دفعہ مذکور منشا ہے یہہ ہے کہ جب کوئی جج بموجب دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فیصلہ اور ڈگری صادر کرنیمین مصروف ہو تو اوسکو فیصلہ مطابق فیصلہ ثالثی کے صادر کرنا چاہیے یعنی یہہ کہ اوسکو فیصلہ مین اپنی تعبیر جو نسبت اوس فیصلہ ثالثی کے بابت حقوق و فواید فریقین کے ہو بیان کرنا چاہیے ۔ مثلاً اوسکو یہہ کہنا چاہیے کہ مدعی مستحق موضع الف کا ہے اور مدعا علیہ مستحق موضع ب کا ہے اور اسطرحپر اور یہہ فیصلہ صادر کرنیکے بعد ڈگری بموجب اوس فیصلہ کے مرتب کیا جانا چاہیے یعنی یہہ کہ اوس ڈگری کی رو سے تجویز حقوق مختص فریقین کے ہونا چاہیے اور نہ یہہ کہ دعوی مدعیہ کا عبارت عام مین ڈگری کیا جاوے جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے ۔ جبکہ ڈگری برینا فیصلہ کے اسطرحپر مرتب ہو جاوے تو یہہ بحث کہ آیا اوسکی اپیل ہو سکتی ہے یا نہین اسبات پر منحصر ہوگا کہ آیا ڈگری مذکور فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہے یا مطابق اوسکے نہین ہے ۔ ایسی عام عبارت کی ڈگری کی صورت مین جیسی ڈگری اسمقدمہ مین ہے کسی عدالت کو اس امر کے تجویز کرنیکا موقع حاصل نہین ہو سکتا ہے کہ آیا ڈگری فیصلہ ثالثی سے متجاوز ہے یا نہین ۔ بلاشبہہ وہ مطابق فیصلہ ثالثی کے نہین ہے کیونکہ اوسکے روسے بالخصوص کوئی حقوق و قواعد کسی قسم کے محدود نہین ہوئی ہین ۔ عہدہ داران عدالت کیطرف سے ایسی غلطیان غالباً ظہور پذیر ہوتی ہین بشرطیکہ عہدہ داران مذکور قبل اسکے کسی خاص دفعہ پر عمل کرنیمین مصروف ہون اوس دفعہ کو بااحتیاط پڑہنے کی تکلیف گوارا

کے دریافت کرنیکی نظر سے گوارا کرین کہ وہ کیا ضابطہ ہے جسکی اونکو تعمیل کرنا ضرور ہے۔ ہمکو جانچنا ہے کہ ڈگری ۱۳ نومبر ۱۸۸۸ء کو جہانتک کہ وہ کوئی شے علاوہ حکم ادخال فیصلہ ثالثی ہے منسوخ کرین چنانچہ ہم منسوخ کرتے ہین ہم کوئی رائے بہ نسبت روداد اسمقدمہ کے ظاہر نہین کرتے ہین۔ اپیل صرف اوس ایک وجہ سے بنا پر منظور ہوتا ہے جسپر ہمنے غور کیا ہے۔ جو رائے ہمنے مقدمہ کے نسبت قائم کی ہے اوسکے رو سے دیگر وجوہ اسوقت پیدا نہین ہوتے ہین۔ ہم بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمہ جج ماتحت کے عدالت مین واپس بھیجتے ہین اور اونکو حکم دیتے ہین کہ فیصلہ اوسکا مطابق قانون کے کرین۔ خرچہ اس اپیل کا مقدمہ کے خرچہ مین محسوب ہوگا۔

ضلع مراداباد | اپیل اول نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۴ مئی

چاندمل ویکسن دیگر بنام انگن لال

نالش منجانب خریدار ڈگری واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جو مدیون ڈگری متوفی کا اوسکی کارندہ کے قبضہ مین ہے۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۲۰۔

ایک شخص مسمی اجودہیا پرشاد کا کچھہ روپیہ اوسکے نام کلکتہ مین جمع تہا اوس نے انگن لال کو اختیار دیا کہ اوس روپیہ کو وصول کرے اور اوسکے طرف سے اپنے پاس رکھے۔ اجودہیا پرشاد مراداباد مین فوت ہوگیا۔ بعد اوسکے وفات کے زر مذکور جو قبضہ مین انگن لال کے باقی تہا منجملہ دائنان اجودہیا پرشاد کے ایک دائن نے ایک ڈگری مین قرق کرایا۔ ڈگریدار نے اپنا حق بردی ڈگری بہ نسبت روپیہ مقبوضہ انگن لال کے مدعی کے ہاتہہ بیع کردیا اور اوس نے انگن لال سے روپیہ مذکور دلاپانیکی نالش کی ہے۔

تجویز ہوی کہ ایسی نالش سے جو میعاد سماعت متعلق ہے وہ وہ میعاد ہے جو از روے مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کے معین ہے۔

گورودوس پاین بنام شام نراین سیال ہوداانڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶۰ پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سندلال و راجندر ناتہہ منجانب اپیلانٹان | رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ جس امر کی ہمکو تجویز کرنیکی ضرورت ہے وہ صرف میعاد سماعت کے بحث ہے۔ انگن لال نے ایک رقم زر کثیر کی بطور مختار خاص اجودہیا پرشاد اپنے بہائی کے جو اس غرض کے لئے مختار تہا وصول کیا تہا۔ زر مذکور اجودہیا پرشاد

کیطرف سے وصول کیا گیا تہا۔ زرمذکور معقبوضہ انگمن لال کو جو دہیا پرشاد کے ایک گریدار نے قرق کرالیا تہا مدعیان اوس دیگر گریدار کے حقوق کے خریدار ہوگئے اور اونہون نے اس نالش مین انگمن لال سے وہ روپیہ وصول کرنا چاہا ہے۔ انگمن لال کیطرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ مد ۶۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت سنہ کا متعلق ہے۔ اگر مد مذکور متعلق ہے تو نالش خارج المیعاد ہے۔ برعکس اسکے مدعیان اپیلانٹان کیطرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ صرف مد ۱۲۰ اوس ضمیمہ کا ایسا ہے جو متعلق ہو سکتا ہے اگر مد مذکور متعلق ہو تو نالش مین المیعاد ہے کیونکہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان بمقابلہ انگمن لال کے قایمقام جو دہیا پرشاد کے ہین۔ ہم ضرور یہہ خیال کرتے کہ مد میعاد سماعت کا لفظ مد ۶۲ جو منضبطہ طور پر نالش منجانب اجودہیا پرشاد سے متعلق ہوتا وہی نالش مدعیان سے بہی متعلق ہوگا لیکن منجانب مدعیان کے ہمارے روبرو مقدمہ گور دہن بنام رام نراین سنگہ (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۶۰) پر بطور اس امر کے ثابت کرنیکے حوالہ ہوا ہے کہ مد ۶۲ اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ اوسمقدمہ مین مدعی نے اوس روپیہ کو وصول کرنا چاہا تہا جو مدعا علیہ نے سماۃ موتی داسی کیطرف سے بابت قیمت لکڑی کے جو اوسکے طرف سے فروخت ہوئی تہی وصول کیا تہا۔ فی الواقعہ وہ لکڑی مدعی کی تہی جس سے شوہر موتی داسی نے مدعیکو بیجا طور پر بیدخل کر دیا تہا۔ تب مدعا علیہ نے یہہ حجت کی تہی کہ مد ۶۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۱ء کا متعلق ہے مد مذکور لفظ بلفظ وہی ہے جو مد ۶۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت حال کا ہے حکام عالیمقام نے یہہ تجویز کی کہ چونکہ وقت فروخت کرنے لکڑی کے مدعا علیہ نے بطور کارندہ موتی داسی کے عمل کیا تہا اور چونکہ روپیہ اوسی کے واسطے وصول کیا تہا اور نہ مدعیکے واسطے تو مد ۶۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سنہ ۱۸۷۱ء کا متعلق نہین ہے اور جو مد متعلق ہو سکتا ہے وہ متعلق ۱۱۸ ضمیمہ مذکور کا ہے اور جو مضمون مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ حال کا ہے۔ جب ہم اون خاص الفاظ پر لحاظ کرتے ہین جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اوسمقدمہ مین اوسوقت استعمال کئے ہین کہ جب یہہ تشریح کی ہے کہ مد ۶۰ متعلق نہین ہے بلحاظ اس امر کے کہ انگمن لال نے اجودہیا پرشاد کیطرف سے روپیہ وصول کیا ہے اور نہ مدعیان کیطرف سے یا اون دیگر گریدارون کیطرف سے کہ جنکا حق اونہون نے خرید کیا ہے تو ہمکو تجویز کرنا لازم آتا ہے کہ مد ۱۲۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت سنہ ۱۸۷۷ء کا وہ مد ہے جو اسمقدمہ سے متعلق ہے لہذا نالش مین المیعاد ہے۔ دیگر تنقیحات کی تجویز عدالت ماتحت مین بحق مدعیان ہوئی ہے اون تجاویز پر بذریعہ ادخال اعتراض محکومہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اعتراض نہین ہوا ہے لہذا ہمین اون تجویزون کو منظور کرنا چاہئے چنانچہ ہم منظور کرتے ہین۔ نظر بران ہم اپیل معہ خرچہ ڈگری کرتے ہین اور ڈگری القدر زر متدعویہ مدعیان لینے بابت مبلغ للعہ ۹ پائی

سود بشرح سے روپیہ فیصدی ابتدای تاریخ ہماری ڈگری سے اور خرچہ ہردو عدالت کے صادر کرتے ہین۔

ضلع شاہجہانپور اپیل اول نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۹ جون

بلدیو پرساد بنام جیت سنگہ وغیرہم

میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مداد ۱۰ و ۱۱۱ و ۱۳۲ و ۱۴۴

شیوبرن سنگہ نے اپنی جایداد جو اس وقت دو شخصون کے قبضہ مین بطور مرتہن منفکی کے تہی بلدیو پرشاد کے ہاتہہ بیع کردی۔ مشتری نے اپنا نام داخل کرالیا لیکن زرثمن ادا نہین کیا۔ لہذا بایع کے قایممقامون نے مشتری پر نالش دلاپانے دخل جایداد یا دلاپانے زرثمن کے دایر کی۔ اونکی عرضی نالش مین استدعا حسب ذیل تہی۔ کہ مدعی کو حق راہنی ۲۰ بسوہ محال نمبر ۱ موضع برایان پرگنہ تلہر جسکی مالگذاری پرجسکا کچکونہ مسمات [illegible] ہوتا ہے اور مالیتی عہ بعہ رتبعیت ڈیندہین جاجوڈی کارروائی داخلخارج جو بر طبق درخواست داخلخارج مدعاعلیہ مسماۃ مہاکنور بیوہ شیوبرن سنگہ مورخہ ۱۴ جولای ۱۸۸۲ء کے ہوی ہے اور بہ بیدخلی و استقرار عدم استحقاق مدعاعلیہ بوجہ نہ ادا کرنے زرثمن مندرجہ بیعنامہ مذکورہ بالا کے دخل دلادیا جاوے۔ اگر مدعاعلیہ بیع مذکور کو موثر کرنا چاہے تو اوسکو حکم دیا جاوے کہ مبلغ عہ زرثمن معہ سود اینده مدعیان کو ادا کردے ورنہ بیع موسومہ مدعاعلیہ غیر موثر قرار دیا جاوے۔ دعوے بہ تعین عہ زرثمن مندرجہ بیعنامہ و مالیت جایداد کے۔

بیع ۲۷ جولای ۱۸۸۲ء کو ہوی تہی اور نالش ۱۵ مارچ ۱۸۸۵ء کو دایر ہوی تہی۔

تجویز ہوی کہ نالش خارج المیعاد ہے اگر نالش واسطے منسوخی بیعنامہ کے ہے تو از روے مد ۹۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے اور اگر واسطے تعمیل مختص کے ہے تو از روے مد ۱۱۳ کے اور اگر نالش منجانب بایع جایداد غیر منقولہ بغرض نفاذ اوسکی کفالت اوپر زرثمن غیر موصولی کے ہے تو از روے مد ۱۱۱ کے بہ تسلیم اس امر کے کہ شے مبیعہ جایداد غیر منقولہ ہے نالش از روے مد ۱۳۲ کے خارج المیعاد ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہے اوسمین مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا تہا کہ اونکے مورث شیوبرن نے ۲۷ جولای ۱۸۸۲ء کو بیعنامہ بنام بلدیو پرساد مدعاعلیہ بمعاوضہ مبلغ عہ

کے لکہدیا تہا اور بہ نسبت معاوضہ بیع کے یہہ اقرار ہوا تہا کہ بعد رجسٹری کے ادا کیا جاویگا - از روے
بیعنامہ کے حقیت واقعہ جایداد شیو برن سنگہ کی بلدیو پرشاد مدعا علیہ مقدمہ کیطرف منتقل ہوی تہی -
بذریعہ رہن منفعی ۱۸۶۸ء کے جایداد پراوجاگر سنگہ و منوہر سنگہ قابض تہے اور اتبک قابض ہین - عرضی نالش
مین یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ بلدیو پرشاد نے زرثمن ادا نہین کیا اور شیو برن سنگہ نے بلدیو پرشاد کے
اپنا نام داخل کرانے پر اعتراض کیا تہا اور یہہ کہ شیو برن سنگہ کے وفات کے بعد اوسکی بیوہ
مہا کنور کو مدعا علیہ نے ستمبر ۱۸۸۱ء مین اپنا نام داخل کرانیمین مغالطہ دیا تہا - بیوہ مذکور اپریل
۱۸۸۳ء مین فوت ہوی تہی - علاوہ بحث خرچہ کے دادرسی متدعویہ مندرجہ عرضی نالش حسب ذیل تہی -

کہ مدعیان کو حق ۲ بسوہ محال نمبر ۱ موضع پڑیان پرگنہ تلہر جمعی الف ۵ پر جسکا بیعنامہ

حاصل ہوتا ہے اور مالیتی عہ/ بہ تبعیت قرضہ رہن اور بنا جوازی کارروائی داخلخارج جو بر طبق

درخواست داخلخارج مدخلہ مسماۃ مہا کنور بیوہ شیو برن سنگہ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۸۱ء ہوی تہی اور

بہ بید خلی اور استقرار عدم استحقاق مدعا علیہ بوجہ نہ ادا کرنے زرثمن متذکرہ بیعنامہ مذکورہ بالا -

دخل دلا دیا جاوے - اگر مدعا علیہ بیع مذکور کو موثر کرنا چاہے تو اوسکو حکم دیا جاوے کہ مبلغ

عہ/ زرثمن معہ سود اٰیندہ مدعیان کو ادا کر دیوے ورنہ بیع موسومہ مدعا علیہ غیر موثر قرار

دیا جاوے - دعوے بہ تعین عہ/ زرثمن مندرجہ بیعنامہ بابت جایداد کے -

نالش کی تجویز جج ماتحت نے کی تہی جنہون نے یہہ تجویز کیا تہا کہ زرثمن ادا نہین کیا گیا
تہا اور منشاء الیہ نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی - معلوم ہوتا ہے کہ جج ماتحت کے ذہن مین بحث
میعاد سماعت کی نہین تہی - بصیغہ اپیل ہمارے روبرو یہہ حجت ہوی ہے کہ دعوے مدعیان بر عایت
جس شکل سے نظر کیجاوے وہ خارج المیعاد ہے - بجانب دیگر پنڈت سندر لال نے منجانب ریسپانڈنٹ
کے یہہ حجت کی ہے کہ مقدمہ کو ایسا تصور کرنا چاہئے کہ جس سے مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت
(ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) جہانتک زر نقد کا دعوے ہے متعلق ہے اور مد ۱۴۴ متعلق ہے جہانتک قبضہ
کا دعوے ہے - اگر مدار مقدمہ کا اوپر منسوخی بیعنامہ ۱۸۷۸ء کے ہے تو وہ بوجہ میعاد معینہ زیر
مد ۹۱ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے ساقط ہے - فی الحقیقت کوی مقدمہ منسوخی دستاویز مذکورہ
ثابت نہین ہوا ہے - اگر معاملہ مین فیمابین شیو برن سنگہ اور مدعا علیہ کے کوی فریب ہوا تہا تو وہ
بعد تحریر بیعنامہ کے ہوا تہا اور اگر کوی فریب موجود ہے تو وہ مدعا علیہ کے اپنی معاہدہ کے تعمیل نہ
کرنیمین شامل ہے - ہمکو اس امر کے نسبت کوی راے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا معاہدہ ادا کرنے

زرثمن کے عوض عدم تعمیل قانوناً بطور فریب کے کہی جاسکتی ہے۔ بیانات بہ نسبت اون حالات کے جنمین داخل خارج بعدہٗ ہوا تہا ایسے بیانات مین جیسے اوسوقت کے فریب کا ایما ہوتا ہے۔ اگر یہہ نالش بطور نالش تعمیل محض معاہدہ تصور کیجاوے یعنے اس مضامین سمجھی جاوے کہ مدعا علیہ کو حکم ہو کہ زرثمن ادا کرکے اپنی معاہدہ کی تعمیل کرے تو نالش مذکور ازروے مد ۱۱۳ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کے خارج المیعاد ہے۔ اگر نالش مذکور بطور نالش نفاذ کفالت بایع اوپر زرثمن غیر مودی کے تصور کیجاوے تو وہ ازروے مد ۱۱۱ کے خارج المیعاد ہے۔ ہم مد ۱۲۰ کو متعلق نہین کرسکتے ہین کیونکہ مقدمہ الیسا ہے جسکے لئے اور طور پر میعاد معین ہے۔ مد ۱۳۲ غیر متعلق ہے کیونکہ مد ۱۱۱ بالخصوص متعلق ہے بہ تسلیم اس امر کے کہ شئے مبیعہ جایداد غیر منقولہ ہے۔ اگر شئے مبیعہ غیر جایداد غیر منقولہ کے سوا کچہہ اور ہوتی اور کوئی دوسرا مد متعلق نہوتا تو مد ۱۲۰ متعلق ہوتا اور پہر بہی نالش خارج المیعاد ہوتی۔ مد ۱۴۴ متعلق نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ہر چارہ کار جو مدعی حاصل کرسکتا تہا اون مدون مین سے کسی نہ کسی مد کے روسے خارج المیعاد ہے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ تجویز کی ہے کہ مد ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت اوسوقت متعلق نہین ہوتا ہے کہ جب کوئی دوسرا مد متعلق ہونیکے قابل ہوتا ہے۔ اندرینحالات ہم اپیل منظور اور نالش مدعیان معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع سہارنپور اپیل اول نمبر ۱۸۱ ۱۸۸۵ء منفصلہ ۲۴ اپریل ۱۸۸۶ء

بودہن و یک کس دیگر بنام فضل علی

اجرائے ڈگری مین مزاحمت - میعاد سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۸ و ۳۳۰ و ۳۳۱ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ نمبر ۱۶۷ -

بودہن و یک کس دیگر دارندہ ایک ڈگری بابت جایداد غیر منقولہ کے تھے - نامبردگان نے اپنی ڈگری کے اجرا کی درخواست کی لیکن اوسکے موقع پر بغرض دخلدہانی کے جانیکے وقت ایک شخص مسمی فضل علی مدعا علیہ کی طرف سے مزاحمت ہوئی - اس مزاحمت کے بابت ایک مقدمہ ہوا تہا جسکو عدالت مرافعہ ابتدائی نے ڈگری داران کے موافق فیصل کیا تہا - مدعا علیہم نے ضلع جج اور ہائیکورٹ دونون کے حضور مین اپیل کیا تہا لیکن انکا اپیل بوجہ امتداد زمانہ کے بنا پر ساقط ہو گیا تہا - بعدہٗ ڈگریداران نے پہر درخواست اجرا کی کی اور ۲۴ نومبر ۱۸۸۶ء کو منجانب فضل علی کے پہر مزاحمت ہوئی - ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو فضل علی نے ایک مختارنامہ اوس شخص کے نام داخل کیا جو اوسکی طرف سے اوس اجرائے ڈگری مین ذریعہ مزاحمت کا تہا - ڈگریداران نے اس مزاحمت ثانی کے بابت ۳ مارچ ۱۸۸۶ء کو استغاثہ پیش کیا - اوس استغاثہ کو جج ماتحت نے بعذر خارج المیعاد کے ڈسمس کیا - تب ڈگریداران نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

تجویز ہوئی کہ فضل علی کی مزاحمت کی نسبت مناسب طور پر یہہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسنے حسب منشا دفعہ ۳۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مزاحمت کی ہے جب کہ نامبردہ نے مختارنامہ بنام اوس شخص کے داخل کیا جو اوس تاریخ کے باعث مزاحمت کا ہوا ہو یا نہوا ہو اور دعوے خارج المیعاد نہین ہے۔

سندرلال و موتی لال منجانب اپیلانٹان کالون منجانب رسپانڈنٹان

ججصاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - قایمقام جج ماتحت سہارنپور نے ۳ مارچ ۱۸۸۶ء کو وہ مقدمہ بربنا امیعاد سماعت کے ڈسمس کیا ہے جسمین سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے ہمین واضح ہوتا ہے کہ فضل علی نے حسب منشا دفعہ ۳۲۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مزاحمت کی تہی جب نامبردہ نے مختارنامہ بنام اوس شخص کے داخل کیا تہا جو باعث مزاحمت کا قبل اوس تاریخ کے رہا ہو یا نرہا ہو - جہانتک ہم دیکہہ سکتے ہین یہہ امر قابل بحث ہے کہ آیا بلحاظ اس واقعہ کے کہ فضل علی کا معاملہ باعتبار اصول امر تجویز شدہ کے بہ نسبت حقوق مدعیان دربارہ کارروائی اونکی اجرائے ڈگری کے ختم ہوچکا تہا - مزاحمت ثانی فضل علی کی بطور مزاحمت اوس شخص کے متصور ہوسکتی ہے یا نہین جو بموجب دفعہ ۳۳۱ کے دعویدار بہ نیک نیت ہوتا ہے - چونکہ فیصلہ مقدمہ کا بحث میعاد

سماعت پر جاری رائی مین بیجا ہوا ہے لہذا ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض فیصلہ روداد ی کے واپس بھیجتے ہین ۔ خرچہ عدالت ہذا اور جو اب تک عاید ہوا ہے مقدمہ مین محسوب ہوگا ۔

صفحہ ۱۳ انگریزی　ضلع میرٹھہ　اپیل اول نمبر ۷۰ ۱۸۸۹ء　منفصلہ ۱۳ مئی

امولک رام وغیرہ دیگر　بنام　چمپا لال

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ تشریح دوم ۔ امر تجویز شدہ ۔ مقدمہ سابق مین جو امر جوابدہی کے بنا پر قرار دیا جاسکتا تھا ۔

امولک رام وپہولچند نے تین جداگانہ نالشات مین ڈگریان بنام چمپا لال واسطے نیلام جایداد مکفولہ کے حاصل کی تہین ۔ اون نالشون کے جوابدہی کے لئے چمپا لال کبہی حاضر نہین ہوا تہا لیکن جب اجرا اون ڈگریات کا چاہا گیا تو نامبردہ نے عذرات داخل کئے کہ جو نامنظور ہوئے تہے ۔ تب چمپا لال نے ایک نالش جداگانہ واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ جس جایداد کے مقابلہ مین امولک رام وپہولچند ڈگریداران نے ڈگریان حاصل کی ہین وہ بوجہ عدم استحقاق راہنان مذکورہ رہن کرنے جایداد مذکورہ کے قابل نیلام نہین ہے ۔ اس نالش مین نامبردہ نے بہ نسبت اوس جایداد کے ڈگری پائی کہ جسکو سابق کی دو نالشون سے تعلق تہا لیکن بہ نسبت اوس جایداد کے جسکو نالش سوم سے تعلق تہا اوسکی نالش ڈسمس ہوئی تہی ۔ تب اوس نے اور نیز ڈگریداران نے بہ نسبت دیگر دو نالشون کے اپیل کیا ۔

تجویز ہوئی کہ جو امور مدیون مدعی نے بیان کئے ہین وہ ایسے امور ہین کہ جو نالشات سابق مین جسمین وہ مدعا علیہ تہا جوابدہی کی بنا قرار دیجاسکتی تہے لہذا نالش حال بذریعہ اصول امر تجویز شدہ کے ممنوع السماعت ہے ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔

کالون و اجودہیا ناتہہ و رتن چند منجانب اپیلانٹان　کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ امولک رام وپہولچند نے نالش ابتدائی نمبر ۱۹۱ ۱۸۸۶ء و نالش ابتدائی نمبر ۱۹۶ ۱۸۸۶ء و نالش ابتدائی نمبر ۱۹۵ ۱۸۸۶ء مین ڈگریان بنام مدعا علیہم نالشات مذکور واسطے نفاذ کفالت تین مختلف تمسکات کفالتی بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ مندرجہ ہر تمسک منجملہ تمسکات مذکور کے حاصل کی تہین ۔ منجملہ نالشات مذکور کے ہر نالش مین چمپا لال احد المدعا علیہ تہا ۔ اوسکا یہہ بیان ہے کہ مینے اون نالشون کی جوابدہی نہین کی تہی اور جب

اوسکو تعلق ہے وہ ڈگریان یکطرفی ہین - امولک رام اور بہولچند اپنی ڈگریون کے جاری کرنے
اور جایداد مکفولہ کے نیلام کرانیمین مصروف ہوے - چمپالال نے اجرائے ڈگری کے نسبت عذرات داخل
کئے تہے - عذرات مذکور نامنظور ہوے ہین اور اوسپر نامبردہ نے یہہ نالش دایر کی جس سے یہہ اپیل اور اپیل
اول نمبر ۴۲ ۱۸۶۹ء ظہور پذیر ہوا ہے - وہ نالش بغرض حصول استقرار اس امر کے دایر ہوی
ہے کہ جایداد مکفولہ اون ڈگریون کے اجراء مین نیلام سے بری کر دیجاوے - ہماری راے مین
جج ماتحت نے فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ کو صحیح طور پر نہین سمجہا اور ڈگری بحق چمپالال بہ نسبت اوس
جایداد کے صادر کی کہ جسکے نیلام کا حکم از روے ڈگریات مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۹۶ و ۱۹۵ ۱۸۶۸ء
کے ہوا تہا اور نالش کو اوسقدر ڈسمس کیا جسقدر متعلق اوس جایداد کے تہی کہ جسکے نیلام کا حکم از روے
ڈگری مقدمہ ابتدائی نمبر ۱۶۱ ۱۸۶۸ء کے ہوا تہا -

ڈگری عدالت ماتحت کی اوس جزو کی ناراضی سے چمپالال نے اپیل کیا ہے جسکی رو سے
دعوے مدعیکا ڈسمس ہوا تہا - اوس اپیل کا نمبر ۴۲ ۱۸۶۹ء ہے - دوسرا اپیل نمبر ۶۰ ۱۸۶۹ء
امولک رام و بہولچند نے بناراضی اوسقدر ڈگری عدالت ماتحت کے داخل کیا ہے جسکی رو سے
دعوے مدعیکا منظور ہوا تہا - ہمارے روبرو منجانب چمپالال کے یہہ حجت ہوی ہے کہ ڈگریات
مقدمات ابتدائی نمبری ۱۶۱ و ۱۹۶ و ۱۹۵ ۱۸۶۸ء مجریہ قابل پابندی نہین ہین اور اس نالش
مین وہ یہہ ثابت کرنیکا مستحق ہے کہ جایداد ہاے مکفولہ جایداد راہن کے نہین ہین بلکہ ایک
دوسرے شخص کی جایداد ہین جسکے توسط سے چمپالال اون جایدادون کا دعویدار ہے لہذا
اون جایدادون کے رہن کرنیکا راہن مجاز نہ تہا - بجانب دیگر یہہ حجت ہوی ہے کہ دفعہ ۱۳ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کا متعلق ہے اور از روے ڈگریات ہر سہ مقدمات محولہ بالا کے یہہ امور ختم ہوچکے
ہین - منجانب چمپالال کے یہہ کہا جاتا ہے کہ دفعہ ۱۳ متعلق نہین ہے کیونکہ اون مقدمون مین
وہ بطور پسر متبنی رام نراین کے طلب کرایا گیا تہا اور اسلئے نامبردہ نے اون مقدمون مین جوابدعوی
داخل نہین کیا تہا - ہماری راے مین یہہ امر غیر اہم ہے کہ وہ کس نام سے نامزد کیا گیا تہا
فی الواقعہ او نمقدمون مین سے ہر مقدمہ مین وہ فریق کیا گیا تہا - اون مقدمون مین سے ہر مقدمہ مین
اوسکو بیان تحریری داخل کرنیکا موقع حاصل تہا اور اگر کوئی ایسا امر موجود تہا جو دعوی نیلام
اوس خاص جایداد کو جو رام نراین نے مکفول کی تہی شکست دے سکتا تہا اوسکو نامبردہ پیش
کر سکتا تہا اور اوسکو پیش کرنا چاہئے تہا - ہماری راے مین دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی

ایسے نالش سے جیسے کہ یہہ ہے متعلق ہوتا ہے۔ بموجب تشریح دوم دفعہ مذکور کے ہر امر جو کہ مقدمہ سابق مین جوابدعوی کی بنا قرار دیا جاسکتا تہا اور قرار دینا چاہئے تہا سمجہا جاویگا کہ وہ مقدمہ مین ایک امر متنازعہ تہا اور در اصل تنقیح طلب تہا۔ کامل طور پر ظاہر ہے کہ اگر کوئی فریق مقدمہ کسی ایسے امر کے پیش کرنےمین قاصر رہے جس سے اوسکو ایسے وسایل حاصل ہوتے کہ جس سے فریق ثانی پر حملہ کرسکے یا خود اپنی حفاظت کرسکے تو فریق مذکور ایسے امر کو نالش مابعد مین جو فیمابین اونہین فریقین کے ہو پیش نکرسکیگا۔

اندرینحالات ہم اپیل اول نمبر ۷۰ سنہ ۱۸۸۹ع کو معہ خرچہ منظور اور نالش مدعی جہانتک کہ وہ عدالت ماتحت مین منظور ہوئی ہے ڈسمس کرتے ہین۔ ہم اپیل اول نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۸۹ع کو معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔ جسقدر عدالت ماتحت نے نالش مدعی ڈسمس کی ہے اوسقدر ہم اوسکی ڈگری معہ خرچہ بحال کرتے ہین۔

ضلع بریلی — اپیل دوم نمبر ۲۵۶ سنہ ۱۸۸۸ع — منفصلہ ۷ مئی

ملدیو سہاے بنام بیجناتہہ

ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعات ۸۵ و ۸۶۔ رسدی۔ دوران مقدمہ

دو جایدادین الف و ب ازان مختلف مالکان کی بذریعہ تمسک مشترکہ قرضہ واحد کے بابت رہن ہوئی تہین۔ مرتہن نے اپنی تمسک کے ذریعہ سے نالش کی ہتی اور ڈگری حاصل کرنیکے بعد جایداد الف کو نیلام کرایا جسکا زرثمن قرضہ رہن کے بیباق کرنیکے لئے جسقدر کہ کافی تہا اوس سے بہت زیادہ ثابت ہوا تہا۔ لیکن نیلام مذکور سے پہلے زید نے ایک محض زرنقد کی ڈگری کے اجرا مین جایداد الف مین ایک حصہ حاصل کرلیا تہا۔ چنانچہ زید نے نالش ولاپانے رسدی کی جایداد ب سے اسلئے کی ہتی کہ جہانتک اوسکا حصہ جایداد الف مین تہا اوس نے قرضہ رہن کو بیباق کیا تہا اور بالاخر ڈگری بحق اوسکی صادر ہوئی ہتی لیکن اوسمقدمہ کے دوران مین جایداد ب بکر کے نام منتقل کردی گئی ہتی۔

تجویز ہوئی کہ زید جایداد مذکور کو بتبعیت زید کے اوس استحقاق کے جو دربابہ اوس کے رسدی پانیکے ہے اور بلا لحاظ اس امر کے کہ اوسکا حصہ جایداد الف مین زایل ہوگیا ہے یا رہیگا۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کالون و امیر الدین منجانب اپیلانٹ — جوگندر ناتہہ چودہری منجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - سوہی اتفاق سے واقعات اور تواریخ متعلق اوس اپیل کے جن سے یہہ مقدمہ ظہور پذیر ہوا ہے عدالت اپیل ماتحت نے زیادہ تر مختصر شکل مین بالتصریح اور بالخصوص بیان نہین کی ہین - المختصر معاملہ اسطرح پر ہے ۱۸۷۳ء مین رام جیمل و رنتہمل داس نے ایک رہننامہ سادہ تعدادی سارہ ۵ بنام ایک شخص مسمی ہبنی دہر کے لکہا تہا - بطور اطمینان قرضہ مذکور کے رام جیمل نے اپنا السبوہ ۴ السبو النسی نامدار گنج کا اور نتہمل داس نے اپنا السبوہ ۵ السبو النسی سرولی کا رہن کیا تہا - اپریل ۱۸۸۰ء مین ہبنی دہر مرتہن نے اپنی دستاویز کے روسے نالش کی اور ڈگری حاصل کرنیکے بعد رام جیمل کا السبوہ ۴ السبو النسی نامدار گنج کا نیلام کرایا اور وہ اسقدر کو نیلام ہوا تہا جو قرضہ رہن کے ادا و بیباق کرنیکے لئے کافی سے زیادہ تہا - لہذا ہبنی دہر معاملہ سے غایب ہو گیا اور اینده اوسکے نام کی ذکر کرنیکی ضرورت نہین رہی -

قبل اس نیلام کے بیجناتہ مدعی حال ۳ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو ایک زرنقد کی ڈگری کے اجرا مین جو بنام رام جیمل کے تہی ۷ السبو النسی الجہو النسی منجملہ السبوہ ۴ السبو النسی ازان رام جیمل واقعہ نامدار گنج کے حاصل کر چکا تہا جب ڈگری رہن کے اجرا مین رام جیمل کے کل حقیت واقعہ نامدار گنج نیلام ہوی تہی مدعی بقدر اوس حقیت کے محروم کر دیا گیا تہا جو اوس نے جایداد مذکور مین حاصل کی تہی یعنے ۷ السبو النسی الجہو النسی سے محروم کر دیا گیا تہا - بالفاظ دیگر نامبردہ نے اوسقدر کہ حسقدر وہ حقیت نیلام ہوی تہی قرضہ رہن ادا و بیباق کر دیا تہا - لہذا میری راے مین وہ مستحق اون حقوق کا ہو گیا جو دفعہ ۸۲ ایکٹ انتقال جایداد مین محکوم ہین اور چونکہ وہ قایمقام رام جیمل کا ہے وہ مستحق ہے کہ سرولی سے اوسقدر رسدی طلب کرے کہ حسقدر سرولی کو زر قرضہ ادا کرنا چاہئے تہا -

لہذا مدعی نے نالش بنام رام جیمل و نتہمل داس کے دایر کی اور رام جیمل ظاہرا زیادہ تر ترتیب کے شریک کیا گیا تہا - بذریعہ نالش مذکور کے مدعی نے بعبارت صاف و صریح جایداد غیر منقولہ سرولی سے دعوی رسدی مناسب اوس قرضہ رہن کا کیا ہے جو بقدر ۷ السبو النسی الجہو النسی نامدار گنج کے اوسکو ادا کرنا پڑا ہے - نالش مذکور کا گذر تین عدالتون مین ہوا کہ جسکا انجام بذریعہ ڈگری عدالت ہذا کے ہوا اور جسکے روسے یہہ تجویز ہوی تہی کہ مدعی مستحق رسدی کا سرولی سے بقدر مبلغ ۔۔۔ کے ہے -

میری راے مین یہہ نالش محض زرنقد کی نالش نہین ہے - وہ ایسی نالش ہے

جسکا اثر بذریعہ عمل قانونی کے جایداد غیر منقولہ سرولی پر ہے اور اوسکا جہان جایداد سرولی سے اوس شئے کے حاصل کرنیکی طرف تہا جو قانونا اوسپر رسدی دینا از روے دفعہ ۸ ایکٹ انتقال جایداد کے لازم تہا۔ اب دیکہنا چاہئے کہ یہہ انکار نہین ہے کہ اوس مقدمہ کے دوران مین اور ظاہرا بغرض زایل کرنے حق جایز مدعی کے ہنومان داس نے سرولی کو ملبدیو سہای مدعاعلیہ حال کے نام منتقل کر دیا ہے۔ میری راے مین یہہ انتقال دوران مقدمہ مین ہوا ہی کہ جو دفعہ ۵۲ ایکٹ انتقال جایداد مین داخل ہے اور جو انتقال کہ اسطرح کیا جاوے اوسکی روسے جایداد منتقل الیہ کے پاس معہ اون کل نقصون کے جاویگی جو جایداد مذکور کے سر پر ہین اور جنکی وہ تابع بذریعہ اوس نالش کے ہوگی جو اوسوقت دایر تہی۔ لہذا ملبدیو سہای مدعاعلیہ نے وہ جایداد اون حالات مین اور ایسے حالات کے ذریعہ سے پای ہے کہ جن حالات کیوجہ سے جایداد مذکور کے اوسکو مجبورا پابندی اوس ڈگری کے قابض ہونا پڑیگا کہ جو اوس نالش مین صادر ہوی ہے غرض اور مقصود اصول دوران مقدمہ کا یہہ ہے کہ کثرت جہگڑہ کی نہونے پاوے اور اگر کوی ایسا قاعدہ قایم نکیا جاتا تو فریق کسی ایسے مقدمہ کا جسمین جایداد غیر منقولہ کو تعلق ہے جایداد مذکور ایک درجن مختلف منتقل الیہم کے نام منتقل کر سکیگا کہ جسکا یہہ نتیجہ ہوگا کہ ایک درجن نالشین اون انتقالون کی منسوخ کرانیکی اسکو دایر کرنا پڑینگی۔ بموجب اون وجوہ کے جو مینے بیان کی ہین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی صحیح ہے اور یہہ کہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیے اور معہ خرچہ ڈسمس کیجاوی۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

صفحہ ۱۳۳ انگریزی

ضلع اعظمگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۶۱۰ ۱۸۸۸ع — منفصلہ ۴ مئی

رگہوبیر سنگہ بنام نندو سنگہ وغیرہم

رہن بذریعہ بیع شرطی۔ شفع۔ وقت کہ جب سے حق شفع پیدا ہوتا ہے۔ واجب العرض

رہن بیع شرطی کی صورت مین موقع استعمال حق شفع کا اوسوقت تک نہین ہوتا ہی کہ جب تک بیع شرطی مذکور قطعی نہوجاوے۔ لہذا جب رہنامہ بیع شرطی مذکور کا قبل طیاری واجب العرض اوس موضع کے جہان جایداد مرہونہ واقع ہے لکہا گیا تہا لیکن بیع مذکور قبل تیاری واجب العرض مذکور کے قطعی نہین ہوا تہا تو بروقت قطعی ہونے بیع مذکور کے استحقاق فریقین کا تابع شرایط فقرہ شفع واجب العرض مذکور کے ہوگا۔
واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سمن منجانب اپیلانٹ — مہدی حسن منجانب رسپانڈنٹ

اشٹریٹ صاحب جج (باتفاق راے ناکس صاحب جج [illegible]) یہہ نالش شفع
کی ہے اور مدعی اپیلانٹ ہے۔ واقعات حسب ذیل ہین ۱۵ اگست ۱۸۷۷ء کو اوتم [illegible] وغیرہ نے
کچہہ اراضی بنام نندو سنگہ وغیرہ بیع شرطی کی تہی میعاد تین سال کی تہی اور بروقت اختتام اوس
میعاد کے اگر روپیہ ادا نہو تو بیع مذکور کا بیع قطعی ہونا قرار پایا تہا۔ روپیہ ادا نہین ہوا اور ۱۸۸۱ء مین
کارروائی بیعیات کی بمقابلہ بائعان شرطی کے کی گئی تہی اور بموجب آئین کے میعاد بارہ مہینے کی
لگ گئی اور جولائی ۱۸۸۳ء مین مشتریان شرطی نے ڈگری حاصل کی تہی۔ بعدہ اوس ڈگری کے
اجراء مین نامبردہ نے ۲ جولائی ۱۸۸۳ء کو دخل پایا تہا۔ یہہ نالش ۴ جولائی ۱۸۸۴ء کو دائر ہوئی تہی
اب دیکہنا چاہیے کہ مین یہہ ذکر کرچکا ہون کہ بیعنامہ شرطی مذکور مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۷۷ء
ہے اور اوسوقت وہ واجب العرض جسکی شرائط کی بنا پر مدعیان از روے معاہدہ اور رواج کے
دعویدار ہین بالوجود نہ تہا کیونکہ ۱۹ جنوری ۱۸۷۳ء تک وہ طیار نہین ہوا تہا۔ حسب تذکرہ بالا اوس
واجب العرض کی بنا پر یہہ بات ہے کہ دعوے مدعیکا قایم ہوا ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے اوسپر
دعوے ڈگری کیا ہے۔ ذیلعلم جج نے بعینہ اپیل یہہ تجویز کی کہ چونکہ بتاریخ تحریر بیعنامہ شرطی یعنی ۱۵
اگست ۱۸۷۷ء کو واجب العرض مذکور بالوجود نہ تہا لہذا اوسکی شرائط شرکا پر یا منتقل الیہم [illegible] پابند
نہین ہین۔ میری راے مین ذیلعلم جج کی راے رہن بیع شرطی کے نوعیت کی غلط فہمی پر مبنی ہے جیسا
کہ عدالت ہذا کے بہت سے فیصلون مین تشریح ہوئی ہے اور جیسا کہ ایکٹ انتقال جایداد مین تسلیم
ہوا ہے معاملہ رہن بیع شرطی کا ایک رہن معہ اپنی کل ضروری لازمات اور حقوق کے ہے اور یہ
معاملہ مذکور کے فریقون کے تعلقات وہی ہوتے ہین جو تعلقات راہن اور مرتہن کے معہ اپنی کل لازمات
اور حقوق کے ہوتے ہین اوسوقت تک کہ رہن بیع شرطی مذکور حسب طریقہ مقررہ قانونی بیع قطعی ہوجاوے

پس اگر اس مقدمہ مین یہہ بحث ہوتی کہ حقوق راہن اور مرتہن کی تجویز اوسی حیثیت سے بذریعہ
واجب العرض آخر الذکر کے نہین ہوسکتی ہے تو یہانتک مین اتفاق کرسکتا تہا لیکن جب رہن مذکور
بذریعہ نادہندی راہن اور کارروایات بیعیات اور ڈگری صادرہ بربناء کارروائی مذکور کے ایک
بیع ہوگیا ہے تو مین خیال کرتا ہون کہ حسب منشاء اوس واجب العرض کے ایک بیع ہے اور بایعین
و فریقین کے ایک نئی حالت اشیاء کی پیدا ہوگئی ہے کہ جس سے یہہ واجب العرض متعلق ہوگا اور
جسکے نسبت شفیع مستحق قایم رکہنے اپنی اس نالش کا ہے۔

مسٹر مہدی حسن نے منجانب مشتری شرطی کے بہت زور کے ساتھ یہہ اصرار کیا ہی کہ اس واجب العرض مین ایک محدود اور صاف و صریح شرط اسلئے مقرر ہے کہ بیع شرطی کے صور تون مین کیا کرنا چاہئے اور وہ یہہ اصرار کرتے ہین کہ بہ نسبت ایسے معاملات کے یہی تنہا اور مجرد طریقہ شرکا کو اپنی دعوی شفع پیش کرنیکے لئے مقرر ہے۔ مین اس بحث سے اتفاق کلیۃً نہین کرتا ہون۔ اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ شریک یعنی مدعی مقدمہ ہذا کو وہ موقع حاصل نہین ہوگا ہے جبکا مقصود از روے شرایط واجب العرض کے ہے اور اوسکو مجبوراً عدالت مین آنا اور اپنی استحقاق شفع کو اس شکل سے ظاہر کرنا پڑا ہے۔ لیکن مین یہہ کہنے کو طیار ہون کہ واجب العرض کے جس شرط پر فاضل کونسل نے حوالہ دیا ہے وہ فقرہ امتناعی نہین ہے بلکہ اجازتی ہے اور اوسکی روسے اختیار شریک کا دربارہ اظہار اپنی حق شفع بہ نسبت بیع مکمل کے یعنے ایسے بیع شرطی کے جو قطعی ہوچکا ہے قطع نہین ہوجاتا ہے اور نہ اوس سے وہ محروم ہوجاتا ہے۔

چونکہ بہ نسبت فیصلہ فاضل جج کے جو اسمقدمہ مین ہے مین یہہ راے قایم کرتا ہون لہذا ضروری نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ اپیل ڈگری ہونا چاہئے اور ڈگری کیا جاتا ہے اور چونکہ اونکا فیصلہ بر بناے محض امر ابتدائی کے ہے لہذا مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین لغرض بحالی بہ نمبر سابق قایم ہونے اور بر فہرست اپیلہاے متدایرہ اور لغرض فیصلہ مطابق قانون کے واپس جاویگا۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

مین یہہ اور کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ بحث میعاد سماعت پر غور کرنیکے بعد میری یہہ راے ہے کہ اس نالش مین کوئی میعاد سماعت عارض نہین ہے مد ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت متعلق نہین ہے۔ مشتری نے بحیثیت خریدار کے قبضہ واقعی کل جایداد مبیعہ از روے بیع تنسیخ طلب کے نہین پایا تہا۔ برعکس اسکے نامبردہ نے ڈگری عدالت کے اجرا مین دخل پایا تہا۔ اگر جایداد مبیعہ قابل دخل واقعی کے تہی کہ جس سے مشتری کو انکار ہے تو دخل واقعی دراصل مشتری نے ۱۶ جولائی ۱۸۹۸ء کو پایا تہا۔ اگر جایداد قابل دخل واقعی کے نہین تہی تو کوئی بیعنامہ رجسٹری شدہ متعلق اوسکی نہین ہے کیونکہ بیع مذکور بذریعہ حکم بیعبات و ڈگری مصدرہ بر بناے بیعبات مذکور کے مکمل اور مختتم ہوا تہا۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۳۴۴ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۱ مئی

صفحہ ۱۳۵ انگریزی

بودہ رام رائے وغیرہ بنام دی سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل

گذرگاہ ۔ استحقاق مجسٹریٹ کا محصول کے ادا کرنیسے معاف کرنیکا ۔ آئین بنگال ۱۸۱۹ء ۔ ایکٹ ۱ ۱۸۵۱ء (ایکٹ گذرہاے ہند شمالی) دفعہ ۴ ۔

چونکہ ازروے ضمن (۱) آئین ۱۸۱۹ء کے ضمناً مجسٹریٹ ضلع اور جائنٹ مجسٹریٹ کو محصول استعمال گذرگاہ ادا کرنیسے معافی عطا کرنیکا اختیار دیا گیا ہے تو جو حکم مجسٹریٹ ضلع نے بموجب ضمن مذکور بشمول استقرار اس حق کے صادر کیا ہے کہ بعض اشخاص ایک خاص گذرگاہ کے استعمال کے بابت محصول ادا کرنیسے معاف ہیں ایک حکم جائز حسب دفعہ ۴ ۔ ایکٹ ۱ ۱۸۵۱ء کے ہے ۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں ۔

ہوور دمنجانب اپیلانٹان رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل ایک خاص قسم کی نالش سے متعلق ہے جو مدعیان اپیلانٹان نے بنام سکرٹری اف اسٹیٹ فار انڈیا واسطے استقرار اس امر کے عدالت دیوانی دایر کی تھی کہ ہمکو بحیثیت زمیندار اور اسامیان ایک خاص مقام موسومہ تاڑی کے جو دریاے گنگ کے کنارہ جنوبی پر واقعہ ہے استحقاق عبور دریاے مذکور کا بذریعہ گذرگاہ حسب دستور قدیم بلا ادا کرنے کسی محصول کے حاصل ہے اور یہہ کہ سرکار اور اونکے ٹھیکہ داروں کو ہم سے محصول مانگنے کا اختیار نہیں ہے ۔ عرضی نالش میں یہہ بیان ہوا ہے کہ چونکہ موضع مدعیان کا حسب تذکرہ بالا واقعہ ہے تو واسطے اپنی کاشتکاری و حصول خوراک و دیگر وسایل ہستی کے یہہ بات ضروری ہے کہ غازیپور جانیکے لئے وہ دریا کے پار جاوین کہ جو کنارہ شمالی پر واقعہ ہے اور اونہون نے مفصل بیان کیا ہے کہ وے اور اونکے مورثان اور اونکی رشتہ مند ان ہمیشہ اوسکو پار اوترتے رہے ہین اور اون سے کبہی محصول نہین مانگا گیا ہے ۔ اونہون نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ ۱۸۶۵ء مین اوسوقت کے ٹھیکہ دارون نے ہمارے آزادانہ عبور پر اعتراض کیا تہا اور ایک مناظرہ پیدا ہوا تہا جو اوسوقت کے مجسٹریٹ ضلع مسٹر ساندرس صاحب کے روبرو پیش ہوا تہا اور جنہون نے بعد صدور حکم تحقیقات کیجانیکے ۸ر نومبر ۱۸۶۷ء کو مقدمہ مین ایک حکم مرتب کیا تہا ۔ ہم ایک لمحہ مین اس حکم کا زیادہ خصوصیت کے ساتھہ ذکر کرینگے ۔ ہمنے بہت باریک بینی کے ساتھہ بیان جوابدہی

کو ملاحظہ نہین کیاہے لیکن ہمنے مسٹر رام پرشاد ذلعیلم وکیل سرکار کی بحث کی سماعت کا
فایدہ جو بجناب سکرٹری اف اسٹیٹ کے اونہون نے کی ہے حاصل کیاہے اور جو حجت
بجواب دعوے مدعیان کے پیش کی گئی ہے اوسکو بہت صاف اور صحیح عبارت مین قایم
کیاہے ۔ اونکا یہہ بیان ہے کہ مدعیان کو اداے محصول سے کسی ایسے حاکم مجاز نے معاف
نہین کیاہے جس سے سرکار اونکو اوس محصول کے معافی سے انکار کرنے مین ممنوع ہوسکے ۔
پس اب یہہ دیکھنا چاہیے کہ قراین مقدمہ کی کیا ہین ظاہر اس سے انکار نہین ہے کہ
بیانات مندرجہ عرضی نالش صحیح ہین اور سالہا سال سے جسکی مدت قریب نصف صدی
سے زیادہ کے آئی زمینداران موضع اور اونکے اسامیان اس گذر عام کو بلا مطالبہ اداے محصول
کے استعمال کرتے آے ہین ۔ یہہ بخوبی سمجہہ مین اسکتا ہے کہ ایسا کیون ہوا کیونکہ ظاہر ہوتا
ہے کہ گذر کے ایک کنارہ پر ان خاص زمینداردن کی زمین واقعہ ہے اور ممکن ہے کہ یہہ ہوا
ہو کہ جسوقت اول اول انتظام ہوا تہا کوی معاہدہ بعیوض اسکے ہوا ہو کہ اونہون نے
کوئی جزو اپنے زمین کا واسطے استعمال عام کے چہوڑ دیا ہو یعنے قریب گذر کے دکہن جانب
چہوڑ دیا ہو ۔ لیکن بہرکیف یہہ جوکچہہ ہو سو ہو ہمارے روبرو حکم مسٹر ساندرس صاحب مورخہ
۲۸ نومبر ۱۸۶۸ء موجود ہے کہ جو لنبر طیکہ اونکو اوس حکم کے صادر کرنیکا اختیار تہا ہمین قطعی
معلوم ہوتا ہے ۔ مسٹر رام پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کی ہے کہ حکم مذکور
قطعی نہین ہے کیونکہ از روے آئین ۶ سنہ ۱۸۶۹ء کے کوی اختیار بعبارت صریح مجسٹریٹ ضلع
کو عطا نہین ہوا ہے کہ معافی یا معافیان محصول کے عطا کرسکے اور آئین مذکور کو بطور کلیہ کے
پڑہکر یہہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ گورنمنٹ اور صرف گورنمنٹ کو وہ اختیار حاصل ہے جس سے
معافی ہوسکتی ہے ۔ مسٹر رام پرشاد نے ضمن (۶) آئین مذکور پر بہت زور دیاہے لیکن ہمین
معلوم ہوتا ہے کہ بلحاظ قراین مقدمہ کے وہ اہم نہین ہے ۔ اوسمین اون صورتون کا ذکر
ہے جنمین لوگ مستحق معاوضہ کے بہ نسبت ایسے گذرہاے خانگی کے ہوجاتے ہین جو بوجہ قایم
ہونے گذر عام کے موقوف ہوجاتے ہین یا جنکو نقصان پہونچتا ہے ۔ ضمن (۱۱) آئین
مذکور کا ایسا ہے جسپر نظر کرنا چاہیے اور ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان معمولی
قواعد تعبیر کو اوس سے متعلق کرے کہ جسصورت مین اوسکے رو سے صاحبان مجسٹریٹ اور
جبنٹ مجسٹریٹون کے لئے کوئی خاص اختیارات محفوظ رکہی گئی ہین تو اوسمین سے ایک

اختیار محصول سے معاف کرنیکا اختیار ہے اور آیین مذکور مین وجود اون اختیارات کا پہلے سے قیاس کر لیا گیا ہے ورنہ دفعہ مذکور بے معنی ہوجاویگی ۔ اب دیکہنا چاہیے کہ الفاظ ضمن (۲) کے کیا ہے ۔ اون کل شخصون کو جنکو اہتمام گذرگاہ عام کا سپرد ہو عام اس سے کہ وہ کوئی محصول ادا کرتے ہون یا نہ کرتے ہون برطبق قبول کرنے اوس عہدہ کے بالتصریح یہہ اعلان کیا جاویگا کہ صاحبان مجسٹریٹ اور جینٹ مجسٹریٹ اختیار تخفیف شرح محصول یا اوسکے ادا کرنے سے معافی عطا کرنیکا اختیار ایسے اوقات پر اور ایسے طریقہ سے خود اپنے اختیار مین رکہینگے جو بنظر بہبودی عامہ خلایق کے مناسب ہو ۔

پس ہم اون الفاظ کو اسطرح پر نہین پڑہ سکتے ہین کہ اونکی مراد بجز اسکے کچہہ اور ہے کہ صاحبان مجسٹریٹ اور جینٹ مجسٹریٹ جنکو اختیار شرح محصول مین تخفیف کرنے اور ادائے محصول سے معافی عطا کرنیکا حاصل ہے وہ اون لوگون کو جو ٹہیکہ گذر کا لیتے ہین اوسکی اطلاع کرتے ہین کہ جسمین وہ لوگ بالتصریح یہہ سمجہہ لین کہ بعض صورتون مین معافی ظہور پذیر ہوسکتی ہے ۔ ہمکو دفعہ مذکور کے اوس جز و پر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے جسمین ذکر اس امر کا ہے کہ جینٹ مجسٹریٹ اون وسایل کو استعمال کریگا تو اوسحالت مین کیا ہوگا ۔ یہہ امر قابل لحاظ کے ہے کہ دفعات ۱۶ و ۱۷ ۔ ایکٹ ۷ ۱۸۷۶ء مین ایک حکم قانونی اس قسم کا ہے لیکن صرف یہہ فرق ہے کہ یہہ امر بعبارت صاف و صریح قرار پایا ہے کہ محصول سے معافی کا اختیار لوکل گورنمنٹ کے ہاتہہ مین رہیگا لیکن یہہ حکم قانونی زمانہ ماضی پر موثر نہین ہے اور حکم مذکور ایکٹ مذکور کے عمل پذیر ہونیکے وقت سے اور اوسکے بعد سے اثر پذیر ہوگا اور قانون مذکور کے دفعہ ۲ سے کافی طور پر ثابت ہے کہ جسکی رو سے احتیاط مناسب واسطے تحفظ اون کل تجاویز اور استقرارات و احکام و قواعد مصدرہ اور اقرارات منعقدہ اور ضمانت ہاے گرفتہ از روے آیین مذکور کے کرائی گئی ہے اور جنکی نسبت یہہ تصور کیا جاویگا کہ وہ تجاویز و استقرارات و احکام وغیرہ حسب منشا ایکٹ ۷ ۱۸۷۱ء کے ہین ۔ پس ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بطور نتیجہ ضروری کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر جیسا کہ ہم تجویز کرتے ہین مسٹر ساندرس صاحب کو ۴ ر نومبر ۱۸۶۸ء کو اون لوگون کو محصول سے معافی عطا کرنیکا اختیار قانوناً بذریعہ تاثیر ایکٹ حال کے حاصل تہا تو وہ معافی بموجب ایکٹ مذکور کے ہوجاتی ہے اور از روے ایکٹ مذکور کے اوسکی وہی تاثیر ہے کہ گویا لوکل گورنمنٹ

سے یہہ معافی کی ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہے ہمین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مرافعہ اول کی رائے صحیح ہی جس نے اپنا فیصلہ بحق مدعیان صادر کیا تہا اور اوسکے فیصلہ مین خلل انداز ہونا نا جائز ہے - یہہ امر قابل تحریر ہے کہ بجز اس امر قانونی کے عدالتین ماتحت کو اپنی تجاویز واقعاتی مین اتفاق ہے - ہم اپیل ڈگری اور ڈگری جج ماتحت کو منسوخ اور ڈگری منصف کو معہ خرچہ کل عدالتون سے بحال کرتے ہین -

---

صفحہ ۱۳۲ انگریزی | ضلع جونپور اپیل دوم نمبر ۱۵۹۴ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲۸ مئی

جبودانند و یککس دیگر بنام کنہیا لال

شفع - واجب العرض کی تعبیر - شرع محمدی -

بمقدمہ شفع مبنی بر واجب العرض کے الفاظ اہم واجب العرض زیر مدرواج شفع کے حسب ذیل تہی بروقت انتقال حصہ مالکانہ کے استحقاق خریداری اول شریک خاندان واحد کو اور بعدہ شریک موضع کو بترجیح شخص اجنب کے پہونچیگا بشرطیکہ شریک مذکور وہی قیمت ادا کرے جسکے ادا کرنیکو شخص اجنب امادہ ہے -

تجویز ہوئی کہ ان الفاظ سے یہہ مقصود تہا کہ خاص رواج شفع کا محدود کر دیا جاوے اور محض یہہ مراد نہین ہے کہ رواج شفع کی بموجب شرع محمدی کے پابندی کیجاوے -

رام پرشاد بنام عبدالکریم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) سے امتیاز کیا گیا

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہونگے -

بنرجی منجانب اپیلانٹان سندر لال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب (ناکس صاحب جسٹس متفق الرائے) یہہ نالش شفع کی ہے اور مشتری اپیلانٹ ہے - مدعی حسب شرائط واجب العرض کے شریک مسلمہ ہے اور مدعا علیہ شخص اجنب ہے - شرائط واجب العرض زیر مدرواج شفع حسب ذیل ہین - بروقت انتقال حصہ مالکانہ کے استحقاق خریداری اول شریک خاندان واحد یعنی خاندان بائع کے اور بعدہ دیگر شرکا موضع کو بترجیح شخص اجنب کے پہونچیگا بشرطیکہ شریک مذکور وہی قیمت ادا کرے جسکے ادا کرنیکو شخص اجنب امادہ ہے -

عدالت ماتحت نے دعوی ڈگری کیا ہے اور مسٹر بنرجی منجانب مشتری اپیلانٹ

نتیجہ کرتے ہین کہ واجب العرض کے اس فقرہ کے روسے محض تعریف ودلی اشخاص کی ہوئی ہے جو کہ حق متعلق بہ رواج شفع کے ہین اور اوسکے روسے رواج کی تصریح یا تعریف نہین ہوئی ہے کہ جس رواج کے لئے شرع محمدی پر نظر کرنا چاہیے کہ جس قانون کے روسے بحالت ہونے معاہدہ یا رواج مخالف کے رواج قائم ہوتا ہے۔ تائید اس راے کے مشار الیہ نے ہمارے توجہ اوپر مقدمہ رام پرساد بنام عبد الکریم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) کے مایل کی ہے کہ جو فیصلہ ذی علم چیف جسٹس از سر بہالی محمود صاحب کا غور کیا ہوا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیصلہ صاف طور پر قابل امتیاز ہے اور جو عبارت اوس مقدمہ کی واجب العرض مین استعمال ہوئی ہے وہ اس عبارت سے جو یہان استعمال کی گئی ہے بالکل مختلف ہے اوس مقدمہ کے واجب العرض مین یہہ عبارت تہی۔ رواج شفع کا بموجب دستور ملک کے مروج ہے اور جیسا کہ مین ذی علم چیف جسٹس کی راے کو سمجہتا ہوان اوس مقدمہ مین کوئی شہادت بغرض استقرار مندرجہ واجب العرض کے اسبارہ مین نہین تہی کہ نوعیت رواج کی کیا ہے اور ذی علم چیف جسٹس نے اوسمین یہہ کہا تہا کہ جس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون یعنے یہہ کہ جب ایسے عام الفاظ استعمال کیے جاوین تو جس رواج پر نظر کرنا چاہیے وہ رواج وہ ہے جو کہ شرع کے ساتہہ مروج ہو یعنی وہ رواج جو از روے شرع محمدی کے تسلیم ہوا ہے۔ لیکن اس مقدمہ مین مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو واجب العرض مین اوس رواج کی تعریف اور تصریح درج ہے کہ جو اور جس فقرہ پر مینے توجہ مایل کرائی ہے اوسکے ہر چہار پہلو مین وہ طریقہ بالخصوص معین ہے کہ جس طریقہ سے اوس رواج کا استعمال اور انتظام ہونا چاہیے ہے۔ بالفاظ دیگر استحقاق شفع ابتداً شریک بلجدی کو اور ثانیاً شریک موضع کو پہونچتا ہے اور بہ نسبت اون دونون کے یہہ شرط ہے کہ اونکو واسطے جایداد مبیعہ کے وہی قیمت دینا چاہیے کہ جو اوس جایداد کے لیے دینے کو شخص غیر طیار ہے۔ جو تعبیر مینے بہ نسبت مقدمہ رام پرساد بنام عبد الکریم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۱۳) کے قایم کی ہے وہ مطابق اوس قول کے ہے جو خود ذی علم چیف جسٹس نے بمقدمہ حسین خان بنام اسیدی بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۳۷) مین اور تحریرات متفق الراے محمود صاحب جسٹس بمقدمہ محمد رستم علیخان بنام بیدار سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ء صفحہ ۴۴۳) مین فرمایا ہے۔ لہذا

مین خیال کرتا ہون کہ دعوی مدعیکا صحیح طور پر ڈگری ہوا ہے اور وہ مستحق شفع جایداد متنازعہ
مقدمہ کا تہا ہر گاہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے تاہم بموجب قاعدہ مندرجہ فیصلہ اجلاس
اجلاس کامل عدالت ہذا کے مین حکم دیتا ہون کہ روپیہ ادا کرنیکی میعاد مین یکم اگست ۱۸۹۱ء
تک وسعت دیجاوے اور ازروے ڈگری کے یہہ استقرار کیا جاویگا کہ اگر اوس تاریخ تک
روپیہ ادا کردیا جاوے تو مدعی جایداد پاویگا اور اگر اوس تاریخ تک روپیہ نہ ادا کیا جاوے
تو نالش مدعی معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی۔ بنظر اسکے کہ اس امر مین شبہہ نہ رہی مین یہہ اور
کہنا بہتر سمجہتا ہون کہ تاریخ معینہ پر روپیہ ادا ہو جانیکی حالت مین مدعی اپنا خرچہ بابت عدالتونکی پاویگا

نظیر ۳۰۳ انگریزی | ضلع مراداباد | اپیل دوم نمبر ۹۲ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۱۸ جون

عباس علی وغیرہم بنام غلام نبی

شفع۔ واجب العرض۔ موضع جو ایک محال تہا منقسم ہو کر دو محال ہوا اثر تقسیم مذکور کا۔

ایک موضع کی واجب العرض مین جو محال واحد تہا شرط ذیل درج تہی۔ ہر شریک کو اختیار اپنے کل یا جزو جایداد کے انتقال کرنیکا بلحاظ حق شفع کے حاصل ہوگا۔ موضع مذکور بعد ازان دو محال مین منقسم ہو گیا۔

تجویز ہوی کہ موضع کی تقسیم سے واجب العرض مرتبہ سابق غیر متعلق نہین ہو گیا۔

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

امیر الدین منجانب اپیلانٹان | غلام مجتبی منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے نفاذ حق شفع کے تہی۔ عرضی نالش مین
مدعیان نے جواب اپیلانٹ مین یہہ استدعا کی تہی کہ ہمکو جایداد متنازعہ پر باستحقاق شفع بموجب
شرع محمدی و واجب العرض موضع یعنی دونون کے بموجب دخل دلادیا جاوے۔ نامبردگان
نے اپنی عرضی نالش کے ساتہہ اوس واجب العرض کی نقل داخل کی تہی اور اوسکو ملاحظہ
کرنیسے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو ذکر حق شفع کا اوسمین ہے وہ صرف فقرہ مندرجہ ذیل مین ہے
ہر ایک حصہ دار خالصہ ملک کو اختیار انتقال اپنی اپنی حیثیت جزو و کل کا بلحاظ
حق شفع حاصل ہے امر تجویز طلب اس شکل سے پیدا ہوتا ہے۔ جب واجب العرض مرتب
ہوا تہا اوسوقت موضع دلوار اغیر منقسمہ تہا۔ بعدہ وہ دو محال مین منقسم ہو گیا تہا اپیلانٹ

اوسکا بائع منجملہ اون دو محالون کے ایک محال موسومہ رنگ سفید کے حصہ دار ہین مشتری
اوسی موضع کی دوسری محال کا حصہ دار ہے اور میرے نزدیک وجہ بیان ہوئی ہے کہ چونکہ
بعد تقسیم کے کوئی واجب العرض جدید مرتب نہین ہوا ہے لہذا اس دعوی کا فیصلہ بموجب
شرع محمدی کے ہونا چاہیے۔ اوس قانون کے رو سے بطور امر اصول کے ترجیح اوس شخص کو
دینا چاہیے جنکی اراضی یا حصہ ملحق یا اوس سے بہی زیادہ قریب جائداد مبیعہ کے ہے
مسٹر امیر الدین یہہ اصرار کرتے ہین کہ چونکہ اپیلانٹان اوسی محال مین رہتے ہین کہ جسمین
بائع رہتا ہے لہذا اونکو استحقاق شفع بترجیح مشتری کے حاصل ہے جو دوسرے محال مین رہتا
ہے۔ مشار الیہ نے ہمارے روبرو بتائید اس حجت کے دو فیصلون پر استدلال کیا ہے کہ
کسی واجب العرض مین بہ نسبت رواج شفع کے صرف ان الفاظ کا ذکر ہے کہ بلحاظ حق شفعہ کے
تو شرع محمدی کے اصولون کی پوری پوری تعمیل ہونی چاہیے۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اون نظایر کو کوئی تعلق مقدمہ حال سے ہے بلکہ
اسکے مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ایسا ہے جسمین جس اصول سے عدالت ہذا کو ہدایت لینا چاہیے
وہ وہ اصول ہے جو مقدمہ گوکل سنگہ بنام منون لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲
صفحہ ۷۷) اور مقدمہ محمد ولایت علیخان بنام عبد الرب (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۹۹)
مین درج ہے۔

منجملہ رسپانڈنٹان کے ایک رسپانڈنٹ مہربان النسا مشتریہ میری رائے مین از روے
شرایط واجب العرض مدخلہ خود اپیلانٹان بتائید اپنے دعوی کی بدرجہ مساوی اپیلانٹ کے
ساتہہ مستحق ہے اور چونکہ قابض ہے وہ مستحق ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکہا جاوے۔
مین اپیل ڈسمس کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فیصلہ او ڈگری عدالت اپیل کے معہ خرچہ بحال رکہا جاوے۔

ضلع الہ آباد اپیل دوم نمبر ۶۹ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۸ جون (صفحہ ۱۳۳ انگریزی)

محمد سادی و یک دیگر بنام محمد عبد الرزاق

شفع۔ واجب العرض کی تعبیر۔ موضع زمینداری خالص۔

موضع زمینداری خالص کی واجب العرض مین ایک ضمن مشعر عطا کرنے حق ہر حج خریداری
بلحاظ مقاربت بحق اوس شریک کے تہا جو وہی قیمت ادا کر سکے اوہ بہر حال شخص غیر دیتا ہے۔
تجویز ہوی کہ الفاظ بلحاظ مقاربت کو حسب حالات مقدمہ کے تعلق قریب رشتہ مندی سے ہی اور دو مقام

مہادیو پرساد بنام صاحب بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۴ صفحہ ۳۴۴) سے امتیاز کیا گیا۔

سندرلال بجناب اپیلانٹان نراین پرشاد و لالہ رام جیون سنگھ بجناب رسپانڈنٹان

ناکس صاحب جج جسٹس۔ یہہ دعوے منجانب مدعیان جو میرے روبرو اپیلانٹان ہین واسطے دخل کامل و پر کسی جایداد کے بنفاذ استحقاق شفع کے ہے جسکا دعوے اونہون نے اپنی عرضیدعوی مین مسل ابتدائی جایداد کے حسب مضامین واجب العرض کے کیا ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے اس دعوے کو ڈگری کیا تہا۔ منصف جج نے جو حاکم اجلاس کنندہ عدالت اپیل ماتحت کے ہتے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو منسوخ کیا تہا اور اپنا فیصلہ الفاظ مندرجہ واجب العرض پر کہ جسکی تعبیر بمضمون عبارت حصہ داران قریبی ہو مقدمہ مہادیو پرشاد بنام صاحب بی بی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۴ صفحہ ۳۴۴) کے بموجب کی ہتی مبنی کیا ہے

الفاظ واجب العرض مقدمہ ہذا کی یہہ ہین۔ بحالت انتقال حقیت اول استحقاق خریداری شرکا کا بلحاظ مقاربت اس حقیت پر جو شخص غیر دہی مقدم سمجہا جاویگا۔

پس اپیلانٹان عدالت ہذا یہہ حجت کرتے ہین کہ واجب العرض عوض مرجہ انکے مقدمین سمجہتا ہے اور عبارت مقاربت کے نسبت یہہ قرار پانا چاہیے کہ وہ متعلق رشتہ مندی کے ہے اور چونکہ ہر صورت سے اونکی حقوق مساوی حقوق مشتری کے ہین لہذا قاعدہ شرع محمدی کی تعمیل ہونی چاہیے اور بموجب شرع محمدی کے وہ مستحق ترجیح کے ہین۔ یہہ امر قابل تحریر ہے کہ مشتری شریک اوسی محال کا ہے جسکا شریک بایع ہے لیکن کسی طرحپر بذریعہ نسب کے اوسکو اوسکے ساتھ کچہہ تعلق نہین ہے۔ مجہکو حوالہ اوس مقدمہ منا لال بنام لال بہادر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۴ صفحہ ۵۷۶) اور نیز مقدمہ گورسرن سنگہ بنام اکہانندن سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۹ صفحہ ۱۶۲) کے دیا گیا

جس موضع مین جایداد متنازعہ واقعہ ہے وہ خالص زمینداری کا موضع ہے اور چونکہ صورت یہہ ہے میری یہہ راے ہے کہ حجت معقول ہے اور عبارت مقاربت کی تعبیر اسطرحپر ہونا چاہیے کہ گویا اوسکو تعلق نسب یا رشتہ مندی کے قربت سے ہے۔

مقدمہ محولہ ذیل تجہ مین مجہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بہائی محمود صاحب اپنے کو اوس تعبیر کے قایم کرنیکو مجبور سمجہا تہا بشرطیکہ وہ یہہ کہہ سکون جو معزز الیہ نے الفاظ حصہ داران قریبی کے بوجہ خاص حالات مقدمہ مذکور کے قایم کی ہتی۔

لہذا مین یہہ حکم دیتا ہون کہ یہہ اپیل بموجب دفعہ ۵۶۲ کے مع نقل اس حکم کے عدالت اپیل ماتحت مین بدین ہدایات واپس ہو کہ اپیل مذکور رجسٹر مین اپنی ابتدائی نمبر پر پہر قایم کیا جاوے اور اوسکی تجویز روداد مین کارروائی کیجاوے خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا

ضلع بریلی اپیل اول نمبر ۱۵۷ سنہ ۱۸۸۵ء منفصلہ ۱۸ اپریل [margin: ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳۹]

کشن لال بنام محمد صفدر علیخان وغیرہم

اجرا ڈگری۔ نیلام صیغہ اجرا ڈگری کی۔ نیلام کا منسوخ ہوجانا۔ نالش خریدار نیلام واسطے واپسی زر ثمن نیلام کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۵ و ۳۱۵۔

جب خریدار نیلام اوس زر ثمن نیلام کو جو اوس نے بابت جایداد نیلام شدہ صیغہ اجرا ڈگری کے ادا کی ہے اس بنیاد پر واپس کرنا چاہتا ہے کہ وقت نیلام کے مدیون ڈگری کو کوئی حقیت قابل نیلام اوسمین حاصل نہتی تو وہ مجاز ہے کہ کاروائی بذریعہ نالش نمبری بمقابلہ اوس شخص کے کرے جسکے ہاتھ مین قیمت مذکور بطور حصہ رسدی شخص مذکور بمجملہ زر ثمن جایداد مدیون ڈگری حسب دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آئی ہو۔ خریدار نیلام مذکور ضابطہ صیغہ اجرا ڈگری متذکرہ دفعہ ۳۱۵ مجموعہ مذکور پر محدود نہین ہے۔

منا سنگہ بنام گجادہر سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۷۷) کی تقلید ہوئی۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہونگے۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ کالون منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے بازیافت اوس زر ثمن نیلام کے دایر ہوئی ہے جو مدعی نے ادا کیا ہے اور جو بعد ادا کرنے کے درمیان دائنان کوٹھی لچھمین نراین کے تقسیم ہوگیا تہا۔ مدعا علیہ نمبر ا منجملہ اون دائنان کے ایک دائن ہے لچھمین نراین کے کوٹھی کا دیوالہ ہوگیا ہے۔ دائنان نے متعدد ڈگریان بمقابلہ کوٹھی مذکور کے حاصل کی تہین جنکے عملت مین جایداد کوٹھی کی وقتاً فوقتاً نیلام کرائی گئی اور روپیہ وصول کیا گیا تہا۔ ۴ نومبر سنہ ۱۸۸۵ء کو ایک جایداد لچھمین نراین کی کوٹھی کی ایک ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوئی تہی۔ ۵ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کو نیلام برطبق عذرداری مدیون ڈگری کے منسوخ ہوگیا تہا۔ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء کو اوس نیلام کے خریدار نے اپنی نالش واسطے استقرار اس امر کے دایر کی کہ نیلام مذکور جایز ہے۔ ۷ مارچ سنہ ۱۸۸۴ء کو جج ماتحت نے جنکی عدالت مین وہ نالش تہی اوسکو ڈسمس کیا۔ خریدار نے اس عدالت مین اپیل کیا تہا اور ۴ مئی سنہ ۱۸۸۵ء کو عدالت ہذا نے دادرسی متدعیہ کی بدین تجویز ڈگری کی تہی کہ چونکہ مدعا علیہم نے اقبال دعوی داخل کیا ہے لہذا مدعیان خریداران مستحق ڈگری کے ہین۔ ۱۰ ستمبر

۱۸۸۸ء کو خریداران مذکور نے دخل حاصل کیا تہا۔ اب ہم اوس تعلق کو بیان کرتے ہین جو مدعی مقدمہ ہذا کو جایداد سے ہے۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو وہی جایداد ایک دوسرے ڈگری کے اجرا مین کہ جو ڈگری بمقابلہ کوہٹی لچھمن نراین کے حاصل کی گئی تہی نیلام ہوئی اور مدعی نے بعوض مبلغ [illegible] کے خرید کی تہی کہ جسمین اخراجات نیلام بہی شامل ہین ۴ دسمبر ۱۸۸۶ء کو نیلام ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کا منظور ہوا تہا۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو مدعی نے چہارم زرثمن نیلام کا ادا کر دیا تہا۔ جو رقم اوس وقت ادا ہوئی تہی وہ یعنی صمہ [illegible] خزانہ بریلی مین بنام جج ماتحت عام مذکور کے بمد امانت عدالت دیوانی کے داخل ہوئی تہی۔ بلا اختیار حاکم مناسب کے جو درباره جمع کرنے روپیہ کے دیا جاتا ہے خزانہ مین روپیہ نہین لیا جاتا ہے۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو بقیہ زرثمن ادا کیا گیا تہا اور اوسمین سے مبلغ [illegible] اوسیطرح پر خزانہ مین جج ماتحت کے حساب مین داخل ہوا تہا۔ اون رقوم کے داخل ہونیکے اختیار سے وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین کہ جن سے ان رقوم کا ادا ہونا ظہور پذیر ہوا ہے۔ اظہارات مذکور محض اظہار واسطے اغراض عدالت جج ماتحت کے ہین۔ مدعا علیہ نمبر ۱ عدالت ہذا مستحق حصہ رسدی اوس روپیہ کا تہا جو بعد ۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے وصول کیا گیا تہا۔ یعنے ہر وصول کی صورت مین وہ بموجب دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستحق حصہ رسدی کا تہا۔ کل میزان اوس روپیہ کی جو اوسکو واجب یافتنی تہا [illegible] ہے۔ میزان اوسکی رسدی حصون کی [illegible] ہوئی اور یہہ رقم [illegible] کی جس سے اوسکی رسدی حصون کی تعداد کوئی بارہ رقوم وصولی مین ہوتی ہے اوسکو خزانہ سے برطبق احکام عدالت جج ماتحت کے ادا کی گئی تہی۔ یہہ روپیہ دو رقمون مین ادا کیا گیا تہا۔ ایک رقم صمہ [illegible] ازروئے دو چک نمبری ۱۳۴ کے اور دوسری رقم صمہ [illegible] ازروئے دو چک نمبری ۲۶۴۳ کے۔ اس اخیر دو چک سے بحوالہ پچھلے نمبرون کے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت کی کتاب مین رقم صمہ [illegible] کی جو ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تہی محسوب ہوگی۔ بطور امر واقعہ کے وہ صمہ [illegible] کی رقم حصہ رسدی مدعا علیہ کا اوس روپیہ مین نہین ہے جو بذریعہ نیلام موسومہ مدعی کے وصول ہوا ہے بلکہ اوس سے اوسکا رسدی حصہ اوس روپیہ کا بشمول جزوی حصہ دیگر رقوم وصولی کے ظاہر ہوتا ہے۔ مدعی مقدمہ ہذا نے نالش بنام مدعا علیہ واسطے بازیافت رقم صمہ [illegible] معہ سود کے اس بنیاد پر دائر کی ہے کہ چونکہ ازروئے ڈگری

عدالت ہذا نیلام سابق جائز ہوگیا ہے پس کوئی حقیت قابل نیلام مدیونان ڈگری کے اوس جایداد میں نہیں تہی جو اوس نے خرید کی ہے۔ عرضی نالش کے فقرہ ہشتم مین یہہ بیان ہوا ہے کہ مدیون ڈگری کا کوئی استحقاق قابل نیلام موضع سید پور مین نہین تہا اور مدعیکو بطور معاوضہ اوس روپیہ کے جو اوس نے ادا کیا ہے کچہہ نہین ملا ہے۔ بیان تحریری مین اوس بیان کی کچہہ تردید نہین ہوی ہے بلکہ چند جواب ہی پیش کیگئی تہین مثلاً یہہ کہ نیلام موسومہ مدعی ابتک قائم ہے۔ لہذا باعتبار سوال جواب کے ہم یہہ امر مسلمہ تصور کرتے ہین کہ بوقت نیلام موقوعہ ۴ ستمبر ۱۸۸۸ء کے مدیونان ڈگری کی کوئی حقیت قابل نیلام جایداد مین نہین تہی۔ ہمکو یہہ مقدمہ اس بنیاد پر طے کرنا چاہیے کہ حسب منشاء دفعہ ۳۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مدیونان ڈگری کی کوئی حقیت قابل نیلام بوقت نیلام موسومہ مدعی کے نہین تہی۔

منجملہ دیگر امور کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اگر مدعی کو کوئی چارہ کار حاصل تہا تو یہہ تہا کہ زرثمن نیلام بموجب دفعہ ۳۱۵ مجموعہ کے بتوسط اوس عدالت کے واپس لیتا جس نے ڈگری جاری کی تہی۔ ہماری راے مین بتائید اس حجت کے بہت کچہہ کہا جا سکتا ہے لیکن ہم پابند فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ منا سنگہ بنام گجادہر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۷۷) کے ہین جسمین بالتصریح یہہ تجویز ہوی ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے خریدار ڈگریدار پر نالش واسطے بازیافت زرثمن کے کر سکتا ہے اور کارروائی صیغہ اجراے ڈگری متذکرہ دفعہ ۳۱۵ پر محدود نہین رکہا گیا ہے۔ ہمارے روبرو مقدمہ کہنی مو یدین بنام تارایل مو یدین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۱۰۱) کا حوالہ دیا گیا ہے جسمین یہہ کارروائی ہوئی تہی کہ جو شخص روپیہ واپس چاہتا تہا اوس نے ایک نالش مین یہہ ثابت کیا تہا کہ مدیون ڈگری کو کوئی حقیت قابل نیلام حاصل نہین تہی اور بموجب دفعہ ۳۱۵ کے عدالت مناسب مین واسطے واپسی زر مذکور کے گیا تہا۔ جج ماتحت نے اسمقدمہ کی تجویز کی اور دعوی مدعیکا ڈسمس کیا۔

ہماری راے مین بموجب فیصلہ اجلاس کامل کے جسکا ہمنے ذکر کیا ہے ہمکو چاہیے کہ مدعی کو ڈگری بابت اوس حصہ رسدی کے عطا کرین جو مدعا علیہ نے منجملہ ۸ ہزار وصول کیا ہے صاف طور پر کہتے تو یہہ ہے کہ جو مدعی نے بابت خریداری کے ادا کیا ہے

ہم مدعی کو پوری صحت .... نہین دے سکتے ہین کیونکہ بجز مبلغ .... کے مدعا علیہا اول نے اور کچھہ نہین پایا ہے جو مدعی نے بابت خریداری نیلام مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۸۵ء کا ادا کیا ہے۔ مبلغ .... بطور اوس حصہ رسدی کے معقول ہے جو مدعی کے روپیہ مین سے مدعا علیہ نمبر ۱ نے وصول کیا ہے۔

ہم ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتے ہین اور ڈگری بحق مدعی بابت مبلغ .... معہ خرچہ رسدی تدبسمی اوسکے بقیہ دعوے معہ خرچہ رسدی کے صادر کرتے ہین۔ ہم سود اسوجہ سے نہین دلاتے ہین کہ ہم خیال کرتے ہین کہ کوئی اصل بنیاد کل روپیہ دعوے کر سکنے کی نہین تھی۔

ضلع گورکھپور — اپیل اول نمبر ۸۳ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۸ مئی

صفحہ ۱۳۹ انگریزی

گوبند ناتھہ تیواری بنام گجراج متی ٹھکراین وغیرہم

نالش واسطے صدور ڈگری استقراریہ کے۔ استقرار مستدعیہ کہ بعض جایداد موروثی ومشترکہ ہے اور فلان ڈگری کے اجرا مین قابل نیلام نہین ہے۔ رسوم عدالت جو نالش مذکور پر قابل ادا ...

مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین دادرسی ہاے مستدعیہ کی تصریح اسطرح پر کی تھی

(۱) عدالت سے یہہ استقرار کردیا جاوے کہ جایداد متذکرہ تحت عرضی نالش جایداد مشترکہ وموروثی مدعیان کا ہے اور بعلت ڈگری مدعا علیہم نمبر ۴ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۳ء جو بنام مدعا علیہ نمبر ۱ کے ہے قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے۔ ۲۔ یہہ کہ خرچہ نالش بھی بذریعہ ڈگری کے دلایا جاوے۔ تعین نالش کا ملحاظ زر ڈگری و مالیت جایداد بقدر مبلغ ... ہزار کے کیا گیا ہے۔ ۳۔ دیگر دادرسی بھی جسکی مدعیان حسب تجویز عدالت مستحق ہون عطا کیجاوے۔

تجویز ہوئی کہ نالش کی نسبت یہہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ نالش صرف واسطے ایک ڈگری استقراریہ کے بلا چارہ کار مستلزمہ کے ہے اور عہ کا رسوم عدالت کافی ہے۔

مدعیان نے اپنی نالش عدالت جج ماتحت گورکھپور مین واسطے استقرار اس امر کے دایر کی تھی کہ بعض جایداد مشترکہ موروثی ہے اور اوس ڈگری کے علت مین قابل قرقی نہین ہے جسمین بعض مدعا علیہم فریق ہین۔ نامبردگان نے اپنی عرضی نالش پر عہ کا رسوم عدالت ادا کیا ہے۔ جج ماتحت نے دعوے مدعیان بلا تجویز رودادی کے اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ بلحاظ احکام دفعہ ۴۲ ایکٹ اسپشل ریلیف ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) کے قابل

پذیرائی کے نہین ہے - تب مدعیان نے ہائیکورٹ مین مسل مدالمعہ رافع اولی کے عہ کا
رسوم عدالت ادا کرکے اپیل کیا ہے - رسپانڈنٹیاں نے ایک عذر ابتدائی یہہ پیش کیا ہے
کہ دو لفظون عدالتو نمین رسوم عدالت ناکافی ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے اندرا اپیل ڈسمس
ہونا چاہیے - لیکن قبل فیصل کرنے اس عذر کے عدالت (محمود صاحب جسٹس و ینگ صاحب
جسٹس) نے اسٹامپ افسر عدالت سے بہ نسبت کافی ہونے اسٹامپ کے رپورٹ طلب
کی افسر مذکور کی رپورٹ حسب ذیل ہے -

رپورٹ

اپیل اول نمبر ٣٠ ١٨٩١ء مین نالش ڈسمس ہوئی ہے اور مدعی اپیلانٹ مدالت بنا کی
جس دادرسی کا وہ دعویدار ہے اور جو عرضی نالش سے ظاہر ہوتی ہے وہ حسب ذیل
ہے - کہ جایداد موروثی مشترکہ مدعی کی ہے اور بعلت فلان ڈگری قابل قرقی وغیرہ کے نہین ہے
بلاشبہہ وہ مستدعی کسی چارہ کار مستلزمہ کا نہین ہے اور اوسکا مقدمہ اپیلانٹ
مقدمہ اپیل اول نمبر ٩٩ ١٨٨٦ء کے مقدمہ سے مختلف ہے کیونکہ اوس مقدمہ مین عدالت
ماتحت نے چارہ کار مستلزمہ یا بدرجہ اقل وہ شے عطا کی تہی جو تا صدور زیادہ حال کے فیصلہ
کے چارہ کار مستلزمہ خیال کیا جاتا تہا -

پس صرف یہہ امر تجویز طلب ہے کہ آیا وہ ایک استقرار سے زیادہ کا مستدعی ہے یا نہین
عرضی نالش کے الفاظ سے بلاشبہہ ایسا نظر آتا ہے کہ گویا دو جداگانہ استقرارون
کی استدعا کی گئی ہے - (١) کہ جایداد مدعی کی ہے اور (٢) کہ وہ فلان ڈگری کی علت مین
قابل قرقی کے نہین ہے -

اگر جزو دوم ضرورتاً بطور نتیجہ استدعا اول کے برآمد نہین ہوتا ہے تو مین خیال
کرتا ہون کہ دو استقرارون کی استدعا کی گئی ہے اور ہر استدعا پر عہ کا اسٹامپ لگانا چاہیے
کیونکہ ایسی صورتین قیاس مین آسکتی ہین جنمین اس استقرار مین کہ جایداد مدعی کی ہے یہہ
بحث داخل نہین ہو سکتی ہے کہ وہ فلان مقدمہ مین قابل قرقی نہین ہے -
لیکن اگر استدعا اخیر بالضرور نتیجہ درخواست اول کا ہے اور اس استقرار مین کہ جایداد
مدعی کی ہے اوسکی کسی ڈگری مین قرق ہونیکی ذمہ داری سے برأت متعلق ہے تو مین
خیال کرتا ہون کہ چونکہ واقعہ ایکٹ رسوم عدالت کا ایک امر از قسم مالگذاری کے ہے اور

الیسا ہے جسکی تعبیر بسنجیدگی ہونی چاہیئے اور جہانتک ممکن ہو اوسپر مفید اہل مقدمہ کے غور ہونا چاہیئے اور اون دونون استدعاون مین صرف ایک ہی استدعا متصور ہوتی ہے لیکن اظہار مختلف طریقون مین ہوتا ہے اور عـہ کا اسٹامپ کافی ہوگا۔

بعدہ یہہ مقدمہ روبرو ایج صاحب چیف جسٹس اور محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور معززی الیہم نے حکم ذیل صادر کیا۔

سندر لال منجانب اپیلانٹ کالن و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس۔ باعتبار رپورٹ عہدہ دار متشخص اسٹامپ عدالت ہذا کے اسٹامپ کافی ہے۔ عدالت ماتحت کو تجویز روداد مقدمہ کی اور فیصلہ بلحاظ شہادت اور قانون کے جو اوس سے متعلق ہو اس امر کے نسبت کرنا چاہیے کہ آیا مدعیان مستحق اوس استقرار کے ہین یا نہین جسکی وہ استدعا کرتے ہین۔ ہم ڈگری زیر اپیل کو منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بھیجتے ہین کہ اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کیا جاوے خرچہ عدالت ہذا اور جو ابتک عاید ہوا ہے نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع اعظمگڈہ اپیل دوم نمبر ۵۰۸ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۶ مئی

گیا سنگہ وغیرہم بنام اودت سنگہ

اسامی ساقط المالکیت۔ استحقاق ساقط المالکیت کا ترک کرنا۔ ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹ و ۱۳۱۔

اگرچہ اسامی ساقط المالکیت اپنی حقوق اوس حیثیت سے معاوضہ منتقل نہین کرسکتا ہے تاہم اوسکو اپنے حقوق زمیندار کے بخوشی ترک کردینے مین کوئی امر مانع نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

نبلٹ منجانب اپیلانٹان عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ بنظر منکشف کرنے اوس نتیجہ کے جو مینے اخذ کیا ہے واقعات اسمقدمہ کی مفصل بیان کرنا ضروری ہے۔ مسمی گیا سنگہ اور اوسکا بھائی گنجبہاری اور اوسکا بیٹا ابلدیو مالکان حقیت زمینداری بگیہ دام واقعہ ضلع اعظمگڈہ کے تھے۔ اوس بگیہ دام حقیت کے متعلق ایک حقیت واقعہ بعض اراضیات سیر کے تھی جسکو گیا سنگہ اور اوسکا بھائی اور

اوسکا بیٹا کاشت کئے ہوے تہے۔ اودت سنگہ مدعی حال رسپانڈنٹ نے ایک نالش بنام
گیا سنگہ کے دایر کی ہتی اور اس ڈگری کے اجرا مین جایداد و نیلام کرائی اور نیلام مین خرید
کی۔ اوس خریداری کے بعد گنجہاری اور ملیتی سنگہ بہائی اور بہتیجے گیا سنگہ کے واسطے
منسوخی اوس خریداری کے نالش کی اور اوس نالش مین اودت سنگہ مدعی حال اور گیا
کو فریق کیا تہا۔ عدالت مرافعہ اولی نے اوس نالش کو ڈسمس کیا تہا اوسکے بعد مدعیان نے
عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا۔ جبکہ وہ اپیل دایر تہا فریقین مین صلحنامہ ہوگیا جسکا یہہ خلاصہ
ہے کہ نالش مدعیان کی بقدر دو ثلث جایداد کے ڈگری ہوتی اور بہ نسبت بقیہ کے ڈسمس
ہوئی ہے اوس صلحنامہ مین جسمین کل فریق شریک ہوے تہے گیا سنگہ نے اپنے حقوق
واقعہ جایداد ایک ثلث بحق اودت سنگہ مدعی حال ترک کردی ہتی اور نا مبردہ نے یہہ
اقرار کیا تہا کہ نہ اب اور نہ کسیوقت اینده مین وہ کوئی دعوی بابت اراضی سیر کے کریگا اور
نہ کوئی دعوے بابت اپنے حقوق ساقط الملکیت کے پیش کریگا۔ اوس صلحنامہ کی بنا
پر ۲ اپریل ۱۸۸۵ء کو ڈگری مرتب ہوئی ہتی۔ اوس ڈگری کے ذریعہ سے دو ثلث دعوی
مدعیان کا ڈگری ہوا تہا اور اونکا بقیہ دعوے ڈسمس ہوا تہا۔ ۵ر جولائی ۱۸۸۸ء کو اودت
مدعی حال نے اس نالش کے عدالت مین ایا اور مختصر یہہ ہے کہ اوس نے یہہ بیان کیا
کہ بعد صدور ڈگری مورخہ ۲ اپریل ۱۸۸۵ء کے کہ ایک ثلث سیر متعلقہ ایک ثلث حقیت
زمینداری ازان گیا سنگہ پر دخل حاصل کرنیکے بعد یعنی ۲۶ر جولائی ۱۸۸۵ء کو دخل پانیکے
بعد اور اراضی سیر مذکور کو کاشت کرنیکے بعد ۲۶ر دسمبر ۱۸۸۵ء کو اوس ایک ثلث سیر کی دخل
مین خلل ایا اور جو فصل اوس نے جوتی ہتی وہ اوٹہالی گئی اور تاریخ نالش تک وہ بیدخل
رکہا گیا ہے اور اس لئے اوس نے دعوے صدور ڈگری دخل مشترکہ ۲ بیگہ ۱۰ بسوہ ۱۳ بسوانسی
منجملہ ۷ بیگہ ۱۲ بسوہ کے جو ایک ثلث حقیت گیا سنگہ کی ہے اور واسطے خسارہ بشکل منافع
کے جس سے وہ محروم رکہا گیا ہے بقدر مبلغ ۱۵۱۱ روپیہ ۹ انہ کے کیا ہے عدالت مرافعہ اولی نے
دعوے مدعیکا جزو ڈگری کیا ہے گو عدالت موصوف نے اوسکے اس بیان کو نفی کیا
ہے کہ اوس نے سیر پر دخل پایا تہا اور اوسکو ۴۴ روپیہ بطور خسارہ کے بہی دلائے ہین۔
عدالت اپیل ماتحت نے جسکے حضور مین مدعا علیہم نے اپیل کیا تہا عدالت مرافعہ اولی کے
اوس فیصلہ کو خصوصاً بدین تجویز بحال رکہا کہ از روے مضامین صلحنامہ اور ڈگری کے

گیا سنگہ نے اپنے حقوق ساقط الملکیت کو ترک کر دیا تھا۔ اب اپیل دوم مین منجانب مدعا علیہم اپیلانٹیان کے یہہ حجت ہوی ہے کہ بوقت صلحنامہ ۱۸۸۵ع کے جو کچھہ ہوا تھا وہ بمنزلہ انتقال منجانب گیا سنگہ بابت اپنے حقوق ساقط الملکیت کے ہے اور اوس صورت مین چونکہ ایسا انتقال قانوناً ممنوع ہے انتقال مذکور تسلیم نہین ہو سکتا ہے اور یہہ کہ اگرچہ مدعا علیہم اوس صلحنامہ مین فریق تھے تاہم وہ اس عذر کے قایم رکھنے کے مستحق ہین جو اونہون نے اب پیش کیا ہے اور معاملہ کی اوس ناجوازی کو پیش کر سکتے ہین جسمین وہ شریک تھے بلاشبہہ ایک سند بتائید اوس اخیر حجت کے مقدمہ پہلی بنام ماتا بدل (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۳ع صفحہ ۱۹) مین ہے اور مین اوس امر سے اختلاف نہین کرتا ہون جو جج نے اوس موقع پر کہا تھا اور نہ مین یہہ تجویز کرنا چاہتا ہون کہ مدعا علیہم وہ جوابدہی نہین کر سکتے ہین جو اونہون نے پیش کی ہے۔ لیکن جو امر میرے ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا جو کچھہ بروقت صلحنامہ کے ہوا تھا وہ بمنزلہ انتقال حقوق ساقط الملکیت کے ہے یا نہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس امر سے ایک لحظہ بھی انکار نہین ہو سکتا ہے کہ اگر انتقال بمعاوضہ زر نقد خواہ اور طور پر کاشت ساقط الملکیت کا ہوتا تو وہ قانوناً ممنوع ہوتا اور بعدالت ہذا سے تسلیم نہین کیا جا سکتا۔ لیکن مقدمہ اجلاس کامل گلاب سنگہ بنام اندر سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۳ع صفحہ ۴۷۵) مین یہہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اگر انتقال قانوناً ممنوع ہوگا تاہم بحث سادہ ترک کی بنیاد مختلف پر قایم ہوگی اور مقدمہ مذکور مین موقع مابعد کے لئے یہہ امر تجویز طلب چھوڑ دیا گیا تھا۔

پس جیسا کہ مین ایکٹ لگان کو سمجھتا ہون اور فی الحقیقت مینے اپنی راے کامل طور پر بہ نسبت معنی دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان کے بمقدمہ اجلاس کامل اخرالذکر بیان کر دی ہے قانون کے رو سے اسامی دخیلکار جو بشرح معین ہو اپنی کاشت مقبوضہ کے انتقال کر دینے سے ممنوع کیا گیا ہے لیکن ایکٹ مذکور کے چہار پہلو مین بھی حکم ہے کہ وہ اپنی کاشت کو ایسے طور پر ترک کر سکتا ہے کہ جس سے وہ اوسکے لگان کے ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاوے اور اوسکا ایک طریقہ جس سے یہہ کام کیا جا سکتا ہے دفعہ ۳۱ مین اور دفعات مابعد ایکٹ مذکور مین محکوم ہے۔ پس اگر کوئی اسامی بغرض اپنے سبکدوشی کے ذمہ داری لگان سے اپنی کاشت کو ترک کر دے تو مین یہہ نہین سمجھتا ہون کہ کیون کوئی ممانعت عام بربناد

وجوہ مصلحت عام یا دیگر وجوہ کے بنا پر کسی شخص کے اس امر کے کہنے مین مانع ہوسکتی ہے کہ مین آیندہ
کسی خاص اراضی کو کاشت کرنا نہین چاہتا ہون یا قبضہ داری کے کسی خاص استحقاق کو استعمال کرنا نہین
چاہتا ہون یا کسی خاص جز و اراضی پر قابض رہنا نہین چاہتا ہون ۔ اور بجز اوس صورت کہ قانون مین
کوئی بہت صاف و صریح ممانعت اوسکی اس فعل کے کرنیکے لئے ہو مین بلاشبہہ یہہ تجویز نکرونگا کہ کسی
کوئی ممانعت ہی اسمین جبکہ نہین ہے کہ حق ساقط الملکیت جو گیا سنگہ نے بروقت بیع اپنے حقوق
مالکانہ موسومہ مدعی کے حاصل کیا تہا وہ بنام مدعی بعوض معاوضہ زرنقد یا مساوی اوسکے بیع یا منتقل
ہوگیا ہے ۔ جو کچہہ صلحنامہ مین بیان ہے وہ یہہ ہے کہ گیا سنگہ اقرار کرتا ہے کہ اب یا آیندہ کسی وقت
کوئی دعوی بہ نسبت اراضی سیر کے نکریگا اور نہ کوئی دعوی بہ نسبت اپنی استحقاق ساقط الملکیت کے
کریگا ۔ مجہے اوس امکانی وقت پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے جو دیگر لازمات دفعہ ۹ ۔ ایکٹ لگان سے
پیدا ہوتی ہے یعنی وہ دقت جو متعلق حق حقوق اون اشخاص کے جو کاشتکاری دخیلکاری مین
اہل غرض ہون کیونکہ اس خاص مقدمہ مین وہ اشخاص اوس صلحنامہ مین شریک ہوتے تہے جسکے رو سے
اوس نے وہ ترک کیا ہے جو اوس نے کیا ہے ۔
اندرینحالات میری یہہ راے ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے صحیح راے قایم کی ہے اور اوسکی
تعبیر مناسب قایم کی ہے جو گیا سنگہ نے بروقت صلحنامہ ۱۸۸۵ء کے کیا تہا اور یہہ کہ مدعی کے حق میں ڈگری
صحیح طور پر صادر کی گئی ہے جسکے رو سے وہ مستحق شراکت سیر متعلقہ حقیت زمینداری بقدر ایک ثلث
اوس سیر کے قرار پایا ہے جسپر گیا سنگہ متمتع ہوتا رہا ہے اور جسکی نسبت اوس نے کل دعاوی متعلقہ حقیت
مذکور کو ترک کر دیا ہے ۔
مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون ۔
ناکس صاحب جج ۔ مین اسمقدمہ کے واقعات کو بیان نکرونگا کیونکہ میرے ذیعلم بہائی اسٹریٹ
صاحب اونکو پورے طور پر بیان کر چکے ہین جو کچہہ کہا گیا ہے اوس سے اور اوس ڈگری سے جو منجری الیہ
نے اسمقدمہ مین صادر کرنا تجویز کی ہے اوس سے مین پورے طور پر اتفاق کرتا ہون بعد غور کامل اور پڑہنے
مقدمہ ہذا کے اور بالخصوص اوس عبارت پر غور کرنیکے بعد جسمین صلحنامہ مذکور ظاہر کیا گیا تہا میری
یہہ راے ہے کہ گیا سنگہ نے جب صلحنامہ لکہا تہا تو وہین اور اوسیوقت اوس نے منتقل نہین کیا تہا بلکہ ترک کر دیا
اپنے اوس نے اپنے حقوق ساقط الملکیت و اقعہ اراضی سیر کو چہوڑ دیا تہا جو الفاظ صلحنامہ مین متعلق انتقال
حقیت زمینداری کے ہین وہ مختلف اون الفاظ کے ہین جو متعلق دستبرداری حقوق ساقط الملکیت کے ہین الفاظ مذکورہ مین

ایک ثلث حصہ براودت سنگہ مدعا علیہ مع جملہ حقوق زمینداری مع ایک ثلث حق سیر ساقط الملکیت

و دو ثلث حصہ پر مدعی مالکانہ و زمیندارانہ قابض و دخیل تہے اور ایک ثلث حق کاشت ساقط الملکیت کے مستغیث ہیں۔ مجہے ایکٹ لگان ۱۸۸۱ع میں کوئی امر ایسا نظر نہیں آتا ہے جسکے رو سے ایسا تخلیہ الیسے قبضہ داری کا منجانب اوس شخص کے جس نے حق ساقط الملکیت حاصل کیا ہو ممنوع ہوے۔

بدینوجوہ میں ڈگری تجویزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۸ع — منفصلہ ۱۵ جون

یوسف خان وغیرہم بنام ... ون وغیرہم

انتقال کاشت دخیلکاری کا مرتہنان اول و دوم۔ نالش منجانب مرتہن دوم واسطے بیدخلی مرتہن اول قابض کے۔

جس صورت میں کہ ایک کاشت دخیلکاری بذریعہ دو متواتر رہنامون کے مختلف شخصون کے پاس رہن ہوئی تہی اور مرتہن رہنامہ اول قابض کرادیا گیا تہا اور مرتہنان بذریعہ رہنامہ ثانی نے اوسکو بیدخلی کی نالش دائر کیا تجویز ہوئی کہ چونکہ دونو شخص بیحایت کنندگان ہین کیونکہ دونون رہن خلاف قانون ہین لہذا مدعا علیہم جو قابض ہین بمقابلہ مدعیان قابض رہنے کا حق حاصل ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

امیر الدین منجانب اپیلانٹیان — درگاچرن منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اس اپیل کو اوس نالش سے تعلق ہے جو مدعیان رسپانڈنٹیان نے بربنائے رہنامہ میعادی دس سال بابت کاشتکاری دخیلکاری مسماۃ صغرا مورخہ ۳۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ع دائر کی تہی ظاہرا مسماۃ صغرا نے حق دخیلکاری ایک شخص مسمی لسبادن کا ۱۵ مئی سنہ ۱۸۸۲ع کو حاصل کیا تہا اور اوس شخص نے قبل بیع موسومہ مسماۃ مذکورہ کے کاشت دخیلکاری مذکور کو بذریعہ دو رہنامون کے رہن بالقبض کر دیا تہا۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۸۵ع کو مسماۃ صغرا نے کاشت دخیلکاری کو رہن بالقبض بنام مدعا علیہم اپیلانٹیان بعوض مبلغ ؏ کر دیا جسمین رقم ؏ بہی جو بنسبت رہن مقدم کے ادا کی گئی تہی اور مبلغ ؏ دوسرے رہن کے بابت ادا کی گئی تہی شامل ہے اور مبلغ ؏ نقد بشکل حال مین دیا گیا تہا۔ پس مین کہہ چکا ہون کہ بذریعہ رہن ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۸۵ع کے مدعا علیہم اپیلانٹیان مستحق قبضہ کاشتکاری دخیلکاری کے ہو گئے تہے اور جس شکل عدالتہاے ماتحت کے دیکرنیون کی تہا اوس سے ہمکو یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اونکی یہہ راے قرار پائی تہی کہ

مدعا علیہم قابض تہے اور بتاریخ ارجاع نالش ہذا کے قابض تہے۔ اس سے درخواست مدعا اسپیل البدل او نکو حکم
کی بابت استقرار حق کے ظاہر ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ قابض ہین یعنی یہہ کہ اگر وہ بیدخل ثابت ہون لہذا لغو
اونکا استقرار حق کر دیا جاوے اور او نکو دخل دلا دیا جاوے۔ عدالتہای ماتحت نے تجویز بحق مدعیان کی
ہے اور ڈگری واسطے بیدخلی مدعا علیہم کے صادر کی ہے۔ یہ اپیل جانب مدعا علیہم عدالت ہذا مین دائر ہوئی
ہے اور جس بنیاد پر اپیل ہذا کو پیش کیا گیا ہے اور جو مجہکو اصلی بنیاد معلوم ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ ایکجانب
مدعیان بذریعہ دستاویز موخر منتقل علیہم منجانب اسامی دخیلکار ہونیکے ہین مگر مدعا علیہم بذریعہ دستاویز
مقدم منتقل الیہ اسامی دخیلکار کے ہین تو کوئی شخص مسبل مدعیان کے حقیت استحقاق مین ضعیف ہے جو از روے
احکام دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے قابل انتقال نہین ہو سکتا ہے یا یون کہو کہ اگر مدعی منتقل الیہ اسامی دخیلکار
کا ہے جسکی ممانعت از روے دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے تو اوسکو یہہ استحقاق نہین ہے کہ وہ اوسکو
عدالت انصاف مین قایم کرا سکے۔ اب مین اس رای پر قایم ہون کہ پٹہ واسطے میعادی چند سال کا جیسا
اسمقدمہ مین دس سال کے میعاد کا ہے ایک منتقل علیہ حق دخیلکاری کا ہے۔ جو رای مین اس امر کے نسبت قایم
کرتا ہون وہ مین مقدمہ ملی محمد بنام رگہوبیر (زبدۃ النظایر مغربی واضلاع ۱۸۸۹ء صفحہ ۱۴۳) اور رنگ لعل بنام
ستیل (زبدۃ النظایر مغربی واضلاع ۱۸۹۰ء صفحہ ۸) مین ظاہر کر چکا ہون اور نیز اپنے اس فیصلہ اجلاس
کامل مقدمہ عبد الحسن بنام جوہرادن (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۹۹) مین ظاہر کر چکا ہون کہ
جو امر اسپیل تذکرہ مین کہہ سکتا ہون بلا غور واجب اوپر دفعہ ۱۱ ایکٹ انتقال جایداد کے ظاہر نہین کیا ہے
بموجب دو ان فیصلون کے مین اس امر پر مستحکم ہون کہ پٹہ کاشت دخیلکاری بمیعاد چند سال ایک انتقال ہے بالفاظ
دیگر کہ حسب مقصود دفعہ ۹ ایکٹ لگان انتقال حقوق دخیلکاری کا ہے یعنی حق متعلق اراضی کا انتقال ہے جسکی
میری رای مین دفعہ ۹ بنظر فایدہ اون شخصون کے مرتب ہوا تہا جو کاشتکاری مین اون لوگونکے ساتھہ مشترکا اہل غرض
ہین جنکو حق دخیلکاری حاصل ہے اور اوسکا مقصود یہہ تہا کہ انتقال حق دخیلکاری کا اونہین شخصون کے حیطہ مین
محدود رہے جنکا ذکر دفعہ مذکور مین ہوا ہے جیسا کہ مینے ذیل مین وکیل مدعیان رسپانڈنٹان کو بتلا دیا ہے کہ اگر وہ پٹہ
منجانب اسامی دخیلکار میعادی دس یا بیس سال جیسی کہ صورت ہو بابت حق دخیلکاری کے کیا جاوے تو جو لوگ بعد
وفات اسامی دخیلکار کے مستحق پانے حق دخیلکاری مذکور کے ہونگے اونکی حق مین اہم طور پر مضرت پہونچیگی
اسمقدمہ مین ایک پردہ نشین عورت اسامی دخیلکار ہے اور یہہ بخوبی ممکن ہے کہ جو شخص اوسکی وفات پر مستحق
جانشینی کا ہو وہ مرد ہو اور جو اپنا ذاتی فایدہ اور منافع کاشت کرنے کاشت دخیلکاری کا خود اپنی ہاتہہ
سے چاہیگا۔ مقدمہ کے بحث کے دوران مین مینے کوئی ایسی بات نہین سنی ہے جس سے مجہے اوس رای سے

اختلاف کرنیکی رہبری ہوئی ہو جو منجملہ دو مقدمات متذکرہ بالا مین ظاہر کی ہے - لہذا مین خیال کرتا ہون
کہ جب کوئی اختلاف درمیان دو پنچایت کنندگان کے جیسے کہ مدعیان و مدعا علیہم مین پیدا ہو تو جو شخص قابض
چلا آیا ہو وہ مستحق ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکہا جاوے اور یہہ کہ مدعیان مقدمہ ہذا مستحق کامیابی کے نہین ہین
چونکہ یہہ صورت ہے مین اپیل کو [illegible] اور ڈگری عدالت ماتحت منسوخ اور نالش مدعیان مع خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس کرتا ہون
[illegible] صاحب جسٹس - نسبت واقعات مقدمہ کے مین انکا اعادہ نکرونگا کیونکہ مین اپنے بہائی اشرفیت صاحب
کی اوس رائے سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو انہون نے واقعات کو دیکہکر ظاہر کی ہے اور مین صرف اوسی امر کو اضافہ کرنا
چاہتا ہون جو مین حالت قانون کی بہ حیثیت موجودہ خیال کرتا ہون - بہ نسبت اس امر کے کہ آیا استحقاق دخیلکاری جو
قانوناً اسامیان دخیلکار کو حاصل ہے وہ بذریعہ ہبہ کے قابل انتقال ہے یا نہین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ لفظ
انتقال کی تشریح [illegible] نہین ہو سکتی ہے جسمین ایسی تدبیر شامل ہے کہ جسکی روسے ایک شخص دوسرے
شخص کے حق مین بجائے استحقاق کاشتکاری اراضی کا منتقل کرتا ہے عام اس سے کہ استحقاق مذکور ایک سال
یا زیادہ سالون کیلئے اسطرح منتقل کیا جاوے - از روے ایکٹ ۲۸ ۱۸۶۸ع دفعہ ۱۳ کے یہہ صریحاً بیان ہوا ہے
کہ اسامیان شرح معین کے حقوق قابل وراثت و قابل انتقال کے ہو سکتی ہین مگر کوئی دوسرا حق دخیلکاری بذریعہ
اجرای ڈگری یا اور طور پر قابل انتقال نہوگا بجز انتقال مابین اون اشخاص کے جنکے حق مین بلحاظ اونکی شرکت کاری
کی وہ حقوق ابتدا ظہور پذیر ہوئی ہو یا جو بذریعہ وراثت کے حقوق مذکور مین حصہ دار ہون - جب
ایسا شخص جو حق اخیر الذکر کا مستحق ہے فوت ہو تو وہ حق اوسکے وارثون کو پہنچیگا کہ گویا وہ حق اراضی تہا
مگر شرط یہہ ہے کہ کوئی قرابتی متوفی کا جو اوسکی قبضہ کے اراضی کے کاشت مین اوسکا شریک نہو جسکی ضمن بنا مستحق حق کا نہوگا
اب مین اوس بات کی بحث کرنا چاہتا ہون کہ جن لوگون نے قانون کو مرتب کیا تہا اونکے ذہن مین کیا منشا
تہا مجہے الفاظ ایکٹ کے جیسے کہ وہ موجود ہین تجویز کرنا چاہئے اور مجہے ایکٹ مین کوئی امر ایسا دستیاب نہین ہوا
ہی جس سے مین لفظ انتقال کے تعبیر بجز اسکی اور تعبیر کرنیکا مستحق ہون جو عموماً کل قوانین مین جہانتک مین جانتا ہون مقبول
ہوئی ہے یہہ حجت ہوئی ہی کہ باب متعلقہ ہبہ جات مشمولہ ایکٹ ۱۸۸۲ع جہانتک ان ممالک کو تعلق ہے ہبہ جات
زراعتی سے متعلق نہین ہے اور حجت یہہ ہے کہ اسلئے تعریف ہبہ مندرجہ دفعہ ۵ ہبہ جات زراعتی سے تعلق نہین رکہتی
ہے لیکن مجہے یہہ نظر نہین آتا ہی کہ اس سے کیونکر بحث تبدیل ہو سکتی ہے - فرض کیا کہ تعریف مندرجہ دفعہ ۱۰۵
ہبہ جات زراعتی سے متعلق نسمجہا جاوے تاہم ہمکو الفاظ انتقال و قابل الانتقال کی اوسی طریقہ پر مجبوراً تعبیر کرنی ہوگی
کہ جس طریقہ پر الفاظ مذکور کی تعبیر معمولی طور پر کیجاتی ہے - مین اس امر کی تجویز مین بہی اتفاق کرتا ہون
کہ دو پنچایت کنندگان کی صورت مین شخص قابض مستحق ہوتا ہے کہ اوسکا قبضہ بحال رکہا جاوے -
بدین وجوہ مین حکم صادرہ اپنے ذی علم بہائی سے بالکل اتفاق کرتا ہون

(جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۲ انگریزی)

ضلع گورکہپور — اپیل اول نمبر ۹۴ سنہ ۱۸۸۹ع — منفصلہ ۵ رمئی

مہابیر پرساد مصر وغیرہم بنام مہادیو دت مصر وغیرہم

ایکٹ ۱۸۷۳ع (ایکٹ حلف) دفعات ۱۰ و ۱۱ – اظہارات ثالث البکا واسطے فیصلہ امر حصر شدہ کے ناکافی ہونا – اپیل کا بعد وفات منحصر علیہ کے ہونا – عملدرآمد

مقرر [illegible] احکام دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ حلف (ایکٹ ۱۸۷۳ع) کی بجا طور پر کسی ایسے شخص کے فیصلہ پر ہوا ہو جو [illegible] فریقین کے منحصر علیہ مقرر ہوا ہو اور جس صورت میں کہ بعد وفات منحصر علیہ مذکور کے بنا بر ہونے اپیل بنام ڈگری [illegible] کے جو اظہارات مذکور پر مبنی تہی یہہ ثابت ہوا کہ اظہارات مذکور کا حق امور زیر تنقیح مابین فریقین پر حاوی نہیں ہے تجویز ہوئی کہ مقدمہ عدالت ماتحت میں واسطے فیصلہ مطابق ضابطہ معمولی کے واپس جانا چاہیے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

کالون کالون منجانب اپیلانٹان — جوالا پرساد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس – (ٹرل صاحب جسٹس متفق الرای) یہہ مقدمہ کسیقدر عجیب ہے چند واقعات کا بطور تمہید اوس حکم کے بیان کرنا قرین آسایش ہوگا کہ جو مین اسمقدمہ مین صادر کرنا چاہتا ہون – مدعیان اپیلانٹان نے نالش بنام مدعا علیہم رسپانڈنٹان کے اس بنیاد پر دایر کی تہی کہ اونکے بزرگ اور مورث مہادیو دت مصر مدعا علیہ کے مشترکا مشترکہ وغیر منقسم خاندان ہنود قابض مشترکہ اور غیر منقسم جایداد غیر منقولہ کے تہے اور ۱۸۸۱ع مین بوجہ کچھہ خام خیالی کے خورد و نوش و سکونت مین علیحدگی ہوگئی تہی اور بعدہ مدعا علیہم نے بذریعہ اپنے فعل بیجا کے مدعیان کو اونکے تمتع مشترکہ جایداد خاندان مشترکہ سے محروم کردیا اور نامبردگان نے یہہ درخواست کی ہے کہ دخل و تمتع مشترکہ مثل سابق کے پہر قایم کرادیا جاوے –

بیانات مندرجہ بیان تحریری مدعا علیہم پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے یہہ تحریر کرنا کافی ہے کہ ۲۰ رمارچ ۱۸۸۹ع کو ایک درخواست مدعیان اور مدعا علیہم نے بدین بیان عدالت جج ماتحت گورکہپور مین داخل کی تہی کہ فیمابین اونکے یہہ اقرار ہوگیا ہے کہ وہ پابند اظہار مہاراجہ اودت نراین مل مالک راج منجہولی کے رہینگے کہ جو اظہار حسب طریقہ مقصودہ دفعات ۱۰ و ۱۱ ایکٹ حلف کے قلمبند کیا جاویگا – واسطے اظہار مہاراجہ موصوف کے کمیشن جاری ہوا تہا اور دو موقعون پر یعنی ۸ اپریل ۱۸۸۹ع اور ۲۹ اپریل ۱۸۸۹ع کو اونکے سوالات داخل

کئے گئے تھے جنکا جواب دیا گیا تہا۔ بتقویت اون اظہارات کے جج ماتحت گورکہپور نے ڈگری بحق
مدعاعلیہم بدین تجویز صادر کی کہ جو جوابات راجہ نے دئے ہین اون سے دعوی مدعیان ممنوع ہوتا
ہے اور استحقاق مالکانہ جداگانہ مدعاعلیہم کا نسبت اوس جایداد کے ثابت ہوا ہے جسکے نسبت نالش
استقرار حق مشترکہ مدعیان دراقعہ جایداد مذکور کے دایر ہوی ہے۔ بنا راضی اسی ڈگری کے یہہ
بات ہے کہ یہہ اپیل اعلی دایر ہوا ہے اور حجت منجانب اپیلانٹیان اولاً یہہ ہے کہ اظہار راجہ کی
تعبیر مناسب سے ثابت ہے کہ مدعیان اپنے استحقاق مشترکہ نسبت جایداد متنازعہ کے ثابت کرنے
مین کامیاب ہوے ہین۔ مسٹر کالون جنہون نے بحث مقدمہ کی منجانب اپیلانٹیان کے کی ہے یہہ
حجت کرتے ہین کہ اظہارات مشمولہ اظہارات مذکور ایسے متزلزل اور مذبذب ہین کہ واسطے مناسب
ہونے فیصلہ عدالت ماتحت کے بالکل ناکافی ہین۔ مسٹر اسپنکی نے منجانب رسپانڈنٹیان کے بہم طور پر
یہہ اصرار کیا ہے کہ بدرجہ اقل چند امور کے بابت بیانات راجہ کے کافی طور پر مختص ہین اور بموجب
اونکے اخیر جواب کے جو راجہ نے اپنی اظہار ثانی مین دیا ہے یہہ صاف ظاہر ہے کہ مدعاعلیہم
نے تنہا دخل مالکانہ جایداد متنازعہ کا حاصل کیا تہا اور قابض ہین۔ اس حجت اخیر سے مین اتفاق
نہین کر سکتا ہون۔ میرے بہائی ٹرل صاحب اور خود مین نے یعنی دونون نے ترجمہ کی
ان دونون اظہارون کو ایک مرتبہ سے زیادہ ملاحظہ کیا اور ہم خیال کرتے ہین کہ ان اظہارات
سے ہماری دلون پر کوی صاف اظہار یا بیان نسبت نوعیت حقوق کی اشخاص مختلف دراقعہ
جایداد متنازعہ کے نہین اثر پذیر ہوتا ہے۔ بدرجہ اقل زیادہ تر یہہ ثابت ہے کہ جسوقت
جایداد متنازعہ قبضہ فریقین مین بذریعہ ہبہ یا خریداری کے ای تہی وہ شرکاء خاندان مشترکہ
غیر منقسمہ ہنود کے تہے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو قیاس یہہ ہوگا کہ جو جایداد اسطرح حاصل کیجاوے وہ
جایداد اوسی خاندان مشترکہ غیر منقسمہ ہنود کی ہے تاوقتیکہ خلاف اسکے ثابت نکیا جاوے۔ قبل
صادر کرنے ایسی ڈگری کے جیسے کہ اسمقدمہ مین بتقویت اظہارات راجہ کے صادر ہوی تہی یہہ ضرور
تہا کہ بیانات راجہ سے کے صاف وصریح بہ نسبت اوس استحقاق مختص کے ہوتے جو ہر فریق نے بہ نسبت
متعدد جایداد متنازعہ کے حاصل کئے تہے۔ ان اظہارون سے ہمارے دلون پر کوی ایسا خیال نہین
قایم ہوتا ہے اور اگرچہ مین ہمیشہ اس امر پر آمادہ نہین رہتا ہون کہ کسی فریق اقرار نامہ متعلقہ تنقیح
حلف کو اوس سے برایت حاصل کرنیمین مدد کرون تاہم مجھپر یہہ دیکھنا لازم ہے کہ فریقین کی
اوس غرض کی تکمیل کہ جو غرض اونکی اوسوقت تہی جب اونہون نے اقرار کیا تہا بذریعہ اظہار متعلقہ

کے قابل اطمینان طور پر ہوئی ہے یا نہین اور اگر اوس غرض کی تکمیل نہین ہوئی ہے تو ظاہر کرنا لینا چاہیے یا اگر یہ بات غیر ممکن ہوجاوے جیسے کہ اس مقدمہ کی صورت بوجہ وفات رلچھ کے ہے تو امر نزاعی کی تجویز معمولی طور پر عدالت سے ہونی چاہیئے۔

ہم اپیل و ڈگری اور ڈگری عدالت ماتحت منسوخ کرتے ہین اور مقدمہ عدالت جج ماتحت گورکھپور مین واسطے بازدیہ بنمبر سابق قائم ہونے فہرست مقدمات متدایرہ مین اور واسطے فیصلہ مطابق قانون کے واپس بھیجتے ہین۔ خرچہ اپیل اور جو ابتک عدالت ماتحت مین ہوا ہے بحالی نتیجہ مقدمہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۴ مئی (مجموعہ ۲۲ انگریزی)

کالی داس بنام جانکی بیجے شنکر وغیرہ

شاستر۔ بیوہ کا اپنے شوہر متوفی کے لئے متبنی کرنا۔ تعبیر تبنیت نامہ کی۔ اختیارات مان متبنی کرانیوالے کے۔

ایک ہندو کی بیوہ نے جو جداتھا اندروے اوس اختیار تبنیت کے جو اوسکو اوسکے شوہر کے وصیت کے روسے عطا ہوا تہا اپنے شوہر متوفی کے لئے متبنی کیا تہا۔ جس دستاویز کے روسے اوس تبنیت کی شہادت ہے اور جسکے صحت کے نسبت نزاع نہین ہے اوسمین منجملہ دیگر شرائط کے شرائط حسب ذیل شامل تہین کہ میری زندگی مان متبنی کرنیوالی کی حیات مین مین مالک اور مہتمم جایداد کی رہونگی اور بعد میرے وفات کے پسر متبنی کو وہی حقوق اور اختیارات حاصل ہونگے جن کے پسر متبنی دلشان چندر مکرجی کا ہے کہ یہ قرار پایا اور تجویز ہوئی کہ ان الفاظ کے روسے بیوہ کو اوس حق اور اختیار سے کم حق اور اختیار عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو بطور بیوہ اوس ہندو جدا اور بلا اولاد ذکور کے کہ جسکے لئے متبنی نہین کیا گیا ہو حاصل ہوتے جہانتک اوسکی حیثیت مہتمانہ کو تعلق ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جوگندر ناتہ چودہری منجانب اپلانٹ کاملن و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و برل صاحب جسٹس۔ یہ اپیل اوس نالش کے ایک مدعا علیہ نے دایر کی ہے جو واسطے دلا پانے اوس روپیہ کے دایر ہوئی تہی جو اون دستی نوٹون کے روسے واجب تہا جو ایک مسماۃ سری متی مانگلی دیبی لکہدی تہی۔ مسماۃ مذکور بیوہ بابو دلشان چندر مکرجی کی تہی اور بعد اوسکے وفات کے مسماۃ نے ۲۴ فروری ۱۸۸۲ء کو ایک تبنیت نامہ تحریر کیا تہا کہ جسکا ترجمہ حسب ذیل

مین سری ستی تانگبنی دیبیا بیوه اور وارثہ بابو الیشان چندر مکرجی پسر بابو تارنی چرن
مکرجی رئیس شہر کومل اس تحریر کے روسے اقرار کرتی ہون کہ میرے شوہر بابو الیشان چندر کو
اپنے لاولد ہونیکے وجہ سے بغرض بقاے اپنے نام اور تعمیل مراسم مذہبی کے کسی شخص کو متبنی کرنیکی
خواہش تہی اور نظر بران اپنے مواضعات زمینداری کے ہر موضع کی واجب العرض مین بالتصریح
درج کرا دیا تہا کہ اونکو اور اونکے وفات کے بعد اونکی زوجہ کو (بیٹا) متبنی کرنیکا اختیار حاصل
ہوگا اور بابو موصوف نے کالی داس کو جو اونکے حقیقی بہائی سانتی چندر کا لڑکا ہے متبنی
کرنیکے لئے منتخب کیا تہا اور وقت تعمیل مراسم تبنیت کا نہین پہونچا تہا کہ جب وہ بیمار ہوگئے تہے
اور تب اونہون نے ایک وصیت نامہ بزبان بنگالی خود اپنی دستخط سے کہ جسکے روسے مجہے اختیار
تبنیت کا دیا تہا تحریر کیا تہا اور میرے حوالہ کیا تہا اور بہ تعمیل وصیت اپنے شوہر کے مین نے بہی
اوسی لڑکے کو منتخب کیا ہے جسکو میرے شوہر نے منتخب کیا تہا اور اوسی بموجب طفلک موسوم
بالا کو بمواجہہ اہالیان برادری بعد انصرام کل رسومات تبنیت مطابق رسم قوم کے آج متبنی کیا ہے
اور اوسکے استحکام کے لئے مین یہہ تبنیت نامہ جو مشتمل بر شرائط ذیل ہے تحریر کرتی ہون —
کہ میرے حیات مین مین مالک اور مہتمم جایداد کی رہونگی اور میرے وفات کے بعد میرے
متبنی کو وہی حقوق اور اختیارات حاصل ہونگے جو پسر صلبی الیشان چندر کو جو میرے بطن سے
ہوتا حاصل ہوتے۔ لہذا مین نے یہہ تبنیت نامہ لکہدیا کہ بطور شہادت کے عند الحاجت کام اوے

مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۰ء مطابق پہاگن بدی (اشٹمی) سمت ۱۹۳۷ روز یکشنبہ

اوسپر مسماۃ نے دستخط کی تہی اور اوسکی دستخط کی گواہی مدعا علیہ اپیلانٹ کے اصلی
باپ نے کی تہی۔ مدعا علیہ اپیلانٹ وہ لڑکا ہے جسکو اوس نے متبنی کیا تہا اور اوسکے کونسل نے
ہمکو اطلاع کی ہے کہ اب اوسکی عمر ۱۸ سال ہے۔ فروری ۱۸۸۸ء مین اس نالش کے دوران
مین وہ مسماۃ فوت ہوگئی ہے۔ مدعا علیہ اپیلانٹ نے ۲۹ مارچ ۱۸۸۹ء کو اپنا بیان تحریری داخل
کیا تہا جسمین اگرچہ اوس نے بہت سے الزامات اوس بوڑہی عورت پر لگائے تہے تاہم یہہ بیان
کیا ہے کہ حیثیت مسماۃ کی بطور مہتمم خاندان ہنود کے تہی اور اوس نے یہہ کہا ہے کہ اوسکو کسی
جایداد کے انتقال کرنیکا حق نہتا اور اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس نے ناجایز قرضے عاید کرلئے ہین
اور ایسے افعال کئے ہین جو میرے لئے مضر ہین۔ جج ماتحت نے دعوے بمقابلہ مدعا علیہ اپیلانٹ
کے ڈگری کیا ہے۔ عدالت ہذا مین اوسکے طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ دستی نوٹ

مسماۃ نے واسطے چلانے گودام نیل کے حوالہ کی ہتی اور وہی بناتہ اونکے واسطے ذمہ دار ہوسکتی ہے بالفاظ دیگر وہ مالک املاک کی ہتی اور بحیثیت ہندو بیوہ لاولد اور جدا ہندو کے نہین ہتی ملکہ بحیثیت اوس شخص کے ہتی جسکو حق عین حیاتی حاصل ہوتا ہے اور یہہ کہ جب دستاویز مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۰ء مین یہہ شرط ہتی کہ وہ مالک اور مہتمم جایداد کی ہوگی اوسکا یہہ مقصود تہا کہ وہ صرف اپنے طرف سے مہتمم جایداد کی رہیگی اور اوسکو اوس شخص کی حیثیت حاصل ہوگی جو بطور مہتمم کے عمل کرتا ہے اور اوسی نام سے مشہور ہوتا ہے۔ دستاویز مذکور کو اوسکے اصلی منشاء مین پڑہنیکے بعد ہماری یہہ راے ہے کہ اوسکے رو سے مسماۃ کو اوس سے کم حق اور اختیار عطا نہین ہوا ہے جو اوسکو بطور بیوہ اوس ہندو جدا اور بلا اولاد ذکور کے کہ جسکے لئے متبنی نکیا گیا ہو حاصل ہوتے ہین جہانتک اوسکی حیثیت مہتممانہ کو تعلق ہے از روے فقرہ سوم بیان تحریری کے معلوم ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ اپیلانٹ کی راے ہے کہ اوسکی حیثیت مہتممانہ ایسی حیثیت کے ہے جسکا مقصود دستاویز مذکور کے رو سے ہے۔ ہمارے روبرو حوالہ اوپر مقدمہ جنکور کہوناتہ راجہ دلیش بنام جانکی (بمبئی ہائیکورٹ رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۹) ورا ماسامی ایان بنام ونکٹارمان (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۹۱۔ اس سی لارپورٹ جلد ۱۰ اپیل ہند صفحہ ۱۹۰) کے ہوا ہے جس سے یہہ ثابت کیا جاتا ہے کہ بمبئی اور مدراس مین ایسا انتظام جیسا کہ دستاویز ۲۴ فروری ۱۸۸۰ء سے ظاہر ہوتا ہے جایز قرار پاویگا خصوصاً جبکہ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعاعلیہ اپیلانٹ نے اپنی بالغ ہونیکے بعد اوس انتظام کو منظور کرلیا ہے۔ ہمارے روبرو مقدمہ بین بہار[ی] بندواپادہیا بنام برجوناتہ مکہوپادہیا (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۳۵۷) پر بہی حوالہ ہوا ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جو راے حکام عالیمقام پریوی کونسل کی بمقدمہ متذکرہ بالا قایم ہوی ہتی کہ جو مدراس کا ہے وہ اوس بنگالی سے بہی متعلق ہوگی جو تابع دہرم شاستر بنگال تہیبی کے ہے۔ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعاعلیہ اپیلانٹ عدالت ہذا ایسا ہی بنگالی ہے۔ حسب حالات بالا ہمین معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسماۃ نے وہ دستی نوٹ بہ نیک نیتی بغرض چلانے گودام نیل کے دی ہتی جو بطور امر واقعہ کے موجود تہا اور اوسکی حیات مین اوسکا شوہر چلاتا تہا لہذا مدعاعلیہ اپیلانٹ ذمہ دار اوس روپیہ کا ہے جسکے ڈگری اوسکے مقابلہ مین عدالت ماتحت سے ہوی ہتی

اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۴۵ انگریزی

ضلع مین پوری — اپیل فوجداری نمبر ۴۲۸ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۸ جون

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام برم جیت وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۰۹ و ۳۰۵ و ۴۲۳ - نامکمل مسل بہ نسبت شہادت و راے اسیسروں کے - برایت - اپیل منجانب سرکار - حکم تجویز جدید کا -

چار شخصوں کی تجویز روبرو ڈسٹرکٹ ججہ معہ تین اسیسروں کے بتہمت جرم دکیتی بشمول قتل عمد حسب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوی تہی اور بری ہوے تہے - اوسکے بعد بنا براءت حکم برایت کے اپیل منجانب سرکار داخل ہوا سشن جج کی مسل سے ظاہر ہوا ہے کہ کسیقدر شہادت سشن جج نے اوسوقت نہیں لی تہی جب وہ دی گئی تہی - یادداشت شہادت پر جو چند گواہوں نے ادا کی تہی صاحب جج نے دستخط بہی نہیں کی تہی - اسیسروں کی راے جو قلمبند ہوئی ہے اوس سے یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسیسروں نے اشخاص ملزم کو مجرم تجویز کیا ہے حالانکہ دوسرے طور پر ظاہر ہے کہ اونکی نیت قیدیوں کے بری کرنیکی تہی - اندریں حالات یہہ تجویز ہوئی کہ جو بیضابطگیاں بوجہ عدم تعمیل احکام دفعات ۳۰۹ و ۳۰۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوی ہیں وہ ایسی اہم ہین کہ باعتبار مسل بحیثیت موجودہ کے اور کوئی حکم صادر نہیں ہوسکتا ہے بجز اسکے کہ تجویز جدید عمل مین لائی جاوے -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین

پبلک پراسیکیوٹر (ڈلن) منجانب سرکار - الشٹن و ستیل پرساد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - برم جیت اور لکمن و گوبردہن و بدلا کی تجویز بعلت جرم ڈکیتی کے جسمین ارتکاب قتل عمد کا ہوا تہا بموجب دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے سشن جج مین پوری نے تین اسیسروں کے ساتہہ اجلاس کرکے کی تہی - اسیسروں نے اشخاص ملزم کو مجرم نہیں تجویز کیا تہا سشن جج نے باتفاق راے اسیسروں کے اونکو بری کیا تہا - لوکل گورنمنٹ نے اپیل کیا تہا اور راج ہمنے اوس اپیل کی سماعت کی ہے - اگرچہ ہمنے ایک مستحکم اور طے یافتہ راے باعتبار شہادت کے جیسے کہ وہ مسل مین موجود ہے قایم کرلی ہے تاہم ہم خیال کرتے ہین کہ بلحاظ اون واقعات کے جنکا ابہی ہم ذکر کرینگے ہمکو اوس راے پر بجز اوس طرح کے کہ اون چاروں شخصوں کی تجویز جدید کا حکم بموجب دفعہ ۴۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے دین اور کسی طریقہ پر عمل نکرنا چاہیے - جو راے ہمنے باعتبار شہادت کے قایم کی ہے اوسپر عمل نکرنیکے ہماری وجوہ یہہ ہین کہ وجہ عظیم اس امر کے باور کرنیکی ہے کہ جو تجویز عدالت

ماتحت مین ہوئی ہے اوسمین اور سشن جج کے یادداشت شہادت کے قلمبند کرینگین اور اسیطرن
کی ہاے کے قلمبند کرینگین بصیغا انگلیسیان اسم مین - ۱۵ دسمبر ۱۸۹۰ء کو دو گواہون یعنی ہرچن
اور مسماۃ متہریا کا اظہار قلمبند ہوا تہا - پہلا گواہ جو ۱۶ ستمبر کو طلب ہوا تہا وہ بہوپ برہمن تہا
۱۶ ستمبر کو سات گواہون کا اظہار قلمبند ہوا تہا جسمین بہوپ برہمن بہی شامل ہے - ۱۷ ستمبر کو نو ۹
گواہون کا اظہار قلمبند ہوا تہا - ۱۸ ستمبر کو ایک گواہ مسمی اودمریا کا اظہار قلمبند ہوا تہا - اوس
کے بعد ایک شخص خدابخش اور اوسکے بعد ایک لڑکا موسومہ کلوا اور اوسکے بعد ایک لڑکا مسمی بچیا
اور اوسکی بعد دوسرا لڑکا مسمی کلوا اور اوسکی بعد گنگا رام کے اظہار قلمبند ہوے تہے -
بملاحظہ یادداشت شہادت کے جو قلمبند کردہ سشن جج کی معلوم ہوتی ہے ہمکو یہہ معلوم ہوتا
ہے کہ عین مابعد شہادت مسماۃ متہریا کے جسکا اظہار ۱۵ ستمبر کو ہوا تہا گنگا رام کا نام اوسی صفحہ
مین لکہا ہے اور اوسپر خط تنسیخ لکہنے کے بعد نام اودمریا لڑکے کا لکہا ہے اور اوسکی شہادت
کے یادداشت سے وہ صفحہ ختم ہوتا ہے - دوسرا صفحہ بہوپ برہمن کے شہادت سے شروع
ہوتا ہے پس شہادت اوس گواہ کی جو اونیسوان گواہ ہے جسکا اظہار ہوا ہے یعنی اودمریا کی
اور ان گواہون کے اظہار کے درمیان مین ہمکو دستیاب ہوتی ہے جو نمبر ۲ و ۳ ہین - اور اوسی
صفحہ پر جسمین یادداشت اودمریا کی لکہی گئی ہے یہہ یادداشت قلمبند کردہ سشن جج کے پائی
جاتی ہے - یہہ صفحہ ہونا چاہیے - نمبر صفحہ کا نہین بہر گیا ہے - اب اوس شہادت تلیہ
عود کرتے ہین جو ۱۸ ستمبر کو قلمبند ہوئی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ خدابخش کی شہادت سے جو
۲۰ نمبر کا گواہ ہے اوس روز کی شہادت حسب تحریر سشن جج کے شروع ہوئی ہے - روز صاحب
کی شہادت کی یادداشت خدابخش کی شہادت کے بعد ہے اور اوس صفحہ کو اولٹنے سے ہمین
یہہ لکہا ہوا ملتا ہے کہ اودمریا پہر طلب ہوا اور سوالات جرح کئے گئے - اب دیکہنا چاہیے کہ
الفاظ مذکور خارج کردیے گئے اور الفاظ مذکور کے عین مابعد شہادت کلوا گواہ نمبر ۲۱ کے ہے
بطور امر واقعہ کے اودمریا کا اظہار حسب متذکرہ بالا ۱۸ ستمبر کو قلمبند ہوا تہا وہ ۱۹ نمبر کا گواہ ہے
اور خدابخش گواہ نمبر ۲۰ اردو مسل مین ہے - اگر روز صاحب کا اظہار اردو مین قلمبند کیا
جاتا تو وہ بطور گواہ نمبر ۲۱ اور کلوا بطور گواہ نمبر ۲۲ کے ہوتے - اب دیکہنا چاہیے کہ بموجب
دفعہ ۳۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جن مقدمون مین سشن جج اظہار گواہون کا اردو مین
تحریر نکرین اونمین سشن جج کو چاہیے کہ جیسا جیسا اظہار ہوتا جاوے اوسکی یادداشت

جو گواہ بیان کرے خلاصہ کے طور پر قلمبند کرتا جاوے اور سشن جج کو اپنی دستخط اور سے ثبت
کرنا چاہیے اور جب یہہ ہو جاوے تو وہ یادداشت جز و مسل ہو جاویگا - جن واقعات کا
ہمنے ذکر کیا ہے وہ ہمکو اس یقین کے مانع ہین کہ اسمقدمہ مین سشن جج نے لازمات دفعہ ۲۰۵
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تعمیل کی ہے اور اس نتیجہ کے طرف رہبری کرتے ہین کہ خلاصہ
شہادت اور مرپا کا سشن جج نے نہین لکہا تہا جب اظہار اوس گواہ کا ہو رہا تہا - ہمارے سکو
یہ نسبت کارروائی سشن جج دربارہ قلمبند کرنے یادداشت شہادت اور مرپا کے ایسے عظیم ہین
کہ ہمارا اعتقاد متزلزل ہوتا ہے اور زیادہ سخت عبارت استعمال نہین کرتے ہین ہم خوف
کرتے ہین کہ سشن جج کی مسل کے دیگر اجزا مین بہینا لغلطیان ہین - ہم یہہ بہی ذکر کرتے
ہین کہ بعض موقعون پر سشن جج نے یادداشت شہادت گواہان پر جو اونہون نے قلمبند
کئے ہین دستخط یا نشان بہی نہین بنایا ہے - جب ہم اوس طریقہ پر نظر کرتے ہین کہ جس طرح
سے راے اسیسرون کی قلمبند ہوی ہے تو بدرجہ اقل اوسکی نسبت یہہ کہہ سکتے ہین کہ بدرجہ
نہایت بے پرواہی ظاہر ہے دفعہ ۳۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین واسطے قلمبند کرنے راے
اسیسرون کے ضابطہ معین ہے - اب دیکہنا چاہیے کہ لازمات دفعہ ۳۰۹ کی کیونکر تعمیل ہوی
ہے - مین اول اسیسر کی راے کی تحریر پر لحاظ کرتا ہون - وہ یہہ ہے راے اسیسران مقدمہ
متعلقہ قیصر ہند بنام برم جیت لکہن وغیرہ وغیرہ - چونکہ مقدمہ صفائی اور جواب ثبوت کا اب
ختم ہو گیا ہے - اسیسر نمبر مسٹر صاحب علی اپنی راے معہ اوسکے وجوہ کے حسب ذیل دیتا ہے
ا - بہ نسبت قیدیون کے اوسکی یہہ راے ہے کہ رو سے مجرم مجرم مصرحہ فرد قرار داد جرم (دفعہ
) کے ہین کیونکہ بواسطے ثبوت مقدمہ کے شہادت ناکافی ہے - قصہ گنگارام کا جہوٹ
ہے اور بالو کی شہادت قابل اعتبار نہین ہے تحریر راے دیگر دو اسیسران مین محض یہہ
بیان ہے کہ وہ صاحب علی سے اتفاق کرتے ہین - بطور امر واقعہ کے کل اسیسرون کی
یہہ راے ہے کہ قیدیان مجرم نہین ہین لیکن اونکی راے جو سشن جج نے قلمبند کی ہے وہ ہے
اونکی راے یہہ بیان کی گئی ہے کہ قیدیان مجرم ہین - اندرین حالات ہم کل کارروائی عدالت
کی معہ تجویز برایت کے منسوخ کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ ملزمون کی تجویز بعلت جرم
مصرحہ دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجدداً عمل مین لائی جاوے - ہم اس تحریر کے رو سے
کارروائی اسمقدمہ کو عدالت سشن جج مین پوری سے بعدالت سشن جج فرخ اباد منتقل کرتے ہین

جو تجویز مقدمہ مین مطابق قانون کے معروف ہون گے۔

ضلع فرخ اباد اپیل دوم نمبر ۷۵ ، ۱۳ سنہ ۱۸۸۸ع منفصلہ ۲۵ جون صفحہ ۱۴۶ انگریزی

رستم علیخان بنام عباسی بیگم

واجب العرض کی تاثیر بہ نسبت شہادت رواج موضع کے۔ واجب العرض پر نمبردار یا شرکا کا دستخط ہونا۔ واجب العرض کی تفسیر۔

جس صورت مین کسی واجب العرض پر اوس موضع کے نمبردار یا شرکا مین سے کسی نے دستخط نہین کئے کہ جس موضع کے لئے وہ مرتب ہوا تہا لیکن یہہ ثابت ہوا کہ جن شخصون پر اوسکے رو سے کچھہ اثر پہونچتا تہا اونکے اعتراض کے بغیر عرصہ تیرہ سال سے موجود ہے تو تجویز ہوی کہ واجب العرض مذکور شہادت مادی انتظامی رواج اوس موضع کی ہو سکتی ہے کہ جس موضع کے لئے وہ تحریر ہوئی تہی واجب العرض مذکور مین فقرہ متعلقہ حق شفع حسب مضمون ذیل شامل ہے جب کوئی معافیدار پٹی یا اپنا حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے تو اول حصہ دار پٹی مذکور کا اوسکو لیتا ہے بعدہ دوسرا شخص جو اوسکو لینا چاہے لیتا ہے۔ تجویز ہوی کہ فقرہ مذکور استقرار یہ رواج موضع کا ہے اور اوسکے رو سے یہہ مقصود نہین ہے کہ شفع شرع محمدی کا اختیار کیا جاوے۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین

بابو جوگندر ناتہہ صاحب اپیلانٹ اسپنکی صاحب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل دوم اوس نالش شفع سے ظہور پذیر ہوا ہے جو بر بناء واجب العرض دایر ہوی تہی۔ اپیلانٹ عدالت ہذا مدعا علیہ ہے واجب العرض متنازعہ سنہ ۱۸۷۴ع مین مرتب ہوا تہا۔ اوسکا تکمیلہ کسی نمبردار یا موضع کے کسی حصہ دار نے نہین کیا تہا۔ یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ کسی ایسے شخص نے جو محال مین اہل غرض ہے کوئی تدابیر واجب العرض مذکور کے صحت پر اعتراض کرنیکے لئے قبل اسکے کہ بندوبست پیشگاہ لوکل گورنمنٹ سے منظور ہوا تہا کی تہین یا فی الحقیقت اوسوقت تک کبھی اعتراض نہین ہوا تہا کہ جب مدعا علیہ مقدمہ ہذا نے اوسکی جوازیت پر اعتراض کیا تہا۔ اگرچہ بلاشبہہ بہتر یہہ ہوتا کہ واجب العرض مذکور کی تصدیق نمبردار یا نمبرداران نے بشرطیکہ کوئی ہون یا حصہ داروں نے یا اونمین سے کسی نے کی ہوتی تاہم اس امر کے صدور کے بعد اور بلحاظ اس واقعہ کے کہ ان

کل سالون تک صحت واجب العرض کی بلا اعتراض رہی چلی آئی ہم یہہ تجویز نہین کرسکتے ہین کہ وہ شہادت بادی النظری موضع کے اون حقوق اور رواج کی نہین ہے جو اوسمین درج ہین دوسری بحث یہہ ہے کہ اس خاص فقرہ کے کیا معنی ہین جو متعلق شفع کے ہے۔ فقرہ مذکور حسب ذیل ہے۔ اگر کوئی سافیداری کا اپنا حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے تو اول حصہ دار پٹی مذکور اوسکو لیتا ہے اور اگر وہ نہ لینا چاہے تو دوسرا شخص جو اوسکو لینا چاہے اوسکو لیتا ہے۔ ہم واجب العرضون کی فقرون کی تعبیر اسطرحپر نہین کرسکتے ہین کہ گویا وہ کسی کونسل کے مجوزہ دستاویزات انتقالات کے باحتیاط مرتب کرتا ہے مرتب کی ہین بلکہ اس امر کے تجویز کرنیکی حتی الامکان اپنی کوشش کرنا چاہئے کہ غالباً اوسکے کیا معنی ہین۔ پس ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ اس فقرہ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ موضع مین مقلی رواج شفع کا ہے اور اوس رواج کے رو سے ہر حصہ دار پٹی کا مستحق خریداری کا بترجیح بمقابلہ بیرونی کے ہے اور رواج مذکور خالص اور سادہ رواج شرع محمدی کا نہین ہے بلکہ اوس معمولی قسم کا ہے جو عموماً پنجاب میں پایا جاتا ہے اور جو حصہ دار انتقال کرنا چاہتا تھا اوسپر فرض تھا کہ کسی حصہ دار کو موقع خریداری کا دیتا۔ جہانتک ممکن ہوسکے ہر واجب العرض کی تعبیر خود اوسی کے الفاظ کے اعتبار پر ہونا چاہئے۔ جو واجب العرض ہمارے روبرو پیش ہوئے ہین اونمین بہت کم شبہ یکسان طور پر ہے واجب العرض متنازعہ اون قواعد کے اجرا سے پہلے کا ہے جو بنام عہدہ داران بندوبست ۱۸۶۵ء مین جاری ہوئے تھے نظر بران بقرار داد اون اسباب کے جو ہم تجویز کرتے ہین ہم اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

مجموعہ صفحہ ۱۴۲

ضلع بلند شہر اپیل دوم نمبر ۳۴۳ سنہ ۱۹۰۹ء منفصلہ ۲۴ اپریل

بنسی دہر و یک کس دیگر بنام سیتارام

اپیل دوم - عذر جو یادداشت اپیل میں انکیا گیا ہو اوسکے پیش کیجانیکی استدعا کیا جانا - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ -

دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ مقصود ہے کہ صرف عدالت کو ایک خفیف غلطی کی اصلاح کا اختیار عطا کیا جاوے اور اسکا یہہ مقصود نہیں تہا کہ اپیلانٹ رسپانڈنٹ کو ایسے امر پہ اصرار کر کے متہم کردے جسکا اوسکو علم نہیں تہا -

واقعات اسمقدمہ کے منفصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہین -

غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹیان جوگندر ناتہہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - یہہ اپیل دوم ہے اور اسکو میری انریبل ہم جلیس مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء کے منظور کیا تہا - اپیل اوس قسم کا ہے جسپر عدالت ہذا کے ججون کے جلسہ واحد کا اختیار سماعت بموجب قاعدہ انجملہ قواعد عدالت کے حاوی ہے اور اب اپیل مذکور میرے روبرو واسطے تصفیہ کے پیش ہے -

اپیلانٹ کے طرف سے مسٹر غلام مجتبیٰ مسٹر مادہو پرشاد کا خلاصہ لیکر حاضر ہوے ہین اور رسپانڈنٹ کے طرف سے جوگندر ناتہہ چودہری حاضر ہوے ہین -

بروقت پیش ہونے مقدمہ بغرض سماعت کے مسٹر غلام مجتبیٰ نے بمستعدی یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ دونو عذرات جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہین قابل قایم رہنے کے نہین ہین لیکن ذی علم وکیل نے مجہسے دیگر امور پر جو علاوہ مندرجہ موجبات اپیل کے ہین غور کرنیکی استدعا کی ہے اس استدعا کے کرنے مین ذی علم وکیل نے دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مقدمہ مندرجہ حاشیہ پر استدلال کیا ہے -

(۱) مہابیر تیواری بنام جہنگر (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶۸۵)

(۲) دہرم داس بنام نند لال سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۲۵)

بتقویت ان اسناد کے ذی علم وکیل نے ایسے امور پیش کئے ہین جو حالات متذکرہ یادداشت اپیل سے بالکل بیرونی ہین اور یہہ حجت کی ہے کہ مجہکو فیصلہ کرنا اپیل کا یہہ ایسے وجوہ کے بنیاد پر لازم ہے جو علاوہ وجوہ متذکرہ یادداشت اپیل کے ہین

اسپر مسٹر جوگیندر ناتھ چودہری نے اس بنیاد پر اعتراض کیا ہے کہ کوئی وجہ کافی اسبات کی نہین دکہلائی گئی ہے کہ کیون سماعت اپیلانٹ کی بابت ایسے امور کے کیجا وے جو بیرون اپیل ہین اور جسکی رسپانڈنٹ کو اطلاع نہتی۔

میری یہہ راے ہے کہ اعتراض مسٹر جوگیندر ناتھ کا صحیح ہے۔ جو فریق فیصلون اور ڈگریون کے شاکی ہون اونکو کل وجوہ شکایت کا یادداشت اپیل مین ذکر کرنا چاہئے اور احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے یہہ مراد نہین ہے کہ وہ لوگ بس ضرورت سے سبکدوش ہوجاوین جیساکہ مین دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو سمجہتا ہون واضعان قوانین کی یہہ مراد ہتی کہ عدالتون کو اختیار فیصل کرنے اپیلون کا علاوہ اون وجوہ کے بنیاد پر عطا کرین جو اپیلانٹ نے یادداشت اپیل مین درج کئے ہین اور اختیار مذکور کو صرف عدالت ہی استعمال کرسکتی ہے اور اوس کے رو سے اپیلانٹ رسپانڈنٹ کو ایسے امور پر اصرار کرکے متحیر نہین کرسکتا ہے جنکی اوسکو اطلاع نہتی۔ ہر دو نظایر مستدلہ مین کوئی نظیر خلاف اس کے نہین ہے صرف دو عذرات جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہے اونسے دست برداری ہوگئی ہے تو مجہکو بجز اسکے دوسرا چارہ نہین ہے کہ اپیل ڈسمس کرون چنانچہ مین اوسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ضلع علیگڈہ اپیل دوم نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۵ مئی صفحہ ۱۴۱ انگریزی

ٹہاکرداس ویک کس دیگر بنام گوبندسنگہ

اجراء ڈگری۔ اعتراض بہ نسبت اجراء ڈگری بعد صدور حکم مشعر منظوری اجراء ڈگری کے۔ عذر مذکور کا بصیغہ اپیل ضلع جج کے حضور سے منظور ہونا میعاد سماعت۔

ایک ڈگرہدار نے جج ماتحت کے حضور مین اجراء ڈگری کی درخواست کی تہی۔ درخواست مذکور یکطرفہ منظور ہوئی تہی اور ڈگری کلکٹر کے پاس واسطے اجرا کے بہیجی گئی تہی۔ بعد ازان اور بلا دکہلانے تجویز ثانی بابت حکم مشعر منظوری اجراء ڈگری کے مدیون ڈگری نے عدالت جج ماتحت مین یہ اعتراض بہ نسبت اجراء ڈگری کے داخل کیا کہ ڈگری خارج المیعاد ہے۔ جج ماتحت نے اعتراض پر غور کیا لیکن اوسکو نامنظور کیا۔ جب مدیون ڈگری نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا اور مسئلہ الیہ نے یہ تجویز کی کہ ڈگری خارج المیعاد ہے۔ تب ڈگرہدار نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔ تجویز ہوئی کہ اگرچہ کارروائی عدالت ہاے اول کی ضابطہ تہی کیونکہ جج ماتحت کو درخواست مدیون ڈگری کی ہرگز منظور نہین کرنا چاہئے تہی تاہم تجویز عدالت اپیل ماتحت کی صحیح تہی

اوسمین دست اندازی نہین ہوسکتی ہے۔

واقعات مقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے تجویز سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

جوگندر ناتہہ چودہری منجانب اپیلانٹیان بنرجی منجانب رسپانڈنٹ

ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل منجانب ڈگریدار مقدمہ اجرائے ڈگری مین ہے۔ نامبرد نے ۴ جنوری ۱۸۸۹ء کو درخواست اجرائے ڈگری کی گذرانی تہی۔ اطلاعنامہ بنام مدیون ڈگری بموجب دفعہ ۲۴۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاری ہوا تہا۔ مدیون ڈگری حاضر نہین ہوا اور مقدمہ اجرائے ڈگری چونکہ مقدمہ یکطرفہ تہا کلکٹر کے پاس واسطے اجرا کے گیا کیونکہ جایداد موروثی تہی۔ جب معاملہ اس نوبت پر پہونچ گیا تب مدیون ڈگری جج ماتحت کے حضور مین آیا اور یہہ اعتراض کیا کہ ڈگری مردہ ہے۔ جج ماتحت کو درخواست بجز اوس صورت کے منظور نکرنی چاہئے تہی کہ مشارالیہ سے بذریعہ درخواست تجویز ثانی اوس حکم مشعر منظوری اجرائے ڈگری کے تحریک کیجاتی۔ بہرکیف تب مدیون مغلوب ہوکر ضلع جج کے حضور مین گیا اور جج ماتحت کے حکم مشعر نامنظوری اونکی عذرداری پر اعتراض کیا۔ یہہ امر ناقابل اعتراض ہے کہ ضلع جج کو اختیار سماعت طے کرنے حکم جج ماتحت کا حاصل تہا اور اوسکے طے کرنے مین مشارالیہ نے تجویز اوس تنقیح کی جو مدیون ڈگری نے عدالت ماتحت مین بابت بحث میعاد سماعت کے پیش کی تہی سبا عتبار اون واقعات کے جو مسل مقدمہ اجرائے ڈگری سے منکشف ہوئے تہے یہہ تجویز ہوئی اور اوس تجویز پر مباحثہ نہین ہوسکتا ہے کہ چونکہ کارروائی ماسبق اجرائے ڈگری کی قانوناً بیجا تہی درخواست جنوری ۱۸۸۹ء کے خارج المیعاد ہے۔ یہہ تجویز خلاف ڈگریدار اور حکم ڈگری جو اوسپر مبنی ہے تنہا اس بنیاد پر منسوخ نہین ہوسکتا ہے کہ مدیون ڈگری عدالت بیجا مین واسطے حصرسی کے اوسوقت گیا تہا جب اوس نے جج ماتحت علیگڈہ کے روبرو اپنا اعتراض پیش کیا تہا جو ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء کو ڈسمس ہوا تہا۔ ڈگری ذیلیم جج علیگڈہ کی صحیح ہے اور اپیل مع خرچہ ڈسمس کیاجاتا ہے۔

ضلع علیگڈہ اپیل دوم نمبر ۱۰۸۱ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۵ مئی

صفحہ ۱۴۸ انگریزی

دیبی داس و یک کس دیگر بنام امراؤ سنگہ و یک کس دیگر

اجرائے ڈگری میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹۔ نیک نیتی درخواست اجرائے ڈگری سابق۔

دربارہ شمار میعاد سماعت معینہ ازروے ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت کے

کوئی بحث نیک نیتی درخواست اجراے ڈگری سابق کے نہین پیدا ہوتی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک ضروری ہین محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین

پرمانند منجانب اپیلانٹیان عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس۔ ۱۹ جون ۱۸۸۱ء کو ایک ڈگری واسطے بازیافت زرنقد کے بحق ڈگریداران اپیلانٹیان کے صادر ہوئی تھی اور درخواست اجراے ڈگری کی ۱۴ جون ۱۸۸۴ء کو کی گئی تھی۔ بعد اجراے اطلاعنامہ موسومہ مدیونان ڈگری کے درخواست مذکور ۲۴ جولائی ۱۸۸۴ء کو خارج کردی گئی تھی۔

یہ مقدمہ ساتھ درخواست اجراے ڈگری مدخلہ ۴ فروری ۱۸۹۰ء کے شروع ہوا ہے اور چند عذرات بہ نسبت اجراے ڈگری کے مدیونان ڈگری نے عدالت مرافع اولے مین جس نے اجراے ڈگری مین کارروائی ہونا منظور کیا تھا کئے گئے تھے۔

برطبق اپیل ذیعلم جج نے حکم عدالت مرافع اولی کا اس بنیاد پر منسوخ کیا کہ درخواست ۱۴ جون ۱۸۸۴ء کی بطور درخواست بہ نیک نیتی کے متصور نہین ہوسکتی ہے لہذا اوس سے میعاد سماعت شروع نہین ہوسکتی ہے۔

بنا راضی ڈگری عدالت ماتحت کے یہہ اپیل دوم پیش ہوا ہے اور مسٹر پرمانند نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر جوگندر ناتھ چودہری کا منجانب اپیلانٹان کے ہے میری توجہ مقدمہ الیشان چندر بوس بنام پران ناتھ ناگ (ویکلی رپورٹر جلد ۲۲ صفحہ ۵۱۲ اجلاس کامل) پر منعطف کی ہے اور یہہ حجت کی ہے کہ ہرگاہ ازروے ایکٹ میعاد سماعت سابق (ایکٹ ۱۴ ۱۸۵۹ء) بحث نیک نیتی کی بہ نسبت ادخال درخواست اجراے ڈگری سابق کے بطور قاعدہ کے تھی لیکن ایسی کوئی بحث بموجب مد ۱۶۷ ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء (جو مطابق مد ۱۷۹ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے ہے) پیدا نہین ہوتی۔

بجانب دیگر مسٹر عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹ کے مقدمہ چتر بنام لول سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۴۷۶) اور نیز اوپر مقدمہ الیشری بنام لسیرہ مل (زبدۃ الفیصلہ ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۵۴) جو حال مین منشاء غور اور توضیح میرے بہائی اسٹریٹ صاحب در خود میرا بمقدمہ شیر سنگہ بنام گونی کلیانداس (اپیل دوم نمبر ۹ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۳۰ اپریل ۱۸۹۰ء) مین تہا استدلال کرتے ہین۔

باعتبار اوس تجویز کے جو ذیلی جج نے اخذ کی ہے اور جو فیصلہ اون کا مین نے ذکر کیا ہے اونپر غور کرنیکے بعد میری یہہ راے ہے کہ ذیلی جج نے قاعدہ قانون کو اسمقدمہ سے صحیح طور پر متعلق نہین کیا ہے کیونکہ بحث نیک نیتی کو اسمقدمہ سے کچہہ تعلق نہین ہے

مسٹر عبدالمجید نے منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ بیان کیا ہے کہ ڈگری مورخہ ۱۹ جون ۱۸۸۵ع کی جسکے اجرا کی اب درخواست کی گئی ہے ایسی ڈگری ہے جسکے رو سے ذاتی ذمہ داری مدیونان ڈگری کی خارج رکہی گئی ہے - یہہ عذر عدالتین ماتحت مین نہین کیا گیا تہا اور نہ خود ڈگری مل میں موجود ہے - لہذا بحالت عدم موجودگی خود ڈگری کے میرے لئے اس حجت کا طے کرنا غیر ممکن ہے

چونکہ کیفیت یہہ ہے مین خیال کرتا ہون کہ حجت اپیلانٹیان کی بالکل صحیح ہے جب وہ یہہ حجت کرتے ہین کہ خود ذیلی جج کے فیصلے کے صورت سے کوئی عارضہ میعاد سماعت کا نہین ہے اور یہہ اپیل ڈگری متصور ہوگی اور مقدمہ عدالت ماتحت مین واسطے فیصلہ روداد ہی کے واپس بہیجا جاویگا -

لہذا مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی حکم عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے تصفیہ روداد ہی بابت اون تحریرات کے جو پیش کی ہین واپس بہیجتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

منفصلہ ۲۶ مئی ۱۸۹۱ع صفحہ ۱۴۹

ضلع گورکہپور

اپیل دوم نمبر ۳۴۴ سنہ ۱۸۹۱ع

لورنگ راے بنام لطیف چودہری وغیرہم

اجرائے ڈگری - ڈگری اجرا طلب جب اپیل ہو چکا ہے -

جب عدالت اپیل نے ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم کی ہو تو از روے ڈگری عدالت اپیل کے ڈگری عدالت ماتحت کی کلیتاً معدوم ہو جاتی ہے اور جو ڈگری جاری ہو سکتی ہے وہ صرف وہی ڈگری ہوتی ہے شہرت سنگہ بنام ہوجین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۰۶) رگو بردہن داس بنام گوپال رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۳۶۶) محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷) کا حوالہ

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ - رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس - ۲۹ ستمبر ۱۸۸۵ع کو دعوے مدعی اپیلانٹ واسطے دخل جائداد معہ

و اصلاحات اینده کے عدالت مرافعہ اولے سے جزواً ڈگری ہوا تہا۔ بنا رامنی اوس ڈگری کے جو اسطرح ہوئی ہتی صرف مدعی نے اپیل کیا تہا اور ۲ دسمبر ۱۸۸۵ء کو اوسکا اپیل ڈگری ہوا تہا اور ڈگری عدالت مرافعہ اعلی کی جسقدر خلاف اوسکی ہتی اوسقدر ترمیم ہوی ہتی۔

بذریعہ درخواست اجراے ڈگری مدخلہ ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء کے ڈگریدار اپیلانٹ کو ۷ جولائی ۱۸۸۶ء دخل دلادیا گیا تہا اور اوسکا خرچہ بہی اوسکو دلادیا گیا تہا۔

دوسری درخواست اجراے ڈگری ۱۵ دسمبر ۱۸۸۶ء کو داخل ہوی ہتی اور ۲ نومبر ۱۸۸۷ء کو خارج ہوی ہتی۔

تیسری درخواست اجراے ڈگری کی جو ۴ جنوری ۱۸۸۸ء کو داخل ہوی ہتی ۱۴ اگست ۱۸۸۸ء کو عدم پیروی مین خارج ہوئی ہتی۔

مقدمہ حال درخواست اجراے ڈگری مدخلہ ۲۳ اگست ۱۸۸۸ء سے شروع ہوا ہے جو دعوے بابت محض عبث و اصلاحات اینده سے متعلق ہے اور درخواست مذکورہ کے داخل ہونے پر مدیونان ڈگری نے اعتراض کیا لیکن اونکی عذرات عدالت مرافعہ اولے سے نامنظور ہوے تہے لیکن بر طبق اپیل ذلیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے کمنسوخی حکم عدالت مرافعہ اولے کے عذرات مدیونان ڈگری اون وجوہ سے بنیاد پر منظور کئے جو خود اونہین کے الفاظ مین ظاہر کیجا سکتی ہین۔ ڈگری قابل اجراے ڈگری عدالت اپیل کی ہے اور چونکہ ڈگری مذکور کے روسے ڈگری عدالت مرافعہ اولے کی ترمیم ہوی ہے اور کسیقدر کوئی حکم بہ نسبت واصلات اینده کے نہین ہے لہذا واصلات مذکور کا دعوے صیغہ اجراے ڈگری مین نہین ہوسکتا ہے۔

پس اس اپیل دوم کے فیصل کرنیمین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ شہرت سنگہ بنام برجمین (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۷۶) کے اثر پر کہ جسکے بتغییر فیصلہ اجلاس کامل حال بمقدمہ محمد سلیمان خان بنام محمد یار خان (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷) مین ہوی غور کرنا ضرور ہی ہے فیصلہ مقدمہ گوبردہن داس بنام گوپال رام (انڈین لار پورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۶۶) کا ذہن نشین کرنا بہی ضروری ہے۔

میری یہہ راے ہے کہ اثر ان فیصلون کا یہہ ہے کہ جو ڈگری مصرف اجراء مین رکہی جاسکتی ہے وہ صرف عدالت اپیل کی ڈگری مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء ہے اور چونکہ وہ ڈگری محض بحالی کی ڈگری نہین ہے بلکہ مشعر ترمیم مضامین ڈگری عدالت مرافعہ اعلی کے ہے لہذا بجز اوس صورت کے

کہ ڈگری مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۸۹ء مین کوئی حکم بہ نسبت وصلات آئندہ کے ہو کوئی وصلات آئندہ منشاء اجراء ڈگری نہین ہو سکتا ہے لیکن ڈگری مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء خود ڈگری مشعر بحالی کے نہین ہے بلکہ ایک ڈگری مشعر ترمیم ڈگری ابتدائی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۸۹ء کے ہے اور میری رائے مین اس امر سے یہہ مقدمہ مقدمات منقولہ بالا سے قابل امتیاز ہو جاتا ہے جو تمام کامل بحث کے میری یہہ رائے ہے کہ ذیلی جج نے صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے اور مین اپیل ڈسمس کرتا ہون لیکن بلا حکم بہ نسبت خرچہ کے کیونکہ ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا ہے۔

ضلع بنارس   نگرانی فوجداری نمبر ۱۰۸ ۱۸۹۱ء   منفصلہ ۲ جون ۱۸۹۱ء

ملکہ معظمہ قیصر ہند   بنام   کرم علی وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۹ - نگرانی - عمداً امداد - تجویز مشترک مین احکام سزا قابل اپیل و ناقابل اپیل صادر ہونا - اپیل بہ نسبت حکم سزا قابل اپیل کے - استصواب بہ نسبت احکام سزا ناقابل اپیل کے -

چار شخصون کی تجویز مشترک ہوئی تھی اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے بجو تجویز ثبوت جرم صادر کی تھی - اونمین سے ایک شخص نے سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تھا لیکن دیگر احکام سزا ناقابل اپیل تھے - سشن جج نے اپیلانٹ کو بری کیا تھا اور اثناء سماعت اپیل مین یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ تجاویز ثبوت جرم اور تین شخصون کی بیجا ہین بلحاظ ان کے اس نے مقدمہ ہائیکورٹ مین واسطے صدور حکم کے ارسال کیا ہے - تجویز ہوئی کہ ان تینون شخصون کی متعلقہ تجویز جنکی بابت احکام سزا ناقابل اپیل صادر ہوئی ہین بصیغہ نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے غور کیا جا سکتا ہے۔

یہہ استصواب منجانب سشن جج بنارس کے اون حالات مین ہوا ہے جو اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین -

کاشی پرساد منجانب کرم علی وغیرہم   سرکار کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ معاملہ میرے روبرو بر طبق استصواب ذیل سشن جج بنارس مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۱ء کے پیش ہوا ہے جن تین شخصون سے یہہ کارروائی متعلق ہے اونکے نام بدین ترتیب ہین ارجن سنگہ پرتاب سنگہ و کرم علی جنکی تجویز اسسٹنٹ مجسٹریٹ بنارس نے بشمول ایک شخص مسمی جوالا پرشاد کے بر بناء اون افراد جرم کے کی تھی جو حسب دفعات ۳۴۲ و ۳۲۳ و ۵۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے کہ جنکے ساتھہ دفعہ ۱۰۹ کو پڑھنا چاہئے مرتب ہوئی تھی - مجسٹریٹ نے ان کل شخصون کے نسبت

بتجویز ثبوت جرم صادر کی اور سزا بہ جرمانہ عاید کیا اور تعداد جرمانہ کی کرم علی اور ارجن سنگہ پرتاب سنگہ کے مقدمات مین اسلئے کافی نہین تہی کہ وہ قانوناً اپیل کرسکتے - لیکن جوالا پرشاد پر جرمانہ کافی عاید کیا گیا تہا کہ اپیل ہوسکتی تہی اور اوس نے ذیلعلم سشن جج کے حضور مین اپیل کیا تہا اور اونہون نے معاملہ پر غور کامل کرنیکے بعد اور گواہان ثبوت کا اپنے روبرو اظہار مزید قلمبند کرنیکے بعد ۹ ستمبر سنہ ۹۱ء کو اپیل منظور کیا اور جوالا پرشاد کو بری کیا - ذیلعلم جج نے یہہ رائے قایم کرکے کہ یہہ اور تینون شخص جنکی تجویز ہوئی ہے بلحاظ واقعات مشتبہ سے زیادہ تر اوسی بنیاد پر قایم ہین کہ جسپر جوالا پرشاد تہا اپنا فیصلہ جو اوسی شخص کے مقدمہ مین تہا معہ مسل کارروائی کے جو اسمقدمہ مین ہوئی تہی بدین سفارش بہیجا ہے کہ تجاویز ثبوت جرم کرم علی وارجن سنگہ وپرتاب سنگہ کی منسوخ ہونی چاہئے - ان تینون شخصون کے نام اطلاعنامجات بغرض حاضری کے جاری ہوئے تہی اور اونکی طرف سے میرے روبرو مسٹر کاشی پرشاد حاضر ہوئے ہین -

مین نے کل شہادت پر جو اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے روبرو لی گئی تہی معہ حکم ابتدائی حاکم موصوف اور اوسکی تحریرات مابعد پر باحتیاط غور کیا ہے - اور مین نے شہادت مزید گواہان پر بھی جو عدالت سشن جج مین قلمبند ہوئی ہے غور کیا ہے اور مین نے نہایت احتیاط کے ساتہہ فیصلہ اپیل معہ مدرہ ذیلعلم جج پر غور کیا ہے - جو کچہہ مشار الیہ نے بہ نسبت نوعیت اس استغاثہ فوجداری کے کہا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور جہانتک حاکم عدالت کو رائے کا قایم کرنا ممکن ہوتا ہے مین باور کرتا ہون کہ جو اشکال مبالغہ کی گرد ہاری نے معاملہ مین داخل کردی ہین اور جسکے بہ نسبت دیگر گواہان نے بحلف اظہار دیا ہے قطعاً اور تمامتر جہوٹہہ ہین اور بنیاد کسی الزام کی اگر متعلق ہے تو صرف وہی ہے جو گرد ہاری نے پولیس اسٹیشن مین ۱۹ اگست کو بیان کی تہی جبکہ اوس نے یہہ بیان کیا تہا کہ چپراسی نے اوس سے بیہودہ حملہ کیا تہا - مجہکو اسمین بہت کم شبہہ ہے کہ یہہ الزامات بطور پیش بندی وجواب الزام خیانت مجرمانہ کے کئے گئے تہی جس سے گرد ہاری بخوبی واقف تہا کہ میرے مقابلہ مین دایر ہونے والا ہے -

مین اپنے اختیارات نگرانی محکومہ دفعہ ۴۳۹ پر عمل کرکے تجاویز ثبوت جرم کرم علی و ارجن سنگہ وپرتاب سنگہ کی منسوخ کرتا ہون اور اونکو بری کرکے حکم دیتا ہون کہ اگر زر سزا جرمانہ وصول ہوگئے ہون تو اونکو واپس کیجا دین -

ضلع الہ آباد اپیل دوم نمبر ۸۴۴ سنہ ۱۸۹۰ء فیصلہ ۲۰ مئی — صفحہ ۱۵ انگریزی

گنہشام داس و یک کس دیگر بنام شیومنگل سنگہ

اجرائے ڈگری — رہن بشمول اراضی سیر — ڈگری رہن کے اجرا ... نیلام ... کیا منتقل ہوتا ہے۔

حسب صورت مین چند قطعات ... مع ... بشمول اگر اراضی سیر ... رہن ... کے
وقت مکفول ہوئی تھی لشمول دیگر اراضی مذکورہ کے ... ڈگری کے اجرا مین نیلام ...
مکفولی کے بنا پر حاصل کی گئی تھی — تجویز ہوئی کہ ... نیلام مذکورہ کے صرف حقوق ...
اراضی سیر متعلق ہوتی ہیں ... حقوق ساقط الملکیت راہن ... اراضی سیر متعلق پر ... سے
کچھہ روال نہین آسکتا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور ... ہوتے ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹیان بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — ڈگریداران اپیلانٹیان دائن تمسک مکفولی مورخہ ۲۳ جولائی ۱۸۷۶ء کے تھے جسمین بابت واپس ادا ہونے زر نقد تخمینا مبلغ الکہ ... روپیہ ... ڈگری ... رسپانڈنٹ نے بنظر اطمینان کے اپنا حصہ زمینداری معہ حقیت سیر بعض جایداد ... مکفول کیا تھا۔ زر واجب تمسک مکفولی مذکور کا ادا نہوا تو ڈگریداران نے ڈگری ... مذکور بنفاذ کفالت ۱۳ ستمبر ۱۸۸۰ء کو حاصل کی۔

ڈگری مذکور مین خاص ذکر نہ صرف حصہ زمینداری کا ہے بلکہ قطعات مختلف ... اراضی کا ذکر بھی ہے جو مدیون ڈگری کے سیر کے ہین

جو ڈگری اسطرحپر حاصل کی گئی تھی اوسکے اجرا مین قرقی جایداد متنازعہ کی ۲۴ مئی ۱۸۹۰ء کو کی گئی تھی لیکن ۱۰ جولائی ۱۸۹۰ء کو مدیون ڈگری نے اسمضمون سے عذرداری کی کہ جہانتک اراضیات سیر کو تعلق ہے اوسکی حقیت اجرائے ڈگری مین نیلام نہین ہوسکتی ہے

یہہ عذرات عدالت مرافعہ اولی سے جزواً اسقدر منظور ہوئے کہ صرف حق مالکانہ مدیون ڈگری کا باستثنا اون حقوق کے جو اوسکو بطور ساقط الملکیت حسب مقصود دفعہ ۷ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے حاصل ہون نیلام ہوگا۔

بنا راضی اسحکم عدالت مرافعہ اولے کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل ہوا تھا اور

حکم مذکورہ عدالت موصوف سے بحال رہا تہا۔

اپیل دوم مین مسٹر کاشی پرشاد نے منجانب اپیلانٹیان کے خود میرے دو فیصلون پر جو بمقدمہ مادہولال بنام کتواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۰) اور بشیشر راے بنام سکھہ دیو راے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲) کے ہین متوجہ کیا ہے۔

ذیلعلم جج عدالت اپیل ماتحت کے روبرو یہہ دونو مقدمے بغرض غور کے پیش تہے اور بعد ملاحظہ ڈگری ۱۲ ستمبر ۱۸۸۶ء کے اونکی یہہ راے قرار پائی تہی کہ جہانتک اوسمین حکم نیلام اراضی سیر کا تہا وہ حقوق مالکانہ زمینداری پر محدود تہا اور وسمین کسیطرحپر یہہ حکم نہین تہا کہ ایسے حقوق جو مدیون ڈگری بطور ساقط المالکیت حاصل کرسکے اوسکے نیلام کا کبہی مقصود تہا۔ مقدمہ کے نسبت یہہ راے قایم کرکے ذیلعلم جج نے حکم عدالت مرافعہ اولے کا بحال رکہا تہا اور میری یہہ راے ہے کہ اس امر کے کہنے مین اونکی راے مناسب ہی تہی صرف بوجہ تعبیر ڈگری کے بلکہ اس امر کیوجہ سے بہی اونکی راے مناسب ہے کہ جو کچہہ وہ نہون نے تجویز کیا ہے وہ کسیطرحپر مقدمات محولہ بالا کے مغایر نہین ہے۔ مین بطور ایک امر بحث طلب کے یہہ اور کہنا چاہتا ہون جسپر مسٹر بلدیو رام نے بجاے مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ اصرار کیا ہے کہ عدالتین ماتحت کا وہ عمل جسکے روسے عدالتہاے موصوف نے یہہ حکم دیا ہے کہ نیلام اراضیات سیر سے زوال حق ساقط المالکیت مدیون ڈگری متعلق نہین ہے از روے دفعہ ۲۸۷ ضمن (ط) کے مناسب تہا۔ احکام دفعہ مذکور کے کل قسم کے نیلامات جایداد غیر منقولہ و اشتہارات نیلام مذکور سے متعلق ہین۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمہ اپیل دوم مین قابل دستاندازی کے ہے اور مین اوسکو معہ خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

---

۱۵۰ ضلع جونپور — اپیل دوم نمبر ۱۲۰۳ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۱۸ جون

رام لال دوبے وغیرہ بنام ہرنندن سنگہ و یکس دیگر

اخراج ڈگری۔ ڈگری مشروطہ باداے زرنقد معین اندر میعاد معینہ کے۔ میعاد معینہ ڈگری کے بعد ادا ہونا۔

جس ... بات ہے ڈگری اس ... کے ... کی ہو کہ ... [illegible]

... [illegible] اختیار ... انفصال ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] استدلال ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

نہایت منجانب اپیلانٹیان — جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جج۔ واقعات اسمقدمہ کے جو میرے روبرو مسٹر ... نے منجانب اپیلانٹیان اور مسٹر جوالا پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹیان ظاہر کئے ہین وہ حسب ذیل بیان ہوسکتے ہین

یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے تیس برس ہوے ایک رہننامہ منفعتی بالقبض بنام مدیون ڈگری اپیلانٹیان کے لکھا تھا اور روے رہن مذکور کے مرتہنان مسلماً قابض کرادیے گئے تھے اور ۳ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے ڈگری دخل بمیعاد بالانفکاک رہن بادائے مبلغ للعہ کے جو تاریخ ڈگری سے اندر ساٹھہ یوم کے واجب الادا تھے حاصل کی تھی۔

مضامین ڈگری مورخہ ۳ اکتوبر ۱۸۸۸ء مذکور کے بہت ضروری ہین کیونکہ میری راے مین نتیجہ اسمقدمہ کا حکم ڈگری پر منحصر ہے جو حسب ذیل ہے۔

یہہ ڈگری و حکم ہوا کہ دعوے مدعی واسطے انفکاک رہن کے اس شرط سے ڈگری ہو کہ مدعیان اندر ساٹھہ یوم کے آج کی تاریخ سے چالیس روپیہ للعہ مدعا علیہم کے واسطے عدالت مین جمع کرین بقیہ دعوے ڈسمس ہو۔ مدعیان خرچہ اپنا اور مدعا علیہم کا ادا کرین۔

اسکا انگریزی مین لفظی ترجمہ بالفاظ ذیل ہوسکتا ہے۔

یہہ ڈگری و حکم ہوا کہ دعوے مدعیان کا واسطے انفکاک رہن کے اس شرط سے ڈگری ہو کہ مدعیان عدالت مین آجکی تاریخ سے ساٹھہ روز کے اندر مدعا علیہم کے واسطے للعہ جمع کرین بقیہ دعوے ڈسمس ہو۔ مدعیان اپنا اور نیز مدعا علیہم کا خرچہ ادا کرین۔

مینے ٹھیک الفاظ ڈگری اوس بنیاد کے ظاہر کرنیکے لئے نقل کردی ہین کہ جسپر میرا فیصلہ مبنی ہوگا بلالحاظ اس امر کے کہ آیا یہہ ڈگری مناسب طور پر صادر ہوی تھی یا نامناسب طور پر مرتب ہوی تھی یا نہین ڈگری قطعی ہوگئی ہے اور اوسکے مضامین پر

عدالت اجرا کنندہ ڈگری دست اندازی نہین کرسکتی ہے۔

بعد اوسکے جو کچھہ ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ ۱۲ مئی ۱۸۸۹ء کو ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے درخواست جاری ہونے ڈگری معدرہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۱ء مبلغ للعہ متذکرہ بالا اپنی درخواست کے ساتہہ داخل کرکے گذرانی۔ ظاہرا عدالت نے یہہ روپیہ قبول کرلیا اور اوسکے جمع ہونیکا حکم دیا لیکن اوسی روز سررشتہ سے رپورٹ ہوئی کہ یہہ روپیہ خلاف احکام ڈگری معدرہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۱ء کے جمع ہوا ہے۔ لیکن باوجود اسکے عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۸۹ء کے درخواست مذکور کے درج رجسٹر ہونیکا حکم صادر کیا۔

درخواست مذکور کے اسطرح پر درج رجسٹر ہونیکے بعد اوسکے نسبت مدیونان ڈگری نے (اپیلانٹیان عدالت ہذا نے) درحال اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ بتقویت خود مضامین ڈگری کے ڈگری مذکور قابل اجرا نہین ہے کیونکہ میعاد روپیہ جمع کرنیکی گذر گئی ہے۔

ان عذرات کو عدالتین ماتحت نے نامنظور کیا ہے اور یہہ اپیل دوم بنا راضی حکم عدالت اپیل ماتحت مشعر بحالی ڈگری عدالت مرافعہ اولے کے دائر کی گئی ہے۔

پس مجھے معلوم ہوتا ہے اولاً کہ جس اصل بنیاد پر فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کا مبنی ہے وہ یہہ ہے کہ ازروے فقرہ دوم دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) کے مدیونان ڈگری اپیلانٹیان مرتہنان پر لازم تہا کہ حکم بعیات کا یا بیع اوس جایداد کا حاصل کرنیکی کوشش کرتے کہ جس سے ڈگری مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۱ء متعلق تہی۔ یہہ راے قانونی غلط معلوم ہوتی ہے۔ فقرہ مذکور پر باحتیاط ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم بیع یا بیع کا ایسے رہن سے متعلق نہین ہے جیسے کہ اسمقدمہ کی ہے جو رہن منفعتی بالقبض ہے۔ لہذا اوس فقرہ کو کچھہ تعلق نہین ہے اور مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ احکام ضمن (الف) دفعہ ۷۶ ایکٹ مذکور سے تقویت اس راے کی ہوتی ہے کہ مرتہن منفعتی اوس حیثیت سے مستحق استحقاق نیلام کرا پانے جایداد مرہونہ کا نہین ہے۔

مجھے مقدمہ کی اس شکل پر زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مضامین ڈگری مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۸۱ء کے فی نفسہ صاف اور مخصوص دربارہ محدود کرنے استحقاق انفکاک تا میعاد بیلوم کے ہین اور مضامین مذکور پر عامل اس سے کہ جا ہون یا بیجا ہون عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو قایم رہنا چاہیے۔

وقت بحث کرنے مقدمہ کے مسٹر جوالا پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹیان کے مناسب طور پر یہہ تسلیم کر لیا ہے کہ کوئی حکم مشعر توسیع میعاد متذکرہ ڈگری دربارہ اداے زر رہن کے عدالت سے صادر نہین ہوا تھا اور ذیعلم وکیل نے یہہ بھی تسلیم کیا ہے کہ محض یہہ امر کہ ۲۱ مئی ۱۸۸۹ء کو عدالت مین روپیہ لے لیا گیا تھا بمنزلہ حکم مشعر توسیع میعاد ۶۰ کے جو از روے ڈگری کے معین تھی نہین ہو سکتا ہے۔

جو اصول حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ایک حال کے مقدمہ غیر رپورٹ شدہ* راجہ ہرنرائن نامی چودہرائن بہگونت کنور (منفصلہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۰ء) مین قائم کیا ہے یہہ ہے کہ جب میعاد مقرر ہو جاوے – جیسا کہ اوسمقدمہ مین بذریعہ حکم عدالت حسب دفعہ ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے اصدار فیصلہ ثالثی کے مقرر ہوئی تھی اور وہ میعاد گذر جاوے تو منظوری مابعد بہ نسبت دوسرے میعاد کے بمنزلہ توسیع اوس میعاد کے نہین ہو سکتی ہے جو گذر چکی ہے۔

اوس فیصلہ کے اصول کو مقدمہ حال سے متعلق کر کے میری یہہ راے ہے کہ بعد انقضاے میعاد ۶۰ یوم معینہ از روے ڈگری مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۸ء کہ جو ڈگری قطعی ہوئی ہے ڈگریداران رسپانڈنٹیان نے اپنا استحقاق دربارہ جاری کرنے ڈگری کے زائل کر دیا ہے اور حکم جمع ہونے روپیہ سے جو اسقدر عرصہ مین کہ جسقدر ۲۱ مئی ۱۸۸۹ء کو گذرا ہے عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے صادر ہوا ہے اثر انقضاے میعاد کا رفع نہین ہو سکتا ہے۔

جو حکم مناسب اسمقدمہ مین صادر ہونا چاہئے تھا وہ یہہ ہے کہ درخواست اجراے ڈگری کی ڈسمس متصور ہوگی۔

مین اب اوس حکم کو یہہ کہکر صادر کرتا ہون کہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کے یہہ حکم دیتا ہون کہ درخواست اجراے ڈگری ڈسمس متصور ہو اور ڈگریداران رسپانڈنٹیان خرچہ اسمقدمہ کا بابت کل عدالتون کے مدیونان ڈگری اپیلانٹیان کو ادا کرین

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۴۴۵ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۵ جون

مہابیر پرشاد بنام شاہ وحید عالم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۱ – عرضی نالش پر دستخط مدعی کی ضرورت –

* بعدہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۳۴۰ مین رپورٹ ہوا۔

بجز اوس صورت کے جسکا حکم ضمن اخیر دفعہ ۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ہے یہہ تاکید ضرورت ہے کہ مدعی اپنی عرضی نالش پر دستخط کرے جب مدعی کی نسبت یہہ ثابت ہو کہ بوجہ غیر حاضری کے یا اور کسی وجہ معقول سے وہ خود عرضی نالش پر دستخط نہین کر سکتا ہے تو اوس سے مختارنامہ کے جسکے روسے وکیل کو اختیار عبارت عام مین عرضی نالش پر اوسکے طرف سے دستخط کرنیکا دیا گیا ہے ایسی عرضی نالش مطابق قانون کے جایز ہوگی جسپر دستخط وکیل مذکور نے بموجب مختارنامہ مذکور کے کیا ہو

واقعات اسمقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلے سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

روشن لال و مہدی حسن منجانب اپیلانٹ عبدالرؤف منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس ۔ بروقت پیشی ہونے اس اپیل دوم بغرض سماعت کے مسٹر عبدالرؤف نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ عذر ابتدائی پیش کیا کہ جسوقت یہہ اپیل عدالت ہذا مین داخل ہوا تہا وہ خارج المیعاد تہا ۔ تواریخ متعلقہ اپیل ہذا حسب ذیل ہین ۔ ڈگری مورخہ ۳ فروری ۱۸۹۰ء ہے اپیل ۱۰ مئی ۱۸۹۰ء کو داخل ہوا تہا اسمین ۹۶ یوم کا عرصہ ہوا ہے اور یہہ بات اپیلانٹ کو دکھلانا پڑیگی کہ جو ڈگری اوس نے داخل کی ہے اوسکے نقل کے حاصل کرنیکے لئے اوسکو ۶ یوم ضروری تہے ۔ ڈگری کے پشت پر عبارت ظہری ثبت ہین اونکے ملاحظہ سے ثابت ہوتا ہے کہ درخواست نقل کی ۴ فروری ۱۸۹۰ء کو گذری تہی اور اوسی مہینہ کی ۵ تاریخ کو تخمینہ دیا گیا تہا اور زر مطلوبہ تخمینہ ۱۹ فروری کو داخل ہوا تہا اور اوسی مہینہ کی ۲۴ تاریخ کو نقل حوالہ کیگئی تہی ۔ اپیلانٹ کا یہہ دعوے ہے کہ تاریخ ۴ و ۵ اور ایام ابتدائے ۱۹ لغایت ۲۴ جسمین دونون یوم شامل ہین بطور اون ۶ یوم کے ہین جسکا وہ مستحق ہے اور مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مناسب طور پر یہہ وہ وقت ہے جسکا وہ بطور اوس وقت کے مستحق ہے جو اوسکو نقل حاصل کرنیکے لئے ضروری ہے ۔ لہذا عذر ساقط ہوتا ہے ۔

رسپانڈنٹ جو عدالت مرافعہ اولے مین مدعی تہا ایک شخص شاہ وحید عالم ہے ۔ عرضی نالش مین جو دستخطی اوسکے کارندہ مسمی بوعلی کی معلوم ہوتی ہے نامبردہ نے یہہ استدعا کی ہے کہ بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۷ء کے ۴ بسوہ اراضی پر اوسکا استحقاق قایم کیا جاوے اور دخل دلا دیا جاوے ۔ چند دیگر دادرسیون کی بہی استدعا تہی لیکن واسطے اغراض اسمقدمہ کے اونکے یہان ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ میری یہہ راے ہے کہ عذر اول جو اپیل مین میرے روبرو پیش کیا گیا ہے اس قسم کا ہے کہ جب عرضی نالش داخل ہوی تہی امنکیت

۱ مین کوی نالش عدالت کے روبرو موجود نہتی شہادت جو وحید عالم نے بعد داخل عرضی
نالش کے یعنے ۱۳ نومبر ۱۸۸۹ء کو دی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب ۸ ستمبر ۱۸۸۹ء کو
عرضی نالش داخل ہوی ہتی تو جس شخص کا نام بطور مدعی کے لیا گیا اوسمین ظاہر کیا گیا تہا وہ اوسکے بابت
کچہہ نہین جانتا تہا۔ اوس نے اوسپر دستخط نہین کئے اور نہ وہ اوس بیعنامہ کے بابت
کچہہ جانتا تہا جسکے بنا پر وہ عرضی نالش داخل کی گئی تہی اور یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوس
جایداد پر کبہی قابض نہین رہا تہا جسکا منتقل ہونا اوس بیعنامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ باعتبار
ان وجوہ کے منجملہ دیگر حجتون کے میرے روبرو یہہ حجت ہوئی ہے کہ نالش مدالتین تحتانی مین جو نالش چلی
مین خیال کرتا ہون کہ اس حجت مین بہت ثبوت ہے۔ دفعہ ۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی
مین قانون بہ نسبت عرایض نالش کے قایم ہوا ہے اور وہ یہہ ہے۔

عرضی دعوے پر دستخط مدعی اور اوسکے وکیل کے اگر کوئی مقرر ہوا ہو ثبت کیجاوینگے
اور اوسکے ذیل مین مدعی یا کوئی اور شخص جسکا مقدمہ کے واقعات سے واقف ہونا حسب
اطمینان عدالت ثابت ہوا ہو اوسکی تصدیق کریگا۔

مگر شرط یہہ ہے کہ اگر مدعی بوجہ غیر حاضری یا کسی اور وجہ معقول سے عرضی دعوے
پر دستخط نکر سکے تو جایز ہے کہ اوسکے طرف سے اوسکا مختار ذی اختیار عرضیدعوے پر دستخط کردے

مسل مین ایک مختار نامہ دستخطی شاہ وحید عالم شامل ہے اور اوس مختار نامہ مین
ایک فقرہ ہے اوسکے روسے جو شخص اوسمین مختار مقرر ہوا ہے اوسکو اختیار عرضی دعوے کے
دستخط اور تصدیق کرنیکا منجانب شاہ وحید عالم کے دیا گیا ہے لیکن میری صاف یہہ راے
ہے کہ جو کچہہ اقتضاے قانون کا ہے اور وہ اقتضا ... مناسب طور پر ہے وہ یہہ ہے
کہ بطور قاعدہ عام ہر عرضی دعوے پر جو عدالت دیوانی انصاف مین دایر کیجاوے مدعی
۲ اور اوسکے وکیل کے اگر کوئی ہو دونون کی دستخط ہونا چاہئے۔ اس تاکیدی حکم قانونی
کے لئے صرف ایک مستثنی ہے یعنے یہہ کہ اگر یہہ بیان کیا جاوے اور کوئی شخص جسکو مدعی
کے طرف سے اختیار دیا گیا ہو یہہ ثابت کردے کہ مدعی بوجہ غیر حاضری یا کسی اور وجہ
معقول سے عرضیدعوے پر دستخط نہین کر سکتا ہے تو اوسکا یقین اور صرف اوسکا یقین
وہ عدالت جسکے روبرو عرضی دعوے دایر کیا جاوے ایسے عرضی دعوے کو منظور کریگی
جسپر سے دستخط اوس شخص کے غایب ہین جو اوسکی صورت سے مدعی ظاہر ہوتا ہے اور

جسپر دستخط اوس کارندہ کے موجود ہین جسکو اس بارہ مین باضابطہ اختیار دیا گیا ہے۔ بروقت
ادخال عرایض دعوے کے عدالتین بہت زیادہ احتیاط اس امر کے دیکھنے کی نہین کرسکتے
ہین کہ آیا عرایض دعوے مذکور مین تعمیل کما حقہ اون اقتضایات قانونی کی ہوی ہے یا
نہین جس وجہ سے مدعی کا عرضی دعوے پر دستخط کرنا ضروری ہے وہ ظاہر ہین بمقابلہ
جہوتہی عرایض دعوے کے کوی اطمینان نہوگا اور نہ اطمینان ایسے عرضی دعوے کے خرچ
کا ہوگا جسکے نسبت یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ مدعی اوسکا متحمل ہوگا۔ بحالت نہونے
ایسے دستخط کے بعد اختتام مقدمہ کے مدعی کو بازگشت کا اور اوس عرضی دعوے سے
دست بردار اور اوس خرچہ کے ادا کرنیسے جو اوس سے دلایا گیا ہے اس بنیاد پر انکار کرنیکا
اختیار ہوجاویگا کہ وہ اوس معاملہ مین فریق نہین تہا۔ ممکن ہے کہ ایسے مقدمات ہون
جنمین عرایض دعوے دستخطی اون اشخاص کی جنکو مدعی کیطرف سے باضابطہ اختیار
دیا گیا ہے تا اختتام مقدمہ قبول و منظور ہوی ہین لیکن اس قسم کے مقدمہ مین جسمین
عرضی دعوے پر اعتراض ہوا ہے اور خود مدعی کے بیان سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ جسوقت
نالش دایر ہوی تہی اوسوقت اوسکو نالش کے نسبت کچہہ کسی قسم کا علم ہی نہین تہا
اور نالش مذکور کے دایر ہونمین شریک ہی نہین تہا عدالت ماتحت اختیار عقلمندانہ کا استعمال
فوراً اپیل مین کارروائی مزید کرنیسے انکار کرکے کرسکتی تہے۔ بہرحال میری یہہ راے
ہے کہ اسکے بعد مجہے اس امر پر غور کرنا امر اختیاری نہین ہے کہ کوی مقدمہ معقول برروے موجود
مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فیصلے اور ڈگریان ہر دو عدالت
ماتحت کی معہ خرچہ منسوخ کیجاوین۔

---

۱۵۳ نمبر ڈگری | ضلع غازیپور | اپیل دوم نمبر ۸۶ سنہ ۱۸۹۱ء | منفصلہ ۹ جولائی

سو لنکلی بنام بہیرون بخش رام مہکیس ودیگر

اجراے ڈگری۔ مختتم ہونا حکم مشعر نامنظوری دعوے داخل ہونے نام کا مسل مین
بطور قایمقام کسی فریق کے بمقابلہ ڈگریدار کے جو اجراے ڈگری بمقابلہ ایسے شخص کے چاہتا ہی
جسکا دعوے نامنظور ہوچکا ہے۔

قبل فیصلہ کے ایک اپیل مین دو شخصون نے درخواست مسل مین داخل ہونے نام کی بطور

قایمقامان شخاص متوفیان کے داخل کی تھی۔ ایک شخص کا دعوے نامنظور ہوا تھا لیکن دوسرے شخص کا نام مسل میں بذمرہ اپیلانٹ قایم کیا گیا تھا اور اوسکی بقا میں ڈگری صادر کی گئی تھی۔ تجویز ہوئی کہ ڈگری سے تجاوز نہین کر سکتے ہیں اور نہ اوسکو بابت خرچہ کے بمقابلہ اوس شخص کے اس ڈگری جاری کرا سکتے ہین کہ فی الواقعہ وہی حقدار قایمقام متوفی کا ہے جسکا دعوے نامنظور ہو چکا ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلے سے کافی طور پر ظاہر ہونے ہیں

اسپنکی وکیل بجانب اپیلانٹ — بنرجی وزام رپلو بجانب رسپانڈنٹیان

ٹرل صاحب جسٹس۔ واقعات اسمقدمہ کے ضلع جج گورکھپور کے فیصلہ مین درج ہین

سنہ ۱۸۶۸ء مین رسپانڈنٹیان عدالت ابتدائے ایک ڈگری بنام تین شخص تاراچند اور اوسکے بیٹے مسمیان بچو وچھیدی رام کے حاصل کی تھی۔ وہ ڈگری زرنقد کی تھی۔ بچو وتاراچند راضی ہو گئے تھے لیکن چھیدی رام نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تھا اور دوران اپیل مین مر گیا تھا۔ دو شخصون نے عدالت اپیل مین درخواست داخل ہونے نام کی مسل اپیل مین بطور قایمقام قانونی چھیدی رام واسطے اغراض اپیل کے داخل کی تھی۔ ایک مسماۃ سونکلی بیوہ چھیدی رام کی تھی اور دوسرا رام کشن پسر بچو مدیون ڈگری کا تھا۔ ان اپیل دعاوی کی سماعت عدالت اپیل نے کی تھی اور فیصلہ بحق رام کشن کے ہوا تھا جسکے ڈگریدار مددگار تھے اور بخلاف مسماۃ سونکلی کے جسکی نسبت یہہ استقرار ہوا تھا کہ اوسکو شوہر کی چھیدی رام مین استحقاق قایمقامی کا حاصل نہین ہے۔ اسی بنیاد پر فیصلہ اپیل کا بابت رام کشن کا اپیل بطور قایمقام بچو کے دسمس ہوا تھا۔ اب ڈگریداران اس ڈگری کو اور نیز ہائیکورٹ کے اپیل سے اوس ڈگری کو جسمین مسماۃ سونکلی فریق تھی اور جو خرچہ کے بابت ہے بمقابلہ مسماۃ سونکلی کے جاری کرانا چاہتے ہین۔ ڈگری اجرا کرکے اپنی مقابلہ مین اجرا کے نسبت ہائیکورٹ کی ڈگری کے نسبت مسماۃ سونکلی کچھہ عذر نہین کرتی ہے اور فی الحقیقت وہ کچھہ عذر نہین کر سکتی ہے کیونکہ ہائیکورٹ کی ڈگری بحق رسپانڈنٹ اور بمقابلہ اوسکے ذات کے اوسکے نام سے ہے۔ لیکن مسماۃ سونکلی ضلع جج کی ڈگری کے نسبت جو بمقابلہ تاراچند و رام کشن کے ہے اپنے مقابلہ مین جاری ہونیکے بابت اعتراض کرتی ہے اوسکی یہہ حجت ہے کہ اوس ڈگری مین وہ فریق نہین ہے اور ڈگری مذکور اوسکے مقابلہ مین جاری نہین ہو سکتی ہے۔

میرے ذہن مین اوسکی حجت لاجواب ہے۔ اوس نے اوس اپیل کی مسل مین ایک نامہ داخل ہونیکی کوشش کی تہی جسمین ڈگری متنازعہ حاصل کی گئی تہی اور ڈگریداران و رام کشن مدیون ڈگری نے اوسکو مغلوب کیا تہا۔ اوسمقدمہ مین فیصلہ عدالت اپیل کا بدین تاریخ قطعی ہے کہ جہانتک وہ مقدمہ تہا واسطے اغراض اپیل کے کہ جسمین وہ ڈگری ابتک قطعی ڈگری ہے رام کشن قایمقام قانونی جہیدی رام متوفی کا ہے۔ عدالت اجرا کنندہ ڈگری اوس حکم کے مضامین سے تجاوز نہین کرسکتی ہے اور نہ یہہ تجویز کرسکتی ہے کہ رام کشن قایمقام قانونی متوفی کا نہین ہے بلکہ مسماۃ سولنکی ہے۔ مضامین دفعہ ۲۳۴ کے ایسے مقدمہ کے حالات سے متعلق نہین ہین جو میرے روبرو پیش ہے۔ دفعہ مذکور کو خاص تعلق اوسمقدمہ سے ہوتا ہے جسمین بعد صدور ڈگری کے وفات ظہور پذیر ہوتی ہے حالانکہ جو اپیل میرے روبرو پیش ہے اوسمین جہیدی رام قبل صدور اوس ڈگری کے فوت ہوگیا تہا جو مقدمہ مین ڈگری زیر اجرا ہے جو مقدمہ میرے روبرو پیش ہے اوسمین ڈگریداران پابند اوس ڈگری کے ہین جسمین وہ فریق تہے اور جسکو وہ جاری کرانا چاہتے ہین اور یہہ کہ رام کشن کو بطور قایمقام قانونی جہیدی رام کے اپنے مقدمہ مین تصور کرین اور یہہ عذر نہین کرسکتے ہین کہ وہ فیصلہ بہ نسبت قایمقام قانونی جہیدی رام کے غلط ہے اور یہہ کہ کوئی دوسرا شخص صحیح قایمقام قانونی ہے جسکو اب وہ بعد صدور ڈگری کے بطور قایمقام جہیدی رام اپنے مدیون کے تصور کرنیکی اجازت چاہتے ہین۔ یہہ سچ ہے کہ ایک نالش مین جو مسماۃ سولنکی نے بعد فیصلہ اپیل مقدمہ سنہ ۱۸۵۸ع کے ڈگری بنام رام کشن بدین استقرار حاصل کی ہے کہ وہ زوجہ منکوحہ ہی اور صرف مدخولہ جہیدی رام کے نہین ہے اور جسکے رو سے ڈگری اس امر کی ہوئی ہے کہ اسکو منصب نامبردہ شخص کے وارث ہونیکا حاصل ہے۔ لیکن وہ ڈگری اسمقدمہ کے اجرای ڈگری پر حاوی نہین ہوسکتی ہے جسمین عدالت مجوز مقدمہ نے عدالتانہ ایک حکم مین کہ جسمین اب دست اندازی نہین ہوسکتی ہے یہہ تجویز کردی ہے کہ واسطے اغراض اوسمقدمہ و اپیل کے رام کشن قایمقام قانونی مجاز قایمقامی اور بحفظ حقوق جہیدی رام کا اوسمقدمہ مین ہے۔ اگر ڈگریداران مسماۃ سولنکی کو اپنا ذمہ دار اجرای ڈگری مین کرنا چاہتے ہین کیونکہ وہ قابض متروکہ جایداد اپنے شوہر متوفی کے ہے تو امکانا وہ ڈگری کو اسبارہ مین ترمیم کراسکتے ہین لیکن ڈگری حیثیت موجودہ بمقابلہ مسماۃ سولنکی کے جاری نہین ہوسکتی ہے بلکہ بمقابلہ رام کشن کے جاری ہوسکتی ہے۔ اپیل معقول ہے اور معہ خرچہ ڈگری کیجاتی ہے۔

ضلع مرادآباد اپیل دوم نمبر ۱۴۶ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۳ مارچ

شرف بیگم بنام محمد صفدر علیخان

اجرائے ڈگری - درخواست اجرائے ڈگری سے دست برداری - درخواست مطابق قانون کے - میعاد سماعت - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۴ - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت ضمیمہ ۲ مد ۱۷۹ ضمن (۴)

محض غلطی کتابت سے جو درخواست اجرائے ڈگری میں درج ہے غلطی سے اس سے سابق متذکرہ درخواست مذکورہ کا نتیجہ یہہ ہو کہ اسکے مذکورہ بیتیاب ہو لیکن درخواست مذکورہ ایک درخواست معمول مطابق قانون حسب منشا ضمن ۴ مد ۱۷۹ - ایکٹ میعاد سماعت ہند ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے متصور ہوجاویگی اور نہ ایسی درخواست سے بوجہ اسکے ڈسمس ہو جانیکے سائل نے [illegible] درخواست مذکور کے پیچھے پتہ نہیں [illegible] حکم ڈسمس [illegible] درخواست حسب منشا دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے [illegible] اجرا ہوگا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

سید محمد منجانب اپیلانٹ مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات کا مختصراً یہہ بیان کیا جاسکتا ہے۔

۴ مئی ۱۸۷۶ء کو ایک ڈگری بنام مدیون ڈگری رسپانڈنٹ کے صادر ہوی تہی اور متعلق اجرائے ڈگری کے ایک درخواست اجرائے ڈگری ۱۸ اگست ۱۸۸۴ء کو داخل ہوی تہی لیکن درخواست عدم پیروی مین ۱۰ ستمبر ۱۸۸۴ء کو ڈسمس ہوی تہی۔

بعدہ ۲۶ اگست ۱۸۸۶ء کو ایک دوسری درخواست اجرائے ڈگری کی ڈگریدار نے داخل کی تہی اور اوسپر یہہ حکم صادر ہوا تہا کہ درخواست درج رجسٹر کیجاوے اور سررشتہ سے اوسپر کیفیت طلب ہوے اور اوسی روز دوسرا حکم اسمضمون سے صادر ہوا تہا کہ مسل مقدمہ طلب ہو اور ۱ ستمبر واسطے سماعت مقدمہ کے مقرر ہوی تہی - بالآخر حاکم ماتحت نے مقدمہ ۳۱ دسمبر ۱۸۸۶ء کو پیش کیا اور اوسی روز بذریعہ روبکار مورخہ تاریخ مذکورہ کے مشار الیہ نے یہہ بیان کیا کہ جو حوالہ مقدمہ متعلقہ کا درخواست اجرائے ڈگری مین دیا گیا ہے وہ صحیح نہین ہے اور ڈگریدار نے تصحیح ضروری مین غفلت کی ہے اور اسی بنیاد پر حاکم ماتحت نے درخواست عدم پیروی مین ڈسمس کی اور یہہ بہی حکم دیا کہ ازروے ڈگری کے جو زر واجب ہے وہ ذیل روبکار مین بطور یادداشت کے درج کردیا جاوے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعد اس حکم کے کوئی کارروائی ۲۳ اگست ۱۸۹۹ء تک نہین کی
گئی تھی جب یہہ مقدمہ بذریعہ درخواست جاری کرنے ڈگری مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۸۷ء کے شروع ہوا
تہا - اس درخواست پر اعتراض بجانب مدیون ڈگری کے در اصل اس بنیاد پر ہوا تہا کہ از روے
دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست ممنوع السماعت ہے اور علاوہ بریں درخواست مذکور خارج المیعاد
ہے عدالت مرافعہ اولے نے ان عذرات کو نامنظور کیا تہا اور یہہ حکم دیا کہ کارروائی اجراے ڈگری شروع کیجاوے
برطبق اپیل کے ذیلعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی تہی کہ جو کارروایات بذریعہ
حکم مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۹ء کے ختم ہوتی تہین گو وہ مانع درخواست ہاے آیندہ کے نہین ہین تاہم
اونکو بطور نفی کے تصور کرنا چاہئے اور بطور تائید معاون اجراے ڈگری کے متصور نہین ہوسکتی ہین
پس ان کارروایون سے قطع نظر کرکے اور اون کارروایون کو جو در وقت انحصار میعاد سماعت
حسب مد ۱۷۹ ضمن (۴) ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) محسوب کرکے جو ۱۰ ستمبر ۱۸۸۹ء
کو ختم ہوئی تہین مشار الیہ نے یہہ تجویز کی ہے کہ اس درخواست مین عارضہ میعاد سہ سالہ
محکومہ مد مذکور لاحق ہے لہذا خارج المیعاد ہے - بدینوجوہ ذیلعلم جج نے حکم عدالت ماتحت کا منسوخ
کیا اور درخواست اجراے ڈگری کی ڈسمس کی -

یہہ اپیل دوم بنا راضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے ہے اور الیڈ درخواست ہی جسمین
بہت سی تقریر مسٹر سیمین نے منجانب اپیلانٹ کے اور مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کی ہے
بتائید اپنی حجت کے مسٹر سیمین نے منجانب ڈگریدار اپیلانٹ کے فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی
بمقدمہ ہری بنام نراین (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۴۲۷) و فیصلہ ہائیکورٹ
مدراس بمقدمہ رام نندن چیتی بنام پرتیم بالی شروی (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد
صفحہ ۳۲۷) اور فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ رام روپ بنام لالجی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ
۲۷۰) و بجی سنگہ بنام حیات بیگم (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۶۲) پر استدلال کیا ہے
بجانب دیگر مسٹر ماد[…]و پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کے فیصلہ اجلاس کامل عدالت
ہذا بمقدمہ راد ہاچرن بنام مان سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۴) و جیت نرائن
نول سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۴۶۲) و دیسری بنام سرہ مل (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار ۱۸۹۲ء صفحہ ۴۰) اور اوپر فیصلہ اجلاس کامل کلکتہ ہائیکورٹ بمقدمہ اصغر علی بنام
تریلکہونا ہتہ گہوس (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۶) سے استدلال کیا ہے -

ان مختلف فیصلون پر مینے غور کیاہے اور میری یہہ راے ہے کہ اسمقدمہ کی بحث کا مدار ذی علیم جج ماتحت کے روبکار مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۸۶ء کے تعبیر پر ہے۔

روبکار مذکور بعبارت ذیل ہے۔

آج یہہ مقدمہ پیش ہوکر ملاحظہ کیفیت محی نظارت سے واضح ہوا کہ پتہ مسل سابق کا جو درخواست ڈگریدار مین تحریر ہے غلط ہے اور وکیل ڈگریدار نے صحیح پتہ مسل مذکور کا آجتک ظاہر نہین کیا۔ اسواسطے خارج ہونا مقدمہ کا مناسب متصور ہوکر حکم ہوا کہ یہہ مقدمہ بعدم پیروی ڈگریدار مین خارج ہووے اور مطالبہ ڈگری مسلمین لکہا جاوے

مندرجہ درخواست اجرا	۳۸۳ روپیہ	۱۴ آنہ	۵ پائی
خرچہ اجرا	۱ روپیہ	. . .	. . .
میزان	۳۸۴ روپیہ	۱۴ آنہ	۵ پائی

انگریزی مین ترجمہ ہونیسے اوس سے یہہ مراد ہے۔

اسمقدمہ کے آج پیش ہونے پر بملاحظہ رپورٹ محافظ دفتر کے یہہ معلوم ہوا کہ مسل سابق کا پتہ جو درخواست ڈگریدار مین درج ہے وہ غلط ہے اور وکیل ڈگریدار نے آجتک صحیح پتہ مسل مذکور کا نہین بتایا چونکہ خارج ہونا اسمقدمہ کا مناسب معلوم ہوتا ہے اسلئے یہہ حکم ہوتا ہے کہ یہہ مقدمہ ڈگریدار کی عدم پیروی مین خارج کیا جاوے اور زر ڈگری فایل مین درج کردیا جاوے۔

زر مندرجہ درخواست اجرا ڈگری	۳۸۳ للعہ ۵
خرچہ اجرا	عہ
میزان	۳۸۴ للعہ ۵

میری یہہ راے ہے کہ روبکار سے کوئی فعل یا ترک فعل ڈگریدار کا ایسا ظاہر نہین ہوتا ہے جسکی تعبیر منشا دست برداری درخواست حسب مراد دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوسکے۔ مزید بران مین تجویز کرتاہون کہ یادداشت ذیلی جو مندرجہ ذیل روبکار بہ نسبت اوس زر مطالبہ ڈگری کے جو آجتک ذمہ مدیون ڈگری کے تھا میرے روبرو رسا نہ تھا یہہ ثابت کرتا ہے ایک علامت اسبات کی ہے کہ ذی علیم جج ماتحت کا اوس روبکار سے یہہ کہنے کا مقصود نہین تھا کہ ڈگریدار درخواست سے دست برداری کرتا ہے اور اسطرحسے کارروائی مزید مقدمہ سے

بہ نسبت اجرا ڈگری کے ممنوع ہوجاویگا ۔

بلاشبہ یہہ سچ ہے جیسا کہ مسٹر مادہو پرشاد نے منجانب مدیون ڈگری رسپانڈنٹ کے بحث کی ہے کہ میرے بہائی ٹرل صاحب کے فیصلون سے جو بمقدمہ الیسری بنام سرہ مل (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۴۲) اور ناتہو رام بنام طفیل احمد (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۴۸) مین وہ مستوجب اس قیاس کے پیدا کرنیکے ہین کہ میرے ذیعلم بہائی کا یہہ مقصود تہا کہ تعمیل احکام دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ایک بہت قیاس غلطی سے درخواست بغرض آغاز شمار میعاد سماعت حسب منشا ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے بالکل بیکار ہوجاتی ہے لیکن جب اون مقدمون پر باحتیاط کامل نظر کیجاوے تو مجہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقدمہ حال سے قابل امتیاز ہین ۔

مجہے جس امر پر غور کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا جو ڈگری جاری ڈگریدار نے ۲۲ مئی ۱۸۹۰ء کو حاصل کی ہے وہ کسی قاعدہ کے روسے خواہ مندرجہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ہوخواہ ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہو ممنوع السماعت ہے یا نہین ۔ میری یہہ رائے ہے کہ ایسی صورت نہین ہے ۔ اور علاوہ برین جو اصول ہائیکورٹ مدراس نے بمقدمہ رامانند چیتی بنام پرتیم بائی شرودی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۲۵۰) اور ہائیکورٹ بمبئی نے بمقدمہ ہری بنام نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۴) قایم کیا ہے وہ صحیح ہے اور اس مقدمہ کے حالات سے متعلق ہے ۔

چونکہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۷۱) مین مین شریک تہا اور جسکو اجلاس کامل نے مقدمہ راد ہاچرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۹۲) مین منظور کیا ہے مین یہہ بہی کہہ سکتا ہون کہ اسمقدمہ پر وہ فیصلے حاوی نہین ہین اور اسلئے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ جو درخواست اجرا ڈگری کے اسمقدمہ مین ہوی ہے وہ کسی قاعدہ قانون سے ممنوع السماعت نہین ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اس معاملہ کے طے کرنیکے وقت یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو کارروائی بذریعہ درخواست ڈگریدار ورخہ ۱۶ ستمبر ۱۸۹۶ء کے شروع ہوی تہی اور جو ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو خارج ہوی تہی اوسکو واسطے اغراض میعاد سماعت کے ہرگز حساب مین نہ لینا چاہیے ۔ مین اس راے سے اتفاق نہین کرتا ہون کیونکہ کیسی ہی احتیاط کامل اور سختی سے عبارت

درخواست کی نہین ہے جو مطابق قانون کے عدالت مناسب مین واسطے اجراے ڈگری موقوعہ ضمن (۴) مد ۱۷۹ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کیجاوے تاہم جو تعبیر پاسیکہ ججان مدراس وہائیکورٹ بمبئی کے ذیعلم ججون سے مد مذکور کے نسبت قایم کی ہے وہ بھی جیسے معلوم ہوتی ہے محض غلطی کتابت سے جیسی کہ اسمقدمہ مین ہے یعنی غلطی بہ نسبت تاریخ ادن بعض کارروائیون سابق کے ہے جو اجراے ڈگری مین ہوتی تہین ایسی درخواست جس سے اور طور پر تعمیل اقتضایات دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی ہے ایسی درخواست نہین ہو جاتی ہے کہ جو بطور اوس درخواست کے متصور ہوسکے جو مطابق قانون کے ہوتی ہے جبکہ وہ عدالت مناسب مین کیجاوے۔ محض غلطی کتابت کی بہ نسبت تاریخ [illegible] یا سابق کے اور جیسا کہ اسمقدمہ مین لوجہ اوس غلطی کے مخالف فریق مقدمہ کو نہین پایا [illegible] ایسے حالات نہین ہین جن سے وہ کارروائی حسب تجویز ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت کے [illegible]

مقدمہ کی اس شکل پر بہت طوالت کے ساتھہ بحث کرنا فضول ہے کیونکہ [illegible] مین قانون صاف ہین۔ جن اجراے ڈگری کی درخواستون مین ایسی کتابت [illegible] یا کوئی ایسی غلطی ہون جنکی ترمیم عرصہ نالش مین ہوسکتی ہے وہ درخواستین [illegible] کے ہوتی ہین اور اونکی تصحیح منجانب فریق درخواست کنندہ کے ایسا امر ہے جسکا مدار عدالت کے اختیار امتیازی پر ہے۔ جبتک ایسی درخواست اوس عدالت مین کیجاتی ہین جسکو اختیار سماعت حاصل ہے اور دراصل اوس شکل سے ہین جو حسب اقتضاے قانون مندرجہ دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے تو ایسی درخواستین حسب منشاء ضمن (۴) مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء کے ہین۔

خلاف اسکے تجویز کر دینے گویا یہہ تجویز کرنا ہے کہ محض قلم کے پہسل جانیسے ڈگری دار جسکے پاس صحیح اور جایز ڈگری موجود ہے مقدمہ کے اوس ثمرہ سے محروم کر دیا جاویگا جسکے [illegible] [illegible] دی ہے۔

اندرینحالات چونکہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ کی روداد کی تجویز کر دینے سے انکار کیا ہے لہذا مین اونکا حکم منسوخ کرتا ہون اور مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روداد کی منجانب ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت کے واپس بہیجتا ہون۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

نظیر نمبر ۱۵۲

ضلع کانپور اپیل دوم نمبر ۶۴ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۷ مئی

علی بخش بنام صاحب دین

اجرائے ڈگری - نیلام صیغہ اجرائے ڈگری - بیضابطگی اہم - نقصان واقعی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱ -

جس صورت میں عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہو کہ نیلام صیغہ اجرائے ڈگری کا دوپہر کو جو نیلام کا اشتہار دیا گیا تھا بطور امر واقعہ کے غروب آفتاب تک نہیں ہوا تہا اور اسوجہ سے چند شخص نیلام میں آسکے اور نتیجہ جائداد نیلامی کی اوسکی واجبی قیمت سے بہت کم وصول ہوئی تہی - تجویز ہوئی کہ ان واقعات سے ایسی بیضابطگی اہم اور نقصان واقعی جسکا دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاجت ہوا ہے کہو اسطے منسوخی نیلام کے کافی ہے -

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

موتی لال منجانب اپیلانٹ - سمین منجانب رسپانڈنٹ -

محمود صاحب جسٹس - واقعات مقدمہ جو واسطے فیصلہ اپیل کے ضروری ہین حسب ذیل ہین ۲۴ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء کو ایک شخص مسمی جیارام نے ایک ڈگری بازیافت زرنقد بنام صاحب دین مدعا علیہ رسپانڈنٹ حال اور مسماۃ ... ہوکے جو اسمقدمہ مین فریق نہین ہے حاصل کی تہی -

اوس ڈگری کے اجرا مین مکان جو شے متنازعہ مقدمہ ہذا ہے قرق اور ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۸۸ء کو نیلام ہوا تہا کہ علی بخش مدعی اپیلانٹ حال نے بعوض مبلغ ... کے خرید کیا تہا - مدیونان ڈگری نے عذرات داخل کئے تہے اور عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء کے نیلام منسوخ کیا تہا -

علی بخش خریدار مذکورہ بالا نے یہہ نالش ۱۹ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء کو واسطے منسوخی حکم مورخہ ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۸۸ء اور صدور ڈگری اس امر کے کہ اوسکے خریدار نیلام خرید ارجائز ہے دایر کی ہے عدالت مرافعہ اولے نے دعوے ڈگری کیا تہا لیکن بر طبق اپیل ذ تعلیم جسنے ڈگری مذکور اون تجاویز کی بنا پر منسوخ کی جنکا مین ابہی ایندہ ذکر کرونگا -

بنا راضی ... ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے یہہ اپیل دوم دایر کیا گیا ہے اور منجملہ دیگر حجتون کے جو مسٹر سمین نے میرے روبرو منجانب رسپانڈنٹ کے کی ہین ایک حجت یہہ ہی کہ بموجب جزو اخیر دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے

پس مین بلا تامل کہہ سکتا ہون کہ اس بحث کا فیصلہ خلاف حجت مسٹر ہمین کے فیصلہ اجلاس کامل سے بمقدمہ عظیم الدین بنام بلدیو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد صفحہ ۵۱) ہوچکا ہے

بہ نسبت روداد مقدمہ کے اپیلانٹ کی یہہ بحث ہے کہ واسطے قایم رکہنے اونکی ڈگری تجاویز عدالت ماتحت کے کافی نہین ہین اور واسطے صاف تحقیقات و آلوات کے مقدمہ واپس ہونا چاہیے۔ لیکن مسٹر موتی لال نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ اگرچہ تجاویز مذکور کافی ہین اور اونسے یہہ ثابت ہے اور بیضابطگی اہم اور ثابتیک نقصان واقعی تو فیصلہ عدالت ماتحت کا اپیل دوم مین منسوخ نہین ہوسکتا ہے لہذا مین اپنے فیصلہ کو انہین دو امور پر محدود رکہونگا۔

مقدمہ اجلاس کامل شیو پرشاد بنام ہیرا لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۲۴۰) مین مجہے موقع غور کرنیکا نسبت صحیح حیطہ دفعات ۳۱۱ و ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہوا تہا جہان تک کہ وہ بحث منسوخی نیلام پر موثر ہوتے ہین۔ اسمقدمہ مین ذیعلم جج کے فیصلہ سے میرے ذہن مین کوئی شبہ باقی نہین رہتا ہے کہ از روے اشتہار نیلام کے ایک وقت قریب دوپہر کے مشتہر کیا گیا تہا اور نیلام ۲۴ اپریل ۱۸۸۸ء کا بطور امر واقعہ کے سر شام یا غروب آفتاب تک پہنچا ہوا تہا۔ ذیعلم جج نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ بوجہ اس توقف کے صرف پانچ شخص بوقت نیلام حاضر ہوے تہے اور صرف مدعی حال نے ایک بولی صرف پچاس روپیہ کی اوس مکان کیواسطے بولی تہی۔ ذیعلم جج نے بلحاظ اوس شہادت کے جو اونکی روبرو موجود تہی یہہ تجویز کی ہے کہ جو مکان اسطرح پر نیلام ہوا تہا وہ اوس سے بہت زیادہ مالیت کا ہے جو اوسکے لئے بوقت نیلام کے بولی گئی تہی۔

میری یہہ راے ہے کہ جب اشتہار نیلام مین ذکر دوپہر کا بطور وقت نیلام کے کیا گیا تہا جو قریب غروب آفتاب یا سر شام عمل مین لایا گیا تہا تو نیلام کے عمل مین لانے مین بیضابطگی اہم ہوئی ہے اور چونکہ نتیجہ اوسکا نقصان واقعی ایسا ہوا ہے جو اسمقدمہ مین ثابت ہے تو ایسا نیلام منسوخ ہونا چاہئے جیسا کہ عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے ۸ ستمبر ۱۸۸۸ء کو منسوخ کیا تہا

مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون

ضلع بریلی | اپیل اول نمبر ۱۸۲ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۲ جون

الہی بخش ویک کس دیگر بنام بھجنا تہہ

اجرا ڈگری۔ نیلام صیغہ اجرا ڈگری مین خریدار کی نادہندی۔ نیلام مکرر مین کمی قیمت کا ہونا۔ حکم پورے کرنے کمی کا بنام خریدار نادہند۔ بنا راضی حکم مذکور کے اپیل کا نہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۹۳ و ۲۹۳ و ۵۸۸۔

بنا ر ہی حکم مقتضیہ دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر حکم پورا کرنے اوس نقصان کے بنام خریدار نادہند کے جو بوقت نیلام مکرر کے اوسکی نادہندی سے عاید ہوا ہے اپیل نہین ہو سکتا ہے۔ سوداگر مل بنام عبد الرحمان خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ) و تپیسری لال بنام ذیوکی نندن لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ) کے تقلید ہوی۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

موتی لال منجانب اپیلانٹ

نبرجی منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ بروقت پیش ہونے مقدمہ بغرض سماعت کے مسٹر دوارکا ناتہہ نبرجی نے منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی اسمضمون سے پیش کیا کہ اپیل نہیں ہوسکتا ہے اور بغرض اسکے کہ اعتراض مذکور اور وہ وجوہ جسپر وہ مبنی ہے قابل الفہم ہو جائے ضرور ہے کہ واقعات حسب ذیل بیان کیے جاوین۔

۲۴ جنوری ۱۸۸۰ء کو ایک شخص مسمی جگلکشور نے ایک ڈگری واسطے دلا پانے مبلغ لعہ صہ ۔ ۔ ۔ کے بنام الہی بخش و رحیم بخش اپیلانٹیان حال بنفاذ کفالت بمقابلہ بعض جایداد غیر منقولہ ازان نامبردگان کے حاصل کی ہتی۔

ڈگری متذکرہ بالا کے اجرا مین ۲۰ جون ۱۸۸۲ء کو موضع دہرم پور نیلام ہوا تہا کہ جب بھجنا تہہ رسپانڈنٹ حال نے سمعہ ۔ ۔ کے بولی بولی ہتی اور چہارم زرثمن نیلام حسب اقتضاے قانون کے عدالت مین جمع کر دیا تہا۔ لیکن نامبردہ نے تین ربع زرثمن نیلام اندر میعاد ۱۵ الیوم کے جمع نہین کیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ نیلام موقوعہ ۲۰ جون ۱۸۸۲ء معدوم متصور ہوا۔ ۲۰ نومبر ۱۸۸۲ء کو وہی جایداد پہر دوبارہ نیلام کیگئی اور اسموقع پر غلام احمد و عنایت علی دو شخصون نے بعیوض مبلغ ۔ ۔ ۔ کے خرید کی یعنی اس قیمت کے عیوض مین خرید کی جو بھجنا تہہ کی بولی موقوعہ ۲۰ جون ۱۸۸۲ء سے بقدر مبلغ ۔ ۔ ۔ کے کم ہتی۔

معاملات اسطور پر ہے کہ جب ۱۹ نومبر ۱۸۸۲ء کو الہی بخش و رحیم بخش مذکورہ بالا نے

عدالت مین درخواست دلاپانے مبلغ للعہ کی بھجناتھ ریسپانڈنٹ حال خریدار نادہندے کی ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ درخواست بموجب دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی تھی اور درخواست مذکور سے اوپر بھجناتھ ریسپانڈنٹ نے عذرات پیش کئے تھے لیکن عذرات مذکور نامنظور ہوئے تھے اور ۸ جنوری ۱۸۹۰ء کو جج ماتحت نے یہہ حکم صادر کیا کہ بھجناتھ کو مبلغ للعہ نامبردگان کو ادا کرنا چاہئے۔

بعدہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس روز یعنی ۸ جنوری ۱۸۹۰ء کو جو گلکشور دارندہ ڈگری مورخہ ۲۴ جون ۱۸۸۸ء والے درخواست قرقی مبلغ للعہ کی جو بھجناتھ ریسپانڈنٹ کے قبضہ مین تھا گذرانی ۲۴ جنوری ۱۸۹۰ء کو قرقی واقعی ہوئی تھی اور معلوم ہوتا ہے کہ بعد قرقی مذکور کے جو گلکشور ڈگریدار نے ڈگری ایک شخص رگہوبردیال کے ہاتھ بیع کردی جو اس مقدمہ مین فریق نہین ہے۔

یکم دسمبر ۱۸۹۰ء کو بھجناتھ ریسپانڈنٹ نے مبلغ للعہ رگہوبردیال خریدار ڈگری متذکرہ بالا کو ادا کرا ۲۴ جنوری ۱۸۹۰ء کو الہی بخش و رحیم بخش متذکرہ بالا نے درخواست بحضور جج ماتحت واسطے جاری کرنے اونکی حکم مورخہ ۸ جنوری ۱۸۹۰ء بغرض دلاپانے مبلغ للعہ بھجناتھ ریسپانڈنٹ سے کی پس بھجناتھ نے بہ نسبت اجرا کے اس بنیاد پر اعتراض کیا تھا کہ مبلغ للعہ مین رگہوبردیال کو ادا کرچکا ہون لہذا مین اب الہی بخش و رحیم کے ادا کرنیکا ذمہ دار نہین ہون ۔ ۹ جون ۱۸۹۰ء کو یہہ عذرات منظور ہوئے تھے

بنا برین اس حکم کے یہہ بات ہے کہ یہہ اپیل اول دایر ہوا ہے اور مسٹر دوارکاناتھ بنرجی یہہ حجت کرتے ہین کہ ہرگاہ اس حکم کو ایسا تصور کرنا چاہئے کہ وہ حسب احکام دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے اور ہرگاہ بھجناتھ ریسپانڈنٹ عدالت ہذا فریق ڈگری ابتدای صادرہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۰ء مین نہین ہے تو حکم منشاء اپیل ہذا ایسا حکم نہین ہے کہ جو ڈگری کہا جا سکے خواہ اوس لفظ کے منشا معمولی مین جیسا کہ اوسکا مفہوم نالش بمبری مین ہوتا ہے خواہ بطور اوس ڈگری کے جو حسب منشا تشریح دفعہ ۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو سکتی ہو لہذا بموجب دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل اول نہین ہو سکتا ہی مسٹر دوارکاناتھ بنرجی نے بتائید اپنی حجت کے مقدمہ سوداگر مل بنام عبدالرحمن خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۹) پر استدلال کیا ہے جسمین ڈالعلم چیف جسٹس و مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے اوس تجویز مین اتفاق کیا ہے کہ بنا برین حکم متعلقہ دفعہ ۲۹۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو دربارہ ادا کی قیمت کے نادہندہ خریدار نیلام سے جو بر طبق نیلام مکرر جایداد کے ہوا ہو نہین ہو سکتا ہے یہہ حکم مذکور حسب منشا دفعہ ۲ مجموعہ کے ڈگری نہین ہے۔ اس مسئلہ قانونی کی تقلید ہائی کورٹ صدر نے بمقدمہ مسٹر کلیسری لال بنام دیوکی نندن رای (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۰)

بلحاظ ان دونون فیصلون کے مسٹر موتی لال نے مستعدی یہہ تسلیم کرلیا ہے کہ جہانتک عذر ابتدائی کو تعلق ہے وہ اپیل کی تائید نہین کر سکتے ہین - بہ تقلید اصول فیصلجات محولہ بالا کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے اور مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

---

ضلع فرخ اباد اپیل دوم نمبر ۴ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۵ جولائی

رادہاکشن وغیرہم بنام راج کشور

انصاف وعدل ونیک نیتی - وراثت ذات سے خارج برہمن کی - برادران متوفی کے جو ذات مین ہون - پسران متوفی کے بنیہ بیوہ سے -

کہمان برہمن ایک بنیہ بیوہ کے ساتھہ رہتا تہا اس جرم کی علت مین وہ ذات سے خارج کر دیا گیا تہا - نا بعدہ اوس بیوہ کو اپنے ساتھہ لیکر اپنا خاندان اور اپنا گانون چہوڑ کر دوسری جگہہ رہنے کو چلا گیا - اوس بیوہ سے اوسکے لڑکے ہتے اور وہ اور اوسکا خاندان مثل کاشتکار کے رہتے ہتے اور جایداد حاصل کی تہی - کہمان اپنے نئے مکان مین مر گیا اور بیوہ اور اپنی لڑکون کو قابض بعض جایداد کا چہوڑا جو اوس نے پیدا کی تہی - چونکہ کیفیت یہہ تہی کہمان متوفی کے بہائیون نے جایداد جو اوس نے ... خرچہ پر پیدا کی تہی اوسکو ایک شخص رادہاکشن کے ہاتہہ بیع کر دیا - اسپر رادہاکشن نے اپنے بائیول اور کہمان کے اون پسران حی القایم پر جو اوس بیوہ سے ہتے بشمول اونکے مان اور ایک پسر متوفی کے بذریعہ واسطے دلاپانے جایداد مذکورہ کے نالش دایر کی

تجویز ہوئی کہ کہمان کے لڑکے جو بنیہ بیوہ سے ہین جنکے ساتھہ وہ رہتا تہا اور اونکی مان بمقابلہ متوفی کے بہائیون کے جو ذات مین رہے چلے آئے ہین مستحق قابض رہنے جایداد مکسوبہ کہمان مذکور کے ہین -

واقعات اسمقدمہ کے جہانتک وہ ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہین -

اجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹان اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ونا کس صاحب جسٹس - یہہ نالش واسطے دلاپانے دخل اوپر بعض جایداد زمینداری وچند مکانات وتمسکات وغیرہ جایداد کے ایک شخص مسمی کہمان کے حی القایم لڑکون سے اور انکی مان سے اور ایک پسر متوفی کے بیوہ سے ہے - دیگر مدعا علیہم کہمان کے بہائی ہین جنہون نے مدعی کے ہاتہہ بیع کر دی ہے - واقعات مقدمہ کی ترتیب یہ ہین - کہمان ایک برہمن تہا اور چونکہ اوسنے ایک بنیہ کو اپنے ساتہہ رکہہ لیا تہا وہ ذات سے خارج کر دیا گیا تہا - اوسنے اپنا گانون چہوڑ دیا تہا اور دوسرے گانون چلا گیا تہا اور وہان اوس بنیہ بیوہ کے ساتہہ رہا ... عرصہ گذرنے پر اوس بیوہ سے اوسکے لڑکے ہوئے جنمین سے سب سے بڑے لڑکے کی عمر اب ۳۵ سال ہے - بیوہ مذکورہ اور اوسکے لڑکے اور اون مین سے ایک

لڑکے کی بیوہ اول نمبرہ محمد علیہ کا ہے جنکا ہم ذکر کر چکے ہین - کہمان اور اوسکے لڑکے جیسا کہ ہم فیصلہ عدالت ابتدائی ماتحت سے استنباط کرتے ہین بالاتفاق کاشتکاری کرتے تہے اور حسب تجویز عدالت ماتحت کے کہمان نے جایداد متنازعہ مقدمہ ہذا کسب کی تہی - عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز نہین کی کہ مدعی کو بی معاوضہ کسی قسم کا بابت ہبہنامہ متوسط مذکور بابت نصف دانہین کی ہے اور اوس نصف کی نسبت کوئی فیصلہ اوس فیصلہ مین نہین ہوا ہے جسپر ڈگری پر اپیل مبنی ہے ہمچہ عدالت ماتحت نے ڈگری دخل کی بحق مدعی صادر کی ہے بنا برامنی اوس ڈگری کے یہہ اپیل دایر کیا گیا ہے -

ہمارے روبرو شاستر منو کے اقوال پر اور دوست صاحب دہرم شاستر کے کتاب نعمت دین پر اور مختلف اسناد پر حوالہ دیا گیا ہے اور ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اون مین سے کوئی ٹہیک طور پر اس مقدمہ پر جاری نہین ہے - یہان ہمارے روبرو ایسے والدین کے نسبت اولاد کا مقدمہ پیش ہے جو ہندو ہین کے دو جنبی اقوام مین سے ہین یعنی باپ برہمن ہے اور مان شنیہ ہے - ہمکو ایسے مقدمہ ہی سے کرنا ہے جسمین جایداد متنازعہ جو مقبوضہ اولاد و والدین مذکور کے ہے حسب تجویز عدالت ماتحت کے جسکو ہمین قبول کر لینا چاہئے جایداد مکسوبہ ذاتی کہمان کی ہے جو اوسنے اپنی ذات سے خارج ہونیکے بعد اور اپنا خاندان اور اپنا گانون چہوڑنیکے بعد پیدا کی تہی اور وہ ایسے موضع مین جہان اوسنے اور اوس عورت نے جو اوسکی ساتہہ رہتی تہی اور اپنے لڑکونکی معاش کے لئے پیدا کی تہی - اگر ہم مقدمہ کی تجویز بمنصب عدالت مرافعہ اولی یا عدالت اپیل اول کے کرتے تو ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے کہ کہمان نے اپنی ذات سے خارج ہونیکے بعد بالکل جداگانہ خاندان قایم کیا تہا اور ایسا جداگانہ خاندان کہ جو بشمار کلیہ و قطعی علیحدگی کے اوسکی پیدایش اور ذات کے لوگون سے جداگانہ ہے جن اسناد و اقوال کا ہمارے روبرو حوالہ دیا گیا ہے اونمین سے ہمکو کسی سند یا قول مین کوئی ایسا یقینی اصول دستیاب نہین ہوتا ہے جو اسمقدمہ مین ہماری رہنمائی کرے - اندرینحالات ہمکو عدل اور نیک نیتی کے اصولون پر عمل کرنا چاہئے اور جایداد کو جسکو کہمان اور اوسکے لڑکون نے اور اونکی مان اور پسر متوفی کے بیوہ کو بغرض فایدہ اون کے بہایا اور جسکے تمتع کے بید خل کرنیسے انکار کرتے ہین کہ جو بہائی اس جایداد کے کسی جزو کے حاصل کرنے مین شریک نہین تہے اور جو جایداد اونکی ہی موروثی کی مکسوبہ نہین ہے یہہ بہت عجیب مقدمہ ہے اور جو ہم اسکی نسبت قایم کرتے ہین وہ دیگر مقدمات سے بالکل غیر متعلق ہوگی لیکن بقرار ... جو ہم مین نیا ... دیتے ہین کہ جو نیک نیتی سے طاہر ہوتی ہے ہم اپیل معترضہ منظور کرتے ہین اور نالش معترضہ ڈسمس کرتے ہین -

ضلع مین پوری اپیل فرمان شاہی نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۰ جولائی

جوالا پرشاد بنام سالک رام

اختیار سماعت عدالت ہائیکورٹ دیوانی و مال - اپیل - غلط استعمال اختیار سماعت کا منجانب عدالت ماتحت کے جو وجہ اپیل کی ہائیکورٹ مین ہوسکتی ہے

جب ... ہائیکورٹ کسی ... عدالت ماتحت ... اپیل ... عدالت ماتحت نے کوئی ... کسی مقدمہ یا اپیل کی بحالت مین جو اوسکے روبرو پیش ہو خلاف اختیار عمل کیا ہو تو ہائیکورٹ کو بطور عدالت اپیل کے اختیار ہے کہ اوس عدالت ماتحت کی کارروائی کو درست کرے - رام کشن بنام بنکو لال لال ... مین

لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۳ و طوطا رام بنام الیشر داس ... زبدۃ النظایر ہفتہ وار ... سنہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۰۴ ، منسوخ ہوئی -

یہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ لیے لق یا لگان کے مدعی رسپانڈنٹ نے بنام مدعاعلیہ اپیلانٹ عدالت ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ مین دایر کی ہتی۔ نرخ لگان واجب کے شرح کے لنسبت کوئی بحث زیر تنقیح نہین ہتی۔ ڈپٹی کلکٹر نے یہہ تجویز کی ہتی کہ مدعاعلیہ مدعیکا اسامی ہی اور اوسکا پورا دعوے ڈگری کیا تہا۔ تب مدعاعلیہ نے ضلع جج کے حضور مین اپیل کیا تہا جنہون نے اپیل منظور کیا اور منسوخ ڈگری عدالت مرافع اولی کے نالش مدعی کی ڈسمس کی ہتی۔ تب مدعی نے ہایکورٹ مین اپیل کیا۔ مقدمہ ینگ صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور مدعی اپیلنٹ ڈگری ضلع جج کی منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال کی ہتی۔ بنا راضی ڈگری کے مدعاعلیہ نے بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اپیل کیا ہے

مین بجانب اپیلانٹ		مادہو پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل متعلق نالش لگان کے ہے جو عدالت ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ مین بابت اوس رقم کے دایر ہوی ہتی جسکی مالیت سو روپیہ سے کم ہی۔ عدالت مرافعہ اولے نے دعوی مدعیکا ڈگری کیا تہا جسکی ناراضی سے مدعاعلیہ نے عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا اور مشارالیہ نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا منسوخ کیا اور نالش مدعیکی ڈسمس کی ہتی۔ بناراضی اوس ڈگری کے عدالت ہذا مین اپیل دوم دایر ہوا تہا اور چونکہ ایک سو روپیہ سے کم رقم سے متعلق ہے لہذا وہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کے روبرو پیش ہوا تہا۔ بہ لنسبت سماعت اپیل کے ایک عذر اس بنیاد پر پیش کیا گیا تہا کہ ضلع جج کے حضور مین اپیل نہین ہو سکتا تہا اور بوجوہ قوی ترین عدالت ہذا مین اپیل نہین ہو سکتا ہی۔ اوس حجت کی سند اون مقدمات مین پائی جاتی ہی جو انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۶۴ و زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۴۲ مین پائی جاتی ہین اور جن دونون مقدمونمین مین شریک تہا اور اسی مضمون کے میرے اور فیصلے بہی ہین۔ کچہہ عرصہ گذرا کہ بعد مشورہ لقیہ عدالت کے مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا تہا کہ وہ فیصلے غلط ہین اور یہہ کہ جب یہہ عدالت کسی خاص عدالت ماتحت کی عدالت اپیل ہے اور اوس عدالت ماتحت نے کسی مقدمہ یا اپیل کی تجویز مین بلا اختیار سماعت کے عمل کیا ہو تو اس عدالت کو اپیل کی شکل مین عدالت ماتحت مذکور کے کارروائی کے درست کرنیکا اختیار حاصل ہے۔

یہہ وہ راے ہے جو مسٹر جسٹس ینگ صاحب نے بہ لنسبت عذر ابتدائی کے اسمقدمہ مین قایم کی ہتی اور مدعی اپیلنٹ کا منظور ہی عذر ابتدائی مذکور کے اپیل منظور کیا تہا اور فیصلہ منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولے کو بحال کیا تہا۔ یہان صرف یہی عذر پیش کیا گیا ہے کہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کی راے بہ لنسبت بحث اختیار سماعت کے غلط ہتی۔ مین خیال کرتا ہون کہ اونکی راے صحیح ہتی اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مرادآباد اپیل فرمان شاہی نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۵ مئی

الٰہ آباد

نگن لال بنام خواجہ محمد حسین وغیرہم

دستاویز کی تعبیر — بیع یا ہبہ —

ایک دستاویز میں جو صورت سے بیعنامہ ظاہر ہوتا تھا یہہ درج تھا کہ بائع نے زر ثمن وصول پایا اور بطور ہبہ کے اسکو مشتری کو واپس کر دیا۔ الفاظ یہہ ہین — ماتھہ... لہٰذا اسپر کہ میں نے کل زر ثمن تمام و کمال وصول پا کر بخش دیا اور ہبہ کر دیا۔

دستاویز مذکور پر اسٹامپ بطور بیعنامہ کے لگایا تھا اور باضابطہ رجسٹری ہوئی تھی لیکن مشتری کو قبضہ نہین دیا گیا تھا اور ظاہرا دستاویز مذکور سے خارج کوئی شہادت نہیں تھی کہ کوئی معاوضہ مابین فریقین کے دیا لیا گیا تھا۔

حکم

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس نے تجویز کی کہ عدالت کو بلا شہادت بیرونی فریقین کی علاوہ خود دستاویز مذکور کے یہہ حق نہین ہے کہ دستاویز مذکور کو بیعنامہ تصور کرے۔

براے مخالف محمود صاحب جسٹس کی — چونکہ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ زر معاوضہ کی ادائی نہین ہوئی ہے تو دستاویز مذکور کو ہبہ نامہ تصور کرنا چاہئے گو لباس بیعنامہ مین ملبوس ہے اور چونکہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا تو ہبہ از روے شرع محمدی کے ناجائز ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے ایج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے فیصلون سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کانلن واسطے اپیلانٹ ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس — یہہ اپیل بناراضی فیصلہ مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب مرحوم کے جو بہ نسبت تعبیر اوس دستاویز کے ہے جسکا مین ابھی ایندہ ذکر کرونگا دایر ہوئی ہے۔

جس مقدمہ سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے وہ اپیل دوم تھا اور وہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اور مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب مرحوم کے روبرو پیش ہوا تھا اور ممدوح علیہم مختلف الراے ہوے اور ڈگری مصدرہ مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب سے یہہ تھی کہ اپیل ڈسمس متصور ہونا چاہئے اور تجویز میرے بھائی اسٹریٹ صاحب کی یہہ تھی کہ اپیل ڈگری ہو اور دعوے مدعی کا بھی ڈگری متصور ہو۔

اسلئے کہ یہی حالت تھی جسمین یہہ اپیل بطور اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر

ہوا ہے - جو تجہہ مجہے تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا اپیل مذکور سرسبز ہونا چاہئے یا نہین اور اس امر کے تجویز کرنے مین ان واقعات کا بیان کرنا ضروری ہے جو واسطے تجویز کرنے اوس امر قانونی کے جو مقدمہ مین پیدا ہوا ہے غور طلب ہین - واقعات مذکور یہہ ہین -

۳ جون ۱۸۵۸ء کو مسماۃ ولایتی بیگم نے ایک دستاویز بنام اپنی نواسی الہی بیگم جو بعنوان ہبہ بعوض مہر بیان لکہا ظاہر ہوتا ہے تحریر کیا اور اوس دستاویز کی رجسٹری باضابطہ ہوئی تہی علاوہ اسکے پیچہے جب یکم اگست ۱۸۵۸ء کو الہی بیگم مشتریہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۵۸ء نے ایک دستاویز جو ظاہرا بیعنامہ ہے بنام اگمن لال مدعی اپیلانٹ حال بعوض مبلغ [illegible] روپیہ کے لکہدیا اور اس دستاویز کی بہی رجسٹری ہوئی تہی - یہہ اسطرح ہوا تہا کہ جیسے اوسی قسم کی دستاویزات لکہی جاتی ہین - اور معمولی طور پر کیونکہ ہندوستان مین اکثر یہہ ہوتا ہے کہ ایسے دستاویز کے نسبت اوسکی جوازیت پر اعتراض کیا جاتا ہے -

مدعی نے عدالت مین بدعوے دلاپانے دخل اوس جائیداد کے آیا ہے جسکی نسبت اوسکا بیان ہے کہ اوس نے ازروے بیعنامہ یکم اگست ۱۸۵۸ء کے خرید کی ہے یعنے اون حقوق کے دلاپانیکا دعوے کرتا ہے جسپر وہ یعنے الہی بیگم ازروے دستاویز اولین مورخہ ۳ جون ۱۸۵۸ء کے قابض تہی

جوابدہی نالش کی بربناء انکار محض نسبت استحقاق مدعی خواہ ازروے دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۵۸ء خواہ دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۵۸ء کے ہوئی تہی اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات مین یہہ ثابت کرنا مدعی کے ذمہ ہے کہ اوسکو استحقاق کامل اون دستاویزون سے کسی دستاویز کے روسے حاصل ہے اور نہ مدعاعلیہم کے ذمہ اوسکا عدم ثبوت ہے -

پس چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اولاً مضامین دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۵۸ء پر غور کرنا ضروری ہے - کل دستاویز کا پڑہنا ضروری نہین ہے اگرچہ قبل اسکے کہ مین اوسکی تعبیر کرون مجہے کہدینا چاہئے کہ مین نے اوسکو کل پڑہ لیا ہے - دستاویز کے اون چند اجزا کا ذکر کرنا بہی ضروری ہے جسپر مسٹر کانلن نے استدلال کیا ہے - الفاظ دستاویز مذکور کے یہہ ہین -

نواسی اپنے کے بیع قطعی کرکے زر ثمن تمام وکمال وصول پاکر بخشش دیا اور ہبہ کردیا اور شئے مبیعہ مذکورہ کو اپنے قبضہ سے نکالکر بیچ قبضہ مشتریہ مذکورہ دیدیا اور مشتریہ مذکورہ شئے مبیعہ پر مثل ذات مجہہ بایع قابض اور دخیل ہووے بعد وقت بیع سے شئے مذکورہ

مین ملکیہ حق وحصہ مجہہ بائع باقی نہین رہا اب مجھکو اور میرے ورثا کو صحت اس بیعنامہ وبخشش زرثمن مین کچھہ قیام عذر و اعتراف نہین ہے اور نہ ہوگا لہذا یہہ چند باتین بطور بیعنامہ وبخشش زرثمن کے لکھہ دی ہے کہ سند ہو اور وقت حاجت کے کام آوین۔ فقط تحریر ۲۳ جون ۱۸۹۶ء

پس یہہ الفاظ ایسے الفاظ ہین جنکے معنی بالخصوص غور طلب ہین اگر وہ ونکے یہہ معنی ہین کہ دستاویز مذکور بیعنامہ ہے تو بلاشبہہ یہہ نتیجہ صحیح ہے کہ ثمن الاستحقاق یعنی ڈگری کا ہے۔

الفاظ مذکورہ کو اسطرح سے پڑہکر جیسا کہ مینے اونکو پڑہا ہے میرے ذہن مین اوسنے کچھہ شبہہ نہین ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور بیعنامہ نہین ہے اور وہ بنایا ہوا بیعنامہ ہے جیسا کہ خود اوس دستاویز سے ظاہر ہے اور وہ محض ہبہ نامہ ہے جیسا کہ عدالتہای ماتحت نے اور مسٹر جسٹس برادہرسٹ صاحب نے عدالت ہذا مین تجویز کیا ہے۔ لہذا اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہے کہ آیا ازروے دستاویز ہوکے قبضہ دیا گیا تھا یا نہین۔

اب دیکھنا چاہیے کہ اسبارہ مین کچھہ شبہہ ہوسکتا ہے کہ آیا شرع محمدی ایسے مقدمہ سے متعلق ہے یا نہین۔ عدالت ہذا کے ایک اجلاس کامل نے اس امر کی تجویز مقدمات شفع مین بابثبات کی ہے (مساۃ چندو بنام حکیم علیم الدین (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۸) اور یہی اصول ہبہ کے بحث سے بہی متعلق کیا گیا (نظام الدین بنام زبیدہ بی بی رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی جلد ۶ صفحہ ۳۳۸) اور جہانتک تعبیر دستاویز متنازعہ الحال کو تعلق ہے شرع محمدی ہی وہ قانون ہے جو اسمقدمہ کے فیصلہ پر حاوی ہے نہ صرف اسوجہ سے کہ دفعہ ۳۷ ایکٹ عدالتہاے دیوانی (ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۷ء) مقتضی اس امر کی ہے بلکہ اسوجہ سے بہی حاوی ہے کہ اگر کوئی مختص قانون ہوتا ہم مین خیال کرتا ہون کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ تجویز کر دی ہے کہ ایسے مقدمات مین جو متعلق معاملات باہمی مسلمانون کے ہون قواعد انصاف وعدل ونیک نیتی کا استعمال کرنا صرف یہی ہے کہ وہی قواعد ذہن نشین کیجاوین جنکا قانون مذکور مقتضی ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو اول مجھے یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا یہہ دستاویز جسکو مین اوپر پڑہ چکا ہون بیعنامہ ہے یا ہبہ نامہ ہے۔ مسٹر کالون نے ہمکو مقدمہ رحیم بخش بنام محمد حسن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۱ صفحہ ۱) پر متوجہ کیا ہے اور ذی علم کونسل نے بہت لیاقت کے ساتھہ یہہ بحث کی ہے کہ فیصلہ مذکور اپنے چند اجزا مین اوس حجت کو ظہور پذیر کرتا ہے۔ جو کونسل

موہوبہ کے مقدمہ کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن اوس مقدمہ کے فیصلہ سے یہہ بات ظاہر ہے کہ قبل
اسکے کہ کسی دستاویز کی یہہ تعبیر کیجاوے کہ وہ ہبہ نامہ ہے یا ہبہ بالعوض ہے یا بیعنامہ ہے
یہہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کونسی حالات تھے جسمین دستاویز مذکور لکھا گیا تھا اور جسکے
مضامین کیا تھے وہ معاوضہ کیا تھا جسکے بنا پر وہ تعلق معاہدہ کا قایم ہوا تھا جو اوس تحریر
سے پیدا ہوا تھا۔ فیصلہ مذکور پر اسطرح پر غور کرنیسے وہ موید بحث ذیعلم کونسل کا نہین ہے۔ بحث
بحث یہہ ہے کہ آیا دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۸۱ء ہبہ نامہ ہے یا نہین۔ مجھکو یہہ تجویز کرنے مین
کچھہ تامل نہین ہے کہ جب کوئی مال اوس ذریعہ سے منتقل کیجاوے جو محض ہبہ کہلاتا ہے
لیکن بیع تبادلہ اوس مال کے منتقل کیا جاوے جو معاوضہ مین لیا جاتا ہے اور وہ معاوضہ زر نقد
کے قسم کا ہے تو یہہ معاملہ ہبہ بالعوض کا کہلاتا ہے کہ جو اوسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے کہ جس بنیاد
پر از روے شرع محمدی کے بیع قایم ہوتا ہے۔ بدرجہ مساوی مجھے یہہ بھی یقین ہے کہ جب
صرف حیلہ ایسے حالات کے واقعہ ہوجانیکا ہو اور کوئی ثبوت نہو کہ حالات مذکور واقعہ ہوی
ہین اور جب خود دستاویز سے یہہ ثابت ہو کہ حالات مذکور واقعہ نہین ہوی ہین تو معاملہ مذکور
نہ ہبہ بالعوض ہے اور نہ بیع ہے۔

مین سمجھتا ہون کہ عدالت مرافعہ اولے کے ذیعلم جج نے جو تجویز کی ہے وہ یہی ہے۔
مین یہہ بھی سمجھتا ہون کہ دستاویز کی اسی تعبیر کو عدالت اپیل ماتحت نے بھی بحال رکھا تھا
مین یہہ بھی سمجھتا ہون کہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے بھی تجاویز عدالت ماتحت پر
لحاظ کرکے باستعمال خود اونہین کے عبارت کے یہہ تجویز کی ہے۔

وقت تحریر کرنے دستاویز کے مسماۃ ولایتی بیگم کی جو کچھہ نیت رہی ہو سو ہو مجھے
اطمینان کامل ہے کہ کاغذات سرکاری سے اخراج نام کا نکرانیسے اور اسوقت تک قبضہ نہ
کرنیسے اوسکی نیت تاحیات اپنی جایداد کے دخل ترک کرنیکی نہین تھی۔ بلحاظ قرابت قریبہ
کے جو فیمابین بایعہ و مشتریہ متنازعہ کے موجود تھی اور اس امر کے کہ کل زر معاوضہ کا فوراً منجانب
بایعہ کے مشتریہ کو واپس کردیا گیا ہے اور بلحاظ دیگر حالات متذکرہ بالا کے مین خیال کرتا ہون
کہ ذیعلم جج ماتحت نے یہہ صحیح تجویز کی ہے کہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۸۱ء دراصل بحز ہبہ
کے اور کچھہ نہین ہے اور بوجہ اسکے کہ دخل نہین دیا گیا ہے وہ ناجایز ہے۔
اس تجویز سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔ بعد غور کامل اوپر دستاویز اور نیز

فیصلجات پر جو عدالتہاے ماتحت سے صادر کئے ہین خود میری یہہ راے ہے کہ وہ ایسی تجویز ہے
جسکو اپیل دوم مین ہمکو قبول کرنا چاہیے کیونکہ وہ تجویز واقعاتی ہے نہ اوسقدر کہ جہانتک بحث
تعبیر کو تعلق ہے بلکہ جہانتک از روے دستاویز ۳ جون ۱۸۸۰ع کے عدم حوالگی [illegible] کو تعلق ہے
[illegible] لینے مین فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ درگاچودہرین بنام جواہر سنگھ چودہری [illegible]
لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۳۳ اس امر کے توضیح کرنیکے لئے مددگار ہے کہ [illegible]
عدالتین کہانتک تجاویز واقعاتی مین دست اندازی کرسکتے ہین - مین قیاس [illegible]
تجویز سے بعد اس سے انکار نہین ہو سکتا ہے کہ کسی قسم کا قبضہ بایع مذکور نے [illegible] مذکور کو از روے
دستاویز ۳ جون ۱۸۸۰ع کے تاریخ نالش تک جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۲ع ہے نہین دیا تھا کیونکہ
یہہ تجویز واقعاتی ہے جسپر اپیل دوم مین اعتراض نہین ہو سکتا ہے - مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ
یہہ دستاویز بیعنامہ نہین ہے کیونکہ اگرچہ اوسکے بیعنامہ ہونیکا حیلہ کیا گیا ہے تاہم خود اوسمین
ایک یہہ بیان درج ہے کہ معاوضہ بیع مذکور کا بخش دیا گیا یا چھوڑ دیا گیا یا معاف کر دیا گیا ہے
چونکہ کیفیت یہہ ہے تو مین یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ دستاویز مذکور بجز محض ہبہ نامہ کے اور
کچھہ ہے اور ایسا تجویز کرکے از روے شرع محمدی کے جو ایسے مقدمہ پر حاوی ہے قبضہ قطعی
ضروری ہوتا ہے - اور اس سے یہہ نتیجہ برامد ہوتا ہے کہ قاعدہ اطلاع کا جو انتقالات بقیمت مالیتی
بہ نیک نیتی سے متعلق ہوتا ہے اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ موہوب لہا کو قبضہ یا ملکیت
ظاہری حاصل نہین ہے کہ جسکے توسط سے مدعی دعویدار ہے -

بہ نسبت ضرورت قبضہ کے جو واسطے تکمیل استحقاق مقتضیہ ہبہ سادہ کے واضعان قوانین
کو اس امر پر وقت محدود کرنے معنی لفظ ہبہ موقوعہ دفعہ ۱۲۲ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴
۱۸۸۲ع) کے غور کرنا پڑا تھا لیکن جبکہ اس تعریف کو قایم کرلیتے تھے اور فی الحقیقت جبکہ کل ایکٹ
کو مرتب کرلیتے تھے تو واضعان قوانین ممدوح نے دفعہ ۱۲۹ کے مرتب کرنیمین احتیاط کامل اور بوجہ
معقول احتیاط کرلی تھی کہ جو دفعہ حسب ذیل ہے -

کوئی عبارت اس باب کی جایداد منقولہ کے ان ہبہ جات سے متعلق نہ سمجھی جاویگی جو بخوف
قریب المرگ کے طرف سے ہون یا شرع محمدی کے کسی قاعدہ مین یا بلحوظ شرایط دفعہ ۱۲۳
کے ہنود یا بودھ کے کسی قاعدہ شاستری مین خلل انداز ہوگی -

اسمقدمہ مین تجاویز عدالتین ماتحت کی یہہ ہین اور خود دستاویز مین یہہ بیان [illegible]

ہے کہ معاوضہ کی دادوستد نہین ہوی ہے اور اس امر کے ثابت کرنیکو کوی شہادت نہین ہے کہ معاوضہ کے دادوستد ہوی تہی۔ مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب کی یہہ تجویز باعتبار ان تجویزون کے صحیح تہی کہ یہہ محض ہبہ نامہ ازروے شرع محمدی کے ہے اور نہ ہبہ بالعوض یعنے ایسا معاہدہ نہین ہے جو معاہدہ بیع کے ہمسر ہو سکے۔

یہہ اپیل بموجب فرمان شاہی کے ہے لہذا جو کچہہ مین کہہ چکا ہون اوسکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اپیل ڈسمس متصور ہونا چاہیے اور چونکہ بجانب رسپانڈنٹیان کے کوی حاضر نہین ہوا ہے خرچہ کے بہ نسبت کسی حکم کی ضرورت نہین ہے۔

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہہ اپیل اوس نالش سے ظہور پذیر ہوا ہے جو مدعی نے بنام مسماۃ ولایتی بیگم اور اوسکے نواسی مسماۃ الہی بیگم اور چند دیگر اشخاص کے دایر کی تہی اور اوس نالش مین مدعی نے دعوے دخل اور صدد دیگر بمعہ بیدخلی مدعاعلیہم کا کیا تہا۔ مدعی نے اپنا استحقاق بذریعہ خریداری بمعاوضہ مالیتی ازروے دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۵۹ء منجانب الہی بیگم اور ازروے بیعنامہ مورخہ ۳ جون ۱۸۶۰ء نوشتہ ولایتی بیگم موسومہ الہی بیگم کے بیان کیا ہے۔ استحقاق مدعی سے ولایتی بیگم نے انکار کیا ہے۔ دیگر مدعاعلیہم نے اوسکی استحقاق کو اعتراض نہین کیا ہے۔ عدالتین ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدعی نے الکسر معاوضہ بیعنامہ کا بابت بیع موسومہ اپنی بذریعہ دستاویز مورخہ یکم اگست ۱۸۵۹ء کے ادا کیا ہے۔ یہہ بہی تجویز ہوی ہے کہ معاوضہ منظہرہ لسمار تذکرہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۰ء ادا نہین کیا گیا اور یہہ بہی تجویز ہوی ہے کہ ولایتی بیگم نے الہی بیگم یا کسی شخص قایمقام الہی بیگم کو کبہی دخل نہین دیا ہے۔ عدالتین ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے اور یہہ تجویز کی ہے کہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۰ء فی الواقع بیعنامہ نہین ہے بلکہ ہبہ نامہ ہے اور باعتبار ان تجویزون کے عدالت مرافعہ اولے نے نالش مدعیکی ڈسمس کی ہے اور عدالت مرافعہ ثانی نے اوسکا اپیل ڈسمس کیا ہے اور اپیل عدالت ہذا کا بغرض سماعت روبرو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم کے پیش ہوا تہا۔ مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے بمقبولی اس تجویز کے کہ دخل نہین دیا گیا اور ازروے دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۶۰ء کے معاوضہ کی دادوستد نہین ہوی ہے اور عدالتین ماتحت مین سے ایک عدالت کے فیصلہ کے چند فقرون کی غلط تعبیر کرکے جسکو ممدوح علیہ نے اسطرح پڑہا تہا کہ بیع موقوعہ یکم اگست ۱۸۵۹ء سازشی اور فریبانہ ہی فیصلہ

شعر دسمسی اپیل کے صادر کیا تھا۔ بجانب دیگر میرے بھائی اسٹریٹ صاحب نے یہہ تجویز کی
تھی کہ بحث فریب اور سازش کی اسمقدمہ مین پیدا نہین ہوتی ہے چنانچہ در اصل پیدا نہین
ہوتی ہے اور اس امر کے ثبوت مین کوئی شہادت نہین ہے کہ معاوضہ دستاویز مورخہ ۳ جون
۱۸۷۸ء ادا نہین ہوا تھا۔ اسوجہ سے معزی الیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اپیل بعدالت
ہذا منظور ہونا چاہئے۔ اس اختلاف راے کی وجہ سے اپیل بعدالت ہذا دسمس منصور ہوا
یہہ اپیل بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے دایر کیا گیا ہے۔ بحث صاف کرنیکے لئے مین
یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی شخص یہہ انکار نہین کرتا ہے کہ اس تجویز واقعاتی پر کہ از رو سے دستاویز
۳ جون ۱۸۷۸ء کے کبہی قبضہ نہین دیا گیا تھا اپیل دوم پر اعتراض ہونا چاہئے اور ہوسکتا ہے
کوئی شخص اس واقعہ پر بہی اعتراض نہین کرتا ہے کہ اگر دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء ہبہ نامہ
ہے تو شرع محمدی متعلق ہے اور چونکہ دخل نہین دیا گیا ہے ہبہ ساقط ہے۔ لیکن جس امر کے
نسبت ہمارے روبرو بحث ہوی ہے وہ صرف یہہ ہے۔ یہہ حجت ہوی ہے اور مین خیال
کرتا ہون کہ صحیح طور پر حجت ہوی ہے کہ تجویز واقعاتی پر جسکے اوسکی تائید مین قطعاً کوئی شہادت
نہین ہے اپیل دوم مین اعتراض ہوسکتا ہے کیونکہ اوسکا التمین وہ محض بحث قانونی ہے
اسمقدمہ مین یہہ امر خارج از شبہ ہے کہ کسی جانب سے کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکو نہین
دی گئی تھی کہ معاوضہ متذکرہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ء ادا ہوا تھا یا نہین ادا ہوا تھا بجز اوس
شہادت کے جو خود دستاویز مذکور کے صورت سے حاصل ہوتی ہے اسصورت مین ہمکو حسب
اپنی لیاقت کے تعبیر دستاویز متنازعہ کی کرنا چاہئے اور مقدمہ کی اس جزو کے نسبت مین یہہ کہہ
سکتا ہون کہ چونکہ مین دیسی زبان سے بہت کم واقف ہون یا بالکل واقف نہین ہون
اور اپنے بھائی محمود صاحب کے ساتھہ جو خود اپنی زبان کے اہل زبان ہین اجلاس کرکے بہت
کم بیان کرسکتا ہون بہر کیف مجھے اپنی راے جلسے جس لایق ہو دینا ہی چاہئے۔ اب دیکہنا
چاہئے کہ ایک امر ایسا ہے جو بہت صاف ہے اور وہ یہہ ہے کہ دستاویز کی صورت سے وہ ہبہ نامہ
ظاہر ہوتا ہے۔ اوسپر وہ اسٹامپ لگا ہوا ہے جو ہبہ نامہ کے لئے بہ نسبت اوس معاوضہ کے مطلق
ہے جو اوسمین لکہا ہوا ہے۔ اگر دستاویز مذکور ہبہ نامہ ہوتا تو وہ اسٹامپ ناکافی ہوتا۔ میرے
ذہن مین یہہ خفیف علامت اس نیت کے ہے جو فریقین کی اسبارہ مین تہی کہ دستاویز متنازعہ
کیا ہوگی۔ اوسکے بعد ہم عبارت واقعی دستاویز مذکور پر متوجہ ہوتے ہین۔ بعبارت صاف یہہ

اوسمین یہہ بیان ہے کہ معاوضہ وصول ہوگیا ہے - یہہ بات خارج از شبہہ ہے - لیکن اس عبارت
کے بعد وہ الفاظ ہین جن سے اسمقدمہ مین شبہہ پیدا ہوا ہے - میرے بہائی محمود صاحب نے بڑہ
مہربانی میرے روبرو دو مختلف ڈکشنری بطور سند کے رکہہ دین ہین اونمین سے ہر ڈکشنری مین
مجہے دریافت ہوتا ہے کہ الفاظ بخش دینا کے معنی ہین دیدینا بخش دینا یا معاف کردینا - اور
الفاظ بہی ہین جو اونکے لیے ہین اور جہانتک مین اون ڈکشنریون سے دریافت کرسکا ہون اونکی
یہہ معنی ہین بخش دینا عطا کردینا - تب بحث یہہ ہے کہ آیا الفاظ متذکرہ بالا کل مضمون کے ساتہہ
پڑہنے سے مراد معاف کردینکی اس منشا مین ہے یا نہین کہ وہ کبہی وصول ہی نہین ہوا تہا یا یہہ
مراد ہے عام اس سے کہ صحیح ہو یا نہو کہ معاوضہ وصول ہوا تہا اور پہیر دیا گیا یا واپس کردیا گیا -
سوا الفاظ دستاویز کے اور کوئی شہادت اسکے بہ نسبت نہین ہے کہ معاملہ کیا تہا - جہانتک مین تجویز کرسکتا
ہون مجہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عام اس سے کہ فریقین معاملہ بیع کا کرتے ہون یا معاملہ ہبہ کا کرتے
ہون فقرہ بطور کلیہ کے شہادت اثبات کی ہے کہ بیع بقیمت معین ہوا تہا اور معاوضہ وصول
ہونیکے بعد مشتریہ کو واپس کردیا گیا تہا - میری تعبیر اس خاص دستاویز کے نسبت یہہ ہے کہ
دستاویز پر نظر کرنیسے ہر شخص یہہ شبہہ کرسکتا ہے کہ درحقیقت وہ معاملہ محض ہبہ کا تہا -
بجانب دیگر اس قیاس کے بنا معقول پر مبنی ہونیکے خلاف اشتباہ ہے اور یہہ واقعہ ہے جو
عدالتہای ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ ولایتی بیگم نے ٹہیک اسی قسم کی دو دستاویزات اوسی وقت
مین دیگر اہالیان خاندان کے نام لکہی تہین اور مسماۃ کے اون دیگر اہالیان خاندان نے اوسکا
استعمال بطور بیعنامون کے کیا ہے اور جایداد کو اوروں کے ہاتہہ بیع کیا ہے - اسمقدمہ مین مجہے
معلوم ہوتا ہے کہ بلا ثبوت اس امر کا کہ معاوضہ دستاویز مورخہ ۳ جون ۱۸۷۸ع کا ادا نہین
ہوا ہے اور یہہ کہ وہ ہبہ نامہ ہے اور بیعنامہ نہین ہے ولایتی بیگم پر تہا - یہہ بالکل سچ ہے جیسا کہ
میرے بہائی محمود صاحب نے کہا ہے کہ جو مدعی واسطے بیدخلی کے عدالت مین آوے اوسپر اپنا
استحقاق ثابت کرنا لازم ہے لیکن اسمقدمہ مین بطور جزو ثبوت استحقاق بمقابلہ صرف اوس شخص
کے جس نے اوسپر اعتراض کیا تہا مدعیہ نے شہادت مین بیعنامہ داخل کیا ہے جو ولایتی بیگم نے
۳ جون ۱۸۷۸ع کو تحریر کیا تہا اور جسمین بادی النظر مین سچ ہو یا نہو یہہ بیان بہت صراحت
کے ساتہہ ہے کہ اوس نے مبلغ [illegible] بطور معاوضہ کے وصول پایا ہے - اندرین حالات میری راے
مین ولایتی بیگم کو یہہ ثابت کرنا چاہیے تہا کہ بیان مندرجہ دستاویز جو خود اوسکی ہاتہہ کی ہے

صحیح نہین ہے اور یہہ کہ معاوضہ کبہی ادا نہین ہوا تہا اور تا وقتیکہ مسماۃ مذکور شہادت سے یہہ ثابت نکرے مین خیال کرتا ہون کہ عدالت قانون کو باعتبار دستاویز کے مسماۃ کے خلاف یہہ تجویز کرنا چاہیے کہ معاوضہ کی ادا دستہ ہوی ہے کیونکہ اوس نے اس امر کو خود اپنی تحتلی دستاویز مین بیان کیا ہے۔ صرف ایک اور امر ہے جسکی ذکر کرنیکی مجھے ضرورت ہے اور وہ یہہ ہے۔ بلاشبہہ جن مقدمون مین ہم قواعد عدل و انصاف و نیک نیتی کو متعلق کر سکتے ہین اونمین ہمپر لازم ہے کہ اونکو متعلق کرین اور اگر یہہ واقعہ ہو کہ دستاویز کی صورت سے وہ مبہم ہو اور ایسی ہو کہ جسکو ایک شخص بیعنامہ تجویز کرے اور دوسرا شخص ہبہ نامہ تجویز کرے تو میری رائے مین بموجب عدل و انصاف و نیک نیتی کے ہمکو خلاف اوس شخص کے یہہ تجویز کرنا چاہیے جسنے وہ دستاویز لکہی ہے کہ وہ دستاویز بیعنامہ ہے اور اسطرحپر حقوق اوس بیگناہ خریدار کی محفوظ رکہنا چاہیے جسنے اوس دستاویز کو بطور بیعنامہ کے تصور کیا ہے اور اوسکی اوس حیثیت کے تصور پر عمل کرکے مبلغ الف بطور معاوضہ انتقال جایداد موسومہ اپنے کے ادا کیا ہے۔ بدینوجوہ مین اپیل منظور کرتا ہون اور نالش مدعیہ کی معہ خرچہ کل عدالتون کے ڈگری کرتا ہون۔

اول صاحب۔ جو تجویز ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے فرمایا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون اور مین صرف چند الفاظ بہ نسبت مضامین دستاویز متنازعہ کے کہونگا۔ ترکیب عبارت دستاویز پر نظر کرکے میری یہہ رائے ہے کہ اسمیں کہا اول شریف صاحب کی ایک بیعنامہ تصور کرنا صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ بینامہ مین دستاویز سے صریحاً یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسماۃ ولایتی بیگم نے بیع قطعی بعض جایداد کا بعوض مبلغ ... کے الٰہی بیگم کے نام لکہا تہا اور تمام و کمال معاوضہ بیع وصول پا کر اپنی مشتریہ کو بخش دیا۔ اوس نے دستاویز مین یہہ بہی بیان کیا ہے مجہہ بایع کو کوئی حصہ یا استحقاق جایداد مبیعہ مین وقت بیع سے نہین ہے۔ ... ہو یا مشتری کو زرثمن کی ... بہ نسبت جوازیت بیع اور بخشش زرثمن ... نہین ہے اور نہوگا۔ لہذا یہہ ... قطعی بطریق بیعنامہ اور ہبہ زرثمن کے لکہدی۔ عبارت ... دستاویز حسب ذیل ہے۔

"... تو اسی لیے بیع قطعی کرکے زرثمن تمام و کمال وصول پا کر بخش دیا اور ہبہ کر دیا ہے۔ لہذا یہہ چند بامین بطور بیعنامہ بخشش زرثمن کے لکہدین۔ یہہ صحت بیعنامہ اور بخشش زرثمن مین۔"

فقرہ اول ... یہہ ... بیع قطعی اور قیمت وصول ہوی (وصول پا کر) اور بعد ازان مشتریہ کو دیدی گئی یا اوسکے بخش دی گئی۔ یہہ ایسا ہوا تہا کہ لفظ بخش موقوعہ فقرہ ہذا کو اوسکی منشا دوم مین یعنی معاف کیا گیا یا عطا کیا گیا مین پڑہنا چاہیے لیکن یہان اوسکے ساتہہ مین یہہ الفاظ ہین اور ہبہ کر دیا گیا جسکی صرف یہہ معنی ہو سکتے ہین کہ ملیکہ دیدیا ہے لہذا مجہکو ان لفاظ بخش دیا کی تعبیر کرنا چاہیے کہ اوسکے یہہ معنی ہین کہ دیدیا ہے۔ دوسرے فقرہ مین تصریح بھی دستاویز کی ہوئی ہے کہ دستاویز مذکور المضاعف منشا کی ہے اول بیع جایداد

بحق مشتری اور ثانیاً ہبہ نامہ میں بحق اوسکے اور تیسرے فقرہ کے روسے بایع پر یہہ پابندی قایم ہوتی ہے کہ وہ اس بیع یا ہبہ نامہ پر اعتراض نکر سکے۔ بعد تکمیل کے اس دستاویز کی رجسٹری بطور بیعنامہ کے ہوئی تہی [illegible] مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جب دستاویز میں کل لوازمات بیع کے درج ہین جسکی تعریف دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جایداد مین ہوئی ہے تو وہ تعریف ہبہ کی جو دفعہ ۱۲۲ ایکٹ مذکور میں درج ہے داخل نہین ہوسکتی ہے۔ بلا شبہہ یہہ سچ ہے کہ از روے دفعہ ۱۲۵ ایکٹ مذکور [illegible] مخالفت اس بات کی ہے منجملہ دفعات ۱۲۲ لغایت ۱۲۸ کے کسی دفعہ کو اس طرح سے متعلق کرسکون کہ [illegible] کسی قاعدہ میں دست اندازی ہو لیکن دفعہ ۱۲۲ کو مین کسی ایسے غرض سے استعمال [illegible] بطور ہدایت بنسبت مناسب تعریف [illegible] کے استعمال کرتا ہون اور اسیطرح [illegible] پر واسطے [illegible] نظر کرتا ہون کیونکہ دفعہ آخر الذکر مین کوئی ایسی [illegible] نہین ہے جیسی کہ قید دفعہ ۵۴ [illegible] بنسبت [illegible] پائی جاتی ہے۔ [illegible] مین یہہ دستاویز عبارت اور اثر سے ایک بیعنامہ ہے اور میرے پاس [illegible] اوسکے قایم کرنیکو موجود نہین ہین کہ آیا کوئی اور کون اصلی معنی یا مطلب زیر پردہ ان مضامین کے ہین۔ [illegible] کے حکم سے اتفاق کرتا ہون۔

بانس صاحب جسٹس۔ مین اوس کل سے اتفاق کرتا ہون جو ذی علم چیف جسٹس نے بنسبت [illegible] تعبیر جو دستاویز پر قایم کیجاویگی اور اون نتایج کے جو اوس تعبیر سے منتج ہونگی فرمایا ہے۔ مجہے دستاویز کی عبارت کے ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے جسمین وہ لکہی گئی ہے کیونکہ میرے بہائی ٹڈل صاحب نے پورے طور پر بیان [illegible] جو نتیجہ انہون نے الفاظ دستاویز کے بنسبت قایم کی اوس مین اونکی ساتہہ اتفاق کرتا ہون۔ اصل نیت [illegible] کی جو کچہہ رہی ہو سو ہو میری یہہ راے ہے کہ کنندگان دستاویز کی یہہ نیت تہی کہ جہان تک [illegible] صورت بیعنامہ کی ہو اور نہ یہہ کہ ہبہ نامہ کی صورت [illegible] ہے۔ دستاویز مذکور بموجب قانون نافذہ اوسوقت کے اور جسمین یہہ ہدایت ہے کہ ایسی دستاویز پر کیا اشٹامپ ہونا چاہیے بطور بیعنامہ کے اشٹامپ لگایا گیا تہا اور نہ بطور ہبہ نامہ کے۔ اوسکی رجسٹری ہوئی تہی اور یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص جسکو یہہ معلوم کرنا تہا کہ جایداد پر کیا کیا ذمہ داریان ہین یا یہہ دریافت کرنا ہوتا کہ اوسکا کون مستحق ہے اوسکو نوعیت معاملہ دریافت کرنیکی وسایل بجز اوس دستاویز کے جو ہمارے روبرو پیش ہے اور کچہہ وسایل حاصل نہین ہوسکتے تہی اور اس بنیاد پر اور نیز دیگر بنیاد متذکرہ بالا کے بنا پر مین خیال کرتا ہون کہ بجز تعبیر بیعنامہ کے اور تعبیر کا قایم [illegible] خلاف مصلحت ہوگا۔ لہذا مین اوس حکم سے جو ذی علم چیف جسٹس اور میرے بہائی ٹڈل صاحب نے مقدمہ مین صادر کرنا تجویز کیا ہے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع الہ آباد — اپیل دوم نمبر ۲۲۷ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۱ء

رحیم بخش اپیلانٹ بنام ایگوی نیشنل سروس بنک لمیٹڈ

اجرا ڈگری — ڈگری بمقابلہ جایداد مکفولہ و نیز بمقابلہ ذات مدیون ڈگری کے ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۰ -

جس صورت مین کہ ڈگری نفاذ کفالت بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ ایسی حکم صادر کی گئی دیتی مدیون ڈگری کو بہی درحالیکہ جایداد مکفولہ واسطے مساقی ڈگری کے کافی ہو مندرج ہو تو واسطے جز ڈگری بمقابلہ ذات مدیون کے حاصل کرنا ڈگری دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کا صدور ضروری نہین ہے لیکن اگر ڈگری مذکور کے لئے درخواست کی گئی ہو اور حاصل کی گئی ہو تو ایسی کارروائی مساوی درخواست اجرا اصل ڈگری بمقابلہ ذات مدیون ڈگری کے متصور ہوگی - درگاہی بنام منگوت پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰) کی تقلید ہوئی -

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ بنرجی منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - واقعات اسمقدمہ کے جو واسطے تصفیہ اپیل کے غور طلب ہین وہ حسب ذیل ہین -

ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ۱۷ اپریل ۱۸۸۲ء کو ایک ڈگری واسطے وصولیابی زرنقد بذریعہ نفاذ کفالت بمقابلہ بعض جایداد مخصوص متذکرہ ڈگری مذکور کے حاصل کی تھی اور جو ڈگری اسوقت میرے روبرو پیش ہے اوسکی عبارت سے میرے ذہن پر کوئی شبہ باقی نہین رہتا ہے جیسا کہ فریقین کی طرف سے تسلیم ہے کہ وہ ڈگری مدیون ڈگری کی ذات کے مقابلہ مین بھی تھی

اول درخواست اجرا ڈگری کی ۱۹ مئی ۱۸۸۴ء کو گذری تھی لیکن درخواست مذکور بذریعہ حکم ۲۴ فروری ۱۸۸۵ء کے بعد جزواً ایفای ڈگری خارج ہو گئی تھی

دوسری درخواست اجرا ڈگری کی ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تھی اور یہ بھی بعد جزواً ایفاے ڈگری کے بذریعہ حکم مورخہ ۳ مئی ۱۸۸۶ء کے خارج ہوئی تھی -

تیسری درخواست اجرا ڈگری کی ۲۷ اگست ۱۸۸۶ء کو داخل ہوئی تھی اور وہ عدم پیروی مین ۲۹ اکتوبر ۱۸۸۶ء کو خارج ہوئی تھی -

مسٹر کاشی پرساد جو خلاصہ مسٹر مادہو پرساد کا منجانب اپیلانٹ کے لئے ہوئے ہین

مسٹر دوارکا ناتہہ بنرجی منجانب رسپانڈنٹ کے دونون یہہ بیان کرنیمین متفق ہین کہ روپیہ ڈگری مین جو قبل حکم ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۱ء کے ہوئی ہتی کل جایداد مکفولہ اور جو ڈگری مقصد اپریل ۱۸۸۱ء کے ایفا کیلئے ذمہ دار قرار پائی ہتی نیلام ہوچکی ہے اور کوئی جایداد باقی نہین ہے کہ ایفا مزید ڈگری مذکور کیلئے نیلام کرائی جاسکے۔

یہہ مقدمہ اوس درخواست کے ساتہہ شروع ہوا ہے جو ڈگریدار رسپانڈنٹ نے ۲۳ ستمبر ۱۸۸۱ء کو داخل کی ہتی کہ جو ظاہرا حسب دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) معلوم ہوتی ہے۔ درخواست مذکور اس بیان پر مبنی ہے کہ جو جایداد واسطے ایفا ڈگری مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۱ء کے قابل نیلام ہتی وہ ختم ہوگئی ہے اور ازروے ڈگری کے اب بہی مطالبہ باقی ہے اور بقایا مذکور بنظر سہولیت اجرا مزید ڈگری ابتدائی کے منشا حکم ہونا چاہیے۔

عدالت مرافعہ اولے نے درخواست مذکور اس بنیاد پر ڈسمس کی ہتی کہ وہ ازروے مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء) کے خارج المیعاد ہے اور حساب میعاد کا ۲ جولائی ۱۸۸۱ء تاریخ وجوب اصل تمسک کفالتی مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۱ء سے کہ جسکی بنا پر ڈگری صادر ہوئی ہتی کیا گیا تہا۔

برطبق اپیل فرنیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے حکم عدالت مرافعہ اولے منسوخ کیا اور قرار دیا کہ یہہ تجویز کی ہے کہ درخواست مذکور پر مد ۱۷۹ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت حاوی ہے اور درخواست بین المیعاد ہے۔

اس اپیل مین جواب میرے روبرو پیش ہے مسٹر کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ و دوارکا ناتہہ بنرجی منجانب رسپانڈنٹ کے تقریرون سے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دو مطلب پیدا ہوتے ہین اور وہ امور حسب ذیل ہین۔

(۱) آیا ڈگری مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۱ء ایسی ڈگری ہے جسمین بالخصوص حکم دلایجانے زر نقد کا بذریعہ ایفاے کفالت بمقابلہ جایداد مکفولہ کے ہے یا وہ ایسی ڈگری ہے جسمین ذمہ داری ذاتی اوپر مدیون ڈگری اپیلانٹ بابت ادا کرنے زر مذکور جو ازروے ڈگری مذکور کے واجب ہے

(۲) یہہ کہ آیا درخواست ۲۳ ستمبر ۱۸۸۱ء ایک ضروری درخواست مقتضیہ دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کے ہے اور اگر ہے تو اس امر سے کہ درخواست کی گئی اور منظور کی گئی ہے میرے لیے یہہ ضروری ہے کہ اپیل ڈگری کرون اور حکم عدالت اپیل ماتحت کا منسوخ کرون۔

(۳) آیا درخواست خارج المیعاد ہے یا نہین ۔

اب سوالات مذکور مین سے اول سوال کی نسبت مین بیان کر چکا ہون کہ اصل ڈگری کو ہندوستانی مین ملاحظہ کرنیکے بعد مجھے کوئی شبہہ کسی قسم کا نہین ہے کہ ڈگری صرف جایداد مکفولہ ہی کے مقابلہ مین نہین ہے بلکہ ڈگری بمقابلہ ذات مدیون ڈگری اپیلانٹ کے بھی ہے پس اگرچہ ڈگری ایسے ہنرمندی کے ساتھہ مرتب نہین ہوئی ہے کہ جو قواعد ایکٹ انتقال جایداد مشمولہ دفعہ ۸۸ ایکٹ مذکور مین متعلق مناسب ہے حیطہ مین داخل ہو سکے تاہم وہ ایسی ہے جسپر اب اعتراض نہین ہو سکتا ہے کیونکہ وہ قطعی ہو گئی ہے اور ایسے عدالت مدیون سے اعتراض نہین ہو سکتا ہے جسکا صرف یہی کام ہے کہ ڈگری جاری کرے ۔

بہ نسبت امر دوم کے مجھے فیصلہ حال مجوزہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب مقدمہ درگاہی بنام بھاگوت پرساد انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ... سے تشفی حاصل ہوتا ہے جسمین میرے ذیعلم بھائی نے باتفاق میرے بھائی ... صاحب ... طے کردیا ہے جو اسمقدمہ مین پیدا ہوا ہے ۔ مسٹر کاشی پرساد منجانب اپیلانٹ اور مسٹر ... منجانب رسپانڈنٹ دونون کو اتفاق ہے کہ وہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے اسمقدمہ پر جاری ہے اور جو بحث اسمقدمہ مین بہ نسبت امر دوم کے پیدا ہوئی ہے اوسکا قطعی جواب ہے ۔ بہ تقلید اوس فیصلہ کے مین تجویز کرتا ہون کہ حکم مصدرہ عدالت اپیل ماتحت مین بہانتک متعلق دفعہ ۹۰ ایکٹ انتقال جایداد کو ہے مجھے بصیغہ اپیل دست اندازی کرنیکی ضرورت نہین ہے

امر سوم جو متعلق میعاد سماعت کے ہے مین خیال کرتا ہون کہ ملاحظہ صاف ہے ۔ ظاہر عدالت مرافعہ اولے نے شمار میعاد سماعت مین ابتدای تاریخ اصل تمسک کفالتی مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۵۹ء خواہ تاریخ وجوب تمسک مذکور یعنے ۲۷ جولائی ۱۸۶۲ء سے حساب کرنے مین غلطی کی ہے ۔ ازروے تمسک کے درخواستین منشاء مقدمہ عدالت انصاف مین ہو چکی ہین اور اونکی روسے تصفیہ عام بذریعہ ڈگری مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۱ء کے ہو چکا ہے ۔ مین کہہ چکا ہون کہ مضامین ڈگری کی نسبت اوس عدالت سے اعتراض نہین ہو سکتا ہے جسکا ڈگری جاری کرنیکا کام ہے اور چونکہ یہہ کیفیت ہے تو درخواست حال یا تو مدہ ۱۷۸ یا مدہ ۱۷۹ ضمیمہ ۲ قانون میعاد سماعت مین داخل ہے اور ... تسلیم کرتے ہین کہ ہر صورت مین درخواست مذکور خارج المیعاد ہو گی چونکہ کیفیت یہہ ہے تو جو حکم مین صادر کرنا چاہتا ہون وہ یہہ ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس متصور ہو گی

صفحہ ۱۲۴ ذکر جزئی

ضلع علیگڈہ — اپیل اول نمبر ۸۹ ۱۸۸۸ء — منفصلہ ۲۳ اپریل

شیر سنگہ وغیرہم بنام دیا رام وغیرہم

اجرا ڈگری ۔ اصول امر تجویز شدہ کا جو کارروائی اجرا ڈگری سے متعلق کیا گیا ہے ۔ قاعدہ مقدمہ سرجو پرساد بنام سیتارام ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ۔

جس صورت مین کہ مدیون ڈگری سمجھ ہے اور اوسکو موقع اثبات کا ملا ہے کہ وہ عذر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا بطور مانع اجرا ڈگری بمقابلہ اپنے کے کرسکے عذر مذکور کے کرنیمین غفلت کرے اور جس درخواست کے نسبت عذر مذکور ہو سکتا تہا وہ عدالت سے منظور ہو جاوے اور اوسپر احکام صادر ہو جاوین تو ایسے کارروائی سے اصول امر تجویز شدہ کا متعلق ہوگا اور اوسی اجرا ڈگری کے کارروائی کے نوبت مابعد مین مدیون یہہ عذر نہین کرسکتا ہے کہ درخواست اجرا ڈگری ماقبل مذکور فی الواقعہ بوجہ تاثیر دفعہ ۲۴۴ مذکورہ بالا کے ممنوع السماعت قرار پانی چاہیے تہی ۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

کالون و ریڈ منجانب اپیلانٹیان — مادہو پرساد منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل اول بصیغہ اجرا ڈگری ہے اور جس ڈگری سے وہ متعلق ہے وہ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۷۹ء ہے ۔ وہ ڈگری بر بنا رہن کے صادر ہوی ہے اور مجہے یہی اطلاع ہوی ہے کہ وہ اوس شکل سے مرتب ہوی ہے کہ جو شکل ایسی ڈگری کے لئے اوسوقت مروج تہی کہ جسمین حکم نیلام جایداد مرہونہ کا درحالیکہ راہن مدیون ڈگری زر ڈگری دا نکرے صادر کیا جاتا تہا ۲۲ اپریل ۱۸۸۱ء کو اول اجرا ڈگری کی درخواست ہوی تہی اور اوس کارروائی کے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے ۔ اجرا ڈگری کی دوسری درخواست ۲۹ جنوری ۱۸۸۳ء کو داخل ہوی تہی اور اوسپر بعض کارروائیان ہوی تہین منجملہ اور کارروائیونکے نسبت مورد ہونے جایداد نیلام طلب کے کیفیت طلب ہوی تہی اور وکیل ڈگریدار کو واسطے داخل کرنے بیان حلفی اس امر کے حکم دیا گیا تہا کہ آیا جایداد نیلام طلب موروثی جایداد مدیون ڈگری کے ہے یا نہین ۔ بلا ہونے کسی کارروائی کے بہت زیادہ عرصہ گذر گیا اور ۴ مارچ ۱۸۸۳ء کو اس دوسری درخواست مورخہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۳ء پر حکم ذیل صادر ہوا تہا ۔

وکیل ڈگریدار نے بیان کیا کہ اوسکا موکل مقدمہ مین کارروائی مزید نہین کرنا چاہتا ہے لہذا حکم ہوا کہ عدم پیروی مین ڈسمس ہو ۔

پنجم مئی ۱۸۸۵ء کو تیسری درخواست داخل ہوئی اور بذریعہ اپنی درخواست کے ڈگریدار نے جایداد کی نیلام کی درخواست کی ہے۔ ۱۳ مئی ۱۸۸۵ء کو اشتہار نیلام بتعین ۲ جولائی ۱۸۸۵ء جاری ہوا لیکن مدیونان ڈگری کو مہلت زر ڈگری ادا کرنیکی حاصل ہوگئی اور نیلام ملتوی ہو گیا۔ بعدہ مجدداً اشتہار نیلام ۲۰ ستمبر ۱۸۸۵ء کے لئے جاری ہوا کہ جب ایک شخص مسمی کلیاند اس نے ایک عذرداری داخل کی اور استدعا کی کہ منجملہ جایداد مشتہرہ نیلام کے ایک جایداد بجلئے نیلام ہونی چاہئے کہ جس درخواست پر ڈگریدار ۳۰ نومبر ۱۸۸۵ء کو راضی ہو گیا تھا۔ ۵ فروری ۱۸۸۶ء کو نیلام اوس جایداد کا صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہو گیا کیونکہ یہہ خیال کیا گیا تھا کہ جایداد مذکور مدیون ڈگری کی موروثی جایداد ہے۔

بہ نسبت اس درخواست کے اور کچھہ اوسپر کارروائی ہوئی تھی اور اسکی نسبت میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ درحقیقت ایک درخواست مطابق قانون کے تھی جسکو عدالت نے منظور کیا تھا اور چونکہ مدیونان ڈگری کے نام اطلاعنامہ گیا تھا اوسکو مسموع ہونیکا اور ہر ایسے عذر کے داخل و پیش کرنیکا موقع دیا گیا تھا جو وہ اجراے ڈگری کے نسبت پیش کر سکتے اور منجملہ اونکے اس حجت کے کرنیکا موقع دیا گیا تھا کہ بذریعہ حکم مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۲ء کے عدالت دربارہ پذیرائی درخواست مورخہ ۴ مارچ ۱۸۸۲ء کے ممنوع ہے۔ عذر کبھی نہیں کیا گیا اور یہی تحریرات درخواست مورخہ ۴ مئی ۱۸۸۶ء سے بھی متعلق ہیں کہ جسکی رو سے ڈگریدار نے جایداد مرہونہ کے نیلام کی درخواست کی تھی۔ ۵ جون ۱۸۸۶ء کو اطلاعنامہ بنام مدیونان ڈگری اس وجہ کے دکھلانیکے لئے جاری ہوا تھا کہ کیوں نیلام نکیا جاوے۔ مدیونان حاضر نہیں ہوئے لیکن دو شخص حاضر ہوئے جسمیں سے ایک کرن سنگہ ہے اور اوسکی درخواست پر مقدمہ خارج کر دیا گیا جیسا کہ جج ماتحت علیگڈہ کے حکم مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۶ء سے ظاہر ہوگا جو بعبارت ذیل ہے۔

اجلی تاریخ واسطے سماعت اسمقدمہ کے مقرر تھی لیکن چونکہ نالش بخبری منجانب کرن سنگہ کے دایر ہو چکی ہے۔ اور نمبر اوس نالش کا ۱۸۸۶ء ہے۔ اور نالش مذکور میں حکم التواے نیلام صادر ہو چکا ہے۔ لہذا اب کوئی کارروائی مزید نہیں ہو سکتی ہے۔

بعدہ مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ بذریعہ اوس حکم درخواست مورخہ ۴ مئی ۱۸۸۶ء سے نجات حاصل ہوگی اور ۹ جنوری ۱۸۹۸ء کو ڈگریدار نے وہ درخواست واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے داخل کی ہے جس سے ہمکو اسمقدمہ میں تعلق ہے اور ذیعلم جج ماتحت نے ڈگریدار کو اجازت جاری کرنے ڈگری کی دی ہے بہ نسبت صحت اوس حکم کے مدیونان نے دو عذر الگ الگ پیش کئے ہیں۔ اسمیں سے اول عذر یہہ ہے کہ بلحاظ مضامین حکم سابق مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۸۲ء کے اصول مقدمہ سرجوپرساد بنام فیصلہ بیبی جو منظور ہوا اور

اوسکی تعلیل ہوئی ہے اور فیصلہ اجلاس کامل مین درج ہے متعلق ہونا چاہیے اور ہمکو یہہ تجویز کرنا چاہیے کہ وہ حکم اولین درخواستہای مابعد کا مانع ہے جو داخل ہوئی نہین اور درخواست ڈگریدار نے اجرای ڈگری کی بابت جس دوسرے امر پر ذریعہ کونسل اپیلانٹ نے اصرار کیا ہے وہ یہہ ہے کہ مقدمہ اجرای ڈگری عدالت ماتحت مین منتقل ہو جانا چاہیے تہا کیونکہ جایداد مقرقہ جایداد موروثی مدیونان ڈگری سے ہے اور اسکا نیلام بلا تامل ہونا چاہیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا عذر عدالت ماتحت مین نہین پیش کیا گیا تہا اور نہ اس مسل مین کوئی ایسا مواد موجود ہے جس سے ہمکو اس امر کے نسبت راے قایم کرنے مین رہبری ہو جو کچھہ مین کہہ سکتا ہون وہ کل یہہ ہے کہ جس عدالت کو اس کارروائی اجرای ڈگری کی بابت حسب خواہش مدیون ڈگری کے نسبت طلب کیا ہوا ہو مناسب اوسکو روبرو پیش ہو بعد ازین تصفیہ اس امر کا مطابق قانون کے کر سکتی ہے اور ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جو اوسکو صحیح اور مناسب معلوم ہو۔

امر اول محولہ بالا بہت ضرورت کا ہے اور بنظر اسکے امکانا کوئی تذبذب یا غلط فہمی بہ نسبت ان وسایل کے نہو کہ جنکی بنا پر اس خاص مقدمہ مین اوسکا فیصلہ ہوا ہے مین اون وجوہ کی تشریح کرنا ضرور سمجہتا ہون کہ جنکی بنا پر مینے نتیجہ اخذ کیا ہے۔ میری راے مین از روے اصول طے یافتہ مقدمہ رامدیال بنام روپ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹) کے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اون باضابطہ درخواست اجرای ڈگری کے حالات ماقبل پر لحاظ کر دن جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین منظور ہو چکی ہین اور جسمین اطلاعنامہ بنام مدیون ڈگری جاری ہو چکی ہین اور اوس ڈگری کے اجرا مین جب اوسکی وقتاً فوقتاً کارروائی ہو چکی ہین۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ ڈگریدار کو مقدمہ مین بڑی دقت پیش آویگی اگر مدیونان ڈگری اون کارروایات کے حالات ماقبل پر اصرار کرینگے کہ جو بذریعہ درخواست ۲۰ مارچ ۱۸۸۰ء کے دایر کی گئی تہین۔ لیکن میری راے مین مدیون ڈگری ایسا نہین کر سکتے ہین۔ ... بہت مدت تک اوس کل اعادہ کرینکی ضرورت نہین ہے جو ... درخواست پر ہوا تہا اسوقت جس بات پر مین زور دینا چاہتا ہون وہ یہہ ہے کہ وہ اصل اور صحیح کارروائی تہی جو عدالت نے حسب درخواست ڈگریدار کے کی تہی اور جسمین مدیونان ڈگری فریق بنائے گئے تہے اور جسمین احکام صادر ہوئے تہے اور وہ احکام عدالت کے صرف اسی قیاس کرنے پر صادر ہو سکتے تہے کہ ابتک جو کچہہ ہوا ہے وہ مناسب طور پر اور مطابق قانون کے ہوا ہے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض پر جو بتقویت دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اوس اسمقدمہ مین لحاظ نہین ہو سکتا ہے ... کہ بحث مدیونان ڈگری ... نہین ہو سکتی لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ جو نتیجہ ذیعلم جج ماتحت نے اخذ کیا ہے وہ صحیح ہے اگرچہ بہ نسبت درخواست

۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کے مین یہہ اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ بخیال نوعیت حکم اخیر صادرہ مقدمہ مذکورکے درخواست مذکور بخیال وس امر کے جو مقدمہ فقیر الله بنام ٹھاکر پرساد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) مین کہا گیا ہے حسب منشاء دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی بطور مانع عمل نہین ہو سکتی ہے اور وقت جو حکم ہوا تہا وہ عدالت نے خود اپنی تحریک سے بہ نسبت ایسے مقدمہ کے صادر کیا تہا جو اوسوقت اوسی عدالت مین دایر تہا اور جسمین خود ہی عدالت حکم امتناعی دربارہ بازرہنے کارروائی کا دیگئی تہی بنا برین مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ میری بہی بالکل یہی رائے ہے ۔ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب بیان کر چکی ہین کہ قاعدہ مندرجہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ راو بانچرن بنام مان سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۹۳ مشعر منظوری ایک فیصلہ اس خاص نہج کا اتنی مدتین یا تعلق ہی تہم الزام نہین ہے ۔ میرے بہائی یہہ بہی کہہ چکے ہین کہ جہانتک حکم مورخہ ۲۸ جولائی ۱۸۸۶ء مشعر اخراج درخواست اجرائے ڈگری مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء صادرہ جج ماتحت علیگڈہ کو تعلق ہے فیصلہ مقدمہ فقیر الله بنام ٹہاکر پرساد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹) اسمقدمہ پر حاوی نہین ہے ۔ لہذا وہ کارروائی واسطے اغراض ممانعت کسی درخواست اجرائے ڈگری کے کسی فریق کو باوقعت نہین ہے ۔

اور علاوہ برین وہ ضروری امر جسکی بنا پر مین اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہون وہ اجرائے ڈگری کے اوس کارروائی کے حالات ماقبل پر لحاظ کرنیکا اصول ہے جو جائز قرار پاچکی ہے ۔ اس قاعدہ کا مقصود نہ فقط بذریعہ مقدمہ رام کرپال بنام روپ کنوری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹) اور منگل پرساد دیچہت بنام گرجاکانت لاہری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۱) ہی کے ہے بلکہ بذریعہ عام اصول قرارداده حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ ٹی آر اروناچلم چٹی بنام دی آر اے آر اروناچلم چٹی (لا رپورٹ جلد ۱۶ اپیل ہند صفحہ ۱۷۱) کے بہی ہے ۔ تیز اسکا کہنا اسلیے ضروری سمجہا ہے کیونکہ جن مقدمات اسعدالت مین اسوقت دایر ہین جنکو مینے دو ججون کے بنچ مین واسطے فیصلہ خود ادسی امر کے پیش کیا ہے اور مین یہہ سمجہتا ہون کہ جو رائے قانونی اب میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور خود مینے اختیار کی ہے وہ مطابق اوس رائے کے ہے جو مینے وقت صادر کرنے اپنی فیصلہ مقدمہ بدری ناتہ مصر بنام رام روپ سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۱) سے کیا تہا ۔

ضلع علیگڈہ — اپیل اول احکام نمبر ۲۵ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۴ جولائی

سری لال بنام کشن لال وغیرہ کسی دیگر

نالش متعلق جایداد غیر منقولہ ۔ مالکانہ ۔ عرضی نالش کا واسطے پیش کرنے عدالت مناسب کو واپس ہونا ۔ اپیل ۔ حکم واپسی بموجب دفعہ ۵۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۷۲ و ۵۸۸ ضمن (۲)

نالش بابت دس مالکانہ کے جسکی نسبت بیان کیا گیا کہ مدعا علیہ نے بیجا تصرف کیا ہے ایک نالش متعلق جایداد غیر منقولہ کے نہین ہے کہ جسکے سبب سے اوسکی سماعت ایسی عدالت مین دایر کیجانیکی ضرور ہو کہ جسکی علاقہ اختیار سماعت کے اندر وہ جایداد غیر منقولہ واقع ہے کہ جس سے وہ مالکانہ ظہور پذیر ہوا ہے ۔

دفعہ ۵۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو ایسے مقدمہ سے تعلق نہین ہوتا ہے جبکہ اپیل بنا راضی حکم واپسی عرضی نالش بغرض پیش کرنے محکمہ مناسب کے ہے

واقعات جہانتک وہ واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہین فیصلہ عدالت سے ظاہر ہوتے ہین

رام پرساد منجانب اپیلانٹ جوگندر ناتھ چودہری

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش مدعا علیہ سے روپیہ دلا پانیکے لئے اس بات پر ہے کہ اوس نے خزانہ علیگڈہ سے روپیہ یافتنی مدعیکا وصول کر لیا ہے مدعا علیہ اندر علاقہ اختیار سماعت منصف علیگڈہ کے رہتا ہے ۔ نالش عدالت منصف ماتہرس مین بدین قیاس دایر ہوی تہی کہ نالش متعلق جایداد غیر منقولہ ہے جو اندر علاقہ منصف موصوف کے ہے ۔ بلا شبہہ زر متنازعہ بجا امدنی اوس مالکانہ کے ہے جو جایداد غیر منقولہ موضع اندر علاقہ عدالت منصف ماتہرس سے ظہور پذیر ہوتا ہے ۔ منصف ماتہرس نے فیصلہ کیا اور ہم سمجہتے ہین کہ صحیح فیصلہ کیا کہ اونکو اختیار سماعت حاصل نہین ہے اور یہہ کہ نالش عدالت منصف علیگڈہ مین دایر ہونی چاہیئے تہی چنانچہ مشار الیہ نے عرضی نالش واسطے پیش کرنے محکمہ مناسب کے واپس کی ۔ مدعی نے بحضور ضلع جج بموجب دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل کیا اور ضلع جج نے یہہ رای قایم کرکے کہ منصف ماتہرس کو اختیار سماعت حاصل ہی حکم واپسی مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ مذکور کے صادر کیا ۔ دفعہ ۵۶۲ کو تعلق نہین ہے کیونکہ فیصلہ نالش کا کسی امر کے بنیاد پر نہین ہوا تہا اور نہ کوئی ڈگری حسب منشاء دفعہ مذکور کے ہتی ۔ یہہ اپیل بنا راضی حکم واپسی مقدمہ کے ہے ۔ ہم اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین اور حکم واپسی مقدمہ منسوخ اور اپیل مدخلہ حسب دفعہ ۵۸۸ کو فہرست ضلع جج علیگڈہ مین باز نمبر مطابق قایم کرتے ہین کہ جج موصوف فیصلہ اپیل مذکور کا مطابق قانون کے کرینگے ۔

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۴۲۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفیصلہ ۲۸ جولائی

رام کشن اوپادہیا بنام دکیا و بابد بنیاد و غیرہم

اپیل دوم ۔ وقت سماعت کے اوس عذر کا کیا جانا جو یادداشت اپیل مین درج نہین ہے ۔ عذر مد

ایسے عذر کو جو یادداشت اپیل مین درج نہ ہو عدالت اپیل وقت سماعت پر اٹہا سکتی ہے ناکافی تہا اور یہہ کہ کوئی اشٹامپ میعاد سماعت کے پورا نہین لگ گئی الیہ ... جو ... سماعت اپیل ... یہ کہ عذر مذکور یادداشت اپیل مین نہین کیا گیا ہے ۔

مدعی اپیلانٹ نے دعویٰ استقرار حق اور بحالی قبضہ بنسبت بعض حقیت زمینداری کا بمنسوخی چند فیصلہ جات عدالت بندوبست کے کیا تہا۔ اور منصف عدالت مرافعہ اولیٰ نے اسکے لئے ڈگری دی تہی۔ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور عدالت اپیل (جج ممالک) نے یہہ تجویز کرکے کہ مدعی رسپانڈنٹ ازروئے دفعہ ۳۱ ضابطہ۔ دوازدہ سال قبل نالش سے بیدخل ہوئے اپیل ڈگری کیا اور دعویٰ مدعی ڈسمس کیا۔ تب مدعی نے ایک عرضی اپیل پیش کیا اور درمیان اوسکے طرف سے ایک گمینے عذر پیش کرنیکا اسکے لئے اجازت مانگی گئی جو یادداشت اپیل میں نہیں لیا گیا تہا بشمول یہہ کہ یادداشت اپیل مدعا علیہم بعد التماس اپیل ماتحت پر اسٹامپ ناکافی تہا اور کمی اسٹامپ کی اندر میعاد سماعت کے پوری نہیں کی گئی تہی۔

اسپیشل اپیل بنجانب رسپانڈنٹ

میں بنجانب اپیلانٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس (اور) ٹائیرل صاحب جسٹس متفق الرائے۔ تجویز ذیل مسٹر جسٹس اسٹریٹ صاحب جسٹس کی نسبت مشورہ کرنیکا موقع ملا تہا جو ذیل میں وکیل اپیلانٹ نے پیش کیا ہے اور جو یادداشت اپیل میں نہیں درج تہا یعنی یہہ کہ اس امر کی وجہ سے کہ یادداشت اپیل جو عدالت اپیل میں پیش کیا گیا تہا اوس پر تاریخ ادخال اسٹامپ کافی تہا کوئی اپیل اوس وقت عدالت کے روبرو پیش نہیں تہا اور اجرا کمی کی دا ہوئیسے وہ نقص رفع نہیں ہوا اور نہ عارضہ میعاد سماعت سے حفاظت ہوئی یہہ تہا کہ ناک صاحب اور میں بشمول جناب چیف جسٹس کے اس رائے میں متفق ہیں کہ جس صورت میں اس قسم کا عذر بالخصوص یادداشت اپیل میں نکلیجاوے جو متعلق ایک امر ابتدائی رسوم عدالت اور دیگر تحقیقات درمیانی کے ہو جو بہ نسبت اوسکے پیدا ہو سکے تو وہ عذر مقبول ہونا چاہیے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو ہمکو یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا کوئی بنیاد اس اپیل کی ہے یا نہیں۔ ذیل وکیل نے اہم طور پر یہہ حجت نہیں کی ہے کہ یہہ تجویز ذیل جج کی کہ مدعی اپیلانٹ کبہی اوس جائیداد پر قابض نہیں رہا ہے جسکی نسبت وہ اپنی استقرار حق کا دعویدار ہے باستحکام مفید الکل اسکے نہیں ہے کہ مدعیکو کبہی ایسا استحقاق حاصل نہیں ہے جسکی نسبت وہ استقرار کا دعوے کرتا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

منفصلہ ۳۱ جولائی

اپیل از احکام نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۱ء

ضلع غازیپور

دہرم ... بنام جگموہن پانڈے

عرضی نالش کا اسٹامپ ناکافی پر ہونا۔ کمی کا اندر میعاد عطیہ عدالت میں پورا ہونا۔ برعایت عذر مدعا علیہ کے عرضی نالش کا منظور ہونا۔ عرضی نالش کی نامنظوری کے بعد۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۔ ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ایکٹ رسوم عدالت دفعہ ۲۸۔ ۲

مدعی نے اپنی عرضی ... میعاد ... آخری روز اسٹامپ ناکافی پر داخل کی تہی اور جب عدالت سے ایک میعاد معین میں کمی پوری کرنیکا حکم ہوا تو دو روز بعد انقضائے میعاد کمی داخل ہوئی۔ لیکن عدالت نے اوس عرضی نالش کو منظور کیا اور اطلاعنامہ بنام مدعا علیہ جاری کیا۔ لیکن ایک حکم اسمضمون سے صادر کیا کہ نسبت مقبولی عرضی نالش کے مدعا علیہ کو اعتراض کرنیکا ... مدعا علیہ نے عذر کیا اور اسلئے عرضی نالش نامنظور ہو تجویز ہوئی کہ اگر عدالت کو توسیع میعاد کا اختیار ہے تو تاہم حکم مشعر منظوری عرضی نالش بہ رعایت عذر ... ہم کوئی نیت توسیع میعاد دربارہ ادائے بقیہ رسوم عدالت کے نہیں ظاہر ہوتی ہے اور نہ وہ بطور حکم متعلقہ دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت سمجہا جا سکتا ہے۔ عرضی نالش منظور یا نامنظور ہوئی یہہ بہی تجویز ہوئی کہ چونکہ مدعی نے کوئی درخواست بابت اجازت ترمیم عرضی نالش ... اوسکو یہہ اجازت نہیں دیجا سکتی ہے

کہ وہ میعاد حقیت نالش کی اوس مقدمہ اپنی دعوے کی نسبت کرنیکے جسقدر کے بابت رسوم عدالت جو اوس نے ابتدا ادا کیا تھا کافی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

گوبند پرساد منجانب اپیلانٹ — سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

لیچ صاحب چیف جسٹس و ڈگل صاحب جسٹس ۔ ۱۸ اپریل ۱۸۹۰ع کو عرضی نالش مقدمہ ہذا واسطے منظوری کے عدالت منصف مین پیش ہوئی تھی یہہ اخیر روز اوس میعاد کا تھا کہ جسکے اندر عرضی نالش پیش ہو سکتی تھی اسلیے کہ عذر میعاد سماعت کا نہو سکے۔ اوسپر اسٹامپ ناکافی تھا۔ ایک حکم بنام مدعی اس ہدایت کا صادر ہوا تھا کہ وہ اسٹامپ ضروری ۲۴ اپریل ۱۸۹۰ع تک مہیا کر دے۔ اسٹامپ ضروری ۲۴ اپریل ۱۸۹۰ع کو مہیا نہین کیا گیا اور یہہ ہماری راے مین دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا متعلق ہو گیا اور واسطے اغراض مقدمہ یہہ فرض کر لینا چاہیے کہ منصف کو اختیار توسیع میعاد کا عرضی نالش پر اسٹامپ لگانیکے نسبت بعد میعاد سماعت کے حاصل تھا۔ یہہ امر ایسا ہے جسکے تجویز کرنیکی ہمکو یہاں ضرورت نہین ہے۔ حکم مشعر توسیع میعاد تا تاریخ ۲۴ اپریل ۱۸۹۰ع ایک حکم حسب دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت کے نہین ہے۔ ۲۴ اپریل کو مدعی نے عدالت منصف مین کاغذ اسٹامپ قیمتی بقدر روپیہ کمی کے حوالہ کر دیا۔ ۲۴ اپریل کو منصف نے اپنی شکوک اس امر کے نسبت بیان کرکے کہ آیا اونکو کوئی حکم صادر کرنا چاہیے یا نہین لیکن اس حکم کے سنانیکے بعد ایک حکم صادر کیا کہ عرضی نالش بلا مضرت نسبت اوس عذر مدعا علیہ کے داخل کیجاوے کہ اسٹامپ میعاد توسیع شدہ کے اندر داخل نہین ہوا ہے۔ وقت مناسب پر مدعا علیہ نے عذر پیش کیا اور منصف نے اوسپر عمل کر کے عرضی نالش نامنظور کی۔ بر طبق اپیل جج ماتحت نے حکم مشعر نامنظوری عرضی نالش کو منسوخ کیا۔ ہم خیال کرتے ہین کہ راے جج ماتحت کی غلط ہے۔ بلحاظ ضمن ہاے (الف) و (ب) دفعہ ۵۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور الفاظ استثنائی دفعہ ۲۸ ایکٹ رسوم عدالت کو یاد کرکے اور نیز بلحاظ ضمن (ج) دفعہ ۵۴ اور احکام ایکٹ میعاد سماعت کو ذہن نشین کرکے اور بلحاظ ضمن (د) دفعہ ۵۴ کے ہماری یہہ راے ہے کہ دفعہ ۵۴ تاکیدی ہے۔ ہمارا مراد اس سے اس امر کا انکار کرنیکی نہین ہے کہ اگر میعاد سماعت مانع نہ ہوتی ہو تو اونکو اختیار توسیع میعاد متذکرہ ضمن ہاے (الف) و (ب) دفعہ ۵۴ کا حاصل نہین ہے بلکہ ہم یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر کوئی توسیع میعاد کی عدالت سے نہین ہوئی ہے تو دفعہ ۵۴ تاکیدی ہے اور عرضی نالش نامنظور ہونی چاہیے۔ یہہ ظاہر ہے کہ کوئی حکم توسیع تا ۲۴ اپریل کا کبھی صادر نہین ہوا نہ قبل ۲۴ اپریل کے اور نہ بعدہ بابت زمانہ ماضیہ کے۔ برعکس اسکے ہماری یہہ راے ہے کہ منصف نے دیدہ و دانستہ ایسے حکم کے صادر کرنے سے اجتناب کیا ہے اور عمداً یہہ موقع بحث کا کھلا رکھا ہے کہ مدعا علیہ اسبارہ مین عذر پیش کر سکے کہ ۲۴ اپریل کو یا اوسکے قبل اسٹامپ مہیا نہین کیا گیا تھا۔ اسقدر جسپر ہماری راے مسٹر سندر لال کے اس حجت کے خلاف ہے کہ کوئی توسیع میعاد کی ۲۴ اپریل سے زیادہ کی ہوئی تھی۔ ہماری راے ذیل پنڈت کے اس دوسری حجت کے بھی خلاف ہے کہ اونکے موکل کو اوسکے مقدمہ مین اوسقدر کی پیروی کرنیکی اجازت ملنی چاہیے کہ جسقدر اسٹامپ ابتدائی کسی جز اوسکے بنا دعوے اصمت پر ادا کی ہو۔ قانوناً عرضی نالش پر اسٹامپ مناسب ہونا چاہیے کہ جسکے بعد سلسلہ مقدمہ شروع کیا جاوے اور اگر پنڈت سندر لال کا موکل اپنی اوس دعوے کے جز کے نسبت پیروی کرنا چاہتا تھا جسکی نسبت اسٹامپ ادا کیا تھا تو اوسکو اپنی عرضی نالش کے ترمیم کی درخواست کرنی چاہیے تھی۔ یہہ اوس نے نہین کیا۔ اندر تنقیح لا تا ...

ضلع سہارنپور متفرقہ نمبر ۱۳۸ اسنہ ۱۸۹۰ء تجویز مسلہ ۲۰ اگست ۱۸۹۰ء

نہتن ویک سنگھ دیگر بنام کملا کنور ویکٹ دیگر

زمیندار و اسامی ۔ نالش واسطے گری ہوی لکڑی درختان خودرو موقوعہ کاشت دخیلکاری ۔ بار ثبوت ۔

ایسے زمیندار کو جو معوی استحقاق نسبت گری ہوی لکڑی درختان خودرو [illegible] کا ہو [illegible] دخیلکاری مین پیدا ہوے ہین کوی ایسا رواج یا معاہدہ ثابت کرنا چاہیے [illegible] لیکن [illegible] بلحاظ [illegible] کے حالات [illegible] عام قاعدہ ہندوستان مین اس امر [illegible] کا نہیں ہے کہ [illegible] زمیندار [illegible] بذریعہ عام رواج کے نسبت گری ہوی درختان [illegible] ہے ۔

یہہ استصواب بجانب ضلع جج سہارنپور کے [illegible] اسوقت کہ [illegible] بار ثبوت استحقاق نسبت گری ہوی لکڑی بصورت درختان خودرو واقعہ درخت دخیلکاری کے ذمہ زمیندار کے ہے یا ذمہ اسامی کے ہے ۔ جن واقعات سے یہہ استصواب ظہور پذیر ہوا ہے وہ فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین ۔

اسپیکی منجانب اپیلانٹان اجودھیا ناتھ و رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب بیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس ۔ یہہ استصواب منجانب قایمقام جج سابق سہارنپور کے ہے ۔ مدعیان زمیندار ہین ۔ مدعا علیہم دو اسامی دخیلکار [illegible] ہین ۔ مدعیان نے یہہ نالش ایک استحقاق بنسبت گری ہوی لکڑی ایک درخت پیپل کے جو [illegible] اس استصواب کے جو ہمنے حکم استصواب سے کیا ہے اندر کاشت دخیلکاری مدعا علیہم کے پیدا ہوا تھا دایر کی ہے ۔ یہہ بیان ہوا ہے اور ہم اسکو بطور امر واقعہ کے تصور کرینگے کہ درخت [illegible] مدعیان نے نصب کیا تھا [illegible] ان نے نصب کیا تھا اور [illegible] کہ وہ خودرو درخت ہے جو سوال ہمسے پوچھا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ بار ثبوت استحقاق گری ہوی لکڑی کا بصورت درختان خودرو موقوعہ دخیلکاری کے زمیندار پر ہوتا ہے یا اسامی پر ہوتا ہے ہمارے روبرو چند اسناد پر حوالہ کیا گیا ہے لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ان مین سے کوی اس قسم کے مقدمہ سے متعلق نہین ہے ۔ مقدمہ منولال بنام نندہی [illegible] انڈین لا رپورٹس سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۷۴ متعلق نہین ہے وہ ایسا مقدمہ تھا جسمین زمیندار نے دعوے استحقاق کاٹ ڈالنے اور دور کرا لینے پہلدار درختون کا جو اسکے اسامی کے کاشت مین پیدا ہوے [illegible] کیا تھا ۔

قطع نظر کسی خاص رواج یا معاہدہ کے نامبردہ کو ظاہراً کوئی استحقاق ایسا کرنیکا حاصل نہین ہو سکتا تہا۔ دیگر مقدمات خود رو لکڑی سے متعلق نہین ہین۔ منجانب اسامی کے مسٹر اسپنکی نے یہہ حجت کی ہے کہ اسامیون کو نہ صرف خود رو درختون سے گری ہوئی لکڑی کے لینیکا استحقاق حاصل ہے بلکہ درختان مذکورہ کے تنجنے دینیکا بھی استحقاق حاصل ہے۔ بلا شبہہ ہم خیال کرتے ہین کہ اسامی صاف طور پر مستحق اسبات کا ہوگا کہ کسی ایسے درختون کو جھنے ند ہے جو بوقت آغاز اوسکی قبضہ داری کے نہین تہے اور جسکے بڑہنے سے اوس غرض مین خلل پڑیگا کہ جس غرض کے لئے اراضی اوسکو دی گئی تہی بشرطیکہ کوئی رواج یا معاہدہ خلاف اسکے نہو۔ بہرکیف اس سوال کے جواب دینے کے لئے اس سے ہماری امداد نہین ہوتی ہے۔ ہم ہندوستان مین کسی ایسے سند سے واقف نہین ہین جس سے ہم یہہ فیصلہ کرسکین کہ کوئی استحقاق زمیندار کا یا کوئی استحقاق اسامی کا بذریعہ عام رواج کے نسبت گرتی ہوئی لکڑی درختان خود روکے ہے۔ ہماری راے مین جو شخص اپنی نالش مین دعوی دایر کرتا ہے کہ گری ہوئی لکڑی درختان خود رو واقعہ اندر کاشت خیالگاری ازان اوسکے ہین اوسکو اپنا استحقاق بذریعہ ثابت کرنے عام رواج ضلع یا خاص رواج موضع یا کسی ایسے معاہدہ کے ثابت کرنا چاہیے کہ جس سے اوسکو استحقاق مذکور حاصل ہوا ہو۔ اسمقدمہ مین ایک واجب العرض ہے مذیل قایمقام ضلع جج نے یہہ نہین خیال کیا کہ وہ واجب العرض بطور شہادت قابل اطمینان کے متصور ہوسکتی ہے ہمارا ارادہ اس امر کے فیصلہ کرنیکا نہین ہے کہ آیا وہ متصور ہوسکتی ہے یا نہین بلکہ ہم محض یہہ بتلانا چاہتے ہین کہ یہہ وہ واجب العرض ہے جسکو مرتب ہوے اثنا عرصہ گذرا ہے کہ جتنا سنہ ۱۸۶۰ع سے ہے اور امکاناً امر ضلع جج کے لئے غور طلب ہوگا کہ واجب العرض مذکور کو کیا تاثیر بخشی جاویگی بشرطیکہ جج ممدوح یہہ تجویز کرین کہ اوسپر عمل ہوتا آیا ہے اور اوسکی صحت پر کوئی اعتراض اسوقت تک نہین ہوا کہ جو بحال مین تہا ہے۔ ہمکو یہہ کہنا چاہیے کیونکہ ہماری راے اسبارہ مین مطلوب ہے کہ قانون انگلستان کا جو متعلق گری ہوئی لکڑی کے ہے ہماری راے مین بطور شہادت رواج یا بجاے اوس قانون کے جو ہندوستان مین بہ نسبت اس امر کے ہے مقبول نہین ہوسکتا ہے۔

کاغذات مع اس جواب کے جو ہمنے دیا ہے پاس ضلع جج سہارنپور کے واپس لیجاوینگے

صفحہ ۴۴۴ انگریزی　ضلع الہ آباد　اپیل دوم نمبر ۱۷۱ ۹ سنہ ۱۸۹۸ع　منفصلہ ۲۹ جولائی

بنام

دیبی دیال

رہن۔ معاہدہ بہ نسبت اس استحقاق مرتہن کے کہ چند اتفاقات مین زر رہن قبل تاریخ
موعود کے وصول کر سکیگا۔ تعبیر معاہدہ کی۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۶۷ و ۶۸

مدعی نے ایک [illegible] حق ایک شخص مسمی ٹہاکر پرشاد کے ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء [illegible]
۲۹ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو نامبردہ نے دوسرا رہننامہ [illegible] جایداد کا بنام [illegible] لکہدیا [illegible] دوسرا رہننامہ
[illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] ذریعہ سے کبہی وصول [illegible] رہننامہ [illegible]
[illegible] ایک شرط حسب ذیل [illegible] اگر مرتہن کو کسی دوسرے کفالت کا حال معلوم ہو تو اوسوقت [illegible]
اختیار وصول کرنے اپنے روپیہ کا بذریعہ ارجاع نالش [illegible] رہن کی ذات [illegible] ہوگا اور
[illegible] جز و ادا [illegible] الف [illegible]
[illegible] اور دوسرے نامبردہ [illegible] ڈگری [illegible]
[illegible] جایداد [illegible] پیش کیا۔
[illegible] جایداد [illegible] حسب حالات
[illegible] کہ جو ڈگری مناسب ہو [illegible] ڈگری زر نقد کی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ گوبند پرساد منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ جہانتک ضروری ہین واقعات اسمقدمہ
کے حسب ذیل ہین۔ مدعا علیہ نمبر ا نے ۲۹ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو ایک رہننامہ سادہ بنام ٹہاکر پرشاد
کے لکہا تہا۔ وہ رہننامہ تعداد مین سو روپیہ سے کم تہا اور اوسکی رجسٹری نہین ہوئی تہی۔ ۲۹
مارچ سنہ ۱۸۸۱ء کو مدعا علیہ نمبر ا نے ایک رہننامہ بنام لالہ دیبی دیال کے جو مدعی مقدمہ ہذا ہے لکہا تہا
از روے اوس رہننامہ کے مدعا علیہ نمبر ا نے حسب ذیل اقرار کیا تہا۔ مین یہہ اقرار کرتا ہون کہ زر مذکور
مین عرصہ پانچ سال مین بلا سود مرتہن مذکور کو ادا کر دونگا اور جایداد کو فک الرہن کرا لونگا۔ تا میعاد
مذکورہ تمسک ہذا کے مجہکو دعوی زر رہن کا ہوگا اور نہ مرتہن کو دعوی سود کا ہوگا اور اگر اندر میعاد معہودہ
انقضا میعاد مذکور کے مرتہن کو کوئی شبہہ قوی یا ضعیف بہ نسبت اتلاف اپنے روپیہ کے ناشی
ہو تو بلا انتظار انقضا میعاد مندرجہ تمسک ہذا کے اوسکو اختیار ہوگا کہ اپنا روپیہ بذریعہ ارجاع
نالش عدالت کے مجہسے اور میرے دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ سے وصول کر لیوے اور اوسوقت
مجہکو بجز اقبال دعوے کے کوئی دوسرا چارہ کار حاصل نہوگا۔ اگر مرتہن کو کسی دوسرے کفالت کا

حال معلوم ہو تو اوسیوقت اوسکو اختیار وصول کرنے اپنے روپیہ کا بذریعہ نالش دایر کرنے کے ہیگا دیگر جایداد اور نیز میرے ذات سے حاصل ہوگا اور اگر بیمن جزو از زر مذکور ادا کرنا چاہون تو یہہ غیر ممکن ہوگا - رہن مذکور کے رو سے جایداد مرہونہ پر لالہ دیبی دیال کو دخل دیا جانا چاہیے تہا اور اوسکا منافع بیباقی سود مین محسوب ہونا چاہیے تہا۔ لالہ دیبی دیال کو کبہی دخل نہین دیا گیا تہا اسکے مین پانچ برس کی میعاد مندرج ہے - ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء کو ٹہاکر پرساد نے نالش واسطے نیلام کے اپنی رہن موقوعہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۱ء کی بناپر دایر کی اور ۲۲ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ٹہاکر پرساد نے ڈگری نیلام کی حاصل کی - اوس ڈگری کے اجرا مین جایداد مرہونہ جو ایک مکان ہے نیلام کی گئی اور مدعا علیہ نمبر ۳ نے جو اپیلانٹ عدالت ہذا ہے خرید کی - یکم مارچ ۱۸۸۵ء کو لالہ دیبی دیال نے نالش جسکی یہہ اپیل بطور ہذر پیش ہوا ہے بربنا اپنی رہن موقوعہ ۲۹ مارچ ۱۸۸۳ء کے دایر کی اور استدعا کی ڈگری دخل اور واصلات یا بصورت سبیل البدل ڈگری دلا پانے زر رہن معہ سود و خرچہ مدعا علیہ نمبر ۱ راہن جایداد مکفولہ اور دیگر جایداد راہن سے کی - عدالت مرافعہ اولی نے نالش ڈسمس کی تہی - لالہ دیبی دیال نے اپیل کیا تہا اور مرافعہ ثانی نے بصیغہ اپیل ڈگری بحق لالہ دیبی دیال واسطے دلاپانے زر واجب بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے اور نیز راہن مدعا علیہ نمبر ۱ کی جایداد سے صادر کی - مدعا علیہ نمبر ۳ راہن مذکے نالش کی جوابدہی نہین کی - مسٹر مادہو پرشاد نے حجت کی ہے کہ لالہ دیبی دیال مرتہن منفعتی ہین اور اوس حیثیت سے نالش نیلام کی حسب دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد کے قایم نہین رکہہ سکتی ہین - مسٹر گوبند پرساد نے منجانب ریسپانڈنٹیان کے جو قایمقامان لالہ دیبی دیال مدعی متوفی کے ہین یہہ حجت کی ہے کہ لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری نیلام کے بموجب دفعہ ۶۹ ایکٹ انتقال جایداد کے ہین اور یہہ کہ بموجب دفعہ ۶۸ ایکٹ مذکور کے بہی وہ مستحق ڈگری کے ہین اور یہہ کہ وہ مستحق ڈگری دخل کے ہین اور چونکہ لالہ دیبی دیال کو جایداد مرہونہ پر دخل نہین دیا گیا تہا وہ مرتہن منفعتی نہین تہے اور رہن اونکا رہن حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۵۸ ایکٹ انتقال جایداد کے رہن منفعتی ہے اور اسوجہ سے ضمن الف دفعہ ۶۸ ایکٹ مذکور کا اونکے مقدمہ سے متعلق نہین ہے - اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری دخل کے تہے یا نہین - عدالت ماتحت نے اونکو ڈگری دخل کی نہین دی - اور وہ لوگ نے اپیل نہین کیا اور بنا راضی اوس ڈگری کے جو عدالت موصوف نے صادر کی ہے اعتراضات داخل کی ہین - لہذا اگر وہ اور طور پر مستحق ڈگری دخل کے ہیے تو ہم اب اونکو وہ ڈگری نہین

دے سکتے ہین۔ از روے دفعہ ۶۷ ایکٹ انتقال جایداد کے لالہ دیبی دیال مستحق قایم رکھنے نالش
نیلام جایداد مرہونہ کا نہین تہا کیونکہ اوسکی نالش قبل واجب الادا ہونے اوسکی زر رہن کے حسب
منشا دفعہ ۶۷ کے دایر ہوی تہی جو نالش اوس نے دایر کی تہی وہ یا تو بموجب دفعہ ۶۸ ایکٹ انتقال
جایداد کے یا بربنا شرط معاہدہ مندرجہ رہننامہ کے قایم رکہی جاسکتی ہے۔ از روے معاہدہ مندرجہ
رہننامہ کے زر رہن ذات راہن یا اوسکی کسی دوسرے جایداد علاوہ جایداد مرہونہ کے وصول
ہو سکتا ہے لیکن اوس معاہدہ مین یہہ شرط نہین ہے کہ بحالت وقوع صورت مقصودہ معاہدہ مذکور
کے زر مذکور بذریعہ نیلام جایداد مرہونہ کے وصول کیا جاسکیگا بوجہ اقل یہہ بات مسطور رہے
کہ جسطور پر ہم تعبیہ معاہدہ مذکور کی کرتے ہین۔ دفعہ ۶۸ کے رو سے مرتہن منجملہ صورتہاے متذکرہ
دفعہ مذکور کے کسی صورت کے ظہور پذیر ہونے پر راہن پر نالش واسطے زر رہن کے کرسکتا ہے
چونکہ وہ دفعہ عین مابعد دفعہ ۶۷ کے وہ دفعہ ہے جسمین حکم واسطے نالش نیلام کے ہوا ہے اور
چونکہ دفعہ ۶۸ مین یہہ ذکر نہین ہے کہ جس نالش کا اوسمین حکم ہے وہ بطور نالش نیلام کے تصور
کیجاویگی لہذا ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ جو ڈگری مرتہن پا سکتا ہے اور صرف دفعہ ۶۸ کے رو سے
پا سکتا ہے وہ ڈگری واسطے نیلام جایداد مرہونہ کے نہین ہے بلکہ وہ ایک ڈگری زر نقدی ہے
ہمکو اس امر کے غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ اوس ڈگری کا اجرا کیونکر ہوگا یا کس جایداد کے
مقابلہ مین ہوگا۔ ہمکو جس امر کی تجویز کرنا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ جس ڈگری کا مستحق لالہ دیبی دیال
ہے وہ کیونکر جاری کیجاویگی بلکہ یہہ تجویز کرنا ہے کہ وہ کونسی ڈگری ہونی چاہیے۔ چونکہ
لالہ دیبی دیال کے قایمقامون نے اپیل نہین کیا ہے لہذا اس اپیل مین ہم اونکو ایسی ڈگری دلانے
مستحق نہین ہین مثلاً ڈگری دخل [illegible] اوس ڈگری سے ہوگا جو اونہون نے عدالت
اپیل ماتحت سے پائی ہے اور جسپر وہ قانع ہوگئے ہین۔ ہماری راے مین حسب حالات مقدمہ
کے لالہ دیبی دیال مستحق ڈگری نیلام جایداد مرہونہ کا نہین تہا اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی جسقدر
بہ نسبت نیلام جایداد مرہونہ کے ہے اوسقدر ہم اوس ڈگری کو منسوخ کرتے ہین بہرکیف وہ
مستحق ڈگری زر نقد کا بمقابلہ راہن کے تہا۔ جسقدر وہ ڈگری زر نقد کی بمقابلہ راہن کے ہے اوسیقدر
بحال رہیگی۔ مسٹر گوبند پرساد نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نمبر ۱ راہن اس اپیل مین فریق
نہین ہے لہذا ڈگری نیلام مین جہانتک اوسکو تعلق ہے عدالت ہذا اس اپیل مین دستاندازی
نہین کرسکتی ہے۔ لیکن ہماری یہہ راے ہے کہ جس بنا پر ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ لالہ دیبی دیال

مستحق ڈگری نیلام کا نہین تہا وہ حسب منشا دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ایک بنیاد دونون مدعا علیہم کے لئے یکسان ہین۔ لہذا بقدر متذکرہ بالا ہم اپیل بلاخرچہ منظور کرتے ہین۔

اضلاع صوبہ ۔ انگریزی

ضلع مرزاپور — نگرانی فوجداری نمبر ۵۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۷ جولائی

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام بشمبر لال

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۶ و ۱۴۰۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۸۸۔ سرکاری ملازم کے باضابطہ مشہور کرائی ہوئی حکم سے عدول کرنا۔

جب شخص کے نام حکم معینہ دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری صادر ہوا ہو اور جو کسی قسم کی کوئی کارروائی نسبت حکم اندر میعاد معینہ حکم مذکور کے بطور تعمیل حکم مذکور یا بطور اعتراض نسبت حکم مذکور حسب طریقہ معینہ قانون کے نکرے، تو شخص مذکور مستوجب اس بات کا ہوجاتا ہے کہ اوسکے مقابلہ مین کارروائی بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بلا انتظار اوس وقت کے کیجا سکتی ہے کہ جب حکم مذکور قطعی ہوجائے اور کیجاوے۔ اگر حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۴۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قطعی ہوجاوے تو اوسوقت کارروائی مزید بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بمقابلہ شخص عدول کرانیوالے حکم قطعی کے کیجا سکتی ہے۔ جب حکم مذکورہ دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بموجب دفعہ ۱۴۰ مجموعہ مذکور کے قطعی ہوجاوے تو بعدہ اوسکے صحت پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نرایا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۴۷۵) منظور ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ سے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

اس اسٹن منجانب سایل — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرساد) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس — مجسٹریٹ ضلع مرزاپور نے ایک حکم حسب دفعہ ۱۳۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنام بشمبر لال سایل بدین حکم صادر کیا کہ جو تہڑ نامبردہ نے ایک گذرگاہ عام پر اسطور پر بنی ہین کردہ باعث مزاحمت ہوتے ہین اندر میعاد مندرجہ حکم مذکور کے ہٹا دیوے یا حاضر ہوکر وجہ خلاف اوس حکم کے دکہلاوے یا درخواست جوری کے اس امر کے تجویز کے لیے کرے کہ آیا حکم مذکور معقول اور مناسب ہے یا نہین۔ سایل نے نہ ایک بات کی اور نہ دوسری بات کی۔ نامبردہ نے تعمیل حکم ہٹا دینے تہڑ کی نہین کی اور نہ روز تاریخ معینہ پر خلاف حکم کے وجہ دکہلانیکو حاضر ہوا اور نہ اوس نے جوری کی درخواست اس امر کے تجویز کرنیکے لئے کی کہ آیا حکم مذکور معقول اور مناسب ہے یا نہین۔ بالفاظ دیگر اوس نے حکم مجسٹریٹ پر متعلق خیال ولحاظ نہین کیا اور اسلئے یہہ امر حیرت انگیز نہین ہے کہ حسب الحکم

امر کا علم مجسٹریٹ کو ہوا تو اوسکے اوپر مقدمہ بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند بابت سرکاری ملازم
کے باضابطہ مشتہر کرتے ہوئے حکم سے عدول کرنیکے کہ جو سرکاری ملازم حکم مذکور کے صادر کرنیکا مجاز تہا
قایم کیا گیا۔ مقدمہ کی تجویز روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ مرزاپور کے ہوئی تھی جنہون نے سایل کے نسبت
بتجویز ثبوت جرم صادر کی اور اوسپر معقول تعداد کے ساتھہ پانچروپیہ جرمانہ کیا۔ نامبردہ عدالت ہذا
مین بغیبعہ نگرانی آیا ہے اور حکم مذکور پر دو اعتراض قایم کرتا ہے اول یہہ کہ مجسٹریٹ مجوز مقدمہ کو اختیار
سماعت حسب احکام دفعہ ۴۸۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل تہا اور ثانیاً یہہ کہ چونکہ علم مجسٹریٹ فیصلہ
کا قطعی نہین ہوا تہا لہذا بموجب دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے کوئی جرم نہین ہو سکتا ہے۔

اعتراضات مذکورہ مین سے اول اعتراض کے نسبت یہہ بات ہے کہ وہ واقعات کے غلط فہمی پر
مبنی ہے۔ ذریعہ پولیس کو یہہ ہدایت ہوئی تھی کہ مسٹر ہوصس صاحب مجوز جرم دفعہ ۱۸۸ کے وہ مجسٹریٹ
ہین جنہون نے حکم متقضیہ دفعہ ۱۴۴ صادر کیا تہا لیکن یہہ ثابت ہوا ہے کہ ایسی صورت نہین ہے
مسٹر کروک صاحب وہ شخص ہین جنہون نے حکم آخر الذکر مذکور جاری کیا تہا۔

پس مین بحث دوم پر متوجہ ہوتا ہون اور مسٹر السٹن بزور یہہ اصرار کرتے ہین کہ اگر
بروو عدالت ماتحت کے ارادہ مؤثر کیجاوینگی تو یہہ نتیجہ ہوگا کہ ایک شخص کو ایک ہی جرم کی علت مین
دو مرتبہ سزا دیجاویگی۔ مجھے یہہ صحیح بیان معاملہ کا نہین معلوم ہوتا ہے۔ دفعہ ۱۸۸ کے بشمول اون
دفعات کے جو ماقبل اوسکے ہین صحیح طور پر پڑہنے اور اونکی تعبیر کرنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی
حکم بموجب دفعہ ۱۴۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جاری ہوا ہو اور جس شخص پر اوسکی تعمیل ہوئی
ہے وہ تعمیل اوس فعل کی نکرے جسکے کرنیکا اوسکو حکم ہے یا وہ کام نکرے جسکے کرنیکا اوسکو اختیار رہے
یعنے تاریخ معینہ پر حاضر ہو اور وجہ خلاف حکم مذکور کی نہ دکہلاوے یا واسطے تقرری جوری کے
درخواست نکرے، تو وہ ایسے حاکم کے حکم کی جو مستحق اوس حکم کے صادر کرنیکا ہے توہین کرتا ہے اور بعلت
اوس تحقیر کے کیونکہ نہ تعمیل اوسکی کرتا ہے اور نہ اوسمین کوئی نقص دکہلاتا ہے نہ جوری سے
درخواست کرتا ہے کہ وہ یہہ کہدے کہ آیا وہ صحیح اور معقول ہے یا نہین مستوجب سزا کا ہو گیا ہے
یہہ کہدینا چاہیے، کہ الفاظ دفعہ مذکور کے یہہ ہین کہ اگر شخص مذکور تعمیل اوس فعل کی نکرے یا غایب
ہو کر وجہ نہ دکہلاوے یا درخواست تقرری جوری حسب اقتضاے دفعہ ۱۳۵ کے نکرے تو شخص
مذکور مستوجب اوس سزا کا ہوگا جو اوسکے بابت دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند مین معین ہے اور حکم
مذکور قطعی کر دیا جاویگا۔

بہ نسبت شرائط مقدم اوس تعزیر کے جو اوس دفعہ کے رو سے قایم ہوئی ہے ایک صاف و صریح حکم موجود ہے اور جن الفاظ کے ساتھہ دفعہ مذکور ختم ہوتا ہے وہ اوسکے بعد ہی ہین یعنے اور حکم مذکور قطعی کیا جاویگا۔ پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین حکم مذکور بموجب دفعہ ۱۴۰ قطعی کیا جا سکتا تھا اور یہہ کہ بعد تعمیل اطلاعنامہ محکومہ دفعہ مذکور اور بحالت انکار منجانب سایل دربارہ تعمیل حکم مذکور کے وہ پھر قابل سزا ہوتا اور جس شخص نے حکم مذکور قطعی کیا تھا اوسکو اختیار نافذ کرنے حکم کل کارروائی محکومہ دفعہ ۱۴۰ کا حاصل تھا۔ میری راے مین جب ایک مرتبہ حکم حسب دفعہ ۱۳۶ قطعی ہو جاوے تو جس شخص کے خلاف وہ حکم صادر ہوا ہے اوسکو یہہ اختیار نہین ہے کہ اوس حکم کے حالات ماقبل پر لحاظ کرے یا اوسکی صحت پر کسی طور سے اعتراض کر سکے۔ اس راے کی تایید مین ایک مقدمہ مندرجہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۴ صفحہ ۷۵ (ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نرانیا) کا ہے جسکی وجوہ دلایل سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔ لہذا میری راے کی یہہ تاثیر ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اگر کوئی شخص جسکے نام حکم محکومہ دفعہ ۱۳۳ جاری ہوا ہے حکم مذکور کو حسب طریقہ مقصودہ دفعہ ۱۳۶ بلا تعمیل رہنے دیتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے کو مستوجب احکام دفعہ ۱۸۸ مجموعہ تعزیرات ہند کا بناتا ہے اور اوسیوقت کر لیتا ہے بلکہ بلا کسی تحقیقات یا کارروائی مزید کے وہ حکم قطعی ہو جاتا ہے اور حکم مذکور کے حالات ماقبل پر شخص مذکور کسی وقت اینده مین استدلال نہین کر سکتا ہے مقدمہ کے اس شکل پر لحاظ کرکے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ درخواست نگرانی کی ساقط ہوتی ہے اور مین اوسکو ڈسمس کرتا ہون۔

صفحہ ۱۵۱ انگریزی | ضلع الہ آباد | اپیل فوجداری نمبر ۷۰۹ سنہ ۱۸۹۱ء | منفصلہ ۱۴ اگست

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ہیوز

جوری کو ہدایت غلط۔ کیا شے ہدایت کے حد تک پہونچتی ہے۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۳۶۱ و ۳۶۶۔

ایک تجویز مین جو بشمول جوری کے حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوئی تھی جج نے بہ نسبت امرنیت کے جوری کو بالفاظ ذیل ہدایت کی تھی اب صرف بہ نسبت امرنیت کے غور کرنا باقی ہے۔ الزام یہہ ہے کہ اوس لڑکی کو اس غرض سے بھگا لیگیا تھا کہ اوس سے جماع ناجائز کیا جاوے یا جماع ناجائز کے لیے مجبور کیجاوے۔

بہ نسبت اسکے یہہ کہنا کافی ہے کہ حسب حالات کوئی دوسرا نتیجہ غیر ممکن ہے۔ جب کوئی شخص کسی کمسن لڑکی کو بوقت شب اوسکے باپ کے گہر سے لیجاتا ہے تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ وہ بہ نیت متذکرہ بالا ایسا کرتا ہے۔ اگر اوسنے لیجانا تسلیم کیا ہے تو اس امر کا ثابت کرنا اوسکے اختیار مین ہوگا کہ اوسکی کوئی دوسری غرض تہی لیکن واقعات کے صورت سے کوئی دوسری غرض ظاہر نہین ہوتی ہے۔

تجویز ہوئی کہ یہہ امر جوری کو غلط ہدایت کی حد تک پہونچتا ہے۔ بحث نیت کی ایک خاص بحث واقعات کی ہے لیکن جس طریقہ سے وہ جوری کے سپرد کی گئی تہی اوس طریقہ سے جوری کو بجز اختیار کرنے اختیار کردہ جج کے اور کوئی چارہ باقی نہین رہا ہہ۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

پاربتی چرن منجانب اپیلانٹ — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرساد) منجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین جان مچل ہیوز کی تجویز عدالت سشن مین روبرو سشن جج اور جوری کے بعلت جرم لے بہاگنے کلاڈیا کیلب دختر جان جیمس کیلب کے جو لڑکی بعمر سولہ سال سات مہینہ کی ہے۔ اوسکی ولی جایز کی حفاظت مین سے اس نیت سے کہ وہ لڑکی جماع ناجایز کے لئے مجبور کیجایگی یا اس غرض سے کہ اوس سے جماع ناجایز مجبوراً کرایا جایگا یا اوسی غرض سے مجبور کیجاویگی ہوئی تہی۔ مسمی ہیوز کے ساتہہ ایک شخص مسمی ڈیوڈ پیسٹ کی تجویز ہوئی تہی جسپر جرم اعانت جرم مذکورہ بالا کا قایم کیا گیا تہا۔ شخص اخر الذکر بری ہوگیا تہا لیکن ہیوز کے نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزاے قید سخت میعادی سات سال کا صادر ہوا تہا۔ بر طبق اپیل عدالت ہذا مین یہہ اعتراض ہوا ہے کہ بہ نسبت بحث نیت کے جج نے جوری کو اس طور پر غلط ہدایت کی ہے کہ جس سے ملزم ہیوز کو مضر پہونچی ہے اور اوسی بنیاد پر مجہسے یہہ استدعا کیجاتی ہے کہ مین کارروائیات کو منسوخ کردون اور حکم تجویز جدید کا صادر کردون۔

اب دیکہنا چاہیے کہ جس جرم کے لیے دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین حکم ہے اوسمین دو اجزا ضروری ہین۔ اولاً لے بہاگنا یا بہگا لیجانا حسب تعریف مندرجہ دفعہ ۳۶۱ و ۳۶۲ کے ہونا چاہیے اور ثانیاً یہہ کہ فعل لے بہاگنا یا بہگا لیجانیکا یا تو اس نیت یا اس علم یا اس غرض سے ہونا چاہیے کہ کوئی ایسے امور واقع ہون جنکا ذکر دفعہ ۳۶۶ کے ہر چہار گوشہ مین ہوا ہے۔ اسمقدمہ مین حسب متذکرہ بالا جس نیت کا الزام لگایا گیا تہا وہ وہی ہے جسکا مین اوپر ذکر کرچکا ہون اور بہ نسبت تحریرات ذیلعلم جج کے جو اسبارہ مین بیان ہہ یہہ بیان ہے کہ مجہسے درخواست دست اندازی کی کیجاتی ہے۔ پس مجہے تامل ہے کہ بہ نسبت عبارت مستعملہ ذیلعلم جج دربارہ ہدایت کرنے جوری کے بہت زیادہ نکتہ چینی کرون سواے

اسلئے جب تک اس قاعدہ اخر الذکر کے چند صور توضیح امور واقعاتی کے تجویز کرنیکا کام متعلق ہے تب تک ایک بہت وسیع خط درمیان اس امر کے کہنچا ہے بہت ضروری ہے کہ جج کا کیا کام ہے اور جوری کا کیا کام ہے اور یہہ دیکھنا ضروری ہے کہ جج نے خود اپنے آپکو اور اپنے خیالات کو جوری کے احاطہ اختیار مین اسطرحپر داخل تو نہین کر دیا ہے کہ جسمین جوری کو اس رائے مشتہرہ جج کو اختیار کرنیکی ہدایت ہو کہ جو رائے شہادت سے اخذ کیجا سکتی ہے وہ صرف وہی ہے - بالفاظ دیگر مثلاً اسمقدمہ مین ذیعلم جج مجاز اسبات کے نہے کہ اوس شہادت کو دوبارہ بیان کرتے جو بحث نیت کی متعلق ہتی اور بنظر ہدایت جوری کے اوسکو بیان کرتے جو اونکو نتیجہ معقول اور صحیح شہادت مذکورہ سے واجب الاخذ معلوم ہوتا لیکن مینے ذیعلم جج کی تحریرات اسمقدمہ مین ملاحظہ کی ہین - مجہے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مشارالیہ نے اوبی چارہ سبیل البدل چہوڑ رکہا تہا اور عملاً جو کچہہ مشارالیہ نے جوری سے کہا تہا وہ یہہ تہا کہ باعتبار شہادت کے اہالی جوری صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہین یعنی یہہ کہ جس نیت کا الزام لگایا گیا ہے وہ ثابت ہے - مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو کام جج کے کرنیکا ہے اوس سے تجاوز کرنا ہے - نیت کی بحث محض ایک امر واقعاتی ہے اور اوس سے جو نتیجہ مستنبط ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ اسمقدمہ کی کل شہادت پر غور کامل کرنیکے بعد مجہے شبہ ہے کہ آیا کوئی قابل اطمینان اور مناسب ثبوت ایسا ہے جس سے جوری اوس نتیجہ نکالنے کا مستحق ہے جو ذیعلم جج نے کہا تہا کہ اوسپر اخذ کرنا لازم ہے - مشارالیہ کی تقریر یہہ ہے صرف نیت کی بحث تجویز کرنا باقی ہے - الزام یہہ تہا کہ لڑکی کو اس غرض سے بہگا لے گیا تہا کہ جماع ناجائز اوس سے کرایا جائیگا یا اوسکے لئے وہ مجبور کیجاویگی - اسکے نسبت یہہ کہنا کافی ہے کہ اندر خیالات کوئی دوسرا نتیجہ ممکن نہین ہے - جب کوئی شخص کسی کمسن لڑکی کو اوسکے باپ کے گہر سے بوقت شب لیجاتا ہے تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ اوس نے یہہ فعل بہ نیت متذکرہ بالا کیا ہے - اگر اوسکو بہاگ لانا تسلیم ہے تو اوسکو یہہ ثابت کرنیکا اختیار ہے کہ اوسکی کوئی دوسری غرض تہی لیکن واقعات کے صورت سے کوئی دوسری غرض ظاہر نہین ہے - مین ذیعلم جج سے اختلاف کرتا ہون - باعتبار واقعات اسمقدمہ کے مین خیال کرتا ہون کہ بہت زیادہ معقول وجہ اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی موجود ہے کہ یہہ شخص اوس لڑکی کو اس غرض سے بہگا لیگیا تہا کہ اوسکے باپ کے پاس جاوے اور اوسکی یہہ کہکر توہین کرے کہ شخص مذکور اوسکی لڑکی لیگیا ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ جو برائی وہ کر سکتا ہو سو کرے ایک ذرہ بہی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ جسوقت وہ اوس لڑکی کو بہگا لیگیا تہا اوسکے قبل کوئی فحش کلمات اوس شخص نے اوس لڑکی سے کہے تہے یہہ امر عجیب ہے کہ جب اوس نے اوس لڑکی کو ایک جگہ مین

متنازعہ موضع سیلی مین بہیجدیا تہا اوسکے بعد وہ خود اوسکے باپ کے گہر گیا اور بالفاظ مختصر وہ
سبب اوسکے بہیجدینے کا جو اوسنے کیا تہا اوسپر باپ نے اوسکو گرفتار کرلیا اور ایک پولیس کانسٹیبل
کے حوالہ کردیا۔ دوسرا امر یہہ ہے کہ بوقت لیجانے کے اور نہ اوسکے بعد کوئی خفیف فعل شرمناک
کیا گیا اور نہ کوئی ایک لفظ بھی کہی گئی اور نتیجہ یہہ ہوا کہ صرف قریب دو گہنٹے کے عرصہ تک وہ لڑکی
غیر حاضر رہی تہی۔ اسمقدمہ کی شہادت سے کامل طور پر ثابت ہے کہ فیما بین مستغیثا ایک جانب اور اس
جوان شخص کے دوسرے جانب نہایت درجہ کا رنج تہا۔ بلاشبہہ اپیلانٹ نے اپنے آپ کو مسٹر کیلیبا
کے لئے جس نے اکثر اوقات اوسکو اوسکے چال و چلن کے بابت سمجہایا تہا بہت ناگوار اور رنج رسان
بنالیا تہا۔ مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ وہ اون بد اطوار شخصون مین سے ایک شخص ہے جو وعظ و نصیحت
یا تاکید لینے شخصون کی ناپسند کرتے ہین جس حیثیت سے مسٹر کیلیب پادری اوس گرجا کے ہین کہ جسکے
اپیلانٹ تعلق رکہتا ہے مسٹر کیلیب نے اوسکو سمجہایا جس سے وہ بہت ناراض ہوا اور اوسنے یہہ قصد کرلیا کہ ایک فعل
ایسا ہونے کے لئے کوئی ایسا فعل کریگا جو مسٹر کیلیب کے لئے تحقیر اور توہین آمیز ہو۔ لیکن یہہ بات اوس
ثبوت کے بہم پہونچانے کے لئے بہت کم ہے جس سے چوری اور اوسکے نہایت سنگین نتیجہ
احد کرینگی جو ہوتی ہے جو بغرض ثبوت نیت و علم یا غرض مقصودہ دفعہ ۳۶۶ سے مطلوب ہوتا ہے
مین خود خیال کرتا ہون کہ عبارت ذیل تعلیم جج کے فیصلہ کے جوری کو غلط ہدایت کی حد تک پہونچی ہے
مین یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ اوس غلط ہدایت سے ملزم کو مضرت پہونچی ہے اور اسلئے جو بحث باقی
ہے وہ صرف یہہ ہے کہ آیا حالات ایسے ہین جنسے مجہے مجبوراً حکم تجویز جدید کا صادر کرنا لازم ہے یا نہین یعنی
جسکا ہونا کہ جرم مصرحہ دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند مین سب سے بہاری جرم لیجانے کا متعلق ہے۔
اور نہایت قابل امر سے قطع نظر کرکے جو اس مسل سے ظاہر ہوتا ہے مجہے اطمینان ہے کہ جوری کی
اس امر کی تجویز کرنی مین صحیح ہے کہ یہہ شخص اس لڑکی کو لے بہاگا تہا جسکی غرض یہہ تہی جو مین اوپر
بیان کرچکا ہون یعنے یہہ کہ باپ کو دلی تکلیف عظیم پہونچا دے اور اوسکو ذلت اور حقارت پہونچاوے
اور عوام الناس کی توہین عظیم کا مورد کرے۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مین یہہ تجویز کرنیکا مستحق
ہون جیساکہ جوری کو یہہ تجویز کرنیکا اختیار دیدینا چاہیے تہا بشرطیکہ وہ مناسب سمجہتے کہ اگرچہ
حسب اقتضاے دفعہ ۳۶۶ کے نیت ثابت نہین ہے تاہم مخفف جرم لیجانے کا ثابت ہے اور ذیل تعلیم جج
جوری سے اسقدر ہدایت ہے کہ یہہ کہنے تک مجاز ہے کہ بغرض اسکے کہ وہ بہ نسبت ثبوت نیت کے مطمئن نہین ہین یا
تاہم وہ ملزم نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت خفیف جرم مصرحہ دفعہ ۳۶۱ کے صادر کرسکتے ہین لہذا

مین اسمقدمہ کو اسطرح پیش کرونگا کہ گویا جوری کو یہہ ہدایت کی گئی تھی اور مین جوری کی اوس قدر رائے کو اپنے معقول تصور کرونگا کہ جسکے رو سے جرم لے بھاگنے کا خلاف ملزم کے تجویز ہوا ہے ۔ اسکے بعد مجھے یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا حکم سزا قایم رہنا چاہیے یا مجھے اوسمین دست اندازی کرنا چاہیے ۔ مین بافسوس یہہ کہتا ہون کہ اس مسل مین مجھے کچھہ ایسی شہادت دستیاب ہوئی ہے جو ہرگز بہ نسبت چال و چلن قیدی کے معتبر ہونی چاہیے تھی ۔ خود قیدی نے اپنے چال و چلن کو زیر تنقیح نہین کیا تھا بلکہ برعکس اسکے ایک گواہ کا اظہار بہ نسبت اوسکی آوارہ اور بدچلن ہونیکے کرایا گیا تھا ۔ یہہ بالتصریح سمجھہ مین نہین آسکتا ہے اور مین ہرگز نہین کہہ سکتا ہون کہ جب کسی شخص کی تجویز بابت کسی خاص جرم کے ہو رہی ہو تو بجز اوس صورت کے کہ پہلے سے ثبوت سزایابی سابق واسطے اثبات علم مجرمانہ کے یا جو کچھہ کہ وہ ہو روا رکھا گیا ہو کوئی سوال یا کوئی شہادت بالعموم اس امر کے ثابت کرنیکے منظور ہونا چاہیے کہ کوئی شخص بدچلن و بدوضع ہے ۔ یہہ قانوناً ممنوع ہے لیکن اگر کوئی ملزم اپنی جرح کے وقت اپنی نیک چلنی کی بحث کو زیر تنقیح لاوے کرے تو اوسوقت یہہ جایز ہوگا کہ اوسکی تردید بذریعہ عادت عام بدنامی کے کرنا چاہیے ۔ ذیعلم جج نے وجہ اوس حکم سزا کی جو اس شخص کے نسبت اونہون نے صادر کیا ہے اس بنیاد سے ظاہر کی ہے کہ وہ بالعموم ایک آوارہ بدچلن شخص ہے ۔ ہمکو اس مسل مین بجز عام بیان ایک گواہ کے جو کوئی تفصیل بالتصریح خاص اس امر کے ثابت کرنیکی نہین دیتا ہے کچھہ نہین معلوم ہوتا ہے ۔ ہمکو نہین معلوم کہ اوسکا چال و چلن کس بنا آوارہ اور خراب ہے اور مجھے خوف تو کلیتاً اعتراض ہے کہ کوئی جج اپنے ذہن کو کسی ایسے مبہم بیانات سے جو اس قسم کے ہوتے ہیں ۔ اگر اس شخص کے نسبت الزام یا تجویز ثبوت جرم کسی جرم مجرمانہ کے بابت ہوتی مثلاً زنا یا جبر تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہوتی تو جایز تھا کہ صاحب جج اسکے ثبوت دیکہنیکو منظور کرتے ۔ لیکن اسمقدمہ مین ایسا بیان نہین ہے ۔ ساتھہ ہی اسکے اس شخص کے فعل سے جو اسمقدمہ مین ہوا ہے میرے دل پر بخوبی ظاہر ہے کہ وہ بہت دلیر اور بیخوف آدمی ہے جسنے دیدہ و دانستہ اپنے گرجا کے پادری پر تہمت اور بیعزتی ڈالنا چاہا ہے کیونکہ پادری نے اوسکو اوسکے چال و چلن کے نسبت تنبیہ کیا تھا اور اوسکے عام طریق عمل مین نقص نکالا تھا ۔ مین نے اسمعاملہ پر بہت احتیاط سے غور کیا ہے اور مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مناسب مقدار سزا کی یہہ ہے کہ یہہ شخص دو برس چھہ مہینہ کی میعاد تک قید سخت مین رہے ۔ مین یہہ اور اضافہ کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ مجھے مستر کیاب کی صداقت بیانی کے اصلیت مین کوئی وجہ شبہہ کرنیکی نہین معلوم ہوتی ہے ۔ ایک یا دو امر مین ممکن ہے کہ اختلافات ہون لیکن وہ صرف خفیف ہین ۔ مجھے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ بہت خفیف بنیاد اس الزام کرنیکی ہے کہ وہ ایک جھوٹے مقدمہ مین اپیلانٹ کی سزا کرانیکی غرض سے وہ خود شریک ہوا ہے ۔

صفحہ ۱۶۲ انگریزی

ضلع بنارس نگرانی دیوانی نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۸/ مارچ

ملک رحمت بنام شیو پرشاد وغیرہم

عدالت مطالبہ خفیفہ۔ فیصلہ عدالت مطالبہ خفیفہ اور اوسمین کون امور شامل ہونا چاہئے

نگرانی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۳ و ۵۶۲ و ۶۲۲ و ۶۴۷ و ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہای مطالبہ خفیفہ) دفعہ ۲۵۔

از روے دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جج عدالت مطالبہ خفیفہ کا اپنے فیصلہ مین اس علامت کے ظاہر کرنیکی ضرورت سے سبکدوش نہین ہو جاتا ہے کہ جج موصوف نے اوس مقدمہ کے واقعات کو سمجھ لیا ہے کہ جسمین فیصلہ مذکور صادر کیا گیا ہے۔

جس صورت مین کہ مقدمہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے فیصلہ مین محض یہہ بیان ہوا تہا کہ مقدمہ مذکور حسب وجوہ فیصلہ جج موصوف کے جو دوسرے مقدمہ مین صادر ہوا ہے یہہ مقدمہ ڈسمس کیا جاتا ہے اور فیصلہ مقدمہ محولہ کا بالفاظ ذیل تہا۔ دعوے دلاپانے اوس روپیہ کا معہ سود کے جو قرض دیا گیا تہا جواب مدعاعلیہ کا یہہ عذر ہے کہ اوس نے مدعی کو قرضہ مذکور ادا کر دیا ہے۔ تنقیح۔ آیا مدعاعلیہ نے مدعی کو قرضہ مذکور ادا کر دیا ہے یا نہین۔ تجویز یہہ ثابت نہین ہے کہ مدعاعلیہ نے مدعی کو قرضہ ادا کر دیا ہے۔ حکم ہوا کہ دعوی معہ خرچہ ڈگری کیا جاتا ہے۔ تجویز ہوئی کہ فی الواقعہ یہہ ہرگز فیصلہ نہین ہے اور مقدمہ واسطے تجویز جدید کے رد دادی باعتبار تشبیہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی جسکے ساتھہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ مذکور کے پڑہنا چاہئے واپس ہوگا۔

واقعات اسمقدمہ کے کافی طور پر محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتے ہین۔

جوالا پرساد منجانب سایل۔ کاشی پرساد منجانب فریق ثانی۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست حسب دفعہ ۲۵۔ ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء) ونیز بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ ۱۴ ۱۸۸۲ء) مشعر استدعاے میرے دست اندازی بحیثیت اوس جج کے بصیغہ اختیار نگرانی عدالت ہذا کہ ایسے امور مین اجلاس کرتا ہے ہے۔ مسٹر جوالا پرساد جو سایل کی طرف سے حاضر ہوے ہین اور مسٹر مادہو پرشاد جنکے پاس خلاصہ مسٹر کاشی پرساد کا منجانب فریق ثانی کے ہے اس امر پر متفق ہین کہ یہہ دونون دفعات متعلق ہین اور تجویز مقدمہ کی دفعات مذکور کے تاثیر پر منحصر ہے۔

واقعات مقدمہ کی یہہ ہین ایک شخص مسمی ملک رحمت نے ۲۰/ اگست ۱۸۸۸ء

کو چند زیورات بعوض مبلغ عہ کے شیو پرساد و شیو پال و سکھہ نندن کے گروی رکھے تھے اور یہہ اقرار ہوا تھا کہ منجملہ زر قرضہ کے جب کبھی کچھہ روپیہ واپس ادا کیا جاویگا تو جلد از گروی شدہ بقدر زر وصولی مذکور کے گروی سے واگذاشت کردیجاویگی۔

اب مدعی یہہ بیان کرتا ہے کہ منجملہ اس روپیہ کے جو اسطرح پر گروی کی رو سے واجب تھا اوس نے ۲۰؍ اگست ۱۸۸۶ء کو للعہ ادا کئے تھے اور بقدر مالیت اوس رقم کے کچھہ زیورات گروی شدہ کو ۲۷؍ اپریل ۱۸۸۶ء کے قریب عہ واگذاشت ہوگئے تھے۔ اور اوسکے بعد ایک دوسری رقم عہ کی کو ۲۲؍ اپریل ۱۸۸۹ء کو ادا کی گئی تھی اور اوس رقم کے وصول دینے کی بابت مدعا علیہم نے اقرار واپس کرنے بقیہ زیورات گروی شدہ کا کیا تھا لیکن اونہوں نے اپنا قول قایم نہین رکھا اور اس لئے زیورات واپس نہین ہوے۔

یہی واقعہ بناء مخاصمت اسمقدمہ کی بیان ہوی ہے۔ اس نالش پر یہہ عذر ہوا ہے کہ رقم عہ مذکورہ بالا مدعا علیہم گرویداردن کو کبھی ادا نہین ہوی اور یہہ کہ لہذا نالش سرسبز نہین ہوسکتی ہے۔

اسمقدمہ کے دوران مین باہم فریقین کے ایک دوسری نزاع پیدا ہوگئی تھی کہ جو عدالت مطالبہ خفیفہ مین دایر تھی اور جسمین مدعا علیہ اس مقدمہ کا مدعی تھا اور مدعیان اسمقدمہ کے مدعا علیہم تھے۔ تجویز اوس مقدمہ کی جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس نے کی تھی اور وہ نالش جو نالش نمبری ۱۲۲۸ ۱۸۸۹ء تھی ۱۹؍ اپریل ۱۸۹۰ء کو فیصل ہوی تھی اور نقل فیصلہ اوس مقدمہ کی شامل مسل ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے کل فیصلہ اسمقدمہ کا جو مصدرہ ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ موصوفہ کا ہے مشتمل بر عبارت ذیل ہے۔

حسب وجوہ مندرجہ میرے فیصلہ بمقدمہ نمبری ۱۲۲۸ منفصلہ امروزہ کے مدعی مستحق
دلاپانے زیورات کا بلا ادا کرنے قرضہ واجب مدعا علیہ کے نہین ہے۔ حکم نالش معہ خرچہ ڈسمس ہو

اب دیکھنا چاہیے کہ بوجہ اس مختصر طریقہ کے کہ جسمین عبارت اس فیصلہ کی قایم کی گئی ہے یہہ بات ہوئی تھی کہ مجھکو خواہش ملاحظہ کرنے مسل مقدمہ متذکرہ فیصلہ مذکور کے ہوئی تھی مسل مذکور بذریعہ میرے حکم مورخہ ۲۰؍ فروری ۱۸۹۱ء کے اس نظر سے طلب ہوی تھی کہ بین اون وجوہ کو سمجھہ سکون جنکا تذکرہ ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے کیا تھا۔

مسل مذکور آگئی ہے اور مین اوس کل فیصلہ کی نقل اسلئے کرنا چاہتا ہون کہ جس سے
یہہ ظاہر ہو کہ اوسمقدمہ مین جن وجوہ کی امید تہی وہ کیسے کم ہین - فیصلہ مذکور حسب ذیل ہے -
دعوے دلاپانے اوس روپیہ کا معہ سود کے ہے جو قرض دیا گیا تہا - جواب - مدعاعلیہ
کا یہہ عذر ہے کہ اوس نے مدعی کو قرضہ ادا کر دیا ہے - تنقیح - ایا مدعاعلیہ نے قرضہ متدعویہ مدعی
کو ادا کر دیا ہے یا نہیں - تجویز - یہہ ثابت نہیں ہے کہ مدعاعلیہ نے مدعی کو قرضہ ادا کیا ہے
حکم ہوا کہ دعوے معہ خرچہ ڈگری ہو -

یہہ حکم مسٹر منشی مکرجی نے باستعمال اختیارات جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے بموجب ان
اختیار جو اونکو بموجب ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے حاصل ہین
صادر کیا تہا اور یہہ فیصلہ اوس قسم کا ہے جسمین مشارالیہ نے باستعمال اون اختیارات کے جو اونکو
اسطرح پر عطا ہوے ہین اختیارات مذکور کا استعمال کرنا مناسب سمجہا تہا -

مجہکو اجلاس عدالت ہذا مین اکثر یہہ امر غور طلب ہوا ہے کہ ایا اختیارات عدالت
مطالبہ خفیفہ کے حسب مفہوم و مقصود ایکٹ عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) کے ایسے
ہین جو ایسے عہدہ دارون کو تفویض ہو سکتے ہین جو کامل طور پر اوس منصب سے واقف نہین
ہین جو عدالت مطالبہ خفیفہ کے قطعی ڈگری سے مفہوم ہے -

اسمقدمہ مین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ مسٹر جوالا پرساد کی جانب سایل کے یہہ رای ہے
اس حجت کے کرنے مین صحیح ہے کہ خود مسل مین مطلق کوئی ذمہ داری نہین ہے کہ ذیلعلم جج مسٹر منشی
مکرجی نے جو عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس مین اجلاس کرتے تہے کبہی مقدمہ کو یا اون واقعات
کو سمجہا تہا جنکو صحیح فیصلہ مقدمہ سے تعلق تہا - اور مین خیال کرتا ہون کہ ذیلعلم وکیل موصوف کامل
طور پر اپنے حقوق کے اندر ہین جب اونہون نے حسب حالات مختص مقدمہ کے مجہسے اس حکم کے
صادر کرنیکی درخواست کی ہے کہ یہہ فیصلہ یا وہ فیصلہ جو اسطرح پر فیصلہ کہا جاتا ہے اسمقدمہ کا
ہرگز فیصلہ نہین ہے کیونکہ اوسمین بیان تعلق واقعات کا یا اوس قانون کا جو اوسنے متعلق
ہے نہین ہوا ہے

مسٹر مادہو پرساد نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر کاشی پرساد کا منجانب فریق ثانی کے
ہے مجہکو دفعہ ۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر بنظر تائید کرنے اوس تنہا امر کے متوجہ کیا ہے جسپر وہ
نے اپنی موکلون کے طرف سے اصرار کیا ہے یعنی یہہ کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے ججون پر مشکل

دیگر عدالتہاے دیوانی کے ججون کے اوسی طرح اور اوسی پوری طور پر فیصلہ کا قلمبند کرنا لازم نہین ہے۔ مین پہر یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مسٹر مادہو پرشاد کی پوری طور پر یہہ راے صحیح ہے کہ دفعہ مذکور کا صرف اوس حصہ ایسا ہے جو اونکے موکلون کے مقدمہ کو مدد دے سکتا ہے کیونکہ باعتبار واقعات کے خود ذیعلم وکیل کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ فیصلہ عدالت ماتحت کی تائید نہین کرسکتا

اب مین وہ بات کہنا چاہتا ہون جو مینے اس سے پہلے کبہی نہین کہی ہے کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کے اختیارات جو ججون کو عطا کیجاتی ہین اور اکثر اوس مصلحت کے بنا پر استعمال کیجاتی ہین کہ جسپر ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) مبنی ہے اور اوس مصلحت کے بنا پر استعمال کیجاتی ہین کہ جسپر اوس سے پہلے کا ایکٹ یعنی ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء مبنی تہا ممکن ہے کہ ایسا استعمال اختیار کا۔ جو بلحاظ مختتمی اوس اختیار سماعت کے جو عدالتہاے موصوف کو حاصل ہے منتج بہ نتایج سخت ہو۔ اسمقدمہ مین مجھے خوف ہے کہ ایسا ہی نتیجہ ہوا ہے کیونکہ بلحاظ احکام دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اور نیز اوس کل بحث کو پیش نظر کرکے جو مسٹر مادہو پرساد نے اپنی بحث مین میرے روبرو بہ نسبت اس معاملہ کے کی ہے مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے کہ ذیعلم جج عدالت ماتحت کو کارروائی مقدمہ کی حسب طریقہ مقتضیہ قانون کے کرنی چاہیے تہی اور نہ اوس طریقہ سے کہ جسمین اونہون نے نہ تو کوئی امور بیان کئے ہین اور نہ عدالت ہذا کو کوئی ذمہ داری اسبات کی دی ہے کہ اونہون نے مقدمہ کو کافی طور پر سمجہا

اختیارات نگرانی مندرجہ دفعہ ۲۵۔ ایکٹ پراونشل عدالتہاے مطالبہ خفیفہ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء کی صحیح وسعت پر مقدمہ حال فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ محمد باقر بنام بجال سنگہ٭ نگرانی دیوانی نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۹۰ء مین غور ہوا

اسی طور پر اختیارات عدالت ہذا مقتضیہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بمقدمہ محمد یوسف خان بنام عبد الرحمان خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۶ صفحہ ۷۴۹) پر غور فرمایا ہے۔

ان فیصلون کی تاثیر پر مینے کچھہ مقدمات سابق مین جنکے مفصل بیان کرنیکی مجھے ضرورت نہین ہے غور کیا ہے۔ جو کچھہ مین اب تجویز کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ حسب حالات اس خاص مقدمہ کے ذیعلم جج عدالت مطالبہ خفیفہ کی یہہ راے بالکل غلط کہ اوس مقدمہ کے فیصلہ مین جسکا اونہون نے ذکر کیا ہے یعنی مقدمہ نمبر ۲۸

٭ بعد صدور اس فیصلہ کے انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۷۷ مین رپورٹ ہوا ہے۔

فیصلہ مین کوئی وجوہ اسمقدمہ کے فیصلے کے شامل ہین - لہذا میرے روبرو الیسا مقدمہ پیش
ہے جسکا فیصلہ بلا کسی وجوہ کے ہوا ہے اور دفعہ ۲۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے ہی عدالت
مطالبہ خفیفہ کا جج ہی فیصلہ مقدمون کا اوس طریقہ سے نہین کرسکتا ہے اور نہ یہہ خیال کرسکتا
ہے کہ اوس نے فریقین کا انصاف کیا ہے جیسا کہ اوس نے فیصلہ تحریر کیا ہی جواب میرے روبرو پیش ہے
لہذا مین افسوس کرتا ہون کہ اون اختیارات پر عمل کرکے جو عدالت ہذا کو بطور عدالت
نگرانی کے حاصل ہین جو حکم مجھکو صادر کرنا چاہیے وہ صرف یہہ ہے کہ درخواست منظور ہونا چاہیے
اور فیصلہ مشتمرہ ڈگری جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۱ء منسوخ ہونا
چاہیے کیونکہ وہ ہرگز فیصلہ نہین ہے اور یہہ کہ عدالت موصوف کو حکم ہونا چاہیے کہ حکم مناسب
حسب اقتضا یات قانون کے صادر کرے لتشبیہاً دفعہ ۵۶۲ پر جسکے ساتھہ دفعہ ۶۴۷ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے پڑھنا چاہیے عمل کرکے مین ڈگری منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ واسطے تجویز رودادی
بلحاظ اوس حکم کے جو مینے صادر کیا ہے واپس کرتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

منفصلہ یکم اگست [صفحہ ۴۲۸ انگریزی] متفرقہ نمبر ۴۷ سنہ ۱۸۹۱ء ضلع بریلی

چھیدا لال بنام موہن چند
مینڈی بنام کندن سنگہ

فرقی - عدالت مطالبہ خفیفہ - نفس استادہ - جایداد غیر منقولہ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء
(ایکٹ تعریفات عام) مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء (ایکٹ عدالتہائے مطالبہ خفیفہ
ضمیمہ ۲ ضمن (ز ۲) -

حسب منشاء ایکٹ تعریفات عام (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء) ضمن (ز) ضمیمہ ۲ - ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے فصل استادہ جایداد غیر منقولہ ہے - مقدمہ دیہہ بنام تیکنا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۲) منظور رہوا -

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منصف بریلی نے بطور جج عدالت
مطالبہ خفیفہ کے اجلاس کرکے بعبارت ذیل کیا ہے -

مقدمہ نمبر ۹۷ سنہ ۱۸۹۱ء مقدمہ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۹۱ء
چھیدا لال مدعی بنام موہن چند مدعا علیہ مینڈی مدیون ڈگری بنام کندن سنگہ ڈگریدار

یہہ دو مقدمہ مختلف قسم کے ہین لیکن امور تنقیحی جسکے لنسبت مجھے کچہ شبہہ ناشی ہوا ہے دونون مین یکسان ہین ۔ لہذا اوسکے واسطے اغراض اس استصواب کے جسکے ازریل ہائیکورٹ مین بموجب دفعہ ۶۱۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کرنیکے مین اجازت چاہتا ہون وہ ایک ساتہہ لیگئے ہین ۔

مقدمہ نمبری ۶۷۵ واسطے دلاپانے مبلغ ہیے ازروی تمسک نفاذ کفالت اور نیلام ملکفولہ کے جو اتبک کہیتون مین استادہ ہین ہے ۔ منجملہ دیگر امور کے جوابدہی یہہ ہے کہ فصل استادہ جایداد غیر منقولہ ہے اور عدالت مطالبہ خفیفہ مجاز تجویز کرنے مقدمہ نفاذ کفالت بہ نسبت جایداد مذکور کے نہین ہے

مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۲۰ مین ایک عذر منجانب مدیون ڈگری بہ نسبت جوازیت قرقی و نیلام فصل استادہ مثلاً گیہون و جو وغیرہ کے ہے جو بموجب احکام دفعہ ۲۶۹ ۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے اجرا ڈگری مین بحکم عدالت ہذا بصیغہ عدالت مطالبہ خفیفہ کیا ہوئی تہی ۔ مدیون ڈگری کا یہہ اصرار ہے کہ ضابطہ مندرجہ دفعات ۲۷۴ و ۲۸۷ و ۲۸۹ مجموعہ مذکور کے تعمیل ہونی چاہئے کیونکہ پیدا اوار فصل جایداد غیر منقولہ ہے اور یہہ کہ عدالت مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت دربارہ کارروائی کرنے بمقابلہ جایداد مذکور کے حسب دفعہ ۲۶۹ کے حاصل نہین ہے ۔ امور تجویز طلب حسب ذیل ہین

۱۔ ایا فصل استادہ واسطے اغراض ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جایداد منقولہ ہے یا جایداد غیر منقولہ ہے ۔

۲۔ ایا عدالت مذکور ڈگری واسطے نفاذ کفالت بمقابلہ اوسکی صادر کرسکتی ہی یا نہین ۔

۳۔ ایا عدالت موصوف اپنی ڈگری کے اجرا مین اوسکی قرقی جایز اور نیلام کرسکتی ہی یا نہین

سابق مین جج عدالت مطالبہ خفیفہ آگرہ نے بدریافت رائے ہائیکورٹ کے اس امر کی نسبت استصواب کیا تہا کہ ایا درختان او فصل پیداوار صیغہ اجرا ڈگری مین بطور جایداد منقولہ کے عدالت مطالبہ خفیفہ سے قرق اور نیلام ہو سکتی ہے یا نہین ۔ لہذا ازریل ہائیکورٹ نے فیصلہ بہ نسبت درختان کے صادر کیا تہا لیکن بہ نسبت فصل استادہ کے کوئی رائے ظاہر نہین کی تہی ۔ دیکہئے مقدمہ امیدرام بنام دولت رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۴۴ ۵۶) ۔ اوسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ حسب تعریف مندرجہ ضمن (۵) دفعہ ۲ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء کے درختان جایداد غیر منقولہ ہے اور اوس حیثیت سے بموجب ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء کے عدالت مطالبہ خفیفہ سے قابل قرقی و نیلام کے نہین ہے باوجودیکہ وہ زمرہ جایداد منقولہ مین حال کے ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۱ء و ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین قایم ہوئے ہین ۔

کچھہ اسی قسم کی بحث بہ نسبت فصل استادہ نیشکر کے بہ اجلاس ہائیکورٹ مین (کالکا پرساد بنام چندن سنگہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) پیش ہوئی تھی لیکن جن امور کی بحث اور تجویز ہوئی تھی وہ ٹہیک طور پر وہی نہین تھی جو ان حال کے مقدمون مین مشتملہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین یہہ تجویز ہوئی تھی (دیکھو صفحہ ۲۱ تا ۲۳) کہ اگرچہ فصل استادہ نہ صرف بموجب ایکٹ ۱۸۷۷ء و ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء کے جایداد منقولہ ہے بلکہ از روے ضمن (۶) دفعہ ۲ ایکٹ ۱۸۶۸ء کے بھی ہے تاہم نالش لفاذ کفالت بمقابلہ فصل مذکور قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ بموجب ایکٹ ۱۸۶۵ء بلحاظ فیصلہ سابق مقدمہ سورجپال سنگہ بنام جی رام (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۵) کے نہین ہے جسمین یہہ قرار پایا تھا کہ عدالت موصوف مجاز پذیرائی کسی نالش کے نہین ہے جو واسطے نفاذ کفالت بمقابلہ کسی قسم کے جایداد منقولہ کے ہو۔ اب ایکٹ ۱۸۶۵ء منسوخ ہوگیا ہے۔ بموجب مد (۲) ضمیمہ ۲- ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء کے اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کا نسبت تجویز نالشات نفاذ کفالت کی صرف بمقابلہ جایداد غیر منقولہ کے خارج کردیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نظیر مقدمہ سورجپال بنام جی رام (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۵) جو ایکٹ منسوخ شدہ پر مبنی تھی اب نافذ نہین رہی ہے لہذا اثر مقدمہ کالکا پرساد بنام چندن سنگہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) کا یہہ ہوگا کہ عدالت خفیفہ بموجب ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ء نالشات نفاذ کفالت بمقابلہ فصل استادہ کے تجویز کرسکتے ہین اور جایداد مذکور کو اپنی ڈگری کے اجرا مین اونکو جایداد منقولہ تصور کرکے کرسکتی ہین۔

میری منکسر راے مین صورت درخت کی فصل استادہ کی صورت سے قابل امتیاز ہے۔ بالعموم درخت ہمیشہ کے قایم رہنے اور محفوظ رہنے کے لئے نصب کیجاتی ہین اگرچہ ممکن ہے کہ جب خوشی ہو کاٹ ڈالے اور دور کردیجاوین۔ صورت درخت کی کل امور مین مشابہ مکان کی صورت کے ہے کہ وہ بھی ہر شخص کے مرضی پر مسمار کردیا جاسکتا ہے۔ بدرجہ مساوی دونون زمین سے مستقل طور پر پیوستہ ہین اور اسلئے بدرجہ مساوی تعریف جایداد غیر منقولہ مین حسب ضمن (۵) دفعہ ۲ ایکٹ ۱۸۶۸ء کے داخل ہین۔ فصل استادہ کبھی اس نیت سے بوئی نہین جاتی ہے کہ ہمیشہ کے لئے قایم رہے بلکہ ابتدا سے اوسکا یہہ مقصود ہوتا ہے کہ چند ماہ کے بعد دور کرادیجاوے۔ اونکی صورت اور بالخصوص فصل غلہ جبکہ بالی مین ہے مشابہ ثمرات بالا درخت کے ہے اور اوس حیثیت سے وہ جایداد منقولہ ہے۔ یہہ تجویز ہوچکی ہے کہ ثمرات بھی

جب وہ درختون مین لگے ہون کہ جو زمین سے باستقلال پیوستہ ہین جایداد منقولہ ہین اور
اونکی متعلق نالشات قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہین (ناصرخان بنام کرامت خان
انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۶۸ ۱) یہہ سچ ہے کہ از روے وسیع تعبیر ضمن ۵ و ۶ دفعہ
۳ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۹۷ع کے ہر شے جو زمین سے پیوستہ ہو عام اس سے کہ ہمیشہ کے لئے یا چند روزہ
ہو اوسوقت تک جایداد غیر منقولہ ہے کہ جب تک وہ زمین سے علیحدہ نہ کیجاوے لیکن بذریعہ
مشروط اور معقول تعبیر ضمنون کے اور بلحاظ اصلی اور معمولی طریقہ کاروبار کے جو اشیاء
در اصل منقولہ ہین محض اسوجہ سے زمرہ جایداد غیر منقولہ مین داخل نکیجاویگی کہ وہ جزواً
زمین سے پیوستہ ہین۔ اگر تعریف مندرجہ ضمن ۵ کی تعبیر سختی کیجاوے تو ہر منقولہ شے مثلاً
برتن اسباب خانگی و پارچہ وغیرہ جایداد غیر منقولہ ہو جاوینگے بشرطیکہ اونکا کوئی حصہ زمین
مین دفن کر دیا جاوے۔ اوس صورت مین کوئی چیز عدالت مطالبہ خفیفہ کے ڈگری مین قابل قرقی
کے نہوگی کیونکہ مدیونان ڈگری اپنی خانہداری کے ہر شے کو اس تعبیر سے مطلع ہونے کی
بعد اجراے حکمنامہ قرقی سے اطلاع پانے پر فوراً جایداد غیر منقولہ بنا لیا کرینگے۔ لہذا
مین امور تنقیح زیر استصواب کو خلاف مدعاعلیہ اور مدیون ڈگری کے تجویز کرتا ہون۔
لیکن ایک حال کا فیصلہ ہایکورٹ مدراس اونکے مفید ہے (مدیہ بنام نرسنگا انڈین
لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۳) اوسمقدمہ مین جو امورات پیدا ہوے ہین اونکی بحث
اور تجویز بعد حوالہ دینے اوپر فیصلجات الہ اباد بمقدمہ ناصرخان بنام کرامت خان (انڈین
لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۱۶۸) و امید رام بنام دولت رام (انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۳۶۴) متذکرہ بالا اور بعد غور اوپر دو دیگر مقدمات (پنڈہ غازی بنام
حسین الدین انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۴ صفحہ ۶۶۵ و ساد ہو بنام سمبہو انڈین لارپورٹ
سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۵۹۲) کے صریحاً ہوئی ہے لیکن کوئی ذکر مقدمہ کالکا پرساد بنام چندن
سنگہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۰) کا نہین ہے جسمین علانیہ طور پر راے مخالف
ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ معاملہ کسیقدر ضرورت کا اور روزمرہ وقوع ہونیکا ہے مین مناسب
سمجھتا ہون کہ بنظر اپنی ہدایت حال و اینده کے اوسکی نسبت اپنی ہایکورٹ سے صاف فیصلہ
صادر کرنیکی درخواست کرون۔
شاید یہہ ذکر کرنا بیموقع نہوگا کہ بموجب عملدرآمد کے جو اس عدالت مین چند سال

[illegible] گذشتہ سے رایج ہے بفصل [illegible] بلا تغییر واسطے اغراض قرقی ونیلام کے بطور جاید[اد] منقولہ
کے متصور ہوتی لگی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ ممالک ہذا کے بہت [illegible] بھی لیا
ہے عملدرامد ہے۔ اونکو جاید[اد] غیر منقولہ متصور رہنے سے اکثر فریقین کو بہت [illegible]
قرقی اور نیلام میں [illegible] ہوگا جیسا کہ [illegible] استصواب کنندہ مقدمہ مدراس [illegible]
سلسلہ مدراس جلد ا صفحہ [illegible] سے بالتفصیل [illegible] ہے بہت مورتوں میں [illegible]
[illegible] جب دفعہ [illegible] ایکٹ ۱۴ [illegible] کے [illegible] لائی جاوین
درمیان تواریخ قرقی اور نیلام کے واقع ہوگا اور کل اخراجات [illegible]
ہیکورٹ نمبر [illegible] کے واسطے اجرا کے اشتہارات نیلام کے [illegible]
فصل کے بعد قرقی [illegible] ہونگے وسوقت بیکار ہوجاوینگے جبکہ وہ بالکل [illegible]
قرقی سے بہت [illegible] بعد [illegible] تاریخ معینہ نیلام سے چند [illegible]
کیونکہ زمین سے [illegible] بعد [illegible] بطور جاید[اد] منقولہ کے [illegible]
اصطلاحی ضابطہ [illegible] بات ہوگی کہ جب تک [illegible]
وہ جاید[اد] غیر منقولہ متصور ہوگی اور بعدہ او[س]ہین کارروائی اجرا [illegible] جاید[اد] منقولہ [illegible]
[illegible] استصواب [illegible] صاحب جسٹس [illegible] صاحب [illegible]
اورمعزز [illegible] ذیل رائے صادر کی۔
[illegible] صاحب جسٹس ہمارا [illegible]
[illegible] سے اتفاق کرتے ہین [illegible]
[illegible] انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ا صفحہ [illegible]
کرتے ہین کہ فصل استادہ حسب منشا ایکٹ تعریفات [illegible]
ضمیمہ ۲۔ ایکٹ [illegible] اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جاید[اد] غیر منقولہ ہے۔
کاغذات واپس کیجاوین۔

ضلع اجمیر ماڑوارہ متفرقہ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ [illegible] اگست
ہری بخش وغیرہم بنام گلاب [illegible] وغیرہم
شاستر۔ جاید[اد] خاندان مشترکہ۔ نالش منجانب [illegible] خاندان مشترکہ ہنود

بمقابلہ دیگر شرکا خاندان مذکور بہ نسبت ایسے استحقاق کے جو خاندان کا مشترکہ ہو۔ عدم اشتمال [illegible] مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰

ایک خاندان مشترکہ ہنود کے چند شرکا نے اوسی خاندان کے دیگر شرکا پر نالش استقرار اپنی استحقاق بطور شرکا خاندان مشترکہ نسبت کسی ایک دروازہ اور کمرہ ہاے ملحقہ دروازہ مذکور کے دایر کی جسکی نسبت اونکا بیان تہا کہ وہ جایداد مشترکہ خاندان کی ہے اور جنکی نسبت اونکا بیان تہا کہ اوسکی استعمال مین مدعاعلیہم مخل ہوے ہین۔ اونہون نے اوسی خاندان کے ایک شریک کو کہ جس خاندان سے اونکو اور مدعاعلیہم کو تعلق تہا شریک مقدمہ نہین کیا تہا۔

تجویز ہوئی کہ عالم اس سے کہ بموجب شاستر کے خاندان مشترکہ کے کل شرکا ایسی نالش مین فریق ضروری ہون یا نہون عدم اشتمال ایک شریک خاندان مذکور کا نقص قاطع نہین ہے اور جو شریک متروک رہا تہا یا اوسکا قایمقام عدالت شریک کر سکتے تہی یا کرتے لیکن ایسا کرنا عدالت کی بہہ راے قرار پائی تہی کہ اوسکی حاضری مسل مین واسطے فیصلہ مناسب مقدمہ کے ضروری ہے۔

واقعات مقدمہ کی حسب ذیل ہین۔

مدعیان اور مدعاعلیہم دونون ایک ہی خاندان مشترکہ ہنود کے شرکا ہین۔ مدعیان نے اپنی نالش عدالت اسسٹنٹ کمشنر اور جج ماتحت اجمیر مین واسطے استقرار اس امر کے کہ کوئی ایک دروازہ اور کمرہ ہاے ملحقہ اوسکے جایداد مشترکہ فریقین کی ہے اور واسطے صادر کرنے [illegible] بنام مدعاعلیہم کہ مدعاعلیہم اونکے دیعنے مدعیان کے حقوق واقعہ دروازہ و کمرہ ہاے [illegible] اوسکی مین خلل اندازی کرنے سے باز رہین دایر کی تہی مدعیان نے ایک شخص ہیرا لال جو [illegible] شریک خاندان مشترکہ مذکور کا ہے مقدمہ مین بطور فریق کے شریک نہین کیا۔ مدعاعلیہم نے یہہ اعتراض کیا کہ نالش بوجہ اس عدم اشتمال کے ناقص ہے لیکن جج ماتحت نے اس اعتراض کو نامنظور کیا اور مدعیان کو ڈگری عطا کی۔ تب مدعاعلیہم نے [illegible] کمشنر اور ضلع جج اجمیر کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے بہہ تجویز کیا کہ ہیرا لال کا شریک نہ کیا جانا نقص قاطع ہے اور نالش مدعیان کی [illegible] [illegible] نے چیف کمشنر کے حضور مین اپیل کیا لیکن چیف کمشنر کے عہدہ پر جو حاکم مستقر تہے جنہون نے اپیل [illegible] کمشنر اور ضلع جج کے فیصلہ [illegible] تہا لہذا بہہ مقدمہ حسب [illegible] احکام دفعہ ۲۶ اکٹ عدالتہاے اجمیر [illegible] [illegible] [illegible] واسطے فیصلہ کے ہائیکورٹ مین [illegible]

رام پرساد و کاشی پرساد بجانب اپیلانٹ۔ پورن وسندر لال بجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس و [illegible] صاحب جسٹس۔ بغرض اسکے کہ ضلع جج صحیح راے

[illegible] نسبت [illegible] دھرم شاستر کے اس ضرورت کے نسبت قائم کی تہی کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ
[illegible] کل شرکاء خاندان مشترکہ ہنود کو شریک ہونا چاہیے۔ ہماری یہہ راے ہی کہ ضلع
[illegible] ہو چاہیے تہا کہ ہیرا مل کو بطور فریق مقدمہ کے شریک کر دیتے۔ بموجب فیصلجات عدالت
[illegible] ادنکو صاف اختیار ایسے ترمیم کرنیکا حاصل تہا اور ادنکو یہہ ترمیم کرنی چاہیے تہی
[illegible] مجموعہ ضابطہ دیوانی ملکے وہ ایسے ترمیم کرسکتی تہے اور ادنکو یہہ ترمیم
[illegible] چاہیے تہی کیونکہ ازروے دفعہ ۵۸۸ مجموعہ کے اپیل بنا راضی حکم عدالت مرافعہ
[illegible] کے جو بارہ انکار فریق کرنے ہیرا مل کے تہا نہین ہو سکتا تہا۔ ہمارے ذہن مین یہہ
[illegible] یہہ ہے کہ ضلع جج کو اختیار ہیرا مل کے ازدیاد کرنیکا حاصل تہا اور اونکو چاہیے تہا
[illegible] ازدیاد کرتے۔ ہمسے کہا گیا کہ جب اپیل ضلع جج کے روبرو پیش تہا اوسکے بعد
[illegible] مرگیا ہے۔ ممکن ہے کہ اوس نے قایم مقام چہوڑے ہون وہ مسل مین شریک کیے جاسکتے
[illegible] ضرور ڈگری ضلع جج کو منسوخ کرینگے اور مقدمہ عدالت ضلع جج مین بموجب دفعہ
۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرینگے کہ وہ فہرست متدایرہ مین بازبہ نمبر سابق
[illegible] درج کیا جاوے اور مطابق قانون کے فیصل کیا جاوے۔ ضلع جج جسقدر ضرورت ہو فریق
[illegible] بنا کو اسلئے ازدیاد کرینگے کہ تب مین وہ فیصلہ کل امور متعلقہ مقدمہ کا موثراً اور
مکملاً کرسکین۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع [illegible] اپیل فوجداری نمبر ۲۲۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۱۵ اگست [illegible]

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام ندریا

اقدام ارتکاب قتل عمد واقعات ضروری واسطے موضوع کرنے اقدام مذکور کے
[illegible] سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۷ و ۵۱۱۔

دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند متعلق اقدام ہاے ارتکاب قتل عمد سے متعلق نہین ہے جنکے لیے کامل
اور تنہا طور پر دفعہ ۳۰۷ - ایکٹ مذکور مین حکم معین ہے ہر شخص وسعادہ بر بنا اقدام ارتکاب قتل کا ہے
جب اس نیت اور علم سے جو اوسکے ارتکاب کے لیے ضروری ہے کوئی ایسا نہایت ظاہر فعل کرے جو واسطے
وقوع کرنے جرم کامل کے ضروری ہو اور جب انسداد تکمیل جرم کا صرف ایسے باعث سے ہو جاوے جو اوسکی مرضی کے غیر متعلق ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہین -
راس لسٹن (حسب خواہش عدالت) منجانب اپیلانٹ - گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار
اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل بناراضی فیصلہ اور حکم سزا ذیعلم جج آگرہ مورخہ ۱۰ اپریل
سنہ ۱۸۹۱ء کے حسب حالات ذیل ہے - رام لال اور ندہا چمار مجرمان مفرور تھے جنکے وارنٹ
اونکے گرفتاری کا بعلت جرم ڈکیتی کے صادر ہوا تہا - ۸ نومبر سنہ ۱۸۹۰ء کو کوئی چوکیدار اونکے
پتہ و نشان کی اطلاع پاکر اونکو حراست مین لینے کی غرض سے معہ چند دیگر اشخاص کے ایک
کھیت مین گیا - واقعات ذیل کو ذیعلم جج نے ثابت تجویز کیا ہے - اور شہادت سے
وہ کافی طور پر ثابت ہین - مشار الیہ یہہ کہتے ہین - جب ہی رام لال اور ندہا نے لوگون
کو آگے بڑہتے ہوے دیکہا وہ اوٹھ چلے اور رام لال نے اونکی طرف سیدہی بندوق چلائی
اس نشانہ نے خطا کی - تب ندہا ایک قسم کی کرابین جو بہری ہوی تہی اور ایک آدہا
کرابین اور ایک ادہا گہوڑے پر کی پستول اور ایک ہتیار جو کرابین کے نام سے مشہور ہے
کوے پر لایا اور اوسکا گہوڑا چڑہا دیا - گواہان بحلف بیان کرتے ہین کہ ٹوپی اوڑی لیکن
نشانہ ٹہیک نہین گیا - اسپر کچہہ لڑائی کے بعد جسکے ذکر کرنیکی کچہہ ضرورت نہین ہے
ندہا گرفتار کر لیا گیا اور بعدہ اوسکی تجویز بعلت اقدام قتل عمد کے کی گئی - بہ نسبت اوس
تجویز کے یہہ بات ہے کہ یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے اور یہہ قرین اسائش ہوگا کہ جو کچہہ
ذیعلم جج کو بہ نسبت شکل قانونی اوس شہادت کے کہنا ہے جو بمقابلہ ندہا کے ہے وہ پوری
طور پر لکہہ دیا جاوے - مشار الیہ یہہ لکہتے ہین - بہ نسبت ندہا کے یہہ امر پیش کیا گیا
ہے کہ اگر یہہ بہی تسلیم کر لیا جاوے کہ واقعات صحیح طور پر بیان کیے گئے ہین تو وہ واقعات
اقدام قتل عمد محکومہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے حد تک نہین پہونچتے ہین ...... بہ نسبت
ندہا کے یہہ بحث ہے کہ آیا اوس نے بندوق یا پستول کے گہوڑا چڑہانے سے جسکو وہ جانتا تہا
کہ بہری ہوی ہے ارتکاب ایسے جرم کا کیا ہے جو اقدام قتل عمد کی حد تک پہنچتا ہے یا
نہین - گواہان بحلف بیان کرتے ہین کہ گہوڑا گرا تہا اور ٹوپی کی آواز صاف و صریح ہوئی
تہی - یہہ ثابت ہے کہ گرفتار ہونے کے بعد تب کرابین بہری ہوی تہی - کوئی ٹوپی نہین
ملی تہی اور گہوڑا دبنی کے ناکامل طور پر مطابق تہا اور کرنا کسی مین چہوٹی ہوئی ٹوپی لگی
ہے کہ یا صاف کر گئی ہو - ایک مقدمہ رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ہم صفحہ ۱ اسقدمات سرکار

مین مقدمہ ملکہ معظمہ بنام فرانسس کو ہسٹی کا ہی جسمین یہہ تجویز ہوئی ہی کہ واسطے موضوع ہونے جرم اقدام قتل عمد معلومہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے جسمین فعل کا ارتکاب قیدی نے کیا ہو وہ فعل ایسا ہونا چاہیے جو حالات اصلی متصورہ میں ایسا ہو کہ باعث ہلاکت کا ہو سکے۔ اوسمقدمہ مین فرانسس کا قیدی نسبت ... رفل یہہ باور کرکے کہ اوسپر گولی چڑہی ہوئی ہی اپنی نوجہ کو ... گھوڑا کھینچا ہی لیکن ... روک دیا گیا تہا۔ عدالت نے یہہ تجویز کی تہی کہ اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم موجب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر نہین ہو سکتی ہی بلکہ تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۵۱۱ جسکے ساتھہ دفعات ۳۲۵ و ۳۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے پڑہنا چاہیے معقول ہوگی۔

اسمقدمہ مین مجہے شبہہ نہین ہے کہ ندہا ملزم نے یہہ جانکر کہ بندوق بہری ہوئی ہے ... اوسکو چلانیکا ارادہ کیا۔ اسمین شبہہ ہی کہ آیا اوسپر ٹوپی چڑہی ہوئی تہی یا نہین کیونکہ ٹوپی ملی نہین ... پر جو گھوڑے کی آواز ہوئی تہی وہ ممکن ہے کہ ٹوپی کی آواز کی غلطی ہوئی ہو۔ عدالت سیشن ... ہے جو یہہ تجویز کرتے ہین کہ ندہا ملزم نے گرابین چلائی تہی یا یہہ کہ گرابین چلانیکی بہ نیت باعث ہونے ضرب شدید کے ہونیکی تہی لیکن دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کو ساتہہ دفعہ ۵۱۱ کے تبدیل کرکے جسکے ساتہہ دفعات ۹۹ و ۳۰۰ پڑہنا چاہیے عدالت یہہ حکم دیتی ہے کہ ندہا پانچ برس قید سخت مین رہے۔

جب یہہ اپیل میرے روبرو پیش ہوا اور مینے مقدمہ کاسیڈی کا ملاحظہ کیا تو مینے مسٹر السٹن سے یہہ خواہش کی تہی کہ وہ مقدمہ مین اپیلانٹ کے طرف سے جسکی طرف سے کوئی حاضر نہتہا بحث کردین اور تاریخ مابعد پر مجہے بہت فائدہ اون امور کی نسبت بحث کے سماعت کرنیکا حاصل ہوا جو جانبین سے متعلق تہی اور اب مینے اوس امر پر غور کرنیکیلئے مہلت لی ہے جو مجہکو اختیار کرنا چاہیے۔

اگرچہ ایک مشکل سے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاسیڈی بالضرور اون نتائج رودادی مین تعلل انداز نہین ہوتا ہے جو بیشتر اسمقدمہ مین اخذ کئے ہین دوسرے مشکل سے مجہے اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ آیا بلحاظ عبارت مجموعہ تعزیرات ہند کے مین مجاز ہون یا نہین جیسا کہ اون فاضل ججون نے جنہون نے اوسمقدمہ کو فیصل کیا ہے یہہ تجویز کی تہی کہ وہ بنا تجویز کہ تجویز ثبوت جرم اقدام قتل عمد بربنا دفعہ ۵۱۱ بشمول دفعات ۹۹ و ۳۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کرنا قرین آسایش ہوگا کہ پہلے عدالت بمبئی کے فیصلون کے اوس جزو پر غور کرون جو اسبارہ مین ہے میری رائے ... ہے کہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے مکمل ہے اور دفعہ مذکور نے ہر جہت پہلو مین کل احکام قانونی نسبتاً اقدام قتل عمد کے پائے جاتے ہین۔ مجہے اس نتیجہ کے رہبری عبارت دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ملاحظہ سے ہوتی ہے۔ وہ عبارت حسب ذیل ہے۔

جو کوئی شخص کسی ایسے جرم کے ارتکاب کا اقدام کرے جسکے پاداش مین اس مجموعہ کے رو سے سزا حبس بعبور دریا شور یا قید مقرر ہے یا جو ایسے جرم کے ارتکاب کا باعث ہوویگا ویسا اقدام کیا اور ایسے اقدام مین کوئی ایسا فعل کرے جو جرم مذکور کے ارتکاب کی طرف منجر ہو پس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو اقدام ساتھ اس کے ازرو دفعہ ۵۱۱ کے محدود ہین وہ ایسے جرائم کے اقدام ہین جنکے پاداش مین خود مجموعہ کے رو سے یا تو حبس بعبور دریا شور یا قید مقرر ہو ۔ مناسب طور پر یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ جرم قتل عمد کے پاداش مین انمین سے کوئی سزا مقرر ہے ۔ میری رائے مین اگر قتل عمد حسب مشتذکرہ دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ کا اوسمین شمول مقصود تھا تو واضعان قوانین نے فقط لفظ حبس بعبور دریا شور کے لفظ موت کا درج کیا ہوتا ۔ لیکن پہر دفعہ مذکور مین آگے بڑہکر یہہ کہا گیا ہے کہ بعض امور کے کیجانے پر جو شخص وہ فعل کریگا تو عجب کہ کوئی حکم صریحی ایسے اقدام کے سزا کے لئے نہ پایا جاوے اوسکو ایک خاص طریقہ سے سزا دیجاویگی جیسا کہ مین بتلا چکا ہون کہ ازرو دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ایک حکم صریحی خود مجموعہ مین واسطے سزا ایک اقدام کے معین ہے ۔ لہذا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جب واضعان دفعہ ۵۱۱ نے اوسکو اوس عبارت مین مرتب کیا تھا کہ جسمین اوسکو مرتب کیا ہے تو بالخصوص امر کی مراد یہہ تہی کہ ان جرائم کے ارتکاب کے اقدامات کو خارج رکہین جسکے لئے مختلف دفعات ماسبق مجموعہ مین بالخصوص اور دیدہ و دانستہ وہی حکم سزا کا معین کرین جسکا حکم خود دفعات مذکور مین ہوا ہے ۔ لہذا بدین وجوہ مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دفعہ ۳۰۷ مکمل ہے اور یہہ کہ کسی عدالت کو یہہ استحقاق حاصل نہین ہے کہ احکام دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ پر جسکے ساتھہ دفعہ ۵۱۱ پڑہنا چاہیے بغرض صادر کرنے تجویز ثبوت جرم اقدام قتل عمد بنسبت کسی شخص کے رجوع کرین جو مطابق رائے عدالت کے احکام دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل نہین ہوتا ہے ۔ مین صرف یہہ اور اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ مسلہ ایک بات کے ظاہر کر دینے ذمہ وغیرہ وغیرہ اس قسم کے قانون تعزیری کے تعبیر مین متعلق کرنا چاہیے اور اوس سے قطع نظر کرکے یہہ ظاہر ہے کہ کسی دوسرے رائے کے قایم کرنے سے بہت بڑی تکلیف امکانی اور بہت وسیع اختلاف رائے کا بہ نسبت اس امر کے پیدا کرتا ہوگا کہ حسب منشاء تعزیرات ہند کے اقدام قتل عمد کس امر سے مرکب ہوگا ۔

لہذا یہانتک مین یہہ کہنے کو مجبور ہون کہ جو رائے ذیلیم ججان نے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام کاسیڈی مین ظاہر کی ہے اوس سے مین اختلاف کرتا ہون ۔ لیکن باعتبار اون واقعات کے جو اوس مقدمہ مین ۔ اسمقدمہ مین منکشف ہوئے ہین مین پہلے کہہ چکا ہون کہ جو رائے ذیلیم ججون نے باعتبار ان واقعات کے قایم کی ہے اوس سے مین نہین خیال کرتا ہون کہ وہ میری اس رائے کے قایم کرنے کیطرح مانع ہے جو مین اسمقدمہ مین قایم کرنا چاہتا ہون یعنی یہہ کہ اقدام معقول ارتکاب قتل عمد کا حسب منشاء دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہی کاسیڈی کے مقدمہ مین اوس شخص نے بندوق بے ٹوپی چڑہی ہوئی دوسرے شخص کو دیکھلائی ہی

نہ وہ ٹوپی جیز ہی ہوئی باور کرتا تہا اوس نے گہوڑا نہین چڑہایا تہا کیونکہ وہ اس فعل کے کرنے مین
پایا تہا اور بہ نسبت اوس کے جو مین بہ نسبت واقعات اسمقدمہ کے اور بہ نسبت اوس کے قانونی کے جو
متعلق ہے کہنا چاہتا ہون مجہے اسیطرح یا دوسری طرح پر بیہ کہنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا باعتبار اون واقعات کے اقدام کا
تہا یا نہین لیکن اسمقدمہ مین معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اسلئے کہ ایک مجرم مفرور دوسرے مجرم مفرور کے ساتہ تہا
شہادت اور تجویز ذی علم جج سے ظاہر ہے کہ وہ کشمول اوس شخص کے اپنی گرفتاری جائز کے مزاحمت کرنے مین مصروف
ہوئے تہا اور بیہ کہ اس فعل کے کرنیکی غرض سے وہ بہری ہوئی بندوق سے مسلح تہا اور جو لوگ اوسکو گرفتار
چاہتے تہے اونکی طرف اوسنے وہ ہتیار پیش کیا اور گہوڑا چڑہایا اور گہوڑا ڈپٹنی پر گرا اور صرف اسوجہ سے کہ ٹوپی
نہ ہونے سے چہوٹی بندوق نہین چلی لہذا کوئی نقصان نہین ہوا۔

دیکہنا چاہیے کہ بمبئی کے مقدمہ مین جسکا مین اوپر ذکر کرچکا ہون دفعہ ۳۰۷ کے اون الفاظ کی
وسعت ہوئی تہی جو بیہ ہین جو کوئی شخص کوئی فعل ایسی نیت یا ایسے علم سے اور ایسے حالات مین
کرے کہ اس فعل کے ذریعہ سے ہلاکت کا باعث ہوتا تو وہ قتل عمد کا مجرم ہوتا۔ بمبئی کے ذی علم ججون نے الفاظ
ایسے حالات مین پر بہت زور دیا۔ اون ذی علم ججون کی بہت تعظیم کے ساتہ مین خیال کرتا ہون کہ اونہون نے الفاظ
مذکور کو بہت زیادہ وسعت دی ہے۔ میری رائے مین الفاظ ایسے حالات مین کے بجز اسکے اور کچہہ معنی نہین ہین
کہ فعل ایسے طریقہ اور ایسے اجزا کے ساتہ کیا جاوے کہ اگر اوسکو کامیابی ہوتی تو وہ باعث ہلاکت کا ہوتا اور ایسا
قانونی قتل عمد بموجب دفعات ۲۹۹ و ۳۰۰ کے ہوتا۔ یہی الفاظ اوس دفعہ مین مستعمل ہوئے ہین جو متعلق
انسان مستلزم سزا کے ہے اور مین اوسکو اسطور پر نہین پڑہ سکتا ہون کہ جس سے مجہے ضرورت طوالت کی
جج صاحب کے اوس فیصلہ کے فقرہ ۳ کے بیان کرنیکی ہو جو مسٹر جسٹس کانیڈی کے مقدمہ مین صادر
تہا تاہم ممکن ہے کہ اوس خاص مقدمہ کے خاص حالات سے اون ذی علم ججون کے تحریرات متعلق ہو سکین اور امکان
اونکو اسطرح پر نہ پڑہنا چاہیے کہ گویا اونکو علاوہ اون واقعات کے جو اوسوقت عدالت کے روبرو پیش تہے اور کسی سے بہی تعلق

بغرض موضوع کرنے اقدام مصرحہ دفعہ ۵۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے دو اجزا کا ہونا ضروری ہے اول نیت
یا علم اور ثانیاً کسی فعل کا کیا جانا مین بیہ ہے کہ صرف نیت کا ہونا کہ ہر فعل کا کیا جانا کافی نہین ہوگا
جیسا کہ مشہور مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بروں مین بتلایا گیا ہے۔ کوئی شخص بیہ ایما کریگا کہ الف بیہ نیت
کرکے کہ ب کے ستون مین آگ لگاوے کراسنہ کی دوکان مین جاوے اور بکس دیاسلائی کا خرید کرے اوس
ارتکاب جرم اقدام پہونکنے ب کے ستون کا کیا ہے لیکن اگر وہ بیہ نیت کرکے اور بکس دیاسلائی کا خرید کرکے
کے ستون پر لیجاوے اور دیاسلائی روشن کرے لیکن صرف ہوا کے جہونکے سے بجہہ جاوے اور اسطرح وہ بانہ

رکہا جاوے اور اوسمین خلل آوے تو میری رایمین اوس سے اقدام ثابت ہی۔

مجہے معلوم ہوتا ہی کہ اگر کوئی شخص جسکی نیت بد ہو کوئی ایسا فعل کرے جو اسکا تا اخیر ایسا فعل ہے جو وہ واسطے تکمیل اوس جرم کے کرسکتا ہی جو اوسکی دل مین ہے تو وہ ایسے مزاحمت مخل پر جو خود اوسکو معلوم نہین تہی اوسکی استدعا نہین کرسکتا ہی۔ اگر اوس نے وہ کل کام کرلیا ہی جو وہ کرسکتا تہا اور اپنی اختیار مین اخیر ملا ہوا فعل تہا اوسکو تکمیل کرلیا ہے تو مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ وہ مجرمانہ ذمہ داری سے بچ سکتا ہی اور یہہ اسوجہ سے ہی کہ اوسکی مرضی اور غرض کو اوسکی انتہا تک موثر کرچکا ہے حالانکہ کوئی امر جو اوسکو لاعلم تہا اور خود اوسکا اختیار یقین مانع اوس فعل کے نتایج کا ہوگا جسکے وقوع پذیر ہونیکی اوسکو امید تہی۔

مین خود اپنی لیے تو یہہ خیال کرتا ہون کہ کسی اور قاعدہ کا قایم کرنا بہت خطرناک ہوگا اور یہہ جاننا کسیقدر قابل اطمینان ہی کہ ایسی ہی رای کورٹ کریمنل ریزروڈ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام براون (لا رپورٹ جلد ۲۴ کیو بنچ ڈویزن صفحہ ۳۵۷) مین ظاہر کی گئی ہی جسمین یہہ دیکہلایا گیا تہا کہ ملکہ معظمہ بنام کالنس (۱ ایل اینڈ سی صفحہ ۴۷۱) جسکی سند ہونیکی نسبت مدت تک کل اہالیان قانون فوجداری شبہ کرتے تہی خارج کردیا گیا کہ کوئی سند نہین ہی اور مزید برآن مقدمات ملکہ معظمہ بنام جارج اور ملکہ معظمہ بنام لیوس کہ جنپر بہی اہم طور پر اعتراض ہوتا رہا ہی غالبا یہی ہی کہ اول ہی موقع پر منسوخ کردیجاوینگے۔

اسمقدمہ مین بنظر کل واقعات کے مجہے کچہہ شبہہ نہین ہی کہ اسپکٹر نٹ اپنی کرابین پر ٹوپی چڑہا ہوا تہا اور جسوقت اوس نے گہوڑا چڑہایا تہا اور گہوڑا گرا تہا اوسکی ٹوپی چڑہی ہوئیگی اوسکو یقین تہا اور یہہ امر کہ آیا اوسوقت ٹوپی چڑہی تہی یا نہین ہتیار کا نہ چہوٹنا بالکل اوسکے کسی فعل سے بلا تعلق ہی اور یہہ کہ اوسکی نہ صرف یہی نیت تہی کہ چوکیدار اور اوسکے ہمراہیان پر جو اوسکی گرفتاری کی کوشش کررہے تہے بندوق مارے بلکہ وہ اوس اخیر سلے ہوے فعل کو کرچکا تہا جو واسطے تکمیل پوری اوس جرم کے کرسکتا تہا جو اوسکے نیت اور علم مین تہا

البتہ یہہ ظاہر ہی کہ کوئی شخص بہت سی صورتین اور تمثیلین بیان کرسکتا ہے جسمین کچہہ اس قاعدہ مین داخل ہونگی اور کچہہ نہ داخل ہونگے لیکن مین خود یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ میرا اس فیصلہ سے طویل کرنیسے کوئی مفید غرض حاصل ہوگی یا جو الفاظ مینے اوپر استعمال کی ہین اونپر مینے باحتیاط کامل غور کرلیا ہی اور مین خیال کرتا ہون جہانتک مین معاملہ کو صحیح سمجہتا ہون تطبیق کرنیکا مجاز ہون تو اونسے صحیح قاعدہ قانونی قایم ہوتا ہے جس سے اس قسم کے بحث کے تجویز کرنیمین ہدایت حاصل ہوسکتی ہی۔ لہذا میری یہہ رائے ہے کہ ذیلی حکم مناسب طور پر تجویز ثبوت جرم نسبت اس اپیلانٹ کے حسب دفعہ ۳۰۷ کے صادر کرنا چاہیے تہی اور یہہ کہ مشار الیہ نے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۹۹ و ۴۰۲ کے جسکے ساتہہ دفعہ ۱۱۱ پڑہنی چاہیے غلطی سے صادر کی ہے۔

مین حکم دیتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے تحریر کیجاوے اور مین حکم دیتا ہون کہ حکم سزا پانچ برس کی قید کا بحال رہے۔

صفحہ ۱۰۸ انگریزی

ضلع غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۹۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲ جولائی

بمعاملہ درخواست بھگیلو وغیرہم

نگرانی۔ ہائیکورٹ کے اختیارات بصیغہ نگرانی۔ حکم مجسٹریٹ ضلع مشعر مقرر کرنے راستہ واسطے لیجانے جلوس ایام محرم کے۔

ہائیکورٹ باستعمال اپنے اختیارات نگرانی کے اوس یادداشت مین دست اندازی نہیں کرسکتی ہے جو مجسٹریٹ ضلع نے واسطے ہدایت اپنے ماتحتون کے نسبت اوس راستہ کے جاری کی ہو جس راستہ سے کسی جلوس کو لیجانا چاہیئے۔

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

عرصہ دراز سے ایک تنازعہ اوس سلک کے بابت تہا کہ ایک موضع واقعہ ضلع بلیا مین کس راستہ سے تعزیہ ایک شخص مسمی تصدق حسین کو لیجانا چاہیئے مجسٹریٹ ضلع نے فریقین کو طلب کیا اور اونکو ترغیب دی کہ ثالث مقرر کردین جو دو امکانی راستون مین سے ایک کا تصفیہ کردین۔ فریقین تنازعہ مذکور نے عدالت عام مین مجسٹریٹ ضلع کے روبرو ثالثون کے اس تقرری کو تصدیق کردیا۔ تب مجسٹریٹ ضلع نے ایک مسلمان ڈپٹی مجسٹریٹ کو موقع پر جانے اور اپنے روبرو ثالثون کے طلب کرنے اور اونکی فیصلہ کرنیکی ہدایت کی یہہ کارروائی کی گئی اور اشتہار راستہ مقرر کردہ ثالثان کا مجسٹریٹ ضلع نے بنام ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و مہتمم تہانہ سکندرپور و تحصیلدار بانسڈیہ کے بہیجدیا۔ اوسپر فریق ثانی نے درخواست نگرانی حکم مجسٹریٹ ضلع کی عدالت سشن جج غازیپور مین گذرانی سشن جج نے یہہ تجویز کی کہ اگرچہ حکم مذکور مین کوئی تصریح کسی تعزیہ یا کسی ایکٹ کے ایسی نہین ہے کہ جسکے روسے حکم مذکور صادر ہوا تہا تاہم حکم مذکور بموجب دفعہ ۳۰۔ پولس ایکٹ کے جائز ہے۔ چنانچہ مشارالیہ نے دست اندازی کرنیسے انکار کیا تب سائلان نے ہائیکورٹ مین درخواست کی

بنلٹ منجانب اپیلانٹان

گورنمنٹ پلیڈر [illegible]

ناکس صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حکم بموجب کسی دفعہ کسی خاص ایکٹ کے صادر نہین ہوا تہا اور نہ مجھکو بتلایا گیا ہے کہ کوئی خاص دفعہ کسی خاص ایکٹ کے روسے حکم مذکور صادر ہوا ہے۔ جن کاغذات کے روسے مجھسے درخواست دست اندازی کی کیجاتی ہے وہ کاغذ صرف ایک یادداشت معلوم ہوتی ہے جو بغرض اطلاع پولیس و تحصیلدار

سے کیجاتی تھی۔ جہانتک مین اسوقت واقف ہون اس عدالت کو اون یادداشتون مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین ہے جو صاحبان مجسٹریٹ نے بنظر ہدایت اپنی عہدہ داران ماتحت کے جاری کیے ہون۔ درخواست ڈسمس کیجاتی ہے

ضلع غازیپور — نگرانی فوجداری نمبر ۵۰۶ سنہ ۱۸۹۱ع — منفصلہ ۲۴ اگست

بمعاملہ درخواست دلدار خان

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۰۹۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ع (پولیس ایکٹ) دفعہ ۲۹۔ حیثیت سرکاری ملازم کی۔

جس صورت مین ایک کانسٹبل پولیس کو اوسکے تہانہ کے اسسٹنٹ محرر نے روپیہ واسطے خریداری لکڑی اور بانس بغرض مرمت تہانہ کے دیا تہا اور بعدہ اوسکے نسبت تجویز ثبوت جرم متعلقہ خیانت مجرمانہ دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند بہ نسبت اوس روپیہ کے جو اسطرح اوسکے سپرد ہوا تہا صادر ہوئی۔ تجویز ہوئی کہ تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ مذکور بیجا ہے کیونکہ وہ روپیہ اوس کانسٹبل کو بحیثیت ملازم سرکار کے سپرد نہین ہوا تہا کیونکہ لکڑی اور بانس کا خریدنا کوئی جز اوسکی خدمت کا بطور کانسٹبل کے نہین ہے اگرچہ مذکور اوسکی عہدہ دار اعلی نے دیا تہا اور وہ اشیا مرمت تہانہ کے لئے مطلوب تہی اور نہ حکم مذکور اوس قسم کا حکم تہا جسکا مقصود دفعہ ۲۳۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ع کے رو سے ہے۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج غازیپور نے کیا تہا۔ واقعات مقدمہ کا بیان ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر ہوتا ہے۔

ناکس صاحب جسٹس۔ ذیلعلم سشن جج غازیپور نے یہہ استصواب کیا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ مسمی دلدار خان کانسٹبل پولیس سے اسسٹنٹ محرر تہانہ دلدار نگر نے ۸ اپریل کو واسطے خرید کرنے کچھہ لکڑی کے جو واسطے مرمت تہانہ کے مطلوب تہی کہا تہا اور اوس غرض سے اوسکو ۵ روپے دئے تہے۔ نامبردہ کچھہ لکڑی لیکر واپس آیا اور یہہ کہا کہ اوسکی بابت اوس نے ۵ روپے ادا کئے ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۹ کو پہلے اوسکو اور دی گئی اور کہا گیا کہ کچھہ لکڑی اور بانس اور لے آوے۔ اپنی واپسی پر اوس نے یہہ بیان کیا کہ جو کچھہ اوسکو ملا تہا اوس مین سے ۴ روپے زاید اوسکا صرف ہوا ہے ۔۔۔ اوس نے مانگی اور اوسکو دی گئی اور ۴ روپے دوسرے اوسنے اور مانگے جسکے نسبت اوسنے بیان کیا کہ گاڑی کے کرایہ مین صرف ہوئے ہین۔ دلدار خان کا یہہ بیان ہے

کہ اوس نے صرف صہ کلیتاً پائی تھی۔ یہہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہرگاہ قیمت مصالحہ کی ضرورت ہے دلدار خان سے جو رسیدات داخل کی ہین اونکی تعداد للعہ ہے باعتبار ان واقعات کے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے اور ایک مہینا قید سخت کا حکم سزا صادر ہوا ہے۔

مین ذیعلم سشن جج سے اتفاق کرتا ہون کہ اگرچہ للعہ دلدار خان کے کبھی تفویض بھی ہوئی ہون تو روپیہ مذکور بحیثیت اوسکے ملازم سرکار کے سپرد نہین ہوا۔ لکڑی اور بالنس کا خریدنا کوئی جزو افسر پولیس کے خدمت کا نہین ہے باوجودیکہ حکم خریدنے لکڑی اور بالنس کا اوسکے افسر اعلی نے دیا اور اگرچہ لکڑی اور بالنس مذکور تھانہ کے مرمت کے لئے مطلوب تھا۔ اگر بنظر آسائش کے روپیہ اس قسم کے چیزون کے خریدنے کے لئے اوسکو سپرد کیا گیا تھا تو وہ بحیثیت اوسکے سرکاری ملازم کے اوسکے سپرد نہین کیا گیا تھا۔ جو جواب مجسٹریٹ ضلع نے اسمقدمہ مین دیا ہے اوسکو مینے ملاحظہ کیا ہے لیکن جو رائے مشارالیہ نے یہہ ظاہر کی ہے کہ اس قسم کے حکم کا مقصود دفعہ ۲۳ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء مین ہے اوس سے مین اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ الفاظ حکم جایز مستعملہ دفعہ مذکور پر ہائیکورٹ کلکتہ نے انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۷ غور کیا تھا اور جو رائے اوس عدالت کے ذیعلم ججون نے ان الفاظ کے معنی کے نسبت قایم کی ہے اوس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

مینے مقدمہ پر اس امر کے تجویز کرنیکے لئے غور کیا ہے کہ آیا باعتبار شہادت کے تجویز ثبوت جرم بموجب دفعہ ۴۰۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے مناسب ہوسکتی ہے یا نہین لیکن مقدمہ اسقدر مشتبہہ ہے کہ مین ملزم کو فایدہ اون شکوک قوی کا دینا چاہتا ہون جو مجھکو اوسکے مجرم ہونیکے بارہ مین ناشی ہوئی ہین۔ مین تجویز کرتا ہون کہ دلدار خان مجرم نہین ہے۔

مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ قیدی فوراً رہا کیا جاوے بشرطیکہ قید مین ہو۔

ضلع میرٹھ — نگرانی فوجداری نمبر ۹۱۵ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۳۱ اگست (منفصلہ انگریزی)

بمعاملہ درخواست دولت سنگھ

۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۵ — سلوک بعد ساتھ اون اشخاص کے جو حسب احکام دفعہ ۵۵ کے گرفتار ہوئے ہون

جس صورت مین کسی شخص کو پولیس نے بموجب احکام دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گرفتار کیا تو اوسکو ہمیشہ موقع رہائی کا بروقت داخل کرنے ضمانت معقول کے دینا چاہئے۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج میرٹھہ نے کیا تھا واقعات مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

ناکس صاحب جسٹس۔ ذیلیم سشن جج میرٹھہ نے یہہ مقدمہ واسطے نگرانی حکم مجسٹریٹ ضلع بلندشہر مصدرہ حسب دفعہ ۱۱۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بہیجا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ دو سنگہ عرف دولا سایل مقدمہ ہذا یا تو اوس مہتمم پولیس کے روبرو جسکی حلقہ مین سایل رہتا ہے یا مجسٹریٹ مہتمم ضلع کے روبرو ایک خوگر سارق اور عموماً بدچلن ثابت ہوا ہے۔ ظاہرا پولیس نے اوسکو بموجب اون اختیارات کے گرفتار کیا تہا جو افسر پولیس مہتمم اسٹیشن کو بموجب دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا ہوئی ہین اور جو اعتراض ذیلیم سشن جج نے اوس حکم کی نسبت کیا ہے جو اسمقدمہ مین صادر ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ گرفتاری مذکور خلاف قانون ہے اور بروقت گرفتاری مذکور کے سایل ضمانت معقول پر چہوڑ نہین دیا گیا جیسا کہ اوسکو چہوڑ دیا جانا چاہیے تہا اور کوئی بیس روز تک وہ حوالات مین رکہا گیا بلا اسکے کہ اوسکو اطلاع مناسب اوس وجہ کی دی گئی ہو کہ جسکی وجہ سے وہ حوالات مین رکہا گیا تہا اور اس کارروائی سے سایل کو مضرت اہم درباره تردید اون بیانات کے پہونچی ہے جو اوسکے خلاف یہہ بیان ہوئی تہی کہ وہ مشہور بدچلن آدمی ہے۔ دوئم اعتراض جو ذیلیم جج نے کیا ہے یہہ ہے کہ شہادت یا شہادت کا جزو کثیر اوس قسم کا ہے کہ جسپر بالفعل ضلع بلندشہر مین باور نہین ہوسکتا ہے اس سب کے علاوہ ذیلیم سشن جج کی یہہ رائے ہے کہ جو ضمانت سایل سے طلب ہوئی ہے وہ زاید از اندازہ ہے۔

جیسا کہ مین اس قسم کے مقدمات مین تجویز کر چکا ہون کہ جن اختیارات سے عہدہ داران مہتمم اسٹیشن ہاے پولیس اور صاحبان مجسٹریٹ ضلع از روے مجموعہ کے بغرض باز رکہنے بدمعاشون کے مسلح کیے گئے ہین وہ اختیارات خاص ہین۔ اونکے واسطے بہت قوی قاعدہ موضوع کیے گئے ہین اور کسی اسٹیشن پولیس کے مہتمم یا مجسٹریٹ ضلع کو بلا پہلے سے سوچ و بچار کے اور بجز باعتبار اوس شہادت کے جس سے مجسٹریٹ کو یہہ یقین ہو جاوے کہ بنظر خیر و عافیت نسبۃً خلایق اوس شخص سے ضمانت نیک چلنی کی طلب کرنا قطعاً ضروری ہے جو اوسکا

روبرو پیش کیا گیا ہے اختیارات مذکور کو نافذ کرنا چاہئے۔

تاہم اسمین شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا یہہ مقصود ہے کہ ایسی صورتین واقعہ ہونگی تو وہ صورتین کم اور خاص خاص ہون جسمین عہدہ داران پولیس پر صاف و صریح یہہ فرض ہوگا کہ کسی شخص کو اپنے اسٹیشن کے حدود کے اندر گرفتار کرے یا گرفتار کراے جو شہرت یافتہ سارق یا نقب زن بخانہ یا چور وغیرہ ہو۔

ایسی صورت مین عہدہ داران پولیس مہتمم اسٹیشن کو گرفتاری سے اجتناب کرنے مین صاف طور پر اپنے فرض سے دست بردار ہوتا ہوگا۔ ہرگاہ ایک جانب ہر ایسے مقدمہ مین دفعہ مذکور بلا احتیاط اور نیک نیتی کے نافذ کیا جاوے قوی تدابیر بمقابلہ عہدہ داران پولیس جنہون نے اسطرح پر تکلیف دی ہو عمل مین لاے جا سکتے ہین بجانب دیگر جو عہدہ دار بہمت دیانت دارانہ بصورت ضرورت اون اختیارات پر عمل کرتا ہے جو از روے دفعہ مذکور کے عطا ہوے ہین وہ باایمانداری اوس اختیار پر عمل کرتا ہے جو اوسکی نسبت قایم کیا گیا ہے۔ لیکن دفعہ ۵۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو احکام مندرجہ دفعہ ۱۱۲ اور دفعات مابعد کے ساتھہ مقابلہ کرنے مین خیال کرتا ہون کہ بہت کم شبہہ ہے کہ دفعہ ۵۵ کا یہی مقصود تھا جیسا کہ ذیلیم جج نے بیان کیا بتلایا ہے کہ روک اون خوگر بدمعاشون کی ہو جنکو مہتمم اسٹیشن پولیس ناگہانی طور پر اپنے حلقے کے اندر پاوے جنکی نسبت اوسکو وجہ معقول اس خوف کے کرنے کی ہے کہ قبل اسکے کہ موقع قریب کے ایسے مجسٹریٹ سے درخواست کرنیکا ہو جسکو مقدمہ مین بموجب دفعہ ۱۱۲ کے کارروائی کرنیکا اختیار حاصل ہے اشخاص مذکور مرتکب نقصان کے ہونگے۔ بہرحال یہہ محفوظ طریقہ اون اختیارات کا ہے جو از روے دفعہ مذکور کے عطا کئے گئے ہین۔ نسبت جواب کے جو تجویز بلند شہر نے دیا ہے ہرگاہ مین یہہ کہنے کو آمادہ نہین ہون کہ گرفتاری بجاے خود خلاف قانون ہوی ہے تاہم مین خیال کرتا ہون کہ بلا ضرورت ہے اور مجسٹریٹ ضلع کے یہہ بہتر ہوتا کہ خود اپنے طرف سے کارروائی مندرجہ باب ہشتم مجموعہ کو استعمال مین لاتے

میری صاف و صریح یہہ راے ہے کہ جب پولیس بموجب دفعہ ۵۵ کے عمل کرے تو اونپر لازم ہے کہ شخص گرفتار شدہ کو ضمانت دینیکا موقع دین اور حسب اقتضاے مجموعہ کے وہ ضمانت بلحاظ حالت زندگی شخص گرفتار شدہ کے زاید از اندازہ نہو۔ بہ نسبت عمل مجسٹریٹ ضلع کے میری یہہ راے ہے کہ سمن مجریہ حسب دفعہ ۱۱۴ کے ساتھہ حکم تحریری مشعر اندراج خلاصہ اوس

اطلاع کے جسپر ظاہرا مجسٹریٹ موصوف عمل کرتا ہے ہمیشہ بجز اوس صورت کے کہ بموجب دفعہ ۵۵ مجموعہ کے عمل کیا جاوے جانا چاہیے اور حسب بموجب دفعہ ۱۲ ایکٹ کے مجسٹریٹ عمل کرتا ہو تو کسی صورت مین وارنٹ گرفتاری جاری نہونا چاہیے بجز اوس صورت کے کہ صاف وجوہ اس امر کے باور کرنیکو ہون کہ اگر وارنٹ مذکور جاری نہوگا تو نقص امن ناگزیر ہو جاویگا۔ مقصد مجموعہ کا یہہ ہے کہ ہر شخص جسکے مقابلہ مین کارروائی مخصوص مندرجہ باب ہشتم کے عمل مین لائی جاوے خود اپنی پوری اطلاع متعلقہ اون حالات کے پاجاوے جو وجہ اس امر کے ہین کہ کیون اوسکی ازادی مین دست اندازی ہونیوالی ہے۔ صرف اوس صورت مین کارروائی بموجب باب ہشتم کے فی الفور اور روداد(ی) قسم کے ہونی چاہیے کہ جب نقص امن کا خطرہ صاف وصریح ہو۔ کسی شخص کو اوسکے ازادی سے محروم کرنا ایک بہت سخت تدبیر کا عمل مین لانا ہے اور یہہ کہنا نہایت ہی سخت ہوگا کہ کارروائی کی ہر نوبت سے نہایت سوچ وبچار اور احتیاط ظاہر ہونا چاہیے اور اگر کسی شخص کو قبل تحقیقات کے گرفتار کرتا ہے تو اوسکو موقع تمام کا ہر وقت پیش کرنے ضمانت معقول کے دینا چاہیے۔ اب یہہ بحث پیش آتی ہے کہ آیا اسمقدمہ مین گرفتاری منجانب پولیس اور غفلت درباره صدور حکم مشعر دیجانے ضمانت اور قلمبند کرنے اطلاع جبکہ ملزم حراست مین تھا اس قسم کے ہین جس سے ملزم کو مضرت اہم ہوئی ہے یا نہین۔ اس امر کے نسبت مینے مقدمہ کو بہت بڑی غور کے ساتھ ملاحظہ کیا ہے اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ رجن کو دولت سے صاف طور پر پوچھا گیا تھا کہ وہ کیا وجہ دکھلانا چاہتا ہے کہ کیون اوس سے ضمانت نیک چلنی کی طلب نکیجاوے۔ اس امر کے بابت سوء اتفاق سے مجسٹریٹ نے صاف تعداد اوس اقرارنامہ کی جو اوسے لکھنا چاہیے تھا اور میعاد اوس وقت کی جب تک وہ نافذ رہیگا اور شمار اور قسم اور فرقہ ضامنون کا جو اوس سے مطلوب تھی نہین کیا تھا۔ اگر یہہ ہوا ہوتا تو سایل یہہ ثابت کرسکتا تھا کہ ضمانت نامہ ایکہزار روپیہ کا اور ضامن زمینداری ٹکس پانسو روپیہ بالکل اوسکے استطاعت کے لحاظ سے باہر ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسمین شبہہ نہین ہوسکتا ہے کہ جہانتک اس امر کو تعلق ہے کہ دولت کو اوسسے مضرت پہونچی ہے کہ جسکو مین نظرانداز نہین کرسکتا ہون۔ لیکن مجھے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس کارروائی کے نوعیت سے ناواقف تھا جو اوسکے مقابلہ مین کیجاتی تھی یا یہہ کہ اوسکو اون اشخاص سے کہ اونمین دقت حایل کی گئی تھی جو اوسکی چال وچلن کے بابت اظہار دیتے

۱۲ جون تک پہلا موقع اور ۲۳ جون تک دوسرا موقع اوسکو اپنی نیک چلنی کے شہادت کے پیش کرنے اور جو شہادت اوسکے خلاف دی گئی تھی اوسکے تردید کرنیکا دیا گیا تھا۔ چہہ سے کم گواہ اوس نے طلب نہین کرائے ہے اور اگر مسل کا اعتبار کیا جاوے تو اون چہہ گواہون مین سے ایک بھی باعتماد یہہ نہین کہیگا کہ دولت نیک نام آدمی ہے۔ برعکس اسکے اونمین سے دو گواہون نے بالتصریح اوسکی شہرت بدنامی کے ساتھہ بیان کی ہے۔ مین مقدمات سابق مین کہہ چکا ہون کہ صاحبان مجسٹریٹ ضلع کو اوس شہادت پر اعتبار کرنا ضرور ہے اور کرنا چاہیے جسپر وہ عمل کیا کرتے ہین جبکہ صورتہا مین مسل سے یہہ ثابت ہو کہ وہ غافل اور لاپرواہ رہے ہین یا اونکی اختیار امتیازی مین کمی ہے تو مین بلا تامل دست اندازی کرونگا لیکن اسمقدمہ مین زیادہ گواہون نے دیدہ و دانستہ بحلف بیان کیا ہے کہ ملزم چور اور بدچلن ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت بہت احتیاط کے ساتھہ قلمبند کی گئی ہے اور مین مجسٹریٹ پر اعتبار کرتا ہون جب اونہون نے مسل مین یہہ درج کیا ہے کہ اون گواہون کی اطلاع کے معقول اور معتبر ہونیکو کامل طور پر باور ہے۔ لہذا مین مجسٹریٹ کے حکم مین علاوہ اسکی اور کچھہ دست اندازی کرنا نہین چاہتا ہون کہ دولت کو یہہ حکم دون کہ اقرارنامہ مبلغ ماعہ کا لکھدے اور دو ضامن زمیندار فی کس ماعہ کے ایک سال کے واسطے اپنی نیک چلنی کے بابت پیش کرے اور بحالت نہ دینے ضمانت مذکور کے اوسوقت تک قید سخت مین رہے کہ جبتک ضمانت داخل نہو یا سال نگذر جاوے یعنی اونمین سے جو پہلے موقع وقوع پذیر ہو۔ یہہ امر بہت افسوس کے قابل ہے کہ مجسٹریٹ ضلع نے جو عبارت اپنے اوس جواب مین جو اونہون نے دیا ہے استعمال کی ہے وہ عدالتانہ اور مناسب قسم کی نہین ہے مین بالخصوص اوس فقرہ پر اشارہ کرتا ہون جسپر نشان ہفتم کا اونکے یادداشت مین دیا گیا ہے۔ اس قسم کے جوابات سے یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ اوس عدالت کے نکتہ چینی کے ذریعہ ہون کہ جس کے اس غرض کے لئے مجسٹریٹ ضلع ماتحت ہے۔ اونکو مختصر ہونا چاہیے اور اونکا مقصود اون واقعات کے بتلانیکی طرف ہونا چاہیے جنکی نسبت معلوم ہوا ہے کہ نظر انداز ہو گئے ہین یا جنکو غلط بتلاے گئے ہین اور جبکہ سے تمام ذرا ہو تو وہ بیجا اور نامناسب ہوتے ہین

ضلع فرخ آباد — نگرانی فوجداری نمبر ۷۱۵ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۵ ستمبر

صفحہ ۱۸ انگریزی

بمعاملہ درخواست بستی رام

ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ نمک ہند) دفعہ ۹ - ذمہ داریان لائسنس دار کارخانہ نمک کے بہ نسبت ہضم کرنے مالگذاری سرکار بہ نسبت اوس نمک کے جو اوس کے کارخانہ مین بنایا گیا ہوگا

لائسنس دار کارخانہ نمک کا بموجب ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۲ء کے یہہ دیکہنے کا کام ہے کہ اوس کے کارخانہ کا بنا ہوا نمک بلا ادائے مالگذاری سرکار کے نہین نکلا ہے اور اگر کوئی انحراف ہوا ہے تو وہ مجرمانہ ذمہ دار ہوگا الا یہہ کہ وہ نہ صرف یہہ ثابت کر سکے کہ وہ بالذات اوس انحراف سے نا واقف ہے بلکہ یہہ بہی ثابت کرے کہ اوس نے احتیاط کماینبغی کے ساتہہ نگرانی اون لوگون کے کی ہے جنکو اوس نے اوس کارخانہ مین مقرر کیا ہے -

واقعات اس مقدمہ کے ناکس صاحب کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین - راس الشن وجو گندر ناتہہ منجانب سایل - گورنمنٹ پلیدر درام پرشاد منجانب سرکار - ناکس صاحب جسٹس - یہہ درخواست نگرانی حکم مصدرہ مجسٹریٹ ضلع اپنے بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے - واقعات جو حسب تجویز عدالتہای ماتحت کے ثابت ہوئی ہین یہہ ہین کہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۸۲ء کو سپرنٹنڈنٹ نمک نے جسکے حلقہ مین بستی رام کا کارخانہ نمک بنانیکا واقع تہا ۲۵ سیر نمک جو اوسوقت تک گرم تہا اور زمین مین چہپایا ہوا تہا برآمد کیا - بستی رام سایل لائسنس دار اوس کارخانہ کا موجود تہا اور اوس نے تسلیم کیا ہے کہ بجز اوسوقت کے کہ جب وہ کہانا کہانیکے لئے گیا تہا موجود تہا اور نمک کی طیاری مین جو اوسوقت طیار ہو رہا تہا نگرانی کرتا رہا ہے - جس مجسٹریٹ نے پہلے مقدمہ کی تجویز کی تہی بہت احتیاط سے شہادت کو ملاحظہ کیا اور یہہ ثابت کیا ہے کہ کارخانہ کے رجسٹر سلسلہ وار جہوٹہہ لکہے گئے ہین - یہہ اصرار ہوا ہے کہ وہ رجسٹر زبان اردو مین لکہی جاتی ہین کہ جس زبان کو بستی رام نہین پڑہ سکتا ہے - مجسٹریٹ کو اطمینان ہے کہ ان اور دیگر حالات سے جنکا ذکر مجسٹریٹ نے اپنی فیصلہ مین کیا ہی یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ یہہ اخفا کرنا نمک کا صرف ایک جزو اوس سلسلہ وار فریب کا ہے کہ جو بہ نیت ہضم کرنے محصول سرکار کے کیا جاتا ہے اور وہ ایسا فعل ہے جس سے سایل بخوبی واقف تہا اور اوسکی اجازت سے ہوا - مجہسے اس تجویز کی نگرانی کی درخواست ان وجوہ سے بنا پر ہے کہ -

(۱) یہہ کہ مجسٹریٹ نے تجویز کی ہے کہ گماشتہ جو بستی رام نے مقرر کی تہی وہ واقعی مرتکب فریب کا ہوا ہے

(۲) یہہ کہ مجسٹریٹ نے اس امر کے تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ سایل ذمہ دار محصول نمک کا تھا سو جہہ اسکے کہ اوس نے صاف اور معقول نگرانی اپنی گماشتون کی نہین کی ہے۔

(۳) یہہ کہ سایل کے علم فریب کی شہادت کا مدار صرف بلا تائید شہادت فضل کار جرم پر ہے۔

(۴) یہہ کہ مجسٹریٹ کا یہہ نتیجہ محض قیاسی ہے کہ یہہ ایک جزو سلسلہ وار فریب کا ہے۔

جس جرم کا نسبت ملزم مجرم قرار پایا ہی وہ یہہ ہے کہ جو محصول اوس مسکرات کا نمک بنانے پر سرکار نے مقرر کیا ہی اوسکے ہضم کرنیکا جرم ہی بحیثیت لائسنس دار اس کارخانہ نمک کے اوس نے اپنی اوپر اس امر کے دیکھنے کی ذمہ داری لی ہے کہ اوسمین جو نمک بنایا جاوے اوسمین سے ایک چھٹانک بھی بلا ادا اوس محصول کے جو سرکار نے اوسپر مقرر کیا ہی نکالا نجاوے۔ اگر اوسمین نمک بنایا جاوے اور اسطرح پر نکالدیا جاوے کہ وہ محصول کے ادا کیجانے سے بچ جاوے تو اس امر کا ثابت کرنا سایل کے ذمہ ہی کہ اوس نے کل معقول احتیاط مین اس امر کے وقوع پذیر ہو سکنے کے بارہ مین استعمال کی تہین

اس امر سے علاوہ اوسکے ہاتھون کے اور ہاتھون سے نمک ہٹادیا گیا تہا اور یہہ کہ روز بروز سلسلہ وار کتابین جھوٹی بنائی گئی تہین اور اوسمین سے ایک کتاب علاوہ اوسکے ہاتھون کے دوسرے ہاتھون سے تلف کردی گئی تہی سایل اوس ذمہ داری سے پاک ہوگا جو اوس نے اپنی اوپر لی ہی خصوصاً اوس حالت مین کہ جب ذمہ داری ایسی ہے جسکے استعمال سے وہ ذاتی فایدہ اوٹہاتا ہے۔ مجسٹریٹ نے یہہ ثابت کیا ہے کہ فریب ایسے فریب نہین ہین جو کچہہ سیر ون کے بابت ہوے ہون اور جو قابل لحاظ نہون۔ مین اونکے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ جو واقعات تجویز سے منکشف ہوے ہین اونسے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جن زنجیرون سے سلسلہ فریب کا مکمل ہوا ہے وہ افعال ایسے ہون جنکا ارتکاب ورواج کیا ہی لیکن افعال مذکور ایسے کثرت اور ایسے سلسلہ وار ہین کہ اونسے یہہ قیاس پیدا کیا جاسکتا ہی کہ اونسے سایل بخوبی واقف تہا اور اونکے ارتکاب کی اوس نے اجازت دی ہتی۔

مین ایک لمحہ بہی یہہ قیاس نہین کرسکتا ہون کہ یہہ غالب ہے کہ سایل اوس تفاوت سے واقف تہا جو مقدار شورہ موجودہ اوسی گودام مین اور اوس مقدار مین تہا جو بموجب کتابون کے موجود ملنا چاہیے تہا اگر وہ کتابونکو شرہ بہی نہین سکتا ہی تاہم بحیثیت ادمی کاروباری کے اوسکو اور وسایل ضرور یہہ معلوم ہوا ہوگا کہ اوسکی گودام مین کیا موجود ہے اوس سے یہہ ثابت نہین کیا کہ وہ بیوقوف ہے یا اور طور سے کاروبار کے قابل نہین ہے۔

اس سے فیصلہ ادنی عدالت کا بحال رہتا ہے جسپر واسطے نگرانی حکم کے اصرار ہوا ہے۔

مجہسے درخواست نگرانی حکم سزا کی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ وہ ناجایز طور پر سخت ہی۔ مین اس سے اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ نظر بران درخواست نامنظور کرتا ہون۔

ضلع گورکہپور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۹۴ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۵ ستمبر

بمعاملہ درخواست عبد العزیز

ضمانت حفظ امن۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع دربارہ طلب کرنے ضمانت کے اوس شخص سے جو حدود سے ضلع مین رہتا ہو۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۰۷۔

اندروے دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کو اختیار جاری کرنے حکمنامہ کا بموجب اوسکے ایسے شخص کے نام جو اوسکے اختیار سماعت کے اندر نہیں رہتا ہے حاصل نہیں ہے۔

بمعاملہ درخواست جے پرکاش لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۶) کے تقلید کی گئی

جنیدر چندر اے (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۷) دو دینا ناتہہ ملک (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳) پسند ہوئی۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج گورکہپور نے کیا ہے۔ واقعات مقدمہ جہانتک واسطے غرض اس رپورٹ کے ضروری ہین حکم استصواب مین دیئے ہین جو حسب ذیل ہین

یہہ درخواست مشعر استدعاے نگرانی حکم مشعر ہونے صاحب مجسٹریٹ ضلع مشمولہ مقدمہ کے بنام سایل دربارہ پیش کرنے دو ضامن فی کس تعدادی ایک ایک ہزار روپیہ واسطے حفظ امن ایکسال کے سایل کی جایداد ضلع گورکہپور مین ہے لیکن وہ باشندہ موضع قندور تھانہ منڈیادل واقعہ ضلع بستی کا ہے اصل بحث فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ الہ آباد بمقدمہ جے پرکاش لال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۳ صفحہ ۲۶) پر مبنی ہے جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ مجسٹریٹ جو بموجب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کرتا ہو اوسکو اوس شخص پر اختیار سماعت حاصل نہیں ہے جو اوسکے حدود ارضی اختیار سماعت کے باہر رہتا ہو اور اس رای قانونی کو ہائیکورٹ کلکتہ نے بھی بمقدمات راجنیدر چندر راے چودہری (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۷) اور دینا ناتہہ ملک (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۳) مین اختیار کیا ہے

اندرینحالات بلا لحاظ اوپر روداد مقدمہ کے مین مجبوراً یہہ تجویز کرتا ہون کہ حکم مجسٹریٹ کا خلاف اختیار ہے اور مسل ہائیکورٹ مین بدین سفارش بہیجی جاوے کہ حکم مجسٹریٹ مسوخہ ۱۶ جون ۱۸۹۱ء منسوخ کیا جاوے۔

بروقت پیش ہونے اس استصواب کے ناکس صاحب جسٹس نے حکم ذیل صادر کیا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ حکم مجسٹریٹ کا خلاف اختیار تھا اور فوراً منسوخ ہونا چاہیے۔ سایل اور اوسکے ضامنان بشرطیکہ اونہون نے کوئی اقرارنامہ لکھدیا ہو اوس سے سبکدوشی کیجاویگی

ضلع جہانسی نگرانی فوجداری نمبر ۱۰۷ سنہ ۱۸۹۱ء منجانب ماہ اگست محمد محمود

بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پیاری

معافی - شریک جرم کو بجانب مجسٹریٹ کے معافی دیا جانا - ... ہونے جزو کی شہادت کے معافی کا مسترد کیا جانا - گواہ کی تجویز اور عدالت سشن مین ... مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۳۷ و مابعد -

ایک شخص ماکو اور پیاری پر مجسٹریٹ نے بدرد الزام قتل عمد قائم کیا ... معافی کا کیا گیا کہ جس نے وسلوت ... کیا تھا اور اوسکے بعد اوسکا اظہار گواہ ... کیا گیا ... معافی اوسکے اظہار کے وعدہ معافی کا جو ... کیا گیا تھا مسترد کر لیا گیا اور وہ ... روبرو ... کیا گیا اور اوسکی تجویز ... اور سونا گو کے عدالت سشن کے سپرد کیا گیا ... کارروائی خلاف قانون ہے کیونکہ دفعہ ۳۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری ... وعدہ معافی کا کیا جاوے اوسکا اظہار گواہ ... مجسٹریٹ ہی کے روبرو ... سشن کے روبرو بھی قلمبند کیا جاویگا اور اگر معافی ... مسترد ... کی پوری تعمیل نہ کی ہے کہ جنکی ما بہ معافی ... گئی تھی تو تجویز ... عدالت تجویز ... عمل مین لائی جاویگی -

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے سشن جج جہانسی نے کیا ہے

واقعات مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

ناکس صاحب جسٹس - ۲۳ مئی کو قائمقام مجسٹریٹ جالون نے ظاہرا وعدہ معافی کا ایک شخص مسمی پیاری سے اس شرط پر کیا تھا کہ نامبردہ اون حالات کو پورے اور سچی طور پر منکشف کردے جو اوسکی (پیاری کی) علم مین بہ نسبت اوس جرم قتل عمد کے ہون جسکا ارتکاب ہونا بمقام جتا مان بتاریخ ۸ ارجنوری سنہ ۱۸۹۱ء یا قریب اوسکی قیاس کیا جاتا ہے - ذیلعلم سشن جج جہانسی نے کہ جنہون نے تجویز جرم قتل عمد کی کی ہے جو یادداشت لکھی ہے اوس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ پہلا ہی مرتبہ نہین ہے کہ پیاری کو یہہ معافی دیگئی ہے - واضح ہوتا ہے کہ بہ نسبت اسی مقدمہ کے پہلے بھی وعدہ معافی کا کیا گیا تھا - لیکن وہ وعدہ مسترد کر لیا گیا تھا اور اسطرح جبکہ وعدہ ۲۳ مئی کو کیا گیا تھا وہ دوسرا وعدہ معافی کا پیاری کے ساتھ ایک ہی وقت مین کارروائی مقدمہ کی ... کیا گیا تھا گواہانہ اظہار پیاری کا شروع کیا گیا تھا لیکن قبل اسکے کہ اظہار مذکور بہت طول ...

ساتھہ ہوا ہو یہہ وعدہ معافی کا پہر سترد کر دیا گیا تہا۔ مجھے اون وجوہ کا پتہ و نشان نہین ملتا ہے کہ کیون وعدہ معافی کا کیا گیا تہا اور نہ مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا یہہ وعدہ معافی کا قائمقام جنٹ مجسٹریٹ نے کیا تہا۔ اگر وہی مجسٹریٹ وعدہ معافی کے کرنیوالے تہی تو مسل مین اپنی اس کارروائی سے کرنیکے وجوہ قائم کر دینا چاہیے تہا۔

بعد قلمبند ہونے اپنی اظہار کے پیاری فوراً بطور ملزم کے کٹہرہ مین اوس قیدی کے ساتھہ کہڑا کیا گیا جسکے مقابلہ مین وہ شہادت دینے کو امادہ ہوا تہا اور بالاخر اوسی قیدی کے ساتھہ بعلت جرم قتل عمد کے عدالت سشن مین اپنی تجویز کرانیکے لئے سپرد کیا گیا۔

ذیعلم سشن جج نے حکم سپردگی کو اس عدالت مین اس نظر سے بہیجا ہے کہ وہ بطور خلاف قانون کے منسوخ کر دیا جاوے میری یہہ رائے ہے کہ سشن جج کی رائے صحیح ہے۔ دفعہ ۳۳۷ مین صرف یہی حکم نہین ہے کہ ہر ایسے شخص کا اظہار گواہانہ مقدمہ مین قلمبند کیا جاویگا جس نے وعدہ معافی کو قبول کر لیا ہو بلکہ اوسکا یہہ مقصود بہی ہے کہ اظہار مذکور نہ صرف مجسٹریٹ سپرد کنندہ ہی قلمبند کریگا بلکہ عدالت سشن بہی قلمبند کریگی۔ جس فقرہ مین یہہ قاعدہ مقرر ہوا ہے کہ اظہار گواہانہ قلمبند کیا جاویگا اوسکے مابعد فقرہ مین یہہ قاعدہ بہی قرار پایا ہے کہ اگر ضمانت پر رہا نہو تو گواہ مذکور تا اختتام تجویز عدالت سشن کے حراست مین رکہا جاویگا۔

اگر کوئی گواہ ان شرائط کی پوری تعمیل نکرے جنکی بنا پر اوس سے وعدہ کیا گیا تہا تو اوسکی تجویز ہو سکتی ہے لیکن ایسے تجویز علیحدہ اور جداگانہ اول تجویز سے عمل مین لائی جاویگی کسی دوسرے طریقہ کے اختیار کرنیسے ملازمانہ ملزم کو مضرت اہم پہونچیگی۔

نظر بران مین حکم سپردگی کو منسوخ کرتا ہون اور یہہ بات مجسٹریٹ کے رائے پر چہوڑتا ہون کہ اگر وہ مناسب سمجہین تو معاملہ مین کوئی ایسی کارروائی مزید کرین جو قانوناً لازم ہو۔

۱۸۹۱ء ۸۷ | ضلع گورکہپور | نگرانی فوجداری نمبر ۵۸۰ سنہ ۱۸۹۱ء | منفصلہ ۲۶ ستمبر

بمعاملہ درخواست شیو سہائے بہگت وغیرہ کیس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری باب ۲۲۔ تجویز سرسری ضابطہ سرسری کا اوس مقدمہ سے متعلق نہین ہے جسمین تجویز طول وطویل متعلق ہے۔

جس صورت مین تجویز کسی مقدمہ کی بموجب دفعہ ۲۶۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حسب احکام ہند ۲۶۳

کہ تجاویز سراسری مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی گئی ہو لیکن مقدمہ کی ابتدا سے
قایم رہی ہو اور اوسکے دوران مین تحقیقات بر سر موقع کی گئی ہو اور علاوہ برین جبکہ مالیت مال
سے زیادہ بیان کیجاتی ہے تجویز ہو کہ یہہ مقدمہ ایسا نہین ہے جس سے ضابطہ تجاویز سراسری کا مستحق ہو

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج گورکھپور نے
واسطے نگرانی حکم جنٹ مجسٹریٹ بستی مورخہ ۱۲ جون ۱۸۹۱ء کے کیا ہے۔ واقعات مقدمہ کی حکم
استصواب سے بوجہ حسب ذیل کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

یہہ درخواست واسطے نگرانی حکم کنور بہادر سنگہ جنٹ مجسٹریٹ بستی کے ہے جسکے رو سے
سائیلان پر جرمانہ بموجب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیا گیا ہے۔

اصل حجت یہہ ہے کہ کارروائی از سر تا پا ناجائز ہے کیونکہ مالیت مال مسروقہ مظہرہ کی
پچاس روپیہ سے زیادہ ہے۔ مسل مین مجھے کوئی صاف بیان بہ نسبت مالیت مال مسروقہ کے نہین دستیاب
ہوتا ہے لیکن خود مستغیث میرے روبرو تسلیم کرتا ہے کہ وہ مالیتی پچاس روپیہ ہے۔

لیکن صرف اسی بنا پر مین مقدمہ کو نگرانی کے واسطے نہ بھیجتا لیکن مین سمجھتا
ہون کہ فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ ایشر چندر منڈل (وکلی رپورٹ جلد ۸ صفحہ ۶ فوجداری)
اس مقدمہ سے بالخصوص متعلق ہے۔ یہہ مقدمہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۱ء کو شروع ہوا تہا اور ۱۲ جون کو ختم ہوا تہا
مجسٹریٹ کے روبرو دس مرتبہ مقدمہ پیش ہوا تہا اور دوران مقدمہ مین واسطے تحقیقات موقع پر بھی گیا تہا

ظاہرا یہہ ایسا مقدمہ نہین ہے جسکی سراسری تجویز کیجاتی جسکا مقصود واضعان قوانین کا
رہا ہو۔ مین سراسری مقدمات اون مقدمون کو سمجھتا ہون جنکی تجویز اور فیصلہ فوراً ہو سکتا
ہے اور طویل مسل شہادت کے اسوجہ سے ضرورتی نہین ہوتی ہے کہ مجسٹریٹ کل شہادت
کو فی الفور سماعت کرتا ہے اور یاد رکہتا ہے۔

جو شہادت اپیل مین دی گئی ہے اوسکو صحت جن مین وہ کہ چونکہ ...
یہہ مقدمہ بہ نسبت استحقاق کسی فصل کے سراسری نزاعی تہا اور بعد ملاحظہ تحریرات
مجسٹریٹ کے جو بہ نسبت اوس طریقہ کے ہین کہ جسمین مستغیث نے اپنی مقدمہ کی پیروی کی ہے
مین یہہ خیال نہین کرتا ہون کہ حکم تجویز مدید کے صادر کرنے سے کوئی نتیجہ معقول حاصل ہوگا۔

یہہ نزاع بہ بنک مثلی بہ نسبت ملکیت جایداد کے ہے جسکا تصفیہ عدالت مجاز سے ہو سکتا ہے ۶
مسل مقدمہ انریبل جج ہائیکورٹ مین بدین سفارش بہیجی جاویگی کہ تجویز ثبوت ... اور احکام

بموجب دریافت شورکا عدالت سشن سے جو انسی سے صادر ہوئی ہے۔ ذیل سشن جج نے تجویز مقدمہ کی بہت احتیاط کی ہے اور اپنی فیصلہ پر نہایت عمدہ اور فکر سے غور کی
ہے۔ لیکن بعد ملاحظہ مسل کے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ قطعاً کوئی شہادت ایسی نہیں ہے جس پر تجویز ثبوت جرم ناگو کی مبنی ہو سکے۔ اوسکی خلاف صرف ایک شخص
پیارے گواہ ہے اور اوسکی شہادت وہ شہادت نہیں ہے جو سشن جج کی تجویز میں دیکھی گئی تھی بلکہ یہہ وہ شہادت ہے جو اوس سے روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ
اوسنے دی تھی جب مقدمہ سماعت کا پیارے گواہ کے ساتھہ اس طور پر کیا گیا تہا کہ تا مدعا اپنی علم کے وہ مقدمہ کا حال پورے طور پر سچا بیان کرے۔ عدالت
مجسٹریٹ میں پیارے نے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ مسماۃ جانکی کے ساتھ اوسکی بابت گھر تک اوس شب کو جو مسماۃ مذکور کی زندگی کے اخیر شب تھی اوسکی آشنائی
سے جو ایسا کا لڑکا ہی جنگل میں جو موضع قریب ہی ملنے کو گیا تہا۔ اوسکو ملنے کی بابت نہیں اور اس نے ملنے کی کوئی وجہ نہیں بتلائی جاتی ہے سکی
اپنا اقرار کیا تہا اور اگر پیارے یہہ نہیں جانتی جانکی کو اوس مقام پر لیجانے کی کوشش کرتا تہا اور اوسکا انتظار کرتا تہا تو یہہ سمجھنا مشکل ہے کہ
کیوں وہ مانع اوس [illegible] ہوا۔ غالباً تو دیہہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خود پیارے نے مصلحتاً وہ [illegible] اوسنے دی اور نا [illegible] عدالت مجسٹریٹ
[illegible] ہے جانکی مقتولہ کی لاش کو دریا میں لیجانے [illegible] اوسنے مستعدی شرکت کی ہے اور گواہ مذکور نے یہہ اقرار کیا [illegible] لاش کے دریا
تک پہنچنے سے پہلا [illegible] کہ اس پیارے جو اوس نے [illegible] تہا اوسکی نسبت تجویز
جرم [illegible] صادر [illegible] وہ حاضر تہا اور اوس فعل کو اوس نے [illegible]
تہا اور یہہ کہ وہ [illegible] کی گئی ہو نہیں [illegible] اور [illegible] لوٹ [illegible]
میں پیارے [illegible] بیان [illegible] کرنیکا کہ لوٹ جانکی کی جانب [illegible]
اپیلانٹ [illegible] ہے۔ پیارے نے یہہ مصلحت ظاہر کی [illegible] اسمعاملہ میں [illegible]
اپنے حصہ کو اسمعاملہ میں ضعیف کرسکے [illegible] شہادت بھی خلاف ناگو کے [illegible] منظور ہوئی تہا اور سشن جج نے عمل کیا
پہ یہہ شہادت ہے کہ اوس شب کو ناگو اوس جنگل میں پایا اوسکو قریب دیکھا گیا تہا لیکن بجز اسکے اور کوئی شہادت قطعاً نہیں ہے کہ [illegible] جانکی کے قتل
میں ناگو کا تعلق پایا جاوے لیکن جو [illegible] حصہ مقدمہ کا جانب ثبوت کے نہیں ہے کیونکہ پیارے کا بیان خلاف ناگو اسلئے ناگو کے تجویز میں جج
عدالت سشن میں ہو دی تہی نہیں ہوا تہا۔ برعکس اسکے جب پیارے گواہ وقت تجویز کے گواہوں کے کٹہرہ میں لایا گیا تو اوس کل کے سچ ہونے
سے انکار کیا جو اوسنے مجسٹریٹ کے عدالت میں بیان کیا تہا اور یہہ بیان کیا کہ وہ جانکی کی زندگی کے شب اخیر کے معاملہ میں شریک نہیں تہا
جن حالات کو اوسنے ناگو اپیلانٹ سے منسوب کیا۔ اسطرح پر یہہ مقدمہ صرف ایسا ہی نہیں ہے کہ جسمیں کسی شخص کی نسبت تجویز ثبوت جرم بلحاظ
بر بنا شہادت شریک جرم [illegible] صادر ہوئی بلکہ شہادت مذکور کوئی شہادت تجویز میں نہیں بلکہ بجانب [illegible] اوسکی [illegible] اور اوسکو ایک
قسم کا تو دیہہ [illegible] مناسب [illegible] بر وقت تجویز اوس قائم کیا ہے۔ عدالت [illegible] بلا [illegible] یہہ تجویز کی [illegible]
مجھکو [illegible] یہہ مناسب نہیں ہے کہ متعلقہ تجویز سشن میں ایسا اظہار ایسے حالات میں جیسے کہ یہہ مین داخل کردیا جاوے جو اوس مجسٹریٹ
کے عدالت میں قلمبند ہوا تہا جسکے کارروائی ابتدائی کی تہی۔ اسلئے ہم سب آخر فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام [illegible] اپیل فوجداری
ضلع [illegible] مورخہ [illegible] جو [illegible] الفاظ [illegible] کی بنیاد پر عمل
کو موقوف کرینگے اور جو تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بہ نسبت ناگو کے صادر ہوا ہے اوسکو منسوخ کرتے ہیں اور
اوسکے فوراً رہائی کا حکم دیتے ہیں۔

ضلع اعظمگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۱۱ جولائی ۱۸۹۱ء

شیو برن لال
بنام
منوگ رام

شفعہ۔ جایداد واحد کے لسبت شفع کا جداگانہ وقوع پذیر ہونا۔ وقوع اول پر شفیع کے دعوے شفع سے کرنے مین غفلت کرنیکی وجہ سے شفیع کا ممنوع ہوجانا۔ واجب العرض۔

کسی وقوعہ شفع کے لسبت ترک استحقاق شفع کے کرنیسے ترک استحقاق نفاذ شفع کا بسنست کسی دوسرے وقوعہ کے جو مابعد اوس وقوعہ کے ہو جسکی نسبت استحقاق مذکور اسطرح پر ترک کیا گیا ہے لازم نہین ہے۔ عاشق علی بنام متہرا کا ۔۔۔ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۱۸) روپ نراین بنام اودہ پرساد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۶) وشیو درشن کنور بنام تہپال کنور (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۵) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کاشی پرشاد و لچھمن چند منجانب اپیلانٹ ۔ جوگندر ناتھ چودہری منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ اس اپیل کے فیصل کرنیکے لیے صرف چند واقعات کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے اور وہ حسب ذیل ہین۔

۲۹ جون ۱۸۷۶ء کو ایک شخص مسمی شنہو ناتھ نے جو ایک شخص گنیش کا باپ تہا ایک رہننامہ منفعتی بنام منوگ رام مدعاعلیہ رسپانڈنٹ کے لکھدیا تہا اور یہہ مسلمہ ہے کہ ازروے رہن مذکور کے مرتہن دخیل کرادیا گیا تہا۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعدہٗ ۱۳ جولائی ۱۸۸۰ء کو شنہو ناتھ مذکور نے کچھہ اور روپیہ مرتہن منفعتی مذکور سے قرض لیا اور اوسکے اطمینان کے لیے ایک تمسک کفالتی لکھدیا۔

پہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون رہننامون کے روسے جو روپیہ واجب تہا وہ ادا نہین ہوا تہا اور یہہ بیان ہوا ہے کہ شنہو ناتھ اب زندہ نہین ہے کیونکہ یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکے لڑکے گنیش نے ۲۴ نومبر ۱۸۸۶ء کو ایک بیع بالوفا یا رہننامہ بیع شرطی بنام اوسی مرتہن منوگ رام اوسی جایداد کے نسبت لکھا تہا جو پہلے سے اوسکی پاس رہن تہی اور جسپر وہ قابض ہے۔ وقت کرنے اس رہن کے معاوضہ مین وہ کل شامل تہا جو ازروے ہر دو دستاویزات سابقہ مورخہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء و ۱۳ جولائی ۱۸۸۰ء کے بابت تہا معہ مبلغ ۱۲۵ روپیہ کے جو اوسوقت پیشگی دیا گیا تہا۔

رہن بیع بالوفا مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۶ء ابتک قایم ہے اگرچہ اوسمین یہہ شرط قرار پائی

تہی کہ آخر سال مین بیعات ہوجاویگا لیکن بیعیات مذکور ابتک وقوع پذیر نہین ہوا ہے اور اسی رہن بیع بالوفا کے نسبت یہہ بات ہے کہ مدعی نے نالش ہذا ۱۰ اگست ۱۸۹۰ء کو بدین حجت دایر کی ہے کہ چونکہ وہ گنیش مقر دستاویز مذکور کے ساتہہ شریک ہے لہذا بموجب شرایط واجب العرض کے متعلق دعوے استحقاق شفع کا بہ نسبت اوس حصہ کے ہے جو بواسطہ بیع شرطی ہوا ہا

جوابدہی نالش کی مختلف وجوہ کے بنا پر ہوی تہی اور منجملہ اون سے ایک وجہ یہہ تہی کہ چونکہ مدعی نے دعوے شفع کا بہ نسبت دو رہنامجات سابق مورخہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء و ۱۳ جولائی ۱۸۸۱ء کے نہین کیا لہذا وہ بیع شرطی موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء پر دعوے شفع کے کرنیسے ممنوع ہے۔ منجملہ دیگر عذرات کے ایک عذر میعاد سماعت کا بہی ہے مگر اس عذر کا فیصلہ عدالتین ماتحت نے کردیا ہے اور اوسپر رسپانڈنٹ کو اصرار نہین ہے۔

لیکن جس امر پر مسٹر جوگندرناتہہ کو منجانب رسپانڈنٹ کے اصرار ہے وہ یہہ ہے کہ چونکہ معاوضہ رہن بیع بالوفا موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء مین وہی ذمہ داریان زرنقد کی شامل ہین جو رہن موقوعہ ۲۹ جون ۱۸۷۶ء و کفالت ۱۳ جولائی ۱۸۸۱ء سے پیدا ہوتا تہین اور چونکہ اون دونون رہنون کے بابت باوجود استحقاق مندرجہ واجب العرض کے کوی نالش منجانب مدعی کے دایر نہین کی گئی لہذا ازروے رہن موقوعہ ۱۴ نومبر ۱۸۸۶ء کے جسپر اس نالش کے ذریعہ سے اعتراض ہے یہہ تصور ہونا چاہیے کہ اوس سے کوی بناء مخاصمت جدید مدعی کو حاصل نہین ہوتی ہے۔

پس مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث صحیح نہین ہے کیونکہ اسوقت سے پہلے مین بہت سے مقدمو نمین کہہ چکا ہون جو مجہے رپورٹو نمین نہین ملتے ہین بجز مقدمہ شیورتن کنور بنام مہپال کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ دیکہو ۲۶۷) کے کہ اگرچہ شفع شرع محمدی کا اوپر استحقاق نسبت بیوع کے محدود ہے تاہم موضعون کے واجب العرضو نمین ایسی شرایط ہوسکتے ہین جو فریقین کے شرکا نے قایم کی ہون اور جن سے استعمال حق شفع کو اون معاملات کے اوپر تک وسعت دیجاتی ہے جو علاوہ بیع کے ہون۔

اسمقدمہ مین جو واجب العرض میرے روبرو پیش ہے اوسکی روسے ان صورتو نمین سے ایک صورت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اوسکی عبارت حسب ذیل ہے

اگر کوی حصہ دار حصہ اپنا بیع کامل یا بیع میعادی یا رہن کیا چاہے تو پہلے بدست حصہ دار قریبی بعدہٗ حصہ دار اس ہتوک کے بعدہ حصہ دار دوسرے تہوک کے کرے جب کوی شرکا سے

قانون کے نہ لیوین تو شخص غیر کے ہاتہہ منتقل کر سکتا ہے اور ایسا نکرے تو حصہ داران حسب ترتیب بالا لینے کا استحقاق بذریعہ حق شفع رکہتے ہین۔

ان شرایط کے رو سے بلاشبہہ مدعی مستحق نافذ کرنے اپنے حق شفع کا بہ نسبت رہن منفعتی ۲۹ جون ۱۸۷۶ء اور نیز اگر وہ چاہتا تو بہ نسبت رہن سادہ مورخہ ۳ جولائی ۱۸۸۱ء کے بہی تہا لیکن اوسنے ایسا کرنا نہین پسند کیا اور تب سوال یہہ ہے کہ آیا اول دو موقعوں پر اپنی استحقاق کے نافذ نکرنے سے وہ اس بیع بالوفا موقوعہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کے موقع پر اپنی استحقاق کے نافذ کرنے سے ممنوع ہوگیا یا نہین یہہ بسنبت اسکے قاعدہ قانون شفع کا یہہ ہے کہ کسی استحقاق شفع کے وقوعہ پر ترک استحقاق کر لینے سے یہہ لازم نہین آتا ہے کہ استحقاق نفاد شفع بہ نسبت کسی دوسرے وقوعہ جو اوس وقوعہ کے بعد واقعہ ہو کہ جسکے نسبت اسطرحپر استحقاق متروک کر دیا گیا تہا ترک کر دیا گیا ہے۔ اصول اس رائے کا جہانتک فقرات شفع مندرجہ واجب العرض کو تعلق ہے وہی ہے جو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب نے اور خود مینے بمقدمہ عاشق علی بنام ستہرا کا ندر (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۱۵۸ دیکہلیے صفحہ ۱۹۰) اور بہتہرم صاحب چیف جسٹس اور اسٹریٹ صاحب جسٹس نے ایکسال کے مقدمہ روپ نراین بنام اودہ پرساد (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۳) مین اختیار کیا تہا۔

پس جس اصول پر قاعدہ شفع بسنبت ترک کے مبنی ہے وہ ایسا ہی ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے تو نتیجہ یہہ برامد ہوتا ہے کہ مدعی اس نالش کے قایم رکہنے مین محض اسوجہ سے ممنوع نہین ہوا ہے کہ اوسنے اپنا استحقاق بہ نسبت دو سابق رہنون کے متروک کر دیا تہا۔ لیکن عدالت اپیل ماتحت نے تجویز روداد مقدمہ کی بوجہ اپنی غلط رائے متعلقہ مانع تقریر مخالف کے نہین کی ہے۔

مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ عدالت موصوف مین واسطے تجویز روداد کی بلحاظ دیگر عذرات کے جو فریقین نے پیش کی تہی واپس بہیجتا ہون خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع شاہجہانپور　　اپیل دوم نمبر ۱۰۴۰ سنہ ۱۸۹۰ء　　منفصلہ ۴ جولائی

احمد حسن خان بنام بہولی

زمیندار و اسامی۔ نالش نکلوا دیجانے درختان منصوبہ اسامی۔ مانع تقریر مخالف بذریعہ سکوت

یہہ امر کہ زمیندار اسلئے جو مستحق کرنے دعوے رد کرا پانے اون درختان کا تہا جو اسامی نے بلا رضامندی

اوسکے نصب کرلئے تہے تاریخ نصب کرنے درختان مذکور سے عرصہ تین سال تک دعوے درختان مذکور کے

نکلوا دیجانیکا نہین کیا انبہ لہ مانع تقریر مخالف بالسکوت نہین ہے کہ جس سے زمیندار دعوے نکلوا دیجانے درختان

مذکور قبل انقضاے اوس میعاد سماعت کے جو ایسی نالش سے متعلق ہے اوکا میابی نکر سکتا ہو۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلے سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

مادہو پرساد منجانب اپیلانٹ　　　　ریسپانڈنٹ کیطرفسے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس۔ مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا کیطرفسے مسٹر مادہو پرساد حاضر ہوے ہین ریسپانڈنٹ کیطرفسے کوئی حاضر ہی نہین ہوا ہے حالانکہ اوسکا نام آج پکارا گیا تہا۔

مدعی مسلمہ زمیندار اوس اراضی کا ہے جو اب متنازعہ ہے اور یہہ بہی مدعا علیہ کو اس اراضی پر کوئی استحقاق بجز اوسکے حاصل نہین ہے جو اوسکو از روے عطیہ منجانب مدعیان کے اوسکو حاصل ہے یہہ نالش واسطے نکلوا دیجانے چند درختان کے ہے جو مدعا علیہ نے حال مین اراضی نمبر اسکی متعلقہ میں لگوائے ہین کہ جو کسی وقت مین اراضی باغ تہی اور جسکی درخت خریدار نیلام حقیت مدعا علیہ نے نکال ڈالے تہے نصب کی ہین۔

عدالت مرافعہ اولے نے دعوے ڈگری کیا تہا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے اوس ڈگری کو بذریعہ اوس فیصلہ کے منسوخ کیا ہے جسکی ایک فقرہ کی نقل کردینے سے اوسپر اچہی طرحسے غور ہوسکیگا۔ ذیعلم جج اپنے فیصلہ کے اخیر مین یہہ کہتے ہین۔

مین نہین تجویز کرتا ہون کہ اپیلانٹ نے اس اراضی پر تین برس ہوے جب دوبارہ درخت نصب کئے تہے۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ وہ یہہ کام بلا رضامندی زمیندار کے نہین کرسکتا تہا اسبارہ مین کاغذ بندولست صاف ہے جسمین ایک صاف وصریح اقرار منجانب اپیلانٹ اسبارہ مین شامل ہے کہ قبل دوبارہ نصب کرنے درختان کے رضامندی زمیندار کی حاصل کیجاتی لیکن اوس نے ایسا کیا اور زمیندار تین برس تک بیٹہا رہا اور خلاف اس عہد شکنی کے کچہہ نہین کہا۔ اندرینحالات مین خیال کرتا ہون کہ کوئی حکم امتناعی عطا ہونا چاہیے کیونکہ زمیندار نے تین برس کے خاموشی سے حکم امتناعی سے اپنے کو غیر مستحق کردیا ہے۔

ذیعلم جج نے یہہ نتایج مدعا علیہ کے اس عذر کے نامنظور کرنیکے بعد اخذ کی ہین کہ نالش خارج المیعاد ہے اور اوس عذر کے اس طرحپر نامنظور کرنے مین ذیعلم جج نے میرے بہائی

اشٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ پر مقدمہ مشرف علی بنام افتخار حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۶۳۴) پر استدلال کیا ہے۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خود ذیلیم جج عدالت اپیل ماتحت کے تجویز کے اعتبار سے یہہ اپیل منظور ہونا چاہیے کیونکہ اگر نالش خارج المیعاد نہین ہے کہ جو صورت تجویز عدالت اپیل ماتحت کی تجویز سے متصور ہونی چاہیے تو پہر کوئی عذر مثل عذر سکوت کے ایسا نہین ہے جس سے ایسا چارہ کار قانونی ناقابل استفادہ ہوجاوے جسکا اسمقدمہ مین دعوے کیا گیا ہے۔

چارہ کار قانونی ہے محض اس عرصہ تک دعوے نکرنیسے کہ جو میعاد سماعت سے کم ہے کوئی وجہ اوسکی حاصل نہین ہوسکتی ہے کہ جسکو ذیلیم جج نے غلطی سے قاعدہ سکوت عادلانہ کا تصور کیا ہے میعاد سماعت مین تخفیف نہین ہوسکتی ہے اور چونکہ کوئی تجویز یا ایما نہین ہے کہ مدعا علیہ نے ان درختون کو مدعیان زمینداران نے کسی قسم کے سکوت صریحی یا معنوی کے ساتھہ نصب کیا ہے تو فعل مدعا علیہ کا بجز مداخلت بیجا کے اور کچہہ نہین ہوسکتا ہے اور محض اس امر سے کہ مداخلت بیجا مذکور درختان جدید کے نصب کرنیکی شکل مین ہوئی ہے نوعیت فعل مدعا علیہ کی تبدیل نہین ہوجاتی ہے کہ جو سراسر مداخلت بیجا ہی رہتا ہے۔

بر بنا تجاویز واقعاتی کے جو خود عدالت اپیل ماتحت نے اخذ کی ہین مین یہہ اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال کرتا ہون۔

ضلع مرادآباد اپیل دوم نمبر ۶۵۵ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲ جولائی

صفحہ انگریزی

ملو خان بنام تہان سنگہ وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۲ ۵۴ و ۵۶۲ و ۵۶۴ ۔ واپسی ۔ حکم ظاہراً حسب دفعہ ۵۶۲ اوسمقدمہ مین جسمین تجویز روداد ہی عدالت مرافعہ اولی سے ہوئی ہتی ۔ حکم واپسی اور کل کارروائی مابعد کا ناجایز ہونا ۔ اپیل دوم ۔ عذر جو بار دداشت اپیل مین نکیا گیا ہو اوسکا بوقت سماعت کے منظور ہونا

ایک مقدمہ مین جو بر طبق اپیل بنا اپنی فیصلہ عدالت منصفی کے جج ماتحت کے روبرو پیش ہوا تہا شاہد الیہ نے ظاہراً بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حکم واپسی کا صادر کیا اگرچہ منصف نے مقدمہ کو بر بنا کسی امر ابتدائی کے فیصل نہین کیا تہا بلکہ اونہون نے تجویز اور فیصلہ روداد ہی کیا تہا

تجویز ہوئی کہ ایسا حکم واپسی کا اور نیز کل کارروائیات مابعد حکم مذکورہ کے خلاف قانون ہین۔ یہہ بھی تجویز ہوئی کہ بہ نسبت جوازیت حکم واپسی مذکورہ بالا کے اپیل دوم مین جو بناراضی ڈگری مقدمہ کے ہوا اعتراض کیا جاسکتا ہے اور اگرچہ عذر اوسکے ناجوازیت کا یادداشت اپیل مین نہین کیا گیا تھا تاہم عذر مذکور ایسا ہے جو معقول طور پر بموجب دفعہ ۵۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور ہونا چاہیے۔ رامیشر سنگھ بنام شیوردین سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۰) و جہنگو کنور بنام نوجہار کنور (زبدۃ النظایر سفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۹۰) کی تقلید ہوئی۔

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

عبدالروف منجانب اپیلانٹ بلدیو رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے دخلیابی بعض اراضی کے بذریعہ بیدخلی کے ۱۴ فروری ۱۸۸۸ء کو دایر ہوئی تھی۔ نالش مذکور ۲۴ اپریل ۱۸۸۸ء کو منصف حاکم عدالت مرافعہ اولی نے جزواً ڈگری کی تھی اور بناراضی اوس ڈگری کے اپیل ضلع جج کے حضور مین ۷ مئی ۱۸۸۸ء کو دایر ہوا تھا اور بغرض تصفیہ کے ذیعلم جج ماتحت کے حضور مین منتقل ہو گیا تھا۔

ذیعلم جج ماتحت نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۸۸ء کے اپیل ڈگری کیا اور منسوخی فیصلہ منصف کے مقدمہ کو بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی واسطے فیصلہ روداد کے واپس بہیجا۔

برطبق حکم واپسی مذکور کے منصف نے دوسرا فیصلہ مشعر ڈگری دعوی مدعیان بذریعہ اپنے فیصلہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۹ء کے صادر کیا اور اوسکے بعد پہر مدعا علیہم نے جج کے حضور مین اپیل کیا کہ جنہون نے جج ماتحت کے پاس اپیل کو منتقل کر دیا اور اوس عہدہ دار نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۰ء کے دعوے مدعیان کا ڈسمس کر دیا۔

بناراضی اس ڈگری کے جو عدالت اپیل ماتحت سے جسمین جج ماتحت اجلاس کرتے ہین اس طرح پر صادر ہوئی تھی یہہ اپیل دوم ۱۹ جون ۱۸۹۰ء کو دایر ہوا تھا اور یہہ وہی اپیل ہے جو مجھکو عدالت ہذا کے جلسہ واحد مین اجلاس کر کے انفصال کرنا ہے۔

دوران تقریر مین جو میرے روبرو مسٹر عبدالروف نے منجانب اپیلانٹ کے ایک جانب اور مسٹر بلدیو رام نے خلاصہ مسٹر سندر لال کا اپنے پاس رکھکر منجانب رسپانڈنٹ کے دوسری جانب کی ہے میری یہہ راے ہے کہ امر حصری فیصلہ مقدمہ ہذا کا مدار اس امر پر ہے کہ آیا حکم واپسی صادرہ جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۸۸ء حکم ناجایز اور غیر قانونی ہے یا نہین یا یہہ کہ حکم مذکور ایسا ہے جو خلاف اختیار صادر ہوا ہے اور اوس حیثیت سے قابل منسوخی ہے۔ اس امر کی تجویز از روی فیصلہ اجلاس

کامل عدالت ہذا بمقدمہ رامیشر سنگہ بنام شیودین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) کے ہو چکا ہے اور فی الحقیقت مسٹر بلد یو رام نے منجانب رسپانڈنٹ کے پورے طور پر بہہ تسلیم کر لیا ہے کہ بموجب اوس فیصلہ اجلاس کامل کے حکم جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء کو خلاف قانون اور خلاف اختیار تصور کرنا چاہیے۔

مسٹر بلدیو رام نے منجانب رسپانڈنٹ کے جو کچھہ بحث کی ہے وہ کل یہہ ہے کہ یہہ عذر جو اون عذر ونکا نہین ہے جو یادداشت اپیل مین کئے گئے ہین اور محض اس امر کی وجہہ سے مین باوجود دفعہ ۵۴۲ کے اس امر کی سماعت کرنیسے ممنوع ہو گیا ہون۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بحث غیر صحیح ہے۔ میرے روبرو ایک ایسا ہی مقدمہ ہگو کنور بنام فوجدار کنور (زبدۃ الانتظار ہفتہ وار ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۰۹) مین پیش ہوا تھا اور اوسمین مینے یہہ تجویز کی تھی کہ چونکہ حکم واپسی محکومہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی خلاف قانون تھا لہذا بموجب فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ رامیشر سنگہ بنام شیودین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۱۰) کے کل کارروائیان بھی جو اوسکے بعد ہوئی ہین خلاف قانون اور خلاف اختیار ہین اور اگرچہ یہہ بحث اوسمقدمہ مین بالخصوص نہین پیش کی گئی تھی تاہم مینے اوس عذر کے پیش کیجانیکو بلحاظ اوس اختیار امتیازی کے جو جج کو بہ نسبت ان امور کے حاصل ہوتا ہے منظور کیا تھا جو واقعات مسلمہ مقدمہ یعنی اون واقعات سے پیدا ہوتے ہین جو بذریعہ لینے شہادت مزید کے تجویز مزید طلب نہین ہوتے ہین۔

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بھی ایک مقدمہ اونہین مقدمات مین سے ہے اور باعتبار اوس تقریر کے جو ہر فریق کے جانب سے میرے روبرو ہوئی ہے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ حکم جج ماتحت مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۹۰ء مشعر واپسی مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ خلاف قانون ہے کیونکہ خلاف اون وجوہ کے ہے جو فیصلہ اجلاس کامل محولہ بالا مین مندرج ہین اور چونکہ کیفیت یہہ ہے پس ہر کارروائی بھی جو اوسکے بعد ہوئی ہے خلاف قانون ہے کیونکہ ذیعلم جج ماتحت کا یہہ کام تھا کہ تجویز مقدمہ کی روداد پر کر لے اور اگر وہ ایسا کر لے تو البتہ اونکو وہ اختیار حاصل ہو جاتا جو اونکو بحیثیت عدالت اپیل اول کے ازروے دفعات ۵۶۶ و ۵۶۸ کے عطا ہوا تھا۔

مین یہہ اپیل ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۱ء مقدمہ اوسی عدالتمین واسطے تجویز روداد کی بلحاظ اون تحریرات کے جو مینے کی ہین واپس بہیجتا ہون۔ یہہ حکم واپسی بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے کیونکہ ... بیان اجلاس

کرکے عدالت اپیل دوم مین اجلاس کر رہا ہون اور نہ عدالت اپیل اول مین اور مین ایسا اسلئے کہتا ہون کہ مینے اکثر اون فرقون کو بیان کر دیا ہے جو درمیان خدمات عدالت اپیل اول و عدالت اپیل دوم کے واقعہ ہین۔

عدالت اپیل ماتحت مقدمہ کے تجویز رودادی کرنیکے وقت بلاشبہہ اقتضایات دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو ذہن نشین رکھیگی اور شہادت کے اون خاص اجزا پر حوالہ کریگی جسپر وہ اپنی تجویز کے لیے استدلال کرے اور مین حکم دیتا ہون کہ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

تحریری ۱۸۸۱ نمبر
ضلع الہ آباد نگرانی فوجداری نمبر ۵۳۴ سنہ ۱۸۸۱ع منفصلہ ۲۵ ستمبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام میکو و یک کس دیگر

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع دفعات ۴۹۹ و ۵۰۰۔ ازالہ حیثیت عرفی مستغیث کون ہوسکتا ہے۔ رعایتی گفتگو

ایک ہندو عورت کے باپ اور بھائی کے نسبت تجویز ثبوت جرم ازالہ حیثیت عرفی بر طبق استغاثہ شوہر عورت مذکورہ کے اونکی اس بیان کے بابت صادر ہوئی تھی کہ ایک شخص اجودھیا نے اوس عورت کو بغرض یا بہ نیت ارتکاب زنا کے پکڑ لیا تھا۔ تجویز ہوئی کہ بیان مذکور ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچتا ہے اور منجملہ مستثنیات متعلقہ دفعات ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے کسی مستثنی مین داخل نہین ہے اور شوہر چونکہ وہ شخص ہے جسکو رنج پہونچا ہے شخص مناسب واسطے دایر کرنے استغاثہ کے ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

ای اے ہورڈ منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر ردی لال منجانب سرکار

ناکس صاحب جسٹس۔ میکو اور بدل سایلان عدالت ہذا مجرم جرم محکومہ دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے ثابت ہوئی ہین اور اون مین سے ہر ایک کے نسبت ۵ جرمانہ ادا کرنیکا حکم سزا صادر ہوا ہے۔ مجھسے واسطے نگرانی تجویز اور حکم سزا کے ان وجوہ کے بنا پر درخواست کی گئی ہے۔ اولاً جو گفتگو سایلان سے کی ہے وہ رعایتی ہے ثانیاً اس وجہ کی بنیاد پر کہ استغاثہ منجانب مسماۃ سندریا زوجہ ماتا بدل کے دایر ہونا چاہئے تھا اور نہ منجانب خود ماتا بدل کے۔ جن کلمات کے نسبت یہہ تجویز ہوئی ہے کہ وہ ازالہ حیثیت عرفی کی حد تک پہونچتے ہین وہ اس مضمون سے ہین کہ ایک شخص مسمی اجودھیا نے جو ماتا بدل کا رشتہ دار ہے مسماۃ سندریا کو اوسکی ساتھہ زنا کرنیکی غرض یا بہ نیت سے پکڑا تھا۔ یہہ امر قرین قیاس رکھنیکے قابل ہے کہ سایلان عدالت ہذا باپ اور بھائی مسماۃ سندریا کے ہین ہم نے یہہ

باوجود تعلق بیشک یہہ امر ناقابل اعتبار ہے کہ جو اشخاص کسی عورت سے ایسا رشتہ رکھتے ہون وہ محض بلا پانے کسی بنیاد کے اوس عورت کے نسبت ایسا بیان کرین - لیکن شہادت مین یہہ بات ہے کہ جس روز مسماۃ سندریا کا اوس طرح پکڑ جانا قیاس کیا جاتا ہے اوسکے بعد چہہ سات روز تک وہ یعنی مسماۃ سندریا ماتا بدل کے مکان مین رہی تہی اور اوس نے کسی قسم کی کوئی شکایت نہین کی تہی - شہادت مین یہہ بات بہی خود سندریا کے بیان سے ہے کہ اوسکے ساتھہ جو کچھہ کیا گیا تہا وہ کل یہہ ہے کہ اوسکا ہاتھہ اور گلا اجودہیا نے اجودہیا کے مکان کے دروازہ پر پکڑا تہا - عدالت کے اظہار مزید لینے پر سندریا نے یہہ بیان کیا ہے کہ وہ نہین کہہ سکتی ہے کہ کس نیت سے اجودہیا نے اوسکو پکڑا تہا - پس اگر حسب بیان سائلان کے سندریا پکڑی گئی تہی اور اوسی نیت سے پکڑی گئی تہی تو ہر شخص اوسی امید رکہیگا کہ اوس نے اپنے شوہر سے جو گہر سے غیر حاضر تہا اور بہت دور نہین تہا ضرور شکایت کی ہوتی - یہہ امر کہ وہ اپنے شوہر کے گہر مین چہہ یا سات روز تک رہی اور کوئی اطلاع نہ دی نہایت بہت عجیب ہے - تاہم یہہ امر ممکن التشریح ہے اور اگر مجہے یہہ ثابت ہوتا کہ سائلان یہہ جانتے ہین کہ سندریا نے اونسے یہہ اپیل کی ہے کیونکہ اوسکو معلوم ہے کہ اوسکا شوہر اوسکی نہین سنتا ہے یا کوئی کارروائی نکریگا تو مین مقدمہ کے نسبت کوئی دوسری راے قایم کرنیکو آمادہ ہوتا یہہ بجز اسکے قرین قیاس ہے کہ باپ اور بہائی یہہ سنکر کہ سندریا پر دست درازی ہوئی ہے ضرور کوئی کارروائی کرتے کہ سندریا کو اوس دست درازی کے اعادہ سے محفوظ رکہین لیکن مین یہہ بہی امید کرتا ہون کہ وہ یہہ کہتے کہ اونہون نے وہ کارروائیان کی تہین اور اونہون نے وہ کارروائیان اسلئے کی تہین کہ اوسنے اونسے اپیل کیا تہا اور اسلئے کہ شوہر نے کوئی کارروائی کرنیسے انکار کیا تہا - لیکن وہ اپنے بیان مین کلمات ازالہ حیثیت عرفی کے استعمال کرنیسے مطلقاً انکار کرتے ہین - وہ یہہ ذکر نہین کرتے ہین کہ سندریا نے اونسے اپیل کیا تہا اور یہہ بات وہ عدالت پر چہوڑتے ہین کہ یہہ نتیجہ اخذ کرے کہ صرف سندریا ہی وہ شخص ہے جس نے ان کلمات کا کبہی استعمال کیا تہا - چونکہ صورت مقدمہ کی یہہ ہے تو مین یہہ تجویز نہین کرتا ہون کہ رو سے اس بیان کے کہ یہہ محفوظ ہین اور مین عدالتہاے ماتحت سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ شہادت سے ثابت ہے کہ تشریحات و مستثنیات مندرجہ دفعہ ۴۹۹ مجموعہ تعزیرات ہند مین سے کسی کے رو سے وہ محفوظ نہین ہین - مسٹر ہورڈ نے جو منجانب سائلان حاضر ہوے ہین نظائر میری توجہہ مقدمہ گووندا پا نایک اور نتوتی راندین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳۰۶ کی مائل کی ہے - بہرکیف اوس مقدمہ اور مقدمہ حال مین بہت وسیع فرق ہے - اوس مقدمہ مین گووندا پا کی

نسبت یہہ ثابت ہوا تہا کہ اوس نے بہ نیک نیتی بنظر حفاظت اپنی استحقاق کے بیان کیا تہا۔ مجہکو مقدمہ الفرڈ نلسن لاٹن بنام دی انریبل اینڈ رایٹ ریورند دی لارڈ لشپ آف سوڈر اینڈ مین للا رپورٹ جلد ۴ پریوی کونسل صفحہ ۴۹۵) کا بہی حوالہ دیا گیا ہے لیکن وہ مقدمہ ہم قسم مقدمہ محولہ بالا کا ہے اور امر واحد پر مبنی ہے۔ اگر شہادت مقدمہ کی سچ ہے تو سائلان نے خود اپنی استحقاق کی حفاظت کے نظر سے یہہ بیان نہین کیا ہے بلکہ ماتا بدل اور اوسکی زوجہ کو خود اپنے اغراض کے لیے بدنام کرنیکے لئے کیا ہے۔ دوسرا عذر جو پیش کیا گیا ہے اوسپہ غور کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ مین سمجہتا ہون کہ استغاثہ ماتا بدل کی طرف سے دایر کیا گیا ہے جو ایسا شخص ہے جسکو رنج پہونچا ہے لہذا مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون۔ مسل واپس بہیجا وے۔

ضلع علیگڈہ اپیل اول نمبر ۲۶۷ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۱۱ر جون

رعایت النسا و یک کس دیگر بنام حاجی محمد اسمعیل خان وغیرہم

اجرا ایڈگری - ڈگری کا بغرض اجرا کے کلکٹر کے پاس منتقل ہونا - نوعیت اون اختیارات کی جو بحالت منتقل ہوجانے ڈگری حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قابل استعمال کلکٹر کے ہین - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۲۰ و ۳۲۳ و ۳۲۷ -

جو منصب اوس کلکٹر کو حاصل ہوتے ہین جسکے پاس ڈگری بغرض اجرا کے حسب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہوجاتی ہے وہ منصب محض عاملانہ ہین اور نہ عدالتانہ قسم کے ہین -

پس جس صورت مین اوس کلکٹر نے جسکی پاس ڈگری بغرض اجرا کے حسب احکام دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہوگئی تھی اوس نے حکم التوا ے نیلام حسب مضامین ذیل صادر کیا تھا -

یہہ حکم ہوا کہ نیلام ملتوی کیا جاوے اور بذریعہ اس حکم کے کاغذات جو عدالت سے آئی ہین واپس کیجاوین اور مسل مقدمہ داخل دفتر ہو - اور حکم مذکور کے بعد عدالت صادر کنندہ ڈگری نے حکم مشعر اخراج مقدمہ اجرا ڈگری کے صادر کیا -

تجویز ہوئی کہ یہہ احکام حسب منشا دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بطور مانع کارروائی اجرا ڈگری مزید کے عمل پذیر نہین ہوسکتے ہین -

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹان حمید اللہ منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس - واقعات مقدمہ کے جہانتک وہ واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری ہین اونکا اعادہ اسموقع پر ہونا جائز ہے اور وہ حسب ذیل ہین -

۲۶ر فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو اون شخصون نے جنکے قایمقام رسپانڈنٹان ہین ایک ڈگری واسطے دلاپانے مبلغ ... کے بنفاذ کفالت اور پر جایداد غیر منقولہ از ان مدیونان ڈگری اپیلانٹان کے حاصل کی تہی - ڈگری جو اسطرحپر حاصل کی گئی تہی وہ اول مرتبہ ۱۳ر اگست سنہ ۱۸۸۳ء کو معرض اجرا مین رکہی گئی تہی اور ۲۰ر نومبر سنہ ۱۸۸۴ء کو جزو جایداد مکفولہ نیلام کرایا گیا تہا اور جب جزو زر ڈگری بہی ادا کیا گیا تہا اور ۲۰ر اپریل سنہ ۱۸۸۵ء کو مقدمہ اجرا ایڈگری بصورت جزو وصول ڈگری کے خارج کیا گیا تہا -

بعدہ اجرا ایڈگری کی اور درخواستین گذری تہین اور ۲۶ر اگست سنہ ۱۸۸۵ء کو مختلف کارروائیون

کے ہونیکے بعد ڈگری بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کلکٹر کے پاس منتقل کی گئی تہی۔
کلکٹر کے پاس ڈگری اجرا کے لئے منتقل ہو جانیکے بعد مثل ازالیہ سے چند کارروائیاں کی تعین اور واضح ہوتا ہے کہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء واسطے نیلام کے مقرر ہوئی تہی۔ لیکن اوس تاریخ کو ڈگریداران نے یہہ درخواست کی تہی کہ ہم جایداد کو اوس تاریخ پر نیلام کرانا نہیں چاہتے ہیں اور اونہوں نے یہہ استدعا کی کہ اشتہار نیلام مجددا لگا دی جاوین اور اونہوں نے یہہ استدعا کی کہ بحالت ملتوی ہوجانا نیلام کے مقدمہ خارج کردیا جاوے۔
برطبق داخل ہونے درخواست کے کلکٹر نے حکم ذیل صادر کیا۔
حکم ہوا کہ نیلام ملتوی رہے اور بذریعہ نقل حکم ہذا کاغذات [illegible] واپس مرسل ہو اور مسل مقدمہ داخل دفتر ہو
ان لفظوں کی جب انگریزی کیجاوے تو اونکے یہہ معنی ہوتے ہین۔
یہہ حکم ہوا کہ نیلام ملتوی رہے اور بذریعہ نقل اس حکم کے کاغذات جو آئے ہیں واپس کیے جاتے ہیں اور مسل مقدمہ داخل دفتر ہو
اب دیکہنا چاہیے کہ جہانتک کلکٹر کو تعلق ہے معاملات اسطور پر ہے اور درحقیقت امر قابل تحقیق کہ آیا حکم حاکم ماتحت مورخہ ۲۸ جون ۱۸۸۸ء کا جو اوس روز کے بعد پر ثبت ہوا تہا جو عدالت دیوانی مین کلکٹر کے یہان سے آیا تہا اور وہ بدین خلاصہ ہے کہ مقدمہ خارج کیا جاوے [illegible]
اوسکے بعد جو ہوا تہا وہ یہہ ہے کہ ڈگریداروں نے پہلے استدعا کی تہی کہ روپیہ بذریعہ نیلام ۳۰ نومبر ۱۸۸۸ء کے وصول ہوا ہے [illegible] اونکو ادا کردیا جاوے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ درخواست ۲۳ جولائی ۱۸۸۸ء کو منظور ہوئی تہی۔
یہہ مقدمہ بذریعہ درخواست اجرائے ڈگری منجانب ڈگریداران مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۸ء کے شروع ہوا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اوس درخواست پر [illegible] ہوا اور ۱۴ مئی ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت نے یہہ مقدمہ کلکٹر کے پاس منتقل کردیا۔
معاملات اسطور پر تہے جب [illegible] ۱۸۸۹ء [illegible] ڈگری ابہی شان نے اجرائے ڈگری کی نسبت عذرات کئے اور وہ عذرات [illegible] اپیل سے ظاہر ہوتے ہین اور جمیعت اول تین عذرات مسٹر غلام مجتبی نے منجانب [illegible] مسٹر [illegible] پیش کئے ہین
چوتہے عذر اپیل کے بحث مین مسٹر غلام مجتبی نے ہمیری توجہ حال ہے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ رادہا چرن بنام مان سنگہ انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۵۰ پر متوجہ کرائی ہے اور یہہ بحث کی ہے کہ حکم کلکٹر مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء منشاء اخراج مقدمہ [illegible] ماتحت بدین حکم کہ

کا غذات داخل دفتر ہون ایسے احکام ہین جو مانع درخواست اجرا ڈگری حسب منشا دفعہ ۲۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہین ۔

بجانب دیگر مسٹر حمید اللہ نے منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ بحث کی ہے کہ حکم کلکٹر مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء جو بموجب دفعہ ۳۲۰ و ہو عدالت کلکٹر کے جنکے پاس ڈگری عدالت دیوانی کی بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی منتقل ہوئی تہی عدالتانہ قسم کے نہین ہین بلکہ صرف عاملانہ قسم کے ہین اور اسلئے حکم مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء بطور کسی ایسے حکم کے متصور نہین ہو سکتا ہے جو دفعہ ۲۳۰ مجموعہ کے حسب منشا داخل ہو سکے ۔

جو بحث اسطور پر پیدا ہوئی ہے اوسکی صراحت حسب ذیل ہو سکتی ہے

جب عدالت دیوانی کی ڈگری کلکٹر کے پاس بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہو جاتی ہے تو آیا کلکٹر کو بتقویت اوس انتقال کے کوئی اختیار عدالتانہ بہ نسبت اوس اجرا ڈگری کے حاصل ہوتا ہے یا نہین یا باوجود انتقال مذکور کے بہی وہ قائمقام عدالت کے بہ نسبت کارروائی اوس اجرا ڈگری کے رہتی ہین ۔

پس اس بحث کے نسبت مسٹر حمید اللہ نے منجانب رسپانڈنٹان کے حوالہ اوپر فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ مادہو پرساد بنام ہنسا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴) اس کے کیا ہے جسمین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ جو احکام کہ کلکٹر نے بہ استعمال اون اختیارات کے صادر کی ہون جو اونکو بموجب دفعہ ۳۲۰ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہ نسبت اجرا ڈگری عدالت دیوانی کے بعد اسکے کہ ڈگری مذکور اونکے پاس بموجب دفعہ ۳۲۰ کے منتقل ہوئی ہو صادر کرے وہ عدالت العالیہ ہائیکورٹ مین قابل اپیل نہین ہین ۔ رسپانڈنٹ کے وکیل نے میری توجہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ کیشب دیو بنام رادہے پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۹۴) پر بہی متوجہ کرائی ہے جسمین ورباب تجویز کرنے نسبت اختیارات قائمقامی کلکٹر کے ذریعہ چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی ہے کہ نیت وضعین قوانین کی جو دفعہ ۳۲۰ و دفعات مابعد مجموعہ ضابطہ دیوانی مین ظاہر کی گئی ہے یہہ نہین ہے کہ کلکٹر کو کوئی اختیار بہ تعمیل تصور عمیت کا دیا جاوے بلکہ یہہ ہے کہ دیگر امور مین کل کارروائیان کلکٹر کے حوالہ کر دیجاوین اور جو امور اسطور پر کلکٹر کے حوالہ کیجاوین وہ اوسقدر احاطہ اختیار عدالت دیوانی سے نکال لیجاوین لیکن کوئی امور حقیقت یا اور کوئی امور بشرطیکہ زیر نزاع ہو اور متذکرہ دفعات ۳۲۳ ب و ۳۲۳ ج و ۳۲۳ د حوالہ کیجاویگی ۔

اپنا فیصلہ صادر کرنیکے وقت کہ جس فیصلہ مقدمہ سے مجھے بہی اتفاق تہا ذی علم چیف جسٹس کو موقع اوس فرق کے ظاہر کرنیکا ملا تہا جو درمیان اوس مقدمہ کے اور اونکی فیصلہ سابق تہومل بنام لچھمن نراین (انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۴) کے تہا لیکن مین اوس فیصلہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا ہون کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ قاعدہ قرار یافتہ مقدمہ مذکورہ بہ نسبت صحیح حیطہ اشتہار گورنمنٹ نمبری ۱۷ ۱۸۸۰ء کے جو بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوا ہے بہت ضروری ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو بحث ضروری جو مقدمہ مین تصفیہ طلب ہے یہہ ہے کہ دست برداری جو ۲۰ جون ۱۸۸۰ء کے جو کہی جاتی ہے وہ ایسی دست برداری ہے جس سے دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا متعلق ہوگا اسطرحپر کہ وہ مانع درخواست اجرا حال کا ہو یا نہین۔

میری یہہ راے ہے کہ کل اختیارات جو از روے دفعہ ۳۷۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مستعمل ہوسکتے ہین وہ ضرورتاً عدالتانہ قسم کے اختیارات ہین عام اس سے کہ استعمال اختیارات مذکور کا باثبات ہو یا بہ نفی ہو یعنی یہہ کہ عام اس سے کہ دست برداری مذکور باجازت یا بلا اجازت تجدید مقدمہ سر نو کے منظور ہوئی ہو یا نہوئی ہو۔ صرف اسی منشا مین فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ راد ہا چرن بنام مان سنگہ (انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۲) کو سمجہنا چاہیے اور اوس قاعدہ کو اسطرحپر وسعت غیر مند دینا چاہیے کہ اوسکے رو سے کوئی ایسے اختیارات کسی ایسے عہدہ دار کو عطا ہو جاوین جسکو منصب عادلانہ تفویض نہین ہوے ہین۔ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ کلکٹر کے پاس ڈگری کے منتقل ہو جانے سے اونکو کوئی اختیار اس کے علاوہ عطا نہین ہوجاتا ہے کہ وہ محض حاکم عامل حسب اقتضاے ایکٹ کے واسطے تعمیل اجراے ڈگری عدالت دیوانی کے ہوتے ہین۔

بتردید اس راے کے مسٹر غلام مجتبی نے لیاقت سے یہہ بحث کی ہے کہ اگر یہہ ابواب جو مینے ظاہر کی ہین اونکی وسعت منطقی مین قبول کر لیجاوین تو کوئی کلکٹر جسکے پاس ڈگری اجراے کیلئے منتقل ہو جاوے تصدیق وصول زر ڈگری کے حسب منشا دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فی الحقیقت نکر سکیگا اور وہ نیلام بہی ملتوی نکر سکیگا اور ذیعلم وکیل نے یہہ بحث کی ہے کہ اسلئے ہمکو یہہ تجویز کرنا چاہیے کہ کل معاملات متعلقہ اجراے ڈگری مین اوس وقت سے کہ جب ڈگری بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتقل ہوجاتی ہے کلکٹر واسطے کل اغراض عملی کے عدالت اجرا کنندہ ڈگری ہوجاتا ہے جو قابض ڈگری اور قانونا مستحق فیصل کرنے کل امور متعلقہ اجراے ڈگری کا ہوتا ہے اور اسمقدمہ مین حاکم مجاز

۳۰ر جون ۱۸۸۴ء چونکہ میری رائے ایک حکم مشعر اظہار دستبرداری نسبت اجرائے ڈگری کے منجانب ڈگریداران بلا اجازت
درباره تجدید درخواست کے ہے لہذا ایسا حکم ہے جس سے فیصلہ اجلاس کامل متعلق ہو جاتا ہے اور درخواست اجرائے
حال قابل قایم رہنے کے نہیں ہے۔

پس بنا بریں کہ یہ معاملہ کہ بموجب دفعہ ۲۵۸ مجموعہ ضابطہ کے تعلق ہے میری یہہ رائے ہے اگرچہ اس معاملہ
کا فیصلہ بھی واسطے اغراض اس مقدمہ کے ضروری نہیں ہے کہ عبارت کوئی عدالت اجرا کنندہ ڈگری مجموعہ
اخیر فقرہ دفعہ مذکور لیے عبارت ہے جس میں وہ کلکٹر داخل نہیں ہے جسکے پاس ڈگری بغرض اجرا منتقل ہوئی ہو
درحقیقت بجز اوس صورت کے کہ از روئے فقرہ سیوم دفعہ ۳۲۰ کے جیسا کہ وہ اب بذریعہ ترمیم از روئے ایکٹ
۶ ۱۸۸۸ء کے ہے لوکل گورنمنٹ بالخصوص کلکٹرون کو اختیار ایسے تصدیق کرنیکا جیسا کہ دفعہ ۲۵۸ میں
مقصود ہے عطا کرے۔ اس مقدمہ میں کوئی بیان نہیں ہے کہ کلکٹر کو ایسا اختیار دیا گیا ہے اور مسٹر غلام مجتبی نے
منجانب اپیلانٹ کے تسلیم کر لیا ہے کہ قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ اور مندرجہ اشتہار نمبری ۱۶۱۷ ۱۸۸۸ء
مطبوعہ صفحہ ۱۹۲ حصہ دوم گزٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۸ء بہ نسبت دیئے جانے ایسے
اختیارات کے بحکام کلکٹر کو خاموش ہیں۔

بہ نسبت جزو دوم حجت مسٹر غلام مجتبی کے جو مجھے کہنے کی ضرورت ہی وہ کل یہہ ہے کہ نیلام کا ملتوی
کرنا کوئی فعل عدالتانہ حسب منشا مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہیں ہے اور جب ڈگری بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے ایک مرتبہ کلکٹر کے پاس منتقل ہو جاوے تو اوسکو اختیار امتیازی عاملانہ نیلام ملتوی کرنیکا
اوسیطور پر حاصل ہوتا ہے کہ جسطرح جیر اونکو وہ اختیارات نافذ کرنا پڑتے ہیں جو اونکو بموجب دفعات مابعد مجموعہ عطا ہوئے ہیں

مسٹر غلام مجتبی نے بتایا اپنی حجت کے فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ بادر پرکاش سنگھ بنام مرلی منوہر (انڈین لاء رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴) اور اوپر فیصلہ ۱۸۸۸ء جو بمقام پریوی کونسل مقدمہ شیو منی سنگھ بنام تارا ناتھ مکرجی
(انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۲۹۵) اس مسئلہ کی تائید میں استدلال کیا ہے کہ بموجب دفعہ ۳۲۰ مجموعہ کے
کلکٹر کے پاس محض ڈگری کے منتقل ہو آنے سے کل کارروائیاں جو اوسکے روبرو اجرائے ڈگری میں ہون وہ
تابع قواعد مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو جاتی ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہہ کہنا کافی ہے کہ ان فیصلوں سے
بحث قایم نہیں ہوتی ہے کیونکہ جس بنا پر ہر ایک فیصلہ مبنی ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ بر طبق انتقال ڈگری حسب دفعہ
۳۲۰ کے خدمات کلکٹر کے محض عاملانہ ہوتی ہیں اور ہر دو مقدمات محولہ میں مناسب عدالت کا کلکٹر کو ضرورتاً عدالت

پس چونکہ میری یہہ رائے قرار پائی ہے لہذا میں یہہ تجویز کرتا ہوں بعلم حجرکی اس مسئلے تجویز کر
میں رائے منتج ہے کہ دفعہ ۲۳۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا ڈگریداران رسپانڈنٹان کو درخواست اجرائے ڈگری حال کے پیش

کرنے مین مانع نہین ہے اور چونکہ فقط یہی ایک بحث ہے جسپر مسٹر روبرو اصرار ہوا ہے اور دیگر عذرات اپیل صریحًا ترک کر دئے گئے ہین مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۲۳۷ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۲۸ جولائی

جانکی بنام بلدیو سنگہ

زمیندار و اسامی۔ اسامی دخیلکار۔ پٹہ منجانب اسامی بابت اپنے کاشت دخیلکاری کے ضبطی۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹ و ۹۳ و ۲۰۷۔ اختیار سماعت۔ عدالتہای دیوانی و مال۔

ایک اسامی دخیلکار نے ایک پٹہ میعادی بیس سال اپنے کاشت دخیلکاری کا کر دیا اور پٹہ دار کو دخیل کرا دیا۔ بعدہ زمیندار نے عدالت منصفی مین نالش منسوخ کرا پانے پٹہ اور بیدخل کرانے پٹہ دہندہ و پٹہ گیرندہ دونون کے کاشت دخیلکاری سے دائر کی۔ بر طبق اپیل ضلع جج نے یہہ تجویز کی کہ صحیح طور پر کہنے سے نالش مذکور ہرگز نالش دیوانی کی نہین ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے جج نے کارروائی اپیل مین بموجب دفعہ ۲۰۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ عام اس سے کہ نالش از قسم دیوانی کے ہو یا نہو جج کی راے دفعہ ۲۰۷ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے متعلق کرنے مین صحیح تہی۔

یہہ بہی تجویز ہوئی کہ محض اسامی دخیلکار کا اپنی کاشت کا پٹہ لکہہ دینا کاشت مذکور کی ضبطی کی وجہ نہین ہو سکتا ہے۔ مادہو لال بنام شیو پرساد مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۴) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین

روپ ناتہہ منجانب اپیلانٹ — گوبند پرساد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ مدعی رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا اسلمًا زمیندار اوس موضع کا ہے جسمین بعض اراضیات لتعدادی ۶ بیگہ واقعہ ہین۔ یہہ مسلمہ ہے کہ اس اراضی کی مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ باستحقاق دخیلکاری حسب منشاء دفعہ ۹ ایکٹ لگان (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے کاشتکار تہی۔

۱۴ اگست ۱۸۸۸ء کو جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ نے ایک پٹہ میعادی بیس سال بہ لگان عہ سالانہ بنام چہمین و بہاری مدعا علیہم نمبر ۲ و ۳ کے لکہہ دیا اور یہہ ثابت ہوا ہے کہ مسماۃ

مذکورہ نے اونکو از روے پٹہ کے دخیل کرادیا۔

اشیاء کی اس کیفیت پر مدعی عدالت مین دو اصل واد رسیون کے استدعا کے ساتھہ آیا ہے اول یہہ ہے کہ پٹہ نوشتہ مسماۃ جانکی مدعا علیہا نمبر ا موسومہ دیگر دو مدعا علیہم مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۸۹ء بطور خلاف قانون کے منسوخ کردیا جاوے کیونکہ وہ خلاف قاعدہ مندرجہ دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے اور دوسری استدعا یہہ تھی کہ کل ہر سہ مدعا علیہم کاشت مقبوضہ سے جو شے پٹہ شدہ ہے بیدخل کردیجاوین۔

نالش عدالت دیوانی مین بطور نالش دیوانی کے دایر ہوی تھی اور عدالت نے اوسکو اسی طور پر تصور کیا تھا اور اوس عدالت نے کل نالش ڈگری کی تھی۔ بناراضی ڈگری عدالت مرافع اوسکے صرف جانکی مدعا علیہا نمبر ا نے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل کیا تھا اور دیگر مدعا علیہم نے کوئی اپیل نہین کیا تھا۔

ذیعلم جج ضلع نے اپنے فیصلہ مین یہہ تجویز کی ہے کہ عدالت دیوانی کو اس نالش کے پذیرا کرنیکا اختیار نہین تھا کیونکہ وہ از قسم مندرجہ ضمن ہاے (ب) و (ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان (ایکٹ ۲ ۱۸۸۱ء) کے ہے لیکن باوجود قایم کرنے ان اراے ذیعلم جج نے کارروائی مقدمہ مین بموجب دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے کی اور مقدمہ مین اسطرح پر کارروائی کرکے ذیعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ بروقت تکمیل کرنے پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۸۹ء کے کچھہ روپیہ جانکی مدعا علیہا کو دیگر دو مدعا علیہم لچھمن و بہاری نے ادا کیا تھا اور اس لئے پٹہ خلاف قانون ہے کیونکہ خلاف دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے

باعتبار ان تجاویز کے ذیعلم جج نے اپنا فیصلہ بالفاظ ذیل ختم کیا ہے

لہذا مین دخل مستدعیہ کی ڈگری کرتا ہون اگرچہ بہ نسبت اختیار سماعت کے حکم منصف کا ترمیم کرتا ہون۔ پٹہ بغرض منسوخی کے مدعی کے حوالہ کیا جاویگا بنظر اظہار میری راے کے نسبت اوس ہدایت کے کہ اس قسم کے مقدمے عدالت دیوانی مین دایر کیجاتی ہین مین حکم دیتا ہون کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ دونون عدالتون کا ادا کرین۔

بناراضی اس فیصلہ کے یہہ اپیل دوم صرف منجانب مسماۃ جانکی مدعا علیہا نمبر ا کے دایر ہوا ہے اور اگرچہ وہ عذرات اپیل مندرجہ یادداشت اپیل بادی النظر مین بحث میعاد سماعت پر محدود معلوم ہوتے ہین تاہم جس طریقہ سے مسٹر روپ ناتھہ نے مقدمہ کی بحث منجانب اپیلانٹ کے کی ہے ظاہر ہوتا ہے کہ جس عذر کی بنیاد پر مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ اصرار کرتی ہے وہ

یہہ ہے کہ میرا فعل دربارہ لکھدینے پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کے فی نفسہ اسلئے کافی نہین ہے کہ مین اپنے دخیل رہنے اور قایم رکھنے اپنے استحقاق دخیلکاری اوس اراضی کے جس سے نالش متعلق ہے محروم کردیجاون ؟

منجانب رسپانڈنٹ کے مسٹر گوبند پرساد نے جنکے پاس خلاصہ مسٹر جگندرناتہہ چودہری کا موجود ہے یہہ بحث کی ہے کہ مقدمہ دیوانی قسم کا ہے اور عدالت مرافعہ اوسکو صحیح طور پر پذیرا کیا تہا اور عام اس سے کہ جج کی یہہ راے صحیح ہو یا نہو کہ مقدمہ عدالت مال کا بموجب دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے لیکن بموجب دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے کارروائی کرنا مین صحیح تہی۔

مجہے کچہہ شبہ نہین ہے کہ یہہ حجت صحیح ہے۔ اولاً مسٹر گوبند پرساد نے جو کچہہ اس واقعہ پر اظہار کیا ہے اوسمین بہت زور ہے کہ غرض نالش کی یہہ تہی کہ مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ بیدخل کیجاوین اور پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء منسوخ کردیا جاوے اور اس حیثیت سے وہ نالش ایسی تہی جسمین بموجب بیان مدعی کے جنہین اور ہماری مدعاعلیہم عرضی نالش مین محض بطور مداخلت بیجا کنندگان کے بیان کئے گئے ہے اور نالش جو اون واقعات سے ظاہر ہوتی ہے وہ نالش قسم دیوانی کے ہے۔ ثانیاً اگر نالش دیوانی قسم کی نہ بہی ہو تاہم صاف ظاہر ہے کہ دفعہ ۲۰۷ ایکٹ لگان کے رو سے ضلع جج کو اختیار کافی ووافی مقدمہ مین اسطرحپر کارروائی کرنیکا حاصل تہا کہ گویا نالش عدالت مناسب مین دایر اور پذیرا ہوئی تہی۔

لہذا اس حجت مین کچہہ زور نہین ہے کہ عدالت مرافعہ اولے اور نیز ضلع جج کو اختیار سماعت پذیرائی نالش کا حاصل نہتا۔

لیکن جس حجت پر مسٹر روپ ناتہہ نے بہ نسبت استحقاق مسماۃ جانکی مدعاعلیہا اپیلانٹ واقعہ اوس اراضی کے جسکی مسماۃ اوہ اسامی باستحقاق دخیلکاری ہے کی ہے اوسمین قوت ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس قسم کے نالش مین کوئی وجہ اوسکی اوس اراضی سے بیدخل کیجانیکی یا اوسکی استحقاق دخیلکاری الاراضی مین کسی طرحپر دست اندازی کرنیکی نہین ہے بجز اوس صورت کے کہ در حقیقت کوئی وجہ ایسی ثابت کیجاوے جو بمنزلہ ترک یا ضبطی اوسکے استحقاق دخیلکاری کے ہو جو امر ثابت ہوا ہے وہ صرف پٹہ مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۰ء کے لکہا جانیکا ہی اور یہہ بیان ہے کہ بعد تحریر پٹہ مذکور کے اوس نے موضع چہوڑ دیا ہے لیکن میری راے مین خود یہہ امر بمنزلہ ترک حسب منشاء دفعہ ۳۱ ایکٹ لگان یا حسب مقصود کسی اور ضمن ایکٹ مذکور کے نہین ہے اور نہ مین یہہ تجویز کرسکتا

ہون کہ اوسکا یہہ فعل دوبارہ تحریر کرنے پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۹ء کے جو مسأگا خلاف قانون ہے کوئی ایسا فعل ہے جس سے زوال اوسکے حقوق دخیلکاری کا متعلق ہو یا مدعی زمیندار کو استحقاق اوسکی بیدخل کرنیکا حاصل ہو سکے۔ ایک ایسی ہی بحث پر مبنی اجلاس کامل مین مقدمہ مادہو لال بنام شیو برت مصر (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۹) مین بہ نسبت ضمن (ب) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان ۱۲ لغایت ۱۸۸۱ء کے غور کیا تہا جس مین یہہ نتیجہ ہوا تہی کہ اسامی دخیلکار کیطرف سے رہنامہ کا لکہا جانا کوئی ایسا فعل نہین ہے جس سے اوسکی بیدخلی یا ضبطی اوسکے کاشت مقبوضہ کی لازم آوے۔

لہذا اسمقدمہ مین ڈگریات مصدرہ عدالتہاے ماتحت جہانتک کہ اونکو منسوخی پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۹ء اور بیدخلی مدعا علیہم اور ہماری مدعا علیہم سے تعلق ہے صحیح اور مناسب ہین اور بحال رہنا چاہیے لیکن جہانتک ڈگریات مذکورکے رو سے حکم بیدخلی مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ کا ہوا ہے ڈگریات مذکور غیر صحیح ہین اور منسوخ ہونی چاہیئے۔ لہذا مین بقدر متذکرہ بالا اپیل ڈگری کرتا ہون اور اوسی مطابق ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو ترمیم کرتا ہون لیکن چونکہ مسماۃ جانکی مدعا علیہا اپیلانٹ ہی خود وہ شخص ہے جس نے پٹہ مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۹ء بیجا طور پر لکہدیا تہا لہذا مین بہ نسبت خرچہ کے اوسکی حق مین کچہ حکم نہین صادر کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ فریقین اپنے اپنے خرچہ کے کل عدالتون مین متحمل ہون گے۔

ضلع الہ اباد | اپیل اول احکام نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۸ء | منفصلہ ۴ اگست

جوالا دیبی بنام پربہو

ولی اور نابالغ۔ ولی دوران مقدمہ۔ تقرری ولی دوران مقدمہ کی کب تک نافذ رہتی ہے۔ برطبق درخواست نابالغ کے ولی کا تبدیل ہونا۔ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء (ایکٹ ولی و نابالغ کا) دفعہ ۱۰۔

جب ولی دوران مقدمہ ایک مرتبہ مقرر ہوجاوے تو اوسکی تقرری اوس کل مقدمہ مین قایم رہتی ہے جسکی دوران مین تقرری مذکور عمل مین ائی ہے بجز اوس صورت کے اور اوس وقت تک کہ تقرری مذکور عدالت سے مسترد کردیجاوے لیکن اگر وہ شخص جسکے لئے ولی مذکور مقرر کیا گیا ہے اوسکی برطرفی کی اور بجاے اوسکی اوس شخص کے تقرری کی درخواست کرے جسکو تبدیل نے نامزد کیا ہے تو بحالت نہونے کسی خاص وجہ اعتراض نسبت شخص مذکور کے عدالت اوس شخص کو ولی مقرر کردیگی جو واسطے تبدیل نامزد کیا گیا ہے۔

چونکہ ایک ہندو لڑکا مسمی پربہو یا ربلی شنکر بعمر سولہ یا سترہ سال عیسائی ہو گیا تہا اور

مسماۃ جوالادی اوس کی مان مہتی کرینوالی نے ضلع جج کے حضور مین بموجب دفعہ ۱۰ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع
یہہ درخواست کی تہی کہ اوسکی ولی جایز قرار دیجاون - خود اوس لڑکے نے اس درخواست پر اہم طور پر
اعتراض کیا تہا کہ جو درخواست نامنظور ہوی تہی - تب مسماۃ جوالادی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا تہا

بقیہ واقعات مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین -

جودیاناتہہ و پرمانند بجانب اپیلانٹ الستن بجانب پادری ایم الگزینڈر ولی دوران مقدمہ ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی حکم ضلع جج الہ اباد مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۸۹۰ع کے ہے
اونکی روبرو یہہ معاملہ بذریعہ اوس درخواست کے شروع ہوا تہا جو بموجب ایکٹ ولی و نابالغ سنہ ۱۸۹۰ع
کے داخل ہوی تہی - چونکہ ایک شخص مسمی ربی شنکر نابالغ کی مان سایلہ ہے اوس نے یہہ استدعا کی تہی کہ
بذریعہ حکم عدالت کے مین ولیہ ذات پسر نابالغ مذکور کی قرار دیجاون - معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت یہہ
درخواست داخل ہوی تہی نابالغ پادری مسٹر الگزینڈر صاحب کے داب مذہبی مین اور حراست اور اختیار مین
دیگر اشخاص کے تہا - واسطے اغراض اون کارروائیون کے جو ضلع جج کے حضور مین دایر تہین مسٹر الگزینڈر ولی
دوران مقدمہ مقرر ہوے تہے اور اوس کارروائی مین نزاع ہوی تہی اور نتیجہ مین ذیعلم جج نے سایلہ کے
ولیہ مقرر کرنیکی بارہ مین حکم صادر کرنیسے انکار کیا تہا - واسطے اغراض اس فیصلہ کے وجوہ مجوزہ ذیعلم جج پر
بطوالت لحاظ کرنا غیر ضروری ہے - یہہ کہنا کافی ہے کہ مشار الیہ نے یہہ تجویز کی تہی کہ ربی شنکر نابالغ ہے
اور نیز یہہ کہ اوسکو علم اور عقل امتیازی ایسے حاصل ہوچکی ہے جس سے وہ خود اپنی لئے تمیز کرنیکا مستحق ہے
اور وہ خود اپنی خبرگیری کرنیکے قابل ہے اور یہہ کہ ولی کا مقرر کرنا غیر ضروری ہے - ضلع جج کے اوس فیصلہ
کی ناراضی سے مسماۃ جوالادی مادر نابالغ نے عدالت ہذا مین اپیل کیا تہا اور وہ اپیل ابتدا میرے بہائی
محمود صاحب کے روبرو جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا اور چونکہ بلحاظ اون امور کے جو پیش ہوی تہی اونکی یہہ
قرار پائی تہی کہ خود اپنے اور میرے فیصلہ مقدمہ سدرب چندر چکربتی بنام فورمین (انڈین لا رپورٹس سلسلہ
الہ اباد جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۰) پر غور کرنا پڑیگا - بنظر تحفظ اس اتفاق کے یہہ مناسب سمجہا کہ دربارہ سماعت اپیل کے
دو ججان بنچ قایم کرنیکے لئے مین اونکا ہم جلیس کیا جاون - اب معاملہ مین بطوالت غور غیر ضروری ہوگیا ہے
ضلع جج کے روبرو کارروائی مین نابالغ بتوسط اپنی ولی دوران مقدمہ کے اپنی مان کے مقابلہ مین
مخالفت و مخاصمت اوٹہای اور قایم رکہی تہی لیکن اوس کارروائی کے ختم ہوجانیکے بعد سے اوس نے اپنی
وضع بالکل تبدیل کردی ہے اور حسب مضامین درخواست مدخلہ اپنی مورخہ ۱۲ مارچ گذشتہ کے جس پر
عدالت مین اوس نے میرے روبرو دستخط کرنا اور پیش کرنا تسلیم کیا ہے اپنی یہہ خواہش ظاہر کی ہے

کہ اوسکی ماں اوسکی ولیہ مقرر کیجاوے اور وہ اوسکی حراست اور اختیار مین رہیگا کہ جس حراست اور اختیار مین اوس نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ اب واپس آیا ہے۔

مسٹر السٹن کو حاضر ہونیکی ہدایت منجانب پادری مسٹر الگزینڈر ولی دوران مقدمہ کے ہوئی ہے ابتدا مین یہہ بحث بہ نسبت اس امر کے پیدا ہوئی تھی کہ آیا مناسب طور پر وہ فریق اس اپیل کے متصور ہو سکتے ہین یا نہین - ابتدا مین مسٹر السٹن کی یہہ حجت تھی کہ اس قسم کی کارروائی مین تقرری ولی کا جو بذریعہ عدالت ... مین ہوئی تھی صرف اوسی عدالت کے کارروائی کے میعاد تک قایم رہتی ہے -

مین بالاختصار اس رای کے اختیار کرنیکو آمادہ نہین ہون اور فی الحقیقت خود ذی علم کونسل نے بہت صاف اور مناسب طور پر اوس بحث سے دست کشی کی ہے اور اب یہہ تسلیم کرنیکو آمادہ ہین کہ وہ اس اپیل مین بحیثیت ولی دوران مقدمہ نابالغ کے رسپانڈنٹ ہے - لیکن مین یہہ اور تحریر کرنا پسند کرتا ہون کہ جب کوئی شخص ولی دوران مقدمہ کسی نابالغ کا کسی مقدمہ کی غرض سے مقرر کیا جاتا ہے تو اوسکے فرائض اوس مقدمہ کے کل شاخون سے ہے اور جب تک وہ مقدمہ قایم رہتا ہے عدالت ابتدائی مین ہو یا اپیل مین بجز اوس صورت کے کہ ولی مذکور تدابیر ضروری اوس ذمہ داری سے جو عدالت نے اوس پر قایم کی ہے اپنی سبکدوشی حاصل کرنیکی کرے وہ قایم رہتی ہے - اگر کوئی دوسری رائے قایم کیجاوے تو صرف دقت عظیم ہی پیدا ہوگی بلکہ فایدہ نابالغ کا اہم طور پر معرض خطر و مضرت مین آجاویگا بعد ازین میری رائے مین ہمارے روبرو اپیل مناسب طور پر بہ نسبت زمرہ اپیلانٹ اور رسپانڈنٹ کے موضوع ہو کر پیش ہے - لہذا مسٹر السٹن جو منجانب پادری مسٹر الگزینڈر ولی دوران مقدمہ کے حاضر ہوے ہین مناسب طور پر قایم مقام فواید ربی شنکر نابالغ کے ہین - مشار الیہ کو کوئی اعتراض یا بحث بہ نسبت صحت اس اپیل کے نہین ہے چنانچہ اونہون نے مناسب طور پر یہہ خیال کیا ہے کہ بمقابلہ دیدہ و دانستہ خواہش منظہرہ نابالغ قلمبند شدہ و مندرجہ اوسکی درخواست مدخلہ عدالت ہذا کے یعنی یہہ خواہش کہ اوسکی ماں کو اوسکی ولیہ ہونا چاہیے اور اوسی کو اوسکی ذات کی حراست اور اوس پر اختیار ملنا چاہیے اون کا اعتراض اور بحث کرنا بیہودہ ہوگا - علاوہ برین میری رائے مین اس قسم کی کارروائی مین جس عدالت کو ایسے معاملہ مین کارروائی کرنا ہو اوسکو لازم ہے کہ خواہش منظہرہ نابالغ کو موثر کرے اور اوس شخص کو اختیار عطا کرے جسکے ولی ہونیکے اوس نے خواہش کی ہے الا اوس صورت مین کہ عدالت اوس شخص کو ناقابل اور نالایق ولی ہونیکے تجویز کرے جسکی ولی مقرر ہونیکی درخواست کی گئی ہے - لہذا یہہ اپیل کامیاب ہوئی ہے اور حکم ذیعلم جج کا منسوخ ہونا چاہیے اور مین حکم دیتا ہون کہ حکم بدین استقرار صادر

کیا جاوے کہ مسماۃ جوالا دیوی بیوہ ذات پر بہو عرف سبلی شنکر اپنی پسر نابالغ کی ہے اور مسماۃ مذکورہ کو کل اختیارات محکمہ ایکٹ مذکور جو اس قسم کے شخص سے متعلق ہوتی ہین عطا کیجاتی ہین - فریقین اپنا اپنا خرچہ کل عدالتون کا ادا کرینگے -

محمود صاحب جسٹس - میری بہی بالکل وہی راے ہے جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کی ہے لیکن چونکہ معزز الیہ براہ مہربانی میرے ساتھہ اسمقدمہ مین اجلاس کرنیکو بوجہ میرے حکم مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۹۱ع کے راضی ہوے ہتے اس لئے مین صرف یہہ اور کہنا چاہتا ہون کہ جب یہہ مقدمہ میرے روبرو اور سرور ز جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا تو کچہہ تذبذب اوس بحث مین پیدا ہوا تہا جو جانب سایل کے اوس وقت پیدا ہوا تہا کہ جب اوسکی ذریعہ سے میرے اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ متفق الراے مقدمہ سارب چندر چکربتی بنام فورمین انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۳ پر اعتراض ہوا تہا - وہ ایک درخواست بموجب ایک قانون کے تہی جو بالکل مختلف درخواست مقدمہ ہذا سے تہی یعنی اسمقدمہ کی درخواست ایسی معلوم ہوتی ہے جسکا مقصود باب ۲ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ع مین ہے - مین کہہ سکتا ہون کہ اسلئے جسمقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے اوسکو اسمقدمہ سے کچہہ تعلق نہین ہے - اگر تعلق ہوتا تو جہانتک مجہے تعلق تہا تو میرے لئے یہہ ایک معاملہ اہم غور طلب ہے کہ اپنی راے اور قاعدہ قانون تبدیل کرون جو اسمقدمہ مین قایم کیا گیا تہا - اوس مقدمہ مین کچہہ ایسے حالات ہین جو کافی طور پر یہہ ظاہر کرتے ہین کہ اوس راے مین امور جو راست کو بنگال ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۶ع سے تعلق ہے کچہہ تعلق نہین ہے - بطور امر واقعہ کے کوئی ایسی بحث نہین ہے اور چونکہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب یہہ ظاہر کرنیکو کافی طور پر کہہ چکے ہین کہ فیصلہ مقدمہ سارب چندر چکربتی بنام فورمین انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۳ ایسا ہے جسکو اسمقدمہ سے مطلق تعلق نہین ہے - مین اوس ڈگری سے بہی اتفاق کرتا ہون جو میرے بہائی نے صادر کی ہے -

ضلع علیگڈہ اپیل دوم نمبر ۱۴۱۱ سنہ ۱۸۸۸ء منفصلہ ۲۳ جولائی

تلسا بنام خوب چند

رہن رہن ہای مقدم ومابعد۔ حقوق اون اشخاص کے جو روپیہ واسطے اداکرنے رہن مقدم کے پیشگی دیتے ہین نالش نیلام کرا پانے جایداد مرہونہ بعلت رہن مابعد کے شکل اوس ڈگری کی جو دیجانی چاہئے۔

ہرگاہ ایک نالش مین جو واسطے نیلام کرا پانے بعض جایداد غیر منقولہ بعلت رہن کے ہنی ہیت ہوا تہا کہ منجملہ مدعاعلیہم کے ایک مدعاعلیہ کے متقدم حقیت نے اوسی جایداد کے رہن کے ذریعہ سے جایداد مذکور کے ایک جزو کو درہن مقدم کے علت مین نیلام سے محفوظ رکہنے کے نظر سے روپیہ پیشگی دیا تہا۔ تجویز ہوئی کہ مدعاعلیہ مذکور مستحق استفادہ اوس روپیہ کے اداکرنیکا ہے جو اسطرح پر اداکیا گیا تہا اور مقدمہ مین مناسب ڈگری یہہ ہوتا چاہئے کہ مدعی اوس جزو جایداد زیر نالش کو صرف اوسحال مین نیلام کرا سکتا ہے کہ جب مدعاعلیہ مذکور کو زر پیشگی دادہ متذکرہ بالا معہ سود ابتدائی تاریخ ادای مذکور لغایت اوس تاریخ کے کہ جب ڈگری اخیر عدالت مرافع اولی مین پہونچ جاوے معہ خرچہ رسدی کے اداکردے اور زر مذکور تاریخ مستحق ہونے لغداد مذکور سے اوس تاریخ سے اندر ۹۰ یوم کے اداکردیا جاوے کہ جب ڈگری اخیر عدالت مرافع اولی مین پہونچ جاوے ورنہ کل حقوق مدعی دربارہ انفکاک اوس جزو جایداد مرہونہ کے قطعاً ممنوع ہوجاوینگے۔

واقعات اسمقدمہ کے ایج صاحب جسٹس واسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین پوری طور سے درج ہین۔

سندر لال و درگا چرن منجانب اپیلانٹ۔ جوگندر ناتہہ چودہری منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب جسٹس واسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل دوم ظہور پذیر ہوا ہے وہ ۸ رفروری سنہ ۱۸۸۲ء کو خوب چند نے بنام سماۃ تلسا وبہوپال برنا بشکل کفالت کے دایر کی تہی جو بہوپال نے بنام خوب چند کے ۱۵ رجون سنہ ۱۸۷۲ء کو لکہا تہا جسکی رو سے بہوپال نے منجملہ دیگر اشیا کے اپنا حصہ زمینداری ا بسوہ ۶ بسوانسی و ۱۹ کچوانسی واقعہ موضع سلیم پور پر مرہونہ انکفول کیا تہا۔ مدعی نے اپنی نالش مین جایداد مرہونہ کے نیلام کرا پانیکی درخواست کی ہے۔

ہمکو بہوپال کے مقدمہ سے کچہہ سروکار نہین ہے - نامبردہ اس اپیل مین فریق نہین ہے - مسماۃ تلسا نے جو ابتدائی نالش کی بہ نسبت ۵ البسوانسی منجملہ البسوہ ۶ بسوانسی ۱۶ کچہوانسی حصہ زمینداری کے اس بنا پر کی ہے کہ اوسکو کفالت مقدم حاصل ہے جن حالات پر اوسکے دعوی کفالت کا مدار ہے وہ حسب ذیل ہین -

بذریعہ دو تمسکون کے جو علی الترتیب مورخہ ۲۲ ر دسمبر ۱۸۶۵ء ہین بہوپال نے ۵ البسوانسی متنازعہ دلیسراج کے پاس مکفول کی تہین - دلیسراج فوت ہوگیا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکی بیوہ اور اوسکے خوب چند نے بربنا، اون تمسکون کے ڈگریات واسطے نیلام کرا پانے ۵ البسوانسی حصہ زمینداری کے حاصل کی تہین - نیلام مذکور ۲ رجولائی سنہ ۱۸۷۱ء کو مقرر تہا - بنظر بیباق کرنے زرہاے ڈگریات مذکور اور اسطرحپر ۵ البسوانسی مذکور کو نیلام سے محفوظ رکہنے کے نظر سے اور دیگر اغراض کے لئے بہوپال نے ۱۰ رجولائی سنہ ۱۸۷۱ء کو الف بلدیوداس سے قرض لیا اور بمعاوضہ زرہاے پیشگی دادہ مذکور کے اوس تاریخ کو ایک تمسک بنام بلدیوداس بکفالت اپنی حقوق مالکانہ البسوہ ۱۲ البسوانسی حصہ زمینداری کے جسمین ۵ البسوانسی متنازعہ شامل ہین لکھدیا - تمسک مورخہ ۱۰ رجولائی سنہ ۱۸۷۱ء مین بالصراحت یہہ بیان ہوا تہا کہ مبلغ الف مذکور جزواً واسطے بیباق کرنے اون دونون ڈگریون کے قرض لیا گیا تہا - ۱۲ رجولائی سنہ ۱۸۷۱ء کو بہوپال نے منجملہ مبلغ الف مذکور کے عدالت مین ایک مقدمہ مین ... اور دوسرے مقدمہ مین ... جملہ ... داخل کردیا اور اسطرحپر اون دونون ڈگریون کو بیباق کردیا اور ۵ البسوانسی حصہ کو نیلام سے محفوظ رکہا - قبل آغاز اس نالش کے بلدیوداس فوت ہوگیا - اوسکی بیوہ مسماۃ تلسا کو وہی حق و مرافق حاصل ہوگئے ہین جو بلدیوداس نے بذریعہ رہن ۱۰ رجولائی سنہ ۱۸۷۱ء کی حاصل کئے تہے -

باعتبار واقعات بالا کے جج ماتحت نے دعوی مدعی کا بابت نیلام کرا پانے حصہ ۵ البسوانسی کے ڈسمس کیا تہا - بر طبق اپیل ضلع جج نے ڈگری جج ماتحت کی اوس جزو کو جسکے رو سے ۵ البسوانسی نیلام سے بری کی گئی تہین منسوخ کردیا اور اوسکی نیلام کی ڈگری کردی لیکن یہہ شرط قایم کردی کہ حصہ ۵ البسوانسی کا نیلام صرف اوس حالت مین کیا جاویگا کہ جب زر رہن نیلام بقیہ البسوہ ۱۲ البسوانسی ۱۶ کچہوانسی یعنی ۷ البسوانسی ۱۶ کچہوانسی کا واسطے بیباقی زر واجب مدعی از روے رہن مورخہ ۱۵ جون سنہ ۱۸۷۱ء کے غیر مکتفی ثابت ہو - مسماۃ تلسا مدعا علیہ

سے نے اپیل کیا ہے -

مسٹر درگا چرن بنرجی نے منجانب اپیلانٹ کے اور مسٹر جوگند رناتھہ چودہری نے منجانب ریسپانڈنٹ کے علی الترتیب بہت سے اسناد پر حوالہ کیا ہے جنمین سے سب پر بجز ایک کے بعد بحث اس اپیل کے اجلاس کامل مین بمقدمہ ماتا دین بنام کاظم علی (اپیل دوم نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۸ء) غور ہوا ہے -

مقدمہ استثنائی غیر رپورٹ شدہ منفصلہ عدالت ہذا مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۸۸۸ء بمقدمہ مسماۃ دیوا کنور بنام بہوج راج دیکہیا (اپیل دوم نمبر ۱۶۰۸ سنہ ۱۸۸۶ء) سے ہے -

مسٹر جوگندر ناتہہ چودہری نے یہہ حجت کی ہے کہ جن مقدمات رپورٹ شدہ پر مسٹر درگا چرن بنرجی نے استدلال کیا ہے وہ متعلق نہین ہین کیونکہ یاتو وہ ایسے مقدمے ہین جنمین مرتہن کو اپنے رہن کے بعد حق راہنی حاصل ہو گیا تہا یا ایسے مقدمے ہین جنمین خریدار حق راہنی نے انفکاک کرایا تہا - بہ نسبت مقدمہ غیر رپورٹ شدہ کے اونہون نے تسلیم کیا ہے کہ وہ متعلق ہے لیکن یہہ حجت کی ہے کہ اوسکی تائید کسی سند سے نہین ہوتی ہے - اونہون نے یہہ بتلایا ہے کہ بہوپال ہی وہ شخص تہا اور نہ بلدیو داس کہ جسنے ۱۲ جولائی سنہ ۱۸۷۰ء کو ہمارے عدالت مین درجہ بیباقی اون دو ڈگریون کے داخل کیا تہا اور یہہ حجت کی ہے کہ اگر بہوپال اور بلدیو داس کی یہہ نیت ہوتی کہ کفالت ہاے مقدمہ مذکور بطور سپر بلدیو داس کے زندہ قایم رکہے جاوین تو بلدیو داس اون دونون ڈگریون کا انتقال نامہ حاصل کر لیتا - ضلع جج نے اپنے فیصلہ مین حوالہ مقدمہ مہیش لال بنام مہنت باون داس (لا رپورٹ جلد ۱۰ اپیل دوم صفحہ ۱۲ اور وہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۶۱) کا دیا ہے اور وہی نتیجہ اخذ کر کے اوسکو متعلق کیا ہے جو حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اوسمقدمہ کے واقعات پر اخذ کیا ہے لیکن یہہ بتلا دیا ہے کہ اوسمقدمہ مین کوئی مواخذہ درمیانی نہین تہا - ہماری رای مین اوسی واقعہ سے مقدمہ مہیش لال بنام مہنت باون داس اسمقدمہ سے غیر متعلق ہو جاتا ہے - اوسمقدمہ مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بعد تذکرہ کرنے قاعدہ مصرحہ ماسٹر آف دی رولز بمقدمہ ایڈمس بنام انجیل (لا رپورٹ جلد ۵ چانسری صفحہ ۶۳۴) یہہ رپورٹ ہوئی ہے کہ یہہ فرمایا ہے قاعدہ مذکور کو اسمقدمہ سے متعلق کر کے بحالت نہونے کسی اظہار کسی نیت مخالف کے یہہ قیاس کرنا چاہیئے

کہ تمسک کی نسبت جو دعوی مالک ہونے جایداد کا اوسوقت کرتا تہا جب اوسنے لچھمن نراین کے اداکرنیکو قرض لیا تہا اور تمسک کے صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہی بیان کیا گیا تہا یہہ ہی کہ روپیہ اوس رہن کے اداکرنے مین اور اوس مواخذہ کے ساقط کرنے مین صرف کیا جاوے کیونکہ کوئی مواخذہ درمیانی نہین ہے۔

ہمیں صاف ظاہر ہے کہ اگر اوس مقدمہ مین کوئی مواخذہ درمیانی ہوتا تو حکام عالیمقام یہہ تجویز کرتے کہ ایسا قیاس ہونا چاہئے اور حکام ممدوح بجز اوس صورت کے کہ برعکس ثابت ہوتا یہہ تجویز کرلیتے کہ قیاس مخالف ہونا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ از روی فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ گوکل داس گوپال داس بنام رام بخش شیوچند (لا رپورٹ جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶ اور وہی مقدمہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۳۵) کی یہہ امر خارج از شبہہ ہوگیا ہے۔

اس مقدمہ مین یہہ بات صاف طور پر بہوپال اور بلدیو داس کے فایدہ کی تہی کہ جو کفالت از روے رہن ہاے ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۹ء کے اور اون رہنون کے بنا پر جو ڈگریان تہین اوسکی روسے پیدا ہوئی تہی وہ زایل نکیجاوین بلکہ واسطے فایدہ اون دونون کے بطور سپر بمقابلہ رہن ۱۸۷۲ء کے قایم رکہی جاوین۔ اس امر کا کچہہ ثبوت نہین ہے کہ اون ڈگریون کے بیباق کرنے مین بہوپال یا بلدیو داس کی یہہ نیت تہی کہ وہ کفالتین زایل کردیجاوین۔ فی الحقیقت بیان مندرجہ تمسک ۱۰ رجولائی ۱۸۷۲ء محولہ بالا سے نتیجہ برعکس مستنبط کیا جاسکتا ہے۔

تحریرات حکام عالیمقام سے جو بمقدمہ ٹولمین بنام اسپنٹر (جلد ۱۳ صفحہ ۱۲) جسکی رپورٹ صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۱ اپیل ہند مین درج ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے کوئی نتیجہ اخذ نکیا جاویگا کہ ڈگری ۱۸۶۸ء کا کوئی انتقال باضابطہ نہین تہا اور نہ کوئی نیت زندہ رکہنے کفالت کی کبہی صاف ظاہر کی گئی تہی۔ بمقدمہ گوکلداس گوپال داس بنام رام بخش شیوچند (لا رپورٹ جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶) مین یہہ رپورٹ ہوئی ہے کہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہہ کہا ہے (صفحہ ۱۳۴) کہ معمولی قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی شخص کو دو طریقون مین سے کسی ایک طریقہ پر عمل کرنیکا استحقاق حاصل ہوتا ہے اوسکی نسبت یہہ قیاس کیا جائیگا کہ اوسنے فایدہ کے مطابق عمل کیا ہوگا۔ قابض عین حیاتی کے معمولی صورت مین جو مواخذہ وراثت کا ادا کردیتا ہے تو اوسکی نسبت بحالت نہونے کسی شہادت مخالف کے یہہ قیاس کیا جاویگا کہ اوسکی نیت مواخذہ

قایم رکہنی کے تہی - اس سے یہہ مراد ظاہر نہین ہوسکتی ہے کہ آیا تقسیم حقوق واقعہ جایداد کی بطور حق حین حیاتی یا بس ماندگی یا بطور مواخذہ جات متواتر کے ہی - ہرصورت مین واسطے فواید مالک حیثیت جزوی کے یہہ ممکن ہے کہ جایداد براوس مواخذہ کی بنیاد قایم رکہے جو اوسنے ادا کیا ہے -

جو تحفظ کہ عدل وانصاف و نیک نیتی سے مطابق اوس فقرہ جسکی ابہی نقل فیصلہ حکام جالبمقام پریوی کونسل سے کی گئی ہے جیسا کہ واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق کیا جاوے بہوپال کو حاصل ہوتا ہے یا بلدیو داس کو حاصل ہوا تہا اوسکے تحفظ کی مستحق مسماۃ تلسا بطور قایمقام بلدیو داس ماہ ... سنہ ۱۸۸۱ء کے سے -

جہانتک ۵ البسوانسی کو تعلق ہے مدعی نے استحقاق مسماۃ تلسا کا بابت کفالت کے تسلیم نہین کیا تہا اوسنے جو کچہہ استدعا کی تہی وہ یہہ ہے کہ ۵ البسوانسی مذکور نیلام کیجاوے جس دادرسی کی اوسنے استدعا کی ہے اوسکا مقدمہ اوسنے ثابت نہین کیا - لیکن ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعی کو ڈگری ازین ملنی چاہیے جس سے وہ مستحق نیلام کرانے حصہ ۵ البسوانسی کا مسماۃ تلسا کو مبلغ ... معہ سود بشرح ... فیصدی سالانہ بالاے زر مذکور معہ خرچہ رسدی کل عدالتونکے ادا کرنے کے ہوگا - تشبیہہ ایکٹ انتقال جایداد کو متعلق کرکے ہم اوسکو ۹۰ یوم کی مہلت اوس تاریخ سے کہ جب تعداد زر اصل مبلغ ... اور اوسکے سود بشرح ... فیصدی سالانہ ابتدائی ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء تا تاریخ صدور ڈگری عدالت ہذا کے متحقق ہو اور اوس تاریخ سے کہ جب ہماری ڈگری اخیر عدالت مرافعہ اولی مین پہونچی واسطے اداے زر اصل و سود معہ خرچہ رسدی مقدمہ ہذا بابت کل عدالتون کے دیتے ہین - اگر زر مذکور اوس ۹۰ روز کے اندر ادا نکردیا جاوے تو جہانتک دعوی نیلام کرانے ۵ البسوانسی کو تعلق ہے معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگا اور کل حقوق مدعی دربارہ انفکاک رہن حصہ ۵ البسوانسی متنازعہ کے ممنوع ہوجاوینگے - ہم ڈگری عدالت ماتحت کو اوسیقدر اختلاف اور ترمیم کرتے ہین - چونکہ مدعی نے دادرسی مناسب کی استدعا نہین کی ہے اور استحقاق کفالت مسماۃ تلسا سے قطعاً انکار کیا تہا لہذا ہم اوسکو کوئی خرچہ بمقابلہ مسماۃ تلسا کے نہین دلاتے ہین -

محمود صاحب جسٹس - مین اوس فیصلہ کے جزو اول سے جو ذیعلم چیف جسٹس نے صادر کیا ہے یعنی اوس جزو سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو اوس مقام پر ختم ہوتا ہے کہ جس مقام پر ڈگری شروع ہوئی ہے - مین اونکے فیصلہ کے جزو اخیر سے بہی اتفاق کرتا ہون جہانتک اوسکے رو سے اوس ڈگری کی تجویز ہوئی ہے جو مقدمہ مین ہونا چاہیے - چونکہ مین سمجہتا ہون کہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کی یہہ راے ہے کہ فیصلہ کثرت راے اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ اپیل دوم نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۹ء مقتضی ایسی ہی ڈگری کا ہے - مین کثرت راے عدالت ہذا کا پابند ہون لہذا مین حکم ڈگری سے بہی اتفاق کرتا ہون -

صفحہ انگریزی ۵۹۵ ضلع علیگڈھ نگرانی فوجداری نمبر ۶۱۲ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۲۷ اکتوبر

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام لیکھراج وغیرہ ہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۹۷ و ۹۹ و ۴۰۳ حفاظت خوداختیاری مال فعل ملازم سرکار جو اوسکی اختیار بحیثیت ملازم سرکاری سے تجاوز ہو

استحقاق حفاظت خوداختیاری مال ان افعال سے متعلق نہیں ہوتا ہے جو ملازم سرکاری نے ظاہرا بہ تعمیل اپنی منصبی خدمت کے کیے ہوں اگرچہ افعال مذکورہ اوس ملازم سرکار کے اختیار و منصب سے تجاوز ہوں۔

واقعات مقدمہ کے ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہیں۔

راس السدن منجانب سایلان۔ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار۔

ناکس صاحب جسٹس۔ سایلان مقدمہ ہذا کی نسبت ظاہرا تجویز ثبوت حسب دفعہ ۴۳۰ مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزا قید بسخت مختلف میعادون کا صادر ہوا ہے۔ بر طبق اپیل کے تجویز ثبوت جرم بحال رہی تھی لیکن بجز تیج سنگہ سایل کے کل سایلون کے حکم سزا مین تخفیف ہو کر قید بسخت میعادی دو ماہ فی کس قایم رہی تھی۔ حکم سزای تیج سنگہ جو واسطے قید ایک مہینہ کے تہا بحال رکہا گیا تہا۔ یہہ درخواست نگرانی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے اس بنیاد پر کیجاتی ہے کہ سایلون نے کسی جرم کا قانوناً ارتکاب نہین کیا ہے کیونکہ جن افعال کا سایلون کی نسبت سرزد ہونا ثابت ہوا ہے وہ افعال اپنے مال کو نقصان سے بچانے کی نیت سے کیے گئے تہے لہذا ان افعال کو ایسا تصور کرنا چاہیے جو استحقاق حفاظت خوداختیاری میں جسکی تعریف مجموعہ تعزیرات ہند مین ہوئی ہے داخل ہین۔ جو واقعات ثابت ہوئے ہین مختصراً یہہ ہین۔ دو تاریخون کو یعنی ۲۵ و ۲۶ اگست کو سایلون نے نہر کی مالیش کے سامنے دو نہر کے ملازمونکو ایک باندہ کی توڑنے سے روکا جس باندہ کی ذریعہ اونکے کہیت بچہ ہوئے تک اوس پانی سے محفوظ رکہے ہے جو اوس باندہ کے پیچھے جمع ہو رہا تہا۔ عدالت اپیل نے یہہ تجویز کی ہے کہ نمایش جبر کا مقصد محض نمایش کی نوبت سے ہرگز زیادہ نہین تہا اور یہہ بات سایلون کی ایک ثابت شدہ حالت تہی۔ اراضیات ان سایلان محفوظ رہے تہین۔ دیگر اراضیات کا خود اونکی انگلیوں کے وبروہ نہر کے جمع ہوئے پانی سے اسقدر طور پر نقصان ہو گیا تہا۔ اور ملازمان نہر کی یہہ نیت تہی کہ اوس جمع ہوئی پانی کو اونکا کہیتو مین بہجایں اور اونکو نقصان برداشت کرنے دین کہ جو نقصان اور لوگ برداشت کر رہے تہے۔ مجھے دو مقدمونکا حوالہ دیا گیا ہے ایک مقدمہ بچو سنگہ بنام خوب لال (ویکلی رپورٹ جلد ۱۹ مقدمات فوجداری صفحہ ۶۶) اور دوسرا مقدمہ شنکر سنگہ بنام رام سہا (ویکلی رپورٹ جلد ۲۳ مقدمات فوجداری صفحہ ۲۵) ان دونون مقدمون مین جن شخصون کی مقابلہ مین حفاظت خوداختیاری استعمال کیا گیا تہا نہ ملازم سرکاری تہے اور نہ ایسے شخص تہے جو بہدایت ملازم سرکار کی عمل کر رہے تہے اسمقدمہ مین جو شخص نقصان مظہرہ کی باعث ہونے کی کوشش کر رہی تہے وہ بلا شبہہ ملازم سرکاری تہے اور میری یہہ رای ہے کہ دفعہ ۹۹ کو اسطرح پر پڑہنا چاہیے کہ اوسیرکل ضمن دفعہ ۹۹ کی حاوی ہین جنکا راس السدن نے جو منجانب سایلان کی حاضر ہوئے ہین یہہ اقرار کیا ہے کہ دفعہ ۹۹ کو اون افعال سے تعلق نہ قرار پانا چاہیے جو صاف طور پر ملازم سرکاری ملازم کے منصب سے تجاوز کیے ہوں ورنہ بہ نگاہ دفعہ ۹۹ کی اس شاخ مین تمیز کرنا چاہیے۔ قانون کی نسبت اس رای کی تسلیم مین اتفاق نہین کر سکتا لیکن مقدمہ کے کل حالات پر غور کرکے مین خیال کرتا ہون کہ انصاف کا منشا ہو سکتا تہا جو کہ کیفیت یہہ ہے کہ سایلان ۱۲ روز قید برداشت کر چکے ہین بر نگاہ منجملہ ثبوت جرم بحال رکہتا ہون ہم مین یہہ حکم دیتا ہون کہ سایلان بہ حکم سزا کو تخفیف کرکے ۱۲ روز کی قید بسخت کا حکم سزا قید ہونا چاہیے اور جو میعاد قید کی گذر چکی ہے وہ ایک جزو یا کل قید کا جیسے صورت ہو متصور ہونا چاہیے۔

ضلع گجرات اپیل دوم نمبر ۷۶۹ سنہ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۲۳ مئی ۱۸۸۹ء

ولی احمد خان وغیرہم بنام اجودھیا کا اندرو

قبضہ بیدخلی ۔ نالش بیدخلی باستحقاق بقا لقبضت ۔ ایکٹ اسٹامپ ۱۸۷۷ء و ایکٹ داد رسی خاص دفعہ ۹ ۔

اپیل بیچ صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس مختلفہ ۔

دفعہ ۹ ایکٹ داد رسی خاص کا یہہ مقصود ہے کہ ضابطہ سرسری چارہ کار فقط اوس شخص کے لئے معین ہو جاوے جو جایداد غیر منقولہ پر قابض رہا ہو گو اوسکا استحقاق کچہہ ہی ہو اور اوس سے بیدخل کر دیا گیا ہو ۔

دفعہ مذکورہ مانع ارجاع نالش بیدخلی اوس شخص کا بر بنا استحقاق بقالقبضت کے بعد انقضاء چھ ماہ کے تاریخ اوسکی بیدخلی سے نہین ہے کہ جسکو جایداد غیر منقولہ سے شخص کسی مداخلت بیجا کنندہ نے بیدخل کر دیا ہو ۔

ڈیولین بنام جسٹ (لا جرنل ۲۶ ۔ ایکسچکر صفحہ ۱۴۴) ۔ لیشر بنام ڈمالک (لا رپورٹ جلد کیو بینچ صفحہ ۱) وانیر بنام امیر النسا خاتون (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۷ صفحہ ۳۰۷) ۔ پیمراج سہوائی رام بنام نراین شیورام کہستی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵) کرشن راو یا شونت بنام واسدیو اپاجی گہو کیکر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۷۱) محمد یوسف بنام سکہہ لتہہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۷۳) پر حوالہ ہوا ۔

از محمود صاحب جسٹس

جو شخص محض استحقاق بقالقبضت کے بنا پر دعوے دخلیابی جایداد غیر منقولہ کا بمقابلہ اوس شخص کے کرتا ہے جس نے اوسکو بیدخل کر دیا ہے اوسکو اپنی نالش اگر ہو سکتی ہو تو بموجب دفعہ ۹ ایکٹ ۱۸۷۷ء کے دایر کرنا چاہئے لہذا اپنی بیدخلی کی تاریخ سے چھ مہینہ کے اندر دایر کرنا چاہئے ۔

واقعات مقدمہ کے اپیج صاحب چیف جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے تجویزون مین پورے طور پر درج ہین ۔

عبد الرؤف و عبد الجلیل منجانب اپیلانٹان ۔ کاشی پرشاد و سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس ۔ مجہے افسوس ہے کہ جو طریقہ اس مقدمہ نے اختیار کیا ہے اوسکی وجہ سے مجہے ضرور ہوا کہ مین اوس سے زیادہ طول و طویل فیصلہ صادر کرون جو دوسری حالتوں مین ضروری سمجہا جاتا مقدمہ کم مالیت کا ہے لیکن جو امور اوسمین پیدا ہوئے ہین وہ اہم ہین اور مشکل ہین یہہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ اسی امر کے خیال سے یہہ بات ہوئی تہی کہ ذریعہ حکم چیف جسٹس اور خود مین نے بذریعہ ہماری حکم مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۸۹ء کے مقدمہ کو اوس بنچ کے سپرد کیا تہا جسمین پانچ جج شریک ہون ۔ چنانچہ سماعت مقدمہ کی اوس بنچ نے کی ہے جسمین کل ممبران عدالت ہذا شریک تہے واقعات مقدمہ پر بلحاظ سوال و جواب فریقین کے غور ہونا چاہئے لہذا مین اون سوال و جواب

سکے ساتھہ شروع کرونگا کیونکہ بلا سمجھنے کماحقہ اون سوال وجواب کے اون امور قانونی کا سمجھنا ممکن ہوگا جو حالات مقدمہ ہذا سے پیدا ہوے ہین۔

پس اول امر غور طلب بیانات عرضیناالش مدعی اور طے کرنا اون بیانات کا بلحاظ جایداد متنازعہ مقدمہ حال کے ہے۔ جایداد متنازعہ اور نیز دادرسی ہاے مستدعیہ مدعیان خود عرضیناالش سے عمدہ طور ظاہر ہوتی ہین
اراضی متنازعہ پیمایش مین البسوہ ۷. دہور واقعہ قطعہ نمبری ۲۴۶ رقبہ ابادی موضع گریانی مین واقعہ ہے اور اس رقبہ پر مدعی مستدعی دخل بدین استدعا ہے کہ مدعا علیہ اراضی کو اسے بیدخل کردیا جاوے۔

اس اراضی پر جو اسطرح متنازعہ ہے اور محض وہی رقبہ ہے جس سے مقدمہ کو تعلق ہے عرضیناالش مین یہہ بیان ہوا ہے کہ ایک مسجد تعمیر کردہ مدعا علیہم واقعہ ہے جو کسی وقت مین قریب ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۹ء کے تعمیر ہوئی تہی اور اوسی عرضیناالش مین یہہ بہی بیان کہوا ہے کہ تعمیر مسجد مذکور کی بلا رضامندی مدعی اور بسازش زمینداران موضع کے واقع ہوئی تہی یہہ امر بیان مندرجہ فقرہ سوم عرضیناالش سے ظاہر ہوتا ہے۔ باعتبار اس بیان کے دادرسی مستدعیہ ضمن (۱) استدعاے دادرسی مندرجہ عرضیناالش مین یہہ ہوی ہے کہ مسجد منہدم کرادیجاوے کیونکہ مدعا علیہم کو کوئی استحقاق اوس اراضی مین نہین ہے جسپر اونہون نے مسجد تعمیر کی ہے۔

دادرسی ثانی مستدعیہ مدعی واسطے دلاپانے مبلغ تخمیناً ۱۰۰ بطور خسارہ متذکرہ ضمن (ب) استدعاے دادرسی مندرجہ عرضیناالش کے ہے۔

دادرسی سیوم مستدعیہ عرضیناالش یہہ تہی کہ خرچہ نالش معہ سود مدعی کو دلادیا جاوے۔
مینے صحیح حیطہ استدعاے مندرجہ عرضیناالش کا اس مفصل طریقہ کے ساتھہ بیان کیا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ نالش کے صحیح حیطہ کا دریافت کرنا ضروری ہے۔
ہمین وجوہ مین اون عذرات کو بہی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون جنکی بناپر نالش کی جوابدہی کی گئی ہے۔ جوابدہی نالش کی دراصل عذرات ذیل کے بنا پر کی گئی ہے۔

(۱) یہہ کہ اراضی متنازعہ از ان زمینداران موضع نہین ہے جنکے توسط سے مدعی دعویدار ہے بلکہ ایک جزو جایداد متعلقہ مسجد کی ہے جسمین مدعا علیہم بموجب قانون کے تعلق رکہتے ہین۔
(۲) لہذا مدعی کو کوئی حق اراضی مین حاصل نہین ہے سبب اسکے اراضی مین کوئی استحقاق حاصل نہین ہے جو زمینداران سے حاصل ہوسکتا ہو۔

(۳) مدعا علیہم کا قبضہ اراضی متنازعہ پر بارہ برس میعاد معینہ سے زیادہ کا ہے لہذا نہ مدعی اور نہ زمینداران کو کوئی استحقاق نسبت اراضی کے حاصل ہوسکتا ہے اور مسجد انہدام طلب کو تعمیر ہوئی اتنا عرصہ ہوا ہے کہ جتنا عرصہ ۱۸۷۳ء کو گذرا ہے۔ عذر اخیر بذریعہ فقرہ سیوم بیان تحریری مدعا علیہم پیش کیا گیا ہے۔

(۴) جس پٹہ کے رو سے مدعی دعویدار ہے اوسمین اراضی متنازعہ شامل نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ایسا کوئی پٹہ کبھی زمینداروں نے نہین دیا اور یہہ بیان فقرہ دوم بیان تحریری مدعا علیہم مین واقع ہے

سوال و جواب کے اس کیفیت پر منشی ماتادین منصف نے امور تنقیح طلب قایم کی تہی جو اونکی فیصلہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۱ء مین ظاہر کی گئی ہین اور واسطے قابل تفہیم کرنے واقعات مقدمہ کے مین اونکی فیصلہ پر حوالہ کرتا ہون

بلحاظ اس سوال و جواب کے جسکا ابہی مینے بیان کیا ہے صاف ظاہر ہے کہ اپنا استحقاق دربارہ بیدخلی مدعا علیہم کے ثابت کرنا مدعی کے ذمہ ہے جو ایسی بیدخلی کی استدعا کرتا ہے اور استدعا کے ساتہہ استدعا ے انہدام مسجد کی بہی شامل ہے کیونکہ معاملہ کو منشا قانونی وسیع مین قایم کرینے سے جو شخص کسی بیدخلی کی استدعا کرتا ہے اوسی کے ذمہ اس امر کا ثابت کرنا ہوتا ہے کہ کیون وہ بیدخلی عمل مین لائی جاوے جسکی وہ درخواست کرتا ہے۔ یہہ صرف قاعدہ قانون ہی کا نہین ہے بلکہ یہہ ہر علم بحث کا بہی قاعدہ متعلق ایسے سوالات کے ہے۔ لہذا اس وجہ کا ثابت کرنا ذمہ مدعی کے تہا کہ کیون مدعا علیہم بیدخل کیجاوین اور کیون مسجد اور دیگر عمارات انہدام طلب منہدم کیجاوین اور کیون خسارہ مستدعیہ دلایا جاوے مدعی کی خواہش یہہ تہی کہ جو کیفیت اشیا کی ۱۲ مارچ ۱۸۸۱ء کو موجود تہی جب یہہ نالش دایر ہوئی تہی اوسمین خلل اندازی کیجاوے اور مدعا علیہم کی یہہ خواہش تہی کہ وہ بلا خلل قایم رہے سو نالش کو ضرور شکست ہونی چاہیئے الا مدعی کوئی ایسی وجہ ثابت کرے جس سے عدالت انصاف کو بتاریخ ارجاع نالش اوس اشیاء کی کیفیت مین خلل اندازی ضروری ہو کہ جو کیفیت اوس تاریخ کو تہی۔

مجہے اندیشہ ہے کہ مینے اس قاعدہ علم قانون کے شرح کرنے مین بہت اختصار کے ساتہہ کام کیا ہے اور اسلئے اوس قاعدہ کے تعلق کو جو اسمقدمہ کے حالات سے ہے مجہے بیان کر دینا اون واقعات مجموعی کے تذکرہ کر دینے سے بہت آسان ہو جاویگا جو خود مقدمہ مین ثابت ہوئی ہین۔

مقدمہ مین سوال اول یہہ ہے کہ آیا اجودہیا مدعی یا سیانڈ نٹ کو کبہی کوئی استحقاق اوس اراضی کے نسبت حاصل تہا یا نہین جسکی دخل کا اوس نے دعوی کیا ہے یا کوئی استحقاق استدعا کرنے دیگر دادرسیون کا بذریعہ انہدام مسجد اور دلا پانے اوس خسارہ کے جسکا دعوی اوس نے اپنی عرضی نالش

مین کیا ہے حاصل ہے یا نہین۔

تو اوسموقع پر سوال یہہ پیدا ہوتا ہے کہ اوسکا استحقاق کیا ہے۔ جو استحقاق اوس نے بیان کیا ہے وہ ملکیت کا استحقاق نہین ہے بلکہ ایک پٹہ منظہرہ منجانب مالکان کے ہے جسکی نسبت وہ بیان کرتا ہے کہ مدعاعلیہم کے سازش ہے تو وہ پٹہ کہان ہے۔ یہہ ثابت ہوا ہے کہ کوئی پٹہ تحریری نہین ہے اور اس لئے کافی طور پر معمولی بات یہہ ہے کہ وہ مسل مین نہین ہے۔ لہذا اوسکے استحقاق کا مدار ضرورتاً شہادت زبانی پر ہے۔

مجھے سخت شبہہ ہے کہ بطور محض امر قانونی کے ایا پٹہ جایداد کا جیسا کہ اسمقدمہ مین متنازعہ ہے حسب اقتضاء اصول مصرحہ ایکٹ انتقال جایداد کے زبانی دیا جا سکتا ہے بجز اوس صورت کے کہ اغراض زراعتی کے لئے ہو۔ لیکن مین اس امر سے درگذر کرتا ہون۔

مین واقف ہون کہ عدالت ہذا کا منصب عدالت اپیل دوم کے یہہ کام نہین ہے کہ وقعت شہادت کو عام اس سے کہ زبانی ہو یا دستاویزی اون مقدمات مین جو ہمارے روبرو اپیل دوم مین بموجب دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آتے ہین جانچا کرین مین اس امر سے بہی واقف ہون کہ اس اصول کو نہ صرف ملکہ معظمہ کے عدالتہاے ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر واقعہ ہند نے تسلیم کیا ہے بلکہ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہی تسلیم کیا ہے۔ لیکن مین یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ عدالت ہذا کا یہہ کام ہے جب اپیل دوم کو طے کرتی ہو اور اون نتایج پر غور کرتی ہو جو عدالتہاے اپیل ماتحت نے اخذ کی ہین کہ یہہ تجویز کرے کہ ایا نتایج مذکور بتعمیل کامل اون قواعد قانونی کے اخذ کی گئی ہین یا نہین جو مقبولی شہادت پر حاوی ہین اور جسمین بحث بار ثبوت کی متعلق ہے خصوصاً اون مقدمات مین جسمین مدعی جو مدعاعلیہم کو بیدخل کرنا چاہتا ہے ایک استحقاق ظاہر کرتا ہے اور مدعاعلیہ اوس استحقاق سے انکار کرتا ہے اور یہہ بیان کرتا ہے کہ مدعی کو مطلق کوئی استحقاق حاصل نہین ہے۔

بلحاظ اس قانونی راے کے یہہ بات ہتی کہ مین چند فقرات فیصلہ منشی ماتادین منصف سے نقل کرنا چاہتا تہا جو بابت اونکی اون نتایج کے ہین جو اونہون نے باعتبار اوس شہادت کے جو اونکے روبرو موجود تہی اور اوس تنقیحات کے ہتی جو اونہون نے قایم کی تہی۔ بعد قایم کرنے اون تنقیحات کے جو خود منصف کے فیصلہ مین کافی طور پر ظاہر ہین اونہون نے یہہ کہا ہے۔

مدعی کی جانب سے کوئی ثبوت کافی نہین ہے کہ وہ برابر اراضی متنازعہ پر بذریعہ اوس انتظام کے جو زمیندار کے ساتہہ ہوا تہا قابض رہا چلا آیا ہے اور یہہ کہ اوس زمانہ مین کہ جس زمانہ کی نسبت

اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعا علیہم نے مسجد وغیرہ تعمیر کی ہے۔

پھر وہ یہہ کہتے ہیں کہ شہادت گواہان مدعا علیہم سے قابل اطمینان عدالت ثابت ہے کہ مسجد اور چبوترہ وغیرہ متنازعہ پرانے ہیں اور بارہ برس سے زیادہ سے موجود ہیں اور اراضی متنازعہ پر خود مدعا علیہم قابض ہیں۔

بہ نسبت موقع کے بعد بیان کرنے اس امر کے کہ اونہوں نے خود امین نقشہ موقع کا مرتب کرنیکے لئے مقرر کی تہی مشار الیہ بہ نسبت بیان مدعی دربارہ دخل کے یہہ کہتے ہیں

بجانب دیگر نقشہ مرتبہ امین عدالت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد سے ملحق تعزیہ رکہنے کے لئے چبوترہ اور مکانات مدعا علیہم اور دیگر اشخاص کے ہیں اور اوسکے بعد خانہ گودام مدعی کا ہے اور مسجد وغیرہ متنازعہ ٹہیک سامنے چبوترہ مدعا علیہم کا اوتر جانب ہے جو تعزیہ رکہنے کا چبوترہ ہے۔ کسی طرح بہی یہہ قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس مقام پر مدعی کا کبہی قبضہ اراضی کے کسی جزو پر ہے۔ جہانتک عدالت ہذا مقدمہ مدعی پر غور کر سکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل عداوتاً ہے اور انصافاً اوسکا سرسبز ہونا روا نہیں رکہا جا سکتا ہے۔

باعتبار اس تجویز کے منصف نے نالش کلیتاً ڈسمس کر دی۔ اوسکی بعد مدعی نے ذیعلم ضلع جج کے حضور میں اپیل کیا اور مشار الیہ نے اگرچہ اپنی فیصلہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۸۸۶ء میں اظہار رائے بشدومد کیا لیکن یہہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ صحیح رقبہ اراضی متنازعہ یا اوسکی صحیح شناخت کو بخوبی سمجہا ہے اور نہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مشار الیہ نے فیصلہ دادرسی مستدعیہ عرضی نالش کو سمجہا ہے کیونکہ اوس دادرسی میں استدعا انہدام مسجد کی شامل ہے کہ جو خود مدعی کے بیان مندرجہ عرضی نالش کے بموجب دیکہو فقرہ ۳ عرضی نالش اوسقدر عرصہ پہلے تعمیر ہوئی تہی کہ جسقدر ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو گذرا ہے اور بموجب بیان مدعا علیہم کے ۱۵۲۸ء میں تعمیر ہوئی تہی۔

ذیعلم جج کے فیصلہ میں بہت سے علامتیں اس بات کی شامل ہیں کہ اونہوں نے قطعہ اراضی نمبری ۵۸۳ کو اراضی متنازعہ حال کے ساتہہ مخلوط کر دیا ہے کہ جو جیسا میں بیان کر چکا ہوں بالسبوہ ۱۷×۲۱ فٹ قطعہ اراضی نمبری ۵۸۳ کی ہے اور جسپر مسجد انہدام طلب واقع ہے اور جو تنہا سے دعوی مقدمہ ہذا ہے جہانتک کہ اوسکی رو سے استدعا بیدخلی کی ہے (دیکہو دادرسی مندرجہ استدعا دادرسی عرضی نالش کو)

لیکن ذیعلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ دخل مدعی ہیں اوسوقت خلل آیا تہا جب اوس نے ایک چہپر اینٹوں کے لکڑی کا اراضی پر رکہا تہا اور وہ اینٹیں بحکم مجسٹریٹ کے اوٹہوایا گیا تہا جب مجسٹریٹ نے

حسب عبارت مستعملہ خود ذیلعلم جج کے حکم امتناعی دوامی کسیوقت مین قریب ٣٠ جولائی ١٨٨١ع کے بنام
مدعی مشعر ممانعت اس امر کے صادر کیا تہا کہ مدعی ذ بیر آیندہ بمقابلہ مسجد اور پر اراضی متنازعہ حال کے ممنوع ہے
بلعد اوس شبہہ کے جو مین بہ نسبت اس امر کے ظاہر کرچکا ہون کہ آیا ذیلعلم جج کو شناخت اراضی کی حاصل
ہوئی تہی یا نہین مجہے یہہ تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا تجویز مذکور بطور امر واقعہ کے صحیح ہے یا نہین
اشیا کی اس حالت پر میرے روبرو یہہ مقدمہ بصیغہ اپیل دوم جلسہ واحد عدالت مین اجلاس
کرنے کے وقت ٣ جولائی ١٨٨٥ع کو پیش ہوا اور مجہے اوسوقت معلوم ہوا تہا جیسا کہ اب بہی معلوم ہوتا
ہے کہ فیصلہ ذیلعلم ضلع جج کا جسکے ناراضی سے اپیل دوم دایر ہوا ہے جایداد متنازعہ کی مخلوط کرنے اور
غلط فہمی پر مبنی ہے اور اسیوجہ سے اون واقعات کی غلط فہمی پر بہی مبنی ہے جو عدالت اپیل اول کی تجویز طلب تہی
اس امر کیوجہ سے مینے زور تجاویز واقعاتی اخذکردہ ذیلعلم ضلع جج کو کسیقدر ناپسند کیا تہا اور مقدمہ
کو بموجب دفعہ ٥٦٦ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے صاف تجاویز امور ذیل کے واپس بہیجا تہا۔

(١) ٹہیک شرایط پٹہ کے جسکے روسے مدعی عدالت مین آیا ہے کیا ہین اور آیا از روے شرایط مذکور
کے مدعی مستحق قایم رکہنے نالش بیدخلی بذریعہ انہدام تعمیرات معمرہ مدعا علیہم کے ہے یا نہین۔

(٢) مدعا علیہم کا دخل واقعی اراضی پر کسقدر عرصہ تک رہا ہے اور اوس دخل کی نوعیت بمقابلہ
زمیندار کے جسکا مدعی پٹہ دار ہے کیا ہے۔

اجلاس کامل کے روبرو یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ حکم واپسی کا بالکل غیر ضروری ہے کیونکہ جو تجاویز
واقعاتی ذیلعلم ضلع جج نے اخذ کی ہین وہ واسطے تصفیہ کرنے حقوق فریقین کے اس لئے کافی تہین کہ
اونمین گنجایش دست اندازی عدالتانہ عدالت ہذا بمنصب عدالت اپیل دوم حسب منشا دفعہ ٥٨٤
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین تہی اور اس حجت کی تائید مین چند اسناد پیش ہوے تہے جنکی بالخصوص ذکر
کرنیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ وے مشہور ہین۔

برطبق حکم واپسی کے جو مینے اوسوقت صادر کیا تہا مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واپس گیا تہا
اور اوسوقت حاکم اجلاس کنندہ دوسرے جج تہے یعنی اوسوقت مسٹر فاکس صاحب اوس عہدہ پر قایمقامی
کرتے تہے۔ اوس ذیلعلم جج نے بذریعہ اپنی تجویز مورخہ ٧ اگست ١٨٨٥ع کے مقدمہ پہر واپس بہیجا ہے اور
تجاویز مذکور مین ایک فقرہ حسب ذیل ہے۔

قبضہ مدعا علیہم کا جیسا کہ وہ بے اجازتی نہین بیان کیا جاتا بلکہ وہ قبضہ مخالفانہ زمیندار اور اوسکے
پٹہ دار مدعی کے ہے۔ مین تجویز کرتا ہون کہ اراضی مسجد کی ٹہیک طور پر واسطے تعمیر کے مدعا علیہم

قبضہ مین ۱۸۸۱ء سے ہے اور بقیہ اراضی ۱۸۸۶ء سے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر نکلس صاحب نے اگرچہ اپیل بحال رکہا تہا اونہون نے مسماری عمارت مسجد کا حکم نہین دیا تہا۔ اسبارہ مین اونکا فیصلہ اسیقدر مغلق ہے۔ مدعی نے بہ نسبت اراضی مسجد کے اپیل نہین کیا تہا۔

اب دیکہنا چاہیے کہ یہی تجویز ایک وجہ اور ضروری وجہ اسبات کی ہے کہ کیون مجہکو عدالت ہذا مین بطور جج عدالت اپیل کے اجلاس کرکے اس امر کی تحقیقات کرنیکی ضرورت ہوئی تہی کہ آیا ڈسٹرکٹ جج ضلع جج نے شناخت اراضی کو جو متنازعہ تہی سمجہا ہے یا نہین۔ اور یہی وجہ تہی کہ کیون مینے حکم واپسی مقدمہ کا ۱۳ جولائی ۱۸۸۹ء کو صادر کیا تہا۔

واقعات اسطرح پر تہے کہ مسٹر نکلس صاحب نے بحیثیت ضلع جج کے قطعہ نمبری ۳۰ کو جائیداد متنازعہ سے مخلوط کر دیا تہا یعنی قطعہ نمبر ۴۶ اور اوسکے البوہ ۱۷۰ دہور کو اور دوسرے ضلع جج نے اوسکی تجویز کرنے مین یہہ تجویز کی تہی کہ جس جائیداد پر مسجد واقعہ ہے اور جو شے دعوے مقدمہ ہے اوسپر جیسا کہ مینے اوپر نقل کردی ہے مدعا علیہم کے قبضہ مین بدرجہ اول ۱۸۸۱ء سے اور اسکا بقیہ حصہ ۱۸۸۶ء سے ہے۔

بہ نسبت اون تجاویز کے جو مسٹر ٹالکس صاحب نے اسطرح پر واپس کی تہین کوئی فریق متعدد اعتراضی نہین ہے کیونکہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین نے اپنے اعتراضات محکومہ دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اون تجاویز کے نسبت داخل کی ہین۔

اشیاء کے اس کیفیت پر جلسہ واحد مین مجہے مقدمہ پر غور کرنا پڑا تہا اور حسب وجوہ مندرجہ میرے حکم مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کے مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مینے خیال کیا تہا کہ مقدمہ دو ججون کے بنچ مین سپردگی کے لائق ہے۔ عدالت ہذا کے اوسوقت کے قواعد کے روسے اجازت سپردگی کی باوجود اس امر کی تہی کہ حکم واپسی مقدمہ کا واحد جج نے صادر کیا تہا۔

چنانچہ مقدمہ بغرض سماعت روبرو مسٹر جسٹس براڈہرسٹ صاحب مرحوم اور میرے بطور جج دویزن بنچ عدالت جسمین دو جج شامل ہوتے ہین پیش ہوا تہا اور بذریعہ ہمارے حکم مورخہ اوس تاریخ کے ہمنے واسطے پہر واپس کرنے مقدمہ کے بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی بغرض تجویز صریح بابت مضامین اوس پٹہ کے جسپر نالش مدعی کی مبنی ہے اتفاق کیا تہا اور جیسا کہ میرے فیصلہ مقدمہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے واسطے اطلاع مختص اوس امر کے مقدمہ کے واپس بہیجنے پر اتفاق کیا تہا جو کہ مینے اوس فیصلہ مین بہ نسبت اوس تنقیح کے کہا تہا جسکے لیے اول مرتبہ مقدمہ واپس بہیجا گیا تہا۔ مینے یہہ کہا تہا کہ غرض اوس تنقیح سے یہہ تہی کہ بہ نسبت مضامین پٹہ یعنی اوسوقت سے کہ جب پٹہ لکہا گیا تہا اور اون شرائط

کے جن کے روسے وہ مدعیکو دیاگیا تہا اور بہ نسبت اوس صحیح رقبہ کے کہ جس سے پٹہ مذکور متعلق ہے اور بہ نسبت اس امر کے کہ آیا اوس پٹہ مین اراضی متنازعہ نالش ہذا شامل ہے یا نہین اور بہ نسبت اون دیگر امور کے پوری اطلاع حاصل کیجاوے۔ جو شرایط پٹہ مذکور سے متعلق ہین۔

چنانچہ مقدمہ باتفاق راے مسٹر جسٹس براڈ ہرسٹ صاحب جو مہتمے بر بنا تنقیحات چند کے واپس بہیجا گیا تہا اور اگر میری یادداشت صحیح ہے تو واسطے صحیح تنقیحات مذکورہ کے اونہین نے مجہکو ایما کیا تہا۔

برطبق واپسی اس تنقیح کے ذیعلم ضلع جج حال مسٹر ٹیننگٹن نے تجاویز قلمبند کی ہین جنکا منشا یہہ ہے کہ کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ مدعی نے کبہی کوئی پٹہ زمینداروں سے حاصل کیا تہا اور اسکا بہی ثبوت نہین ہے کہ جس لگان کا اوس نے اپنی عرضی نالش مین ادا کرنا بیان کیاہے وہ اوس نے کبہی ادا کیاہے اور اسکا بہی ثبوت نہین ہے کہ اوس نے کبہی قبضہ واقعی اراضی متنازعہ کا حاصل کیاہے۔ ذیعلم جج نے اپنی تجویز کو اپنے حکم کے فقرہ قبل از آخر مین اسطور پر بیان کیاہے۔ وہ یہہ کہتے ہین۔ میری تجویز تنقیح واپس شدہ کے بابت یہہ ہے کہ اگر کوئی زبانی پٹہ ۱۸۵۸ء مین حسب بیان مدعی کے ہوا ہے (جو مشتبہ ہے) تو رقبہ اراضی متنازعہ حال اوسمین شامل ہے لیکن وہ پٹہ دوامی نہین تہا اور نہ کسی میعاد معین کے واسطے تہا اور یہہ کہ مدعی کوئی دعوے بمقابلہ مدعا علیہ بر بنا اس پٹہ کے نہین کر سکتاہے۔

یہہ تجویز جہانتک وہ امور واقعاتی سے متعلق ہے میری راے مین ایک تجویز قابل پابندی عدالت ہذا بطور عدالت اپیل دوم کے ہے لیکن وہ قابل پابندی عدالت ہذا کے بابت امور قانونی کے نہین ہے جو اوس سے پیدا ہوتے ہین اور وہ بہت اہم سوال ہے۔

وہ یہہ ہے۔ آیا کوئی ایسی اشیا مثل استحقاق مقالبعت کے قانون ہند مین ہے اور اگر ایسا استحقاق ہے تو ایسے استحقاق کی کیا سند ہے ایسے استحقاق سے عملاً قانون ہند اون تجاویز کے وقت تک ناواقف تہا جن تجویزون کی وجہ سے دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کی بحکوم قانون ہونا لازم آیا تہا در تجاویز مذکورہ کے روسے ایسے استحقاق کی تسلیم کیجانیکی ضرورت اس لئے پیش آئی تہی کہ حفظ امن رہے اور لوگ اشخاص قابض کو بجبر اور بفریب بیدخل نکر سکین۔ اب دیکہنا چاہیے کہ یہہ حکم قانونی یعنی دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء منشا تعبیر حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہوچکاہے اور حکام ممدوح نے یہہ تجویز کی تہی کہ چونکہ استحقاق مقالبعت کا مقصد اونہین اغراض سے ہے تو ایسے استحقاق مقالبعت کے روسے کوئی مدعی عدالت مین چارہ جوئی بجز یہہ بیدخلی کے نکر سکیگا بجز اوس صورت کے کہ دعوی ہذا کو اندر چہہ مہینہ کے موافق دفعہ ۱۵ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے دایر کیا جاوے وہ فیصلہ بمقدمہ وائز بنام امیر النسا خاتون (لا رپورٹ جلد ۶ اپیل ہند صفحہ ۲۱۷) مین ہے۔

جو مقدمہ میں امر کے کہنے کی بھی سند ہے کہ جب کبھی استحقاق مقابضت الیسے دعوی کی بنا قرار دیا جاوے جیسا کہ یہ دعوی ہے اور بعد گذرنے چھ مہینے کے دائر کیا جاوے تو ایسا استحقاق قابل سمع ہو سکے نہیں ہے کیونکہ استحقاق مذکور پر استدلال کرنیکے لئے بہت توقف ہو گیا ہے۔

ایک دوسرا امر کہ جسپر جج حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اپنا فیصلہ صادر کیا ہے یہ ہے کہ معمولی قاعدہ بار ثبوت کا جو متعلق ملکیت کے تھا انہین بجز اُن دو احکام قانونی کے جو بنسبت استحقاق مقابضت منشاء کے بالا کے ہین نظر انداز کر دیا جاتے ہے احکام قانونی ابتک ایکٹ دادرسی خاص (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء) مین قایم ہوئے ہین لیکن میری راے مین اونکے رو سے قانون [illegible] تغیر و تبدیل نہین ہوئی ہے کیونکہ دفعہ ۹ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) بخلاف قاعدہ قانون سابق ایکٹ میعاد سماعت مین قایم کی گئی تھی اگرچہ اس قابل تھی کہ اوسکو کسی ایسے قانون مین جگہہ دیجاتی جو متعلق دادرسی خاص کے ہوتا۔ لیکن ایک بات صاف ہے کہ ان دو قانون قاعدہ کو نہین جاہے کہ دادرسی خاص متعلق اوس امر کے سمجھا جاوے جو زمرہ قانون اصلی مین داخل ہوتا ہے یا امر متعلقہ قانون اصطلاحی کے سمجھا جاوے میعاد چھ مہینے کی لازم ضروری قبل اس امر کے ہے کہ کوئی استحقاق مقابضت بطور بنا نالش بیدخلی کے بیان کیا جاوے اس راے کو صد التہاے ہائیکورٹ واقعہ بنہدنے متواتر اختیار کیا ہے اور اوسکی تائید کامل فیصلجات پریوی کونسل سے ہوئی ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو تاریخ ارجاع نالش پر غور کرنا ضروری ہے جو ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء ہے اور پھر اوس تاریخ پر غور کرنا ضروری ہے جب بیدخلی منجانب مدعا علیہم ظہور پذیر ہوئی ہے جو جہانتک قطعہ اراضی نمبر ۳۴ کو تعلق ہے کسیوقت مین حسب بیان خود مدعی کے سنہ ۱۸۸۸ء مین وقوع پذیر ہوئی ہے۔ لہذا نالش بلاشبہہ بیرون میعاد چھ مہینہ معینہ از روے دفعہ ۹۔ ایکٹ دادرسی خاص کے ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو دوسرا امر غور طلب یہہ ہے کہ ہرگاہ استحقاق مقابضت کا عذر بطور بناے نالش بیدخلی کے نہین ہو سکتا ہے تو آیا معمولی قاعدہ قانون کا جو دفعہ ۱۱۰ ایکٹ شہادت مین مندرج ہے متعلق ہوگا یا نہین۔ میری راے مین حسب حالات مقدمہ کے بخیال اس امر کے کہ بیدخلی اراضی متنازعہ کا حال سے مسلسل سنہ ۱۸۸۸ء مین ہوئی ہے اور نیز بخیال اس امر کے کہ نالش ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء تک دائر نہین ہوئی تھی یہہ معمولی قیاس قانونی کہ جو قابض اراضی ہے وہی مالک [illegible] سے متعلق ہے [illegible] مین بذریعہ کسی ایسے واقعات کے بیان یا ثبوت سے بھی کیا نہین ہو سکتی ہے جو بہ نسبت [illegible] بیدخلی ما قبل چھ مہینہ تاریخ نالش کے ہون۔

فیصلہ مقدمہ [illegible] پر اعتماد [illegible]

بحث کے خلاف اوس رائے کے ہوا ہے جو بیشتر اس مقدمہ میں ظاہر کی ہے لیکن میری رائے میں [illegible]
وہ فیصلہ احکام قانونی دفعہ [illegible] اور [illegible] نہین [illegible]
مندرجہ ان مین متعلق ہو سکتا ہے [illegible] کہ وہ ایسے [illegible]
احکام قانونی کی تنسیخ ہو سکے [illegible] اصول [illegible] تسلیم ہوا ہے جیسا کہ [illegible]
متجاوز [illegible] مدعا علیہ [illegible] فریق [illegible] اصول
[illegible] وہ ہے صحیح ہے اور جسکا [illegible] پر یوی کونسل نے مقدمہ [illegible] مین
سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۱۵ [illegible] کیا ہے اور میرے لئے یہہ ممکن نہین ہے کہ مین اوس فیصلہ [illegible]
[illegible] مین اوس فیصلہ کو جیسا کہ وہ خود [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے ایسا تصور کرتا ہون جو عدالت
ہذا پر قابل پابندی ہے لیکن وہ فیصلہ اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے جو یہان پیش ہے

اس مقدمہ مین نالش حسب تذکرہ بالا بابت بیدخلی کے [illegible] جو اب بھی [illegible]
کو کوئی حق حاصل نہین ہے [illegible] لوگون کے توسط سے وہ دعویدار ہے [illegible] حق حاصل نہین ہے
اس مقدمہ [illegible] کبھی موجود نہین [illegible] اور تجویز عدالت اپیل ماتحت کی بالکل [illegible] مدعا علیہم کے ہے

مین صرف چند الفاظ بہ نسبت اوس حکم واپسی کے اضافہ کرنا چاہتا ہون جو بیشتر جلسہ [illegible]
سے [illegible] کو صادر کیا تھا حکم مذکور اسوجہ سے صادر کیا گیا تھا کہ [illegible] خیال کیا تھا اور اب بھی خیال
کرتا ہون کہ مسٹر [illegible] صاحب نے مقدمہ کو نہین سمجھا تھا اور اسوجہ سے [illegible] الیہ نے شناخت جائداد
متنازعہ مین تذبذب کر دیا تھا حکم مذکورہ اسوجہ سے بھی صادر کیا گیا تھا [illegible] کا حسب اقتضای
دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین تھا

پھر بہ نسبت حکم واپسی ثانی کے جسے اوس حکم کے جو مسٹر جسٹس [illegible] نے [illegible]
[illegible] اپریل [illegible] کو صادر کیا تھا [illegible] کہنا چاہتا ہون [illegible] مقدمہ
[illegible] کا پیدا ہوا تھا [illegible] حکم مذکور صادر کیا تھا اور حکم واپسی [illegible]
[illegible] تجویز عدالت اپیل ماتحت کی [illegible] مخالفت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فریقین [illegible]

مجکو مشرشیہ مہی اوس انتقال سے کو لوٹا دیا گیا تہا اوسی تاریخ سے بہی قبضہ مدعاعلیہم کا اوس قبضہ کے
علاوہ ہوگیا اور یہہ بہی صحیح بالفرض حاصل کیا جاتا ہے کیونکر قبضہ مذکور بذریعہ حکم مشرشیہ کا حاصل کیا
گیا تہا لہذا وہ بامن حاصل کیا گیا تہا اور لاعلم جو قبضہ تہا مگر اس نالش کے دایر ہونے تک قایم رکہا گیا تہا
اور چونکہ نالش مذکور تاریخ بیدخلی یعنی نالش سے چہہ برس کے عرصہ بعد دایر ہوئی ہے لہذا بصیغہ
نالش دخل کے قابل پذیرائی کے نہین ہے

میری یہہ راے ہے کہ بلحاظ کیفیت اشیاء اسکے یہہ اپیل سرسبز ہونی چاہئے اور ڈگری عدالت
اپیل کی منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی مشعر ڈسمسی نالش معہ خرچہ کل عدالتون کے بحال ہونی چاہئے
چنانچہ مین یہی حکم صادر کرتا ہون

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ میرے بہائی محمود صاحب نے اسمقدمہ کے اجلاس کامل عدالت ہذا
مین سپردگی کے وجوہ یہہ بیان کی ہین کہ اوسمین امور قانونی بڑی تحقیق اور اہم ہین ۔ مین اپنی نسبت
بالکل یہہ کہتا ہون کہ مینے نہین سمجہا تہا کہ کوئی ایسا قانونی امر مقدمہ مین متعلق تہا جسمین ذرہ بہی
دقت متعلق رہی ہو ۔ اسمقدمہ کی سماعت میرے بہائی محمود صاحب کے اور خود میرے روبرو ۲ ماہ [illegible] کو
ہوئی تہی بعدہ وقت برخاست عدالت کے مقدمہ واسطے تجویز کے ملتوی رہا تہا ۔ [illegible] کو مجکو میرے بہائی محمود
صاحب نے یہہ اطلاع دی تہی کہ ہم لوگونکی راے آپس مین مختلف ہے اور مجکو معلوم ہوا کہ ہم مین اختلاف فی الواقعہ بہ نسبت جواز
ان احکام والیسی اراضی کے بہ نسبت تعبیر اور تاثیر دفعہ ۹ ایکٹ [illegible] اور ملکی خاص کے اور علاوہ ہمین بہ نسبت
استحقاق اوس شخص کے بہی اختلاف ہے جسکو بذریعہ مقابضت استحقاق قایم رکہنے نالش بیدخلی کا حق
ایسے شخص کے حاصل ہے جو شخص مداخلت بیجا کنندہ ہے اور جس نے ایسے شخص کو بیدخل کر دیا ہے جسکو استحقاق
مقابضت مذکور حاصل ہے ۔ میری انکسر راے مین وہ امور باسانی حل ہونیکے قابل ہین لیکن چونکہ یہہ
اختلاف تہا میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ چاہا تہا کہ مقدمہ اجلاس کامل مین سپرد کیا جاوے اور
مینے اوسکے سپرد کرنے مین اتفاق کیا تہا ۔

مجہے افسوس ہے کہ مین اپنے بہائی محمود صاحب کی تقلید بہت سے امور مین نہین کر سکتا ہون جنکا
مفصل ذکر اونہون نے آج صبح کو اپنے فیصلہ مین کیا ہے اور بہت سے اون خیالات کی تقلید نہین کر سکتا جنکو
جنسے اونکو احکام والیسی مقدمہ کے صادر کرنیکی ترغیب ہوئی تہی کیونکہ وہ ایسے امور ہین کہ جنکا [illegible]
احکام والیسی مقدمہ [illegible] سے کسی نہین [illegible] تہا اور [illegible] مقدمہ ہذا مین
[illegible] میرے بہائی محمود صاحب اپنا فیصلہ صادر کرین [illegible] کبہی [illegible] تہا

اب ہمین دیکہنا چاہئے کہ مقدمہ کیا ہے۔ یہہ ایک نالش ہے بمراد [illegible] شخص کی [illegible]
چند مسلمانان پر ایسکی تہی اور اوس نالش مین مدعی نے یہہ بیان کیا تہا کہ مدعا علیہم [illegible]
بیجا طور پر اوس اراضی پر تعمیر کی ہے جو اوس کے قبضہ مین [illegible]
تہا اور اوسکو بیدخل کر دیا ہے اور اونہون نے کچہہ زمانہ بعد [illegible]
کے دیگر اجزا کو گہیر لیا ہے۔ مدعی نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین اسامی [illegible]
قابض ہون بجانب دیگر مدعا علیہم نے خود اپنا استحقاق ظاہر کیا تہا اور [illegible] یہہ بیان ہے کہ اراضی
متنازعہ پر اونکے مورث نے ایک چبوترہ یا مکان تعمیر کیا تہا [illegible] اراضی متنازعہ
مین سے کسی اراضی پر مدعی کبہی قابض نہین رہا تہا۔ پس یہہ مقدمہ بہت آسان [illegible] تہا
یہہ ایسا مقدمہ تہا جسمین بموجب میری رائے قانونی کے مدعی زمینداروں سے اپنی پٹہ پانے کے ثبوت
پر استدلال کر سکتا تہا اور اگر وہ اپنی پٹہ پانیکے ثبوت مین قاصر رہتا تو وہ اپنے قبضہ کے واقعہ پر جو قبضہ
مدعا علیہم سے مقدم تہا استدلال کر سکتا تہا اور اگر وہ اپنی قبضہ مقدم کو ثابت کر دیتا تب وہ مدعا علیہم کی
اراضی پر مداخلت بیجا کے واقعہ پر استدلال کر سکتا تہا کیونکہ اونکو کوئی استحقاق قانونی مداخلت کرنیکا
حاصل نہین تہا۔ استحقاق مدعا علیہم کی بحث بہی ایک امر آسان غور طلب تہا اور چونکہ مدعی نے بالفعل
مین اپنا استحقاق خواہ بطور پٹہ دار کے یا بطور اوس شخص کے جو حال مین یا وقت بیدخلی بجانب مدعا علیہم
قابض تہا ثابت کر دیا ہے تو مدعا علیہم کو ایسا استحقاق ثابت کرنا چاہیے تہا جس سے وہ مدعی کو بیدخل کرنیکے مستحق ہوتے
اور اسطرح پر یہہ ثابت کرتے کہ اونکا دخل اراضی پر استحقاقاً تہا۔

۱۲ مارچ ۱۸۸۸ع کو نالش عدالت منصف بلیا مین دائر ہوئی تہی۔ اوسکا فیصلہ منصف نے ۱۳ ستمبر
۱۸۸۸ع کو کیا تہا۔ منصف کی تجویز خلاف مدعی اور [illegible] مسمی نالش کے تہی۔ اوسپر مدعی نے یکم نومبر ۱۸۸۸ع کو
عدالت ضلع جج مین اپیل کیا تہا اور اوس اپیل مین [illegible] نے دعوی بابت انہدام مسجد کا نہین کیا تہا جس سے یہہ
ظاہر ہے کہ اوس نے دعوی دخل اوس اراضی کا بہی نہین کیا تہا جسپر مسجد مذکور واقع تہی [illegible]
ہے اور ظاہر ایسے ہے بابو محمود صاحب کو بہی ظاہر تہا جب مسٹر الیہہ نے پہلا حکم واپسی مقدمہ کا صادر کیا
تہا مدعی نے اپیل مین دعوے اپنی بدخلی اراضی متعلقہ مسجد کا کیا تہا جسکی نسبت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کر رہا تہا یعنی بہ نسبت اراضی ملحقہ مسجد کے اور جسپر مدعی نے اپنی اینٹون کا ڈھیر لگایا تہا - مین سمجہتا ہون کہ یہہ کہنا صحیح نہین ہے کہ مدعا علیہم اس اراضی پر ۱۸۶۵ء سے قابض ہین - بطور امر واقعہ کے اینٹون کا انبار اراضی مذکور پر لگایا گیا تہا جیسا کہ ثابت ہوا ہے بہ حکم مجسٹریٹ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء کے اوٹہا دیا گیا تہا اور بموجب اوسی حکم کے اوٹہائے جانیکے بعد یہہ بات ہوئی تہی کہ مدعا علیہم نے بطور اراضی مذکور پر گڑہے کہود دیے اور درخت لگایا گیا تہا - برطبق اپیل ضلع جج نے صحیح طور پر زیر اپیل پر جو اونکے روبرو موجود تہا لحاظ کرکے اور جو امر نالش مین تہا اور اونکے روبرو پیش نہین تہا اوسکو نظر انداز کرکے یعنی بحث اوس اراضی کو جسپر مسجد واقع ہے نظر انداز کرکے اپنا خیال اس امر پر محدود رکہا کہ کون مستحق اراضی ملحقہ مسجد کا ہے جسپر نشان اوس اراضی کا ہوا جسپر مدعی نے اپنی اینٹون کا انبار کیا تہا اور جس انبار کے اوٹہا دیجانیکا حکم بذریعہ حکم مجسٹریٹ کے برطبق استغاثہ مدعا علیہم کے ہوا تہا کہ وہ مسجد کے ملحق ہے اور اوسکے قربت سے خطرہ ہے پس اگر کوئی تذبذب عدالت ہذا مین تہا تو عدالت اپیل اول مین کوئی تذبذب بہ نسبت اوس قطعہ اراضی کے نہ تہا جو اپیل مین فیما بین فریقین کے متنازعہ تہا

پس بنظر تائید اپنی فیصلہ کے مین ضرور کہونگا کہ ضلع جج نے کوئی تذبذب بہ نسبت نمبرون کے نہین کیا ہے - چند پرانے کاغذات اور نقشون پر حوالہ کیا گیا تہا - ضلع جج نے یہہ بتلا دیا تہا کہ پرانے دیہی نقشون مین حدود جایداد کی بہت بے احتیاطی سے درج کی گئی ہین اور جس امر پر اونہون نے اپنی خیال کو محدود رکہا تہا وہ یہہ ہے کہ کون شخص مستحق اوس اراضی کا ہے جسپر نشان بطور اوس اراضی کے قایم کیا گیا تہا جو مسجد کے ملحق ہے اور جسپر مدعی نے اپنی اینٹون کا انبار لگایا تہا -

اونکے روبرو ہوا کیا تہا - ضلع جج کے روبرو حق و استحقاق زمینداران کا در بارہ منتقل کرنے اراضی متنازعہ کے زیر بحث نہ تہا - اوسکی نزاع نہین تہی اور نہ اوسکے نسبت کبہی کوئی ایسا امر اونکے روبرو یا عدالت ہذا مین کہا گیا تہا کہ کوئی امر بہی زیر تنقیح بہ نسبت حق و استحقاق زمینداران در بارہ منتقل کرنے اراضی اور دخیل کرنے کسی کے تہا - یہہ ایسا امر تہا جیسا کہ بعد ازین مین ظاہر کرونگا جو میرے بہائی محمود صاحب کے اوسوقت ذہن نشین تہا جب معزز الیہ نے اپنا پہلا یا دوسرا حکم واپسی مقدمہ کا صادر کیا تہا - اگر یہہ امر میرے بہائی محمود صاحب کے ذہن نشین تہا تو وہ منجملہ اون وجوہ کے ایک وجہ تہا جن سے اون احکام واپسی مقدمہ کے صادر کرنیکی اونکو ترغیب ہوئی تہی اور اون احکام واپسی مقدمہ مین اس امر کی تحقیقات چاہی گئی تہی -

ہمکو دیکہنا چاہیے کہ مسٹر ڈگلس صاحب ضلع جج نے اس مقدمہ کو کیونکر [illegible] کیا ہے - اونکی تجویز [illegible] اور جو دلایل [illegible] ذکر کی ہے مین اس امر کو بخوبی ثابت سمجہتا ہون کہ اراضی متنازعہ [illegible] کو [illegible] اوسکے اسطرح پر منتقل کرنیکا اختیار حاصل تہا - مین اسکو [illegible] تہا

ہوں کہ متعلقہ فیصلہ حکم ڈگری بحیثیت کا دربارہ ادس شہادت کے اسناد ابتدا میں سے متعلق نہیں ہو سکتا
ابتدا میں خالی میدان پر جو درمیان مسجد اور مکانات مدعا اور جیکہ مدعی کو ابتدا سے مسجد اجازت
میں باس امر کی تجویز ثابت متصور کرتا ہوں کہ جب ہی مدعا علیہ نے ابتدا میں شہادت کیا ہے
کو گھیر لیا تو مسجد چبوترہ اور اون ہردو اون کو دیروں کے مکانات کے درمیان ہے اور زمین مدعی پر
سایبان تعمیر کر لیا اور دکھن جانب نمائشی حجرے اور اوسی قسم کے دیگر عمارات قایم کر دی۔
منشار الیہ بیانتک کہتے ہیں اور جو اون کی ڈگری ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ
منسوخی تجویز عدالت ماتحت کے ہیں اور دعوی مدعی کا دربارہ انہدام دیوارات و تعمیرات حال کے
ڈگری کرتا ہوں۔ پورب اور دکھن مسجد کے جنسی کہ وہ ۱۲ جولائی ۱۸۸۳ء کو موجود نہیں جو جگہ واقعہ ہے وہ کل
پھر اوسی حالت میں کرا دیا جاویگا کہ جس حالت میں وہ اوسوقت تہا سدعی القاعدنا ہست ناد دعوی زند لعقد
دوحرچہ سابق چھوڑ سے دیتا ہے۔ یہہ اجزا اور اوسکے دعوی اور اپیل کے خرچ مشمول ہوں۔
یہہ وہی ڈگری اور فیصلہ ہے جسکی ناراضی سے مدعا علیہم نے عدالت ہذا میں اپیل کیا ہے۔ اوس
اپیل میں ممکن نہیں ہے کہ کوئی بحث بہ نسبت مسجد یا اوس اراضی کے پیدا کر سکے جس پر مسجد واقعہ ہے۔ اس امر
کی ضلع جج نے تجویز نہیں کی ہی اور نہ اوسپر اونہوں نے کوئی فیصلہ کیا تہا کیونکہ وہ اونکے روبرو پیش نہیں
تہا۔ اپیل دوم میں اس عدالت کے روبرو کل یہہ بحث ہتی کہ آیا باعتبار اون تجاویز واقعاتی کے مدعی نے
اپنا استحقاق دربارہ حصول ڈگری دخل اور انہدام اون دیوارات کے جو مدعا علیہم نے بعد ۱۸۸۳ء کے تعمیر
کی ہیں ثابت کیا ہے یا نہیں۔ اپیل دوم میں مدعا علیہم اپیلانٹان کو اون تجاویز واقعاتی پر اعتراض کرنے کا
اختیار نہیں تہا بجز اوس صورت کے کہ وہ یہہ ثابت کر سکیں کہ کوئی ایسی شہادت نہیں ہے جسکی بنا پر ضلع جج
تجاویز مذکور قایم کر سکیں اور تب یہہ ایک بحث قانونی ہو جاتی۔ ایسا کوئی عذر اپیل میں پیش نہیں کیا گیا
تہا اور ظاہر ہے کہ اگر ایسا کوئی عذر پیش کیا جاتا تو وہ بیہودہ ہوتا۔ ضلع جج کے روبرو شہادت موجود تہی اور
وہ اوسکا ذکر اپنی فیصلہ میں کرتے ہیں اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ اوس قطعہ اراضی کو زمیندار ... سے ... کو
پٹہ پر دیا تہا اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ ۱۲ جولائی ۱۸۸۳ء تک مدعی اپنی ابتدا میں کا مالک ہے اوسپر قابض
تہا اور وہ یہہ تجویز کرتے ہیں کہ مدعا علیہم یا کوئی شخص اونکی طرف سے کبھی اوس اراضی پر اوسوقت تک قابض
نہیں تہا جب مدعا علیہم کو اوس مقدمہ کے ادس شہادت کے اسناد ابتدا میں سے بیجا طور پر اوسپر دخل حاصل
ہوا تہا۔ امور واقعی سے ہمکو اس مقدمہ میں کچھ غرض نہیں ہے دینا چاہیے۔ یہہ امر تجویز ہی باقی رہ جاتا ہے کہ آیا یہہ کہ
حکم محشر شکا ایسا حکم نہیں ہے جس سے تجویز استحقاق کی ہو سکے۔ وہ حکم ایسا ہے جو بہ مطابق اوس منشا

مدعا علیہم کے ساتھ یہہ تھا کہ مدعی کے اینڈہن کے انبار کرنیکی وجہ سے مسجد کو خطرہ ہے۔ مجسٹریٹ نے یہہ اطمینان کرلینے کے بعد کہ خطرہ مذکور ہے صحیح طور پر حکم مذکور صادر کیا تھا۔

برطبق مادہ جسمے حکم مذکور کے مدعا علیہم کو اول مرتبہ ترجیح اپنی ہمسایہ کی زمین کی دبانیکا حق ہوا تھا۔ مدعا علیہم نے اس عدالت میں اپیل کیا ہے تاہم یہہ ایسا اپیل تھا جسکی سماعت جج واحد کے اجلاس میں ہو سکتی تھی۔ مجھے یہہ کہنا لازم ہے کہ ان تجاویز واقعاتی کی بنا پر مین یہہ نہین سمجھ سکتا ہون کہ کون امر قانونی ایسا تھا جسکی بحث اپیل مین بجانب مدعا علیہم کے ہو سکتی تھی۔ تجاویز واقعاتی عدالت ہذا کے لئے قطعی ہین اور باعتبار اون تجاویز واقعاتی کے صرف ایک ہی جواب قانونا ہو سکتا تھا اور وہ جواب فیصلہ بحق مدعی مشعر بحالی ڈگری عدالت ماتحت کے ہے۔ لیکن میرے بہائی محمود صاحب نے حکم واپسی مقدمہ کا صادر کیا تھا۔ وہ ہمسے آج یہہ کہتے ہین کہ حکم مذکور صادر ہو سکتا تھا کیونکہ جج عدالت ماتحت نے تعمیل احکام دفعہ ۵۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین کی تھی اور حکم مذکور اس وجہ سے بھی صادر ہو سکتا تھا کہ مسٹر انکسن صاحب نے ممکن ہے کہ بہ نسبت شناخت اوس اراضی کے غلطی کی ہو جو مابین فریقین کے متنازعہ تھی اس قسم کے معاملات مین ہمیشہ یہہ خطرناک ہے مین خود اپنے تجربہ سے کہتا ہون کہ اس قسم کے معاملات مین کسی ایک شخص کی یادداشت پر بہ نسبت اس امر کے استدلال کرنا ہمیشہ خطرناک ہے کہ کسی شخص کو کیون دو برس پیشتر کیا گذرتا تھا۔ بنظر دریافت کرنے اس امر کے کہ وجوہ حکم واپسی کے کیا تھی اور میرے بہائی محمود صاحب نے اوسوقت اوس اپیل کی نسبت جو اونکی روبرو پیش تھا کیا رائے قائم کی تھی مین اونہین کے الفاظ پر حوالہ کرونگا جو معزی الیہ نے اپنی حکم واپسی مقدمہ مورخہ ۳ جولائی ۱۸۸۹ء [?] مین استعمال کی تھی۔ حکم واپسی مذکور حسب ذیل ہے۔

مدعی ریسپانڈنٹ عدالت ہذا مین اس بیان سے آیا ہے کہ وہ زمیندار موضع کیطرف سے جسمین اراضی متنازعہ واقع ہے پٹہ دار ہے۔ بیان مدعی کا یہہ تھا کہ اوسکے پٹہ مین اراضی مذکور شامل ہے اور مدعا علیہم اوسکو اراضی مذکور پر اینڈہن رکھنے مین روکتے ہین اور چونکہ اینڈہن مذکور بحکم عدالت فوجداری مورخہ ۱۲ جولائی ۱۸۸۸ء [?] اوٹھوا دیا گیا پس مدعا علیہم نے حکم مذکور سے استفادہ کیا اور ایک دیوار بدین دعوی اوٹھائی ہے کہ یہہ اراضی صحن اوس مسجد کی ہے جو اراضی مذکور کے عین قربت مین ہے۔ بیدخلی کے نسبت بیان ہوا ہے کہ درمیان ۲۸ جولائی ۱۸۸۸ء و ۱۵ ستمبر ۱۸۸۸ء کے واقع ہوئی ہے۔ یہہ نالش ۱۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو دایر ہوئی تھی اور اوسکی جوابدہی اس بنیاد پر ہوئی تھی کہ اراضی متنازعہ زمیندار موضع کے نہین ہے بلکہ ایک عمارت متعلقہ مسجد کی ہے جسمین مدعا علیہم حقدار ہین اور ثانیا مدعی کو اراضی کے نسبت کچھہ حقیت

حاصل نہین ہے اور شاملات قبضہ مدعا علیہم کا میعاد معینہ سے بہت زیادہ [illegible]
کو کوئی حق نسبت اراضی کے حاصل نہین ہو سکتا ہے - نیز یہ بھی [illegible] کہ جس پر [illegible]
ہے شاملات مین اراضی متنازعہ شامل نہین ہے [illegible] عدالت [illegible]
[illegible] ہے - اور [illegible] کہتے ہین - مین یہ بھی ثابت سمجھتا ہون کہ [illegible] اراضی [illegible]
کا قابل تہا جیسا کہ بیان ہے کہ اونہون نے منتقل کی ہے - اثبات کی متعلق شہادت نہین ہے شہادت
زبانی مدعا علیہم کی [illegible] کہ اراضی متنازعہ کبہی جزو مسجد کی یا عمارات متعلقہ مسجد کی [illegible]
شہادت [illegible] سے اثبات کی ہے کہ مسجد کے تعمیر ہونے کے قبل [illegible] دادا مدعا علیہ نے ایک چہپر
جہوٹی سی موقع پر بنائی تہی لیکن ہرگز کوئی شہادت نہین ہے کہ اوسکی زمین ایک چہپر بہی اوس [illegible]
ہی چہپر [illegible] مسجد کی ہوئی ہے بعد ان تعمیرات [illegible] نے یہ کہا ہے - مین اس امر کو بخوبی ثابت
سمجہتا ہون کہ اراضی متنازعہ کو زمینداروں نے مدعی کو [illegible] سپرد کی تہی جسکو اوسکے [illegible] قبضہ
اختیار حاصل تہا - مین اسکو بخوبی ثابت سمجہتا ہون کہ جب حکم مجسٹریٹ کا [illegible] نہین
ہوا تہا [illegible] کا [illegible] اوس خالی میدان پر رکہتا تہا جو کہ درمیان مسجد کے اور [illegible]
کو [illegible] کے مکانون کے واقع ہے اور مین اسکو بخوبی ثابت تجویز کرتا ہون کہ جب ہی مدعا علیہم نے دیکہا
کہ [illegible] ہو گیا تب ہی فوراً اوس نے بیجا طور پر اوس میدان کو گہیر لیا جو مسجد اور [illegible]
کے مکانون کے درمیان مین ہے اور مدعی کے زمین پر سایبان بنا لیا اور [illegible] جانب [illegible]
مویشیون کے [illegible] قسم کے اور چیزین بنالی ہین - مجہے یہ تجویزین واقعاتی معلوم ہوتی ہین جو [illegible]
مدعا علیہم کے ہین لیکن قبل اسکے کہ فیصلہ مقدمہ کا ختم کردیا جاوے ضرور ہے کہ صاف وصریح تجاویز
نسبت امور ذیل کے حاصل کیجاوین -

(۱) جس [illegible] کے رو سے مدعی عدالت مین آیا ہے اوسکی تحقیق [illegible] کیا ہین [illegible] شرائط
کے رو سے مدعی مستحق قایم رکہنے نالش [illegible] کا [illegible] ہے یا نہین

(۲) کسقدر عرصہ تک مدعا علیہم قابض [illegible] اراضی مذکور کے رہے ہین [illegible] اوس [illegible]
کی بمقابلہ زمینداران کے یا مدعی کے [illegible] کیا ہے

پہلے [illegible] تنقیح [illegible] ہے کہ مدعا علیہم اپنا یہ [illegible] ثابت کرین [illegible]
[illegible] اراضی کو [illegible] ثابت کرنا [illegible]
اراضی ہے جو [illegible] متنازعہ ہی [illegible] تنقیح اول [illegible] نظر نہین اتا [illegible]

پٹہ کو اس معاملہ سے کیا تعلق تہا۔ پٹہ ہو یا کوئی پٹہ نہو تجویز بطور امر واقعہ کے یہہ تہی کہ زمینداروں کو استحقاق پٹہ پر دینے کا اور مدعی کو دخیل کر دینے کا حاصل تہا اور مدعی اوس اراضی پر ۲۰ جولائی ۱۸۹۶ء تک قابض تہا مدعا علیہم کی طرف سے یہہ ایسا نہیں ہوا تہا کہ مدعی قابض جس پٹہ کا تہا وہ ضبط ہو گیا ہے یا یہہ کہ اراضی پر وہ قابض تہا اوس سے اوسکو اوسکے زمیندار نے بیدخل کر دیا ہے۔ کوئی ایسی تنقیح پیدا نہیں کی گئی تہی جب یہہ معاملہ فیمابین مدعی اور ان مدعا علیہم کے تجویز طلب ہوتا کہ شرائط پٹہ کی کیا ہیں ممکن ہے کہ پٹہ کا لعدم یا غیر محدود رہا ہو اور یہہ بہی ممکن ہے کہ کوئی قایم کہ اعتراض منجانب زمینداران کے ہو سکتا بشرطیکہ زمینداران نالش کرتے ہوتے لیکن مجہے یہہ نظر نہیں آتا ہے کہ جس شخص کے نسبت یہہ ثابت ہوا ہو کہ وہ بیجا طور پر اور بلا کسی استحقاق کے دوسرے شخص کے اراضی پر آیا ہے وہ اوس دوسرے شخص کے استحقاق پر اعتراض کر سکتا ہے اور یہہ کہہ سکتا ہے کہ جس پٹہ کے رو سے تم قابض ہو اوسکی شرائط مجہے دکہلاؤ۔

مقدمہ واپس بہیجا گیا تہا سوی اتفاق سے بہ نسبت تنقیح اول کے جو حکم کیا تہا اوس میں بجائے پٹہ کے دادرسی کا ذکر درج تہا اور اسوجہ سے عدالت ماتحت میں کچہہ تذبذب ہو گیا تہا۔ اوسوقت کے ضلع جج مسٹر فاکس صاحب نے رائے تحریر کی تہی اور اونکی رپورٹ عدالت ہذا میں کی تہی۔ اوسکے بعد میرے بہائی محمود صاحب و مسٹر جسٹس برٹ ہرسٹ صاحب مرحوم نے مقدمہ ضلع جج کے پاس واپس بہیجا تہا۔ اوسوقت مقدمہ مسٹر ٹنگلش صاحب کے روبرو پیش ہوا تہا جو ضلع جج کا کام اوسوقت کرتے تہے اور مسٹر ٹنگلش صاحب نے معاملہ پر غور کیا اور مشار الیہ نے تجویز واپس کی۔ وہ تجاویز ۱۲ جون ۱۸۹۵ء کو واپس آئی تہین اور ظاہر ا یہہ وہی رائے تہین کہ جنپر میرے بہائی محمود صاحب کی رائے مین وہ اپنا فیصلہ بحق مدعا علیہم اپیلانٹان مقدمہ ہذا صادر کرینگے۔

مین خود اپنے نسبت تو بالکل یہہ کہتا ہون کہ مجہے کہہ دینا چاہئے کہ مین افسوس کرتا ہون کہ کوئی مقامی تنازعہ فیمابین ایک ہندو اور چند مسلمانون اوس ضلع مین اتنی سالون تک بذریعہ احکام واپسی مقدمہ از روی دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم رکہا جاوے کہ جو احکام واپسی مقدمہ مجہے نہ صرف غیر ضروری بلکہ معلوم ہوتے ہین بلکہ نامناسب معلوم ہوتے ہین کیونکہ یہہ مقدمہ اپیل دوم ہے عدالت کو حسب دفعہ ۵۶۶ کے اپیل دوم مین حکم واپسی مقدمہ کے صادر کرنیکا کیا اختیار ہے۔ دفعہ مذکور پر غور کرنیسے پہلے یہہ امر قابل ذہن نشین کر لینے کے ہے کہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رو سے اپیل دوم مین عدالت کو تجویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت پر اعتراض کرنیکی ممانعت ہے الا یہہ کہ کوئی شہادت نہو اور یا یہہ کہ وہ بہی ایک ہی بات ہے کہ شہادت قابل مقبولی بتائید تجاویز مذکور کے نہو۔ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے ایک مرتبہ سے زیادہ عبارت صاف و صریح مین یہہ فرمایا ہے کہ قانون یہی ہے اور اس ملک کی عدالتین

اپیل دوم مین تجاویز واقعاتی پر کسی شکل یا صورت یا طریقہ پر اعتراض کرنیسے ممنوع ہین درحالیکہ اونکی تائید مین شہادت موجود ہے بلالحاظ اس امر کے کہ تجاویز مذکور عدالت موصوف کے رائے مین کیسی ہی غلط کیون نہون لیکن اس شخص کو قانون مذکور ذہن نشین رکھنا چاہیے جبکہ اوس کو اختیار عدالت محکمہ دفعہ ۵۶۶ مجموعہ پر غور کرنا چاہیے۔ دفعہ ۵۶۶ حسب ذیل ہے۔

اگر اوس عدالت نے جسکی ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہوا ہو کسی ایسے امر کو تنقیح طلب قرار نہ دیا ہو یا تصفیہ اوسکا نکیا ہو یا تجویز کسی ایسے امر واقعہ کی نکی ہو جو محکمہ اپیل کے نزدیک واسطے اصدار فیصلہ مناسب نسبت رو داد مقدمہ کے ضروری ہو اور شہادت موجودہ مسل اس بات کے واسطے کافی ہو کہ عدالت اپیل تصفیہ امر تنقیح طلب یا امر واقعہ مذکور کا کر سکے تو عدالت اپیل مجاز ہے کہ امور تنقیح طلب واسطے تجویز کے مرتب کرکے انکو اس عدالت مین تجویز کیلئے مرسل کرے جسکی ڈگری کی ناراضی سے اپیل ہوا ہو اور ایسی صورت مین اس عدالت کو شہادت زاید متعلقہ کی لینے کی ہدایت کریگی۔

اور عدالت مذکور امور تنقیح طلب کی تجویز مین مصروف ہوگی اور اسکی نسبت اپنی تجویز مع شہادت مذکور کے عدالت اپیل مین ارسال کریگی۔

دفعہ مذکور سے ظاہر ہے کہ عدالت اپیل دوم مین حکم واپسی مقدمہ جو تجاویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت پر اعتراض کرنیکی طرف مایل ہو صادر نہین کرسکتی ہے۔ اسمین شبہہ نہین ہے کہ عدالت اپیل دوم اکثر نتایج مختلف تنقیح واقعات کے نتایج اخذ کردہ عدالت اپیل ماتحت سے اخذ کریگی۔ لیکن اسوجہ سے کہ تجاویز مذکورہ سے مطمئن نہین ہین وہ تجاویز مذکورہ تجاویز نہین ہین جو ہم اخذ کرتے اسلئے ہمکو ایسا حکم واپسی مقدمہ صادر کرنا مناسب نہوگا جسکے روسے اون امور واقعات کا پھر تجویز کرنا پڑے جسکی تجویز عدالت اپیل ماتحت کرچکی ہے۔ اور علاوہ برین ظاہر ہے کہ حکم واپسی مقدمہ صادر ہونا چاہیے بشرطیکہ از روے تجویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت تصفیہ اوس تنقیح کا جو عدالت کے روبرو پیش ہے جایز یا ناجایز طور پر ہوچکا ہے۔ ہمکو تلاش اور جستجو اون وسایل کی نکرنا چاہیے جنکے ذریعہ سے ہم عدالت اپیل ماتحت اوس ڈگری اور فیصلہ کو منسوخ کرسکین جسکو ہم ناپسند کرتے ہین پس ہمنے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یہہ حکم واپسی مقدمہ صرف غیر ضروری ہے نہین تھا بلکہ خلاف ورزی اس اصول کی تھی کہ ہمکو اپیل دوم مین تجاویز واقعاتی عدالت اپیل ماتحت مین دست اندازی نکرنا چاہیے ہمنے بتلادیا ہے کہ اون تجاویز واقعاتی عدالت ماتحت پر کوئی اعتراض بہ نسبت رقبہ اراضی کے پیدا نہین ہوتا ہے۔ یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اراضی مذکور زمینداران نے پٹہ پر دی تھی۔ کوئی اعتراض بہ نسبت شرایط پٹہ کے پیدا نہین ہوسکتا تھا۔ یہہ ایسا نہین ہوا تھا کہ کوئی پٹہ بجبر بذریعہ فعل بیجا مدعا علیہم کے ختم نہین ہوگیا تھا

ہوا اوس سے استحقاق مدعی ختم نہین ہوسکتا تہا۔ ان خیالات سے میری راے مین ہمکو فیصلہ اس مقدمہ کا برنباء
اون تجاویز واقعاتی کے کرنا چاہیے جو مسٹر نکلس صاحب نے اخذ کی تہی جسکو اتنا عرصہ ہوا ہے کہ جسقدر کہ ا
پارچہ شمار ہکو عرصہ گذرا ہے اور اون تجاویز واقعاتی پر لحاظ نکرنا چاہیے اگرچہ مین خیال کرتا ہون کہ
نتیجہ ... مین جو برطبق احکام والیسی مابعد کے اخذ کئے گئے ہین۔

صحیح طور پر اپنی نسبت تو مین یہہ کہتا ہون کہ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ تعبیر اور معنی دفعہ ۹ ایکٹ
وادرسی خاص پر اس امر پر غور کرنا ضرور ہوا ہے کہ آیا محض وہ شخص جو قابض ہے نالش بیدخلی کی اوس شخص کے مقابل
مین قایم رکہہ سکتا ہے یا نہین جو بعدہ موقع پر آیا ہے اور جو بالاسی اپنی استحقاق کے مدعی ہے اوس قبضہ مین
مخل ہوتا ہے جس سے وہ متمتع ہوتا رہا ہے کیونکہ ایسا ہی حال تہا کیونکہ اصل مین تجویز واقعاتی مسٹر نکلس صاحب
کی موجود ہے کہ مدعی اوسوقت تک قابض تہا جب مدعاعلیہ اوسکا مخل انداز ہوا اور یہہ کہ وہ قابض بطور اسامی
زمیندار کے تہا جسکو اراضی کے منتقل کرنیکا اختیار حاصل تہا۔ بہرکیف چونکہ میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ
بحث پیدا کی ہے بہتر ہے کہ ہم اوسپر بہی غور کرین اور جہانتک اس عدالت کو تعلق ہے اوسکا فیصلہ ایک
مرتبہ ہمیشہ کے لئے کردین۔ مین یہہ نہین چاہتا ہون کہ مین اون اسناد پر جو اسبارہ مین ہین زیادہ طوالت
کے ساتہہ بحث کرون اور مین اس امر کو اپنے بہائی ججون مین سے اوسکے لئے طے کرنیکو چہوڑ دونگا جو بہ نسبت میرے
اسناد سے زیادہ واقف ہین لیکن اسبارہ مین مین اپنی اون آرا کو ظاہر کرنا چاہتا ہون جو مینے کئی مرتبہ ظاہر
کی ہین۔ دفعہ ۹ ایکٹ وادرسی خاص ایسی دفعہ ہے جو میری منکسر راے مین اسلئے وضع کی گئی تہی کہ شخصون
کو کسی شخص کو بجز بذریعہ باضابطہ حکمنامہ قانونی کے قبضہ سے بیدخل کرنیسے بازرکہی اور یہہ مقصود تہا کہ بموجب
دفعہ مذکورکے نالش چہہ مہینہ کے اندر دایر ہونی چاہیے اور شخص بیدخل شدہ بلالحاظ اس امر کے کہ اوسکا کیا استحقاق
ہے قابض کرادیا جاوے۔ وہ ایسی دفعہ ہے جو اون شخصون کو جو کسی شخص کو بیدخل کرنا چاہتے ہین عدالت مناسب
مین رجوع لیجاوے اور زبردستی اور شخص مذکور کے بیدخل کرنیسے اونکو بازرکہی۔ دفعہ مذکورہ کو اوس نالش سے
کچہہ تعلق نہین ہے جو بناء استحقاق مخالفت کے ہو۔ خود دفعہ مذکور مین منجملہ اوسکے فقرات کے ایک فقرہ مین
یہہ بیان ہے۔ اس دفعہ مین کوئی امر مانع کسی شخص کا دربارہ ارجاع نالش اثبات اپنی استحقاق نسبت
جایداد مذکور اور اوسکے دخلیابی کے نہوگا۔

دفعہ مذکور محض ایسی ہے جسکے روسے کوئی شخص عدالت مین آسکتا ہے اور پہر دخل پا سکتا ہے گو شخص کہ
گو اوسکا کوئی استحقاق نہو فی الواقعہ وہ دخیل رہا تہا اور باوجودیکہ دوسرا شخص کچہہ اپنا استحقاق ثابت کرسکے ایک
لمحہ بہی اور یہہ ایسا نہین ہوتا ہے کہ جس شخص کو استحقاق مخالفت حاصل ہے وہ اپنی نالش کو اوس وقت

کے روسے دایر کرنے پر یا ہرگز نہ دایر کرنے پر مجبور کیا جاوے۔

بہ نسبت استحقاق اوس شخص کے جو قابض تہا دربارہ بحالی قبضہ مذکور کے تاوقتیکہ شخص مذکور بیجا بے دخل نکیا جاوے جسکو استحقاق اصلی حاصل ہے مقدمات ملک انگلستان کے متعلق ہین چنانچہ مقدمات اوسی مضمون کے اس ملک مین ہین اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بہت زمانہ قریب مین اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ محض سادہ استحقاق مقابضت کا کیونکہ اور کوئی دوسرا استحقاق مطلق نہین ہے اس لئے کافی ہے کہ کوئی شخص نالش بمقابلہ ایسے شخص کے قایم رکہہ سکے جسکو کوئی بہتر استحقاق حاصل نہین ہے اور یہہ قرین عقل ہے کہ ایسا ہی ہونا چاہیئے میری راے مین یہہ تجویز کرنا خلاف عدل و انصاف و نیک نیتی اور عقل سلیم کے ہوگا کہ جو شخص مثلاً ساڑہی گیارہ برس تک باطمینان اور بلا خلل اوس اراضی پر قابض رہا ہے جسپر اوسکو بجز استحقاق مقابضت کے اور کچہہ حق نہین ہے اوسکو کوئی راہ چلتا شخص اجنبی اوسے بیدخل کرے اور شخص اجنبی کو کسی قسم کا کوئی استحقاق حاصل نہو۔ یہہ کہنا خلاف عقل سلیم کے ہوگا کہ جو شخص اسطرح پر بیدخل کیا جاوے وہ اپنی استحقاق کو ارجاع نالش از روے دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے محدود کر دیا جاوے۔ اس سے وہ اوس استحقاق سے محروم ہوجاویگا جس سے کل رعایاے ملکہ معظمہ مستفید ہوتے ہین یعنی اپنی استحقاق استحکام حقوق متعلقہ اوس جایداد سے محروم ہوجاویگا جس سے وہ بیجا طور پر بیدخل کر دیا گیا ہے۔ درحقیقت مدعا علیہم مقدمہ ہذا جنکو کوئی مطلق استحقاق حاصل نہین ہے یہہ کہنے کی مجال نہین ہے کہ تمکو کوئی قانونی استحقاق نہین ہے اور اسلئے مین تمکو بیدخل کرسکتا اور تمکو بیدخل کر دیا ہون۔ یہہ بمنزلہ اسامر کہنے کے ہے کہ جس شخص کو استحقاق مقابضت حاصل ہے اوسکو بالکل شخص اجنبی جسکو مطلق استحقاق حاصل نہین ہے نکال دے سکتا ہے۔ لہذا مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس منجملہ ججون کے اوس ایک جج کی حیثیت سے جو بوجہ اختلاف راے فیمابین ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی محمود صاحب کے شریک کیا گیا ہے مین چند تحریرات اولاً بہ نسبت حکم واپسی کے جو ابتدا صادر ہوا تہا جب عنری الیہ جلسہ واحد مین اجلاس کرتے تہے اور ثانیاً بہ نسبت اون تحریرات کے کرنا چاہتا ہون جو ججان معنری الیہ نے کی ہین اور جسکی روسے یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جو تعبیر بہ نسبت دفعہ ۹ ایکٹ دادرسی خاص کے میرے بہائی محمود صاحب نے قایم کی ہے وہ مسلماً ایسی تعبیر ہے جو عملاً نہ صرف کل عدالتہاے ہند نے اختیار کی ہے بلکہ پریوی کونسل نے بہی اختیار کی ہے۔

اسمقدمہ مین جسکو ہم جانتے ہین کہ ماہ مارچ ۱۸۸۶ء مین شروع ہوا تہا ضرور نہین ہے کہ مین اوسکی بحث بہ نسبت شکل کے کرون کہ جس ٹہیک شکل سے وہ عرضی نالش مین ظاہر کیا گیا ہے میرے لئے صرف

اوسنے صحیح امر پر غور کرنا کافی ہے جو ذیلی جج کے روبرو اپیل مین پیش تہا اور جسپر مسٹر ایمن نے کامل طور پر غور
کیا اور جسکو اونہون نے تجویز کیا تہا۔ امر مذکور یہہ تہا کہ آیا ان مدعا علیہم نے کسی اراضی پر مسجد تعمیر کرکے
اوس پر کسکا قبضہ ہے کہ جسپر مسجد مذکور واقع ہے وہ اراضی دبالی ہے جو بقبضہ و دخل مدعی کے ماہ جولائی و دسمبر
سنہ ۱۸۸۶ء کے درمیان مین تہی۔ ذیلی چیف جسٹس نے کہا ہے اور مین اوس سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ یہہ بہت
سادہ تنقیح ہے۔ مین یہہ خیال کرنا غنیمت جانتا ہون کہ کوئی بحث قرینہ کی ذیلی جج نے اسمقدمہ مین داخل
نہین کی ہے۔ جیسا کہ یہہ قرینہ ہے کہ ہندو زمیندار اور اصل اسامی ہندو مدعی نے بغرض مغلوب کرنے
اور ضرر پہونچانے مسلمان مدعا علیہم کے سازش کی ہے ویسا ہی یہہ قرینہ ہے کہ ان مسلمانون نے اوس
اراضی پر قبضہ لینے مین جو اونکی نہین ہے ایک زبردست اور بے خوف فعل کیا ہے۔ لیکن حسن اتفاق سے
ان خیالات کو ذیلی جج عدالت ماتحت نے داخل نہین کیا ہے۔ ذیلی جج نے تجویز مقدمہ کی بربناء ظاہر
واقعات کے کی ہے یعنی یہہ کہ آیا حسب بیان مدعی کے اوسکی اراضی یا وہ اراضی جو اوسکے دخل مین مابین جولائی
اور دسمبر سنہ ۱۸۸۶ء کے تہی دبالی گئی ہے یا نہین۔ ذیلی جج نے بعبارت صاف و صریح یہہ تجویز کی ہے کہ زمین
دبالی گئی ہے اور دیوار قایم کی گئی ہے اور سائبان تعمیر کیا گیا ہے اور جسوقت وہ افعال کئے گئے تہے اراضی
مذکور مدعی کے دخل اور تصرف مین تہی۔ البتہ اگر کوئی عدالت اپیل دوم یہہ گوارا کرے کہ تجاویز واقعاتی
قلمبند کردہ عدالت اپیل اول کو پسند نکرے تو اوسکے لئے یہہ بہت آسان طریقہ ہوگا کہ مقدمہ کو واپس کردے
اور اوسوقت تک واپس کرتی رہے کہ جب کوئی ایسا جج ملجاوے جو حسب پسند عدالت اپیل دوم کے تجویز
صادر کرے۔ مین اکثر تجاویز واقعاتی قلمبند کردہ عدالت اپیل اول سے مطمئن نہین ہوتا ہون لیکن مین
ہمیشہ اپنے آپکو اون تجاویز کے قبول کرنیکو مجبور سمجہتا ہون درحالیکہ مسل مین صاف مواد ایسا موجود ہو
کہ جس سے جج کوئی نتیجہ اخذ کرسکے یا جبکہ مقدمہ ایسا نہو کہ جسمین کوئی شہادت نہین ہے۔ اسمقدمہ مین
غیر ضروری احکام واپسی مقدمہ کا نتیجہ یہہ ہوا ہے کہ ہرگاہ اول مرتبہ مسٹر نکلس صاحب نے صاف و صریح عبارت
مین ایک طریقہ تجویز کی تہی پہر ہم حکم واپسی مقدمہ درمیانی دوسرے جج کے نام پاتے ہین جنہون نے کسیقدر
تامل کے ساتہہ جواب دیا ہے اور دوسرا حکم واپسی مقدمہ کا تیسرے جج کے پاس گیا ہے جسکا یہہ نتیجہ ہوا
کہ اوس جج نے بالکل مخالف رائے قایم کی ہے۔ یہہ کب تک ہوتا رہیگا اور کب کسی عدالت کو مقدمہ ختم کرنیکا
موقع ملیگا۔ مین قیاس کرتا ہون کہ اسی خیال سے یہہ بات ہوئی تہی کہ دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کا مرتب کی گئی تہی اور وہ بہت عمدہ حکم قانونی ہے۔

مین بہ تعظیم تمام اپنے بہائی محمود صاحب کے یہہ بات کہتا ہون کہ اگر مین اونکا ہمخیال ہوتا

تو حکم واپسی مقدمہ کے صادر کرنیمین مین اونسے اختلاف کرتا کیونکہ میری راے مین حکم مذکور نہ صرف بالکل
غیر ضروری ہے تہا بلکہ خلاف احکام دفعہ ۵۶۲ کے تہا - لہذا مین ڈویژن بنچ سے اصل سوال کی نسبت عرض
کرتا ہون کہ جو کچہہ مسٹر ٹکلس صاحب نے قبل صادر ہونے احکام واپسی مقدمہ کے تجویز کیا ہے اوسکو
ایسا مواد تصور کرنا چاہئے جسکی بنا پر تجویز اس اپیل کی ہونی چاہئے اور اون تجاویز واقعات سے جو پہلے ہو
چکے ہوا ہے آج ہم نہیں جا سکتے ہین -

یہہ کہا گیا ہے کہ دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے تعبیر یہی ہے لیکن وہ تعبیر ہے جو میرے بہائی محمود صاحب
نے اوسپر قایم کی ہے - تو نتیجہ یہہ ہے کہ جو شخص دس برس کے زمانہ تک بامن جایداد غیر منقولہ پر قابض رہا
ہے وہ کسی اجنبی مطلق اور مداخلت بیجا کنندہ کے دخل جبریہ سے بیدخل کیا جا سکتا ہے اور یہہ اگر وہ
اپنی نالش چہہ مہینہ کے اندر دایر نکرے تو واقعہ اوسکے بامن دخل ماقبل کا کوئی شہادت اوسکی استحقاق
کی نہین ہے - دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کی کیا ہے - وہ صرف اعادہ اوس قاعدہ کا ہے جسکا یہہ منشا ہے کہ
جو شخص ذی استحقاق ہو اور جس استحقاق پر ضرر پہونچایا گیا ہو وہ مستحق عدالت مین آنے اور اوس استحقاق کے
دعوی کرنیکا ہے - اگر میرے بہائی محمود صاحب کے دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کا پڑہنا صحیح ہے تو عملاً اوسکا
مفہوم مد ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت کا ممنوع کرتا ہے - از روے دفعہ ۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے جو کچہہ کہ
مقصود ہے اور میری راے مین بہی مقصود ہے وہ یہہ ہے کہ ایک تدارک فی الفور چارہ کار بتوسط عدالت
دیوانی واسطے بازیافت قبضہ کے اوس شخص کے لئے منضبط کر دیا جاوے جسکو کسی شخص نے بیدخل کر دیا ہو اور
اون شخصون کو اختیار دیدیا جاوے کہ اپنی اپنی حقوق کے نسبت بشرطیکہ اونکو ایسا مشورہ دیا جاوے
مقدمہ لڑین یہہ دفعہ ۹ - اوس حکم قانونی رومن لا کے اعادہ سے زیادہ نہین ہے جسکے روسے پریٹر مستحق اس
بات کا تہا کہ قبضہ اوس شخص کا بحال کرا دے جو جایداد سے جبراً بیدخل کر دیا گیا ہو - یہہ خیال کیا گیا تہا اور عقلمندی
کے ساتہہ خیال کیا گیا تہا کہ اگر عدالت دیوانی کو ایسی فی الفور چارہ کار کے عطا کرنیکا اختیار نہ دیا جاتا تو نوبت
سے زبردستی کے اور ناقابل برداشت مقدمات بیدخلی کے بدین نتیجہ وقوع پذیر ہوتے کہ مداخلت بیجا کنندہ
خود جبراً دخل کرکے اپنی انگلیان چٹخاتا اور یہہ کہتا کہ لو مین قابض ہون تم اپنا استحقاق
ثابت کرو اور جہانتک برائی کر سکتے ہو کرو - کسی ایسے قاعدہ کا تسلیم کرنا یا برداشت کرنا نہ عدل و انصاف
نیک نیتی ہے اور نہ مقصود ہے اور مین اوسکے تسلیم اور برداشت کرنیکے انکار کرتا ہون - اسی سلسلہ مین مین
مقدمہ دیولسن بنام جنت (الہ آباد) ۲۰۶ - ایکسچکر صفحہ ۱۴۴) کا ذکر کرنا مناسب سمجہتا ہون - اوس مقدمہ مین بیرن
برامویل صاحب نے یہہ فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ مدعی کو بمقابلہ شخص مردود کے کوئی استحقاق حاصل نہو اور

شخص مذکور کو بمقابلہ اوسکے استحقاق حاصل ہو لیکن جبکہ وہ کوئی فریق مقدمہ نہین ہے جس شخص مدعی کو بیدخل کیا ہے اور جس پر نالش دائر کی گئی ہے۔ مدعی تصرف اسکے ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین کہ اونکو استحقاق اوس اسی خاص شخص کے حاصل ہے۔ تو مدعا علیہ اس بات پر اس کیواسطے استدعا نہین کر سکتا ہے کہ اوسکو کوئی حق یا استحقاق بازیافت کا حاصل ہے۔ اوسکو یہہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اوسکو حق یا استحقاق بازیافت کا حاصل ہے اوسکو یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اوسکو استحقاق بجواب ثبوت مدعی نسبت دخل مقدم کے حاصل ہے۔

یہی راے مقدمہ الشیہ بنام وتلاک (لا رپورٹ جلد ا یوہ ریچ صفحہ ۱) مین پائی جاتی ہے اور مقدمہ بیتم راج بہوانی رام بنام نراین شیو رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۵۱۲) اور کرشن راو یاشنو بنام واسدیو اپاجی گہونگرد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ صفحہ ۳۷۱) اور ایک فیصلہ عدالت ہذا مین جو زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۸ء صفحہ مین پایا جاتا ہے یعنی محمد یوسف بنام سکہہ ناتہہ مین تسلیم ہوا ہے۔ میرے بہائی محمود صاحب نے حوالہ عبارت فقرہ فیصلہ پریوی کونسل کا نہین دیا ہے جسکا مشار الیہ نے ذکر کیا ہے اور جو مقدمہ دائرہ بنام امیر النسا خاتون (لا رپورٹ جلد ۷ اپیل ہند صفحہ ۲۳) مین پایا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ ذیعلم چیف جسٹس صاحب بمبئی نے بمقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۸ مین خیال کیا ہے کہ جو تحریرات سر بارنس پیکاک صاحب جو وقت صدور فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے مین اونکو اوسی خاص مقدمہ کے واقعات کے شمول مین پڑہنا چاہیئے۔ مین یہہ تجویز نہین کر سکتا ہون اور نہ روا رکہہ سکتا ہون کہ طریقہ اسناد کا ہندوستان مین کبہی اس مضمون کے ساتہہ رہا ہے کہ دفعہ ۹ ایکٹ داد رسی خاص ہے رو سے وہ شخص جسنے اپنی نالش تاریخ بیدخلی سے چہہ مہینہ کے اندر دائر نہین کی ہے شہادت اپنی قبضہ سابق بتائید اپنی استحقاق کے دینے سے ممنوع ہو جاتا ہے۔ اندرینحالات مجہے کوئی تامل اسی قسم کا اس امر کے تجویز کرنے مین نہین ہے چونکہ تجویز واقعات مسٹر نکلس صاحب کی مقبول ہے لہذا نالش مدعی کی صحیح طور پر ڈگری ہوئی ہے اور مدعی مستحق بیدخل کرنے مدعا علیہم کا ہے اور مزید بران چونکہ اراضی اوسکے قبضہ مین رہی ہے اور چونکہ تعمیرات مذکور مداخلت بیجا کنندہ کی تعمیرات ہین لہذا وہ اونکے دور کرا دینیکا مستحق ہے مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس نے صادر کیا ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس جو کچہہ ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے فرمایا ہے اوس سے مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ناکس صاحب جسٹس مجہے چاہتا تہا کہ اپنی فیصلہ کے شروع مین ذیعلم ضلع کے فیصلہ کے اون چند فقرون کی نقل کرون جنسے مجہے اطمینان ہوا تہا کہ عدالت اپیل ماتحت کے روبرو صاف مدعا پیش تہا

بحث متعلقہ اپیل سے کہتی اور رائے محکمہ اخذ کی گئی تہی جسمین سے فیصلہ اوس بحث کا ہو جاتا ہے جن اجزا کے ذکر کرنیکا میرا ارادہ تہا اونکو ذیعلم چیف جسٹس نے اپنی فیصلہ مین جو ممدوح الیہ نے صادر کیا ہے پورا پورا لکہدیا ہے لہذا مین اونکا اعادہ نہین کرتا ہون - مین صرف یہہ اعادہ کرتا ہون کہ بعد غور کامل اوپر فیصلہ صدرہ مسٹر نکلس صاحب کے مجہے ان دونون باتون کا اطمینان ہے کہ وہ ذیعلم جج مناسب طور پر کل امور پر حاوی ہوگئے تہے جو اونکے روبرو اس اپیل مین ظہور پذیر ہوئی تہی اور مشارالیہ نے اون امور کے نسبت تجاویز صادر کی تہین جنسے اون امور کا فیصلہ ہوا تہا - لہذا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ عدالت اون تجاویز واقعاتی سے پہلے اور نظر ثانی کرنا قانوناً ممنوع ہے - اور اس اپیل دوم کے فیصلہ اخذ کرنے مین جس حیثیت پر مین عود کرتا ہون وہ وہ حیثیت ہے کہ جس حیثیت پر مقدمہ قبل یکم جولائی ۱۸۹۵ع کے قایم تہا - اوس حیثیت پر عود کرکے مجہے کوئی امر قانونی متعلق عذرات مندرجہ یاداشت اپیل مین دستیاب نہین ہوتا ہے اور نہ فی الحقیقت مجہے وہ بحث دستیاب ہوئی ہے جو میرے روبرو اوس وقت ہوئی تہی جب مین اجلاس کامل مین اجلاس کرتا تہا جو بحث مناسب طور پر عذرات مذکور سے برامد ہوتی تہی یا جسکو صرف اوس امر سے تعلق تہا جو اس مقدمہ مین پیدا ہوا ہے یعنی یہہ کہ آیا مدعی نے اپنا استحقاق دخل اور انہدام اون تعمیرات کا جنکے نسبت ثابت ہوا ہے کہ اپیلانٹ نے بیجا طور پر کی ہین قانوناً ثابت کیا ہے یا نہین - لہذا ابلالحاظ دیگر غور اوس امر کے جو فاضل ججون نے بعد یکم جولائی ۱۸۹۵ع کے تجویز کیا ہے - مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

ضلع سہارنپور — اپیل دوم نمبر ۱۰۹۲ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۲۰ جون

سبری بنام گنیشی

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۶ حکم واپسی مقدمہ - جس عدالت کے نام حکم واپسی مقدمہ صادر کیا جاوے وہ مجاز نہیں ہے کہ اپنی منصب کو بہ نسبت حکم واپسی مذکورہ کے کسی دوسرے کو عطا کردے۔

جس صورت میں کہ مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت میں واسطے حاصل کرنے تجاویز بعض تنقیحات کے بھیجا جاوے تو عدالت موصوف مجاز نہیں ہے کہ فیصلہ تنقیحات مذکور کا کسی [illegible] عدالت کے سپرد کرے [illegible]

واقعات اس مقدمہ کے حسب ذیل ہیں۔

ایک شخص مسمی ہیرا لال ۱۸۶۱ء میں ایک بیوہ مسماۃ دربو اور دو لڑکی مسماتان سبری اور گنیشی اور ایک بہو مسماۃ کنور بیوہ پسر متوفی اپنے کے چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ بعد وفات نامبردہ کے اوسکی بیوہ مسماۃ دربو اوسکی جایداد پر قابض ہوئی تھی اور اوسکا نام جایداد مذکور پر کاغذات مال میں درج ہوا تھا مسماۃ دربو ۱۸۸۸ء میں فوت ہوئی اور تب مسماۃ کنور جایداد پر قابض ہوئی - ۲۳ دسمبر ۱۸۸۸ء کو مسماۃ کنور نے جایداد مسمی ... کے ہاتھ بیع کردی - اوسکے بعد مسماۃ سبری نے اوسپر اور اوسکے مشتری پر واسطے منسوخی بیع موقوعہ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۸ء اور دخلیابی جایداد کے نالش کی - اس نالش میں وہ کامیاب ہوئی اور جایداد پر دخل پایا تھی - ۱۰ جنوری ۱۸۹۰ء کو مسماۃ گنیشی نے یہ نالش بنام مسماۃ سبری بدعوے تہائی قبضہ اوپر جایداد متنازعہ اس بنیاد پر دایر کی کہ وہ شامل ہے اور ... ہے اور مسماۃ سبری مدعا علیہا خوشحال ہے ... عدالت مرافعہ اور عدالت اپیل ماتحت دونوں نے اس امر کے تجویز کرنے میں اتفاق کیا ہے کہ مدعیہ مستحق کامیابی کی ہے - تب مدعا علیہا نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا۔ اپیل مذکور محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور صاحب ممدوح نے ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء کو امور تنقیحی بہ نسبت وسایل استطاعت مدعیہ اور مدعا علیہا کے واسطے تجویز عدالت اپیل ماتحت کے واپس بھیجے - حالات مابعد فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

کالوان و موتی لال منجانب اپیلانٹ — امیر الدین و سکہ رام منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - حسب وجوہ مندرجہ ذیل حکم مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۹۱ء کے یہ مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت میں واسطے صاف تجاویز چند امور تنقیحی مندرجہ حکم مذکور کے واپس کیا گیا تھا۔

ذیعلم جج ماتحت سہارنپور نے بحیثیت جج عدالت اپیل ماتحت کے بذریعہ اپنے روبکار مورخہ

۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے تجویز تنقیحات واپس شدہ کی منصف مظفرنگر کو برضامندی فریقین کے سپرد کی گئی
چنانچہ منصف نے تجویز تنقیحات مذکور کی کی اور اپنی تجاویز روبکار مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مین
قلمبند کین۔ بہ نسبت تنقیحات مذکور کے اونہوں نے نتائج ذیل اخذ کی ہین۔
یہ ... مین بلحاظ شہادت کے ... قلیل الاوقات ... ہین ... کون ...
ظاہر ہوتا ہے کہ منصف کے یہہ تجاویز جج ماتحت کے پاس واپس بھیجی گئین اور ...
۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ۱۳ ماہ مذکور واسطے بحث فریقین بہ نسبت تجاویز مذکور کے مقرر کی گئی تھی۔
چنانچہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو جب تجاویز منصف کے بغرض فیصلہ روبرو جج ماتحت کے پیش ہوئین
تو حاکم ممدوح نے صرف یہہ رائے ظاہر کر کے خود قناعت کی کہ بہ نسبت تجاویز مندرجہ روبکار مورخہ ۲۸
مارچ سنہ ۱۹۱۰ء بحوالہ بالا کے منصف کی رائے سے ہم اتفاق کرتے ہین۔
منصف کی تجاویز کو اسطرح جبکہ جج ماتحت نے قبول کر لیا تھا اور واضح ہوتا ہے کہ کسی فریق کے وکیل
نے اس طریقہ کے نسبت کوئی اعتراض نہین کیا تھا
اوسکے بعد جج ماتحت نے تجاویز منصف کو قبول کر کے اون تجاویز کو عدالت ہذا مین اسطور پر واپس
کیا ہے کہ گویا وہ تجاویز اونکی عدالت کے بمنصب عدالت اپیل اول کے ہین کہ جنکی پاس مقدمہ واسطے
تجویز چند امور واقعاتی کے بموجب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بھیجا گیا تھا۔
میری یہہ رائے ہے کہ یہہ ضابطہ ذیشان جج ماتحت کا بالکل غلط تھا اور یہہ کہ از روے حکم عدالت ہذا
مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۱۰ء حکم بنام عدالت اپیل ماتحت کے یہہ تھا کہ خود ہی عدالت تعمیل اوس حکم کی
کرے اور یہہ کہ ذیشان جج ماتحت نے اپنے منصب کو منصف کے طرف بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کے
منتقل کرنے مین خلاف اختیار اور بلا اختیار عمل کیا ہے۔
علاوہ اسکے میری یہہ بھی رائے ہے کہ جو تجاویز منصف نے اپنی روبکار مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء
مین قلمبند کی ہین اونسے تکمیل ضرورت حکم واپسی مقدمہ ہذا صادرہ عدالت ہذا مورخہ ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کی نہین ہوتی
جج ماتحت نے خلاف اختیار عمل کیا ہے اور کل کارروائی خلاف قانون اور خلاف اختیار کے ہے
جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔
اندرینحالات بتقلید یکسان عملدرآمد فیصلجات عدالت ہذا کے مین مجبوراً یہہ تجویز کرتا ہون کہ کوئی
تجاویز ایسی نہین ہین جنسے تعمیل حکم واپسی مورخہ ۵ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے ہوئی ہو اور یہہ میرا فرض ہے کہ
مقدمہ کو پھر ذیشان جج ماتحت کے پاس واسطے صاف تجاویز بہ نسبت تنقیحات متذکرہ میرے حکم مورخہ ۲۵

وہ ورثہ سے بلحاظ ادن تحریرات کے جو بیٹے کی بابت اولیس بھیجون۔

چنانچہ مین اوسی مطابق حکم صادر کرتا ہون۔ بروقت موصول ہونے تجاویز کے فریقین کو دس روز کی مہلت واسطے اعتراض کے دیجاویگی۔

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۶۱۲ سنہ ۱۸۹۱ء — منفصلہ ۲۲ دسمبر — حصہ تجویز انگریزی

ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کلیان سنگھ

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۴۰۶ و ۴۰۹ خیانت۔ حسب منشا دفعہ ۴۰۹ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء کے کونسا امر امانتاً تفویض ہونیکی حد تک پہونچتا ہے۔

سی ایک شخص کو ایک محرر نے جسکے اہتمام مین چند مسل وغیرہ کی سپرد تھین اپنی کام مین مدد لینے کی لئے غیر ضابطہ طور پر نوکر رکھا تھا۔ اوس شخص مذکور نے اہتمام مین فی الواقع اوس محرر کے مسلون کا سامان اوسکی (محرر کے) غیر حاضری مین بوجہ بیماری کے تھا اور مسل مذکور اوس کے تمام رکھنے کا شخص مذکور نے اون مسلون سے اظہار دن کی چند نقول کین اور حوالہ کین تھین۔ یہہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اون نقول کے عوض مین کچھ روپیہ لیا گیا تھا۔ تجویز ہوئی کہ بسبب حالات بالا کے جسنے اس طرح نقول کین تھین اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر نہین ہوسکتی ہے کیونکہ اگرچہ وہ حسب منشا دفعہ ۲۱ مجموعہ ہذا کو ملازم سرکاری قرار پاوے تاہم کوئی ایسی امانت نہین ہے جو از روے دفعہ ۴۰۹ کے مطلوب ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے ناکس صاحب جج کے فیصلہ سے کافی طور پر ثابت ہوتے ہین۔

الستن منجانب سایل — گورنمنٹ پلیڈر رام پرشاد منجانب سرکار

ناکس صاحب جج۔ کلیان سنگھ سایل مقدمہ ہذا کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے۔ جن واقعات پر تجویز ثبوت جرم مبنی ہے اونکو صاحب جج سہارنپور نے جنہون نے اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم کے سماعت کی تھی تحریر کیا ہے۔ مشار الیہ نے ملزم کو اسطرح بیان کیا ہے ایک شخص جسکو بظاہر آبہت بضابطہ طور پر مددگار بتنخواہ رسے ایک شخص مسمی افتخار الدین محرر متہم مسل مقدمات فوجداری عدالت ڈپٹی مجسٹریٹ نے مقرر کیا تھا۔ ۲۰ مئی کو عدالت میں افتخار الدین بیمار ہو گیا اور اوسکے کام پر کوئی شخص باضابطہ طور پر مقرر نہین کیا گیا تھا اور بظاہر ملزم کو وہ مسل بابت ہاتھ لگانیکا اختیار دیا گیا تھا۔ اوس بستہ مین ایک مسل تھی اور اپیلانٹ تسلیم کرتا ہے کہ اوس نے ... اظہارات موجودہ مسل مذکور کی نقل کی تھی اور وہ نقل ایک شخص کے حوالہ کی تھی اور اوسکے اصل سے اظہار

سبب نہ ادسہ ہے کوئی زر نقد کسی شخص کا اوس نقد کے بابت لیا تھا۔ میں کسی ایسے شہادت پر متوجہ نہیں
ہوا گیا ہون کہ جس سے یہہ ثابت ہوتا ہو کہ کچھہ زر نقد ادا کیا گیا تھا۔ مسٹر جج کے فیصلہ سے اس
امر کا استحکام ہوتا ہے کہ سایل کا زر نقد لینا محض قیاس ہے۔ دوران تقریر مین اسعدالت مین
یہہ حجت پیش کی گئی تھی کہ اگر یہہ مان ہی لیا جاوے کہ زر نقد کے دادوستد کا کچھہ ثبوت نہین ہے تا ہم
تھا اگر معمولی طور پر کیا جاتا تو اوسکا نتیجہ مین سرکار کو اجرت نقل کی وصول ہوتی پس جسطرح ...
سے استعمال مسل کا کیا گیا ہے اوسکی وجہ سے سرکار اوس اجرت نقل سے محروم رہی جسکی ... مستحق تھی۔ مجھے بہت عظیم شبہہ ہے کہ یہہ تقریر کسی طرح پر اس مقدمہ کے حالات سے جو میرے روبرو پیش ہے
متعلق ہے یا نہین اوس بحث لین زیادہ داخل ہونا غیر ضروری ہے منجانب سایل کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ وہ
ملازم سرکار نہین ہے اور یہہ کہ جس مسل کا بدیانتی سے استعمال کرنا اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے
وہ اوسکو کبھی سپرد نہین ہوئی تھی۔ مسٹر رام پرشاد نے میرے روبرو مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پرشیدی
۱ نمبر لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ پر حوالہ دیا ہے لیکن اوس نظیر سے یہہ نتیجہ جو میرے روبرو
پیش ہے اس سے زیادہ نہین جاتا ہے کہ اوس سے یہہ امر تو ثابت ہوتا ہے کہ سایل نے اپنے تئین ملازم
سرکار ظاہر کیا تھا۔ تشریح دفعہ ۲۱ مجموعہ تعزیرات ہند پر لحاظ کرتے ہوئے کیا وہ ... بموجب منشا
دفعہ مذکور کے سایل ملازم سرکار تھا لیکن جو نوبت اس مقدمہ مین مطلوب تھی یعنی ثبوت امانتا سپردگی
مال یعنی مسل کی ثابت نہین ہوئی ہے اور واسطے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے
مجرم کے سرکاری ملازم ہونے کا ثابت کرنا نہایت ضروری ہے محض مسل کے نسبت مین ہاتھہ لگا دینے سے خود
امانتا سپردگی پیدا نہین ہو سکتی ہے اور نہ ہاتھہ لگانے سے یہہ ثابت ہوگا کہ وہ امانتا قبول کر لی گئی تھی۔

لہذا مین درخواست منظور کرتا ہون تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرتا ہون اور سایل کو بجرم
دفعہ ۴۰۹ کے مجرم نہین تجویز کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ سایل اگر حراست مین ہو رہا کیا جاوے یا اگر
ضمانت پر ہو فوراً بری کیا جاوے۔

ضلع جالون نگرانی دیوانی نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۹۱ء منفصلہ ۱۱ نومبر

بھوانی پرساد پاٹھک وغیرہ بنام رگھوناتھہ پرشاد

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۴ - مدعیان مشترک۔ اپیل کا ایسے وجہ پر مبنی ہونا جو سب پر
یکسان موثر ہو۔ منجملہ مدعیان کے ایک مدعی کا نام متروک ہونا۔ اختیار عدالت اپیل کا بموجب ...

مدعیان سے ڈگری کرنیکا۔ نگرانی۔

پانچ زمینداروں نے دعوی دلا پانے اقساط ایک اسباب کا کیا تہا جسمین اونکا بیان تہا کہ سب مشترکا حقدار بوجہ اونکے حقیت مالکانہ مشترکہ ایک بازار کے ہین جس سے وہ ابواب پیدا ہوتے ہین۔ نامبردگان نے ڈگری مشتر اپنی دعوی کی جزوا پائی تہی۔ اوس ڈگری کے ناراضی سے اونہون نے اپیل کیا لیکن ظاہرا کسی اتفاق سے کیونکہ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ اوس نے اپیل کی شرکت سے انکار کیا تہا منجملہ مدعیان کے ایک مدعی کا نام متروک ہوگیا تہا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے سماعت اپیل کی کی گویا کل پانچو اپیلانٹان اوسکے روبرو اپیلانٹ تہے اور اپیل ڈگری کی اور بعد ازان یہہ معلوم کر کے کہ مدعیان مشترک مین سے ایک مدعی کا نام زمرہ اپیلانٹان میں نہین ہے ایک عبارت مکرر اپنی فیصلہ مین واسطے ترمیم ڈگری بذریعہ ازدیاد نام نامبردہ کے حسب دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اضافہ کردی تہی۔ ان چاروں مدعیان اپیلانٹان نے درخواست نگرانی فیصلہ اپیل بمقابلہ اوس پانچوین مدعی کے گذرانی۔ تجویز ہوئی کہ بہ نظر خیالات عدالت اپیل ماتحت کی نسبت یہہ تصور ہونا چاہیئے کہ حسب احکام دفعہ ۵۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کیا ہے اور بصیغہ نگرانی ڈگری مین دست اندازی کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

شیوچرن لال منجانب سائلان جوگندرناتہہ منجانب فریق ثانی

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین مجہسے درخواست نگرانی فیصلہ ڈپٹی کمشنر جالون مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۹۱ء کے حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی گئی ہے۔ پانچ شخص بہوانی پرشاد پاٹک نسبت چودہری ڈہاکن چودہری دہوجراج درگہوناتہہ پرشاد نے نالش بنام مدعاعلیہم اس بیان سے دایر کی تہی کہ ہم مدعیان بوجہ ہونے زمینداران بازار لودری کے مستحق پانے بعض رسوم کے مدعاعلیہم سے ہین جو اپنا کاروبار بازار مذکور مین بطور وزن کشون کے کرتے ہین۔ کل زرمتدعویہ بابت حق غیر سودی بابت ۴۲ ماہ کے بقدر ربا عہ کے ظاہر کیا گیا تہا۔ دعوی مذکور ایک دعوی مشترکہ منجانب مدعیان بحیثیت زمینداری اس خاص مقام کے اور بہ نسبت ایک ابواب کے کیا گیا تہا جسکے نسبت اونکا بیان تہا کہ اونکو اوسی حیثیت سے واجب الادا ہے۔ جس وجہ پر دعوی مذکور مبنی تہا وہ کل مدعیون کے حق مین یکسان طور پر موثر تہی اور کوئی تفرقہ یا اعتراض باہم اونکی بہ نسبت اونکی حقوق مشترکہ وعدا گانہ اوس امر کے نہین تہا۔ عدالت مرافعہ دلی نے یہہ رائے قرار دیکر کہ مدعیان نے صحیح صحیح واقعات بیان نہین کی ہین ڈگری بحق نامبردگان بابت ۵ ماہ کی اور بقیہ دعوی ڈسمس کیا۔ بعدہ اپیل منجانب چار مدعیون کے لیکن نہ منجانب رگہوناتہہ کے عدالت ڈپٹی کمشنر مین بہ نسبت اوس جزو دعوی کے جو ڈسمس ہوا تہا دایر کی گئی۔ سماعت اپیل کے ذکر کرنیکی مجہے

ضرورت نہین ہے لیکن جو بحث ان چار اپیلانٹان نے اوٹہائی ہتی وہ وہی ٹہیک بحث ہتی جو عرضی نالش مین پیش کی گئی ہتی اور ایسی بحث ہتی جسمین رگہوناتہہ شتری کا حقدار ہتا۔ یہہ ایسا نہین ہوا ہے کہ اوسنے اپیل مین شریک ہونیسے انکار کیا ہتا لیکن جہانتک کوئی امر میرے روبرو موجود ہے تو اوس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ بات محض اتفاقیہ ہے کہ اوسکا نام اپیل سے فروگذاشت ہو گیا ہتا کیونکہ وہ بہی مستحق اوس جواب کا اوسیطرح پر ہتا کہ جسطرح پر دیگر اشخاص ہے کیا لکہ وہ بہی منجملہ زمینداروں کے ایک زمیندار ہے۔ اپیل کی تجویز ہوئی اور اگرچہ رگہوناتہہ شریک بہی نہوتا جیسا کہ یادداشت اپیل مین شریک نہین ہتا تاہم عدالت ڈگری اسطور پر مرتب کر لیتی کہ جسمین عدالت موصوف کامل داد رسی مستدعیہ بحق اوسکی معہ دیگر اشخاص کے عطا کر سکتی۔ بعد ملاحظہ فیصلہ عدالت ماتحت کے بخوبی ظاہر ہے کہ ڈسٹرکٹ جج اس خیال مین ہتے کہ اونکی روبرو کل پانچوں زمیندار موجود ہین اور یہہ بات بوجہ فروگذاشت نظر کے ہوئی کہ مشار الیہ نے بعبارت صریح اپنے فیصلہ ابتدائی مین کوئی احکام رگہوناتہہ کے مقدمہ کے لئے نہین منضبط کئے کہ جو فی الواقعہ زمرہ اپیلانٹان مین نہین ہتا۔ بعد ملاحظہ اونکے فیصلہ کے مجہکو کوئی شبہہ کسی قسم کا اپنے ذہن مین نہین ہے کہ مشار الیہ کا قصد ہتا کہ احکام دفعہ ۵۴۴ کو متعلق کرین اور یہی بات بعدہ کی گئی اگرچہ اوسمین کوئی شکل بصفائی لفظی کی بیان کی جا سکتی ہے تاہم نتیجہ واجبی انصاف کا منتج ہے

پس اندرینحالات بحث یہہ ہے کہ آیا مین اختیارات عدالت ہذا محکومہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو استعمال مین لا سکتا ہون یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ نہین۔ مین دست اندازی کرنیسے انکار کرتا ہون لیکن بہ نسبت خرچہ کے کوئی حکم نہین دیتا ہون۔

ضلع علیگڈہ — نگرانی فوجداری نمبر ۶۳۲ سنہ ۱۸۹۱ع — منفصلہ ۱۳ نومبر

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام الکزنڈر ولیم

ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۸ع (ایکٹ اسلحہ) دفعہ ۱۹۔ عبارت مسلح ہو کر چلنے کے معنی۔

عبارت مسلح ہو کر چلنے حسب منشاء دفعہ ۱۹ ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۸ع کا یہہ مقصود نہین ہے کہ محض اسلحہ کا لے جانا [illegible] ہو تا وقتیکہ کسی قسم کی نیت اون اسلحہ کے استعمال کرنیکی نہو بشرطیکہ موقع ظہور پذیر ہو۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ علیگڈہ نے [illegible] مقدمہ کے حکم استصواب سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے۔ بموجب [illegible] ضابطہ فوجداری کے ہین از روے تحریر ہذا اشتہار ارسال کرنے ایک مقدمہ کا [illegible]

سے حاصل کرتا ہون جسمین ایک شخص مسمی الگزنڈر ولیم ایک ہندوستانی جوان عیسائی کے نسبت منشی
غفور خان مجسٹریٹ درجہ اول نے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۹ ضمن (ہ) ایکٹ اسلحہ ہند ۱۸۷۸ع
کے اور حکم سزاے قید سخت میعادی چھہ ماہ کا صادر کیا ہے۔ مسٹر ہاتھورن سپرنٹنڈنٹ پولیس مرکشت
نے مجھے اطلاع کی ہے کہ یہہ لڑکا نیک چلن ہے اور چند ہی روز پیشتر اوس کیطرف سے ایک درخواست اجازت
شرکت والنٹیر ریزرو کے مجھکو موصول ہوئی تھی۔ شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ بندوق قیدی کی نہین
ہے بلکہ مسٹر ہربرٹ اسمتھ صاحب کے ایک ملازم نے اوسکو عاریتاً دی تھی۔ حسب حالات مقدمہ کے سزا
بالکل جرم سے غیر مناسب ہے اور مین سفارش کرتا ہون کہ وہ تخفیف ہوکر جرمانہ عـ۵ کا قایم کیا جاوے

اس استصواب پر حکم ذیل صادر ہوا تھا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ مینے ایک غیر رپورٹ شدہ مقدمہ سابق مین (مقدمہ لایق راقم نگرانی فوجداری نمبر ۲۰۳ از بریلی) مین بہ تقلید میرے بہائی اسٹریٹ صاحب کے استصواب فوجداری نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸۹ع مین یہہ تجویز کیا تہا کہ الفاظ مسلح ہوکر چلنا موقوعہ دفعہ ۱۹ (ل) ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۷۸ع کا یہہ مقصود نہین ہے کہ محض اسلحہ کا لیجانا تعزیری ہے تاوقتیکہ وجہ اس امر کے قیاس کرنیکی نہو کہ اسلحہ مذکور کو بہ نیت استعمال کرنیکے لیجاتے تہے بشرطیکہ موقع اوسکے اوسطرحپر استعمال کرنیکا پیدا ہو۔ اسمقدمہ مین مجرم الگزنڈر ولیم نے یہہ بیان کیا تہا کہ اسلحہ کو بغرض اوسکے مرمت کرانیکے لئے جاتا تہا یہہ نہین ثابت ہوا ہے کہ یہہ بیان غلط ہی اور ذیلیم مجسٹریٹ کے فیصلہ سے ثابت ہے کہ ہم قیاس کرتے ہین کہ محض بندوق کا ہونا جرم تعزیری ہے۔ اسمقدمہ مین بہت مناسب طور پر استصواب ہوا ہے۔ مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اپیلانٹ فوراً رہا کیا جاوے۔

منفصلہ ۱۸ نومبر صفحہ ۲۰۰ انگریزی | اپیل اول نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۹۰ع | ضلع جونپور

گوپال جی بنام جگو مصر وغیرہم

خاصتر حیثیت بیوہ بطور وارث شوہر متوفی کے چچیرے بہائی کے۔ مقالفت۔ اقتضایات مخالفت اور وے ڈگری کے۔

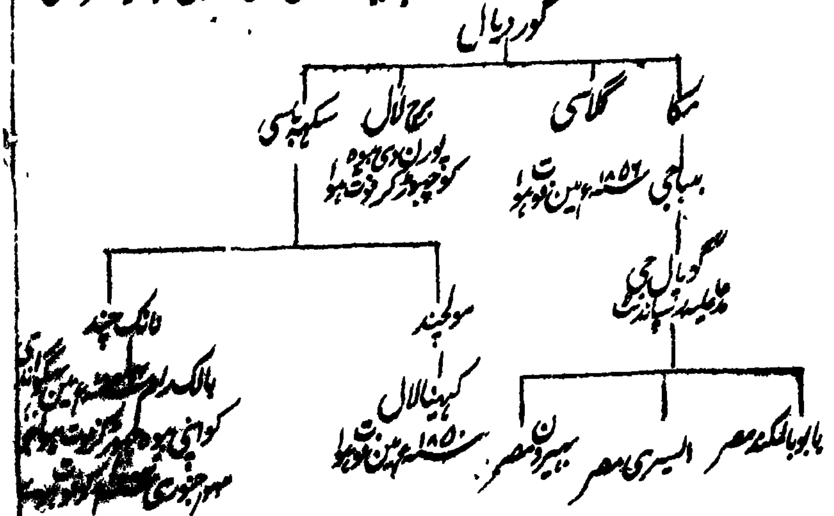
وہ چچیرے بہائی کنہیا لال و بالکرام جو ایک مشترکہ خاندان ہنود کے تعلق رکہتے تہے بطور خاندان مشترکہ رہتے تہے [illegible] مین ایک بیوہ مسماۃ سبگران دیی کو جو ایک ہی مکان مین کنہیالال کے ساتہہ رہتی رہی ہے چہوڑکر فوت [illegible] کنہیالال سنہ ۱۸۸۳ع مین فوت ہوا تہا اور اوسکی وفات کے بعد اوسکی جایداد ایک شخص بین جی کو بطور پسر متبنی

کہنیالال کے پہونچی تہی بسیا جی ۱۸۵۸ء مین فوت ہوا تہا اور اسموقع پر ساۃ سہگوان دیی نے حکام مال کے حضور مین درخواست کی تہی کہ اوسکا نام بہ نسبت جایداد متروکہ کہنیالال کے درج کیا جاوے۔ اس درخواست مین وہ ناکامیاب رہی تہی اور گوپال جی پسر بسیا جی بطور مالک کے درج ہوا تہا۔ سہگوان دیی نے ایک جز جایداد متنازعہ دیوان چند کے ہاتھ بیع کردیا اور ساۃ مذکورہ اور اوسکا مشتری گوپال جی پر بغرض بازیافت جایداد مذکورہ کے نالش کرنے مین شریک ہوگئے۔ اون کا دعوی عدالت مواضع اولے (صدر امین) سے ڈسمس ہوا تہا لیکن بر طبق اپیل صدر دیوانی نے ڈگری بحق مدعی ۵ اپریل ۱۸۶۲ء کو صادر کی جس ڈگری کے ذریعہ یہ قرار کیا گیا تہا کہ ساۃ سہگوان دیی بمقابلہ گوپال جی کے مستحق کل جایداد کہنیالال اور اوسکی شاخ خاندان کی ہے۔ از روی ڈگری مذکور کے ساۃ سہگوان دیی تا وفات اپنی جو ۱۸۸۲ء مین واقع ہوئی تہی قابض رہی تہی اور اوسوقت گوپال جی نے منتقل الیہم جایداد متنازعہ پر اس بیان سے نالش کی تہی کہ وہ ساستراً حقدار وارث ہے۔

تجویز ہوئی کہ ڈگری صدر دیوانی مورخہ ۵ اپریل ۱۸۶۲ء متذکرہ بالا غالباً بلحاظ اون قواعد شاستری کے مرتب ہوئی تہی جو اب ہندوستان کے اوس حصہ مین مروج نہین ہین بلکہ جو اب بہی ملک کے بحکم جلب نافذ ہین لیکن اگر وہ ڈگری در اصل غلط تہی ساۃ سہگوان دیی نے قبل اپنی وفات کے ایسا استحقاق مخالفانہ حاصل کر لیا تہا کہ جس سے دعوی مدعی حال کا خارج کرسکتی ہے۔ سلوتہالی بابو سہائی کامعنی داس مولچند بنام کاشی بائی (الہ آباد) جلد ۷ اپیل ہند صفحہ ۲۱۴) پر حوالہ ہوا۔

اجودہیا ناتھ و رام پرشاد منجانب اپیلانٹ   جوالا پرشاد و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ واقعات مقدمہ ہذا کے سمجھنے کے لئے شروع مین شجرہ ذیل کا لکہدینا ضروری ہے



یہہ ایک امر ایسا معلوم ہوتا ہے جسپر مابین فریقین کے کچھہ نزاع نہین ہے کہ قریب ۱۸۲۶ء سے سکھہ باسی کی اولاد یعنیہ خاندان سے جداگانہ اور علیحدہ رہتی ہے - بدرجہ مساوی یہہ بہی صاف ظاہر ہے کہ سکھہ باسی کی دو پوتے مشترک رہتے تہے اور بعد وفات اپنی شوہر بالک رام کے جو ۱۸۴۴ء مین واقعہ ہوئی تہی مسماۃ بہگوان دی اوسی مکان مین رہتی رہی ہے جسمین کنہیالال اپنی وفات تک جو ۱۸۵۰ء مین واقعہ ہوئی تہی رہتا تہا - اسمین بہی شبہہ نہین ہے کہ بعد وفات کنہیالال کے بنساجی پدر مدعی اپیلانٹ حال نے دعوے کیا تہا کہ حکام مال اوسکا نام متروکہ کنہیالال پر بحیثیت پدر متبنی کرنیوالے اور وارث شخص مذکور کے درج کردین اور یہہ کہ ۱۸۵۱ء مین اوسیطرح جیپر اوسکا نام درج ہوا تہا اور اوس نے دخل پایا تہا - ۱۸۵۶ء مین بنساجی فوت ہوگیا اور مسماۃ بہگوان دی نے تب درخواست ادخال اپنی نام کی بہ نسبت جایداد متروکہ کنہیالال کے کی لیکن وہ ناکامیاب ہوئی اور مدعی اپیلانٹ حال کا نام درج ہوا تہا - ۷ اگست ۱۸۶۰ء کو مسماۃ بہگوندی نے بمعاوضہ مبلغ [illegible] ہزار رپے اور واسطے اخراجات نالش کے جو وہ گوپال جی پر دایر کرنا چاہتی تہی اور دیگر اپنی اغراض خانگی کے حصہ [illegible] موضع [illegible] دیہہ دہگاپور معہ مواضعات داخلی واقع ضلع جونپور بنام دیوانجند کے بیع کردیا جسکے نسبت بیعنامہ مین لکہا گیا تہا کہ تہنا مکسوبہ اور خریدہ پندت کنہیالال متوفی کے ہین اور مین اوسکی بہاوج یعنی اوسکے چچیرے بہائی کی زوجہ ہون اور بموجب شاستر ہنود کے اوسکی وارث ہون اور اس [illegible] مقدمہ مین بدری ناتہہ مصر اور جگن مصر و گنیش جی مصر مدعا علیہم رسپانڈنٹان قایمقام ہین - تہوڑے ہی عرصہ بعد نالش متذکرہ بالا مسماۃ بہگواندی اور دیوانجند نے دایر کی تہی اور اوسکے ذریعہ سے مدعیان دخلیابی موضع [illegible] دیہہ دہگاپور معہ مواضعات داخلی کے بمقابلہ گوپال جی مدعی اپیلانٹ مقدمہ ہذا کے بہ بیدخلی نامبردہ مواضعات مذکور سے بربنا استحقاق وراثت مالک رام اپنی شوہر و کنہیالال برادر زادہ شوہر کے چاہتے تہی - اوس نالش کی گوپال جی نے جوابدہی کی تہی اور ۱۸ فروری ۱۸۶۱ء کو صدر امین اعلی نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی تہی کہ جایداد تہنا مکسوبہ کنہیالال کی ہے اور اوسکی نسبت مسماۃ کو بذریعہ وراثت کے کوئی استحقاق حاصل نہین ہے - صدر دیوانی مین اپیل ہوئی تہی اور ۵ اپریل ۱۸۶۲ء کو ڈگری صدر امین اعلی کی منسوخ ہوئی تہی اور دعوی مدعیان کا بوجوہ ذیل ڈگری ہوا تہا - چونکہ ہماری یہہ رائے ہے کہ علیحدگی ہر دو شاخ خاندان کی چند سال قبل وفات کنہیالال سے بخوبی ثابت ہے اور بحث وراثت نسبت جایداد کنہیالال مین ایک امر مشتبہ شاستر کا متعلق ہے - لہذا ہمنے افسر شاستر عدالت ہذا سے بیوستہ طلب کرنا مناسب سمجہا تہا - اب اوہنون نے یہہ تجویز کیا ہے کہ عام اس سے کہ جایداد متنازعہ مکسوبہ کنہیالال متذکرہ بالا کی ہو یا مکسوبہ نامبردہ اور اوسکے چچیرے بہائی بالک رام

کہ وفات کے بعد مدعیہ اپیلانٹ

کے مشترکہ ہو چونکہ وہ تا وفات بالک رام کے مشترکہ رہتی رہی اور چونکہ اوست
اوسکی بیوہ اوسیطرح جیبر رہتی رہی اور حقیقت مشترکہ پر تا وفات اوسکے متصرف رہی لہذا جایداد متنازعہ بموجب
دہرم شاستر کے جایداد متنازعہ مدعیہ اپیلانٹ کو بحروجی مدعا علیہ رسپانڈنٹ کے وراثتا پہونچی ہے اور
وہ چونکہ خاندان کے اوس شاخ مین جو حصہ سے کنہیالال سے علیحدہ ہے لہذا اوسکو کوئی استحقاق قانونی
اوسکی جایداد پر وارث ہونیکا حاصل نہین ہے۔ جیسا کہ عدالت ماتحت نے مناسب طور پر تجویز کیا ہے کہ یہہ صاف
ظاہر ہے کہ اس ڈگری کے روسے صدر دیوانی عدالت نے استحقاق لامحدود بیوہ بھگوان دی کا بہ نسبت
انتقال نصف جایداد کے جو اوس نے بحق دیوانچند کے کیا ہے تسلیم کر لیا ہے اور ان الفاظ کے کہ گوپال جی
کو کوئی استحقاق قانونی نسبت جایداد کے حاصل نہین ہے صرف ایک ہی معنی ہو سکتے ہین یعنی یہہ کہ
استحقاق کامل بیوہ کا نسبت نصف جایداد کے تسلیم ہوا ہے اور اسمین حجت نہین ہو سکتی ہے جیسا کہ
ہائیکورٹ نے اپنی تجویز مورخہ ۴ جولائی ۱۸۶۳ع ایک مقدمہ مابعد مین تجویز کی ہے کہ از روے ڈگری
عدالت صدر کے جایداد مسماۃ بھگوان دی کو بوراثت کنہیالال کے دیدی گئی تہی۔ وقت صدور ڈگری
عدالت صدر سے تا وفات بھگوان دی (۲۳ جنوری ۱۸۶۲ع) جایداد متنازعہ بقبضہ وتصرف بھگوان دی
یا اوسکے منتقل الیہم اجراے جایداد مذکور کے رہی ہین۔ اپیلانٹ اس بیان سے کہ مسماۃ مذکورہ کو جایداد
مین صرف حق حین حیاتی حاصل تہا اور اسلئے ہبہ نامہ اور بیعنامہ اور انتقالات مابعد جو دستاویزات مذکور
پر مبنی ہین ذرہ بہی مضر استحقاق مدعی نہین ہو سکتے ہین کہ بموجب شاستر کے مستحق کل جایداد متروکہ کنہیالال
کا ہے ایک نالش بصیغہ مفلسی بدعویداری کل جایداد متروکہ کنہیالال کے دائر کی تہی لیکن اس بنیاد پر کہ ثابت
ہوا تہا کہ وہ مفلس نہین ہے۔ اوس نے یہہ نالش عدالت جج ماتحت جونپور مین ۱۲ جنوری ۱۸۶۹ع کو دائر
کی تہی۔ تجویز مقدمہ کی باحتیاط ہوی ہے اور فیصلہ ٹہیک اور صاف ہے۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی
ہے کہ از روے ڈگری عدالت صدر کے بھگوان دی کو استحقاق کامل در دخل کل جایداد کنہیالال پر دیدیا
گیا تہا جسکے نسبت اوسکو کوئی حق از روے شاستر کے جو اوسکے مقدمہ سے متعلق ہے حاصل نہین تہا
اور یہہ کہ وہ خود اور اوسکا مشتری دیوانچند اور اوسکے دیگر مشتریان ۱۸۶۲ع کے بعد سے جایداد پر بمقابلہ
گوپال جی کے جو مقدمہ منفصلہ ۵ اپریل ۱۸۶۲ع مین مدعا علیہ رسپانڈنٹ تہا مخالفانہ قابض چلے آتے ہین
اسموقع پر تجاویز مذکور اور اون وجوہ کو جنپر وہ مبنی ہین مکرر بیان کرنا غیر ضروری ہے تجاویز مذکور کامل طور پر
اور تیز فہمی کے ساتہہ اوس فیصلہ مین درج ہین جو ہمارے روبرو پیش ہے۔
اس عدالت کے روبرو اپیل مین یہہ حجت ہوی ہے اور یہی اصل حجت ہے کہ صدر دیوانی عدالت کے

نسبت جو کچہہ خیال ہو سو ہو اوسکا اور کچہہ اثر نہین ہو سکتا ہے اور نہ بجز اسکے کچہہ اور اثر تہا کہ ہبنے ... کو صرف استحقاق عورت ہنود جو وہ اپنی حیثیت مین رکہہ سکتی ہے عطا کیا جادے یعنی ملکیت محدود ... کی یا جیسا کہ اپیلانٹ اوسکو قایم کرتا ہے کہ محض حق مین حیاتی حاصل تہا۔ میرے روبرو اس بحث پر بہت اصرار ہوا تہا کہ مجہکو اس امر کے تجویز کرنے مین دقت معلوم ہوی ہے کہ ڈگری قطعی عدالت مجاز کے بنا استحقاق لطور قبضہ مخالفانہ فیما بین اون فریقین متقدمہ کے قرار دیجاوے کہ جن فریقین کے درمیان ڈگری مذکور صادر ہوی تہی

مینے اپنے فیصلہ پر غور کرنے کے لئے مہلت لی تہی اور بعد غور کامل کے اب میری یہہ رای ہے کہ رائے عدالت ماتحت کی صحیح ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صدر دیوانی عدالت نے بہگوان دی کو ڈگری اوسکے شوہر کے چچیرے بہائی کے متروکہ پر بربنا کسی قاعدہ شاستر ہنود کے جو فریقین ڈگری صادرہ سنہ ۱۸... پر واجب التعمیل ہو صادر نہین کی تہی۔ اور یہہ امر متنازعہ نہین ہے بلکہ وہ پیوستہ صرف جبر ڈگری صدر دیوانی عدالت کی مبنی تہی قاعدہ وراثت دہرم شاستر ہنود کے اوس جزو پر مبنی تہا جو مغرب ہند مین مروج ہے۔ اگرچہ ان ممالک مین لامعلوم ہے۔

مقدمہ للو بہائی باپو بہائی کاسیداس مولچند بنام کاسی بائی ہندلا رپورٹ جلد ۷۔ اپیل ہند صفحہ ۲۱۲ حکام عالیمقام پریوی کونسل نے بلحاظ اون حالات کے جو بہگوان دی وگوپال جی کے حالات سے مشابہ تہی یہہ تجویز کی ہے کہ شاستر وراثت کے روسے جو دراصل مغرب ہند مین مروج ہے استحقاق بیوہ کا دربارہ وراثت بحیثیت گوترج سپنڈا یا الیان خاندان اپنے شوہر کے تسلیم اور منظور ہوا ہے اور اس امر کے تجویز کرنے کی کوئی وجہ کافی نہین ہے کہ قاعدہ اوس تاثیر کا جو اسطرح پر مروج رہا ہے اثر قانونی نہین رکہتا ہے۔ اوس قانون کے روسے استحقاق مرجح وراثت کا زمرہ سپنڈ مین بروی رشتہ مندی خاندان تجویز طلب ہوا تہا

یہہ تجویز ہوی کہ از روے قانون مذکور کے بیوہ چچیرے بہائی متوفی کے بذریعہ بیاہ کے گوترج سپنڈ متوفی کے ہو جاتی ہے اور مستحق وراثت جایداد کی بستحیح بمقابلہ گوترج سپنڈ ذکور وغیرہ کے ہو جاتی ہے۔

پس اوس مقدمہ مین بیوہ کو استحقاق کامل اور نہ استحقاق مین حیاتی یا کوئی اور حق محدود جایداد مین اوسکے شوہر کے چچیرے بہائی کے حاصل ہوا تہا اور اسطرح پر اگر قاعدہ متذکرہ بالا ہندوستان کے اس حصہ مین نافذ ہوتا تو بہگوان دی کو استحقاق کامل حاصل ہو جاتا جیسا کہ عدالت ماتحت نے ڈگری کیا ہے اور نہ صرف حق مین حیاتی جیسا کہ اپیلانٹ کے طرف سے حجت کیجاتی ہے در حقیقت اوس جایداد کے نسبت بیوہ کے استحقاق کا ذکر کرنا بیہودہ ہے جو برسون کے تنہا قبضہ کے بعد اپنی وفات پر بہگوان دی کے شوہر کے چچیرے بہائی نے چہوڑی ہے۔ یہہ قیاس کر لینا چاہیے کہ جو پیوستہ تنہا بنیاد بہگوان دی سے ڈگری کی

ہے وہ اوس قاعدہ کو ہندوستان کے اس حصہ سے غلط طور پر متعلق کر کے صادر کیا گیا ہے جو ان امور کی بابت ہند کے مغربی حصوں مین تسلیم ہوا ہے - یہہ قیاس کرنا خلاف عقل معلوم ہوتا ہے کہ مشار الیہ حاکم عدالت صدر نے دیدہ و دانستہ اپنی قانون کے ہر بکسی قاعدہ مشہور سے بیوہ سمجھی مسماۃ بھگوان دی کے اون الفاظ مین صادر کرنیمین تجاوز کیا ہے کہ جن الفاظ کو اونہون نے اپنی راے مین استعمال کیا ہے - اگر ایسا ہی ہو تو صدر دیوانی نے بھگوان دی کو نہ صرف استحقاق بصورت یا بیوہ کا عطا کیا تہا بلکہ استحقاق کامل عطا کیا تہا اور یہہ نالش اپیلانٹ کی ضرور ساقط ہوگی - اگر خلاف اسکے ہے تو بھگوان دی جسکو کوئی استحقاق بیوہ کا یا کوئی دوسرا حیلہ بطور وارثہ یا جانشینی یا حق مین حیاتی بہ نسبت یا اوپر جایداد کنہیا لال کے نہین حاصل ہے استحقاق بروے مقابضت بذریعہ اوس دخل کے حاصل کر چکی ہے جو اوس نے بذریعہ ڈگری سنہ [illegible]ء کے حاصل کیا تہا اور جسکو اپیلانٹ نے اپنے مقابلہ مین قطعی ہو جانے دیا ہے اور اوسکے وفات سے کوئی بنا مخاصمت گوپال جی کو حاصل نہین ہوی ہے - مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرونگا -

اسٹرٹ صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے -

سنہ ۱۸۸۹ء

صفحہ ۲۱۱

ضلع سہارنپور اپیل دوم نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۸۷ء منفصلہ ۱۰ جنوری

اشفاق احمد وغیرہم بنام وزیر علی وغیرہم

رہن۔ رہن اجمالی۔ انفکاک رہن کل جایداد کا منجانب ایک راہن کے۔ استحقاق انفکاک شریک راہن کا بمقابلہ دیگر راہنان کے۔ میعاد سماعت۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ مد ۱۴۸۔

جب منجملہ چند شریک راہنان کے ایک راہن کل رہن انفکاک کرا لیتا ہے تو وہ اپنی حیثیت مرتہن کی بہ نسبت اوس جایداد مرہونہ کے قایم کر لیتا ہے جو حق وحقوق دیگر شریک راہنان کی بہ نسبت ہین اور میعاد سماعت جو متعلق ایسے نالش انفکاک رہن مرہونہ دیگر شریک راہنان کی ہوتی ہے سو وہ میعاد ہے جو مد ۱۴۸ ایکٹ میعاد سماعت (ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) کی رو سے معین ہے۔ میعاد مذکور اوس تاریخ سے شروع ہوتی ہے جبسے اصل رہن قابل انفکاک ہو جاتا ہے اور نہ اوسکے تاریخ انفکاک سے جو منجانب شریک راہن مذکورہ بالا کیطرف سے ہوا ہے۔ نور النبی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۹۵) اور گہو بیر سہاے بنام بنیاد علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۰۰) کی تقلید ہوی۔ بجہد سکر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۲) سے امتیاز کیا گیا۔ رام سنگہ بنام طیب سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۴۲۹) کا حوالہ دیا گیا

اسمقدمہ مین ایک شخص مسمی احمد علی مورث اعلی فریقین نے کچہہ جایداد بذریعہ رہن منفعتی کے ۵ جولائی سنہ ۱۸۲۲ء کو رہن کی تہی۔ سنہ ۱۸۲۵ء مین احمد علی مذکور چار دختر چہوڑ کر فوت ہو گیا کہ وہ بہی بعد ازان فوت ہو گئین۔ بعد اسکے خواجہ بخش شوہر یکی از دختران مذکور نے سنہ ۱۸۳۸ء مین کل جایداد کو فک الرہن کرا لیا۔ ۵ فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو مدعیان نے جو قایمقامان یکی از دختران احمد علی کے ہین اپنی نالش بنام مدعا علیہ جو قایمقامان اور تین دختران کے ہین واسطے دلا پانے دخل ایک چہارم حصہ اوس جایداد کے جو خواجہ بخش نے فک الرہن کرای تہی دایر کی ہے۔ عدالت مرافعہ اولے نے دعوی مدعیان ڈگری کیا ہے۔ بعدہ مدعا علیہم نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے اپیل ڈگری کیا اور نالش مدعیان اس بنیاد پر ڈسمس کی کہ وہ خارج المیعاد ہے اور یہہ تجویز کی کہ اگر دعوی مدعیان اس قیاس پر مبنی ہے کہ خواجہ بخش مدعا علیہ قایمقام اصل مرتہن کا ہے تو مد ۱۴۸ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت کی متعلق ہے اور میعاد سماعت تاریخ اصل رہن سنہ ۱۸۲۲ء سے شروع ہوگی اور کسی دوسرے قیاس پر مبنی کر نیسے قبضہ خواجہ بخش اور اوسکے قایمقامان کا مخالفانہ ہو جاویگا اور نالش از روی

مدہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ مذکور کے خارج المیعاد ہوگی۔ مقدمہ اپیل دوم مین محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا اور معزی الیہ نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۹ء کے یہہ حکم دیا کہ مقدمہ چیف جسٹس صاحب کے اجلاس مین اسغرض سے پیش ہو کہ حکم سپردگی دوبران بنچ کا صادر ہو۔ بعدہ برطبق سفارش اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے مقدمہ اوس بنچ مین پیش ہوا جس مین ایج صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس شریک تہے۔

عبد المجید و موتی لال منجانب اپیلانٹان

سندر لال منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ یہہ مقدمہ انفکاک رہن کا ہے۔ رہن ابتدائی رہن منفسخی ۱۸۵۱ء کا ہے۔ منجملہ راہنان کے ایک نے کل جایداد ۱۸۶۳ء مین فک الرہن کرالی تہی سنالش اوسکی وارثان کے مقابلہ مین ۵ فروری ۱۸۸۶ء کو دایر ہوئی تہی عدالت اپیل ماتحت نے نالش اس بنا پر ڈسمس کی ہے کہ وہ خارج المیعاد ہے۔ میری راے مین اس قسم کے مقدمہ سے جو میعاد سماعت متعلق ہوتی ہے سو وہ میعاد ہے جو اوسحالت مین متعلق ہوتی کہ اصل مرتہن یا اوسکی وارث مدعاعلیہ نالش انفکاک رہن کے ہوتے یعنی یہہ کہ اگر مدہ ۱۴۸ ایکٹ میعاد سماعت کی متعلق ہو تو میعاد تاریخ انفکاک رہن کل جایداد منجانب یکے از شریک راہنان کے شروع نہین ہوتی ہے بلکہ اوسوقت سے شروع ہوتی ہے کہ جب سے وہ بمقابلہ اصل مرتہن کے شروع ہوتی بشرطیکہ وہ مدعاعلیہ نالش انفکاک رہن کا ہوتا۔ جیساکہ مین قانون کو سمجہتا ہون جب منجملہ دو یا زیادہ شریک راہنون کے ایک راہن کل جایداد کو فک الرہن کرالیوے تو وہ بہ نسبت اوس جزو جایداد کے جو حق دیگر فریق شریک راہنان کے مین قایم مقام اوس مرتہن کا ہوجاتا ہے جس سے وہ فک الرہن کراتا ہے اور اوس کے قایمقام ہوجانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو وہی حقوق حاصل اور اوسپر وہی ذمہ داریان عاید ہوجاتی ہین۔ اگر مدہ ۱۴۸ متعلق ہے جیساکہ مین خیال کرتا ہون کہ وہ متعلق ہے تو یہہ نالش خارج المیعاد ہے۔ اگر فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ عمر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴) صحیح اور جامع ہے تب بہی نالش خارج المیعاد ہے کیونکہ بارہ برس سے زیادہ تاریخ انفکاک رہن منجانب مورث مدعاعلیہم سے گذر گئے ہین پس ہر دو صورت مین نالش مدعیان ساقط ہوگی۔ فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ بالا کی تشریح میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور ٹرل صاحب نے بمقدمہ نورالنبی بی بنام جگت نراین

(انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۹۵) کی گئی ہے - اوس تشریح سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اجلاس کامل کی توجہ اس امر کے طرف متوجہ نہین ہوئی تھی کہ آیا مدہ ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت کا ایسے جو مقدمہ سے متعلق ہے یا نہین - چونکہ اوس مقدمہ مین توجہ اجلاس کامل کی اوسی حد تک محدود تھی جو اونکے روبرو پیش تھا اسوجہ سے جو نتیجہ اوسوقت اخذ کیا گیا تھا وہ یہہ تھا کہ مدہ ۱۴۴ متعلق قرار دی گئی تھی - لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہوگی -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - جن واقعات سے یہہ امر مستصواب پیدا ہوا ہے اونکو میرے بہائی محمود صاحب نے اپنی حکم استصواب مین پورے طور پر بیان کیا ہے اور اب اونکا اعادہ کرنا بالکل غیر ضروری ہے - ذیعلم چیف جسٹس نے خلاصہ حیثیت فریقین مقدمہ کا جس سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوا ہے یہہ کہکر کیا ہے کہ یہہ نالش منجانب مدعیان اپیلانٹان عدالت ہذا واسطے انفکاک رہن اونکی حصہ واقعہ بعض جائداد مرہونہ ۱۸۲۳ء کے مدعا علیہم رسپانڈنٹان سے جو قائمقام ہین از اصل راہنان کے جس نے کل جائداد مرہونہ کو ۱۸۳۲ء مین فک الرہن کرایا تھا ہے - تین سوالات جو میرے بہائی محمود صاحب نے اپنے حکم استصواب مین بیان کی تہی حسب ذیل ہین -

(۱) آیا یہہ نالش محکوم مدہ ۱۴۸ یا مدہ ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت محکوم ہے -

(۲) اگر محکوم مدہ ۱۴۸ ہے تو آیا زمانہ آغاز میعاد سماعت کا تاریخ رہن ۱۸۲۳ء یا تاریخ انفکاک رہن ۱۸۳۲ء ہے -

(۳) اگر مدہ ۱۴۴ متعلق ہے تو آیا قبضہ مدعا علیہم کا جو از روے انفکاک رہن ۱۸۳۲ء کے حاصل کیا گیا ہے اوس تاریخ سے مخالف مدعیان کے تہا یا نہین -

میرے لئے یہہ قرین آسائش ہوگا کہ بلا تامل اوس صریحی امر کو طے کر دون جو میرے بہائی محمود صاحب کے ذہن مین اوسوقت گذر رہا تھا کہ جب اونہون نے ان تینون سوالون کے نسبت بلحاظ متعلق ہونے مدہ ۱۴۴ کے اون واقعات کی شکل سے جو اسمقدمہ مین ظاہر ہوتی ہین استصواب کیا تھا - اسمین شبہہ نہین ہے کہ اونکے ذہن مین جو گذر رہا تھا وہ فیصلہ اجلاس کامل مصدرہ ۱۸۸۱ء اور مطبوعہ (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۴) بمقدمہ عظیم النسا بنام محمد یار خان ہے حسب تجویز ذیعلم چیف جسٹس کے مجکو بشمول میرے بہائی ٹرل صاحب کے بمقدمہ نورالہی بنام جگت نراین (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۲۵۹) موقع تشریح کرنے اون حالات کا ملا تہا جن حالات مین وہ خاص مقدمہ اجلاس کامل سے صادر ہوا تہا - اوسکی ملاحظہ سے پہر اپنی یادداشت

کو تازہ کرنیکے بعد مجھے یقین کامل ہے کہ میرا یہہ کہنا صحیح تہا کہ کل بحث اجلاس کامل کی اس قیاس
پر مبنی ہتی کہ مد ۱۴۴ - ایکٹ میعاد سماعت وہ مد ہے جو اون خاص حالات سے متعلق ہے اور بغرض
اسکے کہ مد مذکور متعلق ہے بحث یہہ ہے کہ آیا حسب بیان مندرجہ حکم استصواب اون دو ذیلی ججون
کے ایسا قبضہ وقتی تہا جس سے بنیاد تجویز کرنے قبضہ مخالف کے حاصل ہوتی ہے یا نہین مجھے
بخوبی یقین ہے کہ اس اصول تحریر سند کا جو اوسوقت تسلیم کیا گیا تہا اور جس کے رو سے ایک شریک
راہن جو اپنی شریک راہنون کے طرف سے فک الرہن کراتا ہے وہ بروقت فک الرہن ہو جانے کل
جایداد کے مستحق قابض رہنے اونکی حصہ پر بمقابلہ اونکی بطور ضمانت رہن کے ہوتا ہے - ہرگز حوالہ نہین
دیا گیا تہا اور نہ اوسکی بحث ہوئی ہتی اور نہ اوسوقت کوئی حکم قانونی ایسا نافذ تہا جسپر اجلاس کامل کے
ججون کی توجہ اس امر کے ثابت کرنیکے لئے مایل کیجاتی کہ مد ۱۴۴ متعلق ہے - لہذا جہانتک کوئی امر
اوسمقدمہ مین مخالف اوس حجت کے ہے جو اب پیدا ہوئی ہے وہانتک یہہ تصور کرنا چاہیے کہ اوسمقدمہ
کے رو سے یہہ تجویز نہین ہوئی اور اوسکو بطور سند اس امر کے تجویز کرنیکی تصور نکرنا چاہیے کہ مد ۱۴۴
ایسے واقعات سے متعلق نہین ہوتی ہے جیسے واقعات ہمارے روبرو پیش ہین - لہذا دربارہ تجویز
کرنے اون امور کے جنکی نسبت ہمسے استصواب ہوا ہے اوسمقدمہ کو غور سے خارج کر دینا چاہیے -

بحث یہہ پیدا ہوئی ہے کہ آیا مد ۱۴۴ متعلق ہے اور اگر متعلق ہے تو کس تاریخ سے شروع
ہوگی - آیا وہ تاریخ اصل رہن سے شروع ہوگی یا تاریخ انفکاک رہن کل جایداد کو منجانب ایکے از
شریک راہنان سے شروع ہوگی - بہ نسبت متعلق ہونے مد ۱۴۴ کے مجھے کچھہ شبہہ نہین ہے - مین
خود یہی رائے مقدمہ نورانی بی بنام جگت نراین راے انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۵۹۶ مین
قایم کر چکا ہون اور چند اور فیصلے بہی اسمضمون کے ہو چکے ہین منجملہ اونکی ایک مندرجہ زبدۃ الثقات
ہفتہ وار ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۸ ، رگہوبیر سہاے بنام بنیاد علی ہے - علاوہ اسکے قبل نفاذ ایکٹ انتقال
جایداد کے بہی ججون نے بہی راے قایم کی ہتی کہ جو شریک راہن کل جایداد کو فک الرہن کراتا ہے وہ قایممقام
اصل مرتہن کا ہو جاتا ہے اور مستحق کل حقوق اور لوازم متعلقہ اوسکے حیثیت کا ہو جاتا ہے - جو اصول
اسکے تہہ مین ہے وہ یہہ ہے کہ چونکہ اوس نے ذمہ داری راہن کی ادا کر دی ہے لہذا وہ مستحق کل لوازمات
متعلقہ کفالت کا اوسطرحپر ہے کہ جسطرحپر مرتہن کے قبضہ مین ہتی یا یون کہو کہ وہ مستحق کل حقوق اور لوازمات
متعلقہ رہن کا اوسطرحپر ہے کہ جیسا وہ اوسوقت ہتی کہ جب بقبضہ مرتہن بروقت فک الرہن ہوئیکی ہتی
منجملہ دیگر امور کے وہ یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ معاملہ رہن کا اوس خاص تاریخ سے شروع ہوا ہے لیکن

اوسکی حیثیت مرتہنی اوسی بنیاد پر قایم ہوتی ہے جیسے کہ اوسماالتمین ہوتی کہ جب اصل مرتہن نے اپنی حقیت مرتہنی اوس کے نام بذریعہ بیع کے منتقل کردی ہولی۔ مین صرف یہی نہین خیال کرتا ہون کہ شریک راہن جو کل جایداد کو فک الرہن کرالیتا ہے وہ اصل مرتہن کی حقیت حاصل کرلیتا ہے بلکہ یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ میعاد اصل رہن کی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ بلاشبہہ یہہ راے مشتعلہ اوس راے کے جو چیف جسٹس سابق مسٹر کومر پتہرم صاحب نے مقدمہ رام سنگہ بنام بلدیو (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۹۴) ظاہر کی تہی جسکے نسبت متعلق ہوتے مدہ ہم اسکے اون واقعات سے جو اوسوقت اونکے روبرو پیش تہی اوس ذیعلم جج کی یہی راے تہی جو میری راے ہے لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اونکے روبرو بہ نسبت اسی امر کے اہم طور پر بحث ہوی تہی کہ وہ ٹہیک تاریخ کونسی ہے کہ جب سے میعاد شروع ہوگی۔ مسٹر عبد المجید مستحق اس بات کے ہین کہ اوس فیصلہ کو مفید اپنے استعمال کرین اور وہ فیصلہ اوس کل تعظیم کا مستحق ہے جسکے لایق اوس ذیعلم چیف جسٹس کا ہر کلمہ ہے۔ لیکن مین خود اس راے سے اتفاق نہین کرسکتا ہون کہ میعاد اوس تاریخ سے شروع ہوگی کہ جس تاریخ کو انفکاک رہن واقع ہوا تہا۔ میری راے مین اوسکو تاریخ رہن اصلی سے تعلق ہے اور اسکے نسبت مین اپنی وجوہ کے مقدمہ نورابی بی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۲۹) مین تشریح کرچکا ہون۔ مینے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ وہی ہے جو ذیعلم چیف جسٹس نے اخذ کیا ہے یعنی یہہ کہ یہہ نالش خارج المیعاد ہے اور یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیے۔

محمود صاحب جسٹس۔ واقعات اسمقدمہ کے اور نیز امور قانونی جو بحث فریقین سے میرے روبرو جب مقدمہ اول مرتبہ میرے روبرو جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا پیدا ہوئی تہی میرے حکم مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۹۶ء مین پورے طور پر بیان ہوئی ہین اور جو مینے اوسوقت کہا تہا اوسکو مین بطور ایک جزو اپنے فیصلہ امروزہ کے تصور کرتا ہون۔

اوس حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طرح سے یہہ مقدمہ قابل اسکے تہا کہ اوسکا فیصلہ اوس بنچ سے ہو جسمین ایک سے زیادہ جج شریک ہون اور اسی امر کیوجہ سے ہدایات ہوی تہی کہ مقدمہ مسٹر بنرجی صاحب کے اور خود میرے روبرو پیش ہوا تہا اور بذریعہ ہمارے حکم مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کے یہہ مقدمہ ذیعلم چیف جسٹس کے روبرو اس امر پر غور کرنیکے لیے پیش ہوا تہا کہ آیا مقدمہ تین ججون کے بنچ مین پیش ہوسکیگا۔ اوسی امر کیوجہ سے یہہ بات ہوی ہے کہ یہہ تیسری مرتبہ ہے کہ عدالت ہذا اس مقدمہ کی سماعت کررہی ہے اور بجز میرے خواہش کے اور کوی وجہ اسبات کی نہین

ہے کہ ایسا مستند فیصلہ نسبت امور پیش امدہ مقدمہ ہذا کے حاصل کیا جاوے جو عدالت ہذا اونکی نسبت صادر کر سکتی ہے۔

جو امور اس مقدمہ مین پیدا ہوئی ہین اونکو ذی علم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے ایسے مکمل طور پر طے کر دیا ہے کہ اگر مین اونہین امور کی بابت بحث کرون یا کسی ایسے توضیح قانون کے اظہار کرنیکی کوشش کرون جس سے مختلف صورتین جو اوس توضیح کے روسے ظہور پذیر ہون جزو اً جزو اً طے ہو سکین تو اونکی تضیع اوقات کرونگا۔ لیکن جس امر پر اس مقدمہ کے تقدیر کا مدار ہے اوس کے لئے دو امر مطلوب ہین۔ اول یہہ کہ ہمکو یہہ تجویز کر دینا چاہئے کہ مد ۱۴۸ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ میعاد سماعت کو اسی قسم کے مقدمات سے کچھہ تعلق نہین ہے اور ثانیاً یہہ کہ اس قسم کے مقدمات حکم مد ۱۴۸ کے ہین۔ ان دونون امور کے نسبت مجھکو جو کسی مقدمہ کے طے کرنیمین بلا طے کرنے اوسکی وجوہ کے بہی کبہی قناعت نہین کرتا ہون یعنی بلا طے کرنے اون ضروری مدارج وجوہ کے جسپر فیصلہ مبنی ہوتا ہے قانع نہین ہوتا ہون بہ تعظیم تمام یہہ کہنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل مقدمہ عمر النسا بنام محمد یار خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۴) ایسے قیاس قانونی پر نسبت تعلق مد ۱۴۸ کے مبنی ہے کہ جسکا قبول کرنا مجھے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے۔ باوجود اوس تفاوت کے جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے مقدمہ نورالہی بنام جگت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۹۵) نکالا ہے جو کچھہ آج ہمنے تجویز کی ہے اوسکا نتیجہ اس امر کے کہنے کا ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل پر آیندہ واسطے اغراض دریافت کرنے میعاد سماعت نالشات کے حوالہ کرنیکی ضرورت نہین ہے پھر یہہ بہی صاف ظاہر ہے اور جو کچھہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے اوسمین مین ایک لفظ بہی اضافہ کرنا نہین چاہتا ہون کہ فیصلہ متذکرہ میرے حکم استصواب کا یعنے فیصلہ مقدمہ رام سنگہ بنام بلدیو سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۹۴) اسکا ناموافق اون وجوہ کے نہین ہو سکتا ہے کہ جن وجوہ پر ہمارا فیصلہ مبنی ہے۔ جیسا کہ مین قانون کو سمجھتا ہون سچ تو یہہ ہے کہ بہت سے ایسے طور و طریقہ ہین جنکے ذریعہ سے کوئی شخص قایمقام مرتہن کا ہو سکتا ہے۔ ایک صورت یہہ ہو سکتی ہے جو منتقل الیہ کی ہوتی ہے یا ایک صورت ایسی ہو سکتی ہے جیسا کہ اوس وسیع اصول عدل سے متعلق ہے جو قانون قایمقامی کے نام سے مشہور ہے۔ جو شریک دعوی انفکاک رہن کل جایداد کا کرتا ہے اور اوسکا انفکاک حاصل کرتا ہے اوسکا قبضہ مالکانہ مخالفانہ نہین ہوتا ہے جو غالباً از روے فیصلہ اجلاس کامل کے لازمی ہے۔ شخص مذکور بذریعہ قایمقامی امین کے اوسی بنیاد پر قایم ہوتا ہے کہ جس بنیاد پر کوئی معمولی شخص بطور قایمقام مرتہن

سکے یا حق مرتہنی جایداد بمقابلہ اوسکے اوس حصہ دار کے ہوتا ہے جس نے یا تو انفکاک نہین کرایا ہے یا اوسکی بابت نالش نہین کی ہے۔

جب کسی نالش مین یہہ بحث پیدا ہو کہ آیا کوئی شریک حصہ دار اپنا حصہ اوس شریک حصہ دار سے جس نے فک الرہن کرالیا ہے پا سکتا ہے یا نہین تو میری رائے مین مقدمہ ایسے نالش کا ہے جسکا مقصود دفعہ ۹۵ ایکٹ میعاد مین ہے اور ایسی نالش کے لیے میعاد سماعت بارہ سال کی ہوگی ـــــ مقدمہ حال مین رہن ایسا پڑا تھا جیسے کہ ۵ جولائی ۱۸۶۳ء ہے۔ اور اسل امر کے ثابت کرنیکی کوئی کوشش نہین ہوئی ہے کہ انفکاک رہن جو ۱۸۶۳ء مین ہوا تھا وہ بجز اوس معمولی انفکاک رہن کے جو معمولی انفکاک رہن بجانب ایک شریک کے دوسرے شریکے کے جایداد کا ہوتا ہے مدعاعلیہم حال قائمقام حقیت شریک حصہ دار انفکاک رہن کرانیوالے ہین اور وہ اوسی میعاد سماعت پر استدلال کرنیکے مستحق ہین جو از روے دفعہ ۹۵ کے مطلوب ہے۔

بہر کیف چونکہ بوجہ میرے استصواب کے یہہ بات ہوئی ہے کہ یہہ مقدمہ ہماری روبرو پیش ہوا ہے ایک امر اور ہے جسکو مین اضافہ کرنا چاہتا ہون بلاشبہہ استصواب مذکور متعلق چار جایدادون کے ہی جیسا کہ میرے حکم استصواب مین ذکر ہوا ہے اور جو کچھہ پہ نسبت اوس رہن کے ہمنے تجویز کیا ہے اوس سے ہمکو دیگر رہن ہاے متذکرہ فیصلہ عدالت ماتحت کی نسبت غور کرنیکی ضرورت نہین رہتی ہے۔ جو رائے ہمنے قائم کی ہے اوس سے کل نالش کو شکست ہوتی ہے۔ نتیجہ ٹہیک وہی ہوتا ہے جو ذیل میں چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس ہہائی اسٹریٹ صاحب نے کہا ہے یعنی یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی۔

ضلع الہ آباد اپیل اول نمبر ۱۰۹ ۱۸۸۹ء منفصلہ ۱۲ فروری صفحہ ۴۱۳ الہ آباد

مریم بی بی بنام سکینہ بی بی وغیرہم

عورت پردہ نشین۔ شرائط ضروری واسطے تکمیل جایز دستاویز بجانب عورت مذکور کے۔

جب کوئی دستاویز نوشتہ عورت پردہ نشین کی منسوخی کا دعویٰ ہو تو جو فریق اوس دستاویز کو قایم رکہنا چاہتا ہو۔ اوسکو اثباتاً یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس معاملہ کی تکمیل کا مقصود اوس دستاویز کے رو سے ہے وہ معقول ہے اور نویسندہ بخوبی اوسکے معنی اور قانونی اور عملی تاثیر سے واقف ہوگئی تھی اور نویسندہ مذکورہ نے اوسکو اپنی رضامندی کامل اور ازادانہ سے تحریر کیا تہا یا یون کہو کہ مسماۃ کو اوسبارہ مین مشورہ بلا دیا گیا تہا اور خلاف اسکے تہا یعنی یہہ کہ بوجہ ضعف جسمانی یا ذہنی کے یا بوجہ فریب یا جبر کے جو اوسپر کیا گیا ہو وہ معاملہ کی نسبت رضامندی کے قابل نہ تھی۔

ایک مسماۃ مریم بی بی پردہ نشین عورت نے جسکی عمر کوئی ۶۰ سال تہی اور کم جبکہ ناخواندہ تہی ۱۰ ستمبر ۱۸۸۳ء

کو ایک دستاویز لکھا تھا جسکا یہہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ فوراً اپنی جایداد سے محروم ہوگئی و نیز اپنے بیٹے مرتضیٰ حسین کے جو گونگا اور ضعیف العقل تہا اور اپنی دختر سکینہ کے جو دستاویز مین بنام مرتضیٰ حسین کے نامزد کیگئی ہے اور نیز محمد یعقوب ہبہ کے جو اوس دختر کا لڑکا تہا منتقل کر دیا تہا۔ محمد یعقوب کے نسبت ایک شخص مسمی فقیر حسین کے دختر کے ساتہہ ہوی تہی اور سکینہ کے ایک دختر کی شکور الحسن کے ساتہہ ہوئی تہی۔ وہ دونون شخص یعنی فقیر حسین اور شکور الحسن اہل وسیلہ اوس دستاویز متنازعہ کے حاصل کرنیکے تہی۔ دستاویز مذکور کا مسودہ بسبب تشنیع کی سے عبارت مین ہوا تہا اور یہہ ثابت نہین ہوا تہا کہ مقرہ نے کبہی اوس کے مضامین اور تاثیر کو سمجہہ لیا تہا۔ علاوہ بریں مقرہ بروقت تحریر دستاویز کے بہت بیمار اور بوجہ وفات اپنی پسر محمد حسین کے جو چند ماہ قبل واقعہ ہوی تہی مبتلاے رنج دلی تہی۔ دستاویز مذکور اوس شخص کے غیبت مین بہی لکہا گیا تہا جو اوسوقت مسماۃ کا مشیر اور اوسکی جایداد کا مہتمم تہا۔ اخر الامر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ہی مقرہ کو یہہ معلوم ہوا کہ صحیح نوعیت دستاویز کی کیا ہے اور یہہ کہ صیغہ مال مین کارروائی داخل خارج نام کی شروع ہوگئی ہے اوس نے فوراً اپنی نارضامندی مضامین دستاویز سے اور اپنی ناپسندیدگی اوس کارروائی سے جو اوسکے رو سے ہوئی ہے ظاہر کرنیکی کوشش کی تہی۔

تجویز ہوئی کہ حسب حالات مذکورہ بالا دستاویز متنازعہ کے نسبت یہہ تجویز ہونا چاہیئے کہ وہ اون حالات مین تحریر ہوئی ہے جو ایسی صورتون کیلئے ضروری ہین اور منسوخ ہونا چاہیئے۔ اصغر علی بنام ورس بانو بیگم (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۳) و محمد بخش خان بنام حسین بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴) و بہارتی لالی بنام حبیبہ بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۶۶) اور کنیز فاطمہ بنام عباس علی (ازبدۃ السلاطین مجتہد واقعہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷۴) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات اس مقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

سندر لال و غلام مجتبیٰ منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس۔ اپیلانٹ نے نالش واسطے استقرار اس امر کے دائر کی ہے کہ ایک دستاویز نوشتہ اوسکی مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء اس بنیاد پر لغو اور کالعدم قرار دیجاوے کہ دستاویز مذکور فریباً تحریر کی گئی ہے جسمین وہ اپنی ارادی اوسکی۔ لیکنکی ظاہر کرسکے اور اسلئے وہ غیر موثر اور لغو ہے۔ مدعیہ کی لڑکی کا عوض اوس لڑکی کا لڑکا اور مدعیہ کا لڑکا بالغ جو گونگا اور ضعیف العقل ہے مدعا علیہم مقدمہ ہین۔ نالش ۲۲ فروری ۱۸۹۹ء کو دائر ہوئی تہی اور زیر ماتحت الہ آباد نے ۲۸ اگست ۱۸۹۹ء کو نالش مذکور ڈسمس کی۔ جوابدہی نالش کی یہہ ہوئی تہی کہ دستاویز سے قرار یافتہ اور صحیح تمام مدعا علیہ کے ظاہر ہوتے ہین جو بعلم کامل اوسکے مضامین کے اوسکی رجسٹری ہوی اور درخواست مابعد داخل خارج نام مدعا علیہم از رو سے مضامین دستاویز

اور دخلیابی مدعاعلیہم مین بموجب دستاویز مذکور کے شریک ہتی - مدعیہ کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ
کی ہے اور ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کو خود اپنی استحقاق سے مالک کامل حصہ ۸ موضع رحمانپور واقعہ ضلع الہ آباد معہ
باغات متعلقہ حصہ مذکور اور مکان واقعہ رحمانپور اور نیز حصہ ۲/۳ پائی حقیت معافی موضع امواضلع مرزاپور
اور نیز چند دگریات اور مطالبہ جات زر نقد قرضہ باقیتی اپنی یعنی جملہ جایداد مالیتی تخمینا ۔ روپیہ کے
کی ہتی - منجملہ ۸ حصہ زمینداری رحمانپور کے نصف حصہ پر اوسوقت مرتہن قابض تہا لیکن بقیہ جایداد
پر مدعیہ قابض ہتی اور مدعیہ نے یہہ جایداد نہ بتوسط اپنے شوہر متوفی کے حاصل کی ہتی بلکہ خود اپنے خاندان
سے اور اور طور پر حاصل کی ہتی - اوسکے شوہر متوفی سے اوسکے دو لڑکے پیدا ہوئے ہتے اونمین سے بڑا لڑکا
اب قریب ۵۰ سال کے عمر کا مرتضی حسین عرف چہتر مدعاعلیہ گونگا اور ضعیف العقل ہے جو اپنی مان کے ساتہہ
اور اوسی کے بہروسہ پر رہتا ہے اور چہوٹا لڑکا سید محمد حسین جو فروری ۱۸۸۸ء مین بعمر ۴۵ سال فوت
ہوا اور ایک دختر مدعاعلیہ عورت ہے جسکے نابالغ لڑکے محمد یعقوب مدعاعلیہ کی نسبت فقیر حسین ساکن
شیخ پور کے لڑکی کے ساتہہ قرار پائی ہے کہ جو فقیر حسین دستاویز متنازعہ کے تحریر مین اصل کارکن تہا
اوسکے پسر دوم کے وفات سے جو اپنی مان کے بڑہاپے کا سہارا اور اوسکے جایداد اور کاروبار کا مہتمم
تہا مدعیہ رنج عظیم مین مبتلا ہوگی اور ماہ اگست ۱۸۸۸ء مین وہ سخت بیمار ہوگئی جس سے اوسکو خواہش
ہوئی کہ قبل اپنی وفات کے ،، کو منتقل کردی - اپنی عرضی نالش مین وہ یہہ بیان کرتی ہے کہ اوسکا
یہہ خیال تہا کہ اپنی ایک ثلث جایداد کو واسطے اغراض مذہبی بنظر اپنی اور اپنی پسر متوفی کے روحانی
فایدہ کے علیحدہ کردے اور بقیہ دو ثلث اپنی دختر سکینہ اور اپنی پسر ضعیف العقل کے نام وصیت کرے
کہ اوسکے وفات کے بعد بلحاظ اپنی حصص بحکم شرع محمدی کے قابض ہون - اوسوقت اوسکی لڑکی
اور نابالغ مدعاعلیہ جسکا مقام سکونت ضلع جونپور مین ہے مدعیہ سے ملاقات کرنیکے لئے ائی ہتی - جس نے
حال مین سکینہ کی دختر کی شادی کی گفتگو ایک شخص مسمی شکور الحسن ساکن شیخ پور سے کی ہتی اور مسماۃ
سکینہ کے پسر نابالغ یعنی محمد یعقوب مدعاعلیہ کی نسبت فقیر حسن کی دختر سے کہ وہ بہی ساکن شیخ پور ضلع
الہ آباد کے ہے کی ہتی - مدعیہ کا بیان ہے کہ مہینہ ستمبر ۱۸۸۸ء مین اوسکی لڑکی سکینہ باعانت اس
ظہور الحسن اور فقیر حسین کے اس حیلہ سے مدعیہ کو اوس کے مکان واقعہ رحمانپور سے خود اپنے مکان کو جو کوئی
سات اٹہہ کوس کے فاصلہ پر ہے لیگئی کہ مدعیہ کے ادن ارادون کے تکمیل کے لئے دستاویز تحریر کردیجاوے
اور وہان پہنچاکر اوسکو دستاویز مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کے تحریر و رجسٹری اور اغاز کارروائی بہم شتہ
مال مقامی مین جو اوسکے نسبت ہوئی شامل شریک کردیا - مدعیہ کا یہہ بیان ہے کہ اصل مضمون

اور قانونی اور واقعی تاثیر دستاویز سے وہ بالکل ناواقف ہتی اور اوسکو ایسا کوئی خیال نہین
تہا کہ یہہ دستاویز ایسی ہے جسکا عملی اثر اوسکی حیات مین ہوسکتا ہے یا ہوگا اور وہ درخواست
عدالت مال کی غرض سے بہی ناواقف ہتی اور اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء تک وہ اسباب سے واقف نہین ہوئی
ہتی کہ کاغذات حقیت سرکاری سے اوسکے نام خارج کرائیگی اور اوسکی جایداد الہ آباد سے بیدخل کرنیکی
کارروائی شروع ہوگئی ہے - دفتر تحصیل پہولپور مین اوس نے فوراً بہ نسبت ردوبدل کاغذات
سرکاری کے نسبت اعتراض کیا تہا لیکن ناکامیابی کے ساتہہ اور اسبارہ مین اوسکا اپیل بحضور
کلکٹر ضلع ۱۱ فروری سنہ ۱۸۹۹ء کو نامنظور ہوا تہا - ان عذرات مین اوس نے ابتدا سے یہہ بیان کیا
تہا کہ رسانڈ شان نے اوسکی ضعیف العمری کا فایدہ اوٹہایا ہے اور تحریر اور رجسٹری دستاویز مین
اوسپر دغا اور فریب کا استعمال کیا ہے وہ اپنی بنا مخاصمت ان کارروائیون سے نکالتی ہے لیکن اقرار
کرتی ہے کہ کوئی تبدیلی فی الواقعہ اوسوقت تک بہ نسبت اوسکی قبضہ استحقاق یا قبضہ جایداد دستے
متنازعہ مقدمہ ہذا اسکے واقعہ نہین ہوئی ہے - مسماۃ سکینہ مدعا علیہ خود اور بطور ولیہ اپنی پسر نابالغ
محمد یعقوب اور اپنے ضعیف العقل بہائی مرتضی کے بہ تسلیم تحریر ورجسٹری دستاویز مذکور اور اجرائ کارروائی
کے اس امر سے انکار کرتی ہے کہ مدعیہ کسی مضمون یا تاثیر دستاویز سے ناواقف ہتی اور یہہ بیان کرتی
ہے کہ وہ اوسکے واقف کردی گئی ہے اور بعلم واطلاع ورضامندی کامل کے شریک ہتی مدعا علیہم
کا یہہ بہی دعوی ہے کہ از روے دستاویز مذکور کے وہ دخل پاچکے ہین -

امور تنقیحی تجویز طلب یہہ ہتی -

(۱) بابت دخل کے

(۲) بابت اوس علم اور اطلاع کے جسکے ساتہہ مدعیہ نے دستاویز تحریر کی ہتی یعنے یہہ کہ آیا
مدعیہ کو علم و اطلاع اور طاقت رضامندی کی نسبت کل مضامین اور اثر قانونی دستاویز کے حاصل ہتا یا
نہین یا تکمیل اوس کا بذریعہ فریب کے جو مدعیہ کے ساتہہ کیا گیا تہا مدعا علیہم یا اونکی واسطے حاصل کیا گیا ہے
عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ دستاویز مذکور مدعیہ نے بعلم کامل اور سمجہکر تحریر کیا ہے کہ جسکا
اختیار کامل منتقل کرنیکا اوسوقت حاصل ہتا اور اسیوجہ سے مدعا علیہم کو دخل دیدیا گیا ہے - چونکہ مقدمہ
کی بحث ہمارے روبرو بطوالت ان کل تنقیحون کے بابت ہوئی ہے لہذا مین بعد ازین اوس شہادت
اور وجوہ پر غور کرونگا جن سے عدالت ماتحت کو ان تحریرون کی ترغیب ہوئی ہے کہ جو دونون میری
راے مین غلط ہین - لیکن اصل اور اصلی بحث جو سوال جواب سے پیدا ہوئی ہتی اوسپر کافی طور پر تجویز

مقدمہ مین مطلق لحاظ نہین ہوا ہے اگرچہ اس قسم کے مقدمات مین دراصل مدار فیصلہ کا واسطے اوسی کے اثر سے ایسی دستاویز کے ہوتا ہے جو مسلمات لکھی گئی ہے لیکن بربنا فریب کے اوسپر اعتراض کیا گیا ہے۔ یہہ تنقیح بلا شبہہ یہہ ہے کہ آیا عدالت کو اس امر کے اطمینان کرنیکی وجہ حاصل ہتی یا نہین کہ مدعیہ اصالتاً بلفظ فریق رضامند کے صحیح اور پوری متی مین فریق دستاویز مورخہ ۱۱ر ستمبر ۱۹۰۸ء کے ہتی یا نہین اور یہہ کہ کل فقرات اور مضامین دستاویز کی توضیح کامل مدعیہ کے سامنے کردی گئی ہتی اور یہہ کہ وہ نہ صرف اوسی بات کو جانتی ہتی جو وہ کر رہی ہتی بلکہ وہ یہہ بہی جانتی ہتی کہ قانونی اور عملی اثر اوس دستاویز کا اوسکے لئے اور اوسکی جایداد کے لئے کیا ہوگا اور شہادت بینک نیتی کامل کی بنسبت کل معاہدہ اور کارروائیون کے جو اوسکی وجہہ سے ہوئی ہین موجود ہے یا نہین۔ اسبارہ مین جو قانون ہے اوسکی پوری طور پر توضیح بہت سے فیصلون مین حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہوئی ہے خصوصاً مقدمہ اصغر علی بنام دلروس بانو بیگم (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۴) مین جسمین بطور قاعدہ عام کے یہہ قرار پایا ہے کہ جب کوئی عدالت کسی ایسے انتقال جایداد کی نسبت تجویز کرتی ہو جو کسی عورت پردہ نشین نے کیا ہے تو عدالت موصوف کو لازم ہے کہ اطمینان اس امر کا کرلیوے کہ معاملہ اوس سے صاف طور پر بیان کردیا گیا ہے اور یہہ کہ جو کچھہ وہ کرتی ہے اوسکو وہ جانتی ہتی اور اوسصورت مین یہہ بات بالخصوص ہونی چاہیئے ... کہ جب کوئی معاوضہ نہو یا بلا کسی شئے مساوی معاوضہ کے کسی عورت نے کوئی ایسی دستاویز لکہدی ہے جس سے وہ اپنی کل جایداد سے محروم ہوگئی ہے۔

اس فیصلہ کا اور اور فیصلون کا مقدمات بہاری لال بنام حبیبہ بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۲) و کنیز فاطمہ بنام عباس علی (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷) مین حوالہ بالتفصیل دیا گیا اور اون دونون مقدمون مین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے فیصلہ صادر کیا تہا اور مقدمہ محمد بخش خان بنام حسینی بی بی (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۸۴) مین حوالہ دیا گیا ہے جسمین جوڈیشل کمیٹی نے معیار ذیل کو اسطور پر قرار دیا ہے کہ وہ کل مقدمات دستاویزات نوشتہ عورت پردہ نشین مشرق سے متعلق ہین اور وہ ایسے معیار ہین جو زیادہ تر زور کے ساتہہ ایسے مقدمہ سے جیسا کہ مقدمہ حال ہے متعلق ہوتے ہین جسمین کل حالات مدعیہ اور شہادت ڈاکٹری موجودہ مسل سے شکوک ہم اس امر مین پیدا ہوتے ہین کہ مہینہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۰۸ء مین وہ حسب منشاء الفاظ صحت ذہن کے پورے طور پر ہوش حواس مین واسطے معاملہ متنازعہ کے ہتی یا نہین۔ ہمکو یہہ دیکہنا چاہیئے کہ آیا انتظامات مندرجہ دستاویز ۱۱ر ستمبر ۱۹۰۸ء اپنی نوعیت مین دوراندیشی کے ساتہہ ہتی یا نہین آیا انتظامات مذکورہ نسبت

عورت ضعیفہ مدعیہ کو فایدہ بخش یا نقصان رسان تہے اور ایا انتظامات مذکور ایسی تہی جنکے لئے ضرورت
یہہ تہی کہ وہ پہلے سے مشورہ بلا تعلق اونکی نسبت حاصل کر لیتی اور کیا منشا اوس ارادہ کی تہی انکے
اون طریقون پر اوسکو عمل کرنیکی ضرورت تہی جو دستاویز کو مین درج ہین - اب دیکھنا چاہیے کہ تجویز
بہ نسبت اوسکی صحت ذہنی کے اور قابل قیاس نیک نیتی اون شخصون کے جو اوسکے گرد اوس وقت تہی
عدالت ماتحت نے اون امور مین سے کسی امر پر غور نہین کیا ہے اور بروقت سماعت اپیل کے ذی علم
کونسل رسپانڈنٹان نے علانیہ تسلیم کیا ہے کہ مسل مین کوئی شہادت یا کوئی مواد واسطے تجویز
دربارہ اعلی بحث مشورہ بلا تعلق کے نہین ہے - ہمارے روبرو ایک مسن نویسندہ دستاویز
ستر سال سے زیادہ عمر کی اور تندرستی مین کمزور اور زیادہ تر بالخصوص اپنے حواس مین مجہول الوجہ
مصیبت سخت کے جس سے وہ بہت برسون بعد اپنی زندگی مین ہمیشہ بلا تعلق کے اپنی مکان مین بیٹہی تہی
موجود ہے - ظاہرا از حد رنج و خستہ دل عورت ہے - وہ ناخواندہ ہے اور اوسکو ایسے لوگ گہیرے ہوئے تہی
جنکو اوسکے جایداد منتقل ہونیمین کثیر اور مخالف حق حاصل تہی - معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اوسکی خسر سکینہ
بی بی زیادہ تر اپنے شوہر کے ساتھہ ضلع جونپور مین رہتی تہی - تاہم مدعیہ اوسکے کمسن خاندان کے تعلیم
اور تربیت مین بہت مددگار رہتی تہی یعقوب اوسکے نابالغ لڑکے کی مدعیہ کے مکان مین تعلیم اور خبرگیری ہوتی
تہی - یہہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی مدعا علیہ مدعیہ سے خبرگیری اور پرورش سے ناچار تہا لیکن از روے
شرع محمدی بہ سکینہ مدعا علیہا اور اوسکا بہائی مرتضی بعد وفات مدعیہ کے اوسکی جایداد اوسکے تنہا وارث
ہونگے تنہا سکینہ شخص اولی الذکر ایک ثلث کی اور شخص اخر الذکر کل کے دو ثلث کے - بعد وفات اوسکی بیٹے
محمد حسین کے ایک شخص بادر علی بہتیجہ مدعیہ کا بجاے اوسکے کاروبار کا انتظام کرنے لگا تہا اور ہمکو
معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی بہن کی شادی مرتضی ضعیف العقل کے ساتھہ ہوئی تہی - مین اوپر لکہہ چکا ہون
کہ سکینہ بی بی کی لڑکیون مین سے ایک لڑکی کی شادی ظہور الحسن کے ساتھہ ہوئی تہی اور اوسکے نابالغ
لڑکے یعقوب کے نسبت نفر حسین ساکن شیخ پورہ کے لڑکی سے ہوئی تہی - اسطرح یہہ بات شکور الحسن
اور نفر حسین کے فایدہ کی ہوگی کہ کوئی شرط سکینہ بی بی کے لڑکے اور لڑکی متذکرہ بالا کے لئے قایم کیجاوے
منجملہ طریقون کے ایک طریقہ اسکے موثر کرنیکا یہہ ہوا کہ حصہ شرعی ضعیف العقل مدعا علیہ کا کاٹ دیا جاوے
اور سکینہ بی بی کا حصہ بڑہا دیا جاوے - یہہ ایسا انتظام ہے جو ظاہرا بادر علی سالہ مرتضی ضعیف العقل
کو ناگوار ہوا ہے - پس صریحا یہہ صورت ایسی ہے جسمین مشورہ بلا تعلق کی ضرورت ہے - اگے چلکر
ہم دیکہینگے کہ یہہ شرط کیونکر پوری کیگئی ہے - دیگر اصول متذکرہ بالا کے متعلق کرنیکے لئے اب یہہ قرار

اسائش ہوگا کہ ہم اوس دستاویز پر نظر کرین دستاویز مذکور اسپیلانٹ کے کتاب کے صفحہ ۱۲ پر چہپی ہے اور نمبر ۲ مسل کا ہے اوسمین یہہ لکہا ہے کہ مریم بی بی بعمر ۳ سال اپنی کل جایداد کو اپنی کل اولاد اور وارثون مین تقسیم کرنا چاہتی ہے اور اونمین سے ہر ایک کو اپنی اپنی حصص اور جایداد پر اپنی حیات مین قابض کرا دینا چاہتی ہے۔ اس موقع پر مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ دستاویز جو بہت طول ہے اصطلاحی اور مصنوعی عبارت مین لکہی گئی ہے اور الفاظ مستعملہ اپنی نوعیت مین غیر زبان کے ہین زیادہ تر عربی زبان مین یعنے ایسی الفاظ مین ہے جو معمولی طور پر بایدوجہ اقل فوراً کوئی ضعیف کمزور اور ناخواندہ اوسکو کچہہ بہتری صورت نہ سمجہہ سکیگی مثلاً اپنی حیات مین اردو دستاویز مین بجائے اپنے حالانکہ کوئی شخص مسل مدعیہ کے مثل شبہ ایسی عبارت استعمال نکریگا بلکہ یہہ کہیگا کہ اپنی زندگی مین یا جبتک مین زندہ رہون۔ از روے دستاویز کے جایداد حسب ذیل تقسیم کی گئی ہے۔ اٹہہ آنہ جایداد اور حمایت معہ باغات و مکان سکونتی میر مرتضی حسین اور محمد یعقوب کو بحصص مساوی فوراً دیجاوے اور حوالہ کیجاویگی اور مسماۃ سکینہ کو فوراً استحقاق دخل کل جایداد معافی مرزاپور کا اور مدعیہ کی کل ڈگریان اور قرضہ واقعی نسبت جایداد مذکور کے دیا جاویگا۔ اور یہہ کہ نام نویسندہ دستاویز کا فوراً کاغذات سرکاری سے خارج کیا جاویگا اور اوسوقت سے جایداد کے کسی حصہ پر کوئی دعوے نکر سکیگی مغزیہ برا مرتضی ضعیف العقل تہا اور اوسکی جایداد مسماۃ سکینہ بی بی کی ولایت اور حفاظت مین رکہی گئی تہی۔ اسطور پر جبکہ ایک نصف جایداد الہ اباد کی سکینہ بی بی کے لڑکے یعقوب کو دی گئی تہی جو ہرگز وارث نہین ہے سکینہ بی بی کو کل جایداد معافی مرزاپور کی معہ ڈگری اور دیگر کفالت ناموجات متعلقہ جایداد مذکورہ ملی تہی اور بحیثیت ولیہ اپنے نابالغ لڑکے اور ضعیف العقل بہائی کے وہ عملاً نصف جایداد الہ اباد کی نسبت برسون کے لئے اور مرتضی کی نصف کے لئے اپنے عمر بہر کے لئے مالک ہو گئی ہے دستاویز مذکور موضع شیخ پور مین جو متصل موضع اور تحصیل پہولپور کے ہے لکہی گئی تہی مدعیہ کا نام اس دستاویز پر بقلم فقیر حسین ساکن شیخ پور مندرجہ بالا کے لکہا گیا اور اوسکی دستخط کی تصدیق محمد حنیف اور محمد اسحاق ساکنان شیخ پور و وزیر خان ساکن شیخ پور و عبدالغفور ساکن شیخ پور و محمد بخش ساکن شیخ پور نے کی تہی مین کہونگا کہ ظاہر ہوتا کہ تحریر دستاویز کی تصدیق انہین لوگون نے کی تہی۔ آگے بڑہکر یہہ ثابت ہوگا کہ انلوگون مین سے کوئی شخص اوسوقت موجود نہین تہا جب مدعیہ کا نام دستاویز پر لکہا گیا تہا۔ وسی ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کو درمیان تین اور چار بجے کے دستاویز مذکور کو واسطے رجسٹری کے پہولپور مین فقیر حسین نے پیش کی تہی اور مقرہ اپنی ڈولی مین عمارت سے باہر رہی تہی۔ افسر رجسٹری کنندہ نے یہہ تحریر کیا ہے کہ مدعیہ کی شناخت ڈولی سے فقیر حسین اور

عبدالغفور یکی از گواہان تصدیق کنندگان متذکرہ بالا نے کی ہتی اور افسر مذکور نے یہہ لکھا ہے کہ معتبر
نے یہہ درخواست کی ہتی کہ دستاویز بعد رجسٹری کے اوسکے رشتہ دار فقیر حسین کے حوالہ کر دیجاوے اور
رجسٹری دستاویز کی اوسی روز کی گئی ہتی۔ فوراً اوسکے بعد مدعیہ نے بذریعہ اوسی فقیر حسین اور عبدالغفور
کے درخواست نمبری ۳۵ مندرجہ مسل باشندہاے اخراج اپنے نام اور ادخال نام مرتضی حسین و محمد یعقوب
بجاے اپنے نام بہ نسبت ۸ زمینداری رحماپور کے داخل کی اور یہہ لکہا کہ محمد یعقوب نابالغ ہے اپنی مان
مسماۃ سکینہ بی بی کے ولایت مین رہیگا۔ پہر مدعیہ کی شناخت اس دفتر مین اونہین فقیر حسین اور
عبدالغفور نے کی ہتی۔ اور اوسی دم درخواست جوابی واسطے ادخال نام سکینہ اور مرتضی حسین و محمد یعقوب
کے شکور الحسن داماد سکینہ بی بی نے داخل کی ہتی جبکہ کارروائی اس نوبت تک پہونچی تو مسماۃ اپنے مکان
پر رحماپور مین پہونچ گئے جہان اوسکا بیان ہے کہ چند ہفتہ بعد بہ حیرت یہہ دریافت ہوا کہ اوس نے ایسی
کارروائی کے بنیاد ڈالی ہے جس سے وہ اپنی کل استحقاق اور دخل اپنی جایداد الہ اباد سے محروم ہو جاویگی
اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیے کہ نوعیت معاملہ کی کیا ہے۔ مدعیہ کی صورت خیال سے بمشکل معاملہ
راستبازی کا کہا جا سکتا ہے کہ اپنی بوڑہاپے اور ضعیفی مین وہ بالکل اپنی دختر کی نگاہ رحم کی محتاج ہو جاوے
کہ جس دختر پر بوجہ فرایض نکاح کے لازم ہے کہ وہ زیادہ تر مدعیہ سے دور اپنی شوہر کے گہر جونپور مین
رہا کرے اور دیگر اشخاص جسکو اوس نے ہر شئے جو اوسکی دنیا مین ہتی منتقل کر دی ہتی ایک بالغ ضعیف العقل
اور ایک کم سن لڑکا ہتا۔ با صفائی معاملہ کی محتاج بیان نہین ہے اور مجہے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال
جایداد مندرجہ دستاویز جہانتک ممکن ہے اون خیالون سے بہت بعید ہے جبکا اوسکی ضعیف صورت
کے دل پر اوس وقت جاگزین ہونا ظاہر ہوتا ہے جب اوسکا ارادہ دربارہ انتظام جایداد کے بوجہ پیش بینی
اپنے وفات کے پیدا ہوا ہتا۔ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ یہہ تسلیم ہو چکا ہے کہ کوئی شہادت کسی قسم
کی نہین ہے کہ مدعیہ کو کوئی بلا تعلق مشورہ دربارہ تحریر دستاویز حاصل ہوا ہتا اور خود یہی امر واسطے
منسوخی ڈگری عدالت ماتحت اور عطا کرنے اوس دادرسی کے جسکی اوس نے استدعا کی ہے کافی ہے لیکن
مین مختصراً اوس شہادت پر بہی غور کرونگا جو مقدمہ کی دوسری صورتون سے متعلق ہے۔ اس امر کا
اثبات تا ثابت کرنا مدعا علیہم پر لازم ہے جو دستاویز مذکور کو پیش کرتے ہین اور اوسپر استدلال کرتے ہین
کہ مدعیہ نے بعلم اور فہمید کامل اور اختیار انتقال کا رکہکر اوسکو تحریر کیا ہے اور یہہ کل معاملہ کل
قراین سے مبرا ہے جس سے پر تو شبہہ یا شک کا اوپر آغاز اور تکمیل اور تعلق دستاویز پر پڑتا ہے
یا دعاوی جسکی غرض اسمقدمہ مین کما حقہ طور پر مناسب اور جایز قسم کی ہے ان امور کے نسبت معینہ

اوسکی غرض یکطرفی محدود ہے کہ اوسکو اس امر کے دیکہنے مین اعتراض ہے کہ اوسکا بہنوی مرتضی حسین
اپنی حصہ قانونی جایداد سے جو از روے شرع محمدی کے ہے محروم کر دیا جاوے۔ مجہے معلوم ہوتا
ہے کہ اوسکی یہہ خواہش نہ صرف قدرتی تہی بلکہ مرتضی حسین کے ناقابلیتون کی نظر سے قابل تعریف
کے بہی ہے۔ یاد علی نے یہہ ثابت کیا ہے کہ اگست ستمبر ۱۹۰۸ء مین قریب زمانہ انتقال جایداد کے
وہ مدعیہ کو مشورہ دینے کی نسبت قابلیت رکہتا تہا اور اوسوقت وہی ایک شخص تہا جسکو مدعیہ کے
پاس آمد و رفت کا موقع حاصل تہا اوسوقت اوسکی اصلی یہہ خواہش تہی کہ اپنی ایک ثلث جایداد
اپنی اور اپنی عزیز بیٹے کے روحانی فایدہ کے واسطے مقرر کردی اور بقیہ جایداد کا انتظام اوسکی وفات
کے بعد بموجب معمولی طریقہ شرع محمدی کے عمل پذیر ہو۔ نامبردہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ ستمبر مین
جب تنہا مدعیہ کو فقیر حسین کے مکان واقع شیخ پورہ مین لگئی تہی اوسوقت وہ رحماپور مین نہین تہا
اور قبل اپنے جانیکے مدعیہ نے اوس سے بمواجہ فقیر حسین کے کہا تہا کہ فقیر بخش اوسکے اس خیال سے
اتفاق کرتا ہے کہ اوسکی ایک ثلث جایداد مذہبی اغراض کے لئے محفوظ رکہی جاوے اور بقیہ جایداد
اوسکی وفات کے بعد سکینہ اور مرتضی کے لئے چہوڑ دیجاوے۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ اکتوبر مین بذریعہ
ایک خط کے جو شیخ پورہ سے اوس شخص نے بہیجا تہا جو تحصیل پہولپور مین کام کرتا ہے اوسکو دریافت
ہوا تہا کہ دراصل مضامین دستاویز کی کیا ہین اور اسیطرح پر اوس نے کارروائی داخل خارج کا حال بہی سنا تہا
تب اوس نے مدعیہ سے کہا کہ دستاویز اوسکی مراد کے موافق نہین لکہی گئی ہے اور اوسمین کوئی ذکر
مذہبی کامون کا درج نہین ہوا ہے۔ اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعیہ نے فوراً اوسکو حکم دیا تہا کہ دستاویز
واپس لاوے اور فقیر حسین کو اوسکے پاس لاوے لیکن نہ دستاویز اونکو ملی اور نہ فقیر حسین تہوڑی
ہی عرصہ بعد گواہ مذکور نے عذرداری باضابطہ طرف سے اپنے بہنوی اور مدعیہ کے کارروائی داخل خارج
مین داخل کی۔ مدعیہ نے بہی ایسی شہادت ادا کی ہے اور اگرچہ اوسکی شہادت مین امور متناقض
اور اختلافات شامل ہین تاہم مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بات اوسکی اوسوقت کی خاص حالت کیوجہ
سے ہے جب وہ بیمار و رنجیدہ کمزور و برافروختہ و غضبناک تہی۔ اوسکی کل شہادت سے ہمارے ذہنون
پر ایک قوی خیال اوسکی واقعی صداقت اور راستی کا پیدا ہوا ہے۔ مدعیہ نے بحلف بیان کیا
ہے کہ اگست و ستمبر ۱۹۰۸ء مین اوسکی یہہ خواہش تہی کہ کچہ جایداد اللہ کے نام پر دیدیوے اور
اپنے اور اپنے پسر متوفی کے فایدہ عقبی کے لئے مسجد تعمیر کردے اور بقیہ جایداد میرے حیات
مین میرے گونگے لڑکے اور سکینہ کے نام سے رہے۔ ان اخیر الفاظ پر ذیلعلم کونسل رسپانڈنٹان

بتائید مضامین دستاویز کے جو مشعر دخیل کر دینے سکینہ و مرتضی کے اوپر جز و جایداد و تا حیات بد عیہ کے
استدلال کیا ہے۔ لیکن یہہ وہی بات نہیں ہے کہ جو جایداد پر کسی کو دخل مالکانہ مدعیہ سے ہوتی ہے
اور مزید بران یہہ کچہہ ہو سو ہو یہہ بابت مضامین دستاویز سے بالکل خلاف ہے جسکے رو سے
مذہبی کاموں کے لئے کچہہ بہی محفوظ نہیں رکہا گیا ہے اور جز و جایداد نابالغ مدعا علیہ محمد یعقوب کو دی
گئی ہے مدعیہ نے یہہ بہی بیان کیا ہے کہ اوس نے بنیاد مسجد کی ڈالی ہے اور اوسکے تعمیر کے لئے اینٹ
تیار کر رہی ہے۔ اوس نے بحلف بیان کیا ہے کہ جب مجہکو فقیر حسین کے مکان پہلے گئی تہی اور مجہسے
دستاویز کے لکہنے کو کہا تہا اوسوقت مینے اوسنے یاد علی کو بولانیکو حکم دیا تہا لیکن وہ فقیر حسین نے ملتوی
کر دیا تہا جس نے یہہ کہا تہا کہ وہ الہ آباد مین ہے۔ اوس نے بحلف بیان کیا ہے کہ فقیر حسین نے کبہی
مجہے دستاویز کو نہین سمجہایا نہ مجہے پڑہکر سنایا اور نہ مجہکو وہ دستاویز دی تہی۔ اوس نے بحلف بیان کیا
ہے کہ مجہسے اور محمد حنیف گواہ التصدیق کنندہ سے کبہی کچہہ گفتگو نہین ہوئی تہی اور اوس وزیر دوسرے
گواہ تصدیق کنندہ کو مین نے کبہی دیکہا بہی نہین ہے۔ اوس نے اور بہی بیان کیا ہے اور بحلف بیان
کیا ہے کہ اوس نے شیخ پور مین کسی شخص سے دستاویز پر گواہی کرنیکو کہا تہا۔ اوس نے یہہ بہی بیان کیا
ہے کہ محمد اسحاق گواہ تصدیق کنندہ سے وہ پردہ رکہتی ہے اور بعد رجسٹری کے تحصیل پہولپور مین دونوں گواہ
کے علم سے کلیتاً انکار ہے۔ اوس نے فقیر حسین سے جو اوسکے اظہار کے دوران مین موجود تہا یہہ کہا کہ تم میرے اور
اہل کمیشن کے روبرو جو اوسکا اظہار لے رہا تہا کہڑے ہو اور کہو کہ تمنے کبہی کوئی بات مجہکو سمجہائی تہی۔
اوس نے اقرار کیا ہے کہ جب ہم مینے مہینہ اکتوبر ۱۸۸۶ء مین سنا کہ میرے اوپر فریب کیا گیا ہے اوسیدم
مینے سکینہ بی بی اور اوسکے خاندان کو اپنے مکان واقعہ رحما پور سے نکالدیا تہا۔ بمقابلہ اس شہادت کے
مدعا علیہم کی طرف سے مدعیہ کے ایک اظہار پر جو سر رشتہ مال مین ۱۰ نومبر ۱۸۸۶ء کو ہوا تہا استدلال کیا گیا ہے
جسکو عدالت ماتحت نے خلاف مدعیہ کے شہادت مین قبول کیا ہے اور جسپر اوس نے کچہہ اعتراض نہین کیا
ہے۔ اوسوقت اوس نے یہہ بیان کیا تہا۔ مینے تقسیم نامہ لکہدیا ہے جو بلا شبہہ اوس نے لکہا تہا کیونکہ اوسنے
فقیر حسین کو اختیار دیا تہا کہ اوس کاغذ پر اوسکی دستخط کر دی جو تقسیم نامہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۶ء کا ہونا مقصود تہا
لیکن اس تسلیم سے ریسپانڈنٹان کو مدد نہین پہونچتی ہے زیادہ تر خصوصاً جب ہم اوسکے ساتہ
یہہ بیان پاتے ہین کہ منظورہ کی یہہ خواہش نہ تہی کہ کوئی رد و بدل کسی قسم کا نسبت اوسکے جایداد کے اوسکی
زندگی مین کیا جاوے۔ ظاہرا یاد علی اور مدعیہ کی بیانات کی تائید جو اوسکے ارادون کے بابت قبل تحریر دستاویز
کے بیچ بلا تعلق اور معتبر شہادت دلدار حسین گواہ سے باستحکام ہوتی ہے جو گواہ رشتہ دار مدعیہ کا ہے

اور جسکو کوئی غرض اس جھگڑہ مین کسی جانب سے ظاہرا نہین معلوم ہوتی ہے۔ اب مین اوس شہادت کو جانچونگا جسپر رسپانڈنٹ بہ صحت دستاویز کے استدلال کرتے ہین۔ البتہ فقیر حسین سرغنا گواہ ہے۔ مین ثابت کرچکا ہون کہ اوسکو محمد یعقوب کے نسبت کوئی خاص ذکر ہونیسے کیونکر تعلق تہا کہ جب محمد یعقوب کو کوئی حق وراثت مدعیہ مین از روی شرع محمدی کے حاصل نہین ہے۔ اوس نے بیان کیا ہے کہ مسودہ دستاویز کا مدعیہ کو پڑہکر سنا دیا گیا تہا لیکن اس امر کے کوئی شہادت نہین ہے۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ وقت تحریر دستاویز کے مدعاعلیہم جایداد پر قابض ہین لیکن مین یقین کرتا ہون کہ یہہ بیان قطعاً غیر صحیح ہے۔ اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ یہہ خواہش مدعیہ کی تہی کہ تکمیلہ اس دستاویز کا اوسکے مکان واقع رحمانپور سے علیحدہ کیا جاوے کہ یاد ملی کا اعتراض ہو یا وے۔ اسکی تائید مین کچہہ نہین ہے بلکہ اس بیان کی تردید مین بہت کچہہ ہے۔ اوس نے بیان کیا ہے کہ مینے مدعیہ کا دستخط کرکے دستاویز مدعیہ کے حوالہ کردی تہی اور معناً اوسکا یہہ بیان ہے کہ یہہ دستاویز اوسکے ہاتہہ مین رجسٹری ہو جانیکے بعد تک نہین آئی تہی۔ مین اس بیان کو بموجب اون وجوہ کے غیر صحیح باور کرتا ہون جو ذیل مین درج ہین۔ اور آخرکار اس گواہ کو یہہ تسلیم کرنا پڑا تہا کہ وہ کبہی پیروی اور مددگاری مقدمہ رسپانڈنٹ مین کرتا ہے اور عطا حسین اونکا سرغنا گواہ بابت تنقیح متعلقہ قبضہ کے اوسکا قریبی رشتہ مند بذریعہ نکاح کے ہے۔ بقیہ گواہان متعلق اوس گروہ کے ہین جسکو صرف تعلق تحریر اور رجسٹری دستاویز سے ہے۔ محمد حنیف اوسوقت موجود نہ تہا جب دستاویز پر مدعیہ کے دستخط ہوے تہی۔ اوسکا بیان ہے کہ اوس سے بعدہ تصدیق کرنیکے لئے کہا گیا تہا اور اوس نے دستخط کردی تہی۔ نامبردہ ایک حیرت انگیز بیان کرتا ہے کہ اوس نے اوس ہبہ نامہ کو پڑہ لیا تہا اور بآواز پڑہکر مدعیہ کو سنا دیا تہا۔ کل مضامین دستاویز کو مدعیہ نے تسلیم کیا تہا۔ وہ اس غیر معمولی کارروائی کی کوئی وجہ نہین بیان کرتا ہے۔ اوسکی تصدیق یا گواہی جیسی کہ وہ ہے صرف اس امر پر محدود ہے کہ مدعیہ نے اوس سے کہا تہا کہ مین پہلے دستاویز لکہہ چکی ہون۔ تو کیا ضرورت یا کیا قرینہ اس بات کا ضرور تہا کہ وہ پڑہنے اور تسلیم کرنیکا تہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ بہت برسون بعد پہلی مرتبہ یہہ بات ہوی تہی کہ اس قسم کے گواہ کو حاشیہ کے نسبت مینے یہہ سنا ہے کہ اوس سے یہہ امید ہو سکتی ہے یا درا کہا جا سکتا ہے کہ وہ گوانندہ کو دستاویز پڑہکر سنا دیگا۔ گواہ مذکور رشتہ مند یا قریبی دوست بالعموم کا نہین ہے۔ وہ اپنی شریک گواہ محمد اسحاق کا سالا ہے اوسکو کسیطرح کچہہ تعلق مدعاعلیہم یا فقیر حسین کے ساتہہ نہین ہے لیکن حلف سے یہہ بیان کرسکتا ہے کہ یہہ دستاویز بمشورہ قاضی پیر بخش و شکور احسن و فقیر حسین

کے نہین لکہی گئی ہتی اور نہ اوسکا مسودہ کیا گیا تہا۔ لیکن اسمین اوسکی تردید صریحی بلا تعلق گواہ
محمد باقر نے کی ہے جس نے دستاویز کو اوس مسودہ سے لکہا ہے جو اوسکے پاس دسخرمن سے کو قاضی پیربخش
و شکور الحسن و فقیر حسین لائی ہتی۔ وہ کہتا ہے کہ اوسکو خیال نہین ہے کہ جس دستاویز پر اوس نے
گواہی کی ہتی وہ کہان اور کب لکہی گئی ہتی۔ اوس نے بیان کیا ہے کہ مدعیہ نے بجز اسموقع کے کبہی اوسکا
مشورہ کسی امر کے بابت نہین لیا تہا اور وہ ایک اور عجیب بیان کرتا ہے کہ اوس ملاقات کے زمانہ
مین اوس کمرہ مین کوئی نہین تہا جب دستاویز اوسکو پڑہکر سنائی جاتی ہتی۔ مین اس گواہ کا اعتبار
نہین کرتا ہون۔ اوسکے بعد دوسرا گواہ محمد اسحاق ہے محرر دستاویز کا وہ بہی گواہ نہین ہے
اوسکا بیان ہے کہ مدعیہ نے مجہسے دستخط کرنیکو کہا تہا سو مینے دستخط کردی ہتی۔ قبل میرے گواہی تحریر
دستاویز پر اوسکی دستخط ہوچکے ہتے۔ اوس نے دستاویز کو پڑہا نہین تہا لیکن عجیب بات کہتا ہے کہ مدعیہ
نے اوسکی مضامین اوسکو بتلادی ہتی۔ یہہ گواہ بہنوئی اوس گواہ کا ہے جسکا ذکر اس سے پہلے ہوچکا
ہے اور شکور الحسن داماد سکینہ بی بی رسپانڈنٹ کا بہتیجہ ہے۔ جب گواہ سے پوچہا گیا کہ اوس نے کیونکر
جانا کہ مضامین دستاویز کے مطابق خواہش نویسندہ دستاویز مذکور کے ہتی تو اوس نے یہہ بیان کیا
کہ بعد رجسٹری کے اوس نے دستاویز کو پڑہا تہا اور معلوم ہوا کہ جو کچہہ اوس سے مقر دستاویز نے
کہا تہا اوسکے مطابق ہے۔ مین اس گواہ کا اعتبار نہین کرتا ہون۔ ترتیباً دوسرا گواہ وزیر خان
قوال یعنی بہاند گواہ حاشیہ ہے جسکو فقیر حسین گواہ کہتا ہے کہ وہ اعلی قوم کا ہے۔ وہ ظاہر کرتا
ہے کہ مین مدعیہ کو جانتا ہون اور اوسکے سامنے آتا جاتا ہون جس سے وہ بہ غضب و تنفر انکار کرتی ہے
وہ بیان کرتا ہے کہ مین مدعیہ کے نشست گاہ مین اور قریب اوسکے خوابگاہ کے بولایا گیا تہا اوس نے
دستاویز کو شروع سے اخیر تک پڑہا تہا اور تب اوسپر گواہی کی ہتی۔ اس ملاقات کے وقت بہی بجز اس
گواہ کے اور کوئی موجود نہین تہا۔ بقیہ گواہان حاشیہ کا اظہار نہین کرایا گیا تہا یا بدرجہ اقل ہمارے
روبرو اونکی شہادت پیش نہین کی گئی ہتی اگرچہ منجملہ اونکے ایک گواہ عبد الغفور ہے جسکے نسبت معلوم
ہوتا ہے کہ اوس نے مدعیہ کی شناخت وقت رجسٹری دستاویز کے صیغہ داخلخارج مین کی ہتی۔

مجہے یہہ سمجہنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ باعتبار اس شہادت کے جسکے مقابلہ مین شہادت مدعیہ
اور یاد علی اور داور حسین گواہ کی موجود ہتی کیونکر عدالت ماتحت کو یہہ ترغیب ہوئی ہتی کہ دستاویز
مذکور مدعیہ کے علم کامل اور سمجہنے کے بعد اور بلا فریب اور استفادہ ناجائز کے جو فریق ثانی کیطرف سے مدعیہ
پر ہوا تہا تحریر ہوئی ہتی۔ بقیہ شہادت ایک جانب اس امر کے ثابت کرنیکی طرف متعلق ہے کہ مدعیہ

ایک روز کو بہی اپنی جایداد سے بیدخل نہین ہوئی تہی اور بجانب دیگر یہہ کہ مدعاعلیہم نے داخلخارج نام کے بعد سے کل جایداد پر بجز اوس جایداد کے جو زیر رہن ہے دخل حاصل کرلیا تہا۔ اس بارہ مین یہہ کہنا کافی ہے کہ وزن شہادت کا زیادہ تر مفید مدعیہ کے پاتا ہون اور چند خفیف صورتین وصول لگان کی جسکی لسبت بیان ہوا ہے کہ رسپانڈنٹان نے جایداد مزاپور سے وصول کیا ہے صریحاً واسطے اغراض اسمقدمہ کے بنائی گئی ہین اور اگر وقوع پذیر بہی ہوئی ہون تو وہ ایسی نہین ہین جس سے کوئی اصلی یا عملی قبضہ بتر جیح قبضہ مدعیہ کے ثابت ہوتا ہو۔ اب مین مختصراً ان وجوہ کو صرف بیان کرونگا جو عدالت ماتحت پر موثر ہوئی ہین۔ ذیعلم جج ماتحت نے ایک امر خلاف مدعیہ کے فقرہ چہار طرح سکی عرضیناش سے نکالا ہے جسمین اوس نے جو سنی ہے ارادہ قایم کرنے وقف کا واسطے امام باڑہ اور مجلس بہ عزم دو امام کے ظاہر کیا ہے حالانکہ ایسا وقف جایداد کا طرف شیعہ مسلمان کے طرف سے ہوسکتا ہے۔ لیکن خود جج ماتحت نے اس امر پر توجہ کی ہے کہ خود مدعیہ کی شہادت سے اور اوسکی گواہون کی شہادت سے جو ارادہ مدعیہ کا ظاہر ہوا ہے وہ مسجد لتعمیر کرنیکا ہے اور جو مسجد زیر تعمیر تہی جب مقدمہ عدالت ماتحت مین دوران تجویز مین تہا اور امام باڑہ اور مجلس کا اظہار اول مرتبہ عرضیناش ہی مین ہوا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مدعیہ کے حق مین نقصان خود اوسکی خواہشات مثبتہ ماہ اگست و ستمبر ۱۹۰۸ء کے کرنا بہ نسبت اسکی کہ بروے رنگا میری خواہشات مذکورکے جو عرضیناش مین مہینہ فروری ۱۹۰۹ء مین ہوئی ہے کرنا زیادہ تر مناسب ہے اور جس عرضی نالش کا اوسکی شیعہ دوست اور کارندہ یاد علی نے مسودہ کیا ہے۔ بہر کیف یہہ جو کچھہ ہو سو ہو دستاویز بدرجہ مساوی اوسکے خواہشات مظہرہ کے خلاف ہے عام اس سے کہ وہ متعلق حقیت مسجد کے ہون یا اغراض امام باڑہ اور مجلس کے متعلق بہی ہون۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ عبارت ظہری رجسٹری مندرجہ دستاویز سے ثابت ہوتا ہے کہ مضامین نولیسندہ دستاویز کو پڑہکر سنا دی گئی تہی۔ برعکس اسکے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مضامین دفعہ ۸۲ ایکٹ ۱۹۰۸ء کے نولیسندہ دستاویز کو سمجہا دی گئی تہی کہ جو بالکل مختلف امر ہے۔ حسب قول عدالت ماتحت کے شہادت محمد حنیف و محمد اسحاق و فقیر حسین سے یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مضامین دستاویز کی مگر کو پڑہکر سنا دی گئی تہی اور مطلب دستاویز کا بہی اوسکو سمجہا دیا گیا تہا جیسا کہ بینے اوپر بتلایا ہے فقیر حسین نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ مضامین دستاویز کے نولیسندہ دستاویز کو پڑہکر سنا دیگئی تہی۔ مین بتلا چکا ہون کہ کیون مین یہہ باور نہین کرتا ہون کہ محمد حنیف یا محمد اسحاق نے اوس کاغذ کو مطلقاً پڑہا تہا اور کسی گواہ نے یہہ حیلہ نہین کیا ہے کہ اوس نے یا کسی اور نے دستاویز مدعیہ

کو سمجھا دی تہی - یہہ تحریر ذی علم جج ماتحت کی غلط ہے کہ غرض مدعیہ کی زائل ہو جاتی اگر وہ اوسکو بجاے ہبہ نامہ کے وصیت نامہ کہین درج کرتی کیونکہ وصیت صرف ایک ثلث کے لسنبت موثر ہوتی ہے کیونکہ مشار الیہا مادہ کی حد کو نظر انداز کرتے ہین جو ورثا کی رضامندی کی صورت مین ہوتی ہے عدالت ماتحت نے ایک اور قیاس خلاف مدعیہ کے اس امر سے پیدا کیا ہے کہ بعد علم ہونے اس امر کے کہ دستاویز خلاف اوسکے خواہشون کے لکہی گئی ہے وہ بہت عرصہ تک خاموش رہی ہے - لیکن وہ اسطرح پر خاموش نہین رہی ہے - اکتوبر مین کسیوقت غالباً شروع مہینہ مین یاد علی کو واقعات متعلقہ کا نقص معلوم ہوا اور اوس نے اپنے آقا سے کہدیا جس نے سکینہ بی بی المداد اوسکی خاندان کو اپنی مکان اور صحبت سے نکال کرکے حتی الامکان فوراً کارروائی کی - شیخ پور سے لوٹ کرکے فوراً اوس نے یہہ کام نہین کیا تہا - جیسا کہ عدالت ماتحت نے خیال کیا ہے بلکہ کچہہ عرصہ بعد جب اوسکو شکوک بہ لسنبت راستی معاملہ کے پیدا ہوئی تہی یہہ کارروائی کی تہی -

بقیہ فیصلہ پر بہ لسنبت شکل قانونی قسم اوس قبضہ کے جو واسطے جواز ہبہ کے شرعاً ضروری ہے غور کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ مجہے اطمینان ہے کہ قبضہ ہرگز منتقل نہین ہوا تہا - حسب وجوہ مندرجہ بالا مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ مدعیہ کو ڈگری ملنا چاہیے تہی نہ صرف اس کافی وجہ کی بنیاد پر کہ دستاویز مشعر انتقال جایداد کے لکہنے پر حالت مشتبہ مین اور بلا مشورہ بلا تعلق کے تحریر ہوئی ہے بلکہ اسوجہ سے بہی کہ اوس نے میری راے مین وجوہ معقول اس امر کے تجویز کرنیکے بہم پہونچائی ہین کہ اپنا نام اوس دستاویز پر لکہنے مین اسکو خیال سے مغالطہ دیا گیا ہے کہ اوسکے مضامین دراصل خلاف اون مضامین کے ہین جو فی الواقع ہین - منظوری اپیل کے مین ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور دعوی اپیلانٹ معہ خرچہ ہر دو عدالت کے ڈگری کرتا ہون -

اشرٹ صاحب جسٹس - مین اپنے بہائی ٹرل صاحب کے فیصلہ سے بالکل اتفاق کرتا ہون -

منفصلہ ۲ نومبر صفحہ ۲۱۹ انگریزی

ضلع بنارس نگرانی فوجداری نمبر ۳۱۲ سال ۱۸۹۱ء

بمعاملہ درخواست ہرپداس و یک کس دیگر

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱۲ و ۱۲۳ و ۴۰۶ ۔ ضمانت نیک چلنی ۔ اپیل ۔ کس عدالت سے ایسا اپیل مسموع ہو سکتا ہے ۔

جس صورت مین برطبق عدم تعمیل حکم شرطیہ محکومہ دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی مقدمہ کی سشن جج کے حضور مین حسب دفعہ ۱۲۳ مجموعہ مذکور اسلئے بھیجی گئی تھی کہ حکم مذکور قطعی کردیا جاوے اور جس صورت مین کہ جج موصوف نے حکم مذکور بشکل ترمیمی قطعی کردیا اور جن شخصون پر حکم مذکور کا اثر پہونچا تھا اونہون نے اپیل کیا تجویز ہوی کہ سشن جج مجاز نہ تھی کہ اپیل مذکور کو بغرض سماعت کے مجسٹریٹ ضلع کے سپرد کرے کیونکہ اپیل مذکور دراصل بنا راضی حکم سشن جج کے تھا۔

یہہ استصواب مجسٹریٹ ضلع بنارس نے بابت اوس ضابطہ کے کیا ہے جو انکو اوس اپیل کے طے کرنیکے لیے اختیار کرنا چاہئے جو بنا راضی حکم متعلقہ دفعہ ۱۱۲ کے تہا کہ جو اپیل عدالت سشن جج مین داخل کیا گیا تہا اور مشار الیہ نے واسطے فیصلہ کے مجسٹریٹ ضلع کے پاس منتقل کردیا تہا۔ واقعات مقدمہ کی ناکس صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

ناکس صاحب جسٹس ۔ ۵ راگست ۱۸۹۱ء کو ہرپداس و بالگوبند کو بموجب دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حکم ہوا تہا کہ وجہ اسبات کی دیکہلاوین کہ کیون اونمین سے ہر ایک شخص سے اقرار نامہ تعدادی ...، اور دو ضامن بہ تعدادی فی کس ... تین برس تک نیک چلن رہنے کے لئے داخل کرایا جاوے ۔ اگرچہ مسل اسبارہ مین صاف نہین ہے ظاہرا ناہرد گان سے وہ ضمانت داخل نہین کی جو اونسے طلب ہوی تہی اور بموجب دفعہ ۱۲۳ کے مسل سشن جج کے حضور مین بدین سفارش بہیجدی گئی تہی کہ حکم شرطیہ صادرہ حسب دفعہ ۱۱۲ قطعی کردیا جاوے ۔ سشن جج نے اسقدر اوس حکم کو ترمیم کیا کہ مچلکہ ذاتی مطلوبہ ... کو تخفیف کرکے ... اور ضمانت تعدادی ... کو تخفیف کرکے ۵۰ فی کس قایم کیا ۔ بعد قطعی ہوجانے حکم مذکور کے ہرپداس اور بالگوبند نے عدالت سشن جج مین اپیل داخل کیا اور جس چہٹی کے ذریعہ سے اسمقدمہ مین استصواب کیا گیا ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سشن جج نے درخواست اپیل کو واسطے فیصلہ کے مجسٹریٹ ضلع کے پاس بہیجدیا تہا ۔ اگر یہی ضابطہ اختیار کیا گیا ہے تو وہ بیضابطہ ہے ۔ سشن جج کو فیصلہ اوس اپیل کا خود کرنا چاہئے تہا ۔ اب مجسٹریٹ ضلع عدالت ہذا سے درخواست ایسے احکام صادر کرنیکی کرتے ہین کہ بہ نسبت اوس اپیل کے اونکو کون ضابطہ

اختیار کرنا چاہئے اور وہ یہہ بہی دیکہلاتے ہین کہ چونکہ وہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے ایک حکم سشن جج کا صادر کیا ہوا ہے لہذا مجسٹریٹ موصوف یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ کبہی ایسا مقصود تہا کہ دفعہ ۴۰۴ کو اسطرحپر پڑہنا چاہئے کہ اوسکے روسے مجسٹریٹ ضلع کو اختیار سماعت اپیل بناراضی حکم صادرہ سشن جج کا عطا ہوا ہے۔ یہہ راے اونکی بلا شبہہ صحیح ہے۔ جس شخص کو ایک سال سے زیادہ میعاد کی ضمانت داخل کرنیکا حکم ہوا ہو ممکن ہے کہ جو ضمانت اوس سے طلب ہوئی ہے وہ داخل کردے۔ ایسی صورت مین کارروائیان عدالت سشن مین نہین بہیجی جاوینگی۔ اور استحقاق اپیل کا مجسٹریٹ ضلع کو حاصل ہوگا۔ برعکس اسکے جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا ہے کہ وہ ضمانت داخل نکرے تو مسلمقدمہ ضرور عدالت سشن مین بہیجی جاویگی اور حکم صادرہ چاہے جس نوعیت کا ہو ایک حکم صادرہ عدالت سشن ہے اور اسوجہ سے ایسا حکم ہے جس سے دفعہ ۴۰۴ متعلق نہین ہے۔ بدین جواب مسلمقدمہ واپس کیجاوے۔

صفحہ ۲۱۹ انگریزی

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۱۰۳۰ سنہ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۹ نومبر

رادہا پرشاد سنگہ بنام متہرا چوبے

ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۰۹۔ ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۶ء (اشعر ترمیم ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) دفعہ ۵۔ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو۔ اپیل۔

الفاظ لگان جو اسامی سے واجب الادا ہو سے جو مندرجہ دفعہ ۱۰۹ ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) (جیسا کہ از روے ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۶ء سے ترمیم ہوئی ہے) سے وہ شرح لگان کی مراد ہے جو اسامی سے واجب الادا ہے اور نہ محض وہ تعداد زر نقد کی مراد ہے جو کسی وقت معین پر اسامی سے اوسکی زمیندار کو بطور لگان واجب الادا ہوتا ہے۔ جس صورت مین ایک زمیندار نے اسامی پر نالش دلاپانے لگان بعض اراضی مدیا برامد کے کی اور زر متدعویہ سو روپیہ سے کم تہا اور اسامی نے یہہ عذر کیا تہا کہ موضع مین ایک رواج مروج ہے جسکے روسے لگان اراضی مدیا برامد کے صورت مین صرف جزو اراضی قابل الزراعت کے بابت واجب الادا ہوتا ہے اور سنین متنازعہ مین جسقدر اراضی کے بابت لگان کا دعوے ہے اوس سے کم اراضی قابل الزراعت تہی۔ تجویز ہوئی کہ ایسی نالش مین شرح لگان متنازعہ ہے اور اس لئے اپیل ہوسکتا ہے۔ رادہا پرشاد سنگہ بنام پرگاش راے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہاباد جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۳) کی تقلید ہوئی ہے پیاگ ساہو بنام ماتادین (زبدۃ المطالب ہفتہ وار ۱۸۸۸ء صفحہ ۶۲) منسوخ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین۔

مدعی اپیلانٹ نے عدالت ڈپٹی کلکٹر مین دعوی بدلا پانے مبلغ للعہ ۱۱ ۲ پائی رسپانڈنٹ سے بدین بیان
کیا کہ زر مذکور بابت لگان بعض اراضی کے ابتدای سنہ ۱۲۹۲ لغایت سنہ ۱۲۹۵ فصلی معہ سود بالا زر مذکور کے
واجب ہے۔ مدعا علیہ نے عذر میعاد سماعت کا بہ نسبت ایک سال کے اور بہ نسبت بقیہ کے یہہ عذر کیا
کہ اراضی متنازعہ دیار ہے اور بموجب رواج مقامی کے لگان صرف جز و اراضی قابل الزراعت پر واجب
ہوتا ہے جسکی نسبت اوسکا بیان تہا کہ اون سنون مین جسقدر مدعی نے بیان کیا ہے اوس سے کم تہی۔ ڈپٹی
کلکٹر نے یہہ تجویز کی ہی کہ دعوے بہ نسبت سنہ ۱۲۹۲ ف کے خارج المیعاد ہے اور سود متدعویہ صحیح ہے اور
ظاہرا حجت مدعا علیہ بہ نسبت رقبہ کے منظور کرکے دعوی مدعی جزواً ڈگری کیا۔ اوسپر مدعی نے ضلع جج
کے حضور مین اپیل کیا جنہون نے اپیل اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ مالیت سو روپیہ سے کم ہے۔ کوی تجویز
بہ نسبت ملکیت یا شرح لگان واجب الادا کے نہین ہوی ہے۔ تب مدعی نے ہایکورٹ مین اپیل کیا۔ اپیل
مذکور محمود صاحب جسٹس کے روبرو پیش ہوا تہا اور معززی الیہ نے بخیال چند مختلف فیصلجات عدالت
کے مقدمہ کو تین ججون کے بنچ مین سپرد کیا تہا۔

اسپنکی منجانب اپیلانٹ
سیمین منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس وٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل وس نالش
سے ظہور پذیر ہوا ہے جو ایک زمیندار نے بنام اپنے اسامی کے واسطے دلا پانے بقایا زر لگان مظہرہ
معہ سود تعدادی للعہ ۱۱ ۲ پائی کے دایر کی تہی۔

جوابدہی کا تیسرا عذر بدین خلاصہ ہے کہ از روے رواج علاقہ اور ایک خاص محال کے اسامی
مستحق منہائی لگان کا بابت اوس اراضی کے ہوتا ہے جو تہ آب ہو جاوے یا جسمین بیج نہ جمتا ہو اور
یہہ کہ بموجب رواج کے بنظر دریافت کرنے لگان واجب الادا کے پیمایش اراضی کے سالانہ کیجاتی ہے
ہمکو اس امر کے نسبت تکلیف کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا فی الواقع کوی ایسا رواج خلاف معاہدہ
باہمی زمیندار اور اوسکے اسامی کے ہے یا نہین۔ وہ ایسے امور مین جو ابتک منجملہ دیگر امور کے عدالت
اپیل ماتحت سے تجویز طلب ہین بشرطیکہ اوس عدالت مین اپیل ہو سکتا ہو۔ عدالت اپیل ماتحت
مین اپیل دایر کیا گیا تہا اور اپیل مذکور عدالت موصوف نے اس بنیاد پر ڈسمس کیا تہا کہ تعدادیا
مالیت شئے متنازعہ کی سو روپیہ سے زیادہ نہین ہے اور لگان ذمگی اسامی کا حسب منشا دفعہ ۱۸۹
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے امر زیر تنقیح نہ تہا۔ ناراضی اوس ڈگری سے مدعی نے یہہ اپیل دوم دایر کیا ہے۔ اپیل مذکور

واسطے سماعت کے جلسہ واحد مین پیش ہوا تہا اور جج واحد نے چونکہ اوسکے روبرو اس حجت پر اصرار ہوا
تہا کہ مسٹر جسٹس ینگ صاحب کے فیصلہ مقدمہ پیارک ساہو وغیرہم بنام ماتادین وغیرہم زیر بحث
ہفتہ وار سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۷ ۶ اور فیصلہ متفق الراے ہمارے بہائی اسٹریٹ صاحب اور مسٹر جسٹس
ینگ صاحب ادراد ہاپرساد سنگہ بنام پرکاش راے انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۱ صفحہ ۱۹۲
مین اختلاف ہے اپیل مذکور اس بنچ مین سپرد کردیا ہے۔ جس شکل سے مقدمہ ہمارے روبرو پیش
کیا گیا ہے اوسمین دو بحثین متعلق ہین ایک بہ نسبت تعبیر دفعہ ۱۸۹۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء کے یہانتک
معنی الفاظ لگان واجب الادا کو تعلق ہے اور دوسری بحث یہہ ہے کہ آیا لگان واجب الادا ایک امر
متنازعہ اور تجویز طلب اسمقدمہ مین حسب منشاء دفعہ مذکور کے تہا یا نہین۔ جس مقدمہ کا ہمنے اخیر مین
ذکر کیا ہے اوسمین یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ الفاظ لگان واجب الادا مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد شرح
لگان ہے اور یہی وہ راے ہے جو ہم اوس دفعہ کے نسبت قایم کرتے ہین۔ ہماری راے مین
لگان واجب الادا مندرجہ دفعہ مذکور سے مراد شرح لگان واجب الادا ہے اور یہی وہ راے ہے جو
ایک فیصلہ غیر رپورٹ شدہ مین اختیار کی گئی ہتی اور جس فیصلہ مین ہم مین سے ایک حاکم مسٹر جسٹس
براڈہرسٹ صاحب کے شریک تہا۔ جب دفعہ ۱۸۹ کی ترمیم ہوی ہتی تو ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین
کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصود تہا کہ اون مقدمات لگان مین استحقاق اپیل کا دیا جاوے جنمین جز
یہہ امر متنازعہ ہے کہ لگان قرار یافتہ مین سے کسقدر ادا ہوا ہے یا نہین بشرطیکہ بموجب دفعہ مذکور
کے سوا یہہ امر متنازعہ ہے۔ بالفاظ دیگر واضعان قوانین کا یہہ مقصود نہین ہوسکتا تہا کہ اس بحث
پر سلسلہ اپیلون کا ہوجاوے کہ آیا اسامی نے ۵ روپیہ منجملہ لگان مسلمہ کے ادا کیا ہے یا نہین۔ یہہ امر
بالکل مختلف ہے جبکہ بحث شرح لگان کو تعلق ہوتا ہے۔ تجویز بحث شرح لگان کی فریقین پر مسل
اسامی اور زمیندار کے بیشمار برسون تک موثر ہوسکتی ہے اور اس لیے ہماری راے مین واضعان
قوانین کا یہہ مقصود رہا ہوگا کہ جب شرح لگان کی متنازعہ ہو اور تجویز طلب ہو تو اپیل ہونا چاہیے۔
جس مقدمہ کا ہمنے اول ذکر کیا ہے اوسمین مسٹر جسٹس ینگ صاحب کی صاف یہہ راے قرار پائی تہی
کہ اگر صرف یہہ بحث ہو کہ واقعی کسقدر رقم تعداد ہے جو اوسمقدمہ مین اسامی نے در وجہ بیباقی اپنے
لگان کی ادا کی ہے تو بموجب دفعہ ۱۸۹ کے اپیل نہوگا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جسٹس ممدوح نے عبارت
شرح لگان کی بہت تنگ تعبیر کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ خیال کیا تہا کہ شرح لگان
کے دریافت کرنیکے لئے رقبہ اراضی کے دریافت کرنیکی ہرگز ضرورت نہوگی۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ

جب نزاع بہ نسبت شرح لگان کے ہے تو یہہ نزاع بہت مختلف طریقون سے پیدا ہو سکتی ہے مثلاً جب زمیندار نے شرح لگان سو روپیہ بیان کی ہے اور اسامی اوسکو ۵ سال بیان کرتا ہے تو یہہ ایک نزاع بہ نسبت لگان واجب الادا کے ہے۔ دوسری صورت مین رقبہ اراضی کا اس امر کے دریافت کرنیکے لئے ضروری ہوگا کہ کیا لگان واجب الادا ہے یا کیا شرح لگان کی بابت کسی خاص سنہ کے بموجب شرایط معاہدہ کے یا بموجب رواج مروجہ کے ہے۔ ہماری راے مین مقدمہ مین نزاع بہ نسبت شرح لگان کے ہے۔ اسامی نے یہہ کہا تہا کہ بوجہ رواج کے لگان واجب الادا بابت اون خاص سنون کے وہ لگان نہین ہے جو زمیندار نے بیان کیا ہے۔ ہماری راے مین عدالت ماتحت مین اپیل ہو سکتا تہا۔

ہم اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس کرتے ہین اور حکم دیتے ہین کہ مقدمہ فہرست مقدمات متدایرہ مین باز بہ نمبر سابق قایم کیا جاوے اور مطابق قانون کے فیصل کیا جاوے۔ خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا۔

ضلع علیگڈہ — نگرانی دیوانی نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۹۰ء — منفصلہ ۴ ارنومبر — صفحہ ۲۳۰ انگریزی

مٹہو لال بنام محمد احمد ویکسن دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷۸ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۸۳ - اجراے ڈگری - عذر بہ نسبت قرقی کے - مرتہن مالجد کا اپنی نام سے زر واجب بہ روی ڈگری مقدم بنام اپنے راہنان کا عدالت مین ادا کرنا -

الف اور دیگر شخصون نے جو کسی قسط بندی کے ڈگری کے مدیون ڈگری تہی بقیہ زر ڈگری مذکور کے ادا کرنیکے لئے برہن اوس جایداد کے جسپر ڈگری مذکور موثر تہی روپیہ قرض لیا - مرتہن نے وہ زر بقیہ جو از روی ڈگری متذکرہ بالا کے واجب تہا عدالت مین اپنی نام سے لیکن ظاہرا اپنی راہنون کے طرف سے داخل کر دیا اور ڈگری دار کے نام اطلاعنامہ جاری ہوا جس نے اوسمین سے کچہہ روپیہ اوٹہا لیا تہا - بعد ازان ڈگریدار نے کچہہ روپیہ اوس روپیہ مین سے جو اسطرح پر عدالت مین ادا کیا گیا تہا دیگر رقومات کے وصول مین صرف کرنا چاہا جو ڈگری مذکور کے علاوہ واجب تہی اور اوس جایداد کو جسپر ڈگری مذکور موثر تہی اور جو اوسوقت تک قابض رہتا تہا مرتہن مذکور کے قبضہ مین تہی قرق اور نیلام کرانا چاہا -

تجویز ہوئی کہ اگر دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی جامع بہی ہو اور حسب منشاء دفعہ مذکور

کے مرتہن مستحق عذر کرنے نسبت قرقی جایداد متنازعہ کے نہیں ہوتا ہم بحیثیت مرتہن قابض کے مستحق اس امر کی

کرسکتا ہے کہ جایداد مذکور بابت ڈگری مقدمہ مذکور کے قابل قرقی نہیں قرار پاسکتی ہے۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

سندر لال منجانب سایل حمید الله منجانب فریق ثانی

ٹرل صاحب جسٹس و ناکس صاحب جسٹس۔ یہہ مقدمہ کسیقدر عجیب ہے۔ ایک شخص مسمی اودہو سنگہ باپ اندر سنگہ کا تہا جو بلونت سنگہ کا باپ تہا اور اودہو سنگہ ایک بیوہ مسماۃ خوشحال کنور کو چہوڑ کر فوت ہو گیا تہا اور اندر سنگہ نے ایک بیوہ دال کنور چہوڑی تہی۔ ۱۹ جنوری ۱۸۸۱ء کو جب بلونت سنگہ نابالغ تہا ایک شخص مسمی کہیم چند نے ڈگری بابت مبلغ ۵۰۰ روپیہ کے بمقابلہ اودہو سنگہ و نتہو سنگہ اور مسماۃ رکو کے حاصل کی تہی ڈگری مذکور مبنی اوپر ایک صلحنامہ مشعر اس انتظام کے تہی کہ قرضہ بذریعہ قسط بندی کے ادا ہوگا اور قسط بندی کی میعاد کثیر نو سال سے زیادہ قرار پائی تہی اور بحالت عدم ادای کسی قسط کے زر بقیہ جو از روے ڈگری کے واجب ہو بذریعہ اجراے ڈگری بقرقی و نیلام جایداد مکفولہ مکتسک منا نالش کے وصول کیا جاے کہیم چند فوت ہو گیا اور اوسکا بیٹا مٹہو لال اب ڈگریدار ہے۔ کچہہ عرصہ تک اقساط ڈگری برابر ادا ہوتی رہین۔ ۲۰ جنوری ۱۸۸۳ء کو بلونت سنگہ مذکورہ بالا نے بشمول مسماۃ خوشحال و مسماۃ دال کنور کے جو اوسکی شریک نہین کیونکہ اونکا نام اونکی شوہر متوفی کے جایداد پر داخل ہو گیا تہا ایک مکتسک بنام عنایت الله پدر رسپانڈنٹ عدالت ہذا کے لکہدیا جسکے روسے بکفالت جایداد خاندانی یا اوس کے ایک جزو کے جو کہیم چند کے یہان مکفول تہی نامبردگان نے لعـہ روپیہ قرض لیا جسمین سے عـہ روپیہ عنایت الله کے پاس اسلئے چہوڑ دیا گیا تہا کہ اوس تاریخ کو جسقدر روپیہ از روے ڈگری مصدرہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۱ء کے مٹہو لال کو یافتنی ہو اوسکی ادا کرنے مین صرف کیا جاوے

عنایت الله نے بلا توقف اس عـہ روپیہ کے رقم کو عدالت جج ماتحت علیگڈہ مین ۲۰ اپریل ۱۸۸۳ء کو جمع کر دیا اور ظاہرا اوس معاہدہ پر عمل کرکے جو اوسکی مدیونان بلونت سنگہ و مسماتون کے ساتہہ ہوا تہا یہہ استدعا کی کہ عدالت اطلاعنامہ بنام مٹہو لال کے جاری کرے کہ وہ اس روپیہ کو بایفاے کامل اپنی ڈگری کے لے لیوے۔ اس کارروائی سے کہیں ظاہر نہین ہوتا کہ عنایت الله بعوض کارندہ مدیونان ڈگری ڈگری قسط بندی مذکور کے تصور کیا گیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عنایت الله نے دیگر کارروائی مین جج ماتحت سے قیاسا اپنی مدیونان ڈگری بلونت سنگہ وغیرہ کے یہہ تحریک کی کہ بموجب

دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جایداد کے کارروائی کیجاوے۔ جج ماتحت نے ان درخواستون کو منظور کیا اور مطابق درخواست عنایت الله کے اطلاعنامے جاری کئے۔ اور مٹہولال نے زرجمعہ اوسکی عدالت سے کچہہ رقوم وصول کرلین۔

ہمارے روبرو بحث بہ نسبت ان رقوم کے ہے جو مٹہولال نے وصول کرلی ہین۔ اوسکی یہہ خواہش تہی کہ ان رقوم کو جزواً اوس قرضہ کے ختم کرنے مین صرف کرے جو علاوہ اوس قرضہ کے تہی جو ازروے ڈگری قسط بندی مذکور کے واجب تہا عنایت الله مرتہن قابض جایداد یا جزو جایداد نے جو کہیم چند کے پاس مکفول تہی اعتراض بہ نسبت درخواست امانت کے جو اوس نے کی تہی بابت ہر قرضہ علاوہ اوس قرضہ کے کیا تہا جو ازروے ڈگری کہیم چند کے واجبالادا تہا

یہہ امور بذریعہ فیصلہ جج ماتحت سابق و حال علیگڈہ کے طے ہوگئی ہین جنکے نسبت ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے امور تنقیح کو مناسب طور پر طے کردیا ہے لیکن اسمقدمہ مین بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہم سے یہہ درخواست کیجاتی ہے کہ فیصلہ مشتہرہ جج ماتحت کا جو ۱۹ جولائی ۱۹۰۸ء کو صادر ہوا تہا الطور بیجا بوجہ عدم اختیار کے منسوخ کردیا جاوے بیان یہہ ہے کہ عنایت الله کو ان اجراے ڈگری کے کارروائیون مین بموجب دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کچہہ منصب حاصل نہین ہے کیونکہ وہ فریق نالش یا قایمقام کسی فریق کا نہین ہے اور اسطرح پر وہ ان شخصون کے زمرہ مین نہین ہے جو نسبت قرقی یا نیلام جایداد غیر منقولہ کے حسب دفعہ ۲۷۸ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ مجموعہ کے عذر کرسکتے ہین۔ بہت زور کے ساتہہ یہہ بہی اصرار ہوا ہے کہ وہ یعنی مرتہن چونکہ تنہا اور نیز اپنی راہن کے اتفاق راے کے بغیر حاضر عدالت ہوا ہے لہذا بطور اوس شخص کے متصور نہین ہوسکتا ہے جسکو اختیار تحریک عدالت کا بموجب دفعہ ۹۳ ایکٹ انتقال جایداد کے حاصل ہوتا ہے۔ ہمنے فریقین کی بحث کو سماعت کیا ہے اور مقدمہ کے کل حالات پر نظر کرکے ہمکو یہہ اطمینان نہین ہے کہ عدالت ماتحت بلا اختیار تہی بشرطیکہ دفعہ ۲۷۸ کو دفعات ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ کی شعاع مین پڑہکر بہ نسبت اون اشخاص کے جامع بہی تصور کیا جاوے جو بہ نسبت قرقی جایداد کے عدالت اجرا کنندہ ڈگری مین بموجب اوس باب کے عذرداری کرسکتے ہین

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص بحیثیت عنایت الله مرتہن قابض جایداد جسکے قرقی و نیلام کا حکم ازروے ڈگری کے ہوا ہے مناسب طور پر عدالت سے اس امر کے تجویز کرنیکی تحریک کرسکتا ہے کہ آیا وہ اپنی راہن بلونت سنگہہ کی جایداد پر ازروے دستاویز مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۵۳ء کے قابض

...ادرہ سکے نہین ہے اور اوسکے طرف سے امانتاً قابض نہین ہے بلکہ ایسے حالات مین بشمول اوس روپیہ کے امانت کے جو اوس نے جمع کیا تہا اور اوسی مہینہ کے اخیر مین اطلاعنامے جاری ہوے تہے وہ بایہ ہے کہ جس سے وہ مستحق ہے کہ عدالت سے یہہ حکم پہنچنے کی درخواست کرے کہ کہیم چند کی اجرا ڈگری مین جایداد قابل نرقی کے نہین ہے۔ چونکہ یہہ کیفیت ہے پس ہم خیال کرتے ہین کہ جو حکم مناسب اسمقدمہ مین ہمارے اختیار امتیازی سے صادر ہونا چاہیے وہ یہہ ہے کہ یہہ درخواست معہ خرچہ کے دسمس کیجاوے۔

ضلع میرٹھہ اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۹۰ء منفصلہ ۲ دسمبر

کشن سہاے بنام الہ داد خان و یک کس دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ ضمن (۲)۔ امر تجویز شدہ۔ اجرا ڈگری۔ اصول امر تجویز شدہ کا اجرا ڈگری سے متعلق ہے۔

جس صورت مین کوئی شخص خود اپنی درخواست سے ایک اپیل مین فریق رسپانڈنٹ قایم کیا گیا تہا اور مقدمہ بصیغہ اپیل حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز روداد ی کے واپس گیا اوس شخص نے عملاً کوئی تدبیر کسی قسم کی بدمارہ جوابدہی نالش کے نہین کی۔ تجویز ہوئی کہ وہ شخص بعد از ان بطور عذرداری بصیغہ اجرا ڈگری کے اون امور کا عذر نہین کرسکتا ہے جسکو وہ بطور اپنی جزو جوابدہی نالش کے پیش کرسکتا تہا بشرطیکہ وہ جوابدہی نالش کی کرنا پسند کرتا۔ رام کرپال بنام روپ کنوری (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹) پر حوالہ ہوا۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

کالون وسندر لال منجانب اپیلانٹ عبد الروف منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل مقدمہ اجرا ڈگری سے پیدا ہوا ہے ایک شخص مسمی الہ داد خان نے اپنی نالش بنام اسمٰعیل خان وغیرہ کے دایر کی تہی جسمین اوس نے دعوے دخل اپنے حصہ کا اپنی باپ کے جایداد سے کیا تہا۔ اوسکی نالش عدالت مرافعہ اولی سے بدین تجویز ڈسمس ہوئی تہی کہ وہ غیر صحیح النسب ہے بالاخر نالش مذکور بصیغہ اپیل عدالت ہذا مین آئی۔ الہ داد خان اپیلانٹ تہا اور جب اپیل مذکور عدالت ہذا مین دایر تہا لالہ کشن سہاے نے جو اس اجرا ڈگری کے اپیل کا اپیلانٹ ہے ماہ ... سنہ ۱۸۸۸ء کو اس عدالت مین اس بیان سے درخواست داخل کی تہی کہ وہ خریدار جایداد متنازعہ کا ہے اور مقدمہ مین رسپانڈنٹ بنائے جانیکی درخواست کی کیونکہ مقدمہ اپیل کا تہا۔ اوسی روز اوس

عدالت سے ایک حکم بموجب دفعہ ۴۳۲ و ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر از دیاد زر نیلام بروہ بطور ساخت نقد
مقدمہ کے صادر کیا۔ نقل اپیل عدالت ہذا کا یہہ ہوا تہا کہ ۶ اپریل ۱۸۸۸ء کو عدالت ہذا نے اپیل
میں تجویز منظور کیا تہا کہ الہ داد خان مدعی صحیح النسب تہا اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے واسطے تجویز روداد کے واپس بہیجا تہا۔ اب دیکہنا چاہیے جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین کہ
حکم واپسی مقدمہ کا ۶ اپریل ۱۸۸۸ء کو صادر ہوا تہا۔ اوس حکم واپسی مقدمہ مین کشن سہاے ایک
فریق تہا۔ ۲۹ جنوری ۱۸۸۹ء عدالت ماتحت مین مقرر ہوی تہی ہم قیاس کرتے ہین کہ واسطے سماعت
مقدمہ کے مقرر ہوی تہی۔ اور اوس مہینہ کی ۱۲ تاریخ کو کشن سہاے نے ایک درخواست ارسال و
مہری ۱۱ جنوری پیش کی تہی جسمین اوس نے دو مہینہ کی مہلت کی درخواست اس بنیاد پر کی تہی کہ اوسکی
شہادت دستاویزی طیار نہین ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۸۸۹ء کو جج ماتحت نے حکم مشعر منظوری مہلت
ایک ماہ بحق کشن سہاے کے صادر کیا اور واسطے سماعت کے ۶ مارچ ۱۸۸۹ء مقرر کی تہی۔ ایک
روز قبل ۶ مارچ کے یعنی ۵ مارچ کو کشن سہاے ایک درخواست بدین بیان داخل کی کہ مدعی الہ داد خان کے
جہوٹہہ بیانات سے جایداد پر روپیہ پیشگی دینکی ترغیب ہوی تہی کہ وہ بطور فریق ثانی کے بموجب
دفعہ ۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کیا جاوے اور جواب دعوی داخل کرنیکی اوسکو اجازت دیجاوے
اور امور تنقیح طلب قایم کیجاوین اور اوسکے مقابلہ مین مقدمہ کی تجویز کیجاوے۔ ۶ مارچ ۱۸۸۹ء کو جج
ماتحت نے صحیح طور پر یہہ تجویز کی تہی کہ چونکہ ہائیکورٹ نے بذریعہ اپنی حکم کے جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اوسکو
فریق مقدمہ کر دیا ہے لہذا وہ اوسوقت تک فریق مقدمہ متصور ہوگا کہ جسوقت تک اوسکا نام خارج
نکیا جاوے اور یہہ کہ اوسکی محض بطور فریق اپیل کے نہین تہی اور درخواست نامنظور کی۔ اگر وہ
جوابدہی کرنا پسند کرتا تو ۵ مارچ ۱۸۸۹ء کے بہت عرصہ قبل بیان تحریری داخل کر سکتا تہا اور
اوس مین جوابدہی کو پیش کر سکتا تہا جو اوسکو حاصل تہی یا جسکا حاصل ہونا وہ خیال کرتا تہا
اوسکے مقابلہ مین مقدمہ اوسوقت شروع ہوا تہا کہ جسوقت وہ اوسمین فریق بنایا گیا تہا اور اوس امر
کیوجہ سے اگر اوسکا ایسا ارادہ ہوتا تو اپنا بیان تحریری اس عدالت مین اپیل کے دوران مین بہی داخل
کر سکتا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کشن سہاے نے کوئی تدبیر بیان تحریری داخل کرنیکی قبل ۵ مارچ
۱۸۸۹ء کے نہ اس عدالت مین کی اور نہ عدالت ماتحت مین اور یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ جو درخواست
اوس نے اس عدالت مین داخل کی تہی جسپر حکم ۱۱ مئی ۱۸۸۸ء کا صادر ہوا تہا اوسمین اوس نے اپنا
استحقاق محض خریدار دارندہ سرٹیفکٹ نیلام کا بیان کیا تہا۔ بالاخر وقت تجویز مکرر نالش کے جو عدالت

حکم واپسی مقدمہ عدالت ہذا کے ہوئی یعنی دعوی دخل مدعی کا ڈگری کیا تہا جب مدعی اوس ڈگری کے جاری کرانے مین مصروف ہوا تو لالہ کشن سہاے نے عذرات داخل کی جو شمار مین ساکت ہین اونمین سے صرف ایک عذر نمبری ۲ پر اس عدالت مین استدلال کیا گیا ہے فی الحقیقت دیگر عذرات مین کچہہ بہی نہین ہے اب بہ نسبت اوسکے یہہ راے ہے کہ لالہ کشن سہاے بطور جوابدہی اوس امر کو جسکا بیان نمبر ۲ مین ہے پیش کر سکتے تہے بشرطیکہ وجہ جوابدہی کی حد تک مطلقاً پہونچتا بہی ہو۔ وہ یہہ بات یا تو اس عدالت مین جب مقدمہ یہان تہا کر سکتا تہا یا بدرجہ اخیر عدالت ماتحت مین وقت مناسب پر کر سکتا تہا۔ اندرینحالات ہماری یہہ راے ہے کہ یہہ مقدمہ ایسا ہے جو اصول تشریح ۲ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے۔ اگرچہ دفعہ ۱۳ عبارتاً متعلق نہو سکے تاہم پریوی کونسل نے ایک ہمشکل مقدمہ مین عدالتہاے ہند کو بتلا دیا ہے کہ اصول قانون جو دفعہ ۱۳ مین ہے کارروائیات صیغہ اجراے ڈگری سے بہی متعلق ہے۔ جس مقدمہ پر ہم حوالہ کرتے ہین وہ رام کرپال بنام روپ کنوری لا انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ ہے۔ فی الحقیقت لالہ کشن سہاے نے ظاہراً کسی ایسے جوابدہی کا جو اونکے عذرات کے فقرہ ۲ سے پیدا ہو ممکن ہے اوسوقت تک ایما بہی نہین کیا تہا کہ جسوقت جج ماتحت اوس مقدمہ کے فیصل کرنے پر امادہ ہوگئے تہے جو ڈگری واپسی کے اونکے روبرو پیش تہا۔ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین۔

ضلع سہارنپور اپیل اول نمبر ۱۴۵ ۱۸۸۹ع منفصلہ ۸ نومبر صفحہ ۲۴۳ انگریزی

چین سکہہ رام ویک کس دیگر بنام پاربتی ویک کس دیگر

اپیل اول نمبر ۱۴۳ ۱۸۸۹ع

منسا رام ویک کس دیگر بنام سندر ویک کس دیگر

شاستر رواج - تبنیت بہانجہ کی - بوہرہ برہمنان -

ممالک مغربی شمالی اضلاع شمالی کے بوہرہ برہمنوں میں ایک رواج جائز اور قانونی ہے جسکے روسے اوس قوم کا کوئی شخص اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی کر سکتا ہے -

یہہ دو نالشیں تہیں جو جائداد واحد سے متعلق تہیں اور جنمیں ایک ہی امر قانونی پیش کیا گیا تہا یعنے نسبت امکان اس امر کے کہ کوئی شخص اوس قوم کا جو بوہرہ برہمن کے نام سے مشہور ہے اپنی بہن کے بیٹے کو جواز متبنی کر سکتا ہے - سماعت اپیلوں کی یکجائی ویک ساتہہ ہوئی تہی اور ایک ہی فیصلہ دونوں میں صادر کیا گیا تہا - واقعات ان مقدموں کی جہانتک واسطے اغراض اس رپورٹ کے ضروری ہیں فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں -

راجندر ناتہہ منجانب اپیلانٹان

اجودہیا ناتہہ و کاشی پرساد و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان مقدمہ اپیل اول نمبر ۱۴۵

کامن و بنرجی منجانب اپیلانٹان

اجودہیا ناتہہ و کاشی پرساد و سندر لال و راجندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹان مقدمہ اپیل اول نمبر ۱۴۳

ایج صاحب چیف جسٹس و نرل صاحب جسٹس - ان دو اپیل اول میں جنکی سماعت ہمنے کی ہی ہمنے یہہ مناسب سمجہا تہا کہ فیصلہ تحریری صادر کیا جاوے کیونکہ جن امور پر ہماری رائے میں ان اپیلوں کا مدار ہے وہ ممالک ہذا کے بعض شمالی اضلاع کے جماعت ہنود کے جز ذکر شدہ کے لئے بہت اہم امور ہیں -

جن نالشوں سے یہہ اپیل ظہور پذیر ہوئی ہیں وہ ایسی نالشیں ہیں جنمیں دخلیابی جائداد کا دعوی ہوا تہا اپیل اول نمبر ۱۴۵ ۱۸۸۹ع بنا راضی ڈگری جج ماتحت سہارنپور مشعر درستی نالش ابتدائی نمبری ۱۵ ۱۸۸۵ع کے ہے اوس نالش میں مدعیان نے یہہ بیان کیا تہا کہ ایک شخص مسمی پریم سکہہ داس متوفی از روے وصیتنامہ نوشتہ بلدیو سہاے کے جو مالک جائداد کا تہا مالک اور قابض جائداد متدعویہ نالش کا ہوا تہا - مدعیان نے بیان کیا ہے کہ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ع کو بروقت وفات پریم سکہہ داس لاولد کے اوسکی جائداد شاستر اولاد لیشر داس کو پہونچی تہی اور ایک شخص مسمی منگل رام نے جو اولاد مذکور میں سے ایک شخص

ہے بذریعہ دستاویز مورخہ ۳۰ جولائی ۱۸۷۱ع کے اپنا ایک ثلث حصہ مدعیان کو دیدیا ہے۔ مدعیان نے بذریعہ
اپنی نالش کے ایک ثلث حصہ مذکور کو سماۃ پاربتی اور سماۃ سندر مدعا علیہم سے جو بیوگان بلدیو سہاے کے
ہین اور قابض ہین دلاپانیکی درخواست کی ہے۔

اپیل اول نمبر ۲۲ ابتدا اضلاع ڈگری جج ماتحت سہارنپور کے ہے جسکے روسے نالش ابتدائی نمبر ۳
۱۸۷۲ع ڈسمس ہوئی تھی۔ نالش اخرالذکر ہین مدعیان نے جو الشیر داس کے اولاد مین سے دو شخص
ہین اوسی جایداد کے چند حصص کا جو بلدیو سہاے کی تھی اس بیان سے دعوے کیا ہے کہ پریم سکھہ داس
نے وہ جایداد بذریعہ وصیتنامہ بلدیو سہاے مورخہ ۱۸۶۵ع کے پائی تھی اور پریم سکھہ لاولد کی وفات پر
۳۰ جولائی ۱۸۷۱ع کو جایداد بشاستر الشیر داس کی اولاد کو پہونچی تھی۔
مدعیان نالش ابتدائی نمبر ۱۸۷۳ع نے استدعا دلاپانے اون حصص کی جنکی نسبت وہ لکھتے ہین
ہے کہ وہ مستحق ہین سماۃ پاربتی و سماۃ سندر بیوگان بلدیو سہاے سے کی ہے۔ مدعیان نالش ابتدائی نمبر ۱۸۷۳ع
مدعا علیہم ہین بھی نالش ابتدائی نمبر ۱۸۷۳ع مین بنائے گئے تھے۔
ہر نالش مین واصلات کا دعوی کیا گیا ہے۔

اصل جوابدہی ہر نالش مین جسپر سماۃ پاربتی و سماۃ سندر کو استدلال تھا یہہ تھی کہ پریم سکھہ داس کو
بطور بیٹے کے بلدیو سہاے نے ۱۸۶۱ع مین متبنی کیا تھا اور پریم سکھہ داس نے اسطرحپر متبنی ہوکر جایداد پائی
تھی اور نہ بذریعہ وصیت ۱۸۶۵ع کے اور جایداد پریم سکھہ داس کی بحیثیت پسر متبنی بلدیو سہاے اوسکی وفات
پر یا کبھی الشیر داس کی اولاد کو نہین پہونچی اور بیوگان بلدیو سہاے کی نہ صرف قابض ہین بلکہ بطور ماں پریم
سکھہ داس کے مستحق دخل کل جایداد متدعویہ کی ہین۔
پریم سکھہ داس بیٹا چھجو رام کا تھا جو الشیر داس کا پوتا تھا۔ پریم سکھہ داس کی ماں بلدیو سہاے کی
ایک بہن تھی۔ بلدیو سہاے الشیر داس کی اولاد مین نہین تھا۔ بلدیو سہاے اور چھجو رام بوہرہ برہمن تھے
منجانب سماۃ پاربتی او سماۃ سندر مدعا علیہم سپاندنشان کے یہہ حجت نہین ہوی تھی کہ بموجب شاستر
کے قطع نظر رواج کے بلدیو سہاے جو تھا اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی کر سکتا تھا بلکہ یہہ حجت ہوی تھی کہ بموجب
عام رواج بوہرہ برہمنون کے جو ملک کے اوس حصہ مین رایج تھا جسمین بلدیو سہاے اور چھجو رام رہتے تھے
بوہرہ برہمن اپنی بہن کے بیٹے کو قانوناً اور جوازاً متبنی کر سکتا ہے۔ منجانب مدعیان اپیلانٹان اپیل درکار
نمبر ۲ سنہ ۱۸۷۳ع کے ہمارے روبرو یہہ حجت ہوی تھی کہ بلدیو سہاے نے فی الواقع پریم سکھہ داس کو
کبھی متبنی نہین کیا تھا اور علاوہ براین اگر بلدیو سہاے نے فی الواقع پریم سکھہ داس کو متبنی کیا تھا تو رواج

مبنیہ مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کا موجود ہونا ثابت نہین ہوا ہے اگر موجود بھی ہو تو وہ شاستر پر غالب نہین ہو سکتا ہے علاوہ اسکے اوسکو تبدیل کر سکتا ہے لہذا متبنیت متنظرہ خلاف قانون اور کالعدم ہے۔

منجانب مدعیان اپیلانٹان اپیل ول نمبر ۴۲ سنہ ۱۸۶۸ع کے اس امر پر حجت نہین ہوتی ہے کہ گدہر یو سہاے نے پریم سکھ داس کو متبنی کیا تھا بلکہ یہہ حجت ہوی ہے کہ کوی رواج جیسا کہ بیان ہوی ثابت نہین ہوا ہے یا اگر ثابت ہوا ہے تو وہ شاستر پر غالب نہین ہے اور نہ اوسکو تبدیل کر سکتا ہے لہذا متبنیت مذکور خلاف قانون اور کالعدم ہے۔

منجانب مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے یہہ اور حجت ہوی ہے کہ بوجہ دفعہ ۱۰ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع کے واقعہ اور جواز تبنیت پریم سکھ داس پر اب اعتراض نہین ہو سکتا ہے اور اس اخیر حجت کے تائید مین فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ جگن ناتھ جو دہرای بنام دکھنا موہن (لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۹) و مقدمہ مذکور مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰) پر استدلال ہوا ہے۔ چونکہ بموجب اون وجوہ کے جو ابھی آیندہ بیان کیجاوینگی یہہ راے قرار پای ہے کہ واقعہ تبنیت اور وہ رواج جسپر تائید جواز اوس تبنیت کے استدلال ہوا ہے ثابت ہو چکا ہے اور جو رواج ثابت ہوا ہے وہ جائز رواج ہے لہذا ہم کوی راے نسبت حجت میعاد سماعت کے یا اون دیگر امور کے ظاہر کرنا نہین چاہتے ہین جنپر غور کرنا ضروری ہوتا بشرطیکہ ہماری یہہ راے قرار پای کہ تبنیت فی الواقع نہین ہوی ہے یا وہ ناجائز ہے۔ یہہ دلیل عام ہے کہ اگر گدہر یو سہاے نے جائز طور پر پریم سکھ داس کو متبنی کیا ہے تو ہر اپیل کے مدعیان اپیلانٹان کو کوی استحقاق نسبت جایداد متنازعہ کے یا اوسمین سے کسی کے نسبت حاصل نہین ہے۔

پہلے ہم اس بحث کو طے کرینگے کہ آیا ایسا رواج جیسا کہ بیان ہوا ہے قانوناً پذیر ہو سکتا ہے اور شاستر متعلقہ تبنیت پر جو برہمنون مین مروج ہے غالب آ سکتا ہے اور اوسکو تبدیل کر سکتا ہے یا نہین۔ منجانب مدعیان اپیلانٹان کے باستحکام یہہ حجت کی گئی ہے کہ از روے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ سندر بنام پاربتی (انڈین لا رپورٹ اپیل ہند جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۶) کے یہہ حجت طے ہو چکی ہے اور جسمین حکام عالیمقام نے بصفحہ ۱۹۲ رپورٹ مذکور کے یہہ فرمایا ہے۔ اگر اس امر کا تجویز کرنا ضروری ہوتا تو حکام عالیمقام کو تامل ہوتا کہ اس راے کے قبول کرنے مین کم دقت ہوتی کہ ہندو برہمن قانوناً خود اپنی بہن کے بیٹے کو متبنی نہین کر سکتا ہے۔ لہذا اس مقدمہ مین جسمین نالش فیمابین مدعاعلیہم رسپانڈنٹان حال مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کے ہتھی مسماۃ

سند سے ڈگری تقسیم جایداد متنازعہ حال کے چاہی تھی یہہ بحث حکام عالیمقام پریوی کونسل کے روبرو
یا اس عدالت کے روبرو جبکہ مقدمہ مذکور اس عدالت کے روبرو بصیغہ اپیل بنا راضی ڈگری مورخہ
۷ ماہ فروری سنہ ۱۸۸۰ء صادرہ جج ماتحت سہارنپور کے پیش تھا نہین کی گئی تھی کہ ایا جس رواج کا
بیان ہوا ہے وہ جایز ہو سکتی ہے یا نہین اگرچہ ان اپیلون کی بحث کے دوران مین یہہ بیان کیا گیا
ہے لیکن یہہ بات سچ ہے یا نہین ہمارے روبرو ان مسلون سے ثابت نہین ہوتا ہے کہ دعوی جسکی
شہادت اوس مقدمہ مین جج ماتحت کے روبرو پیش کی گئی تھی۔ جو ازا ایسے رواج کا جسکے روسے بہن کا
بیٹا ماما یا ہر کے نام ہی برہمنون مین متبنی کیا جا سکتا ہے اور اوسی قسم کے رواج کا جسکے روسے بیٹی کا بیٹا
تا نجور و ترچنا پلی و ٹینیولی کے برہمنون مین متبنی کیا جا سکتا ہے ہائیکورٹ مدراس اجلاس ہا سے
کامل نے مقدمات ایرا نجولی الہ ولیشونا سبدرنی بنام ایرا نجولی الہ کرشنا سبدرنی (انڈین لاریورٹ
سلسلہ مدراس جلد ۷ صفحہ ۳) اور دیر تادا بنام اپو (انڈین لاریورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)
مین عدالتانہ تسلیم کیا ہے۔ جواز ایسے رواج کا جسکے روسے پنجاب کے بعض برہمنون کی قومون مین بہن
کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا ہے چیف کورٹ پنجاب نے عدالتانہ تسلیم کیا ہے۔ مقدمات متعلقہ پنجاب
عبارت ذیلی متعلقہ صفحات ۱۴۱ و ۲۴۴ ہندو شاستر تبنیت مولفہ گلاب چند سرکار مین جمع کئے گئے ہین
(ٹاگور لا لکچر سنہ ۱۸۸۸ع)۔ اور قاعدہ شاستر جو عموماً مسلمہ ہے جسکے روسے دو جنمی قومون مین تبنیت بہن
کے بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی ممنوع ہے ہند کے بہت سے حصون مین تابع رواج ہو گیا ہے یا رواج سے
تبدیل ہو گیا ہے یا اسکا تا اوسکی کبھی تعمیل نہین ہوئی ہے اون مقدمات سے اخذ کیا جا سکتا ہے جو
عبارت ذیلی متعلقہ فقرہ ۴۴ صفحات ۱۳۷ و ۱۳۸ طبع چہارم دہرم شاستر ورواج مولفہ مین صاحب مین جمع
کئے گئے ہین مثلاً لک صاحب کے دہرم شاستر ہندو کہا دیا جاتا ہو لکھا صفحہ ۷۴ و صفحات مابعد مین شکوک عظیم
بہ نسبت صحت اس اصول منظورہ دہرم شاستر کے پیدا کئے گئے ہین کہ جو شخص متبنی ہونیکو ہو وہ ایسا ہونا چاہیئے
جسکی مان کے ساتھہ شادی جایز ہو سکتی جالتیکہ وہ متبنی کرنیوالے کا صحیح النسب بیٹا ہوتا۔ مندلک صاحب
نے اپنی بیش قیمت رسالہ مین یہہ بحث کی ہے کہ اوس اصول کے شاستر ہیو ندکاری ایک نتیجہ غلط
تشبیہات اور یہا ایک اصول عام کے قایم کرنیکا تھا جو اصلی کتابون کی غلط ترجمہ پر مبنی ہے صفحہ ۷۹ مین
بمبئی پریزیڈنسی کا ذکر کرکے مندلک صاحب نے یہہ کہا ہے۔ اسطرح اس پریزیڈنسی کے کل قومون
اور فرقون مین تبنیت بہن کے بیٹے کی عام ہے تبنیت دوسرے لینے بیٹی کے بیٹے کی اس سے بھی زیادہ
عام ہے۔ یہہ بحث کہ ایا رائے مندلک صاحب کے بنسبت اصلیت اور صحت شدہ بالا کے صحیح ہے

یا نہیں ہم واسطے فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل کے چھوڑ دینگے۔ حسن اتفاق سے ان اپیلون مین جو ہمارے روبرو پیش ہین ہمکو کوئی ضرورت اوس بارہ مین رای ظاہر کرنیکی نہین ہے۔ واسطے اغراض حال کے یہہ فرض کر سکتے ہین کہ جو قاعدہ سدرلینڈ صاحب نے صفحہ ۱۸۲ مین یہہ قایم کیا تھا کہ اول اور اصلی اصول یہہ ہے کہ جو شخص متبنی ہو بیٹا ہو وہ ایسا ہونا چاہیے جسکی ماں سے متبنی کرنیوالے کا جایز شادی ہو سکنے ذریعہ سے وہ متبنی کرنیوالے کا سچا النسب ہوتا ہے قاعدہ شاستر کا ہے جو مین اعلی اور ادنی سب ہندو فرقون سے متعلق ہے۔ ہمکو صرف اسقدر کہنا چاہیے کہ ہم بخیال مصنفان دا ڈایجسٹ دھرم شاستر ویسٹ و بوہلر صاحبان کے اتفاق کرتے ہین کہ دھرم شاستر بلا کسی حکم قانونی کے تابع ترمیم کا بزور رواج کے ہے اور رواج مذکور واسطے جملہ اغراض و بنیادی کے خود بناے دھرم شاستر کے متعدد ہو سکتا ہے۔ پس جب کوئی رواج ثابت ہوتا ہے تو اوسکے رو سے عام قاعدہ جہانتک کہ وہ وسعت پذیر ہے معدوم ہو جاتا ہے لیکن تاہم عام قاعدہ کے رو سے اوس کل کا انتظام ہوتا ہے جو حیطہ رواج مذکور سے خارج رہتا ہے (ڈایجسٹ ہندو لا مولفہ ویسٹ صاحب و بوہلر صاحب طبع سوم جلد ۱ صفحات ۱ و ۲)

حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ شاستر کی تبدیلی ایسے امور اہم مین منجملہ دیگر امور کے جیسے کسی خاندان کے نسل مین اور جایداد موروثی کے قابل التقسیم ہونے مین بذریعہ رواج کے ہو سکتی ہے

ہمکو کوئی شبہ نہین ہے کہ بوہرہ برہمنون مین عموماً یا کسی خاص حصہ ملک کے بوہرہ برہمنون مین یہہ رواج کہ بہن کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ ثابت ہو رواج جایز ہے اور متبنیٰ مذکور کو جایز کرتا ہے

اب ہم اس امر کے تجویز کرنے مین مصروف ہونگے کہ آیا ملک کے اوس حصہ مین جسمین اور جسکے گرد و نواح مین بدیو رہا ہے اور چھچو رام رہتی تھی جہانتک بوہرہ برہمنون کو تعلق ہے رواج مذکور ثابت ہوا ہے یا نہین۔

بوہرہ برہمن ممالک مغربی و شمالی کے اضلاع شمالی مین پالی پالی واقع راجپوتانہ سے آئی ہین وے تاجر برہمنون کے قوم کے ہین جیسا کہ قوم کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ فیلن صاحب کے ہندوستانی و انگریزی ڈکشنری کے صفحہ ۱۵۳ کے بموجب لفظ بوہرہ کے معنی بیوپاری مہاجن بازار نقد کا دینیوالا اور نیز فیلن صاحب کے قول کے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ بوہرا لوگون کی ابتدا گجرات ہے جہان وے نو مسلم ہو گئے ہین لیکن ممالک وسط اور مغربی ہند مین اور ممالک مغربی و شمالی مین وہ

اوس جزو مین اسٹیٹسٹکل ڈسکرپٹیو و ہسٹاریکل اکونٹ ممالک مغربی و شمالی دربارہ حالات پیمایش و ابتدائی و حالات تاریخی واقع ہند کے جو بحکم گورنمنٹ ہند طیار ہوا ہے اور متعلق

ضلع مظفرنگر کے [illegible] ۱۹۰۳ مین یہہ بیان ملتا ہے کہ رستی یا بوہری بعض [illegible]
[illegible] برہمن کے طبقہ کی [illegible] کے ہین مگر [illegible]
سے بالکل اسطرح علیحدہ ہو گیا ہے کہ وہ بطور ایک کے منجملہ متفرق فرقون کے جنکی [illegible]
سے مشہور ہوئے ہین اس فرقہ کے اور نام [illegible] بوہری [illegible]
نکلی [illegible] ہوئے ہین اور اپنی اعلی مقام کے وجہ سے پلی وال کہلاتے ہین اور بڑے سوداگر
و صرافت [illegible] کے [illegible] خدمت کے ہین ۔

ہمارے روبرو دوران بحث مین ہر نالش مین جو شہادت قلمبند ہوئی تہی اوسکو بطور شہادت دونون فریقون کے اون لوگون نے پڑہا تہا جو متفرق فریقون کے طرف سے حاضر ہوئے تہے۔ بیان [illegible] دیا تہا [illegible] جو بجانب مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۱۵۹ [illegible] مین حاضر ہوئے ہین یہہ بیان کیا تہا اور جو لوگ فریق ثانی کے طرف سے حاضر ہوئے ہین اونہون نے اس امر سے انکار کیا تہا کہ مظفرنگر اور اضلاع گرد نواح مین جنون کے [illegible] بوہرہ برہمن ہوتے ہین اس بارہ مین ہمارے روبرو کوئی شہادت نہین ہے اور ہم اس بیان کا ذکر محض بطور اوس تشریح کے کرتے ہین جو اس امر کے کی گئی ہے کہ ان اپیل کے مسلون مین ہمارے روبرو بہت سے شہادت رواج منجملہ دیگر اقوام کے اوس ملک کے قوم بنیہ کی ہے جسکے رو سے بہن کا بیٹا متبنی کیا جا سکتا

بوہرہ برہمنون مین اس رواج کے وجود کے تائید مین منجملہ دیگر امور کے بہت سے بوہرہ برہمن گواہ طلب کئے گئے تہے۔ بدرجہ اقل اون بوہرہ برہمن گواہان مین سے دس گواہ ضلع مظفرنگر اور سات گواہ ضلع میرٹھ کے تہے اور اوسمین سے دیگر گواہان بلندشہر اور علیگڑھ دہلی سہارنپور متہرا اٹاوہ اور کانپور کے تہے۔ اون کل گواہون نے رواج موجودہ حال کا بیان کیا ہے اور بہتون سے بہت گواہون نے بہن کے بیٹے کے تبنیت کی مثالین بیان کی ہین اور اوسمین سے بہتون نے یہہ بیان کیا ہے کہ ہمکو ہمارے باپ اور بزرگون نے اطلاع دی تہی کہ رواج موجود ہے جہانتک ہماری [illegible] کی گئی ہے ایسے تبنیت کی [illegible] صورتین مین جسمین یہہ ثابت ہے کہ پسر متبنی اوس شخص کی جائداد پر جانشین ہوا تہا جس نے اوسکو متبنی کیا تہا اور اون [illegible] مین سے ایک صورت مین پسر متبنی نے خاندان کے دیگر اہالی سے ترکہ پایا تہا۔ ہم ججان ماتحت سے اس امر مین اتفاق کرتے ہین کہ رواج ثابت ہے۔ ہمکو اس امر کے خیال کرنیکی کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ وہ سب بوہرہ برہمن گواہ مرتکب حلف دروغی کے ہوئے ہین ۔ ہمارے نزدیک [illegible]

اس امر پر بہت اصرار ہوا تھا کہ ملبد یو سہاے نے ۱۸۸۰ء میں وصیت کی پریم سکھ داس کے حق میں اور اوس وصیت کا مطلب یہہ ہے کہ ملبد یو سہاے نے فی الواقع کبھی پریم سکھ داس کو متبنیٰ نہیں کیا تھا اور اگر فی الواقع اوس نے پریم سکھ داس کو متبنیٰ کیا تھا تو وہ جانتا تھا کہ تبنیت ناجائز ہے اور اس اخیر امر کے نسبت شہادت سوالات جرح مسماۃ پاربتی (دستاویز نمبر ۴۴۴) پر بھی استدلال ہوا ہے۔ سوالات جرح میں مسماۃ پاربتی نے یہہ بیان کیا ہے کہ ملبد یو سہاے نے پریم سکھ کے حق میں وصیت بھی کی تھی رشتے ملبد یو سہاے سے پوچھا تھا کہ وہ کیون وصیت کرتا ہے اور اوس نے مجھ سے کہا تھا کہ بہن کے بیٹے کی متبنیٰ کرنیکی شاستر میں اجازت نہیں ہے ملبد یو سہاے اس خیال میں تھا کہ شاستر میں بھانجے کے متبنیٰ کرنیکی اجازت نہیں تھی یہہ بہت ممکن ہے کہ ملبد یو سہاے کا یہہ خیال ہوا ہو کہ بوجہہ بعض شاستروں کے ایسے تبنیت ناجائز ہو اور بوہرہ برہمنون میں جو رواج ہے وہ عدالتوں میں واسطے جواز تبنیت کے کافی نہ قرار پاوے۔ ایک امر ظاہر ہے وہ یہہ ہے کہ ملبد یو سہاے کا ایہہ ارادہ تھا کہ اگر بعد وہ اوسکے بیٹا یا بیٹے پیدا ہون تو پریم سکھ داس کو بذریعہ اوس کے وصیت کے اوس سے زیادہ حصہ جایداد کا ملے جو پریم سکھ داس اندر بحالات بطور پسر متبنیٰ کے پا سکتا۔

ملبد یو سہاے کی حالت وشکوک یا اغراض ۱۸۸۰ء میں جو کچھہ رہی ہون سو ہون ہماری راے میں یہہ امر خارج از شبہہ ہے کہ ملبد یو سہاے نے ۱۸۷۱ء میں فی الحقیقت پریم سکھ داس کو متبنیٰ کیا تھا اور بحالات شہرت عظیم متبنیٰ کیا تھا۔ اوس تبنیت کے رسم کے شہادت کے لئے بہت سے بوہرہ برہمن بلائے گئے تھے اور اون میں سے بہت سے لوگ اوس رسم کے وقت حاضر ہوے تھے اور اوس تبنیت کے ہو چکنے کا حال برادری میں اور اوس حصہ ملک کے بوہرہ برہمنون میں بخوبی مشہور تھا جب ملبد یو سہاے مرا تھا تو داخل خارج نام کا بحق پریم سکھ داس ہوا تھا اور اون داخل خارج نام کی کارروائیون میں پریم سکھ داس بطور پسر متبنیٰ ملبد یو سہاے کے بیان کیا گیا تھا بجائز کیا رہ مقدمون کے داخل خارج کی کارروائیون میں یاد تھی کاغذات میں وہ اس طرح جیسے بیان کیا گیا تھا۔ یہہ بات دستاویزات نمبری ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰-۸۳۱-۸۳۱ سے ظاہر ہوتی ہے۔

وصیت ۱۸۸۰ء میں کی گئی تھی بعد وصیت ہو جانیکے پریم سکھ داس بولایت ملبد یو سہاے کے نالش کرنیمین اور اوسکی عرضی دعوے درخواست مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۲ء (دستاویزات نمبر ۸۱۸ و ۸۱۹) میں بطور پسر متبنیٰ ملبد یو سہاے کے بیان ہوا تھا۔ وصیت ۱۸۸۰ء سے شہادت تبنیت کی حاصل ہوتی ہے

اوس مین ایک فقرہ ہے جسکا ہم ترجمہ حسب ذیل ہے۔

[illegible] پرورش اور تعلیم کیا ہے جسکی [illegible] بنایا ہے اور جو کچھ کہ سے میرے ساتھ رہتا ہے بعد میرے مالک اور وارث کل جایداد وغیرہ کا ہوگا۔

۲۹ فروری ۱۸۸۰ء کو جج ڈسٹرکٹ سہارنپور نے سرٹیفکیٹ ولایت املاک پریم سکھہ داس کا نابالغی اور دیگر اشخاص کو عطا کیا تہا سو ہی کنہی رام منجملہ مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۹۲ ۱۸۸۱ء کے ایک مدعی اپیلانٹ ہے اور اوس سرٹیفکیٹ مین پریم سکھہ داس بطور پسر متبنی بلدیو سہاے متوفی کے بیان کیا گیا ہے۔

ہمارے روبرو اس بات پر اصرار کیا گیا ہے کہ جو نالش فیمابین مسماۃ سندر اور پاربتی کے ہوئی تہی اوسمین مسماۃ اخرالذکر نے تبنیت سے انکار کیا تہا۔

اوس نالش مین مسماۃ پاربتی جو بڑی بیوہ تہی مسماۃ سندر چھوٹی بیوہ کو جایداد مین حصہ پانے سے خارج کرنیکی کوشش کرتی تہے اور اوس خیال کی غرض سے اوسوقت کی صورت قانونی حقوق اون مسماتون کے جو باہم تہی اوسپر تبنیت سے انکار کرنا لازم تہا۔ مسماۃ پاربتی نے اوس نالش مین بیان کیا تہا کہ وہی تنہا قابض ہے۔ مسماۃ پاربتی کی حجت اوس نالش مین جو کچھہ رہی ہو سو ہو اوس سے پریم سکھہ داس کے حق مین [illegible] ۱۱ فروری ۱۸۸۱ء کو بشمول مسماۃ سندر کے ایک درخواست دستاویز نمبر (۱۹) اس نے داخل کی تہی کہ جایداد تحت کورٹ آف وارڈس ہونے پاوے اور اوس درخواست مین پریم سکھہ داس کو بطور پسر متبنی بلدیو سہاے کے بیان کیا تہا۔ اوس درخواست مین ان مسماتون نے یہہ بیان کیا تہا کہ ہمنے لالہ سکھہ لال و کہنی رام حقیقی چچا پریم سکھہ داس اور رگہوناتھہ کو سربراہکار بہتمم مقرر کیا ہے اور درخواست عطاے سرٹیفکیٹ ولایت بنام نامبردگان داخل کی ہے درخواست مذکور بذریعہ تارا چند کے جو مختار مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر کا تہا داخل ہوئی تہی۔ مختار نامہ تارا چند کا مورخہ ۱۱ فروری ۱۸۸۱ء ہے اور دستاویز نمبری ۲۰ ہے۔ اوسپر چین سکھہ رام نے گواہی کی تہی جو منجملہ مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۵۴ ۱۸۸۱ء کے ایک مدعی اپیلانٹ ہے اور جسنے ۱۱ فروری ۱۸۸۱ء کو اپنے کو اسطرح بیان کیا تہا چین سکھہ ملازم پریم سکھہ داس جو فی الواقع وہ تہا

ان دو اپیلون کے مسلون مین اور بہت سے دستاویزات ہین جنسے بلا ضرورت ہم تعداد شاید ابہی اس مقام کے حوالہ کرتے کہ پریم سکھہ داس کو فی الواقع بلدیو سہاے نے متبنی کیا تہا اور

علاوہ اسکے بطور پسر متبنی ملدیو سہاے کے وہ تصور اور تسلیم کیا گیا تھا۔ ہم ذکر کر چکے ہین کہ پریم سکھہ داس کی وفات پر اوسکا کریا کرم ایک شخص چھجو نے کیا تھا جو ملدیو سہاے کے گوتر کا تھا اور اسوجہ سے اوس کریا کرم کرنے کا مجاز تھا۔ اگر تبنیت پریم سکھہ داس کی جایز ہوتی تو اوسکا کریا کرم کوئی شخص چھجو رام سے گوتر کا کرتا اور نہ ہو اوس کریا کرم کے کرنے کا مجاز نہوتا۔

بعد ملاحظہ شہادت زبانی اور دستاویزی کے ہمکو کچھہ شبہ نہین ہے کہ پریم سکھہ داس کو فی الواقع ملدیو داس نے متبنی کیا تھا اور اوسکی تبنیت بوجہ رواج کے ایک جایز اور قانونی تبنیت ہے قبل ختم ہونے ہمارے فیصلے کے اس امر کا بیان بھی متعلق ہوگا کہ مقدمہ حال کیونکر ظہور پذیر ہوا۔ ۱۸۵۱ء مین ملدیو سہاے نے پریم سکھہ داس کو متبنی کیا تھا۔ دسمبر ۱۸۵۶ء مین ملدیو سہاے فوت ہوا تھا۔ بعد وفات ملدیو سہاے کے پریم سکھہ داس جایداد پر جانشین ہوا تھا۔ پریم سکھہ داس ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء کو فوت ہوا تھا۔ اوسوقت وہ سولہ برس کی عمر کا تھا۔ بعد وفات پریم سکھہ داس کے مسماۃ پاربتی و مسماۃ سندر بطور اوسکے ورثاء کے جایداد پر قابض ہوئی تھین یہہ ایسا امر ہے جو نہ صرف دیگر شہادت سے ثابت ہے بلکہ بوجہ بارت ۲۹ الف کے کچھہ تحریرات سے بھی ثابت ہے کہ جسمین مسماتان مذکور بطور ماں پریم سکھہ داس کے درج ہوئی ہین چونکہ بعدہ فیمابین اونکی نزاع پیدا ہوئی تھی مسماۃ سندر نے اپنی نالش بنام مسماۃ پاربتی واسطے تقسیم کے دایر کی تھی اوس نالش مین مسماۃ پاربتی نے بیان کیا تھا کہ مین تنہا قابض ہون اور مسماۃ سندر کے ہر استحقاق سے انکار کیا تھا اوس نالش کے اپیل اول مین عدالت نے ۲۲ جون کو یہہ تجویز کی تھی کہ تبنیت پریم سکھہ داس کی بوجہ اوسکے جانجہ ہونے ملدیو سہاے کے ناجایز ہے اور یہہ تجویز کرکے کہ مسماتان کو قانوناً کوئی استحقاق نہین ہے اور نالش تقسیم کی محض اسوجہ سے قابل پذیرائی کے نہین ہے کہ وہ قابض ہین پیش نالش مسماۃ سندر کی ڈسمس کی تھی۔ اب بیان ہوا ہے کہ ۳ جولائی ۱۸۸۸ء کو منگل رام پوتا الشیر داس نے ہبہ نامہ بنام چین سکھہ رام و نفازی رام مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۵۸ ۱۸۸۹ء جسپر وہ استدلال کرتے ہین لکھدیا تھا۔ ۴ ستمبر ۱۸۸۸ء کو مدعیان اپیلانٹان مذکور نے اپنی نالش دایر کی تھی۔ منگل رام چین سکھہ یا نفازی رام کا رشتہ دار نہین ہے۔ چین سکھہ رام پریم سکھہ داس کی ملازمت مین تھا وہ مسماۃ پاربتی کے ایک بہن سے بیاہا ہے اور اوسکا کارندہ تھا اور ہے۔ نفازی رام برادر نابالغ مسماۃ پاربتی کا ہے۔ منسا رام اور کنہی رام مدعیان اپیلانٹان اپیل اول نمبر ۱۴۲ ۱۸۸۹ء اور اوسکے [illegible] نے اپنی نالش ۸ جنوری ۱۸۸۹ء کو دایر کی تھی۔ مدعیان اپیلانٹان مذکور مین سے کسیکو

کوئی استحقاق نسبت جایداد کے حاصل نہیں ہو سکتا تھا بشرطیکہ تبنیت پریم سکھ داس کی جائز تبنیت ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ منسا رام کبھی رام یا سنگل رام نے کوئی دعوے نسبت جایداد کے یا جواز تبنیت پر اعتراض کرنیکا فیصلہ عدالت مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۰ء کے بعد تک نہیں کیا اگرچہ پریم سکھ داس ۳۰ جنوری ۱۹۱۰ء کو مرا تھا۔ ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ اولاد اشیر داس بعد رشتہ داران چھجو رام پدر اصلی پریم سکھ داس نے فیصلہ عدالت تک کبھی نہیں خیال کیا کہ پریم سکھ داس کے تبنیت کے جواز پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

ہم معہ خرچہ جداگانہ مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۲۱۵ سنہ ۱۹۱۰ء کو ڈسمس اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کرتے ہیں اور ہم معہ خرچہ جداگانہ مسماۃ پاربتی اور مسماۃ سندر کے اپیل اول نمبر ۲۲۳ سنہ ۱۹۱۰ء کو ڈسمس اور ڈگری عدالت ماتحت کو بحال کرتے ہیں۔